EMPIRE CALENDAR
قادیانی مذہب کے عقائد و عزائم، انگریز کی حمایت اور
جہاد کی ممانعت پر مبنی ناقابلِ تردید اور ہوش رُبا عکسی شہادتیں
قادیانیت
برطانوی
سامراج
کا
خودکاشتہ
پودا
محمد متین خالد
Tents of all kinds and for all CLIMATES
Flags of all Nations
YACHT FLAGS
HOUSE FLAGS
BENJAMIN EDGINGTON Limd 2, DUKE St LONDON BRIDGE. LONDON, S.E.
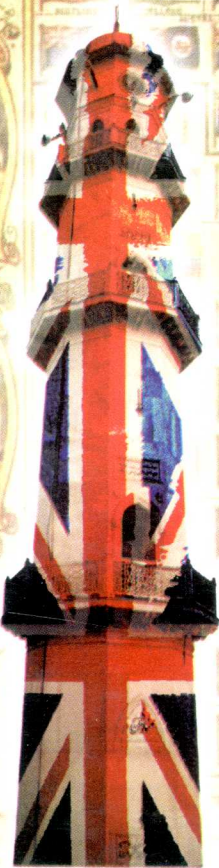
بسم اللہ الرحمن الرحیم

قادیانیت

برطانوی سامراج کا خود کاشتہ پودا

''قادیانیت، برطانوی سامراج کا خود کاشتہ پودا''

یہ کتاب، اپنے اندر قادیانی مذہب کے بانی آنجہانی مرزا قادیانی، اس کے بیٹوں، اس کے نام نہاد خلیفوں اور دیگر اہم قادیانیوں کی انگریز کی حمایت، جہاد کی ممانعت اور دل آزار کفریہ عبارتوں کی عکسی نقول لیے ہوئے ہے۔ قادیانی جرائم کے یہ ثبوت اتنے واضح ہیں کہ دنیا کی کسی بھی عدالت میں، ان عکسی دستاویزات کی صداقت کو چیلنج کرنا، کسی بھی قادیانی کے لیے ممکن نہیں ہے۔ میں اس کتاب میں درج تمام حوالوں اور عکسی نقول کے مصدقہ ہونے کی ذمہ داری قبول کرتا ہوں اور قادیانی جماعت کے موجودہ سربراہ سمیت دنیا کے تمام قادیانیوں (بشمول لاہوری گروپ اور دوسرے 10 قادیانی فرقوں) کو چیلنج کرتا ہوں کہ اگر اس کتاب میں موجود، کوئی بھی عکس غیر حقیقی ہو، یا میری طرف سے کسی بھی نوع کی ترمیم ہوئی ہو، کسی قسم کا اضافہ کیا گیا ہو، یا ایک بھی خانہ ساز حوالہ پایا جائے تو میں اس کے لیے ہر قسم کی سزا پانے کے لیے تیار ہوں! بصورت دیگر انہیں ضد اور ہٹ دھرمی چھوڑ کر آخرت کی فکر کرتے ہوئے اسلام کی آغوش میں آ جانا چاہیے۔

ہے کسی قادیانی میں اخلاقی جرأت جو میرے اس چیلنج کو قبول کرے؟

محمد متین خالد

قادیانیت

برطانوی سامراج کا خودکاشتہ پودا

قادیانی مذہب کے عقائد و عزائم، انگریز کی حمایت اور
جہاد کی ممانعت پر مبنی ناقابلِ تردید اور ھوش رُبا عکسی شہادتیں

محمد متین خالد

علم و عرفان پبلشرز

الحمد مارکیٹ 40-اردو بازار، لاہور،

فون: 37352332-37232336

نام کتب	قادیانیت برطانوی سامراج کا خود کاشتہ پودا
مصنف	محمد متین خالد
ناشر	علم و عرفان پبلشرز
مطبع	جوہر رحمانیہ پرنٹرز، لاہور
سرورق	فضیل کیانی
کمپوزنگ	تاج کمپوزنگ سنٹر، لاہور
سنِ اشاعت	2013ء
قیمت	600/- روپے

علم و عرفان پبلشرز

الحمد مارکیٹ 40- اردو بازار، لاہور۔

فون: 37232336-37352332

محکمہ پولیس سے ہزار شکایات کے باوجود کوئی ذی شعور اس بات سے انکار نہیں کرسکتا کہ یہاں نیک اور اچھی شہرت کے قابل افسران کی کمی نہیں۔ ایسے ہی نیک بختوں میں میرے ایک ممدوح بھی شامل ہیں جو اعلیٰ کلیدی عہدے پر فائز ہوتے کے باوجود ملنساری اور انکساری میں یکتائے عصر ہیں۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ان کی بے پناہ عقیدت و احترام ایک ضرب المثل کی حیثیت رکھتی ہے۔ اسلام اور پاکستان سے والہانہ محبت ان کے رگ و ریشہ میں رچی بسی ہے۔ قادیانیت اور دیگر اسلام دشمن فتنوں سے ان کی بیزاری بھی کسی سے ڈھکی چھپی نہیں۔ لیکن اس موقع پر بھی وہ آئین، قانون اور اخلاق کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑتے۔ ہر نئی کتاب خریدنے اور پڑھنے کا جنون کی حد تک شوق ہے۔ میں اکثر انہیں ازراہ مذاق کہتا ہوں کہ جب جنت میں فرشتے آپ سے آپ کی خواہش پوچھیں گے تو آپ بے ساختہ کہہ اٹھیں گے کہ میرے حصے کی حوروں کو ایک وسیع و عریض لائبریری کی شکل دے دی جائے تاکہ میں ہمہ وقت یہاں ''کتابوں'' کے جھرمٹ میں بیٹھا رہوں۔ شہرت اور خودنمائی سے کوسوں دور بھاگتے بلکہ اسے ''بستہ ب'' کا بدمعاش سمجھتے ہیں، تبھی تو مجھے اپنا نام نہ لکھنے کی درخواست کی۔ میں اس کتاب کا انتساب اپنے شفیق محسن کے نام کرتے ہوئے انتہائی دلی خوشی و مسرت محسوس کررہا ہوں۔

؎ میں تیرا نام بھی نہ لوں اور لوگ پہچانیں
کہ آپ اپنا تعارف ہوا بہار کی ہے

ترتیب عنوانات

قادیانیت
برطانوی سامراج کا خود کاشتہ پودا

49

توجہ فرمائیں!

- اس کتاب کے شروع میں قادیانی مذہب کے عقائد و عزائم، انگریز کی حمایت اور جہاد کی ممانعت پر مبنی تحریروں کو نمبر شمار لگا کر ایک خاص ترتیب سے درج کیا گیا ہے۔
- پھر کتاب کے آخر میں اسی ترتیب کے ساتھ اصل قادیانی کتب کے عکس دے دیے گئے ہیں۔ مثلاً حوالہ نمبر 14 کا عکسی ثبوت، کتاب کے آخر میں حوالہ نمبر 14 کے تحت فراہم کر دیا گیا ہے۔
- اصل قادیانی کتابوں کے ٹائٹل کا عکس ہر حوالہ کے ساتھ بار بار دینے کے بجائے صرف ایک دفعہ دیا گیا ہے، اس کے لیے دیکھیے صفحہ نمبر 21 تا 23
- اہم معترضہ قادیانی تحریروں کو نمایاں کرنے کے لیے ان کے گرد موٹی آؤٹ لائن لگا دی گئی ہے۔
- قادیانی کتب سے پورے صفحے کا عکس دینے سے قادیانیوں کا یہ اعتراض بھی ختم ہو جاتا ہے کہ ان کی گستاخانہ اور متنازع فیہ عبارات سیاق و سباق سے ہٹ کر بیان کی جاتی ہیں۔
- قادیانی کتابوں یا حوالوں کی عکسی نقول کے مصدقہ یا غیر مصدقہ ہونے کے سلسلہ میں حق کے متلاشی کسی قادیانی کو اگر معمولی سا بھی شک و شبہ ہو تو اسے چاہیے کہ وہ فوری طور پر چناب نگر (ربوہ) کی مرکزی ''خلافت لائبریری'' میں جا کر تمام حوالہ جات کو سیاق و سباق کے ساتھ چیک کرے اور پھر اس تحریر کے غلط یا درست ہونے کا فیصلہ بغیر کسی تعصب کے اپنے ضمیر سے لے۔ ان شاء اللہ، وہ صحیح فیصلہ پر پہنچے گا۔
- قارئین کرام سے درخواست ہے کہ اس کتاب میں موجود قابل اعتراض، دل آزار اور توہین آمیز قادیانی عبارات پڑھتے وقت کثرت سے استغفار کریں۔ شکریہ!

فہرست ٹائٹل کتب

قادیانیت...... برطانوی سامراج کا خودکاشتہ پودا

جناب محمد متین خالد کسی تعارف کے محتاج نہیں ہیں۔ وہ ہمارے ملک کا بہت ہی قیمتی اثاثہ ہیں۔ ان کی درجنوں کتابیں تاریخ اسلام کے سینے پر تاابد زندہ رہیں گی۔ زیر نظر کتاب ''قادیانیت، برطانوی سامراج کا خودکاشتہ پودا'' جناب متین خالد کی بہت ہی محنت طلب تحقیق ہے۔ وہ بے لاگ محقق ہیں، مصنف، مبصر اور خطیب بھی۔ حب رسول ﷺ کی دولت سے مالامال ہیں۔ ''ردِ قادیانیت'' کے لیے جیسے رب تعالیٰ نے انہیں خاص طور پر منتخب کرلیا ہے۔ مجھے ان کی ثابت قدمی پر رشک آتا ہے۔

ایک مسلمان اور محمد ﷺ کا امتی ہونے کے ناطے میری تمام تر ہمدردیاں اور نیک تمنائیں جناب متین خالد کے مشن کے ساتھ ہیں۔ ''قادیانیت، برطانوی سامراج کا خودکاشتہ پودا'' دراصل ایک آئینہ ہے جس میں گستاخ رسول اپنا آپ دیکھیں تو منہ چھپانے کو جگہ نہ ملے!!

آپ جوں جوں اس کتاب کو پڑھتے جائیں گے، قادیانیت کا مکروہ چہرہ آپ پر کھلتا چلا جائے گا۔ یہ انگریز کا وہ خودکاشتہ پودا ہے جس نے شروع دن سے ہی پاکستان کے ایٹمی پروگرام کی راہ میں رکاوٹیں کھڑی کرنے کی انتہائی کوششیں کی تھیں مگر وہ اپنے مذموم مقاصد میں ناکام رہے اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہمیں سرخرو کیا، پاکستان ایٹمی طاقت بن گیا۔

جناب ذوالفقار علی بھٹو نے اپنے دورِ حکومت 1974ء میں انہیں قومی اسمبلی سے اقلیت قرار دیا تھا اور جنرل محمد ضیاء الحق نے 1984ء میں اپنے ایمان افروز فیصلوں سے ان کی سرگرمیاں بہت حد تک محدود کردی تھیں مگر یہ فتنہ آج بھی زخمی سانپ کی طرح ڈس گھول رہا ہے۔

لہٰذا ہر مسلمان پر لازم ہے کہ وہ جناب محمد متین خالد کی طرح اپنی پوری ایمانی قوت کے ساتھ ناموس رسالت ﷺ کی پاسداری کے لیے پہرے پر کھڑے رہیں۔

ڈاکٹر عبدالقدیر خان

اسلام آباد

۞......۞......۞

انگشت بدنداں کر دینے والی کتاب

محمد متین خالد صاحب جیسے دیدہ ور قوموں میں کبھی کبھی پیدا ہوتے ہیں، جو اپنے عمل صالح سے زندگی کو جنت کر لیتے ہیں اور تاریخ جنہیں اپنے کشادہ دامن میں ہمیشہ کے لیے محفوظ کر لیتی ہے۔ وہ اقبالؔ کے ایسے مردِ مومن ہیں جو ایک عمر سے رزمِ حق و باطل میں ایمان آفرین فولادی قوت کے ساتھ راہِ حق پر ایستادہ ہیں۔ تحفظ ناموس رسالت کے خارزاروں میں اترنا جان جوکھوں میں ڈالنے کے مترادف ہے، مگر جناب متین خالد گزشتہ تین عشروں سے ''ردِ قادیانیت'' کے محاذ پر ملحدوں، مرتدوں اور زندیقوں سے نبرد آزما ہیں۔

ناموسِ رسالت ﷺ کی پاسداری ان کا جزو ایمان ہے، وہ عقیدۂ ختم نبوت کا معتبر حوالہ ہیں، مورخ کے لیے ان کے ذکر کے بغیر ''تحفظ ختم نبوت'' کی تاریخ مکمل کرنا ممکن ہی نہیں۔ پچاس کے قریب کتابیں اور تقریباً اتنی ہی تعداد میں وہ پمفلٹس تحریر فرما چکے ہیں، ان کی خطابت بھی دلآویز اور تحریر بھی دل میں اُتر جانے والی ہے، انہوں نے برسوں میں صدیوں کا کام کر ڈالا ہے، وہ محقق بھی ہیں اور مورخ بھی۔ برصغیر میں ''ردِ قادیانیت'' پر اب تک بے تحاشہ کام ہو چکا ہے مگر چند ایک کو چھوڑ کر تقریباً سب نے اپنے حصے کے کام کی بجائے اپنے دھڑلے کا کام کیا ہے۔ بہت ساروں نے تو ہوش کی بجائے جوش کو وطیرہ بنایا ہے لیکن جناب متین خالد کے قلم میں جوش و ولولے کی فراوانی کے باوجود اُن کا شمار اسلام کے ہوش مند قلمکاروں میں ہوتا ہے۔ انہوں نے اپنی تحریروں اور تقریروں میں جبر اور تشدد کی بجائے منطق اور دلیل کو معیار بنایا ہے، وہ تضحیک کے مقابلے میں تحقیق پر یقین رکھتے ہیں۔ وہ ایک ایسے متوازن محقق ہیں جو تحقیق میں ''میرٹ'' کو مقدم رکھے ہوئے ہیں، اُن کی تبلیغ کا انداز ہو بہو صوفیوں جیسا ہے ان کا شیریں گفتار ہونا ان کے صوفی ہونے کی دلیل ہے، اُن کے لہجے کی

مٹھاس ہی انہیں اپنے ہم عصروں میں معتبر کرتی ہے۔ کشادہ دلی اور احساسِ مروت اُن کا اضافی وصف ہے، ان کی تحریروں کا صوفیانہ آہنگ اور دل میں گھر کر جانے والا اسلوب قاری کو انکا گرویدہ کرتا چلا جاتا ہے، مثلاً اُن کی ایک کتاب ہے۔

''احمدی دوستو، تمہیں اسلام بلاتا ہے'' ملاحظہ فرمائیں، کس قدر محبت، عجز، انکسار، انسیت، لجاجت اور قند آفرینی ہے، اس طرح کی مدبھری دعوت پر جو کوئی ''راہ گم کردہ'' واپس لوٹتا ہے تو وہ پھر پورے کا پورا اسلام میں داخل ہو جاتا ہے، اور یہی عین اسلام ہے۔ اخلاق کی سرفرازی اور کردار کی بلندی ہی پیغمبرانہ طریقۂ تبلیغ ہے، اسلام دنیا میں کہیں بھی تلوار کے زور پر نہیں پھیلا۔ اگر ایسا ہوتا تو برصغیر کی بات ہی کی جائے تو آج یہ سارا خطہ مسلمان ہو چکا ہوتا کیونکہ یہاں صدیوں مسلمانوں کی حکومتیں رہی ہیں۔ اس خطے میں اسلام کی اشاعت تو صوفیائے کرام کی محنتوں اور محبتوں کا ثمر ہے۔ اسلام میں تلوار تو صرف دین حق کی حفاظت کے لیے اٹھانے کا حکم ہے، جسے جہادِ اکبر کہا گیا ہے جو ہر بالغ اور باشعور مسلمان پر فرض ہے، اسی فرض کی بجا آوری میں جناب متین خالد قلمی اور فکری جہاد جاری رکھے ہوئے ہیں۔

متین خالد صاحب کے اجداد کا پیشہ سپاہ گری تھا۔ ان کے والد فوج میں تھے جنہوں نے اپنی ساری عمر وطن کی سرحدوں کی حفاظت میں گزار دی اور جناب متین خالد دین مبین کی سرحدوں پر برسوں سے پہرہ دے رہے ہیں۔ میری نگاہ ہمیشہ سے کمال کے ساتھ ساتھ صاحبِ کمال پر بھی مرکوز رہی ہے، اسی لیے زیرِ نظر کتاب ''قادیانیت، برطانوی سامراج کا خود کاشتہ پودا'' پر بات کرنے سے پہلے تمہیدی طور جنابِ متین خالد کی شخصیت پر چند کلمات کہنے کی کوشش کی ہے، کیونکہ میں جناب متین خالد کا قاری بھی ہوں اور عقیدت مند بھی۔

''قادیانیت، برطانوی سامراج کا خود کاشتہ پودا'' بہت ہی انگشت بدنداں کر دینے والی کتاب ہے، جس میں متین خالد صاحب نے بڑی عرق ریزی اور جانفشانی سے مرزا غلام احمد قادیانی کی اپنی ہی کتابوں، تحریروں اور ''فرمودات'' سے ثابت کیا ہے کہ قادیانیت انگریز کا بویا ہوا فتنہ ہے جس کا مذہب اسلام سے کوئی تعلق واسطہ نہیں ہے۔ انگریز سرکار کی خوشامد قادیانیوں کا مقصدِ حیات شروع سے تھا اور آج بھی ہے، کتاب کو کسی قسم کے ابہام اور شک و شبہ سے محفوظ بنانے اور وسوسوں سے پاک کرنے کے لیے مرزا غلام احمد قادیانی کے چھوٹے چھوٹے ندامت آمیز اقتباسات کے عکسی ثبوت بھی اس میں شامل کر دیئے

گئے ہیں جن میں:

- سلطنت برطانیہ امن وراحت کی پناہ گاہ!!
- جہاد ختم!!
- دین کے لیے لڑنا حرام ہے!!
- مکہ معظمہ سے لندن بہتر!!
- سکون نہ مکہ میں نہ مدینہ میں!!
- سرکار انگریز پھل دار درخت کی طرح ہے!!
- گورنمنٹ انگریز کا زمانہ..........روحانی اور جسمانی برکات کا مجموعہ" وغیرہ وغیرہ۔

درج بالا خرافات سے اندازہ کرنا مشکل نہیں رہا کہ قادیانی ٹولہ مذہبی تو سرے سے تھا ہی نہیں لیکن ان کا سیاست جیسے مقدس علم و عمل سے بھی کوئی سابقہ نہیں ہے۔ یہ محض درباریوں، خوشامدیوں، بھانڈوں، بے یقینوں، لا دینوں اور اٹھائی گیروں کا "راہ گم کردہ" ایک ایسا گروہ ہے جس کا کوئی مذہب ومسلک یا دین دھرم نہیں ہے۔

رب تعالیٰ اس فتنے سے امت مسلمہ کو محفوظ و مامون رکھے!! آمین!!

جبار مرزا

اسلام آباد

Email: jabbarmirza92@gmail.com

Face Book: Jabbar Mirza
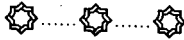
فتنہ قادیانیت، عالمی استعمار کا آلہ کار

دنیا سمٹ کر گلوبل ویلیج ہونے کے ساتھ سپیشلائزیشن کے دور میں داخل ہو چکی ہے، ہر موضوع اور ہر شعبے کا سپیشلسٹ موجود ہے۔ جناب محمد متین خالد ''ردقادیانیت'' کے سپیشلسٹ ہیں، پاکستان میں شاید ہی کوئی ایسا پڑھا لکھا شخص ہو جو متین خالد صاحب کے نام سے آگاہ نہ ہو، وہ 100 کے قریب پمفلٹس، کتابچوں اور کتابوں کے مولف و مصنف ہیں۔ ''ردِقادیانیت'' ان کا پسندیدہ ترین موضوع ہے۔

''قادیانیت، برطانوی سامراج کا خود کاشتہ پودا'' اس سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ جناب متین خالد ثبوت اور دلائل سے ''قادیانیت'' کا رد کرتے ہیں۔ ''ثبوت حاضر ہیں'' چار جلدوں پر مشتمل ان کی بہت ہی ضخیم دستاویز ہے، بیسوں اور کتابیں بھی ان کے جذبۂ تحفظ ناموس رسالت ﷺ کی گواہ ہیں۔ زیرِ نظر کتاب میں متین خالد صاحب نے مرزا غلام احمد کی تحریروں سے ثابت کیا ہے کہ وہ انگریزی استعمار کا لگایا ہوا پودا ہے، جابجا کتاب میں ایسے حوالے موجود ہیں مثلاً ''ازالہ اوہام صفحہ 132 روحانی خزائن جلد 3 کے صفحہ 166 پر مرزا غلام احمد لکھتے ہیں: ''ہم پر اور ہماری ذریت پر یہ فرض ہو گیا ہے کہ اس مبارک گورنمنٹ برطانیہ کے ہمیشہ شکر گزار رہیں'' اس کتاب کی مناسبت سے مجھے مرزا غلام احمد کا وہ خط یاد آ رہا ہے جو 24 فروری 1898ء میں میر قاسم علی قادیانی نے تبلیغ رسالت کی جلد ہفتم میں شامل کیا تھا۔ اس خط میں غلام احمد نے تسلیم کیا تھا کہ وہ انگریز کا خود کاشتہ پودا ہے۔ انہوں نے لیفٹیننٹ گورنر کے نام ایک درخواست میں لکھا کہ ''اگرچہ میں ان خدمات خاصہ کے لحاظ سے جو میں نے اور میرے بزرگوں نے محض صدقِ دل اور اخلاص اور جوش وفاداری سے سرکار انگریزی کی خوشنودی کے لیے کی ہے، عنایت خاص کا مستحق ہوں۔ گورنمنٹ عالیہ کے معزز حکام نے

ہمیشہ رائے سے اپنی چٹھیات میں یہ گواہی دی ہے کہ وہ قدیم سے سرکار انگریزی کے پکے خیر خواہ اور خدمت گزار ہیں، اس ''خود کاشتہ پودہ'' کی نسبت نہایت حزم اور احتیاط، تحقیق اور توجہ سے اپنے ماتحت حکام کو اشارہ فرمائے کہ جو اس خاندان کی ثابت شدہ وفاداری اور اخلاص کا لحاظ رکھ کر مجھے اور میری جماعت کو ایک خاص عنایت اور مہربانی کی نظر سے دیکھیں''

مرزا غلام احمد کی یہ ابتدائی دنوں کی انگریز سرکار سے خط و کتابت ہے، آگے چل کے انہوں نے جو گل کھلائے، وہ متین خالد صاحب کی زیر نظر کتاب میں جا بجا موجود ہیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ قادیانیت مذہبی نہیں، استعمار کی آلہ کار ہے۔

راجہ ظفر الحق

سابق وفاقی وزیر مذہبی امور و اطلاعات و نشریات

سیکرٹری جنرل موتمر عالم اسلامی

قادیانی طلسم ہوشربا کی چند جھلکیاں

28 مئی 2010ء کو جب پاکستان بھارتی ایٹمی دھماکوں کے جواب میں یوم تکبیر منا رہا تھا، عین اس روز لاہور میں دو قادیانی عبادت گاہوں پر دہشت گردوں کا اچانک حملہ بے حد افسوسناک اور وطن عزیز کے امیج کو قوموں کی برادری میں داغدار کرنے کی ایک ایسی کوشش تھی جس کی جتنی بھی مذمت کی جائے کم ہے کیونکہ اسلامی تعلیمات، بابائے قوم محمد علی جناحؒ کے ارشادات اور آئین ملکی کے مطابق تفاوت مذہب وملت اور رنگ ونسل کے ہر امتیاز کے بغیر تمام شہریوں کے جان و مال کا تحفظ کرنا ریاست کی ذمہ داری ہے اور اسے یہ فریضہ پوری قوت سے ادا کرنے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کرنا چاہئے کہ اس بارے میں دو آراء ہو ہی نہیں سکتیں۔ لیکن اس سانحہ کی آڑ میں قادیانیوں نے اپنی تجوریوں کے منہ کھول کر اخبارات و جرائد میں قومی اسمبلی میں گیارہ روز کی طویل آزادانہ بحث کے بعد کی جانے والی آئینی ترامیم کے خلاف مکروہ پروپیگنڈے کا طوفان کھڑا کر کے انہیں دستور پاکستان ہی سے نکال باہر کرنے کی جو سعی مذموم شروع کر دی اور اس کام کو آگے بڑھانے کے لئے نام نہاد لبرل ترقی پسند دانشوروں اور امریکی اشیر واد سے چلنے والی اباحیت پسند این جی اوز کو اپنے ساتھ ملا کر نہ صرف اپنے حق میں مظاہرے کرانے کا اہتمام کیا بلکہ مرزا غلام احمد قادیانی کے خاندان غلاماں کے مرجھائے ہوئے ایک فرد کو خضاب وخندہ سے مرصع کر کے ٹی وی چینلوں سے جس انداز میں پاکستانی عوام سے خطاب کرنے کا موقع فراہم کیا اور انہوں نے جس طرح اپنے آبائی عقائد کو چھپاتے ہوئے اپنی امت کو ''مسلمان'' ثابت کرنے کے لئے تلبیس سے کام لیا، اس سے گوئبلز تو کیا، اس کے آباؤ اجداد کی روحیں بھی شرمسار ہو کر رہ گئیں اور ہر پاکستانی مسلمان یہ سوچنے پر مجبور ہو گیا کہ کہیں یہ سارا ڈرامہ بھی قادیانی مفادات کو تقویت دینے کے لئے ہی تو سٹیج نہیں کیا گیا تھا کیونکہ اسے جس طریقے سے قادیانیت کی تبلیغ کے لئے

استعمال کیا گیا، اس سے تو یوں لگتا تھا جیسے قادیانیوں کو اس بات کا کھلا لائسنس دے دیا گیا ہے کہ وہ اپنی ارتدادی سرگرمیوں کو ازسرنو تیز کر کے الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا کو اس زور سے اپنے حق میں استعمال کریں کہ اس سیلاب بلا خیز میں سب کچھ بہہ کر رہ جائے۔ زرداری حکومت کی دینی حسیات سے محرومی کی وجہ سے اگر کسی قادیانی ذہن میں یہ خناسیت موجود ہے کہ وہ اس نادر موقع سے فائدہ اٹھا سکتا ہے تو اسے فی الفور اس سے نجات حاصل کر لینی چاہئے کیونکہ پاکستان میں بسنے والے مٹھی بھر سیکولر عناصر ہی کیا امریکہ، برطانیہ، اسرائیل اور بھارت سب مل کر بھی آئین پاکستان سے یہ ترامیم ختم نہیں کرا سکتے کیونکہ انہیں اس بات کا بخوبی علم ہے کہ اگر اس نے ایسی کوئی ناپاک جسارت کی تو پھر چناب نگر کے دوزخی مقبرے میں قادیانیت کی گلی سڑی ہڈیاں بھی محفوظ نہیں رہیں گی۔ لیکن اگر فرض محال کے طور پر مان بھی لیا جائے کہ وہ ایسا کرنے میں کبھی کامیاب ہو سکتے ہیں تو پھر بھی ان کے امت مسلمہ میں شامل ہونے کا دور دور تک کوئی امکان نہیں کیونکہ قرآن حکیم دوٹوک الفاظ میں حضور تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آخری نبی، دین اسلام کو آخری دین اور قرآن مجید کو آخری کتاب قرار دے چکا ہے۔ اس لئے مرزا غلام احمد قادیانی کی امت اس کے اضغاث و احلام کو جمع کر کے اور انہیں مجموعہ وحی و الہامات شمار کر کے ''تذکرہ'' کے نام سے خواہ کتنی بھی کتابیں شائع کر ڈالے، وہ ایسی ہزار کوششوں کے باوجود اسے زمرہ انبیاء میں شامل نہیں کر سکتی کیونکہ جب قرآن مجید نہایت واضح الفاظ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خاتم النبین قرار دے چکا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی زبان فیض ترجمان سے بنفس نفیس لا نبی بعدی کہہ کر اس کی یہ تشریح کر چکے ہیں کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں تو پھر کسی ظلی بروزی، غیر تشریعی یا ایک پہلو سے امتی اور ایک پہلو سے نبی ہونے کے کسی دعویدار کی کوئی گنجائش ہی موجود نہیں اور جو کوئی بھی اپنی مسخ شدہ ذہنیت کے تحت ان اصطلاحات سے مسلمانوں کو فریب دے کر انہیں مدینے کی روح پرور فضاؤں سے نکال کر چناب نگر کی بنجر، ویران اور شور زدہ زمین کے سپرد کرنا چاہتا ہے، اسے یہ یاد رکھنا چاہئے کہ اگر مسلمانوں نے اپنی تمام تر کمزوریوں کے باوجود اسود عنسی اور مسیلمہ کذاب کی ''نبوت'' کو پرکاہ کی حیثیت نہیں دی تو وہ مسیلمہ کادیان سے بھی اس سے مختلف سلوک نہیں کرے گی۔ قادیانی خود یہ سوچ لیں کہ اگر امریکہ و برطانیہ کی تمام تر حمایت کے باوجود وہ پاکستان اور جنوبی افریقہ میں ریاستی و عدالتی سطح پر غیر مسلم قرار پا جانے کے بعد انڈونیشیا، ملائشیا

اور بنگلہ دیش میں بھی اسی حشر سے دوچار ہونے والے ہیں تو پھر انہیں خوب اچھی طرح سمجھ لینا چاہئے کہ جو پودا اپنی جنم بھومی سے اکھاڑ کر پھینک دیا جاتا ہے، کسی دوسری زمین پر اس کا پھولنا پھلنا تو درکنار، پھوٹنے کا مرحلہ بھی نہیں آتا۔ اس لئے کہ جعلسازی بہرحال جعلسازی ہوتی ہے اور اس کی حقیقت ایک نہ ایک روز ضرور کھل کر رہتی ہے۔

قادیانیت کے لئے اپنے ذہنوں میں نرم گوشہ رکھنے والوں کو یہ بھی غور کرنا چاہئے کہ اگر فوج اور پولیس کی جعلی وردی پہن کر اپنے آپ کو ان اداروں سے منسوب کرنے والا ریاستی عتاب سے نہیں بچ سکتا تو ظلی بروزی اور غیر تشریعی نبوت کا لبادہ اوڑھ کر اپنے آپ کو صف انبیاء میں کھڑا کرنے والا غضب الٰہی سے کیسے بچ سکتا ہے؟

مجھے اس بات سے آگاہی ہے کہ بعض متصوفین نے مبشرات پر مشتمل خوابوں اور رویا و کشوف کو نبوت غیر تشریعی سے تعبیر کیا ہے لیکن وہ اس اصطلاح کو ولایت کے معنوں میں ہی استعمال کرتے رہے ہیں اور کبھی اسے نبوت کے مقام تک نہیں لائے لیکن مرزا غلام احمد اور اس کے پیروکاروں نے اسے جس طرح نبوت کی ایک قسم بنا کر پیش کیا ہے، اس کی کوئی مثال اہل تصوف تو کیا، ان کی طرف منسوب کی جانے والی شطحیات تک میں موجود نہیں اور خود بانی قادیانیت نے اپنی کتاب ''نور الحق'' میں اسے انہی معنوں میں استعمال کیا ہے لیکن جب ذیابیطس اور مراق ایسے عوارض نے گھیر کر اس پر خبط عظمت کی ایک ایسی کیفیت طاری کر دی کہ وہ اپنے آپ کو ''لک خطاب العزۃ'' کے تحت اعزازی طور پر نبی کے لقب سے سرفراز کئے جانے سے آگے بڑھ کر میں کبھی آدم کبھی موسیٰ کبھی یعقوب ہوں، کے نعرے لگانے لگا اور اس کے مریدوں نے نعوذ باللہ اس کی آمد کو محمد رسول اللہ کی آمد ثانی سے تشبیہ دینے میں بھی کوئی قباحت محسوس نہ کی اور وہ اسلام کے دو بنیادی عقائد ختم نبوت اور جہاد دونوں کا انکار کر کے الہامی بنیادوں پر اہل فرنگ کی غلامی کو آزادی پر ترجیح دینے پر فخر کرنے لگا تو اس پر حریت پسند مسلمان اس سے صرف یہی کہہ سکتے تھے

سنو اے ساکنان ارض پستی
ندا کیا آ رہی ہے آسماں سے
کہ آزادی کا اک لمحہ ہے بہتر
غلامی کی حیات جاوداں سے

لیکن وہ اپنی خوئے غلامی میں اس قدر پختہ تھا کہ 1857ء کی جنگ آزادی کو غدر، مفسدہ اور انگریز سے برسرپیکار مجاہدین کو حرام زادہ تک لکھتے ہوئے بھی کوئی عار اس کے قلب و ذہن کے قریب تک پھٹکنے کی جرأت نہیں کرتی تھی۔ اور ایسا ہو بھی نہیں سکتا تھا کیونکہ جو شخص

تاج و تخت ہند قیصر کو مبارک ہو مدام

ان کی شاہی میں، میں پاتا ہوں رفاہ روزگار

کا ورد کرتے ہوئے تحفۂ قیصریہ اور ستارۂ قیصرہ ایسے ''قصیدے'' لکھ کر اہل فرنگ کی تعریف و توصیف میں زمین و آسمان کے قلابے ملانے اور ان کے لیے رحمدل اور مہربان حکومت کے الفاظ استعمال کرنے میں کوئی باک محسوس نہ کرتا ہو اور ان کے مقاصد کو آگے بڑھانے کے لیے جہاد کو منسوخ اور حرام قرار دے کر اپنے آپ کو غیر تشریعی نہیں بلکہ باقاعدہ صاحب شریعت انبیا کی صف میں شامل کرنے کی ناپاک جدوجہد کرنے میں مصروف ہو، اس کے بارے میں یہ کیسے گمان کیا جاسکتا ہے کہ وہ انگریز کی غلامی سے سرتابی کی جرأت کر کے عوام کو آزادی کا درس دے گا؟ قرآنِ کریم کے فرمان کے مطابق تو نبی کا بنیادی کام ہی یہ ہوتا ہے کہ وہ ان کے ذہنوں کو جکڑ کر رکھنے والے تمام طوق و سلاسل کو توڑ کر انہیں آزادی کی راہ پر گامزن کرتا ہے۔ لیکن قادیان کا یہ نام نہاد نبی بڑا عجیب ہے کہ وہ لوگوں کو آزادی کی جانب دعوت دینے کی بجائے ان کو غلامی کی تلقین کرنے میں عافیت محسوس کر رہا ہے۔ اس نوع کے غلام ابن غلام قومی آزادی کی تحریکوں کے لیے جتنا بڑا خطرہ ہیں، ان کے بارے میں کچھ کہنے کی ضرورت نہیں کہ یہ سب ظاہر و باہر ہے۔

ہمارے بعض سیکولر کالم نگار کہتے ہیں کہ 1965ء کی جنگ میں تو قادیانی جرنیلوں نے بڑی قربانی دی تھیں اور اختر ملک نے اکھنور تک پہنچ کر بہت بڑا معرکہ سر کر لیا تھا۔ تاریخ سے ناواقف ان لکھاریوں کو اس بات کا علم نہیں کہ ایوب خاں اور ذوالفقار علی بھٹو دونوں کو اپنے دام ہمرنگ زمیں پھنسا کر کشمیر میں مداخلت کار بھجوانے پر آمادہ کرنے والے بھی قادیانی ہی تھے اور اپنے ''متنبی کی تعلیمات سے بھی ان کے انحراف کرنے کا سبب یہی تھا کہ وہ سب مرزا غلام احمد کے ایک ''کشف'' کو پورا کرنے کے لئے کشمیر کی گلی سے ہو کر قادیان جانے کی تمنا اپنے دل میں بسائے بیٹھے تھے اور اس جنگ کا ہی یہ ثمر تھا کہ پاکستان اپنی ترقی کی منزل سے 50 برس پیچھے چلا گیا اور آج قادیانی نہ صرف اسرائیل میں اپنا مشن چلا رہے ہیں بلکہ

بھارت میں بھی نئی دہلی کے حکمرانوں سے نت نئی مراعات لے رہے ہیں لیکن افغانستان، کشمیر اور فلسطین تینوں جگہوں پر چلنے والی قومی آزادی کی تحریکوں کے وہ مخالف ہیں اور مسئلہ کشمیر اور فلسطین دونوں کو الجھانے میں انہوں نے جو کردار ادا کیا ہے، اس کو نظر انداز کرنا ممکن نہیں۔ میاں افتخار الدین نے اسمبلی کے فلور پر اپنے تاریخی خطاب میں کہا تھا کہ ظفر اللہ خاں نے اپنی بے معنی اور طویل تر تقریروں سے مسئلہ فلسطین کو الجھا کر رکھ دیا اور یہی بات برنگ دگر کرتے ہوئے ذوالفقار علی بھٹو نے کہا کہ ظفر اللہ خاں نے مسئلہ فلسطین کا بیڑا غرق کرنے میں کوئی کمی نہیں کی، اسے کرنا بھی یہی کچھ تھا کیونکہ جو شخص قومی آزادی کی لذت سے ہی آشنا نہیں، وہ آزادی اور جہاد کی قدر و قیمت کیا جانے۔ اسی پس منظر میں یاد آیا کہ ایک دفعہ انجینئرنگ یونیورسٹی لاہور میں ایک فلسطینی نوجوان سے میری اس موضوع پر بات ہو رہی تھی۔ میں نے اس سے پوچھا کہ تم اپنے ملک میں قادیانیوں کو کس نظر سے دیکھتے ہو تو اس نے کہا کہ ہم قومی آزادی کے ان دشمنوں کو یہودیوں سے بدتر سمجھتے ہیں کہ وہ کھلے دشمن ہیں اور یہ چھپے منافق، جو مشرق اوسط میں آتے ہی اس لئے ہیں کہ جاسوسی کر کے اپنے آقایان ولی نعمت کا حق نمک ادا کر سکیں اور وہ یہ فریضہ اپنی مذہبی ذمہ داری سمجھ کر ادا کرتے ہیں، اس لئے ان پر اعتبار کرنا ممکن نہیں۔ جنرل ضیاء الحق مرحوم ایک مرتبہ جب امریکہ کے دورے پر گئے تو امریکی حکام سے پاکستان کے ایٹمی پروگرام پر بات چیت کے دوران سی آئی اے کے ذمہ داران نے ان کے سامنے ایسے ایسے انکشافات کئے کہ جنرل مرحوم انگشت بدنداں ہو کر رہ گئے۔ واپس آ کر انہوں نے تحقیق کی تو پتہ چلا کہ سب کچھ ڈاکٹر عبدالسلام کا کیا دھرا تھا جنہوں نے ڈایاگرام تک امریکہ کے حوالے کر دیئے تھے۔ جس پر اسے فوری طور پر چلتا کر دیا گیا تو اس نے اٹلی میں ایک جدید سائنسی ادارہ بنا کر اس میں دھڑا دھڑ قادیانیوں کو بھرتی کر لیا تا کہ وہ داشتہ آید بکار کے طور پر آئندہ کی ضروریات کے کام آئیں۔

سیاسی، سفارتی اور مذہبی محاذ پر قادیانیوں کی یہ قلابازیاں مسلسل جاری ہیں اور مرزا غلام احمد کی ''تدریجی نبوت'' سے لے کر اب تک اس کی مثالیں جگہ جگہ بکھری نظر آتی ہیں۔ بہت کم قادیانیوں کو اس بات کا علم ہے کہ مرزا ناصر احمد نے ایک بار ترنگ میں آ کر منڈی بہاء الدین کی قادیانی عبادت گاہ میں یہ دیاکھیان بھی دے دیا تھا کہ آخری زمانے میں جس نے آنا تھا، وہ مرزا غلام احمد کی صورت میں آ چکا ہے اور اب اس کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

اس زمانے میں منڈی بہاء الدین میں مقیم قادیانی مربی مجھ سے خاصی کھلی ڈلی گفتگو کر لیتے تھے۔ کہنے لگے کہ اس موقع پر میرے دل میں فوراً یہ خیال آیا کہ ''حضرت صاحب'' سے کہوں کہ اگر یہی کچھ کرنا تھا اور نبوت کو ''حضرت مسیح موعود'' پر ہی ختم کرنا تھا تو پھر ''اجرائے نبوت'' کا پنگا لینے کی ضرورت تھی نہ خاتم النبین کے معنی آخری نبی کی بجائے نبیوں کی مہر کر کے نبوت کی ٹکسال کھولنے کا کوئی فائدہ۔ لیکن میں اپنی گزارہ الاؤنس والی ملازمت کے چلے جانے کے خوف سے دبک کر بیٹھا رہا کہ اس عمر میں کوئی دوسری ملازمت مل سکتی ہے نہ نئے تعلقات ہی بنائے جا سکتے ہیں لیکن یہی بات دوسرے کئی حاضرین کے لئے بھی تعجب کا باعث بنی اور انہوں نے وہاں پر موجود ''مورکھ احمدیت'' مولوی دوست محمد شاہد کو آڑے ہاتھوں لیا جو اس ناگہانی صورتحال سے بڑی مشکل سے جان چھڑا کر بھاگے۔ اس قسم کے مضحکہ خیز تماشوں سے قادیانی امت کی پوری تاریخ بھری پڑی ہے لیکن اس کے باوجود وہ سوچنے سمجھنے کے لئے تیار نہیں اور نحن علی ملۃ آباء نا کی پرانی روش پر پوری ہٹ دھری سے قائم رہ کر اپنے ''پیدائشی احمدی'' ہونے پر فخر کرتے رہتے ہیں حالانکہ کوئی شخص خواہ پیدائشی طور پر ذہنی توازن سے محروم ہو یا اس کے بعد اس حالت کو جا پہنچے تو یہ دونوں کیفیتیں کسی طرح موجب افتخار نہیں ہو سکتیں۔

ان تاویلات نے قادیانیوں کے ذہنوں کی برین واشنگ کر کے انہیں کس طرح کونوا قردۃ خاسین کی صف میں لا کھڑا کیا ہے، اس کا اندازہ اس امر سے ہو سکتا ہے کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معراج جسمانی کو تو خلاف عقل قرار دیتے ہوئے اسے ایک خواب، رویا اور کشف سمجھتے ہیں لیکن مرزا غلام احمد کے سرخی کے چھینٹوں والے ''کشف'' کو حقیقی خیال کرتے ہیں اور اس اجمال کی مختصر تفصیل یہ ہے کہ مرزا غلام احمد نے خوابیدگی کی حالت میں یہ منظر دیکھا کہ وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے حضور کوئی فائل دستخطوں کے لئے پیش کر رہا ہے جس پر ذات باری نے اپنے دستخط کرنے کے لئے قلم اٹھا کر اسے سرخ روشنائی سے بھری ہوئی دوات میں ڈبویا تو اس کی نب پر بہت زیادہ مواد لگ گیا جو چھڑکا گیا تو اس کے چھینٹے عالم بیداری میں بھی مرزا غلام احمد کی چادر پر پڑے ہوئے تھے۔ بعد میں یہ چادر اس کے ایک ''صحابی'' عبداللہ سنوری نے لے لی جو آج بھی قادیانی امت نے سنبھال کر رکھی ہوئی ہے اور کوئی قادیانی یہ سوچنے کی زحمت ہی گوارا نہیں کرتا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معراج مبارک اگر

بقول ان کے ایک خواب تھا تو خواب پر تو کوئی احمق بھی اعتراض نہیں کر سکتا، زبان و بیان کے ماہر اکابرین قریش جن میں سے ہر فرد انسان ہونے کے ناتے خواب دیکھتا تھا، وہ اس پر کیسے معترض ہو سکتے تھے؟ اعتراض تو وہ کسی غیر معمولی اور خارق عادت واقعہ پر ہی کر سکتے تھے۔ پیغمبر گردوں رکاب علیہ السلام کے اس معجزاتی سفر کو قادیانی ماننے کے لئے تیار نہیں مگر مرزا غلام احمد کے سرخی کے چھینٹوں والے خواب کو حقیقت پر محمول کرنے کو وہ نہ صرف ایمان کا حصہ سمجھتے ہیں بلکہ انہیں اس میں کوئی بات خلاف عقل بھی نظر نہیں آتی۔ مرزا غلام احمد نے اپنی پہلی بیگم حرمت بی بی کی بے حرمتی کرنے کے بعد اسے ایک معلقہ کی طرح چھوڑ دینے کے بعد اپنے ہی خاندان کی ایک رشتہ دار لڑکی محمدی بیگم سے نکاح کے لئے جتنی جدوجہد کی، جس قدر آہیں بھریں، جس قدر پیشگوئیاں کیں اور اس آسمانی نکاح کو زمین پر وقوع پذیر کرنے کے لئے جو کچھ کیا، وہ اس شخص کی اخلاقی حالت، نفسیات اور سماجی شعور پر ایک افسوسناک تبصرہ ہے لیکن ان ساری کوششوں کے باوجود وہ مرزا غلام احمد کے ہاتھ نہ آسکی اور قادیانی امت کے ناظر اصلاح و ارشاد قاضی نذیر آنجہانی کو مجبوراً اس کی یہ تاویل کرنا پڑی کہ یہ حضرت صاحب کی اجتہادی غلطی تھی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع الی السماء کے بارے میں مرزا غلام احمد وہی عقیدہ رکھتا تھا جو جمہور مسلمانوں کا ہے اور اس کا اظہار اس نے اپنی متعدد کتب میں اتنے زور اور تواتر سے کیا ہے کہ اس کو نظر انداز کرنا ممکن نہیں۔ لیکن پھر جب مرزا غلام احمد کے دل میں خود ''منصب نبوت'' پر براجمان ہونے کی خواہش انگڑائیاں لینے لگی اور حقیقۃ الوحی میں ایک سو سے زائد دس روپے کی آمد کے بارے میں ہونے والے ''الہامات'' نے ان کی معاش کو بھی خاصا مضبوط کر دیا تو پھر انہوں نے فوراً اپنا پینترا بدل کر وفات مسیح کا اعلان کرنا شروع کر دیا اور کہا کہ میں کیا کروں خدا کی طرف سے بارش کی طرح نازل ہونے والی وحی نے مجھے اپنے پرانے موقف پر قائم نہیں رہنے دیا اور اب قادیانی اجرائے نبوت سے بھی کہیں زیادہ، وفات مسیح کا راگ الاپ رہے ہیں کہ اگر اصل مسیح یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد ثانی امت مسلمہ کے معتقدات میں ایک مرکزی حیثیت کی حامل رہے گی تو پھر مرزا غلام احمد قادیانی کو مثیل مسیح بنانے کے لیے نہ قادیان کا جعلی منارۃ المسیح کام دے گا اور نہ ہی قادیان دمشق بن سکے گا۔ آخر قادیانی کب تک یہ اجتہادی غلطیاں کرتے چلے جائیں گے۔ میں نے تو ان چند سطور میں

قادیانی طلسم ہوشربا کی چند جھلکیاں آپ کو دکھائی ہیں۔ تاہم اگر آپ ان بھول بھلیوں کی ذرا تفصیل سے سیر کرنا چاہتے ہیں تو برادر عزیز محمد متین خالد کی کتاب ''قادیانیت، برطانوی سامراج کا خود کاشتہ پودا'' کا مطالعہ کریں اور مرزا غلام احمد کی کتابوں کے متعلقہ حوالہ جات کی عکسی تصاویر کے ساتھ دیکھیں۔ محمد متین خالد نے اپنی تحقیقی کتاب میں اس حوالے سے اتنا کچھ اکٹھا کر دیا ہے کہ میں بلا خوف تردید کہہ سکتا ہوں کہ انہوں نے تن تنہاء وہ کام کر دکھایا ہے جو مالی وسائل پر اجارہ داری رکھنے والے اداروں اور جماعتوں کو کرنا چاہئے تھا لیکن شائد تقدیر کا چلن یہی ہے کہ وہ افراد ہی سے کام لیتی اور پھر جماعتیں اس سے فائدہ اٹھاتی ہیں۔

شفیق مرزا

لاہور

Email: shafiqmirza@live.com

نفیرِ قلم

اس بات میں ذرا سا بھی شک وشبہ نہیں کہ قادیانی مذہب موجودہ دور کے فتنوں کا سرخیل ہے۔ دجل وکذب اور تاویل وحیلہ میں اس کا کوئی ثانی نہیں۔ اگر اس بات میں کوئی ابہام ہو تو آپ قادیانی مذہب کا بالاستعیاب مطالعہ کرلیں۔ آپ خود بخود اس نتیجہ پر پہنچ جائیں گے کہ پورا قادیانی لٹریچر الحاد وضلالت اور فسق واباحت سے بھرا پڑا ہے۔ ایسے شر انگیز، گمراہ کن اور سوقیانہ عقائد ونظریات صرف کسی تخریبی اور عقربی گروہ کے ہی ہو سکتے ہیں۔ قادیانی نبوت کی غرض وغایت اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ مسلمانوں کو ان کے اصل مرکز سے برگشتہ کردیا جائے اور یہی قادیانی مذہب کی ایجاد کا اصل مقصد ہے۔ قادیانی جماعت کا بانی آنجہانی مرزا غلام احمد قادیانی بڑے فخریہ انداز سے اپنی ایک کتاب میں لکھتا ہے کہ وہ برطانوی سامراج کا خود کاشتہ پودا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ انگریز کی غلامی کو موجب رحمت، اس کی اطاعت کو اسلام کا حصہ، اس کی حکومت کو نعمتِ الٰہی، اس کے زمانے کو روحانی برکات کا مجموعہ، اس سے وفاداری کو حرزِ جان، اس سے جنگ کرنے والوں کو بدکار اور حرامی، اس کے سایۂ حکومت کو خدا تعالیٰ کی پناہ اور اس کے وجود کو مکہ اور مدینہ سے افضل قرار دیتا ہے۔

امت مسلمہ کا یہ متفقہ عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ نبی ہیں۔ وہ آسمانوں پر زندہ موجود ہیں اور قرب قیامت دوبارہ اس دنیا میں آسمان سے نازل ہوں گے۔ مرزا قادیانی نے کئی دوسرے دعاوی کے ساتھ ساتھ یہ دعویٰ بھی کیا کہ وہ وہی مسیح ہے جس کے دوبارہ دنیا میں آنے کا وعدہ قرآن وحدیث میں کیا گیا ہے۔ پوچھا گیا کہ آپ کیسے وہی مسیح ہیں؟ وہ تو ابن مریم ہیں جنہوں نے آنا ہے اور آپ ابن چراغ بی بی ہیں۔ جواب میں مرزا قادیانی نے کہا کہ وہ فوت ہوگئے ہیں، ان کی جگہ میں آگیا ہوں۔ بس یہی وہ نظریہ ہے جس پر قادیانی معتقدات کی بوسیدہ عمارت کھڑی ہے۔

یوں تو ہر قادیانی اپنی بے مثل خباثت کے لحاظ سے پورے باون گز کا ہوتا ہے لیکن بحث ومباحثہ کے دوران وہ اس سے کہیں زیادہ ثابت ہوتا ہے۔ اس کی دلی خواہش ہوتی ہے کہ وہ دوسروں سے اپنی گفتگو یا بحث کا آغاز ''وفاتِ مسیح علیہ السلام'' کے موضوع سے کرے۔ دراصل یہ ایک ایسا ٹیکنیکل موضوع ہے کہ ایک عام اور سادہ خاطر مسلمان قرآن وحدیث سے لاعلمی اور ناقص مطالعہ کی بنا پر اس حوالے سے زیادہ مدلل گفتگو نہیں کرسکتا۔ جبکہ ایک عام قادیانی کی بھی اس خاص موضوع پر بھرپور تیاری ہوتی ہے اور یوں وہ ایک عامی مسلمان پر نفسیاتی فتح بزعم خود حاصل کرلیتا ہے۔ اس کے برعکس کسی بھی قادیانی سے گفتگو، بحث یا مناظرہ کے شروع میں اگر یہ کہہ دیا جائے آج ''مرزا قادیانی کی شخصیت و کردار'' پر بات ہوگی تو یقین جانیے قادیانی مربیوں کے اوسان خطا اور ہاتھ پاؤں پھول جاتے ہیں بلکہ بعض تو اس قدر طیش میں آجاتے ہیں کہ گویا گالی سے ان کی تواضع کردی گئی ہے۔ قادیانی مربی کبھی اس موضوع پر بات کرنے کے لیے رضامند نہیں ہوتے بلکہ صاف انکار کردیتے ہیں۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ قادیانیوں کو تنہائی میں بیٹھ کر اس اہم نکتہ پر ضرور غور کرنا چاہیے۔ طرفہ لطیفہ ہے کہ آنجہانی مرزا قادیانی دعویٰ تو کرے نبوت ورسالت کا لیکن بحث کی جائے حیات ووفاتِ مسیح علیہ السلام پر۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ مسئلہ حیاتِ مسیح سے مرزا قادیانی کے دعویٰ نبوت ورسالت کا کیا تعلق ہے؟

قادیانی جماعت اپنے ماننے والوں کو تاویلات کے گورکھ دھندے، روحانی تعبیرات کے زینۂ پیچاں اور خودساختہ الہامات، رؤیا وکشوف کے دام میں الجھا کر بھٹکانے کا فریضہ، وظیفہ سمجھ کر ادا کررہی ہے۔ قادیانی نوجوانوں کی اکثریت اپنے مذہب قادیانیت کو محض وراثت میں وصول کرنے کے سبب اسے سینے سے لگائے ہوئے پھر رہی ہے۔ انہیں سرے سے معلوم ہی نہیں کہ قادیانیت فی الحقیقت ہے کیا؟ نہ انہوں نے کبھی معروضی پیمانوں کو معیار مان کر اپنے آبائی نظریاتی اثاثے کے بودے پن پر غور کیا ہے۔ بقول شخصے: ''باپ دادا نے کچے انگور کھائے اور اولاد کے دانت کھٹے کیے۔'' میں پورے دعویٰ کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ اگر قادیانی تمام تر تعصبات اور نفرتوں کو بھلا کر انتہائی غیر جانبداری سے مرزا قادیانی کی تمام کتابوں کو نہایت تدبر اور عمیق نظری سے پڑھیں تو ان شاء اللہ! وہ اس نتیجہ پر پہنچیں گے کہ وفات مسیح کا مسئلہ محض ایک ڈھونگ ہے جو ممانعت جہاد کے سلسلہ میں انگریز کی شہ پر رچایا گیا۔ خود مرزا

قادیانی اپنی عمر کے 52 سال تک اس عقیدے کی تبلیغ و اشاعت کرتا رہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ موجود ہیں، قربِ قیامت دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے۔ ان کی آمد سے پوری دنیا میں اسلام پھیل جائے گا۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے بقول خود مذکورہ عقیدہ قرآن و حدیث سے لیا اور جب وفاتِ مسیح کا شوشہ چھوڑا تو کہا، مجھے خاص الہام ہوا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں۔ ایک اور موقع پر انگریز حکومت کو خوش کرنے کے لیے اس نے کہا کہ مجھے وحی والہام کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ اب جہاد ختم ہو گیا ہے۔

ضرورت اس بات کی تھی کہ سیاسی محاذ پر قادیانیت برٹش گٹھ جوڑ کے قادیانی عقیدہ کو اصل حقائق کی روشنی میں مکمل طور پر آشکار کیا جائے۔ زیرِ نظر کتاب اسی بنیادی موضوع پر محیط ہے۔ میں نے اپنے تئیں یہ کتاب نہایت عرق ریزی اور محنت شاقہ سے تیار کی ہے جو ناقابل تردید دلائل و براہین، چشم کشا انکشافات، حیرت انگیز حوالہ جات اور عبرت آموز حقائق کے لحاظ سے اپنی جامعیت و نوعیت کی پہلی کتاب ہے۔ میں نے اس دشوار ترین موضوع کو نہایت آسان اور سلیس انداز میں اس طرح پیش کیا ہے کہ اس کتاب کے مطالعہ کے بعد ایک عام طالب علم بھی اس موضوع پر کماحقہ معلومات حاصل کر کے قادیانی اعتراضات اور شبہات کا منہ توڑ جواب دے سکے گا۔ (انشاء اللہ)! اہل علم حضرات سے گذارش ہے کہ کتاب کو خوب سے خوب تر بنانے کے لیے اپنی قیمتی آرا ضرور ارسال کریں۔ شکریہ!

خاکپائے مجاہدین ختم نبوت

لاہور

Email: mateenkh@gmail.com

۞......۞......۞
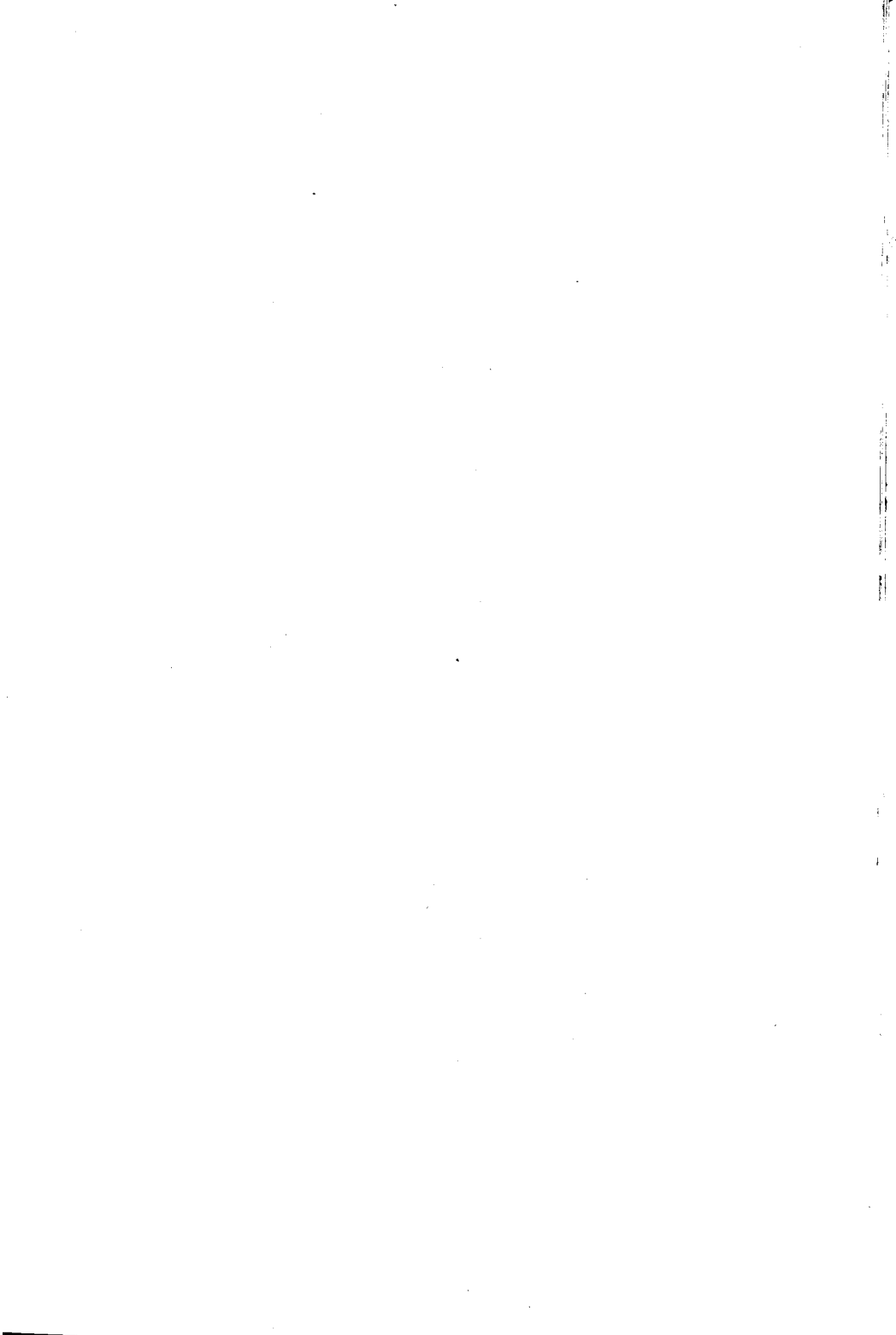
شکریہ!!!

- اسلام اور پاکستان کی نظریاتی سرحدوں کے محافظ اور بین الاقوامی شہرت یافتہ ایٹمی سائنسدان جناب ڈاکٹر عبدالقدیر خان کا جنہوں نے اِس کتاب پر اپنے تاثرات کا اظہار کر کے کتاب کے علمی اور تحقیقی مرتبہ میں بے پناہ اضافہ کیا۔
- حق گوئی و بے باکی کے نقیب، معروف صحافی، کالم نگار اور دانشور محترم جبار مرزا کا جنہوں نے اِس کتاب پر باطل شکن تقریظ لکھ کر کتاب کو چار چاند لگا دیئے۔
- سفیر محبت مجاہد ختم نبوت جناب راجہ ظفر الحق کا جنہوں نے کتاب پر اپنے گرانقدر خیالات کا اظہار فرما کر قادیانیت کے تابوت میں آخری کیل ٹھونک دی۔
- "انسائیکلوپیڈیا آف قادیانیکا" جناب شفیق مرزا کا جنہوں نے اِس کتاب پر مبسوط دیباچہ لکھ کر میری حوصلہ افزائی کی۔
- شاہینِ ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ کا جنہوں نے حوالہ جات کے سلسلہ میں مکمل رہنمائی کی۔
- پیکرِ محبت و اخلاص جناب عبدالرؤف (اسلام آباد) کا جنہوں نے نہایت باریک بینی سے اِس کتاب کا مسودہ پڑھا اور اپنے قیمتی مشوروں سے نوازا۔
- وکیلِ ختم نبوت جناب محمد آصف بھلی (سیالکوٹ)، محترم پروفیسر محمد اقبال جاوید (گوجرانوالہ)، پروفیسر جناب جمیل احمد عدیل، جناب محمد احمد ترازی، جناب عقیل انجم، جناب محمد ضیاء الحق نقشبندی، جناب محمد ہاشم جاوید اور جناب شہزاد یونس کا جنہوں نے ہر مرحلہ میں بے حد تعاون کیا۔

اللہ تعالیٰ ان سب حضرات کی محبتوں کا سایہ ہمیشہ مجھ پر قائم رکھے۔ آمین!

مقروض کر دیا ہے تمہارے خلوص نے
چاہت کے وہ لفظ اور ہر لفظ میں دعا

محمد متین خالد

حضور خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ’’بے شک اللہ تعالیٰ کے نزدیک بدترین انسان وہ ہے جو کسی مسلمان کے عیوب کو تلاش کرے اور اس کی نیکیوں کو فراموش کر دے۔‘‘

پھول بغیر کانٹے کے نہیں ہوتا۔ آپ کتنا ہی نیک کام کیوں نہ کریں، نکتہ چین اپنی نیش زنی سے باز نہیں آتے۔ کسی کے عیب تلاش کرنے والے کی مثال اُس مکھی جیسی ہے جو سارا خوبصورت جسم چھوڑ کر صرف زخم پر ہی بیٹھتی ہے۔ چاند کو دیکھ کر کتے بھونکا کرتے ہیں اور بھونک بھونک کر یونہی اپنے آپ کو تھکا دیتے ہیں۔ حسد کا کوئی علاج نہیں۔ امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا قول زریں ہے: ’’بارش کا قطرہ سیپ اور سانپ دونوں کے منہ میں گرتا ہے۔ سیپ اس قطرے کو موتی بنا دیتا ہے جبکہ سانپ اسے زہر میں تبدیل کر دیتا ہے۔ جیسا کسی کا ظرف، ویسی اس کی تخلیق۔‘‘ مزید ارشاد فرمایا: ’’حاسد کے لیے یہی سزا کافی ہے کہ جب تم خوش ہوتے ہو تو وہ افسردہ ہو جاتا ہے۔‘‘

حاسد حسد کی آگ میں ہر دم جلا کرے
وہ شمع کیا بجھے، جسے روشن خدا کرے

✿……✿……✿
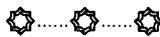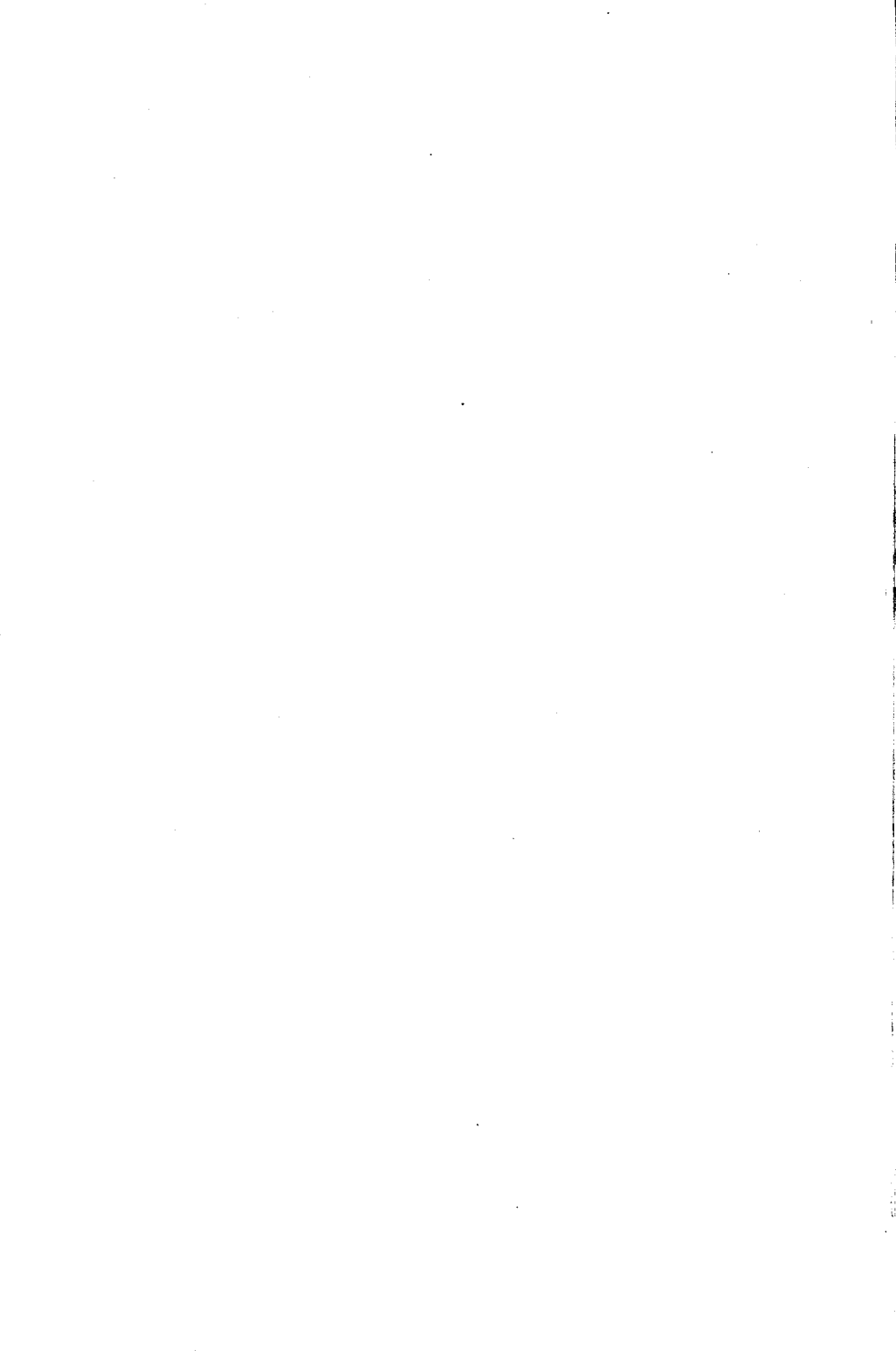
قادیانیت
برطانوی سامراج کا خود کاشتہ پودا
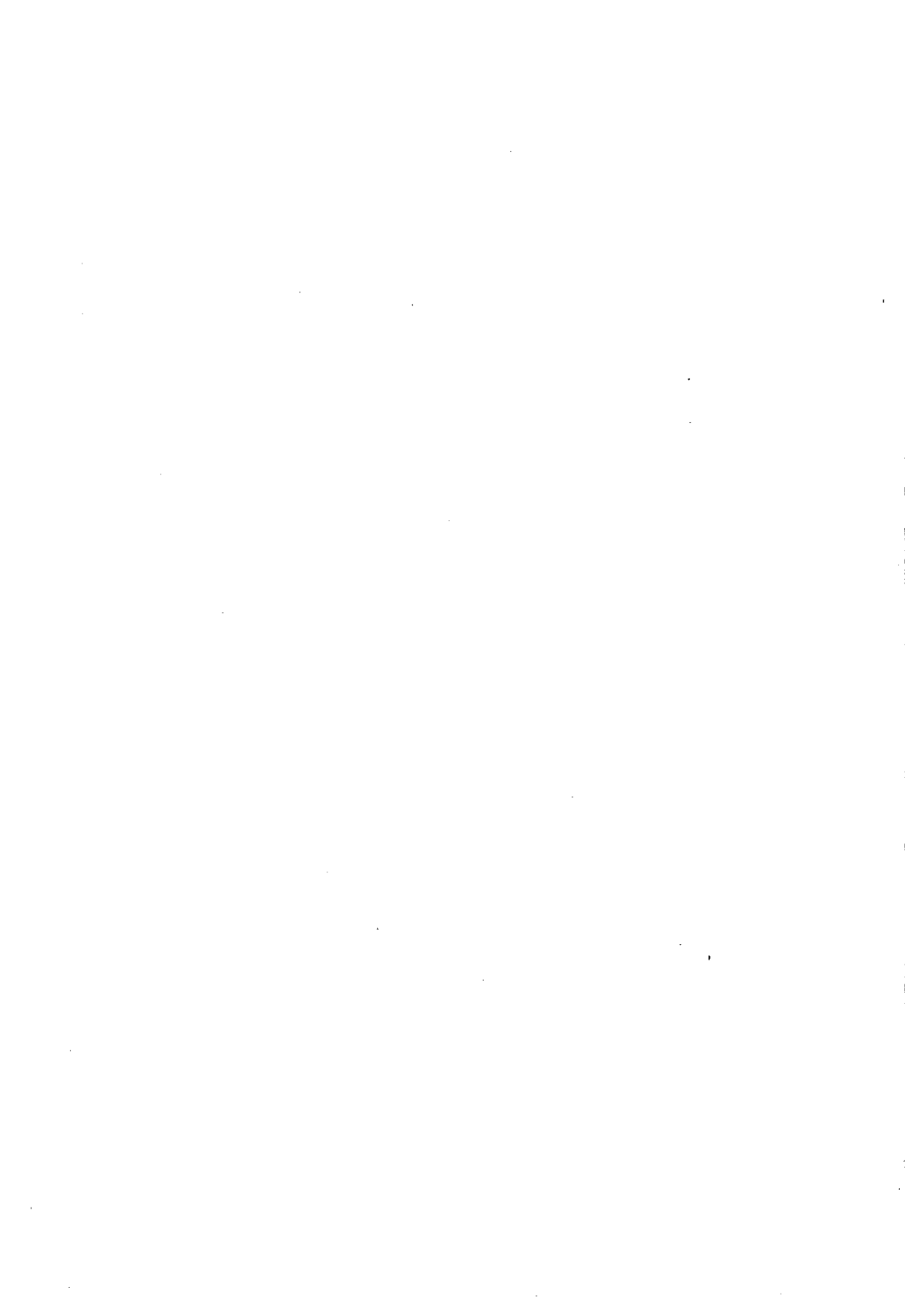
اللہ تعالیٰ کی رضا اور دین اسلام کی بقا کے لیے اپنی جسمانی طاقت وتوانائی کو راہ خدا میں بے دریغ صرف کرنا شریعت کی اصطلاح میں جہاد کہلاتا ہے۔اس کے برعکس اگر لڑائی میں مال وزر کا حصول، قوت وشوکت کی نمود، سامان حرب کی نمائش، شجاعت ومردانگی کا اظہار، سلطنت وحکومت کی توسیع، شہرت و ناموری کا شوق، لشکر کشی کا غلغلہ یا دوسروں کو زیر کرنے کا جنون پیش نظر ہو، تو پھر یہ جہاد نہیں ہوگا بلکہ جنگ ہوگی جو دینی نقطہ نگاہ سے بے مقصد ہے۔ اسلام میں وہ لڑائی معرکہ حق و باطل اور جنگ وقتال، جہاد ہے جو اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کی خوشنودی کے لیے لڑی جائے۔ مدعا اور مقصد فقط دین اسلام کی سربلندی ہو۔ ایسی لڑائی دنیاوی، نفسانی اور شیطانی خواہشات واغراض سے یکسر پاک ہو۔ اس راہ میں لڑنے والے کا صرف ایک ہی نصب العین، ایک ہی جذبہ، ایک ہی شوق اور ایک ہی ولولہ ہو کہ اس کا مالک حقیقی اس سے راضی ہو جائے۔ بقول علامہ اقبالؒ

شہادت ہے مطلوب و مقصود مومن
نہ مال غنیمت نہ کشور کشائی

ایمان کے بعد اہم ترین فرض، دشمنانِ اسلام کے خلاف جہاد ہے۔ جہاد، بنیادی قانونِ خداوندی، دین اسلام کا اہم ستون اور مقدس دینی فریضہ ہے۔ اسلام اور مسلمانوں کی بقا کا دارومدار اسی پر ہے۔ عقیدہ جہاد کو اسلام میں بنیادی اہمیت حاصل ہے کیونکہ جہاد کی انفرادیت یہ ہے کہ وہ کفر اور اسلام میں تمیز کرتا ہے۔ جہاد ہی ایسا عمل ہے جو دین کی ترویج وترقی اور سربلندی کا باعث بنتا ہے۔ حضور سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک جہاد تمام عبادتوں سے افضل عبادت ہے۔ حضور خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے کافروں سے جہاد کے لیے خود تلوار اٹھائی، زرہ بکتر زیب تن کی، جہاد کے لیے سفر کی صعوبتیں

برداشت کیں۔ آپ ﷺ نے اپنے دست مبارک سے خندقیں کھودیں، اللہ کے دین کی سربلندی کے لیے اس راستہ میں پتھر اور تیر کھائے، غزوہ احد میں دانت مبارک شہید کروایا، کئی غزوات میں آپ ﷺ زخمی ہوئے اور اپنا مقدس خون قربان کیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے مدینہ منورہ میں دس سالہ قیام میں 26 غزوات میں بطور کمانڈر انچیف شرکت فرمائی اور 56 سرایا (مہمات) اپنی نگرانی میں روانہ فرمائیں۔ اس طرح دس سالہ مدنی زندگی میں کفار کے خلاف 82 جنگیں لڑی گئیں۔ ان جنگوں میں بڑے بڑے صحابہ کرامؓ شہادت کی لازوال دولت سے ہمکنار ہوئے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حقیقی اور پیارے چچا حضرت امیر حمزہؓ جنگ احد میں شہید ہوئے اور سید الشہدا کے لقب سے سرفراز ہوئے۔ اسلامی جنگوں میں جہاں حضرت معاذؓ ایسے کم عمر بچوں نے حصہ لیا، وہاں ان جنگوں میں عورتوں (صحابیاتؓ) نے بھی گرانقدر خدمات سرانجام دیں۔ ہر مسلمان کو سختی سے یہ حکم ہے کہ وہ کفار کے مقابلہ میں سینہ سپر ہو کر لڑے اور اس سلسلہ میں کسی قسم کی کوئی کمزوری نہ دکھائے۔ اسلام کی سربلندی کے لیے طاغوتی قوتوں کے خلاف جہاد عین فرض ہے۔ اس راستہ میں اگر موت آ جائے تو آدمی شہید کہلواتا ہے اور شہید زندہ ہوتا ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد خداوندی ہے:

ترجمہ: ''اور نہ کہا کرو انہیں جو قتل کیے جاتے ہیں اللہ کی راہ میں کہ وہ مردہ ہیں بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تم (اسے) سمجھ نہیں سکتے۔'' (البقرہ:154)

قرآن مجید کی 21 سورتوں کی 485 آیات مبارکہ جہاد کی فرضیت، اہمیت، فضیلتؔ اور اس سے متعلقہ اہم موضوعات کو واضح اجاگر کرتی ہیں۔ صفحات کی کمی کے پیش نظر صرف چند آیات مبارکہ کا ترجمہ پیش خدمت ہے۔

- ''(مسلمانو!) تم پر قتال فرض کر دیا گیا ہے۔ وہ تمہیں (طبعًا) ناگوار تو ہوگا، مگر عجب نہیں کہ ایک چیز تم کو بری لگے اور وہ تمہارے حق میں بھلی ہو۔ اور عجب نہیں کہ ایک چیز تم کو بھلی لگے اور وہ تمہارے لیے مضر ہو۔ اور (ان باتوں کو) اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتے ہیں اور تم نہیں جانتے۔'' (البقرہ:216)
- ''اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اللہ کا قرب ڈھونڈو اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا کرو، امید ہے کہ تم کامیاب ہو جاؤ گے۔'' (المائدہ:35)
- ''مومن تو وہ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر (پکا) ایمان لائیں، پھر شک و

شبہ نہ کریں اور اپنے مالوں سے اور اپنی جانوں سے اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرتے رہیں۔ (اپنے دعویٰ ایمان میں) یہی سچے اور راست گو ہیں۔" (الحجرات:15)

- ''پس جو لوگ آخرت کو خریدنا اور اس کے بدل میں دنیا کی زندگی کو بیچنا چاہتے ہیں، ان کو چاہیے کہ اللہ کی راہ میں جنگ کریں اور جو شخص اللہ کی راہ میں جنگ کرے پھر شہید ہو جائے یا غلبہ پائے، ہم عنقریب اس کو بڑا ثواب دیں گے۔" (النساء:74)
- ''اور ان کافروں سے قتال کرو یہاں تک کہ فتنہ باقی نہ رہے اور دین (اسلام) پورے کا پورا اللہ کے لیے ہو جائے۔" (الانفال:39)
- ''نکلو خواہ ہلکے ہو یا بوجھل اور جہاد کرو اللہ کے راستے میں اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے، اگر تم جانتے ہو تو یہی تمھارے لیے بہتر ہے۔" (التوبہ:41)

جہاد کی فرضیت اور اہمیت کے بارے میں حضور نبی الملاحم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی چند احادیث مبارکہ پیش ہیں:

- حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص فقط اس لیے لڑے تاکہ اللہ کے نام کا بول بالا رہے بس وہی جہاد ہے۔" (مسلم)
- حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: ''میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق کی خاطر اللہ کے حکم کے مطابق قتال کرتا رہے گا، یہ لوگ اپنے دشمنوں پر چھائے رہیں گے، جس کسی نے ان کی مخالفت کی۔ وہ انھیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا، یہاں تک کہ قیامت آ جائے گی اور وہ اسی راہ پر قائم ہوں گے۔" (صحیح مسلم)
- ایک صحابیؓ نے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! سب سے افضل ہجرت کون سی ہے؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بہترین ہجرت جہاد کی ہجرت ہے۔ صحابیؓ نے پوچھا کہ جہاد کیا چیز ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جہاد یہ ہے کہ تم بوقت مقابلہ کفار سے لڑو اور اس راستے میں نہ خیانت کرو اور نہ بزدلی دکھاؤ۔" (کنزالعمال)
- حضرت ابوہریرہؓ نے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جنت میں سو درجے ہیں جنھیں اللہ تعالیٰ نے اس کی راہ میں جہاد کرنے والوں کے لیے تیار کیا ہے۔ دو درجوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا زمین و آسمان کے درمیان ہے۔ (بخاری) (اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجاہدین کے لیے کتنا بلند مقام مہیا کیا ہے)!

□ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے، میں دوست رکھتا ہوں اس بات کو کہ اللہ کی راہ میں شہید کیا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں، پھر شہید کیا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں، پھر شہید کیا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں، پھر شہید کیا جاؤں۔'' (بخاری و مسلم)

□ حضرت جابر بن سمرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''یہ دین قائم رہے گا۔ اس حالت میں کہ مسلمانوں کی ایک جماعت اس کے لیے جنگ کرتی رہے گی حتیٰ کہ قیامت قائم ہو جائے گی۔'' (مسلم)

□ حضرت سہیل بن حنیفؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جو اللہ تعالیٰ سے خلوص دل کے ساتھ شہادت کی درخواست کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے شہید کے مرتبہ تک پہنچا دیتا ہے خواہ وہ اپنے بستر پر ہی کیوں نہ فوت ہوا ہو۔'' (مسلم)

□ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص مر جائے اور اس نے کبھی جہاد نہیں کیا اور نہ اس سلسلہ میں کبھی خواہش کا اظہار کیا تو وہ نفاق (منافقت) کے ایک پہلو پر مرتا ہے۔'' (مسلم)

□ حضرت انسؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''مشرکوں کے خلاف جہاد کرو۔ اپنے مالوں کے ساتھ، اپنی جانوں کے ساتھ، اپنی زبانوں کے ساتھ۔'' (ابوداؤد، نسائی)

□ حضرت ابو موسیٰؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جنت کے دروازے تلوار کے سائے کے تلے ہیں۔'' (مسلم)

□ حضرت ثوبانؓ سے روایت ہے کہ حضور خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''میری امت کی دو جماعتیں ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے جہنم سے آزاد کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ پہلی وہ جماعت ہے جو ہندوستان سے جنگ کرے گی اور دوسری وہ جماعت جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے (دوبارہ نزول ہونے کے بعد دجال سے لڑائی میں ان کے) ساتھ ہو گی۔'' (جمع الفوائد)

□ حضور نبی الملاحم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: ''جس نے خطرے کے موقعہ پر مجاہدین

کی پاسبانی کی، اس کی یہ رات شب قدر سے بہتر ہے"۔ (حاکم)

- حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد گرامی ہے: "خدا تعالیٰ کو دو قطرے اور دو نشانات بہت ہی زیادہ پسند ہیں۔ ایک آنسو کا وہ قطرہ جو خدا کے خوف سے نکلے اور دوسرے خون کا وہ قطرہ جو جہاد میں کسی زخم سے ٹپکے۔ ایک وہ نشان جو فرائض کے ادا کرنے کے باعث جسم کے کسی حصہ پر پڑ جائے اور دوسرے وہ نشان جو اللہ کے راستے میں جہاد کی وجہ سے کسی جگہ واقع ہو جائے"۔ (ترمذی)

- حضور نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں: "شہید فی سبیل اللہ کو شہادت کے وقت صرف اتنی تکلیف محسوس ہوتی ہے جیسے کسی چیونٹی نے کاٹ لیا"۔ (ترمذی)

مجاہدوں کے بازوے فلک فگن عجیب ہیں
بہادروں کے پنجہ ہائے تیغ زن عجیب ہے
یہ جسم ہائے خوں چکاں و بے کفن عجیب ہیں
مجاہد و شہید کے یہ بانکپن عجیب ہیں
حیات گر حیات ہے تو موت بھی حیات ہے

1857ء کی جنگ آزادی میں انگریزی استعمار اپنے تمام مظالم، جبر و استبداد کے باوجود ہندوستانی مسلمانوں کے جذبہ جہاد کے سامنے سپر انداز ہو گیا تھا۔ انگریزوں کی پریشانی کا اندازہ ڈبلیو ڈبلیو ہنٹر (W.W.Hunter) کی کتاب "ہندوستانی مسلمان" (The Indian Musalmans) سے لگایا جا سکتا ہے۔

30 مئی 1871ء کو وائسرائے لارڈ میو نے جو کہ ڈزرائیلی حکومت کا آئرش سیکرٹری تھا، ایک مقامی سول ملازم ڈبلیو۔ ڈبلیو۔ ہنٹر کو اس سلگتے مسئلہ پر ایک رپورٹ تیار کرنے کو کہا: "کیا مسلمان برطانوی حکومت کے خلاف بغاوت کے لیے اپنے ایمان کی وجہ سے مجبور ہیں؟" ہنٹر کو حقیقت حال تک رسائی کے لیے تمام خفیہ سرکاری دستاویزات کی جانچ پڑتال کی اجازت دے دی گئی۔ ہنٹر نے 1871ء میں "ہندوستانی مسلمان۔ کیا وہ اپنے ایمان کی وجہ سے شعوری طور پر ملکہ کے خلاف بغاوت کے لیے مجبور ہیں؟" کے عنوان سے اپنی رپورٹ شائع کی۔ اس نے اسلامی تعلیمات خصوصاً جہادی تصور، نزول مسیح و مہدی کے نظریات وغیرہ پر بحث کرنے کے بعد یہ نتیجہ نکالا:

"مسلمانوں کی موجودہ نسل اپنے معتقدات کی رو سے موجودہ صورتحال (جیسی کہ

ہے) کو قبول کرنے کی پابند ہے، مگر قانون (قرآن) اور پیغمبروں (کے تصورات) کو دونوں طریقوں سے یعنی وفاداری اور بغاوت کے لیے استعمال کیا جا سکتا ہے۔ ہندوستان کے مسلمان ہندوستان میں برطانوی راج کے لیے پہلے بھی خطرہ رہے ہیں اور آج بھی ہیں اور اس دعویٰ کی کوئی پیش گوئی نہیں کرسکتا کہ یہ باغی اڈہ (شمال مغربی سرحد) جس کی پشت پناہی مغربی اطراف کے مسلمانوں کے جتھے کر رہے ہیں، کسی کی رہنمائی میں وہ قوت حاصل کرے گا جو ایشیائی قوموں کو اکٹھا اور قابو کر کے ایک وسیع محاربہ Crescentado کی شکل دے دے۔"

(The Indian Musalmans by W.W.Hunter)

اس کے علاوہ وہ مزید لکھتا ہے:

"ہماری مسلمان رعایا سے کسی بھی پُر جوش وفاداری کی توقع رکھنا عبث ہے۔ تمام قرآن مسلمانوں کے بطور فاتح نہ کہ مفتوح کے طور پر تصورات سے لبریز ہے۔ مسلمانانِ ہند ہندوستان میں برطانوی راج کے لیے ہمیشہ کا خطرہ ہو سکتے ہیں۔"

(The Indian Musalmans by W.W.Hunter)

سابق برطانوی وزیر اعظم ولیم ایورٹ گلیڈ سٹون **(William Ewart Gladstone)** نے اپنے ہاتھ میں قرآن مجید لہرا کر برطانوی پارلیمنٹ سے خطاب کرتے ہوئے کہا تھا:

"جب تک یہ قرآن مسلمانوں کے ہاتھوں یا ان کے قلوب و اذہان میں موجود رہے گا، اس کے تصور جہاد کی وجہ سے یورپ، اسلامی مشرق پر اولاً تو اپنا غلبہ وتسلط قائم نہیں کرسکتا اور اگر قائم کر لے تو وہ اسے برقرار رکھنے میں زیادہ دیر تک کامیاب نہیں رہ سکتا۔ حتیٰ کہ خود یورپ کا اپنا وجود بھی اسلام کی جانب سے محفوظ نہیں رہ سکتا۔"

(اسلام اور مسلمانوں کے خلاف یورپی سازشیں از علامہ جلال العالم)

اس سے پہلے انگلستان گورنمنٹ نے 1869ء کے اوائل میں برٹش پارلیمنٹ کے ممبروں، برطانوی اخبارات کے ایڈیٹروں اور چرچ آف انگلینڈ کے نمائندوں پر مشتمل ایک وفد سرولیم کی زیر قیادت ہندوستان میں بھیجا تا کہ اس بات کا کھوج لگایا جا سکے کہ ہندوستانی مسلمانوں کو کس طرح رام کیا جا سکتا ہے؟ ہندوستانی عوام اور بالخصوص مسلمانوں میں، وفاداری کیونکر پیدا کی جاسکتی ہے؟ برطانوی وفد ایک سال ہندوستان میں رہا اور حالات کا جائزہ لیا۔

اسی سال وائٹ ہال لندن میں اس وفد کا اجلاس ہوا، جس میں ہندوستانی مشنریز کے اہم پادری بھی تھے۔ کمیشن کے سربراہ سر ولیم نے بتایا:

□ ''مذہبی نقطہ نظر سے مسلمان کسی دوسری قوم کی حکومت کے زیر سایہ نہیں رہ سکتے۔ ایسے حالات میں وہ جہاد کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔ ان کا یہ جوش کسی وقت بھی انھیں ہمارے خلاف ابھار سکتا ہے۔''

اس وفد نے "The Arrival of British Empire in India" (ہندوستان میں برطانوی سلطنت کی آمد) کے عنوان سے دو رپورٹیں لکھیں، جس میں انھوں نے لکھا: ''ہندوستانی مسلمانوں کی اکثریت اپنے روحانی اور مذہبی پیشواؤں کی اندھا دھند پیروکار ہے۔ اگر کوئی ایسا شخص مل جائے جو الہامی سند پیش کرے تو ایسے شخص کو حکومت کی سرپرستی میں پروان چڑھا کر اس سے برطانوی مفادات کے لیے مفید کام لیا جا سکتا ہے۔''

انگلستانی وفد کی رپورٹ ملاحظہ کیجیے:

REPORT OF MISSIONARY FATHERS

"Majority of the population of the country blindly follow their "Peers" their spiritual leaders. If at this stage, we succeed in finding out someone who would be ready to declare himself a Zilli Nabi (apostolic prophet) then the large number of people shall rally round him. But for this purpose, it is very difficult to persuade some one from the Muslim masses. If this problem is solved, the prophethood of such a person can flourish under the patronage of the Government. We have already overpowered the native governments mainly pursuing a policy of seeking help from the traitors. That was a different stage, for at that time, the traitors were from the military point of view. But now when we have sway over every nook of the country and there is peace and order every where we ought to undertake measures which might create internal unrest among the country."

(Extract from the Printed Report. India Office Library, London)

ترجمہ: ''ہندوستانی مسلمانوں کی اکثریت اپنے پیروں اور روحانی رہنماؤں کی اندھی تقلید کرتی ہے۔ اگر اس موقع پر ہمیں کوئی ایسا شخص مل جائے، جو ظلی نبوت (حواری نبی) کا اعلان کر کے، اپنے گرد پیروکاروں کو اکٹھا کرے لیکن اس مقصد کے لیے اس کو عوام کی مخالفت کا سامنا کرنا پڑے گا، اس شخص کی نبوت کو حکومت کی سرپرستی میں پروان چڑھا کر برطانوی حکومت کے لیے مفید کام لیا جا سکتا ہے۔ ہم نے مقامی حکومتوں کو پہلے ہی ایسی ہدایات دی ہوئی ہیں کہ غداروں سے معاونت حاصل کی جائے، اس وقت مسلح غداری ہوئی تھی اور صورت حالی اور تھی، اب جبکہ ہم نے ملک کے طول و عرض پر کنٹرول حاصل کر لیا ہے اور ملک میں ہر جگہ امن و امان ہے، ہمیں ایسے اقدامات اٹھانے کی ضرورت ہے جو ملک میں اندرونی شورش پیدا کریں۔'' (مطبوعہ رپورٹ سے ایک اقتباس: انڈیا آفس لائبریری، لندن)

رپورٹ کو مدنظر رکھ کر تاج برطانیہ کے حکم پر ایسے موزوں اور باعتبار شخص کی تلاش شروع ہوئی، جو برطانوی حکومت کے استحکام اور عملداری کے تحفظات میں الہامات کا ڈھونگ رچا سکے، جس کے نزدیک تاج برطانیہ کے مراسلات، وحی کا درجہ رکھتے ہوں، جو ملکہ معظمہ کے لیے رطب اللسان ہو، برطانوی حکومت کی قصیدہ گوئی اور مدح سرائی جس کی نبوت کا دیباچہ ہو۔ برطانوی شہ دماغوں نے ہندوستان میں ایسے شخص کے انتخاب کے لیے ہدایات جاری کیں۔ پنجاب کے گورنر نے اس کام کی ڈیوٹی ڈپٹی کمشنر سیالکوٹ کے ذمہ لگائی۔ چنانچہ ''برطانوی معیار'' کے مطابق نبی کی تلاش کا کام شروع ہوا۔ آخر کار قرعہ فال قادیان ضلع گورداسپور کے رہائشی مرزا غلام احمد قادیانی کے نام نکلا۔

- ''برطانوی ہند کی سنٹرل انٹیلی جنس کی روایت کے مطابق ڈپٹی کمشنر سیالکوٹ نے چار اشخاص کو انٹرویو کے لیے طلب کیا۔ ان میں سے مرزا غلام احمد قادیانی نبوت کے لیے نامزد کیے گئے۔'' (تحریک ختم نبوت از آغا شورش کاشمیریؒ)

آنجہانی مرزا قادیانی 1864ء سے 1868ء تک سیالکوٹ میں ڈپٹی کمشنر کے دفتر میں 15 روپے ماہوار پر عرضی نویس رہا۔ (سیرت المہدی جلد اوّل، صفحہ 39، روایت نمبر 49، از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)

مرزا قادیانی کا کہنا ہے:

- ''ہر یک شخص جو میرے اس زمانہ کا واقف ہے جبکہ میں اپنے والد صاحب کے زیر سایہ

زندگی بسر کرتا تھا، وہ گواہی دے سکتا ہے کہ مرزا صاحب کے وقت میں کوئی مجھے جانتا بھی نہیں تھا۔"
(نزول المسیح صفحہ 119 مندرجہ روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 496 از مرزا قادیانی)

☐ "ہزار ہا لوگ جانتے ہیں کہ اس زمانہ میں در حقیقت میں اس مردہ کی طرح تھا جو قبر میں صدہا سال سے مدفون ہو اور کوئی نہ جانتا ہو کہ یہ کس کی قبر ہے۔
(حقیقت الوحی تتمہ صفحہ 29 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 461 از مرزا قادیانی)

مرزا قادیانی، منیمی سے نبوت تک کیسے پہنچا؟ اس مختصر مگر دلچسپ کہانی کو جناب ابومدثرہ اپنے الفاظ میں یوں لکھتے ہیں:

"مرزا غلام احمد قادیانی کی ابتدائی زندگی کے حالات کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے معمولی سی دینی تعلیم حاصل کی۔ آپ کے والد نے سکھوں کے عہد میں چھن جانے والی جاگیروں کی بازیابی کے لیے مقدمات قائم کر رکھے تھے اور انگریز کے تعاون سے ان پر دوبارہ قابض ہونے کی فکر میں 1864ء میں آپ نے انگریز سے مل ملا کر آپ کو سیالکوٹ کی کچہری میں اہلمد (منشی) کی ملازمت دلوا دی۔ اس دوران آپ نے یورپی مشنریوں اور بعض انگریز افسران سے تعلقات پیدا کیے اور مذہبی مباحث کی آڑ میں باہمی میل جول کو بڑھایا۔

1868ء کے لگ بھگ سیالکوٹ میں ایک عرب محمد صالح وارد ہوئے۔ کہا جاتا ہے کہ ان کے پاس حرمین شریفین کے بعض مفتیان کرام کا ایک فتویٰ تھا، جس میں ہندوستان کو دارالحرب ثابت کیا گیا تھا۔ انگریز کے مخبروں نے آپ کو اعتماد میں لے کر گرفتار کرا دیا۔ آپ پر دو الزامات عائد کیے گئے۔ ایک امیگریشن ایکٹ کی خلاف ورزی اور دوسرے برطانوی حکومت کے خلاف جاسوسی کرنا تھا۔ سیالکوٹ کچہری کے یہودی ڈپٹی کمشنر پارکنسن (Parkinson) نے تفتیش کا آغاز کیا۔ وہ ان تمام لوگوں کو گرفتار کرنا چاہتا تھا، جن سے نووارد عرب کا رابطہ تھا۔ دوران تفتیش ایک ایسے آدمی کی ضرورت پڑی، جو عربی کے مترجم کے طور پر کام کر سکے۔ (مجدد اعظم صفحہ 42 از ڈاکٹر بشارت احمد لاہوری قادیانی) یہ خدمت مرزا غلام احمد قادیانی نے ادا کی اور عرب دشمن اور برطانیہ نوازی کی وہ مثال پیش کی کہ پارکنسن آپ کا گرویدہ ہو گیا۔

ایک اور واقعہ جسے مرزا قادیانی کی زندگی میں سنگ میل کی حیثیت حاصل ہے، وہ پادری بٹلر ایم۔اے کی لندن واپسی ہے۔ یہ پادری برطانوی انٹیلی جنس کا ایک اہم رکن تھا اور

مبلغ کے روپ میں کام کر رہا تھا۔ مرزا صاحب نے مذہبی بحث کی آڑ میں ان سے طویل ملاقاتیں کیں اور برطانوی راج کے قیام کے لیے اپنی ہر قسم کی خدمات پیش کیں۔ 1868ء میں بٹلر ولایت جانے سے پہلے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ خفیہ بات چیت ہوئی اور معاملات کو حتمی صورت دی گئی۔ مرزا غلام احمد قادیانی کے صاحبزادے مرزا محمود اپنی تصنیف ''سیرت مسیح موعود'' میں لکھتے ہیں:

□ ''ریورنڈ بٹلر ایم۔اے، جو سیالکوٹ مشن میں کام کرتے تھے اور جن سے حضرت مرزا صاحب کے بہت سے مباحثات ہوتے رہتے تھے، جب ولایت واپس جانے لگے تو خود کچہری میں آپ کے پاس ملنے کے لیے چلے آئے اور جب ڈپٹی کمشنر صاحب نے پوچھا، کس طرح تشریف لائے تو ریورنڈ مذکور نے کہا، صرف مرزا صاحب کی ملاقات کے لیے! اور جہاں آپ بیٹھے تھے، وہیں سیدھے چلے گئے اور کچھ دیر بیٹھ کر واپس چلے گئے۔''

(سیرت مسیح موعود از مرزا بشیر الدین محمود صفحہ 12)

ایک خطبے میں مرزا محمود نے اس واقعہ کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

□ ''اس وقت پادریوں کا بہت رعب تھا لیکن جب سیالکوٹ کا انچارج مشنری ولایت جانے لگا تو حضرت صاحب کو ملنے کے لیے خود کچہری آیا۔ ڈپٹی کمشنر اسے دیکھ کر اس کے استقبال کے لیے آیا اور دریافت کیا کہ آپ کس طرح تشریف لائے۔ کوئی کام ہو تو ارشاد فرمائیں مگر اس نے کہا، میں صرف آپ کے اس منشی سے ملنے آیا ہوں۔ یہ ثبوت ہے اس امر کا کہ آپ کے مخالف بھی تسلیم کرتے تھے کہ یہ ایک ایسا جوہر ہے جو قابل قدر ہے۔''

(روزنامہ ''الفضل'' قادیان، 24 اپریل 1934ء)

اسی سال 1868ء میں مرزا قادیانی بغیر کسی معقول ظاہری وجہ کے اہلمد کی نوکری سے استعفیٰ دے کر قادیان چلا گیا اور تصنیف و تالیف کے کام میں لگ گیا۔''

(قادیان سے اسرائیل تک از ابو مدثرہ)

عالمی تحریک صیہونیت، برطانوی سیاست میں یہودیوں کا دخل، خصوصاً ان کا وزرائے اعظم کے عہدے تک پہنچنا، اسلامیان عالم کی سیاسی و معاشی زبوں حالی، ہندوستانی مسلمانوں کی حصول آزادی کے لیے جدوجہد اور انگریز کے سیاسی اور مذہبی تخریب کاری کے لیے خطرناک عزائم، جو علی الترتیب ہنٹر رپورٹ اور مشنری فادرز رپورٹ سے عیاں ہیں اور

سب سے بڑھ کر یہ کہ ایک غدار خاندان کے فرد مرزا غلام احمد قادیانی کا یہودی افسروں اور جاسوس مشنری اداروں کے سربراہوں سے روابط اور ان کا پارکنسن کی شہ اور بٹلر کی اشیر باد پر نوکری چھوڑ کر نام نہاد اصلاحی تحریک کا آغاز کرنا...... یہ سب واقعات اس عظیم سیاسی سازش کی طرف اشارہ کرتے ہیں، جو مذہبی روپ دھار کر ''احمدیت'' کی صورت میں منظر عام پر آئی۔

قادیانیت ایک ایسی جارحیت پسند سیاسی تحریک ہے جس نے اپنے مخصوص سیاسی عزائم پر مذہبیت کا پردہ ڈال رکھا ہے۔ اسلام اور پاکستان کے خلاف جتنی تحریکیں کام کر رہی ہیں، ان میں قادیانی تحریک سب سے زیادہ منظم اور فعال ہے۔ مجددیت، محدثیت، ظلی، بروزی، تشریعی اور غیر تشریعی نبوت، وفات مسیح، الہامات، پیش گوئیاں وغیرہ پر مشتمل ایک پر پیچ اور پراسرار نظام کی آڑ میں اس تحریک کا خدوخال نمایاں نہیں ہوتا۔ اس تحریک کے مذہبی بہروپ کے پس پردہ دراصل وہی روح کام کر رہی ہے جو بالعموم زیر زمین کام کرنے والی خطرناک تحریکوں میں ہوتی ہے۔

بقول آغا شورش کاشمیریؒ ''اس معلوم حقیقت کے بعد کہ عالمی استعمار باقی ماندہ پاکستان کے حصے بخرے کرنے پر تلا ہوا ہے۔ سوال ہے وہ کونسی جماعت ہے جو اس سطح پر عالمی استعمار کی آلہ کار ہے۔ ظاہر ہے وہ کوئی ایسی جماعت ہی ہوسکتی ہے جس کی تاریخی خصوصیت پر عالمی استعمار کو بھروسہ ہو اور وہ ہیں احمدی...... قادیانی۔

جب کبھی قادیانی اُمت کا احتساب کیا گیا، گو اس احتساب کی عمر بہت تھوڑی ہے لیکن خود قادیانی مذہب کی عمر بھی زیادہ نہیں۔ مرزا قادیانی نے 1891ء میں مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا۔ پھر 1901ء میں اپنے نبی ہونے کا اعلان کیا۔ گویا 1973ء میں اس کی نبوت کے 83 سال ہوتے ہیں، تو اس امت نے اپنے اقلیت ہونے کی پناہ لی اور واویلا کیا کہ اسے سواد اعظم ہلاک کرنا چاہتا ہے۔ ہندوستان میں برطانوی عملداری تک تو قادیانی اپنے لیے کوئی خطرہ محسوس نہ کرتے تھے۔ اُنہیں مرزا قادیانی کے الہام کی رو سے اپنے خود کاشتہ پودا ہونے کا احساس تھا اور وہ جانتے تھے کہ جس استعمار نے اُنہیں پیدا کیا، وہی ان کا محافظ و پشتیبان ہے۔ پاکستان بنا تو وہ کوئی اہم اقلیت نہ تھے، اہم عنصر ضرور تھے۔ انہوں نے اولاً ہندوستان میں رہنے کی بہتیری کوشش کی۔ ریڈ کلف کو اپنا الگ میمورنڈم دیا۔ جب اس طرح بات نہ بنی تو وہ قادیان میں تین سو تیرہ درویشوں کو چھوڑ کر پاکستان آگئے۔ پاکستان میں سر ظفر اللہ خاں کی

وزارت خارجہ ان کے لیے ایک سہارا ہوگئی۔.......... ''قادیانی'' مذہب کی پناہ لیتے لیکن سیاست کا ناٹک کھیلتے ہیں۔ جب کوئی ان کے سیاسی عزائم کا محاسبہ کرتا ہے تو وہ مذہب کے حصار میں بیٹھ کر ''ہم اقلیت ہیں'' کا ناد بجا دیتے اور عالمی ضمیر کو معاونت کے لیے پکارتے ہیں جس سے حقائق ناآشنا دنیا سمجھتی ہے کہ پاکستان کے ''جنونی مسلمان'' گویا اپنی ایک چھوٹی سی اقلیت کو کچل دینا چاہتے ہیں۔ مرزائی امت کے شاطرین حد درجہ عیار ہیں، کوئی شخص اس پر غور نہیں کرتا کہ جب قادیانی ایک مذہبی اُمت بن کر اپنے سیاسی اقتدار کے لیے سعی و سازش کرتے ہیں تو وہ انہی بنیادوں پر اُس امت کے افراد کو اپنے محاسبہ کا حق کیوں نہیں دیتے جس امت میں نقب لگا کر انہوں نے اپنی جماعت بنائی ہے؟ عجیب بات ہے کہ قادیانی امت کا مذہبی محاسبہ کیا جائے تو وہ سیاسی پناہ تلاش کرتے ہیں، سیاسی محاسبہ کریں تو وہ مذہبی اقلیت ہونے کا تحفظ چاہتے ہیں۔ مسلمانوں کے ساتھ یہ مذاق ناروا ہے کہ ایک ایسی جماعت جو اس کے وجود کو قطع کر کے تیار ہوئی ہے، وہ اصل وجود کو اپنے اعضاء و جوارح کی حفاظت کا حق دینا نہیں چاہتی اور جو عارضہ ان کو قادیانی سرطان کی شکل میں مار دینا چاہتا ہے، اس کے علاج سے روکتی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ مسلمانوں سے اپنے الگ ہونے کا اعلان سب سے پہلے خود قادیانیوں نے کیا۔ مرزا غلام احمد قادیانی کو نہ ماننے والے کافر قرار دیئے گئے۔ اُن کے بچوں، عورتوں، معصوموں اور بوڑھوں کا جنازہ پڑھنے سے روک دیا گیا۔ انہیں زانیہ عورتوں کی اولاد، کتیوں کے بچے اور ولد الزنا تک کہا گیا۔ مسلمانوں نے تو اس سے بہت دیر بعد محاسبہ شروع کیا اور انہیں اپنے سے خارج قرار دیا...... جب مرزائی خود مسلمانوں سے الگ اُمت کہلاتے ہیں تو پھر انہیں مسلمانوں میں شامل رہنے پر اس وقت اصرار کیوں ہوتا ہے جب مسلمان ان کے الگ کر دینے کا مطالبہ کرتے اور انہیں اقلیت قرار دیتے ہیں؟ آخر کیا وجہ ہے کہ قادیانی مذہبی اور معاشرتی طور پر عقیدۃً مسلمانوں سے الگ رہتے لیکن سیاسۃً ان کا پنڈ نہیں چھوڑتے۔ اس کی واحد وجہ اس کے سوا کچھ نہیں کہ اس طرح وہ مسلمانوں کے حقوق و مناصب پر ہاتھ صاف کرتے اور ان کی ریاست پر حکمران ہونا چاہتے ہیں یا پھر انہیں مٹا کر اپنا سیاسی نقشہ مرتب کرنے کی جدوجہد میں ہیں۔

ایک خطرناک صورتِ حال جو ہمارے ہاں پیدا ہو چکی ہے، یہ ہے کہ ہمارے

مغرب زدہ طبقے نے جس کے متعلق علامہ اقبالؒ نے سید سلیمان ندوی کو لکھا تھا کہ میں ڈکٹیٹر بن جاؤں تو سب سے پہلے اس طبقہ کو ہلاک کردوں۔ ابھی تک نہ قادیانی مذہب کو سمجھنے کی ضرورت محسوس کی ہے کہ وہ خود مذہب سے بیگانہ ہو رہا ہے اور نہ وہ قادیانی اُمت کے سیاسی عزائم کی مضرتوں سے آگاہ ہے۔ وہ یہی سمجھتا ہے کہ ایک چھوٹی سی اقلیت کو مسلمانوں کے کٹ ملا تنگ کر رہے ہیں۔ وہ ان کی چگی داڑھی دیکھ کر اور ان کے تبلیغی اداروں کی روداد سن کر انہیں مسلمان سمجھتا ہے، کیونکہ اُس کے اپنے ظاہری و باطنی وجود سے اسلام خارج ہو چکا ہے۔

ان لوگوں سے بجا طور پر سوال کیا جاسکتا ہے کہ مسلمان ایک وحدت کا نام ہیں اور یہ وحدت ختم نبوت کے تصور سے اُستوار ہوئی ہے۔ اگر کوئی اس وحدت کو توڑتا ہے اور ختم نبوت کی مرکزیت کو ظلی و بروزی کی آڑ میں اپنی طرف منتقل کرنا چاہتا ہے تو کیا اُس کا وجود خطرناک نہیں، باغی کون ہے؟ وہ یا محاسب؟ کیا اپنی قومی سرحدوں کی حفاظت کرنا جرم ہے یا مذہبی جارحیت؟ بعض لوگ رواداری کا سبق دیتے ہیں، لیکن وہ رواداری کے معنی نہیں جانتے۔ اگر رواداری کے معنی غیرت، حمیت، عقیدے، مسلک اور اپنے شخصی یا اجتماعی وجود سے دستبردار ہو جانے کے ہیں تو یہ معانی کہاں ہیں اور کس تحریک، داعی، پیغمبر اور نظام نے بتلائے ہیں۔ قادیانیوں کے باب میں مسلمانوں کا معاملہ ذاتی نہیں، اجتماعی ہے اور اس کے عناصر اربعہ میں غیرت و حمیت، عقیدہ و مسلک شامل ہیں۔" (عجمی اسرائیل از آغا شورش کاشمیریؒ)

بقول ڈاکٹر وحید عشرت "قادیانیت ایک عفریت ہے اور جھوٹ کی گود میں پرورش پانے والا کفر والحاد کا ایک ناجائز بچہ ہے جو انگریزوں اور یہودیوں نے امت مسلمہ کے وجود کو اندر سے کھوکھلا کرنے کے لیے جنم دیا۔ کفر ہمیشہ مسلمانوں کے جذبہ جہاد سے برگشتہ رہا ہے اور اس نے مسلمانوں میں سے اس روح کو ختم کرنے کے لیے ہر حربہ استعمال کیا ہے۔ قادیانیت کی صورت میں ایک فاسق اور فاجر شخص کو پیغمبری کا لبادہ پہنا کر مسلمانوں کے اندر برگ حشیش کی طرح کاشت کرنا تھا۔ اس قادیانی بچھڑے کو انگریز سامری نے برصغیر میں اپنے دور اقتدار میں پالا پوسا۔ مرزا غلام احمد قادیانی کی تمام تحریریں انگریز کی مداحی اور اپنے فسق فجور کے اعتراف سے عبارت ہیں۔ وہ پیغمبر اور نبی بن تو گیا لیکن ایک شریف انسان کے معیار پر بھی پورا نہیں اترتا۔ مرزا غلام احمد قادیانی سارق ختم نبوت ہے، گستاخ رسول ہے، اپنی نبوت میں جھوٹا ہے اور تاریخ کا سبق یہ ہے کہ مسیلمہ کذاب سے لیکر قادیانی کذاب تک کسی

مدعی نبوت کو مسلمانوں میں سوائے ذلت و رسوائی کے کچھ نصیب نہیں ہوا۔"

(ختم نبوت اور عقیدہ اقبالؒ از عبدالمجید خاں ساجد)

جھوٹا مدعی نبوت آنجہانی مرزا قادیانی برٹش حکومت کا خود کاشتہ پودا تھا۔ انگریز نے اپنے نظریہ ضرورت کے تحت قادیانی تحریک کو پروان چڑھایا۔ جناب مرتضیٰ احمد میکش رقمطراز ہیں:

"قادیانیت، برطانیہ کی استعماری سیاست کا ایک خود کاشتہ پودا ہے یعنی ایک ایسی سیاسی تحریک ہے جو انگریزوں کے مقبوضہ ہندوستان میں ایک ایسی مذہبی جماعت پیدا کرنے کے لیے شروع کی گئی جو سرکار برطانیہ کی وفاداری کو اپنا جز و ایمان سمجھے، غیر اسلامی حکومت یا غیر مسلم حکمرانوں کے استیلا کو جائز قرار دے اور ایک ایسے ملک کو شرعی اصطلاح میں دارالحرب سمجھنے سے عقیدہ کا ابطلان کرے جس پر کوئی غیر مسلم قوم اپنی طاقت وقوت کے بل پر قابض ہو گئی ہو۔ انگریز حکمرانوں کی قہاریت اور جباریت کو مسلمان از روئے عقیدہ دینی، اپنے حق میں اللہ کا بھیجا ہوا عذاب سمجھتے تھے اور ان کی رضا کارانہ اطاعت کو گناہ متصور کرتے تھے۔ انگریز حکمران، مسلمانوں کے اس جذبے اور عقیدے سے پوری طرح آگاہ تھے۔ لہٰذا انھوں نے اس سرزمین میں ایک ایسا "پیغمبر" کھڑا کر دیا جو انگریزوں کو اولی الامر منکم کے تحت میں لا کر ان کی اطاعت کو مذہبا فرض قرار دینے لگا اور ان کے پاس ہندوستان کو دارالحرب سمجھنے والے مسلمانوں کی مخبری کرنے لگا۔ جس طرح باغبان اپنے خود کاشتہ پودے کی حفاظت و آبیاری میں بڑے اہتمام سے کام لیتا ہے، اسی طرح سرکار انگریزی نے مرزائیت کو فروغ دینے کے لیے مرزائی جماعت کی پرورش کرنا اپنی سیاسی مصلحتوں کے لیے ضروری سمجھا اور اس فرقہ کے پیروؤں سے مخبری، جاسوسی اور حکومت کے ساتھ جذبہ وفاداری کی نشر و اشاعت کا کام لیتی رہی۔" (پاکستان میں مرزائیت از مرتضیٰ خاں میکش)

مرزا قادیانی کا انگریزوں کا ٹاؤٹ ہونا اور جہاد کی مخالفت کرنا ایک ناقابل تردید حقیقت ہے۔ قادیانی مذہب میں انگریزوں کی اطاعت جز و ایمان ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس فتنہ کی پرورش اور حفاظت، انگریز نے خود کی اور انہیں ہر طرح کی مراعات سے نوازا اور انہیں مسلمانوں کے غیظ و غضب سے بچایا۔ آج بھی اس مذہب کے ماننے والوں کی ہمدردیاں یہود و نصاریٰ کے ساتھ ہیں اور ان کی ہمدردیاں قادیانیوں کے ساتھ ہیں۔ دونوں کا مقصد اسلامی تعلیم اور یک جہتی کو تار تار کرنا ہے۔ یہود و نصاریٰ اور قادیانیوں کا باہمی گٹھ جوڑ "الکفر

ملة واحدہ'' کی بہترین مثال ہے۔

اسلامی عقائد میں یہ عقیدہ تواتر کے ساتھ منقول ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قرب قیامت دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے۔قرآن وحدیث میں ان کی کئی ایک نشانیاں بیان ہوئی ہیں۔ان نشانیوں میں ایک نشانی یہ بھی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد پر دین اسلام پوری دنیا میں پھیل جائے گا۔کوئی شخص کافر نہ رہے گا اور جہاد ختم ہوجائے گا۔

حضور نبی کریم ﷺ کی حدیث مبارکہ ہے:

❑ **حدثنا اسحق قال اخبرنا یعقوب بن ابراھیم قال حدثنا ابی صالح عن ابی شھاب ان سعید بن المسیب سمع ابوھریرہ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والذی نفسی بیدہ لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم حکماً عدلا فیکسر الصلیب و یقتل الخنزیر و یضع الحرب ویفیض المال حتی لا یقبلہ احد حتٰی تکون السجدۃ الواحدۃ خیر من الدنیا وما فیھا. ثم یقول ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ فاقروان شئتم و ان من اھل الکتاب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ.** (بخاری ومسلم)

(ترجمہ) حضرت ابوہریرہؓ روایت بیان کرتے ہیں کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔یقیناً ابن مریم تمہارے درمیان حاکم عادل ہوکر اتریں گے، پس صلیب توڑ ڈالیں گے،خنزیر کو قتل کریں گے، اور جنگ ختم کردیں گے، مال کی اس قدر کثرت ہو جائے گی کہ اسے کوئی قبول نہ کرے گا۔ یہاں تک کہ دنیا اور دنیا بھر کے سب مال ومتاع سے ایک سجدہ (قدر وقیمت کے لحاظ سے) اچھا معلوم ہوگا۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ اگر تم نزول عیسیٰ علیہ السلام کی دلیل اس ارشاد نبوی کے ساتھ قرآن سے چاہتے ہو تو یہ آیت پڑھ لو:"**ان من اھل الکتاب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ**" کیونکہ اس میں صاف طور پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جتنے اہل کتاب ہیں، وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے پہلے ان پر ایمان لے آئیں گے۔

اس حدیث کا سہارا لیتے ہوئے آنجہانی مرزا قادیانی نے انگریز کی شہ پر اپنے عیسیٰ ہونے کا دعویٰ کیا اور کہا کہ میرے آنے سے جہاد کی فرضیت ختم ہوگئی ہے۔ حالانکہ حدیث مبارکہ میں ابن مریم (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کے آنے کا ذکر ہے جبکہ مرزا قادیانی ابن چراغ بی بی ہے۔ابن مریم سے ابن چراغ بی بی مراد لینا قادیانی تاویلات کی ادنیٰ مثال ہے۔

مرزا قادیانی نے کہا:

- ''میرا دعویٰ یہ ہے کہ میں وہ مسیح موعود ہوں جس کے بارے میں خدا تعالیٰ کی تمام پاک کتابوں میں پیشگوئیاں ہیں کہ وہ آخری زمانہ میں ظاہر ہوگا۔''

(تحفہ گولڑویہ (ضمیمہ) صفحہ 118 مندرجہ روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 295 از مرزا قادیانی)

- ''میں بھی خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں مسیح موعود ہوں اور وہی ہوں جس کا نبیوں نے وعدہ دیا ہے اور میری نسبت اور میرے زمانہ کی نسبت توریت اور انجیل اور قرآن شریف میں خبر موجود ہے۔'' (دافع البلاء صفحہ 22 مندرجہ روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 238 از مرزا قادیانی)

- ''مجھے اس خدا کی قسم ہے جس نے مجھے بھیجا ہے اور جس پر افترا کرنا لعنتیوں کا کام ہے کہ اس نے مسیح موعود بنا کر مجھے بھیجا ہے۔''

(مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 526 طبع جدید از مرزا قادیانی)

- ''اب سے زمینی جہاد بند ہوگیا ہے اور لڑائیوں کا خاتمہ ہوگیا جیسا کہ حدیثوں میں پہلے لکھا گیا تھا کہ جب مسیح آئے گا تو دین کے لیے لڑنا حرام کیا جائے گا۔ سو آج سے دین کے لیے لڑنا حرام کیا گیا۔ اب اس کے بعد جو دین کے لیے تلوار اُٹھاتا ہے اور غازی نام رکھ کر کافروں کو قتل کرتا ہے، وہ خدا اور اس کے رسُول کا، نافرمان ہے۔ صحیح بخاری کو کھولو اور اس حدیث کو پڑھو کہ جو مسیح موعود کے حق میں ہے یعنی یضع الحروب جس کے یہ معنے ہیں کہ جب مسیح آئے گا تو جہادی لڑائیوں کا خاتمہ ہو جائے گا۔ سو مسیح آ چکا اور یہی ہے جو تم سے بول رہا ہے۔'' (مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 408 طبع جدید از مرزا قادیانی)

اس کے علاوہ آنجہانی مرزا قادیانی نے اپنے نبی اور رسول ہونے کا دعویٰ بھی کیا۔ اس سلسلہ میں مندرجہ ذیل حوالہ جات نہایت قابل غور ہیں۔

- ''میرے پاس آئیل آیا اور اس نے مجھے چن لیا اور اپنی انگلی کو گردش دی اور یہ اشارہ کیا کہ خدا کا وعدہ آ گیا...... اس جگہ آئیل خدا تعالیٰ نے جبرائیل کا نام رکھا ہے، اس لیے کہ بار بار رجوع کرتا ہے۔''

(حقیقتہ الوحی صفحہ 103، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 106 از مرزا قادیانی)

- ''میں خدا تعالیٰ کی تیئیس برس کی متواتر وحی کو کیونکر رد کر سکتا ہوں۔ میں اس کی اس

پاک وحی پر ایسا ہی ایمان لاتا ہوں جیسا کہ ان تمام خدا کی وحیوں پر ایمان لاتا ہوں جو مجھ سے پہلے ہو چکی ہیں۔" (حقیقۃ الوحی صفحہ 150، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 154 از مرزا قادیانی)

❑ "ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم نبی اور رسول ہیں۔"

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 447، طبع جدید، از مرزا قادیانی)

❑ "خدا وہ خدا ہے جس نے اپنے رسول یعنی اس عاجز کو ہدایت اور دین حق اور تہذیب اخلاق کے ساتھ بھیجا۔"

(اربعین نمبر 3 صفحہ 36، مندرجہ روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 426 از مرزا قادیانی)

❑ "سچا خدا وہی خدا ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔"

(دافع البلاء صفحہ 11، مندرجہ روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 231 از مرزا قادیانی)

❑ "جس طرح فرعون کے پاس رسول بھیجا گیا تھا وہی الفاظ ہم کو بھی الہام ہوئے ہیں کہ تو بھی ایک رسول ہے جیسا کہ فرعون کی طرف ایک رسول بھیجا گیا تھا۔"

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 17، طبع جدید، از مرزا قادیانی)

❑ "تیسری بات جو اس وحی سے ثابت ہوئی ہے، وہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ بہر حال جب تک کہ طاعون دنیا میں رہے گو ستر برس تک رہے، قادیان کو اس کی خوفناک تباہی سے محفوظ رکھے گا کیونکہ یہ اس کے رسول کا تخت گاہ ہے اور یہ تمام امتوں کے لیے نشان ہے"۔

(دافع البلاء صفحہ 14، روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 230 از مرزا قادیانی)

❑ "اور میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اسی نے مجھے بھیجا ہے اور اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے اور اسی نے مجھے مسیح موعود کے نام سے پکارا ہے اور اس نے میری تصدیق کے لیے بڑے بڑے نشان ظاہر کیے ہیں جو تین لاکھ تک پہنچتے ہیں۔"

(حقیقۃ الوحی صفحہ 387، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 503 از مرزا قادیانی)

❑ "وقل یاایھا الناس انی رسول اللّٰہ الیکم جمیعاً."

اور کہہ دو کہ اے لوگو! میں تم سب کی طرف خدا تعالیٰ کا رسول ہو کر آیا ہوں۔

(تذکرہ مجموعہ وحی مقدس والہامات صفحہ 292، طبع چہارم، از مرزا قادیانی)

❑ "انا ارسلنا الیکم رسولاً شاھداً علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولا."

"ہم نے تمہاری طرف ایک رسول بھیجا ہے، اسی رسول کی مانند جو فرعون کی طرف

بھیجا گیا تھا۔" (حقیقۃ الوحی صفحہ 102 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 105 از مرزا قادیانی)

☐ "یٰس. انک لمن المرسلین."

اے سردار تو خدا کا مرسل ہے۔

(حقیقۃ الوحی صفحہ 107 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 110 از مرزا قادیانی)

☐ "مجھے بتلایا گیا تھا کہ تیری خبر قرآن اور حدیث میں موجود ہے اور تو ہی اس آیت کا مصداق ہے کہ "هو الذی ارسل رسوله بالهدی و دین الحق لیظهره علی الدین کله."

(اعجاز احمدی صفحہ 7 مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 113 از مرزا قادیانی)

☐ "پھر اسی کتاب میں اس مکالمہ کے قریب ہی یہ وحی اللہ ہے محمد رسول الله والذین معه اشداء علی الکفار رحماء بینهم اس وحی الٰہی میں میرا نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی۔" (ایک غلطی کا ازالہ صفحہ 4، مندرجہ روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 207 از مرزا قادیانی)

☐ "میں آدمؑ ہوں، میں نوحؑ ہوں، میں ابراہیمؑ ہوں، میں اسحاقؑ ہوں، میں یعقوبؑ ہوں، میں اسماعیلؑ ہوں، میں موسیٰؑ ہوں، میں داؤدؑ ہوں، میں عیسیٰؑ ابن مریم ہوں، میں محمد ﷺ ہوں۔" (حقیقت الوحی صفحہ 521، مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 521 از مرزا قادیانی)

☐ "اور چونکہ مشابہت تامہ کی وجہ سے مسیح موعود (مرزا قادیانی) اور نبی کریم ﷺ میں کوئی دُوئی (فرق) باقی نہیں کہ ان دونوں کے وجود بھی ایک وجود کا ہی حکم رکھتے ہیں جیسا کہ خود مسیح موعود نے فرمایا ہے کہ صار وجودی وجوده (دیکھو خطبہ الہامیہ صفحہ 171) اور حدیث میں بھی آیا ہے کہ حضرت نبی کریم نے فرمایا کہ مسیح موعود (مرزا قادیانی) میری قبر میں دفن کیا جائے گا جس سے یہی مراد ہے کہ وہ میں ہی ہوں یعنی مسیح موعود (مرزا قادیانی) نبی کریم ﷺ سے الگ کوئی چیز نہیں ہے بلکہ وہی ہے جو بروزی رنگ میں دوبارہ دنیا میں آئے گا تاکہ اشاعت اسلام کا کام پورا کرے اور هو الذی ارسل رسوله بالهدی و دین الحق لیظهره علی الدین کله کے فرمان کے مطابق تمام ادیان باطلہ پر اتمام حجت کر کے اسلام کو دنیا کے کونوں تک پہنچا دے تو اس صورت میں کیا اس بات میں کوئی شک رہ جاتا ہے کہ قادیان میں اللہ تعالیٰ نے پھر محمد ﷺ کو اتارا تاکہ اپنے وعدہ کو پورا کرے جو اس نے آخرین منهم لما یلحقوا بهم میں فرمایا تھا۔"

(کلمۃ الفصل صفحہ 104، 105، از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)

❑ ''ہم کو نئے کلمہ کی ضرورت پیش نہیں آتی کیونکہ مسیح موعود (مرزا قادیانی) نبی کریم ﷺ سے کوئی الگ چیز نہیں ہے جیسا کہ وہ خود فرماتا ہے صار وجودی وجودہ نیز من فرق بینی وبین المصطفی فما عرفنی و ماریٰ اور یہ اس لیے ہے کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ وہ ایک دفعہ اور خاتم النبیین کو دنیا میں مبعوث کرے گا جیسا کہ آیت آخرین منھم سے ظاہر ہے، پس مسیح موعودؑ خود محمد ﷺ رسول اللہ ہے جو اشاعت اسلام کے لیے دوبارہ دنیا میں تشریف لائے، اس لیے ہم کو کسی نئے کلمہ کی ضرورت نہیں، ہاں اگر محمد ﷺ رسول اللہ کی جگہ کوئی اور آتا تو ضرورت پیش آتی۔''

(کلمۃ الفصل صفحہ 158 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)

❑ ''چونکہ میری تعلیم میں امر بھی ہے اور نہی بھی اور شریعت کے ضروری احکام کی تجدید ہے۔ اس لیے خدا تعالیٰ نے میری تعلیم کو اور اس وحی کو جو میرے پر ہوتی ہے فلک یعنی کشتی کے نام سے موسوم کیا جیسا کہ ایک الہام الٰہی کی یہ عبارت ہے۔ واصنع الفلک باعیننا و وحینا ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللّٰہ ید اللّٰہ فوق ایدیھم یعنی اس تعلیم اور تجدید کی کشتی کو ہماری آنکھوں کے سامنے اور ہماری وحی سے بنا۔ جو لوگ تجھ سے بیعت کرتے ہیں، وہ خدا سے بیعت کرتے ہیں۔ یہ خدا کا ہاتھ ہے جو ان کے ہاتھوں پر ہے۔ اب دیکھو، خدا نے میری وحی اور میری تعلیم اور میری بیعت کو نوح کی کشتی قرار دیا اور تمام انسانوں کے لیے اس کو مدار نجات ٹھہرایا جس کی آنکھیں ہوں دیکھے اور جس کے کان ہوں سنے۔''

(اربعین نمبر 4، صفحہ 93 مندرجہ روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 435 از مرزا قادیانی)

❑ ''اے عزیزو! تم نے وہ وقت پایا ہے جس کی بشارت تمام نبیوں نے دی ہے اور اس شخص کو یعنی مسیح موعود کو تم نے دیکھ لیا جس کے دیکھنے کے لیے بہت سے پیغمبروں نے بھی خواہش کی تھی۔'' (اربعین نمبر 14 صفحہ 100، مندرجہ روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 442 از مرزا قادیانی)

❑ ''منم مسیح زمان و منم کلیم خدا
منم محمد ﷺ و احمد ﷺ کہ مجتبیٰ باشد''

ترجمہ: ''میں مسیح زماں ہوں، میں کلیم خدا یعنی موسیٰ ہوں، میں محمد ﷺ ہوں، میں احمد مجتبیٰ ہوں۔'' (تریاق القلوب صفحہ 6 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 134 از مرزا قادیانی)

□ ”مجھے اپنی وحی پر ایسا ہی ایمان ہے جیسا کہ توریت اور انجیل اور قرآن کریم پر۔“
(اربعین نمبر 4 صفحہ 19، مندرجہ روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 454 از مرزا قادیانی)

□ ”میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں ان الہامات پر اسی طرح ایمان لاتا ہوں جیسا کہ قرآن شریف پر اور خدا کی دوسری کتابوں پر اور جس طرح میں قرآن شریف کو یقینی اور قطعی طور پر خدا کا کلام جانتا ہوں، اسی طرح اس کلام کو بھی جو میرے پر نازل ہوتا ہے۔ خدا کا کلام یقین کرتا ہوں۔“ (حقیقۃ الوحی صفحہ 220 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 220 از مرزا قادیانی)

□ ”میں خدا تعالیٰ کی تیئیس برس کی متواتر وحی کو کیونکر رد کرسکتا ہوں۔ میں اس کی اس پاک وحی پر ایسا ہی ایمان لاتا ہوں جیسا کہ ان تمام خدا کی وحیوں پر ایمان لاتا ہوں جو مجھ سے پہلے ہوچکی ہیں۔“ (حقیقۃ الوحی صفحہ 150، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 154 از مرزا قادیانی)

کیا تماشہ ہے ”پیغمبر“ بن گیا عرضی نویس
گفتنی اجمال ہے، ناگفتنی تفصیل ہے
کاسہ لیسی کا حصارہ، مخبری کا زہر ناب
ان سیاسی مغچوں کے خون میں تحلیل ہے

اپنا تعارف

(1) ”چونکہ میں جس کا نام غلام احمد اور باپ کا نام میرزا غلام مرتضیٰ ہے، قادیان ضلع گورداسپور پنجاب کا رہنے والا ایک مشہور فرقہ کا پیشوا ہوں جو پنجاب کے اکثر مقامات میں پایا جاتا ہے۔ اور نیز ہندوستان کے اکثر اضلاع اور حیدرآباد اور بمبئی اور مدراس اور ملک عرب اور شام اور بخارا میں بھی میری جماعت کے لوگ موجود ہیں۔ لہٰذا میں قرین مصلحت سمجھتا ہوں کہ یہ مختصر رسالہ اِس غرض سے لکھوں کہ اس محسن گورنمنٹ کے اعلیٰ افسر میرے حالات اور میری جماعت کے خیالات سے واقفیت پیدا کرلیں۔“
(کشف الغطاء صفحہ 3 مندرجہ روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 179 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 350 پر)

(2) ”سب سے پہلے یہ دعا ہے کہ خدائے قادر مطلق اس ہماری عالی جاہ قیصرہ ہند کی عمر

میں بہت بہت برکت بخشے اور اقبال اور جاہ وجلال میں ترقی دے اور عزیزوں اور فرزندوں کی عافیت سے آنکھ ٹھنڈی رکھے۔ اس کے بعد اس عریضہ کے لکھنے والا جس کا نام مرزا غلام احمد قادیانی ہے جو پنجاب کے ایک چھوٹے سے گاؤں قادیان نام میں رہتا ہے جو لاہور سے تخمیناً بفاصلہ ستر میل مشرق اور شمال کے گوشہ میں واقع اور گورداسپورہ کے ضلع میں ہے........ میں حضور عالی حضرت جناب قیصرہ ہند دام اقبالہا کی خدمت میں یہ چند الفاظ بیان کرنے کے لیے جرأت کرتا ہوں کہ میں پنجاب کے ایک معزز خاندان مغلیہ میں سے ہوں اور سکھوں کے زمانہ سے پہلے میرے بزرگ ایک خودمختار ریاست کے والی تھے۔"

(ستارہ قیصرہ صفحہ 1 تا 3 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 111 تا 113 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 351 تا 353 پر)

خاندانی خدمات

(3) "میں ایک ایسے خاندان سے ہوں کہ جو اس گورنمنٹ کا پکا خیر خواہ ہے۔ میرا والد میرزا غلام مرتضیٰ گورنمنٹ کی نظر میں ایک وفادار اور خیر خواہ آدمی تھا، جن کو دربار گورنری میں کرسی ملتی تھی اور جن کا ذکر مسٹر گریفن صاحب کی تاریخ رئیسانِ پنجاب میں ہے، اور 1857ء میں انہوں نے اپنی طاقت سے بڑھ کر سرکار انگریزی کو مدد دی تھی۔ یعنی پچاس سوار اور گھوڑے بہم پہنچا کر عین زمانہ غدر کے وقت سرکار انگریزی کی امداد میں دیئے تھے۔ ان خدمات کی وجہ سے جو چٹھیات خوشنودی حکام ان کو ملی تھیں، مجھے افسوس ہے کہ بہت سی ان میں سے گم ہوگئیں مگر تین چٹھیات جو مدت سے چھپ چکی ہیں، ان کی نقلیں حاشیہ میں درج کی گئی ہیں۔ پھر میرے والد صاحب کی وفات کے بعد میرا بڑا بھائی میرزا غلام قادر خدمات سرکاری میں مصروف رہا۔ اور جب تموں کے گذر پر مفسدوں کا سرکار انگریزی کی فوج سے مقابلہ ہوا تو سرکار انگریزی کی طرف سے لڑائی میں شریک تھا۔"

(کتاب البریہ صفحہ 3 تا 6 مندرجہ روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 4 تا 6 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 354 تا 356 پر)

کیا نبوت و رسالت کے دعویدار کو ایسی "خدمات" پر فخر کرنا زیب دیتا ہے؟

قدیم خیر خواہ اور دلی جانثار خاندان

(4) ''ہماری یہ محسن گورنمنٹ ہر ایک طبقہ اور درجہ کے انسانوں بلکہ غریب سے غریب اور عاجز سے عاجز خدا کے بندوں کی ہمدردی کر رہی ہے۔ یہاں تک کہ اس ملک کے پرندوں اور چرندوں اور بے زبان مویشیوں کے بچاؤ کے لیے بھی اس کے عدل گستر قوانین موجود ہیں۔ اور ہر ایک قوم اور فرقہ کو مساوی آنکھ سے دیکھ کر ان کی حق رسی میں مشغول ہے تو اس انصاف اور دادگستری اور عدل پسندی کی خصلت پر نظر کر کے یہ عاجز بھی اپنی ایک تکلیف کے رفع کے لیے حضور گورنمنٹ عالیہ میں یہ عاجزانہ عریضہ پیش کرتا ہے اور پہلے اس سے کہ اصل مقصود کو ظاہر کیا جائے، اس محسن اور قدر شناس گورنمنٹ کی خدمت میں اس قدر بیان کرنا بے محل نہ ہوگا کہ یہ عاجز گورنمنٹ کے اس قدیم خیر خواہ خاندان میں سے ہے جس کی خیر خواہی کا گورنمنٹ کے عالی مرتبہ حکام نے اعتراف کیا ہے اور اپنی چٹھیوں سے گواہی دی ہے کہ وہ خاندان ابتدائی انگریزی عملداری سے آج تک خیر خواہی گورنمنٹ عالیہ میں برابر سرگرم رہا ہے۔ میرے والد مرحوم میرزا غلام مرتضٰی اس محسن گورنمنٹ کے ایسے مشہور خیر خواہ اور دلی جاں نثار تھے کہ وہ تمام حکام جو اُن کے وقت میں اس ضلع میں آئے، سب کے سب اس بات کے گواہ ہیں کہ انہوں نے میرے والد موصوف کو ضرورت کے وقتوں میں گورنمنٹ کی خدمت کرنے میں کیسا پایا۔ اور اس بات کے بیان کرنے کی ضرورت نہیں کہ انہوں نے 1857ء کے مفسدہ کے وقت اپنی تھوڑی حیثیت کے ساتھ پچاس گھوڑے معہ پچاس نوجوانوں کے اس محسن گورنمنٹ کی امداد کے لیے دیئے اور ہر وقت امداد اور خدمت کے لیے کمربستہ رہے یہاں تک کہ اس دنیا سے گذر گئے۔ والد مرحوم گورنمنٹ عالیہ کی نظر میں ایک معزز اور ہر دلعزیز رئیس تھے جن کو دربار گورنری میں کُرسی ملتی تھی۔''

(تریاق القلوب صفحہ 359 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 488,487 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 357، 358 پر)

قدیم خدمت گزار خاندان

(5) ''اور گورنمنٹ پر پوشیدہ نہیں کہ ہم قدیم سے اُس کی خدمت کرنے

والے اور اُس کے ناصح اور خیر خواہوں میں سے ہیں اور ہر ایک وقت پر دِلی عزم سے ہم حاضر ہوتے رہے ہیں۔ اور میرا باپ گورنمنٹ کے نزدیک صاحب مرتبہ اور قابل تحسین تھا اور اس سرکار میں ہماری خدمات نمایاں ہیں اور میں گمان نہیں کرتا کہ یہ گورنمنٹ کبھی ان خدمات کو بھلا دے گی۔ اور میرا والد میرزا غلام مرتضٰی ابن میرزا عطا محمد رئیس قادیان اس گورنمنٹ کے خیرخواہوں اور مخلصوں میں سے تھا اور اس کے نزدیک صاحب مرتبہ تھا اور صدر نشین بالین عزت سمجھا گیا تھا اور یہ گورنمنٹ اس کو خوب پہچانتی تھی اور ہم پر کبھی کوئی بدگمانی نہیں ہوئی بلکہ ہمارا اخلاص تمام لوگوں کی نظروں میں ثابت ہوگیا اور حکام پر کھل گیا۔ اور سرکار انگریزی اپنے ان حکام سے دریافت کر لیوے جو ہماری طرف آئے اور ہم میں رہے اور ہم نے ان کی آنکھوں کے سامنے کیسی زندگی بسر کی اور کس طرح ہم ہر یک خدمت میں سبقت کرنے والوں کے گروہ میں رہے۔"

(نور الحق صفحہ 36، 37 مندرجہ روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 36، 37 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 359، 360 پر)

مرزا غلام احمد قادیانی ہر لحاظ سے انگریز حکومت کی خدمت اور برطانوی مفادات کے تحفظ کے لیے موزوں اور قابل اعتماد شخص تھا کیونکہ اس کا خاندان شروع ہی سے برطانوی سامراج کی خدمت اور کاسہ لیسی میں مشہور تھا۔ مرزا قادیانی کے والد مرزا غلام مرتضٰی نے 1857ء کی جنگ آزادی میں مسلمانوں کے خلاف 50 گھوڑے مع سواروں کے انگریزوں کی مدد کے لیے دیے تھے، جبکہ مرزا قادیانی کا بھائی مرزا غلام قادر معروف سفاک اور ظالم جنرل نکلسن کی فوج میں شامل رہا تھا اور اس نے مسلمانوں کے خون میں ہاتھ رنگے تھے۔ انگریزوں کی وفاداری اور تابع فرمانی میں مرزا قادیانی اعتراف کرتا ہے:

والد کی خدمات

(6) "میرا باپ مرزا غلام مرتضٰی اس نواح میں ایک نیک نام رئیس تھا اور گورنمنٹ کے اعلیٰ افسروں نے پرزور تحریروں کے ساتھ لکھا کہ وہ اس گورنمنٹ کا سچا مخلص اور وفادار ہے۔ اور میرے والد صاحب کو دربارِ گورنری میں کرسی ملتی تھی اور ہمیشہ اعلیٰ حکام عزت کی نگاہ سے

ان کو دیکھتے تھے اور اخلاقِ کریمانہ کی وجہ سے حکامِ ضلع اور قسمت کبھی کبھی ان کے مکان پر ملاقات کے لیے بھی آتے تھے کیونکہ انگریزی افسروں کی نظر میں وہ ایک وفادار رئیس تھے۔ اور میں یقین رکھتا ہوں کہ گورنمنٹ ان کی اس خدمت کو کبھی نہیں بھولے گی کہ انہوں نے 1857ء کے ایک نازک وقت میں اپنی حیثیت سے بڑھ کر پچاس گھوڑے اپنی گرہ سے خرید کر اور پچاس سوار اپنے عزیزوں اور دوستوں میں سے مہیا کر کے گورنمنٹ کی امداد کے لیے دیئے تھے۔ چنانچہ ان سواروں میں سے کئی عزیزوں نے ہندوستان میں مردانہ وار لڑائی مفسدوں سے کر کے اپنی جانیں دیں۔ اور میرا بھائی مرزا غلام قادر مرحوم تموں کے پتن کی لڑائی میں شریک تھا اور بڑی جاں فشانی سے مدد دی۔ غرض اسی طرح میرے ان بزرگوں نے اپنے خون سے، اپنے مال سے، اپنی جان، اپنی متواتر خدمتوں سے، اپنی وفاداری کو گورنمنٹ کی نظر میں ثابت کیا۔ سو انہیں خدمات کی وجہ سے میں یقین رکھتا ہوں کہ **گورنمنٹ عالیہ ہمارے خاندان کو معمولی رعایا میں سے نہیں سمجھے گی** اور اس کے اس حق کو کبھی ضائع نہیں کرے گی جو بڑے فتنے کے وقت میں ثابت ہو چکا ہے۔"

(کشف الغطاء صفحہ 4، مندرجہ روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 180 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 361 پر)

میرا باپ، بھائی اور میں

(7) "اور میرا باپ اسی طرح خدمات میں مشغول رہا، یہاں تک کہ پیرانہ سالی تک پہنچ گیا اور سفرِ آخرت کا وقت آ گیا اور اگر ہم اس کی تمام خدمات لکھنا چاہیں تو اس جگہ سما نہ سکیں اور ہم لکھنے سے عاجز رہ جائیں۔ پس خلاصہ کلام یہ ہے کہ میرا باپ سرکار انگریزی کے مراحم کا ہمیشہ امیدوار رہا اور عندالضرورت خدمتیں بجا لاتا رہا، یہاں تک کہ سرکار انگریزی نے اپنی خوشنودی کی چٹھیات سے اس کو معزز کیا اور ہر ایک وقت اپنے عطاؤں کے ساتھ اس کو خاص فرمایا اور اس کی غمخواری فرمائی اور اس کی رعایت رکھی اور اس کو اپنے خیر خواہوں اور مخلصوں میں سے سمجھا۔ پھر جب میرا باپ وفات پا گیا تب ان خصلتوں میں اس کا قائم مقام میرا بھائی ہوا جس کا نام مرزا غلام قادر تھا اور سرکار انگریزی کی

عنایات الٰہی ہی اس کے شامل حال ہوگئیں جیسی کہ میرے باپ کے شامل حال تھیں اور میرا بھائی چند سال بعد اپنے والد کے فوت ہوگیا پھر ان دونوں کی وفات کے بعد میں ان کے نقش قدم پر چلا اور ان کی سیرتوں کی پیروی کی اور ان کے زمانہ کو یاد کیا۔"

(نور الحق حصہ اوّل صفحہ 27، 28 مندرجہ روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 37، 38 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 362، 363 پر)

والد کی وفات پر اللہ تعالیٰ کی تعزیت

(8) "میں اس بات کو فراموش نہیں کروں گا کہ میرے والد صاحب کی وفات کے وقت خدا تعالیٰ نے میری عزا پرسی کی اور میرے والد کی وفات کی قسم کھائی جیسا کہ آسمان کی قسم کھائی۔ جن لوگوں میں شیطانی روح جوش زن ہے وہ تعجب کریں گے کہ ایسا کیونکر ہوسکتا ہے کہ خدا کسی کو اس قدر عظمت دے کہ اس کے والد کی وفات کو ایک عظیم الشان صدمہ قرار دے کر اس کی قسم کھاوے۔ مگر میں پھر دوبارہ خدائے عزوجل کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہ واقعہ حق ہے اور وہ خدا ہی تھا جس نے عزا پرسی کے طور پر مجھے خبر دی اور کہا کہ والسماء والطارق اور اسی کے موافق ظہور میں آیا۔"

(حقیقۃ الوحی صفحہ 219 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 219 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 364 پر)

حیرت زدہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام سے ان کے والد محترم حضرت یعقوب علیہ السلام کی رحلت پر عزا پرسی نہ کی اور اگر کی ہوتی تو ضرور احادیث نبویہ میں اس کا ذکر ہوتا۔ اسی طرح حضرت یعقوب علیہ السلام کے پاس ان کے والد مکرم حضرت اسحاق علیہ السلام کے حادثہ انتقال پر تعزیت نہ فرمائی اور حضرت اسحاق علیہ السلام سے ان کے پدر بزرگوار حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے وصال پر کوئی عزا پرسی نہ کی۔ اسی طرح حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس ان کے والد مکرم حضرت داؤد علیہ السلام کے سانحہ ارتحال پر تعزیت نہ کی حالانکہ یہ تمام باپ بیٹے انبیا و مرسلین تھے لیکن عزاداری کی تو انگریزوں کے ٹاؤٹ غلام مرتضیٰ کے انتقال پر کی، جو نبی تھا نہ صدیق، مہاجر تھا نہ شہید، زاہد تھا نہ عارف، عالم تھا نہ حافظ، غرض کچھ بھی نہ تھا۔ البتہ مرزا غلام مرتضیٰ میں دو "خصوصیات" ایسی پائی جاتی

تھیں جو کسی نبی میں گزری ہیں اور نہ کسی صدیق، شہید، عارف اور ولی میں۔ ان میں سے پہلی خصوصیت یہ تھی کہ وہ جھوٹے مدعی نبوت مرزا قادیانی کا والد تھا۔ دوسری یہ کہ وہ بے نمازی تھا۔ موخر الذکر خصوصیت کے متعلق مرزا بشیر احمد، ایم۔ اے ''سیرۃ المہدی'' میں لکھتا ہے:

مرزا قادیانی کا والد بے نمازی

(9) ''بیان کیا مجھ سے مرزا سلطان احمد صاحب نے بواسطہ مولوی رحیم بخش صاحب ایم اے کہ ایک دفعہ قادیان میں ایک بغدادی مولوی آیا۔ دادا صاحب نے اس کی بڑی خاطر و مدارات کی۔ اس مولوی نے دادا صاحب سے کہا مرزا قادیانی آپ نماز نہیں پڑھتے؟ دادا صاحب نے اپنی کمزوری کا اعتراف کیا اور کہا کہ ہاں بیشک میری غلطی ہے۔ مولوی صاحب نے پھر بار بار اصرار کے ساتھ کہا اور ہر دفعہ دادا صاحب یہی کہتے گئے کہ میرا قصور ہے۔ آخر مولوی نے کہا آپ نماز نہیں پڑھتے، اللہ آپ کو دوزخ میں ڈال دے گا۔ اس پر دادا صاحب کو جوش آ گیا اور کہا ''تمہیں کیا معلوم ہے کہ وہ مجھے کہاں ڈالے گا۔ میں اللہ تعالیٰ پر ایسا بدظن نہیں ہوں، میری امید وسیع ہے۔ خدا فرماتا ہے **لا تقنطوا من رحمة الله** تم مایوس ہو گئے، میں مایوس نہیں ہوں۔ اتنی بے اعتقادی میں تو نہیں کرتا۔'' پھر کہا ''اس وقت میری عمر 75 سال کی ہے۔ آج تک خدا نے میری پیٹھ نہیں لگنے دی ہے تو کیا اب وہ مجھے دوزخ میں ڈال دے گا۔''

(سیرت المہدی، جلد اوّل صفحہ 231 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 365 پر)

دلی جوش میں باپ بڑا یا بیٹا؟

(10) ''میں اس بات کا فیصلہ نہیں کر سکتا کہ اس گورنمنٹ محسنہ انگریزی کی خیر خواہی اور ہمدردی میں مجھے زیادتی ہے یا میرے والد مرحوم کو۔ بیس برس کی مدت سے مَیں اپنے دلی جوش سے ایسی کتابیں زبان فارسی اور عربی اور اردو اور انگریزی میں شائع کر رہا ہوں جن میں بار بار یہ لکھا گیا ہے کہ مسلمانوں پر یہ فرض ہے جس کے ترک سے وہ خدا تعالیٰ کے گنہگار ہوں گے کہ اس گورنمنٹ کے سچے خیر خواہ اور دلی جان نثار ہو جائیں اور جہاد اور خونی مہدی کے انتظار وغیرہ

بیہودہ خیالات سے جو قرآن شریف سے ہرگز ثابت نہیں ہو سکتے، دست بردار ہو جائیں۔"
(اشتہار، حضور گورنمنٹ عالیہ میں ایک عاجزانہ درخواست نمبر 218 بتاریخ 27 دسمبر 1899ء مندرجہ مجموعہ اشتہارات جلد دوم، صفحہ 355 طبع جدید، از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 366 پر)

روح کے جوش سے

(11) "میرا باپ اور میرا بھائی اور خود میں بھی رُوح کے جوش سے اس بات میں مصروف رہے کہ اس گورنمنٹ کے فوائد اور احسانات کو عام لوگوں پر ظاہر کریں اور اس کی اطاعت کی فرضیت کو دلوں میں جما دیں۔"
(اشتہار، بحضور نواب لیفٹیننٹ گورنر بہادر دام اقبالہ نمبر 187 بتاریخ 24 فروری 1898ء مندرجہ مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 191 طبع جدید از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 367 پر)

قادیانی بزرگوں کا کارنامہ

(12) "الم یفکر اننا ذریة اباء الفذوا اعمارهم فی خدمات هذه الدولة."
ترجمہ: "کیا گورنمنٹ اتنا غور نہیں کرتی کہ ہم انہی بزرگوں کی اولاد ہیں۔ جنھوں نے اپنی عمریں حکومت برطانیہ کی خدمت میں صرف کر دیں۔"
(انجام آتھم صفحہ 283 مندرجہ روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 283 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 368 پر)

□ "ہم اپنی معزز گورنمنٹ کو یقین دلاتے ہیں کہ ہم اس گورنمنٹ کے اسی طرح مخلص اور خیر خواہ ہیں جس طرح کہ ہمارے بزرگ تھے۔"
(شہادۃ القرآن تتمہ گورنمنٹ کی توجہ کے لائق صفحہ 84 مندرجہ روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 380 از مرزا قادیانی)

بزرگوں سے زیادہ خدمات

(13) "میں بذات خود سترہ برس سے سرکار انگریزی کی ایک ایسی خدمت میں مشغول ہوں کہ درحقیقت وہ ایک ایسی خیر خواہی گورنمنٹ عالیہ کی مجھ سے ظہور میں آئی ہے کہ میرے

بزرگوں سے زیادہ ہے اور وہ یہ کہ میں نے بیسیوں کتابیں عربی اور فارسی اور اُردو میں اس غرض سے تالیف کی ہیں کہ اس گورنمنٹ محسنہ سے ہرگز جہاد درست نہیں بلکہ سچے دل سے اطاعت کرنا ہر ایک مسلمان کا فرض ہے۔ چنانچہ میں نے یہ کتابیں بصرف زر کثیر چھاپ کر بلاد اسلام میں پہنچائی ہیں اور میں جانتا ہوں کہ ان کتابوں کا بہت سا اثر اس ملک پر بھی پڑا ہے اور جو لوگ میرے ساتھ مریدی کا تعلق رکھتے ہیں۔ وہ ایک ایسی جماعت تیار ہوتی جاتی ہے کہ جن کے دل اس گورنمنٹ کی سچی خیر خواہی سے لبالب ہیں۔ان کی اخلاقی حالت اعلیٰ درجہ پر ہے اور میں خیال کرتا ہوں کہ وہ تمام اس ملک کے لیے بڑی برکت ہیں اور گورنمنٹ کے لیے دلی جان نثار۔"

(اشتہار، عریضہ بعالی خدمت گورنمنٹ عالیہ انگریزی نمبر 168 بتاریخ 22 مارچ 1897ء مندرجہ مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 66، 67 طبع جدید، از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 369، 370 پر)

مرزا قادیانی کی نفسیات کا مطالعہ، اگر اس کے خاندان کے کردار کے پس منظر میں کیا جائے تو بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ وہ عالمی سامراج کا آلہ کار اور ان کی شخصی یادگار تھا۔

خود کاشتہ پودا......مرزا قادیانی کا اہم اعتراف

(14) "سرکار دولتمدار ایسے خاندان کی نسبت جس کو پچاس برس کے متواتر تجربہ سے ایک وفادار جاں نثار خاندان ثابت کر چکی ہے اور جس کی نسبت گورنمنٹ عالیہ کے معزز حکام نے ہمیشہ مستحکم رائے سے اپنی چٹھیات میں یہ گواہی دی ہے کہ وہ قدیم سے سرکار انگریزی کے پکے خیر خواہ اور خدمت گزار ہیں، اس خود کاشتہ پودا کی نسبت نہایت حزم اور احتیاط اور تحقیق اور توجہ سے کام لے اور اپنے ماتحت حکام کو اشارہ فرمائے کہ وہ بھی اس خاندان کی ثابت شدہ وفاداری اور اخلاص کا لحاظ رکھ کر مجھے اور میری جماعت کو ایک خاص عنایت اور مہربانی کی نظر سے دیکھیں۔ ہمارے خاندان نے سرکار انگریزی کی راہ میں اپنے خون بہانے اور جان دینے سے فرق نہیں کیا اور نہ اب فرق ہے۔ لہٰذا ہمارا حق ہے کہ ہم خدمات گذشتہ کے لحاظ سے سرکار دولتمدار کی پوری عنایات اور خصوصیت توجہ کی درخواست کریں تا ہر ایک شخص بے وجہ ہماری آبروریزی کے لیے دلیری نہ کر سکے۔"

(اشتہار، بحضور نواب لیفٹیننٹ گورنر بہادر دام اقبالہ نمبر 187 بتاریخ 24 فروری 1898ء

مندرجہ مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 198 طبع جدید، از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 371 پر)

مرزا قادیانی کیسا "نبی" ہے جو کافروں کی منتیں کر رہا ہے کہ وہ اس کا اور اس کی جماعت کا خیال رکھیں۔ نبی باطل حکومتوں کی مخالفت کرتے تھے یا ان سے رحم کی بھیک مانگتے تھے؟ مندرجہ بالا تحریر کے بعد مرزا قادیانی نے اپنی جماعت کے مختلف شہروں میں مقیم 316 سرکردہ افراد کے نام لکھے جو اس کے مرید تھے اور حکومت سے درخواست کی کہ وہ ان کا خاص خیال رکھے۔ یہاں یہ بھی یاد رہے کہ آنجہانی مرزا قادیانی نے اس اشتہار میں اپنی جماعت کو انگریز کا "خود کاشتہ پودا" کہا ہے۔ اسی لیے اس اشتہار کے آخر میں اپنی جماعت کے لوگوں کے نام لکھے۔ اگر اپنے خاندان کو خود کاشتہ پودا کہتا تو اپنے خاندان کے افراد کے نام لکھتا۔ چنانچہ اس نے اپنے مریدوں کے نام لکھ کر ثابت کیا کہ وہ اور اس کی جماعت انگریز کی "خود کاشتہ پودا" ہے۔

کھا رہا ہوں غم بے مہری آقائے فرنگ
سترہ سال سے یہ غم ہی مرا ناشتہ ہے
سوکھ جائے نہ کہیں میری نبوت کا درخت
یہ وہ پودا ہے جو سرکار کا خود کاشتہ ہے

ہم اور ہماری اولاد پر فرض

(15) "ہم پر اور ہماری ذریت پر یہ فرض ہو گیا کہ اس مبارک گورنمنٹ برطانیہ کے ہمیشہ شکر گزار رہیں۔"

(ازالہ اوہام صفحہ 132 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 166 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 372 پر)

فتنہ ملت بیضا ہے امامت اس کی
جو مسلماں کو سلاطیں کا پرستار کرے

کیریکٹر سرٹیفکیٹ

قارئین کرام! مرزا قادیانی کے خاندان کی انگریز حکومت سے وفاداری کے

اعتراف میں برٹش حکومت نے انہیں کئی ایک تعریفی خطوط لکھے۔ ان خطوط کی نقول درج ذیل حوالہ کے عکسی ثبوت میں ضرور ملاحظہ کریں۔

(16) ”سر لیپل گریفن صاحب نے بھی اپنی کتاب تاریخ رئیسان پنجاب میں میرے والد صاحب اور میرے بھائی مرزا غلام قادر کا ذکر کیا ہے اور میں ذیل میں ان چٹھیات حکام بالا دست کو درج کرتا ہوں جن میں میرے والد صاحب اور میرے بھائی کی خدمات کا کچھ ذکر ہے۔

(1)

Translation of Certificate of J. M. Wilson

To,

Mirza Ghulam Murtaza Khan

Chief of Qadian

I have persued your application reminding me of your and your family's past services and rights. I am well aware that since the introduction of the British Govt, you and your family have certainly remained devoted faithful and steady subjects and that your rights are really worthy of regard. In every respect you may rest assured and satisfied that the British Govt will never forget your family's rights and services which will recerve due consideration when a favourable apportunity offers itself. You must continue to be faithful and devoted subjects as in it lies the satisfaction of the Govt, and welfare. 11.6.1849. Lahore.

نقل مراسلہ (ولسن صاحب) نمبر 353

تہور پناہ شجاعت دستگاہ مرزا غلام مرتضٰی رئیس قادیان حفظہ

عریضہ شما مشعر بریاد دہانی خدمات وحقوق خود و خاندان خود بملاحظہ حضور ایں جانب در آمد۔ ماخوب میدانیم کہ بلا شک شما و خاندان شما از ابتدائے دخل و حکومت سرکار انگریزی جاں نثار و وفا کیش ثابت قدم ماندہ آید وحقوق شما دراصل قابل قدر اند۔ بہر نہج تسلی و تشفی دا

رید۔ سرکار انگریزی حقوق و خدمات خاندان شمارا ہرگز فراموش نہ خواہد کرد۔ بموقعہ مناسب بر حقوق و خدمات شما غور و توجہ کردہ خواہد شد۔ باید کہ ہمیشہ ہوا خواہ و جاں نثار سرکار انگریزی بمانند۔ کہ دریں امر خوشنودی سرکار و بہبودی شما متصور است۔

فقط: المرقوم 11 جون 1849ء مقام لاہور انارکلی

جناب مرزا غلام مرتضٰی خان صاحب رئیس قادیان

(ترجمہ اردو): ''میں نے تمہاری درخواست کا بغور جائزہ لیا ہے جس نے مجھے تمہاری اور تمہارے خاندان کی ماضی کی خدمات اور حقوق یاد دلا دیئے ہیں۔ مجھے بخوبی علم ہے کہ برطانوی حکومت کے قیام سے لے کر تم اور تمہارا خاندان یقیناً مخلص، وفادار اور ثابت قدم رعایا رہے ہو اور تمہارے حقوق واقعی قابل لحاظ ہیں۔ تمہیں ہر لحاظ سے پرامید اور مطمئن رہنا چاہیے کہ حکومت برطانیہ تمہارے خاندانی حقوق اور خدمات کو کبھی فراموش نہیں کرے گی اور جب بھی کوئی سازگار موقع آیا، ان کا خیال کیا جائے گا۔ تم بعینہٖ سرکار انگریزی کا ہوا خواہ اور جانثار رہو کیونکہ اسی میں سرکار کی خوشنودی اور تمہاری بہبود ہے۔''

بتاریخ: 11 جون، 1849ء

(2)

Translation of Mr. Robert Casts Certificate

To,

Mirza Ghulam Murtaza Khan

Chief of Qadian

As you randered great help in enlisting sowars and supplying horses to Govt in the mutiny of 1857 and maintained loyalty since its beginning up to date and thereby gained the favour of Govt. A Khilat worth Rs. 200/- is presented to you in recognition of good services and as a reward for your loyalty.

Moreover in accordance with the wishes of Chief

Commissioner a conveyed in his No. 576. Dt. 10th August 1858. this parwana is addressed to you as a token of satisfaction of Govt. for your fidelity and repute.

نقل مراسلہ رابرٹ کسٹ صاحب بہادر کمشنر لاہور تہور و شجاعت دستگاہ مرزا غلام مرتضیٰ رئیس قادیان بعافیت باشند۔

از آنجا کہ ہنگام مفسدہ ہندوستان موقوعہ 1857ء از جانب آپ کے رفاقت و خیر خواہی و مدد دہی سرکار دولتمدار انگلشیہ درباب نگاہداشت سواران و بہم رسانی اسپاں بخوبی بمنصۂ ظہور پہنچی۔ اور شروع مفسدہ سے آج تک آپ بدل ہوا خواہ سرکار رہے اور باعث خوشنودی سرکار ہوا۔ لہٰذا بجلدوے اس خیر خواہی اور خیر سگالی کے خلعت مبلغ دوصد روپیہ کا سرکار سے آپ کو عطا ہوتا ہے اور حسب منشا چٹھی صاحب چیف کمشنر بہادر نمبری 576 مؤرخہ 10 اگست 1858ء پروانہ ہذا باظہار خوشنودی سرکار و نیک نامی و وفاداری بنام آپ کے لکھا جاتا ہے۔

مرقومہ: تاریخ 20 ستمبر 1858ء

(3)

Translation of Sir Robert Egerton Financial Commr's: Murasala dt. 29 June 1876.

My dear firend

Ghulam Qadir,

I have persued your letter of the 2nd instant and deeply regret the death of your father Mirza Ghulam Murtaza who was a great well wisher and faithful Chief of Govt.

In consideration of your family services will esteem you with the same respect as that bestowed on your loyal father. I will keep in mind the restoration and welfare of your family when a favourable opportunity occurs.

نقل مراسلہ فنانشل کمشنر پنجاب

مشفق مہربان دوستان مرزا غلام قادر رئیس قادیان حفظہٗ

آپ کا خط دو ماہ حال کا لکھا ہوا حضور ایں جانب میں گزرا۔

مرزا غلام مرتضٰی صاحب آپ کے والد کی وفات سے ہم کو بہت افسوس ہوا۔ مرزا غلام مرتضٰی سرکار انگریزی کا اچھا خیر خواہ اور وفادار رئیس تھا۔

ہم آپ کی خاندانی لحاظ سے اسی طرح عزت کریں گے جس طرح تمھارے باپ وفادار کی، کی جاتی تھی۔ ہم کو کسی اچھے موقعہ کے نکلنے پر تمھارے خاندان کی بہتری اور پابجائی کا خیال رہے گا۔

المرقوم 29 جون 1876ء راقم سر رابرٹ ایجرٹن صاحب بہادر فنانشل کمشنر پنجاب"

(کشف الغطاء صفحہ 4 تا 9 مندرجہ روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 180 تا 185 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 373 تا 378 پر)

قادیانیت پہ کر سکتا ہے وہی انتقاد
منقل جاں میں ہے جس کی شعلہ زن جوش جہاد
جو رہا ہے عمر بھر زندانی زلف فرنگ
جس کو انگریزوں نے دی رہ رہ کے اس جذبے کی داد

ممانعت جہاد کی کتابیں، جوش اور استقامت کی بے نظیر کارگزاری

(17) "پھر میں اپنے والد اور بھائی کی وفات کے بعد ایک گوشہ نشین آدمی تھا۔ تاہم سترہ برس سے سرکار انگریزی کی امداد و تائید میں اپنی قلم سے کام لیتا ہوں۔ اس سترہ برس کی مدت میں جس قدر میں نے کتابیں تالیف کیں، ان سب میں سرکار انگریزی کی اطاعت اور ہمدردی کے لیے لوگوں کو ترغیب دی اور جہاد کی ممانعت کے بارے میں نہایت موثر تقریریں لکھیں۔ اور پھر میں نے قرین مصلحت سمجھ کر اسی امر ممانعت جہاد کو عام ملکوں میں پھیلانے کے لیے عربی اور فارسی میں کتابیں تالیف کیں جن کی چھپوائی اور اشاعت پر ہزارہا روپیہ خرچ ہوئے اور وہ تمام کتابیں عرب اور بلادِ شام اور روم اور مصر اور بغداد اور افغانستان میں شائع کی گئیں۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ کسی نہ کسی وقت ان کا اثر ہوگا۔ کیا اس قدر بڑی

کارروائی اور اس قدر دور دراز مدت تک ایسے انسان سے ممکن ہے جو دل میں بغاوت کا ارادہ رکھتا ہو؟ پھر میں پوچھتا ہوں کہ جو کچھ میں نے سرکار انگریزی کی امداد اور حفظِ امن اور جہادی خیالات کے روکنے کے لیے برابر سترہ سال تک پورے جوش سے، پوری استقامت سے کام لیا، کیا اس کام کی اور اس خدمتِ نمایاں کی اور اس مدت دراز کی دوسرے مسلمانوں میں جو میرے مخالف ہیں، کوئی نظیر ہے؟ اگر میں نے یہ اشاعت گورنمنٹ انگریزی کی سچی خیرخواہی سے نہیں کی تو مجھے ایسی کتابیں عرب اور بلادِ شام اور روم وغیرہ بلاد اسلامیہ میں شائع کرنے سے کس انعام کی توقع تھی؟ یہ سلسلہ ایک دو دن کا نہیں بلکہ برابر سترہ سال کا ہے اور اپنی کتابوں اور رسالوں کے جن مقامات میں، میں نے یہ تحریریں لکھی ہیں، ان کتابوں کے نام معہ ان کے نمبر صفحوں کے یہ ہیں، جن میں سرکار انگریزی کی خیر خواہی اور اطاعت کا ذکر ہے:۔"

نمبر	نام کتاب	تاریخ طبع	نمبر صفحہ
1	براہین احمدیہ حصہ سوم	1882ء	الف سے ب تک (شروع کتاب)
2	براہین احمدیہ حصہ چہارم	1884ء	الف سے د تک ایضاً
3	آریہ دھرم (نوٹس) دربارہ توسیع دفعہ 298	22 ستمبر 1895ء	57 سے 64 تک آخر کتاب
4	التماس شامل آریہ دھرم ایضاً	22 ستمبر 1895ء	1 سے 4 تک آخر کتاب
5	درخواست شامل آریہ دھرم ایضاً	22 ستمبر 1895ء	69 سے 72 تک آخر کتاب
6	خط دربارہ توسیع دفعہ 298	21 اکتوبر 1895ء	1 سے 8 تک
7	آئینہ کمالات اسلام	فروری 1893ء	17 سے 20 تک اور 511 سے 528 تک

8	نور الحق حصہ اول (اعلان)	1311ھ	23 سے 54 تک
9	شہادۃ القرآن (گورنمنٹ کی توجہ کے لائق)	22 ستمبر 1893ء	الف سے ع تک آخر کتاب
10	نور الحق حصہ دوم	1311ھ	49 سے 50 تک
11	سر الخلافہ	1312ھ	71 سے 73 تک
12	اتمام الحجہ	1311ھ	25 سے 27 تک
13	حمامۃ البشریٰ	1311ھ	39 سے 42 تک
14	تحفہ قیصریہ	25 مئی 1897ء	تمام کتاب
15	ست بچن	نومبر 1895ء	153 سے 154 تک
16	انجام آتھم	جنوری 1897ء	283 سے 284 تک آخر کتاب
17	سراج منیر	مئی 1897ء	صفحہ 74
18	تکمیل تبلیغ مع شرائط بیعت	12 جنوری 1889ء	صفحہ 4 حاشیہ اور صفحہ 6 شرط چہارم
19	اشتہار قابل توجہ گورنمنٹ اور عام اطلاع کے لیے	27 فروری 1895ء	تمام اشتہار یکطرفہ
20	اشتہار دربارہ سفیر سلطان روم	24 مئی 1897ء	1 سے 3 تک
21	اشتہار جلسہ احباب بر جشن جوبلی بمقام قادیان	23 جون 1897ء	1 سے 4 تک
22	اشتہار جلسہ شکریہ جشن جوبلی حضرت قیصرہ دام ظلہا	7 جون 1897ء	تمام اشتہار یک ورق
23	اشتہار متعلق بزرگ	25 جون 1897ء	صفحہ 10

24	اشتہار لائق توجہ گورنمنٹ معہ ترجمہ انگریزی	10 دسمبر 1894ء	تمام اشتہار 1 سے 7 تک

(کتاب البریہ صفحہ 5 تا 8 مندرجہ روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 6 تا 9 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 379 تا 382 پر)

16 سالہ لاجواب سروس

(18) ''میرے اس دعویٰ پر کہ مَیں گورنمنٹ برطانیہ کا سچا خیر خواہ ہوں، دو ایسے شاہد ہیں کہ اگر سول ملٹری جیسا لاکھ پرچہ بھی ان کے مقابلہ پر کھڑا ہو، تب بھی وہ دروغگو ثابت ہوگا۔
(اوّل) یہ کہ علاوہ اپنے والد مرحوم کی خدمت کے، میں سولہ برس سے برابر اپنی تالیفات میں اس بات پر زور دے رہا ہوں کہ مسلمانان ہند پر اطاعت گورنمنٹ برطانیہ فرض اور جہاد حرام ہے۔
دوسری یہ کہ میں نے کئی کتابیں عربی فارسی تالیف کر کے غیر ملکوں میں بھیجی ہیں جن میں برابر یہی تاکید اور یہی مضمون ہے۔ پس اگر کوئی نااندیش یہ خیال کرے کہ سولہ برس کی کارروائی میری کسی نفاق پر مبنی ہے تو اس بات کا اس کے پاس کیا جواب ہے کہ جو کتابیں عربی و فارسی، روم اور شام اور مصر اور مکہ اور مدینہ وغیرہ ممالک میں بھیجی گئیں اور ان میں نہایت تاکید سے گورنمنٹ انگریزی کی خوبیاں بیان کی گئی ہیں، وہ کارروائی کیونکر نفاق پر محمول ہوسکتی ہے۔ کیا ان ملکوں کے باشندوں سے بجز کافر کہنے کے کسی اور انعام کی توقع تھی؟ کیا سول ملٹری گزٹ کے پاس کسی ایسی خیر خواہ گورنمنٹ کی کوئی اور بھی نظیر ہے؟ اگر ہے تو پیش کریں۔ لیکن مَیں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ جس قدر میں نے کارروائی گورنمنٹ کی خیر خواہی کے لیے کی ہے، اس کی نظیر نہیں ملے گی۔''

(اشتہار، لائق توجہ گورنمنٹ نمبر 129 بتاریخ 10 دسمبر 1894ء مندرجہ مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ 462 طبع جدید از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 383 پر)

20 سالہ بے نظیر خدمات

(19) ''یہ گورنمنٹ ہمارے مال اور خون اور عزت کی محافظ ہے اور اس کے مبارک قدم سے ہم جلتے ہوئے تنور میں سے نکالے گئے ہیں۔ یہ کتابیں ہیں جو مَیں نے اس ملک اور عرب اور شام اور فارس اور مصر وغیرہ ممالک میں شائع کی ہیں۔ چنانچہ شام کے ملک کے بعض عیسائی فاضلوں نے بھی میری کتابوں کے شائع ہونے کی گواہی دی ہے اور میری بعض کتابوں کا ذکر کیا ہے۔ اب میں اپنی گورنمنٹ محسنہ کی خدمت میں جرأت سے کہہ سکتا ہوں کہ یہ وہ بست سالہ میری خدمت ہے جس کی نظیر برٹش انڈیا میں ایک بھی اسلامی خاندان پیش نہیں کرسکتا۔''

(اشتہار، حضور گورنمنٹ عالیہ میں ایک عاجزانہ درخواست نمبر 218 بتاریخ 27 دسمبر 1899ء مندرجہ مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 355 طبع جدید از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 384 پر)

50 سالہ جانفشانیاں

(20) ''میرا اس درخواست سے جو حضور کی خدمت میں مع اسماء مریدین روانہ کرتا ہوں مدعا یہ ہے کہ اگرچہ میں ان خدمات خاصہ کے لحاظ سے جو میں نے اور میرے بزرگوں نے محض صدق دل اور اخلاص اور جوش وفاداری سے سرکار انگریزی کی خوشنودی کے لیے کی ہیں، عنایت خاص کا مستحق ہوں، لیکن یہ سب امور گورنمنٹ عالیہ کی توجہات پر چھوڑ کر بالفعل ضروری استغاثہ یہ ہے کہ مجھے متواتر اس بات کی خبر ملی ہے کہ بعض حاسد بداندیش جو بوجہ اختلاف عقیدہ یا کسی اور وجہ سے مجھ سے بغض اور عداوت رکھتے ہیں یا جو میرے دوستوں کے دشمن ہیں، میری نسبت اور میرے دوستوں کی نسبت خلاف واقعہ امور گورنمنٹ کے معزز حکام تک پہنچاتے ہیں۔ اس لیے اندیشہ ہے کہ اُن کی ہر روز کی مفتریانہ کارروائیوں سے گورنمنٹ عالیہ کے دل میں بدگمانی پیدا ہوکر وہ تمام جانفشانیاں پچاس سالہ میرے والد مرحوم میرزا غلام مرتضیٰ اور میرے حقیقی بھائی مرزا غلام قادر مرحوم کی جن کا تذکرہ سرکاری چٹھیات اور سرلیپل گرفن کی کتاب تاریخ رئیسان پنجاب میں ہے اور نیز میری قلم کی وہ خدمات جو میرے اٹھارہ سال کی تالیفات سے ظاہر ہیں، سب کی سب ضائع اور

برباد نہ جائیں اور خدانخواستہ سرکار انگریزی اپنے ایک قدیم وفادار اور خیر خواہ خاندان کی نسبت کوئی تکدر خاطر اپنے دل میں پیدا کرے۔"

(اشتہار، بحضور نواب لیفٹیننٹ گورنر بہادر دام اقبالہ نمبر 187 بتاریخ 24 فروری 1898ء مندرجہ مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 197 طبع جدید از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 385 پر)

60 سالہ بلا معاوضہ خدمات

(21) "دوسرا امر قابل گزارش یہ ہے کہ میں ابتدائی عمر سے اس وقت تک جو قریباً ساٹھ برس کی عمر تک پہنچا ہوں، اپنی زبان اور قلم سے اس اہم کام میں مشغول ہوں کہ تا مسلمانوں کے دلوں کو گورنمنٹ انگلشیہ کی سچی محبت اور خیر خواہی اور ہمدردی کی طرف پھیروں اور ان کے بعض کم فہموں کے دلوں سے غلط خیال جہاد وغیرہ کے دور کروں جو ان کو دلی صفائی اور مخلصانہ تعلقات سے روکتے ہیں...... اور میں دیکھتا ہوں کہ مسلمانوں کے دلوں پر میری تحریروں کا بہت ہی اثر ہوا ہے اور لاکھوں انسانوں میں تبدیلی پیدا ہو گئی۔

اور میں نے نہ صرف اسی قدر کام کیا کہ برٹش انڈیا کے مسلمانوں کو گورنمنٹ انگلشیہ کی سچی اطاعت کی طرف جھکایا بلکہ بہت سی کتابیں عربی اور فارسی اور اردو میں تالیف کر کے ممالک اسلامیہ کے لوگوں کو بھی مطلع کیا کہ ہم لوگ کیونکر امن اور آرام اور آزادی سے گورنمنٹ انگلشیہ کے سایہ عاطفت میں زندگی بسر کر رہے ہیں اور ایسی کتابوں کے چھاپنے اور شائع کرنے میں ہزارہا روپیہ خرچ کیا گیا مگر باایں ہمہ میری طبیعت نے کبھی نہیں چاہا کہ ان متواتر خدمات کا اپنے حکام کے پاس ذکر بھی کروں۔"

(اشتہار، بحضور نواب لیفٹیننٹ گورنر بہادر دام اقبالہ نمبر 187 بتاریخ 24 فروری 1898ء مندرجہ مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 191,190 طبع جدید، از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 386، 387 پر)

پچاس الماریاں

(22) "میری عمر کا اکثر حصہ اس سلطنت انگریزی کی تائید اور حمایت میں گزرا ہے

اور میں نے ممانعت جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں اور اشتہار شائع کیے ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں۔ میں نے ایسی کتابوں کو تمام ممالک عرب اور مصر اور شام اور کابل اور روم تک پہنچا دیا ہے۔ میری ہمیشہ کوشش رہی ہے کہ مسلمان اس سلطنت کے سچے خیر خواہ ہو جائیں اور مہدی خونی اور مسیح خونی کی بے اصل روایتیں اور جہاد کے جوش دلانے والے مسائل جو احمقوں کے دلوں کو خراب کرتے ہیں، ان کے دلوں سے معدوم ہو جائیں۔"

(تریاق القلوب صفحہ 27، 28 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 155، 156 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 388، 389 پر)

ایں سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد "انگریز" بخشندہ

مرزا قادیانی کی تقریباً 100 کے قریب کتب ہیں جس میں اپنی ذات اور اپنے آباو اجداد کی تعریف میں تقریباً نصف سے زیادہ صفحات سیاہ کر دیے ہیں اور بقیہ 1/4 حصہ میں گورنمنٹ برطانیہ کی تعریف، حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر بازاری آوازے، توہین انبیائے کرام، شعائر اسلامی کی اہانت، بزرگان دین کے اقوال میں تحریف، مخالفین کو گالیاں، غیر مذاہب پر غیر شریفانہ جملے اور اپنی نام نہاد وحی والہامات پر خرچ کیے۔ مرزا قادیانی کی ان تمام تصانیف کے لیے ایک عام الماری کا 1/4 حصہ کافی ہے۔ مگر "سلطان القلم" کا دعویٰ ہے کہ اس نے انگریز کی اطاعت اور ممانعت جہاد کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں کہ ان سے 50 الماریاں بھر سکتی ہیں۔ ہمارا دنیا کے تمام قادیانیوں کو چیلنج ہے کہ وہ ہمیں مرزا قادیانی کی پچاس الماریوں پر مشتمل کتابوں کی فہرست فراہم کریں، ہم انہیں منہ بولا انعام دیں گے۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ قیامت تک کوئی قادیانی ہمارا یہ چیلنج قبول کرنے کی جرأت نہ کر سکے گا۔ مرزا قادیانی کے اس جھوٹ کو ثابت کرنا کسی قادیانی کے بس میں نہیں۔ قادیانیوں کے لیے یہ لمحہ فکریہ ہے!

طوق استعمار مغرب خود کیا زیب گلو
اور گواہ اس پر ہیں مرزا کی پچاس الماریاں

صدہا کتابیں

(23) ''میں نے صدہا کتابیں جہاد کے مخالف تحریر کر کے عرب اور مصر اور بلاد شام اور افغانستان میں گورنمنٹ کی تائید میں شائع کیں ہیں۔کیا آپ نے بھی ان ملکوں میں کوئی ایسی کتاب شائع کی۔ باوجود اس کے میری یہ خواہش نہیں کہ اس خدمت گذاری کی گورنمنٹ کو اطلاع کروں یا اس سے کچھ صلہ مانگوں جو انصاف کی رُو سے اعتقاد تھا، وہ ظاہر کر دیا۔''

(اشتہار انما الاعمال بالنیات نمبر 139 بتاریخ 21 اکتوبر 1895ء
مندرجہ مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ 518 (حاشیہ) طبع جدید از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 390 پر)

بیسیوں کتابیں

(24) ''میں نے بیسیوں کتابیں عربی اور فارسی اور اُردو میں اس غرض سے تالیف کی ہیں کہ اس گورنمنٹ محسنہ سے ہرگز جہاد درست نہیں بلکہ سچے دل سے اطاعت کرنا ہر ایک مسلمان کا فرض ہے۔''

(اشتہار، عریضہ بعالی خدمت گورنمنٹ عالیہ انگریزی نمبر 168 بتاریخ 22 مارچ 1897ء
مندرجہ مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 66 طبع جدید، از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 391 پر)

پچاس ہزار کتابیں، رسائل اور اشتہارات

(25) ''مجھ سے سرکار انگریزی کے حق میں جو خدمت ہوئی، وہ یہ تھی کہ میں نے پچاس ہزار کے قریب کتابیں اور رسائل اور اشتہارات چھپوا کر اس ملک اور نیز دوسرے بلاد اسلامیہ میں اس مضمون کے شائع کیے کہ گورنمنٹ انگریزی ہم مسلمانوں کی محسن ہے۔ لہٰذا ہر ایک مسلمان کا یہ فرض ہونا چاہیے کہ اس گورنمنٹ کی سچی اطاعت کرے اور دل سے اس دولت کا شکر گزار اور دعا گو رہے۔''

(ستارہ قیصرہ صفحہ 4 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 114 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 392 پر)

مرزا قادیانی کے جھوٹ اور مبالغہ آرائی کو ملاحظہ کیجیے کہ اس نے اپنے ایک اشتہار مطبوعہ 21 اکتوبر 1895ء میں دعویٰ کیا کہ اس نے انگریز کی حمایت اور جہاد کی ممانعت کے سلسلہ میں صدہا کتابیں تحریر کیں۔ تقریباً ڈیڑھ سال کے بعد اپنے ایک اور اشتہار مطبوعہ 22 مارچ 1897ء میں دعویٰ کیا کہ اس نے اس سلسلہ میں بیسیوں کتابیں تحریر کی ہیں۔ پھر 2 سال 5 ماہ کے قلیل عرصہ کے بعد ستارہ قیصرہ کے نام سے ملکہ وکٹوریہ کے نام ایک خط میں دعویٰ کیا کہ اس نے اس سلسلہ میں پچاس ہزار کتابیں تحریر کیں۔ مزید براں یہ دعویٰ بھی کیا کہ اس نے اس سلسلہ میں 50 ہزار کے قریب اشتہار شائع کیے۔ حالانکہ مرزا قادیانی کے اشتہارات کی کل تعداد صرف 292 ہے۔ مذکورہ حقیقت سے صاحبان علم و دانش، مرزا قادیانی کی مبالغہ آرائی اور انگریز پرستی کا باآسانی اندازہ لگا سکتے ہیں۔

مرزا قادیانی کی مذکورہ بالا تحریر پر تبصرہ کرتے ہوئے جناب حافظ محمد اقبال رنگونی اپنی کتاب میں لکھتے ہیں:

''یہاں مرزا قادیانی کے الفاظ ''ہم مسلمانوں کی محسن ہے'' غور طلب ہے۔ یہ احسانات کیا مرزا غلام احمد کے باپ دادا پر ہوئے تھے یا خود قادیانیت ان احسانات کے نیچے پل رہی تھی اور کیا یہ پچاس الماریاں پچھلے احسانات کے اقرار میں بھری جارہی تھیں یا قادیانیت کی حمایت و حفاظت کے لیے یہ سرکار برٹش کو نئی رشوت دی جارہی ہے۔ ''ہم مسلمانوں'' سے مراد مرزا غلام احمد قادیانی کے عقیدے کے لوگ ہیں، دوسرے مسلمان نہیں۔ دوسرے مسلمان جن حالات سے دوچار تھے، وہ بھی اہل خبر سے مخفی نہیں۔ پھر عام مسلمانوں کو تو مرزا قادیانی مسلمان تسلیم ہی نہیں کرتا۔'' (خود کاشتہ پودا کی حقیقت از حافظ محمد اقبال رنگونی)

مجھے فخر ہے!

(26) ''یہ کتابیں میں نے مختلف زبانوں یعنی اُردو فارسی، عربی میں تالیف کر کے اسلام کے تمام ملکوں میں پھیلا دیں۔ یہاں تک کہ اسلام کے دو مقدس شہروں مکہ اور مدینہ میں بھی بخوبی شائع کر دیں اور روم کے پایہ تخت قسطنطنیہ اور بلاد شام اور مصر اور کابل اور افغانستان کے

متفرق شہروں میں جہاں تک ممکن تھا، اشاعت کر دی گئی جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ لاکھوں انسانوں نے جہاد کے وہ غلط خیالات چھوڑ دیے جو نافہم ملاؤں کی تعلیم سے ان کے دلوں میں تھے۔ یہ ایک ایسی خدمت مجھ سے ظہور میں آئی کہ مجھے اس بات پر فخر ہے کہ برٹش انڈیا کے تمام مسلمانوں میں سے اس کی نظیر کوئی مسلمان دکھلا نہیں سکا اور میں اس قدر خدمت کر کے جو بائیس برس تک کرتا رہا ہوں۔ اس محسن گورنمنٹ پر کچھ احسان نہیں کرتا کیونکہ مجھے اس بات کا اقرار ہے کہ اس بابرکت گورنمنٹ کے آنے سے ہم نے اور ہمارے بزرگوں نے ایک لوہے کے جلتے ہوئے تنور سے نجات پائی ہے۔ اس لیے میں مع اپنے تمام عزیزوں کے دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا کرتا ہوں کہ **یاالٰہی! اس مبارکہ قیصرہ ہند دام ملکہ کو دیرگاہ تک ہمارے سروں پر سلامت رکھ۔ اور اس کے ہر ایک قدم کے ساتھ اپنی مدد کا سایہ شامل حال فرما اور اس کے اقبال کے دن بہت لمبے کر۔**"

(ستارہ قیصرہ صفحہ 4 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 114، از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 393 پر)

معروف محقق جناب بشیر احمد اپنی کتاب "تحریک احمدیت" میں لکھتے ہیں:

"مرزا غلام احمد قادیانی برطانوی نوآبادکاروں کے ساتھ وفاداری کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتے تھے۔ انہوں نے 20 جون 1897ء کو قادیان میں اپنی مربیہ اور کفیلۂ اعظم ملکہ وکٹوریہ کی پچھترویں جوبلی کے لیے ایک خاص تقریب کا اہتمام کیا۔ قادیانی زعماء نے چھ زبانوں میں تقریریں کیں اور راج کی برکات پر روشنی ڈالی۔ ملکہ کی درازی عمر اور ہندوستان میں اس کے شاندار راج کی خوشحالی اور استقلال کی دعائیں مانگی گئیں۔ قصبے کے غریب لوگوں میں کھانا تقسیم کیا گیا جبکہ تمام گھروں، گلیوں اور مسجدوں میں چراغاں کیا گیا۔ 20 جون کو وائسرائے ہند لارڈ ایلگن کو مبارکباد کا تار بھجوایا گیا۔ اس مبارک موقع کی مناسبت سے ڈپٹی کمشنر کے ذریعے ملکہ وکٹوریہ کو کتاب تحفہ قیصریہ کا ایک خوبصورت مجلد نسخہ بھجوایا گیا۔ وائسرائے ہند اور پنجاب کے لیفٹیننٹ گورنر کو بھی کتاب کے نسخے بھجوائے گئے۔ ملکہ عالیہ کو ارسال کردہ نسخے میں انہوں نے بڑے ہی عاجزانہ طریقے سے ایک مختصر حاشیے میں اپنے گھرانے کی ان سیاسی خدمات کا تذکرہ کیا جو 1857ء اور اس کے بعد کے دور سے لے کر اس وقت تک جب

انہوں نے سلطنت کی خاطر اپنے عظیم کام کا بیڑہ اٹھایا تھا، سرانجام دی تھیں۔ اس کے بعد انہوں نے اپنی خدمات گنوائیں اور اپنے آپ کو برطانوی سلطنت کے حد درجہ وفادار، خیرخواہ اور ذلیل خوشامدی کے طور پر پیش کیا۔ انہوں نے بڑی شدت سے ملکہ کی طرف سے جواب کا انتظار کیا اور جب ملکہ نے یہ تحفہ قبول کر لیا تو آپ کی خوشیوں کا کوئی ٹھکانہ نہ رہا اور ملکہ کے اس احسان عظیم پر آپ نے اس کا بے تحاشا شکر ادا کیا۔ ملکہ وکٹوریہ کی پچھترویں جوبلی کا دن ہندوستان میں برطانوی نوآبادکاروں کے لیے نفرت کی ایک لہر لے کر آیا۔ اسی دن شام کو دو یورپیوں مسٹر ریںڈ جو کہ ہندوستانی افسر شاہی سے تعلق رکھتا تھا اور لیفٹیننٹ ایئرسٹ کو ایک سرکاری محل کے استقبالیہ سے واپس آتے ہوئے راستے میں ایک ہندو برہمن نے گولیاں مار کر ہلاک کر دیا۔ یہ ایک سیاسی نوعیت کا قتل تھا اور ہندوستان میں برطانوی راج کے خلاف غم وغصہ کا حد درجہ اظہار۔ 22 جنوری 1901ء کو ملکہ وکٹوریہ نے وفات پائی۔ مرزا غلام احمد قادیانی اپنی مربیہ ملکہ عالیہ معظمہ کی وفات پر بڑے رنجیدہ ہوئے اور آپ نے برطانوی حکومت کو مندرجہ ذیل برقی تار ارسال کیا۔

''میں اور میرے پیروکار اس گہرے غم کا اظہار کرتے ہیں جو ملکہ معظمہ قیصرہ ہند کی وفات کے باعث بہت بڑے نقصان کی شکل میں برطانوی سلطنت کو پہنچا ہے۔''

(انڈیا آفس لائبریری لندن میں یہ خط موجود ہے دیکھیں حکومت ہند محکمہ داخلہ کی جانب سے لارڈ جارج فرانسس ہیملٹن معتمد برائے داخلہ ہندوستان نمبر 24 بتاریخ 1901-3-7، مرزا غلام احمد قادیانی کی بٹالہ سے برقی تار بتاریخ 24 جنوری 1901ء) (تحریک احمدیت از بشیر احمد صفحہ 72)

6 زبانوں میں انگریز کی شکرگزاری

(27) ''وہ تقریر جو دُعا اور شکرگزاری جناب ملکہ معظمہ قیصرہ ہند میں سُنائی گئی جس پر لوگوں نے بڑی خوشی سے آمین کے نعرے مارے، وہ چھ زبانوں میں بیان کی گئی تا ہمارے پنجاب کے ملک میں جس قدر مسلمان کسی زبان میں دسترس رکھتے ہیں، اُن تمام زبانوں سے شکر ادا ہو۔ اُن میں سے ایک اُردو میں تقریر تھی جو شکر اور دُعا پر مشتمل تھی جو عام جلسہ میں سُنائی گئی اور پھر عربی اور فارسی اور انگریزی اور پنجابی اور پشتو میں تقریریں قلمبند ہو کر پڑھی گئیں۔ اُردو

میں اس لیے کہ وہ عدالت کی بولی اور شاہی تجویز کے موافق دفتروں میں رواج یافتہ ہے اور عربی میں اس لیے کہ وہ خدا کی بولی ہے جس سے دُنیا کی تمام زبانیں نکلیں اور جو اُمّ الالسنہ اور دنیا کی تمام زبانوں کی ماں ہے جس میں خدا کی آخری کتاب قرآن شریف خلقت کی ہدایت کے لیے آیا۔ اور فارسی میں اس لیے کہ وہ گذشتہ اسلامی بادشاہوں کی یادگار ہے۔ جنہوں نے اس ملک میں قریباً سات سو برس تک فرمانروائی کی۔ اور انگریزی میں اس لیے کہ وہ ہماری جناب ملکہ معظمہ قیصرہ ہند اور اس کے معزز ارکان کی زبان ہے جس کے عدل اور احسان کے ہم شکر گزار ہیں۔ اور پنجابی میں اس لیے کہ وہ ہماری مادری زبان ہے جس میں شُکر کرنا واجب ہے اور پشتو میں اس لیے کہ وہ ہماری زبان اور فارسی زبان میں ایک برزخ اور سرحدی اقبال کا نشان ہے۔

اسی تقریب پر ایک کتاب شکر گزاری جناب قیصرہ ہند کے لیے تالیف کر کے اور چھاپ کر اُس کا نام تحفہ قیصریہ رکھا گیا اور چند جلدیں اس کی نہایت خوبصورت مجلد کرا کے اُن میں سے ایک حضرت قیصرہ کے حضور میں بھیجنے کے لیے بخدمت صاحب ڈپٹی کمشنر بھیجی گئی اور ایک کتاب بحضور وائسرائے گورنر جنرل کشور ہند روانہ ہوئی اور ایک بحضور جناب نواب لیفٹیننٹ گورنر پنجاب بھیج دی گئی۔"

(اشتہار، جلسہ احباب، برتقریب جشن جوبلی بغرض دعا و شکر گزاری جناب ملکہ معظمہ قیصرہ ہند دام ظلہا نمبر 178 بتاریخ 23 جون 1897ء مندرجہ مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 115،114 طبع جدید از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 394،395 پر)

مرزا قادیانی اور اس کے جانشینوں کی مستند تحریروں سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ انہیں امت مسلمہ کے ماضی سے کوئی عقیدت ہے نہ اس کے حال سے کوئی دلچسپی۔ مستقبل کی تو بات ہی نہ کیجیے۔ ہماری اور ان کی امنگوں میں کوئی یکسانیت ہے نہ یکجہتی۔ ملت اسلامیہ کے دشمنوں کو وہ اپنا مربی اور سرپرست سمجھتے رہے۔ جس انگریز نے برصغیر میں اسلامی اقتدار کا چراغ گل کیا، ہماری تہذیبی قدروں کو روندا' لاکھوں بے گناہ مسلمانوں اور علمائے کرام کو قتل کیا' کیا کسی مسلمان کے دل میں ان دشمنان اسلام کے لیے خیر سگالی کے جذبات پائے جاسکتے ہیں؟ لیکن افسوس ہے کہ مرزا قادیانی ان کے تملق' مدح سرائی' دعائیں' خیر سگالی کے جذبات اور ان کے پنجہ استبداد کو مضبوط کرنے کے لیے مسلسل تقریری اور تحریری

کاوشیں کرتا رہا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:

- **یایھا الذین امنوا لا تتخذوا الیھود والنصاری اولیاء بعضھم اولیاء بعض ط ومن یتولھم منکم فانہ منھم ط ان اللہ لا یھدی القوم الظلمین o (المائدہ: 51)**

ترجمہ: ''اے ایمان والو! یہود و نصاریٰ کو اپنا دوست نہ بناؤ۔ وہ ایک دوسرے کے دوست ہیں۔ تم میں سے جو شخص انہیں اپنا دوست بنائے گا تو وہ انہی میں سے ہوگا۔ بے شک اللہ تعالیٰ ظالموں کو ہدایت نہیں دیتا۔''

اس قرآنی تعلیم کے برعکس یہود و نصاریٰ سے دوستی، ان کی پرجوش حمایت اور جہاد کی ممانعت کے سلسلہ میں مرزا قادیانی کی بے شمار تحریروں میں سے صرف چند اقتباسات ملاحظہ کیجیے اور غور کریں کہ وہ اسلام دشمنی میں کس طرح اپنی خدمات کے لیے ان کی ایک نگاہ التفات کے لیے بے تاب تھا۔

؎ حرم والوں سے کیا نسبت بھلا اس قادیانی کو
وہاں قرآن اترا ہے، یہاں انگریز اترے ہیں

خدا تعالیٰ سے عہد

(28) ''میں صاحب مال اور صاحب املاک نہیں تھا بلکہ میں ان (والد غلام مرتضیٰ) کی وفات کے بعد اللہ جلشانہ کی طرف جھک گیا اور ان میں جا ملا جنھوں نے دنیا کا تعلق توڑ دیا اور میرے رب نے اپنی طرف مجھے کھینچ لیا اور مجھے نیک جگہ دی اور اپنی نعمتوں کو مجھ پر کامل کیا اور مجھے دنیا کی آلودگیوں اور مکروہات سے نکال کر اپنی مقدس جگہ میں لے آیا اور مجھے اس نے دیا جو کچھ دیا اور مجھے ملہموں اور محدثوں میں سے کر دیا۔ سو میرے پاس دنیا کا مال اور دنیا کے گھوڑے اور دنیا کے سوار تو نہیں تھے بجز اس کے کہ عمدہ گھوڑے قلموں کے مجھ کو عطا کیے گئے اور کلام کے جواہر مجھ کو دیے گئے اور وہ نور مجھ کو عطا ہوا جو مجھے لغزش سے بچاتا اور راست روی کے آثار مجھ پر ظاہر کرتا ہے۔ پس اس الٰہی اور آسمانی دولت نے مجھے غنی کر دیا اور میرے افلاس کا تدارک کیا اور مجھے روشن کیا اور میری رات کو منور کر دیا اور مجھے منعموں میں داخل کیا۔ سو میں نے

چاہا کہ اس مال کے ساتھ گورنمنٹ برطانیہ کی مدد کروں۔ اگرچہ میرے پاس روپیہ اور گھوڑے اور خچریں تو نہیں اور نہ میں مالدار ہوں۔ سو میں اس کی مدد کے لیے اپنے قلم اور ہاتھ سے اُٹھا اور خدا میری مدد پر تھا اور میں نے اسی زمانہ سے خدا تعالیٰ سے یہ عہد کیا کہ کوئی مبسوط کتاب بغیر اس کے تالیف نہیں کروں گا جو اس میں احسانات قیصرہ ہند کا ذکر نہ ہو اور نیز اس کے ان تمام احسانوں کا ذکر ہو جن کا شکر مسلمانوں پر واجب ہے۔"

(نور الحق حصہ اوّل صفحہ 28، 29 مندرجہ روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 38، 39 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 396، 397 پر)

قادیانیت سے پوچھا کفر نے تو کون ہے؟
ہنس کے بولی آپ ہی کی دلربا سالی ہوں میں

آنجہانی مرزا قادیانی کا کہنا ہے کہ یہ زمانہ جنگ و جدل کا نہیں بلکہ قلم کا ہے۔ نیز اب تلوار کی نہیں بلکہ قلم کی ضرورت ہے۔ اس کا قلم حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تلوار ہے۔ ایک اور موقع پر اس نے دعویٰ کیا کہ اس کا قلم حضور نبی کریم ﷺ کی تلواروں کے برابر ہے۔ ملاحظہ کیجیے:

مرزا قادیانی کا قلم...... حضرت علیؓ کی تلوار؟

(29) "اللہ تعالیٰ نے اس عاجز کا نام سُلطان القلم اور میرے قلم کو ذوالفقار علی فرمایا۔ اس میں یہی سِر ہے کہ زمانہ جنگ و جدل کا نہیں ہے، بلکہ قلم کا زمانہ ہے۔"

(ملفوظات جلد اول، صفحہ 151، طبع جدید از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 398 پر)

مرزا قادیانی کا قلم...... رسول اللہ ﷺ کی تلواروں کے برابر؟

(30) "اس وقت ہمارے قلم رسول اللہ ﷺ کی تلواروں کے برابر ہیں۔"

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 114 طبع جدید از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 399 پر)

قلمی اسلحہ

(31) "اِس وقت جو ضرورت ہے، وہ یقیناً سمجھ لو، سیف کی نہیں بلکہ قلم کی ہے۔ ہمارے

مخالفین نے اسلام پر جو شبہات وارد کئے ہیں اور مختلف سائنسوں اور مکائد کی رُو سے اللہ تعالیٰ کے سچے مذہب پر حملہ کرنا چاہا ہے۔ اس نے مجھے متوجہ کیا ہے کہ میں قلمی اسلحہ پہن کر اس سائنس اور علمی ترقی کے میدانِ کارزار میں اُتروں اور اسلام کی روحانی شجاعت اور باطنی قوت کا کرشمہ بھی دکھلاؤں۔ میں کب اس میدان کے قابل ہوسکتا تھا۔ یہ تو صرف اللہ تعالیٰ کا فضل ہے اور اس کی بے حد عنایت ہے کہ وہ چاہتا ہے کہ میرے جیسے عاجز انسان کے ہاتھ سے اُس کے دین کی عزت ظاہر ہو۔"

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 38، طبع جدید از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 400 پر)

مرزا قادیانی کے مذکورہ بالا بلند و بانگ دعوؤں کی روشنی میں آیئے! دیکھتے ہیں کہ اس کے قلم نے دین اسلام کی سربلندی اور اسلام دشمن باطل قوتوں کی سرکوبی کے سلسلہ میں اپنی کیا جولانیاں دکھائیں، کس دینی غیرت وحمیت کا مظاہرہ کیا، کتنے مسلمانوں کا سر فخر سے بلند کیا؟

بنایا ایک ہی ابلیس آگ سے تو نے
بنائے آگ سے اس نے دو صد ہزار ابلیس

16 برس سے......حق واجب ٹھہرالیا

(32) "میں ایک گوشہ نشین آدمی تھا جس کی دنیوی طریق پر زندگی نہیں تھی اور نہ اس کے کامل اسباب مہیا تھے۔ تاہم میں نے برابر 16 برس سے یہ اپنے پر حق واجب ٹھہرالیا کہ اپنی قوم کو اس گورنمنٹ کی خیر خواہی کی طرف بلاؤں اور ان کو سچی اطاعت کی طرف ترغیب دوں۔ چنانچہ میں نے اس مقصد کی انجام وہی کے لیے اپنی ہر یک تالیف میں یہ لکھنا شروع کیا کہ اس گورنمنٹ کے ساتھ کسی طرح مسلمانوں کو جہاد درست نہیں۔ اور نہ صرف اس قدر بلکہ بار بار اس بات پر زور دیا کہ چونکہ گورنمنٹ برطانیہ، برٹش انڈیا کی رعایا کی محسن ہے، اس لیے مسلمانان ہند پر لازم ہے کہ نہ صرف اتنا ہی کریں کہ گورنمنٹ برطانیہ کے مقابل پر بدارادوں سے رُکیں بلکہ اپنی سچی شکر گزاری اور ہمدردی کے نمونے بھی گورنمنٹ کو دکھلا دیں۔"

(اشتہار، لائق توجہ گورنمنٹ نمبر 129 بتاریخ 10 دسمبر 1894ء مندرجہ مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ 459، طبع جدید، از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 401 پر)

☐ "علاوہ اپنے والد مرحوم کی خدمت کے، میں سولہ برس سے برابر اپنی

تالیفات میں اس بات پر زور دے رہا ہوں کہ مسلمانان ہند پر اطاعت گورنمنٹ برطانیہ فرض اور جہاد حرام ہے۔''

(اشتہار، لائق توجہ گورنمنٹ نمبر 129 بتاریخ 10 دسمبر 1894ء مندرجہ مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ 462 طبع جدید از مرزا قادیانی)

□ ''میں اپنی جماعت کے لوگوں کو، جو مختلف مقامات پنجاب اور ہندوستان میں موجود ہیں، جو بفضلہٖ تعالیٰ کئی لاکھ تک ان کا شمار پہنچ گیا ہے، نہایت تاکید سے نصیحت کرتا ہوں کہ وہ میری اس تعلیم کو خوب یاد رکھیں، جو قریباً سولہ برس سے تقریری اور تحریری طور پر ان کے ذہن نشین کرتا آیا ہوں، یعنی یہ کہ اس گورنمنٹ انگریزی کی پوری اطاعت کریں۔''

(اشتہار، اپنی تمام جماعت کے لیے ضروری نصیحت نمبر 287 بتاریخ 7 مئی 1907ء مندرجہ مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 708 طبع جدید از مرزا قادیانی)

17 برس سے.........سرکار انگریزی کی خدمت

(33) ''میں بذات خود سترہ برس سے سرکار انگریزی کی ایک ایسی خدمت میں مشغول ہوں کہ درحقیقت وہ ایک ایسی خیر خواہی گورنمنٹ عالیہ کی مجھ سے ظہور میں آئی ہے کہ میرے بزرگوں سے زیادہ ہے۔''

(اشتہار، عریضہ بعالی خدمت گورنمنٹ عالیہ انگریزی نمبر 168 بتاریخ 22 مارچ 1897ء مندرجہ مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 66 طبع جدید، از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 402 پر)

□ ''میں نے اپنی سترہ سالہ مسلسل تقریروں سے ثبوت پیش کیے ہیں، صاف ظاہر ہے کہ میں سرکار انگریزی کا بدل و جان خیر خواہ ہوں''

(کتاب البریہ صفحہ 9 مندرجہ روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 10 از مرزا قادیانی)

□ ''پھر میں اپنے والد اور بھائی کی وفات کے بعد ایک گوشہ نشین آدمی تھا۔ تاہم سترہ برس سے سرکار انگریزی کی امداد و تائید میں اپنی قلم سے کام لیتا ہوں۔ اس سترہ برس کی مدت میں جس قدر میں نے کتابیں تالیف کیں، ان سب میں سرکار انگریزی کی اطاعت اور ہمدردی کے لیے

لوگوں کو ترغیب دی اور جہاد کی ممانعت کے بارے میں نہایت موثر تقریریں لکھیں.......... پھر میں پوچھتا ہوں کہ جو کچھ میں نے سرکار انگریزی کی امداد اور حفظِ امن اور جہادی خیالات کے روکنے کے لیے برابر سترہ سال تک پورے جوش سے، پوری استقامت سے کام لیا، کیا اس کام کی اور اس خدمتِ نمایاں کی اور اس مدت دراز کی دوسرے مسلمانوں میں جو میرے مخالف ہیں، کوئی نظیر ہے؟.......... یہ سلسلہ ایک دو دن کا نہیں بلکہ برابر سترہ سال کا ہے۔"

(کتاب البریہ صفحہ 5، 6 مندرجہ روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 6، 8 از مرزا قادیانی)

18 برس سے.......... کتابوں کی تالیف میں مشغول

(34) "میں اٹھارہ برس سے ایسی کتابوں کی تالیف میں مشغول ہوں کہ جو مسلمانوں کے دلوں کو گورنمنٹ انگلشیہ کی محبت اور اطاعت کی طرف مائل کر رہے ہیں۔"

(اشتہار، بحضور نواب لیفٹیننٹ گورنر بہادر دام اقبالہ نمبر 187 بتاریخ 24 فروری 1898ء مندرجہ مجموعہ اشتہارات طبع جدید جلد دوم صفحہ 191 از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 403 پر)

☐ "اور نیز میری قلم کی وہ خدمات جو میرے اٹھارہ سال کی تالیفات سے ظاہر ہیں، سب کی سب ضائع اور برباد نہ جائیں اور خدانخواستہ سرکار انگریزی اپنے ایک قدیم وفادار اور خیر خواہ خاندان کی نسبت کوئی تکدر خاطر اپنے دل میں پیدا کرے۔"

(اشتہار، بحضور نواب لیفٹیننٹ گورنر بہادر دام اقبالہ نمبر 187 بتاریخ 24 فروری 1898ء مندرجہ مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 197 طبع جدید از مرزا قادیانی)

19 برس سے...... اپنا وقت بسر کیا

(35) "یہ تو میرے باپ اور میرے بھائی کا حال ہے اور چونکہ میری زندگی فقیرانہ اور درویشانہ طور پر ہے، اس لیے میں ایسے درویشانہ طرز سے گورنمنٹ انگریزی کی خیر خواہی اور امداد میں مشغول رہا ہوں۔ قریباً انیس برس سے ایسی کتابوں کے شائع کرنے میں، میں نے اپنا وقت بسر کیا ہے جن میں یہ ذکر ہے کہ مسلمانوں کو سچے دل سے اس گورنمنٹ کی خدمت کرنی چاہیے اور اپنی فرمانبرداری اور وفاداری کو دوسری قوموں سے بڑھ کر دکھلانا چاہیے اور

میں نے اسی غرض سے بعض کتابیں عربی زبان میں لکھیں اور بعض فارسی زبان میں اور ان کو دور دور ملکوں تک شائع کیا۔ اور ان سب میں مسلمانوں کو بار بار تاکید کی اور معقول وجوہ سے ان کو اس طرف جھکایا کہ وہ گورنمنٹ کی اطاعت بدل و جان اختیار کریں۔''

(کشف الغطاء صفحہ 9 مندرجہ روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 185 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 404 پر)

20 برس تک..........تعلیم اطاعتِ گورنمنٹ انگریزی

(36) ''میں بیس برس تک یہی تعلیم اطاعت گورنمنٹ انگریزی کی دیتا رہا، اور اپنے مریدوں میں یہی ہدایتیں جاری کرتا رہا۔''

(تریاق القلوب صفحہ 28، مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 156 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 405 پر)

☐ ''بیس برس کی مدت سے مَیں اپنے دلی جوش سے ایسی کتابیں زبان فارسی اور عربی اور اردو اور انگریزی میں شائع کر رہا ہوں جن میں بار بار یہ لکھا گیا ہے کہ مسلمانوں پر یہ فرض ہے جس کے ترک سے وہ خدا تعالیٰ کے گنہگار ہوں گے کہ اس گورنمنٹ کے سچے خیر خواہ اور دلی جان نثار ہو جائیں۔''

(اشتہار، حضور گورنمنٹ عالیہ میں ایک عاجزانہ درخواست نمبر 218 بتاریخ 27 دسمبر 1899ء
مندرجہ مجموعہ اشتہارات جلد دوم، صفحہ 355 طبع جدید، از مرزا قادیانی)

☐ ''اب میں اپنی گورنمنٹ محسنہ کی خدمت میں جُرأت سے کہہ سکتا ہوں کہ یہ وہ بست سالہ میری خدمت ہے جس کی نظیر برٹش انڈیا میں ایک بھی اسلامی خاندان پیش نہیں کر سکتا۔''

(تریاق القلوب صفحہ 361 تا 363 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 489 تا 491 از مرزا قادیانی)

22 برس سے......اپنے ذمہ فرض کر رکھا ہے

(37) ''میں نے مناسب سمجھا کہ اس رسالہ کو بلاد عرب یعنی حرمین اور شام اور مصر وغیرہ میں بھی بھیج دوں کیونکہ اس کتاب کے صفحہ 152 میں جہاد کی مخالفت میں ایک مضمون لکھا گیا ہے اور میں نے بائیس برس سے اپنے ذمہ یہ فرض کر رکھا ہے کہ ایسی کتابیں جن میں

جہاد کی ممانعت ہو، اسلامی ممالک میں ضرور بھیج دیا کرتا ہوں۔''

(اشتہار، المنار نمبر 246 بتاریخ 18 نومبر 1901ء مندرجہ مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 533 طبع جدید، از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 406 پر)

□ ''ایک ایسی خدمت مجھ سے ظہور میں آئی کہ مجھے اس بات پر فخر ہے کہ برٹش انڈیا کے تمام مسلمانوں میں سے اس کی نظیر کوئی مسلمان دکھلا نہیں سکا اور میں اس قدر خدمت کر کے جو بائیس برس تک کرتا رہا ہوں۔''

(ستارہ قیصرہ صفحہ 4 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 114، از مرزا قادیانی)

□ ''اس ملک برٹش انڈیا میں یہ عقیدہ اکثر مسلمانوں کا بہت کچھ اصلاح پذیر ہو گیا ہے۔ اور ہزارہا مسلمانوں کے دل میری بائیس تئیس سال کی کوششوں سے صاف ہو گئے ہیں۔''

(ستارہ قیصرہ صفحہ 1 تا 18 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 109 تا 126 از مرزا قادیانی)

26 برس سے..........تقریری اور تحریری خدمات

(38) ''چونکہ میں دیکھتا ہوں کہ ان دنوں میں بعض جاہل اور شریر لوگ اکثر ہندوؤں میں سے اور کچھ مسلمانوں میں سے گورنمنٹ کے مقابل پر ایسی ایسی حرکتیں ظاہر کرتے ہیں جن سے بغاوت کی بو آتی ہے۔ بلکہ مجھے شک ہوتا ہے کہ کسی وقت باغیانہ رنگ ان کی طبائع میں پیدا ہو جائے گا۔ اس لیے میں اپنی جماعت کے لوگوں کو جو مختلف مقامات پنجاب اور ہندوستان میں موجود ہیں جو بفضلہٖ تعالیٰ کئی لاکھ تک ان کا شمار پہنچ گیا ہے، نہایت تاکید سے نصیحت کرتا ہوں کہ وہ میری اس تعلیم کو خوب یاد رکھیں جو قریباً 26 برس سے تقریری اور تحریری طور پر اُن کے ذہن نشین کرتا آیا ہوں یعنی یہ کہ اس گورنمنٹ انگریزی کی پوری اطاعت کریں کیونکہ وہ ہماری محسن گورنمنٹ ہے۔''

(اشتہار، اپنی تمام جماعت کے لیے ضروری نصیحت نمبر 287 بتاریخ 7 مئی 1907ء مندرجہ مجموعہ اشتہارات طبع جدید جلد دوم صفحہ 708 از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 407 پر)

60 سال تک..........

(39) ''دوسرا امر قابل گزارش یہ ہے کہ میں ابتدائی عمر سے اس وقت تک جو قریباً ساٹھ

برس کی عمر تک پہنچا ہوں، اپنی زبان اور قلم سے اس اہم کام میں مشغول ہوں کہ تا مسلمانوں کے دلوں کو گورنمنٹ انگلشیہ کی سچی محبت اور خیر خواہی اور ہمدردی کی طرف پھیروں۔"

(اشتہار، بحضور نواب لیفٹیننٹ گورنر بہادر دام اقبالہ نمبر 187 بتاریخ 24 فروری 1898ء مندرجہ مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 190 طبع جدید، از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 408 پر)

ہر وقت

(40) "ہماری قلم جو ہر یک وقت اس گورنمنٹ عالیہ کی مدح و ثنا میں چل رہی ہے، اس قانون کے پاس ہونے سے اپنی گورنمنٹ کو دوسروں پر ترجیح دینے کے لیے ایک ایسا وسیع مضمون پائے گی جو آفتاب کی طرح چمکے گا۔"

(اشتہار، نوٹس بنام آریہ صاحبان نمبر 134 بتاریخ 22 ستمبر 1895ء مندرجہ مجموعہ اشتہارات جلد اوّل، صفحہ 484، طبع جدید از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 409 پر)

ہر وقت یہی چاہتا ہوں!

(41) "اس سے زیادہ اور کیا خیر خواہی ہوگی کہ میں سچے دل سے نہ منافقانہ طور پر اس گورنمنٹ کی نسبت بغاوت کا خیال بھی دل میں لانا گناہ سمجھتا ہوں اور اس بات کو فرض جانتا ہوں کہ اس کی شکر گذاری کی جائے اور اس کی خدمت گذاری میں قصور نہ کریں اور اس کی اطاعت میں دریغ نہ کریں۔ .... ہر وقت یہی چاہتا ہوں کہ مسلمانوں کے دلوں میں سچی محبت اس گورنمنٹ کی پیدا ہو۔ بیشک میں جیسا کہ میرے خدا نے میرے پر ظاہر کیا، صرف اسلام کو دنیا میں سچا مذہب سمجھتا ہوں، لیکن اسلام کی سچی پابندی اسی میں دیکھتا ہوں کہ ایسی گورنمنٹ جو درحقیقت محسن اور مسلمانوں کے خون اور آبرو کی محافظ ہے، اس کی سچی اطاعت کی جائے۔ میں گورنمنٹ سے ان باتوں کے ذریعہ سے کوئی انعام نہیں چاہتا۔ میں اُس سے درخواست نہیں کرتا کہ اس خیر خواہی کی پاداش میں میرا کوئی لڑکا معزز عہدہ پر ہو جائے۔ یہ میرا ایک عقیدہ ہے جو سچائی اور شکر گذاری کی پابندی سے رکھتا ہوں نہ کسی اور غرض

سے۔ میری رائے قدیم سے گورنمنٹ کی نسبت یہی ہے جو میں نے بیان کی۔''
(اشتہار انما الاعمال بالنیات نمبر 139 بتاریخ 21 اکتوبر 1895ء مندرجہ مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ 518 طبع جدید از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 410 پر)

کہتے ہیں چوہے کی نظر ایک بالشت تک ہوتی ہے، اس سے آگے نہیں دیکھ سکتا۔ یہ بات مرزا قادیانی پر سو فیصد منطبق ہوتی ہے کہ اُسے انگریز حکومت کی چاپلوسی کے علاوہ کچھ نظر نہیں آتا۔

انگریز کے خلاف کبھی کوئی لفظ نہیں کہا

(42) ''میرے بیان میں کوئی ایسا لفظ نہیں ہوگا جو کہ گورنمنٹ انگریزی کے برخلاف ہو اور ہم اس گورنمنٹ کے شکر گذار ہیں۔ کیونکہ ہم نے اس سے امن اور آرام پایا ہے۔''
(پیغام صلح صفحہ 63، مندرجہ روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 484 از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 411 پر)

عمر کا اکثر حصہ

(43) ''میری عمر کا اکثر حصہ اس سلطنت انگریزی کی تائید اور حمایت میں گزرا ہے۔''
(تریاق القلوب صفحہ 27 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 155 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 412 پر)

دنیا کو ہے اس مہدئ برحق کی ضرورت
ہو جس کی نگہ زلزلۂ عالمِ افکار

سلطنت برطانیہ......نعمت الٰہی، نعمت عظمیٰ

(44) ''بالآخر یہ بات بھی ظاہر کرنا ہم اپنے نفس پر واجب سمجھتے ہیں کہ اگرچہ تمام ہندوستان پر یہ حق واجب ہے کہ بنظر ان احسانات کے جو سلطنت انگلشیہ سے اس کی حکومت اور آرام بخش حکمت کے ذریعہ سے عامہ خلائق پر وارد ہیں۔ سلطنت ممدوحہ کو خداوند تعالیٰ کی ایک نعمت سمجھیں اور مثل اور نعماء الٰہی کے، اس کا شکر بھی ادا کریں۔ لیکن پنجاب کے مسلمان

بڑے ناشکر گزار ہوں گے، اگر وہ اس سلطنت کو جو ان کے حق میں خدا کی ایک عظیم الشان رحمت ہے، نعمت عظمیٰ یقین نہ کریں۔"

(براہین احمدیہ جلد اوّل تا چہارم صفحہ 140 مندرجہ روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 140 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 413 پر)

اور غور کیجیے کہ چودہ سو سال سے جس مسیح کی آمد کی خوش خبری مسلمانوں کے کانوں میں گونج رہی ہے، معاذ اللہ، کیا وہ ایسا ہی مسیح ہے کہ جو صلیب پرستوں اور اسلامی حکومتوں کے دشمنوں کا مداح و ثنا خواں ہو، ان کے شکر اور دعا میں مع اپنی تمام امت کے رطب اللسان ہو، اسلامی حکومتوں کے زوال پر چراغاں کرنے والا ہو، اور مسلمانوں کے قاتلوں کو مبارک باد کے تار دینے والا ہو۔ مسیح کا کام تو کفر کی حکومت کو ختم کرنا ہے، نہ کہ دشمنان اسلام کی تائید اور حمایت کرنا اور ان کی بقا اور ترقی کے لیے دل و جان سے دعا کرنا اور ان کے سایہ کو سایہ رحمت سمجھنا۔

گورنمنٹ برطانیہ............ابر رحمت

(45) "یہ بات قطعی اور فیصلہ شدہ ہے کہ گورنمنٹ برطانیہ مسلمانان ہند کی محسن ہے کیونکہ سکھوں کے زمانہ میں ہمارے دین اور دُنیا دونوں پر مصیبتیں تھیں۔ خدا تعالیٰ اس گورنمنٹ کو دُور سے ابرِ رحمت کی طرح لایا اور ان مصیبتوں سے اس گورنمنٹ کے عہدِ دولت نے ایک دم میں ہمیں چھوڑا دیا۔ پس اس گورنمنٹ کا شکر نہ کرنا بدذاتی ہے اور جو شخص ایسے احسانات دیکھ کر پھر نفاق سے زندگی بسر کرے اور سچے دل سے شکر گزار نہ ہو تو بلاشبہ کافر نعمت ہے۔ ہماری ایمانداری کا یہ تقاضا ہونا چاہیے کہ ہم تہ دل سے اقرار کریں کہ درحقیقت یہ گورنمنٹ ہماری محسن ہے۔ ہم اس گورنمنٹ کے قدوم میمنت لزوم سے ہزاروں بلاؤں سے بچے اور ہمیں وہ آزادی ملی جس کے ذریعہ سے ہم دین اور دُنیا دونوں درست کر سکتے ہیں۔ پس اگر اب بھی ہم اس گورنمنٹ کے سچے خیر خواہ نہ ہوں تو خدا تعالیٰ کے سامنے ناشکرے ٹھہریں گے۔ یہ وہ تمام باتیں ہیں جن کو مَیں نے مختلف کتابوں میں شائع کیا اور سولہ برس تک برابر میں اس خدمت کو بجا لاتا رہا۔"

(اشتہار، لائق توجہ گورنمنٹ نمبر 129 بتاریخ 10 دسمبر 1894ء مندرجہ مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ 460,459 طبع جدید از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 414، 415 پر)

آنجہانی مرزا قادیانی کا کہنا ہے کہ سکھوں نے مسلمانوں پر بہت ظلم وتشدد کیا اور ان کے زمانہ میں بڑی مصیبتیں آئیں۔ صرف انگریز نے انہیں سکھوں کے جبر و استبداد سے بچایا۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ مرزا قادیانی کا خاندان ہمیشہ سکھوں کا خیر خواہ رہا اور ان کے سرکردہ افراد نے سکھوں کی فوج میں باقاعدہ شمولیت اختیار کر کے ان کے شانہ بشانہ مسلمانوں کے خلاف ظلم وتشدد کا بازار گرم رکھا۔ معروف محقق جناب بشیر احمد رقم طراز ہیں:

''احمد یہ تحریک کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی کا تعلق پنجاب کے ایک مغل گھرانے سے تھا۔ سکھ حکمرانوں نے آپ کے پردادا مرزا گل محمد کو آبائی علاقے قادیان سے نکال دیا تھا۔ آپ نے اس وقت پنجاب کے حکمران راجہ رنجیت سنگھ کے ایک مخالف سردار فتح سنگھ کے دربار میں اپنے اہل وعیال سمیت پناہ لے لی۔ فتح سنگھ کے مرنے کے بعد رنجیت سنگھ نے اس کے علاقے بھی قبضہ میں لے لیے۔ مرزا غلام احمد کے باپ مرزا غلام مرتضیٰ اور ان کے چچا مرزا غلام محی الدین نے سکھ فوج میں شامل ہو کر سکھوں کے مظالم کے خلاف شمالی ہندوستان کے مسلمانوں کی تحریک آزادی کچلنے میں سرگرمی سے حصہ لیا۔ مرزا مرتضیٰ نے شمال مغربی ہند میں سید احمد شہید کے ساتھیوں اور ان کشمیری مسلمانوں کو شہید کیا جو سکھوں کے اقتدار کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔ رنجیت سنگھ نے کشمیر پر 1818ء میں اور پشاور پر 1823ء میں قبضہ کیا۔ 1834ء میں ان کی ''بیش بہا'' خدمات کے عوض رنجیت سنگھ نے قادیان میں ان کے پانچ گاؤں بحال کر دیئے۔ اگلے سال رنجیت سنگھ نے وفات پائی۔ اس کی وفات کے بعد مرکزی قوت کمزور پڑنے لگی اور انگریزوں کا اثر ونفوذ بڑھنے لگا۔ مرزا غلام مرتضیٰ نے انگریزوں کی طرفداری کی اور وہ سکھ دربار میں انگریزوں کے قابل اعتماد آلہ کار بن گئے۔ جب سکھوں کو اس بات کا علم ہو گیا تو انہوں نے انہیں اور ان کے بھائی مرزا غلام محی الدین کو قتل کرنے کی کوشش کی مگر یہ اپنے چھوٹے بھائی مرزا غلام حیدر کی مداخلت کے باعث بچ گئے۔..................

1857ء کی جنگ آزادی میں خدمات سرانجام دینے والے وفادار گھرانوں کی دستاویز تیار کرتے ہوئے ''پنجاب کے رؤسا'' نامی کتاب میں سرلیپل گریفن، مرزا غلام مرتضیٰ کی خدمات کے بارے میں مندرجہ ذیل خیالات پیش کرتا ہے۔

''نونہال سنگھ، شیر سنگھ اور دربار لاہور کے دور دورے میں غلام مرتضےٰ ہمیشہ فوجی خدمت پر مامور رہا۔ 1841ء میں یہ جرنیل ونچورا کے ساتھ منڈی اور کلو کی طرف بھیجا گیا اور

1843ء میں ایک پیادہ فوج کا کمیدان بنا کر پشاور روانہ کیا گیا۔ ہزارہ کے مفسدے میں اس نے کارہائے نمایاں کیے اور جب 1848ء کی بغاوت ہوئی تو یہ اپنی سرکار کا نمک حلال رہا اور اس کی طرف سے لڑا۔ اس موقعہ پر اس کے بھائی غلام محی الدین نے بھی اچھی خدمات کیں۔ جب بھائی مہاراج سنگھ اپنی فوج لیے دیوان مولراج کی امداد کے لیے ملتان کی طرف جا رہا تھا تو غلام محی الدین اور دوسرے جاگیرداران لنگر خان ساہیوال اور صاحب خان ٹوانہ نے مسلمانوں کو بھڑکایا اور مصر صاحب دیال کی فوج کے ساتھ باغیوں سے مقابلہ کیا اور ان کو شکست فاش دی۔ ان کو سوائے دریائے چناب کے کسی اور طرف بھاگنے کا راستہ نہ تھا۔ جہاں چھ سو سے زیادہ آدمی ڈوب کر مر گئے۔" ....

سر ظفر اللہ بیان کرتے ہیں کہ مرزا غلام مرتضیٰ نے مہاراجہ رنجیت سنگھ کے دور میں فوج میں شمولیت اختیار کی اور کئی لڑائیوں میں اعزازات حاصل کیے۔ بعد ازاں انہوں نے اور ان کے بڑے بیٹے مرزا غلام قادر نے انگریزوں کے لیے قابل تعریف خدمات سرانجام دیں جن کو حکام نے باقاعدہ پسند کیا۔" (تحریک احمدیت از بشیر احمد)

سلطنت برطانیہ..........بارانِ رحمت

(46) "یہ بات بھی ظاہر کرنا ہم اپنے نفس پر واجب سمجھتے ہیں کہ اگرچہ تمام ہندوستان پر یہ حق واجب ہے کہ بنظر اُن احسانات کے کہ جو سلطنت انگلشیہ سے اس کی حکومت اور آرام بخش حکمت کے ذریعہ سے عامۂ خلائق پر وارد ہیں۔ سلطنت ممدوحہ کو خداوند تعالیٰ کی ایک نعمت سمجھیں اور مثل اور نعماء الٰہی کے، اس کا شکر بھی ادا کریں۔ لیکن پنجاب کے مسلمان بڑے ناشکر گذار ہوں گے اگر وہ اس سلطنت کو جو ان کے حق میں خدا کی ایک عظیم الشان رحمت ہے، نعمتِ عظمٰی یقین نہ کریں۔ ان کو سوچنا چاہیے کہ اس سلطنت سے پہلے وہ کس حالت پُر ملالت میں تھے اور پھر کیسے امن و امان میں آ گئے۔ پس فی الحقیقت یہ سلطنت ان کے لیے ایک آسمانی برکت کا حکم رکھتی ہیں جس کے آنے سے سب تکلیفیں ان کی دور ہوئیں اور ہر ایک قسم کے ظلم اور تعدی سے نجات حاصل ہوئی اور ہر یک ناجائز روک اور مزاحمت سے آزادی میسر آئی۔ کوئی ایسا مانع نہیں کہ جو ہم کو نیک کام کرنے سے روک سکے یا ہماری آسائش میں خلل ڈال سکے۔ پس حقیقت میں خداوند کریم و رحیم نے اس سلطنت کو مسلمانوں کے لیے

ایک بارانِ رحمت بھیجا ہے جس سے پودہ اسلام کا پھر اس ملک پنجاب میں سرسبز ہوتا جاتا ہے اور جس کے فوائد کا اقرار حقیقت میں خدا کے احسانوں کا اقرار ہے۔''
(براہین احمدیہ حصہ اول تا چہارم صفحہ 140، مندرجہ روحانی خزائن جلد 1، صفحہ 140 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 416 پر)

انگریزی سلطنت، ایک رحمت اور برکت

(47) ''سو یہی انگریز ہیں جن کو لوگ کافر کہتے ہیں جو تمہیں ان خونخوار دشمنوں سے بچاتے ہیں اور ان کی تلوار کے خوف سے تم قتل کیے جانے سے بچے ہوئے ہو۔ ذرا کسی اور سلطنت کے زیر سایہ رہ کر دیکھ لو کہ تم سے کیا سلوک کیا جاتا ہے۔ سو انگریزی سلطنت تمہارے لیے ایک رحمت ہے، تمہارے لیے ایک برکت ہے اور خدا کی طرف سے تمہاری وہ سپر ہے۔ پس تم دل و جان سے اس سپر کی قدر کرو۔''
(اشتہار، اپنی تمام جماعت کے لیے ضروری نصیحت نمبر 287 بتاریخ 7 مئی 1907ء مندرجہ مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 709 طبع جدید، از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 417 پر)

گورنمنٹ انگریزی کا زمانہ...... روحانی اور جسمانی برکات کا مجموعہ

(48) ''بعد اس کے گورنمنٹ انگریزی کا زمانہ آیا۔ یہ زمانہ نہایت پُرامن ہے اور سچ تو یہ ہے کہ اگر ہم خالصہ قوم کی عملداری کے دنوں کو امن عامہ اور آسائش کے لحاظ سے انگریزی عملداری کی راتوں سے بھی برابر قرار دیں تو یہ بھی ایک ظلم اور خلاف واقعہ ہوگا۔ یہ زمانہ روحانی اور جسمانی برکات کا مجموعہ ہے۔ اور آنے والی برکتیں اس کی ابتدائی بہار سے ظاہر ہیں۔''
(لیکچر لاہور صفحہ 30 مندرجہ روحانی خزائن، جلد 20 صفحہ 176، از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 418 پر)

برٹش گورنمنٹ میں آسمان، زمین سے نزدیک ہوگیا

(49) ''گورنمنٹ کو یہ فخر ہونا چاہیے کہ اس ملک میں اور اس کے زمانہ بادشاہت میں خدا

اپنے بعض بندوں سے وہ تعلق پیدا کر رہا ہے کہ جو قصوں اور کہانیوں کے طور پر کتابوں میں لکھا ہوا ہے۔ اس ملک پر یہ رحمت ہے کہ آسمان زمین سے نزدیک ہو گیا ہے۔ ورنہ دُوسرے ملکوں میں اس کی نظیر نہیں!''

(سراج منیر صفحہ 21 مندرجہ روحانی خزائن جلد 12، صفحہ 23، از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 419 پر)

سرکار انگریزی پھل دار درخت کی طرح ہے

(50) ''سرکار انگریزی اس درخت کی طرح ہے جو پھلوں سے لدا ہوا ہو۔ اور ہر ایک شخص جو میوہ چینی کے قواعد کی رعایت سے اس درخت کی طرف ہاتھ لمبا کرتا ہے تو کوئی نہ کوئی پھل اس کے ہاتھ میں آ جاتا ہے۔ ہماری بہت سی مرادیں ہیں جن کا مرجع اور مدار خدائے تعالیٰ نے اس گورنمنٹ کو بنا دیا ہے۔ اور ہم یقین رکھتے ہیں کہ رفتہ رفتہ وہ ساری مرادیں اس مہربان گورنمنٹ سے ہمیں حاصل ہوں۔''

(اشتہار، جمعہ کی تعطیل نمبر 147 بتاریخ یکم جنوری 1896ء مندرجہ مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ 548 طبع جدید از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 420 پر)

راحت کا جام

(51) ''بیشک ہم اس سلطنت برطانیہ کے زیر سایہ پوری آزادی سے زندگی بسر کر رہے ہیں اور اس حکومت کی مہربانی سے ہمارے اموال، ہماری جانیں، ہماری ملت اور ہماری عزتیں ظالموں کے ہاتھوں سے محفوظ ہیں۔ پس ہم پر واجب ہے کہ ہم اس کی مہربانی کی وجہ سے اور اس وجہ سے کہ اس نے ہم کو اپنی عمدہ خصال کی وجہ سے راحت کا جام پلایا ہے، تہ دل سے اس کا شکریہ ادا کریں اور ہم پر یہ بھی واجب ہے کہ ہم اس کے دشمنوں (مسلمانوں) کو تلواروں کی چمک دکھائیں اور اس کے خلاف نہیں بلکہ اس کی خاطر اپنے غصہ کی آگ کو بھڑکائیں۔''

(اشتہار، دینی جہاد کی ممانعت کا فتویٰ، مسیح موعود کی طرف سے نمبر 225 بتاریخ 7 جون 1900ء مندرجہ مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 417 طبع جدید از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 421 پر)

1857ء میں مرزا قادیانی کوئی ناسمجھ طفل نہیں بلکہ بھرپور جوان تھا اور 1857ء میں

انگریزوں نے اپنی کامیابی کے بعد مسلمانوں سے کیا سلوک کیا؟ ان سے جہاد آزادی کا کیا انتقام لیا؟ اس سے وہ ناواقف نہیں ہو سکتا تھا۔ جس حکومت کو مرزا قادیانی ''خدا کی رحمت'' قرار دیتا تھا، اس کے ماتحت مسلمانوں کی حالت زار کلیجہ تھام کر سنیے:

1857ء کی جنگ آزادی میں انگریزوں کی کامیابی کے بعد مسلمان ہونا جرم بن گیا تھا۔ فوج کو یہ اجازت دے دی گئی تھی کہ تین دن تک دہلی میں ماورائے قانون و اخلاقیات ہر قسم کا کام کیا جا سکتا ہے۔ حکومت برطانیہ نے اس شہر کے باشندوں کی عزت و آبرو، مال و دولت کو ہر بھوکے فوجی بھیڑیے کے لیے کھول دیا۔ بس پھر کیا تھا، فوج دندناتی پھر رہی تھی۔ کوئی قانون نہ تھا۔ سکھوں اور انگریزوں نے مل کر وہ دہشت گردی مچائی کہ اللہ کی پناہ۔ تہذیب و تمدن کے ان علمبرداروں نے تہذیب انسانی کو برہنہ کر دیا۔ شرافت کا منہ نوچ لیا۔ حیا کے نقاب کو تار تار کر دیا۔ پردہ پوش خواتین کو گھروں سے نکال کر بالوں سے پکڑ کر عریاں گھسیٹتے ہوئے گورے ٹامیوں کے کیمپوں میں پہنچا دیا گیا۔ جس مسلمان کو دیکھا اس کو غدار سمجھ کر سولی پر چڑھا دیا یا توپ دم کر دیا۔ انبالہ سے دہلی تک کوئی درخت ایسا نہ تھا جس پر کسی مسلمان کی لاش نہ لٹکتی ہو۔ آسمان بار بار حیرت سے اس منظر کو دیکھ رہا تھا کہ جب سے اسے پروردگار عالم نے تخلیق کیا تھا، اس کی نگاہ نے آج تک سفاکی اور درندگی کے یہ نمونے نہیں دیکھے تھے۔ ان نظاروں کو دیکھ کر ظہیر دہلوی نے کہا تھا:

جسے دیکھا حاکم وقت نے کہا یہ بھی قابل دار ہے

مورخین کے مطابق: چاندنی چوک دہلی میں سولی نصب کر دی گئی۔ انگریز فوجی شہر میں گھومتے تھے اور عورتوں اور بچوں کو پکڑ کر یہاں لے آتے تھے۔ ہزاروں بے قصور مسلمانوں کو انگریزوں نے مار ڈالا۔ ان کے بدنوں کو سنگینوں سے چھیدا جاتا تھا۔ مسلمانوں کو ننگا کر کے اور زمین سے باندھ کر سر سے پاؤں تک جلتے ہوئے تانبہ کے ٹکڑوں سے بری طرح داغ دیا جاتا اور انہیں سور کی کھالوں میں سی دیا جاتا۔ ہزاروں مسجدوں کو مسمار کر کے انہیں سکھوں کی بیرکیں بنا دیا گیا جہاں سکھ سور پکا کر انگریزوں کی دعوت کرتے اور پھر وہ مقدس اور باعصمت مسلمان خواتین جن پر کبھی سورج کی نگاہ نہ پڑی تھی، گھروں سے نکال کر لایا جاتا اور انہیں برہنہ کر کے شراب پینے اور رقص کرنے پر مجبور کیا جاتا۔ ان کے انکار پر زبردستی ان سے شیطانی ہوس پوری کر کے بعد ازاں انہیں اذیتیں دے دے کر موت کی ابدی نیند سلا دیا جاتا۔

ہزاروں مسلمان عورتوں نے فوج کے خوف سے کنوؤں میں چھلانگ لگا دی، یہاں تک کہ پانی میں ڈوب گئیں۔ جب زندہ عورتوں کو کنوؤں سے نکالنا چاہا تو انہوں نے کہا ہمیں گولیوں سے مار ڈالو، نکالو نہیں، ہم شریف گھروں کی بہو بیٹیاں ہیں۔ ہماری عزت خراب نہ کرو۔ بعض مسلمانوں نے اپنی عورتوں کو قتل کر کے خودکشی کر لی۔

سنا تو ہو گا تو نے ایک انسانوں کی بستی ہے
جہاں جیتی ہوئی ہر چیز جینے کو ترستی ہے

بقول حضرت مولانا محمد اقبال رنگونی: ''سقوط دہلی کے بعد مسلمانوں پر جو گزری ہے وہ تاریخ میں محفوظ ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے یہ دور دیکھا ہے۔ وہ اس وقت بچہ نہ تھا کہ اسے کچھ بھی معلوم نہ ہو اور اس کے بعد گزرنے والا ہر دن ہندوستان کے باشندوں بالخصوص مسلمانوں کے لیے قیامت کا منظر بنا ہوا تھا اور قدم قدم پر ہوش ربا اور روح فرسا واقعات رونما ہو رہے تھے اور یہ سلسلہ دراز سے دراز تر ہوتا جا رہا تھا۔ مرزا غلام احمد قادیانی کا اسی غلامی اور جبر و تسلط کے دور سے تعلق ہے۔ یہ زیادتی اور ناانصافی کا زمانہ ہے مگر ایک مدعی نبوت اس دور غلامی کو رحمت و برکت کا زمانہ بتاتا ہے اور ظالموں و جابروں کے قصیدے اور نغمے گا گا کر ملت اسلامیہ کو ان کا غلام رہنے کی تعلیم و تاکید کرتا ہے۔''

13 اپریل 1919ء کو بیساکھی کے روز جلیانوالہ باغ کے احتجاجی جلسہ میں جنرل ڈائر نے نہتے لوگوں پر انگریز سپاہیوں کے کئی دستوں کے ساتھ دھاوا بول دیا۔ جلیانوالہ باغ کو فوج نے چاروں طرف سے گھیر لیا اور بغیر کسی انتباہ کے پُرامن عوام پر اندھا دھند گولیاں برسانا شروع کر دیں۔ نوجوان گولیاں کھا کھا کر گرتے تھے اور ان کی جگہ اور نوجوان آ کر کھڑے ہو جاتے تھے۔ دیکھتے ہی دیکھتے جلیانوالہ باغ میں خون انسانی کی ندیاں بہنے لگیں۔ زخمی تڑپتے اور کراہتے ہوئے نظر آنے لگے، جو لوگ اس آتش بازی سے جاں بچانے کے لیے بھاگے، وہ جلیانوالہ باغ کے کنوئیں میں گر کر جاں بحق ہو گئے۔ جلیانوالہ باغ میں ہر طرف لاشیں بکھری پڑیں تھیں اور کنواں لاشوں سے اَٹ گیا تھا۔ ڈائر نے جس وحشت و بربریت کا مظاہرہ کیا، اس نے 1857ء کے میجر ہڈسن اور کرنل نیل کے ظلم و ستم کی داستان خونچکاں کی یاد تازہ کر دی۔ میجر ہڈسن وہ خونخوار بھیڑیا تھا جس نے مغل شہزادوں کے سر کاٹ کر ان کا چلو بھر خون پیا تھا اور ان شہزادوں کے سروں کو ایک طشت میں لگا کر ہندوستان کے

آخری مغل شہنشاہ بہادر شاہ ظفر کی خدمت میں پیش کیا تھا اور کرنل نیل وہ شیطان صفت بدطنیت وحشی درندہ تھا جس نے 1857ء میں مسلم خواتین کو بے لباس کر کے ان کے بیٹوں اور بھائیوں کو ان سے برا بھلا کرنے پر مجبور کیا تھا اور جب ان مجاہدوں نے انکار کیا تو انھیں بڑی بے دردی سے قتل کر دیا گیا۔ بعدازاں ان شریف زادیوں کو وحشی ٹامیوں کے حوالے کر دیا گیا اور پھر جو ہوا سو ہوا حتیٰ کہ وہ ہمیشہ کی نیند سو گئیں۔

ہر ایک بات زبان پر نہ آسکی باقی
کہیں کہیں سے سنائے ہیں ہم نے افسانے

اگر مرزا قادیانی ان ستم رانیوں اور وحشت و بربریت کے باوجود انگریزی سلطنت کو ''رحمت خداوندی'' سمجھتا تھا تو پھر بیچارے چنگیز اور ہلاگو تو خواہ مخواہ میں بدنام ہیں۔ وہ تو انگریز کے مقابلے میں رحمت کے بہت بڑے فرشتے تھے کیونکہ انھوں نے کبھی شریف زادیوں کو ننگا کر کے ان کے لواحقین کو ان سے بدکاری کرنے پر مجبور نہیں کیا تھا حالانکہ وہ کورے وحشی تھے اور ''مہذب'' انگریز کے مقابلے میں تہذیب و تمدن جیسی کوئی چیز ان کے پاس سے نہ گزری تھی۔ کٹے ہوئے سروں کے مینار، انسانی خون کی بہتی ہوئی ندیاں، کراہتے ہوئے زخمیوں کا تڑپنا، بے بس عورتوں کی چیخ و پکار اور جلے ہوئے شہروں کی اُڑتی ہوئی راکھ، چنگیز اور ہلاگو کی فوجوں کے دل پسند مناظر تھے لیکن ان کی قتل و غارت کی ساری تاریخ میں ایک واقعہ بھی نہیں جہاں انھوں نے بے بس عورتوں کو برہنہ کر کے ان کے لواحقین کو ان سے فعل بد کرنے پر مجبور کیا ہو لیکن یہ ننگ انسانیت، طغرائے امتیاز صرف اس سلطنت کو حاصل ہوا جو مرزا قادیانی کی نگاہ میں ''رحمت خداوندی'' تھی اور جس کے وہ عمر بھر قصیدے پڑھتا رہا۔ اگر یہ رحمت تھی تو پتہ نہیں لعنت کس کو کہتے ہیں؟

دنیا کی سب سے بڑی مکار، ظالم، اسلام دشمن، حضور خاتم النبیین حضرت محمد ﷺ کی عزت و ناموس پر ہر روز نئی یورش کرنے والی اور مسلمانوں کے خون سے صدیوں ہولی کھیلنے والی انگریز حکومت کو، ٹھیک اس وقت جب اس کے ہاتھ ہندوستان کے ہزاروں علما اور مجاہدین حریت کے خون سے رنگین تھے اور اس لمحے جب یہ حکومت اسلام کو صفحہ ہستی سے نابود اور ملت اسلامیہ کے وجود کو ختم کرنے کے لیے پوری مسلم دنیا پر حملہ آور تھی، مرزا قادیانی کہتا ہے:

اسلام کو دوبارہ زندگی انگریزی سلطنت سے ملی!

(52) ”ہم اس بات کے گواہ ہیں کہ اسلام کی دوبارہ زندگی انگریزی سلطنت کے امن بخش سایہ سے پیدا ہوئی ہے۔تم چاہو، دل میں مجھے کچھ کہو، گالیاں نکالو، یا پہلے کی طرح کافر کا فتویٰ لکھو۔مگر میرا اصول یہی ہے کہ ایسی سلطنت سے دِل میں بغاوت کے خیالات رکھنا یا ایسے خیال جن سے بغاوت کا احتمال ہو سکے، سخت بدذاتی اور خدا تعالیٰ کا گناہ ہے۔“

(تریاق القلوب صفحہ 28 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15، صفحہ 156 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 422 پر)

حدیثوں سے انگریز سلطنت کی تعریف ثابت ہوتی ہے!

(53) ”یہ جو حدیثوں میں آیا ہے کہ مسیح حکم ہو کر آئے گا اور وہ اسلام کے تمام فرقوں پر حاکم عام ہوگا۔جس کا ترجمہ انگریزی میں گورنر جنرل ہے۔سو یہ گورنری اُس کی زمین کی نہیں ہوگی۔ بلکہ ضرور ہے کہ وہ حضرت عیسیٰ ابن مریم کی طرح غربت اور خاکساری سے آوے، سو ایسا ہی وہ ظاہر ہوا۔تا وہ سب باتیں پوری ہوں جو صحیح بخاری میں ہیں کہ **یضع الحرب** یعنی وہ مذہبی جنگوں کو موقوف کر دے گا اور اس کا زمانہ امن اور صلح کاری ہوگا۔جیسا کہ یہ بھی لکھا ہے کہ اس کے زمانہ میں شیر اور بکری ایک گھاٹ سے پانی پئیں گے اور سانپوں سے بچے کھیلیں گے۔اور بھیڑیئے اپنے حملوں سے باز آئیں گے۔یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ وہ ایک ایسی سلطنت کے زیر سایہ پیدا ہوگا جس کا کام انصاف اور عدل گستری ہوگا۔سو اِن حدیثوں سے صریح اور کھلے طور پر انگریزی سلطنت کی تعریف ثابت ہوتی ہے کیونکہ وہ مسیح اسی سلطنت کے ماتحت پیدا ہوا ہے اور یہی سلطنت ہے جو اپنے انصاف سے سانپوں کو بچوں کے ساتھ ایک جگہ جمع کر رہی ہے اور ایسا امن ہے کہ کوئی کسی پر ظلم نہیں کر سکتا۔اس لیے مجھے جو میں مسیح موعود ہوں، زمین کی بادشاہت سے کچھ تعلق نہیں۔“

(تریاق القلوب صفحہ 16، 17 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15، صفحہ 144، 145 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 423، 424 پر)

کیا مسیح موعود کے دعویدار مرزا قادیانی کے زمانہ میں یہ سب نشانیاں پوری ہوئیں کہ اس کے زمانہ میں شیر اور بکری ایک ہی گھاٹ سے پانی پیتے رہے، سانپوں سے بچے کھیلتے

رہے اور بھیڑیے اپنے حملوں سے باز آ گئے؟ احادیث نبوی ﷺ سے انگریز سلطنت کی تعریف ثابت کرنا ایک ملحد کا ہی کام ہوسکتا ہے۔ (العیاذ باللہ)

حضرت نوح علیہ السلام کے زمانہ سے بڑھ کر

(54) ''اس مبارک گورنمنٹ کے زمانہ کو اگر اس امن کے زمانہ سے مشابہت دیں جو حضرت نوح علیہ السلام کے وقت میں تھا تو یہ زمانہ بلاوجہ اس کا مثیل غالب ہوگا۔''

(ازالہ اوہام صفحہ 58 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 131 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 425 پر)

انگریزی گورنمنٹ بمقابلہ رومی گورنمنٹ!

(55) ''جب کوئی موقعہ میرے مخالفوں کو ملا ہے، انہوں نے میرے کچل دینے اور ہلاک کر دینے میں کوئی دقیقہ باقی نہیں رکھا اور کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ مگر خدا تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے مجھے ہر آگ سے بچایا، اُسی طرح جس طرح پر وہ اپنے رسولوں کو بچاتا آیا ہے۔ میں ان واقعات کو مدنظر رکھ کر بڑے زور سے کہتا ہوں کہ یہ گورنمنٹ بمراتب اس رومی گورنمنٹ سے بہتر ہے جس کے زمانہ میں مسیح کو دکھ دیا گیا۔ پیلاطوس گورنر جس کے روبرو پہلے مقدمہ پیش ہوا وہ دراصل مسیح کا مرید تھا۔ اور اس کی بیوی بھی مرید تھی۔ اس وجہ سے اس نے مسیح کے خون سے ہاتھ دھوئے مگر باوجود اس کے کہ وہ مرید تھا اور گورنر تھا اُس نے اس جرأت سے کام نہ لیا جو کپتان ڈگلس نے دکھائی۔ وہاں بھی مسیح بے گناہ تھا اور یہاں بھی میں بے گناہ تھا۔ میں سچ سچ کہتا ہوں اور تجربہ سے کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے اس قوم کو حق کے لیے ایک جرأت دی ہے۔ پس میں اس جگہ پر مسلمانوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ ان پر فرض ہے کہ وہ سچے دل سے گورنمنٹ کی اطاعت کریں۔ یہ بخوبی یاد رکھو کہ جو شخص اپنے محسن انسان کا شکرگزار نہیں ہوتا، وہ خدا تعالیٰ کا شکر بھی نہیں کرسکتا۔ جس قدر آسائش اور آرام اس زمانہ میں حاصل ہے، اس کی نظیر نہیں ملتی۔''

(لیکچر لدھیانہ صفحہ 23، 24 مندرجہ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 272,271 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 426، 427 پر)

دل، جان اور رگ و ریشہ میں شکر

(56) ”خدا تعالیٰ نے ایک اور رحمت کی طرح اس گورنمنٹ کو ہمارے آرام کے لیے بھیج دیا۔ پھر کس قدر بدذاتی ہوگی کہ ہم اس نعمت کا شکر بجا نہ لاویں۔ اس نعمت کی عظمت تو ہمارے دل اور جاں اور رگ و ریشہ میں منقوش ہے اور ہمارے بزرگ ہمیشہ اس راہ میں اپنی جان دینے کے لیے تیار رہے۔ پھر نعوذ باللہ کیونکر ممکن ہے کہ ہم اپنے دلوں میں مفسدانہ ارادے رکھیں۔“

(اشتہار، بحضور نواب لیفٹیننٹ گورنر بہادر دام اقبالہ نمبر 187 بتاریخ 24 فروری 1898ء مندرجہ مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 191 طبع جدید از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 428 پر)

رگ و ریشہ میں شکر گزاری

(57) ”یہ عاجز صاف اور مختصر لفظوں میں گزارش کرتا ہے کہ بباعث اس کے کہ گورنمنٹ انگریزی کے احسانات میرے والد بزرگوار مرزا غلام مرتضٰی مرحوم کے وقت سے آج تک اس خاندان کے شامل حال ہیں، اس لیے نہ کسی تکلف سے بلکہ میرے رگ و ریشہ میں شکر گزاری اس معزز گورنمنٹ کی سمائی ہوئی ہے۔ میرے والد مرحوم کی سوانح میں سے وہ خدمات کسی طرح الگ ہو نہیں سکتیں۔ جو وہ خلوص دل سے اس گورنمنٹ کی خیرخواہی میں بجالائے۔ انہوں نے اپنی حیثیت اور مقدرت کے موافق ہمیشہ گورنمنٹ کی خدمت گزاری میں اس کی مختلف حالتوں اور ضرورتوں کے وقت وہ صدق اور وفاداری دکھلائی کہ جب تک انسان سچے دل اور نیت سے کسی کا خیرخواہ نہ ہو، ہرگز دکھلا نہیں سکتا۔“

(شہادۃ القرآن صفحہ 82، مندرجہ روحانی خزائن جلد 6، صفحہ 378 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ 429 پر)

بھروسہ کر نہیں سکتے غلاموں کی بصیرت پر
کہ دنیا میں فقط مردان حر کی آنکھ ہے بینا

خدا کی پسند

(58) ”جلسہ جوبلی کی مبارک تقریب پر ہر ایک شخص پر واجب ہے کہ ملکہ معظمہ کے

احسانات کو یاد کر کے مخلصانہ دُعاؤں کے ساتھ مبارکباد دے۔ اور حضور قیصرہ ہند و انگلستان میں شکر گزاری کا ہدیہ گزارے۔ مگر میں دیکھتا ہوں کہ مجھ پر سب سے زیادہ واجب ہے۔ **میرے لیے خدا نے پسند کیا کہ میں آسمانی کارروائی کے لیے ملکہ معظّمہ کی پُر امن حکومت کی پناہ لوں**۔ سو خدا نے مجھے ایسے وقت میں اور ایسے ملک میں مامور کیا جس جگہ انسانوں کی آبرو اور مال اور جان کی حفاظت کے لیے حضرت قیصرہ مبارکہ کا عہد سلطنت ایک فولادی قلعہ کی تاثیر رکھتا ہے۔ جس امان کے ساتھ میں نے اس ملک میں بود و باش کر کے سچائی کو پھیلایا۔ اس کا شکر کرنا میرے پر سب سے زیادہ واجب ہے۔ اور اگرچہ میں نے اس شکر گزاری کے لیے بہت سی کتابیں اُردو اور عربی اور فارسی میں تالیف کر کے اور ان میں جناب ملکہ معظّمہ کے تمام احسانات کو جو برٹش انڈیا کے مسلمانوں کے شامل حال ہیں، اسلامی دنیا میں پھیلائی ہیں۔ اور ہر ایک مسلمان کو سچی اطاعت اور فرمانبرداری کی ترغیب دی ہے۔ لیکن میرے لیے ضروری تھا کہ یہ تمام کارنامہ اپنا جناب ملکہ معظّمہ کے حضور میں بھی پہنچاؤں۔''

(تحفہ قیصریہ صفحہ 3، مندرجہ روحانی خزائن جلد 12، صفحہ 255 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 430 پر)

تری نگاہ میں ثابت نہیں خدا کا وجود
مری نگاہ میں ثابت نہیں وجود ترا!
وجود کیا ہے؟ فقط جوہرِ خودی کی نمود
کر اپنی فکر کہ جوہر ہے بے نمود تیرا!

گورنمنٹ انگلشیہ کی سچی محبت اور اطاعت کا 60 سالہ درس

(59) ''دوسرا امر قابل گزارش یہ ہے کہ میں ابتدائی عمر سے اس وقت تک جو قریباً ساٹھ برس کی عمر تک پہنچا ہوں، اپنی زبان اور قلم سے اس اہم کام میں مشغول ہوں کہ تا مسلمانوں کے دلوں کو گورنمنٹ انگلشیہ کی سچی محبت اور خیر خواہی اور ہمدردی کی طرف پھیروں اور ان کے بعض کم فہموں کے دلوں سے غلط خیال جہاد وغیرہ کے دور کروں جو ان کو دلی صفائی اور مخلصانہ تعلقات سے روکتے ہیں اور اس ارادہ اور قصد کی اول وجہ یہی ہے کہ خدا

تعالیٰ نے مجھے بصیرت بخشی اور اپنے پاس سے مجھے ہدایت فرمائی کہ تا میں ان وحشیانہ خیالات کو سخت نفرت اور بیزاری سے دیکھوں جو بعض نادان مسلمانوں کے دلوں میں مخفی تھے جن کی وجہ سے وہ نہایت بیوقوفی سے اپنی گورنمنٹ محسنہ کے ساتھ ایسے طور سے صاف دل اور سچے خیر خواہ نہیں ہو سکتے تھے جو صاف دلی اور خیر خواہی کی شرط ہے بلکہ بعض جاہل ملاؤں کے ورغلانے کی وجہ سے شرائط اطاعت اور وفاداری کا پورا جوش نہیں رکھتے تھے۔ سو میں نے نہ کسی بناوٹ اور ریا کاری سے بلکہ محض اس اعتقاد کی تحریک سے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے میرے دل میں ہے، بڑے زور سے بار بار اس بات کو مسلمانوں میں پھیلایا ہے کہ ان کو گورنمنٹ برطانیہ کی جو درحقیقت ان کی محسن ہے، سچی اطاعت اختیار کرنی چاہیے اور وفاداری کے ساتھ اس کی شکر گزاری کرنی چاہیے ورنہ خدا تعالیٰ کے گنہگار ہوں گے اور میں دیکھتا ہوں کہ مسلمانوں کے دلوں پر میری تحریروں کا بہت ہی اثر ہوا ہے اور لاکھوں انسانوں میں تبدیلی پیدا ہو گئی۔

اور میں نے نہ صرف اسی قدر کام کیا کہ برٹش انڈیا کے مسلمانوں کو گورنمنٹ انگلشیہ کی سچی اطاعت کی طرف جھکایا بلکہ بہت سی کتابیں عربی اور فارسی اور اردو میں تالیف کر کے ممالک اسلامیہ کے لوگوں کو بھی مطلع کیا کہ ہم لوگ کیونکر امن اور آرام اور آزادی سے گورنمنٹ انگلشیہ کے سایہ عاطفت میں زندگی بسر کر رہے ہیں اور ایسی کتابوں کے چھاپنے اور شائع کرنے میں ہزارہا روپیہ خرچ کیا گیا مگر باایں ہمہ میری طبیعت نے کبھی نہیں چاہا کہ ان متواتر خدمات کا اپنے حکام کے پاس ذکر بھی کروں۔''

(اشتہار، بحضور نواب لیفٹیننٹ گورنر بہادر دام اقبالہ نمبر 187 بتاریخ 24 فروری 1898ء مندرجہ مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 191,190 طبع جدید، از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 431، 432 پر)

بتوں سے تجھ کو امیدیں، خدا سے نومیدی
مجھے بتا تو سہی اور کافری کیا ہے؟

سچی خیر خواہی

(60) ''جس گورنمنٹ کے زیر سایہ خدا نے ہم کو کر دیا ہے یعنی گورنمنٹ برطانیہ جو ہماری

آبرو اور جان اور مال کی محافظ ہے اُس کی سچی خیر خواہی کرنا اور ایسے مخالف امن امور سے دور رہنا جو اس کو تشویش میں ڈالیں۔ یہ اصول ثلثہ ہیں جن کی محافظت ہماری جماعت کو کرنی چاہیے اور جن میں اعلیٰ سے اعلیٰ نمونے دکھلانے چاہئیں۔"

(کتاب البریہ صفحہ 14، مندرجہ روحانی خزائن جلد 13، صفحہ 14 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 433 پر)

سخت جاہل، نادان اور نالائق مسلمان

(61) "ہر ایک سعادت مند مسلمان کو دعا کرنی چاہیے کہ اس وقت انگریزوں کی فتح ہو۔ کیونکہ یہ لوگ ہمارے محسن ہیں اور سلطنت برطانیہ کے ہمارے سر پر بہت احسان ہیں۔ سخت جاہل اور سخت نادان اور سخت نالائق وہ مسلمان ہے جو اس گورنمنٹ سے کینہ رکھے۔ اگر ہم ان کا شکر نہ کریں تو پھر ہم خدا تعالیٰ کے بھی ناشکر گزار ہیں۔ کیونکہ ہم نے جو اس گورنمنٹ کے زیر سایہ آرام پایا اور پا رہے ہیں، وہ آرام ہم کسی اسلامی گورنمنٹ میں بھی نہیں پا سکتے، ہرگز نہیں پا سکتے۔"

(ازالہ اوہام صفحہ 510 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 373 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 434 پر)

بروزی ہے نبوت قادیاں کی
برازی ہے خلافت قادیاں کی
عداوت حق سے، باطل سے محبت
ہے اتنی ہی حقیقت قادیاں کی
نصاریٰ کی پرستش کے سب اسرار
سکھاتی ہے شریعت قادیاں کی

(مولانا ظفر علی خانؒ)

گورنمنٹ کی وفاداری

(62) "ایک اور خاص بات ہے جس کا بیان کر دینا بھی نہایت ضروری ہے کیونکہ اس

کے متعلق بھی حضرت صاحب نے بار بار تاکید فرمائی ہے۔ میں نے پچھلے جلسہ پر اس کے متعلق بیان کیا تھا۔ اور وہ **گورنمنٹ کی وفاداری** ہے۔ اس گورنمنٹ کے ہم پر بڑے بڑے احسان ہیں۔ میں نے حضرت مسیح موعود کے منہ سے بارہا سنا ہے کہ اس گورنمنٹ کے ہم پر اتنے احسان ہیں کہ اگر ہم اس کی وفاداری نہ کریں اور اسے مدد نہ دیں تو ہم بڑے ہی بے وفا ہوں گے۔ میں بھی یہی کہتا ہوں کہ گورنمنٹ کی وفاداری ہمیں دل و جان سے کرنی چاہیے۔ میں اگر کسی سے کوئی ایسی بات سنتا ہوں جو گورنمنٹ کے خلاف ہوتی ہے تو کانپ جاتا ہوں۔ کیونکہ اس قسم کی کوئی بات کرنا بہت ہی نمک حرامی ہے۔ یہ بات اچھی طرح یاد رکھنا چاہیے کہ اگر یہ گورنمنٹ نہ ہوتی تو نہ معلوم ہمارے لیے کیا کیا مشکلات ہوتیں۔ ابھی چند دنوں کا ہی ذکر ہے کہ ہمارے مالابار کے احمدیوں کی حالت بہت تشویشناک ہو گئی تھی۔ ان کے لڑکوں کو سکولوں میں آنے سے بند کر دیا گیا۔ ان کے مردے دفن کرنے سے روک دیے گئے۔ چنانچہ ایک مردہ کئی دن تک پڑا رہا۔ مسجدوں سے روک دیا گیا۔ تجارت کو بند کر دیا لیکن اس گورنمنٹ نے ایسی مدد کی ہے کہ اگر ہماری اپنی سلطنت بھی ہوتی تو بھی ہم اس سے زیادہ نہ کر سکتے اور وہ یہ کہ گورنمنٹ نے احمدیوں کی تکلیف دیکھ کر اپنے پاس سے زمین دی ہے کہ اس میں مسجد اور قبرستان بنا لو لیکن وہاں کا راجہ اس پر بھی باز نہیں آیا اور اس نے یہ سوال اٹھایا کہ یہ زمین تو میری ہے، میں نہیں دیتا اور یہ بھی لکھا کہ خبردار! اگر تم نے اس پر کوئی عمارت بنائی تو سزا پاؤ گے اور یہ بھی کہا کہ تم لوگ حاضر ہو کر بتاؤ کہ کیوں تمھیں بائیکاٹ نہ کر دیا جائے کیونکہ علماء نے فتویٰ دیا ہے کہ تم مسلمان نہیں ہو۔ اس پر احمدیوں نے گورنمنٹ کی خدمت میں درخواست دی تو...... ڈپٹی کمشنر صاحب نے یہ حکم دیا کہ اگر اب احمدیوں کو کوئی تکلیف ہوئی تو مسلمانوں کے جتنے لیڈر ہیں، ان سب کو نئے قانون کے ماتحت ملک بدر کر دیا جائے گا۔ اس طرح کا حکم کسی کے منہ سے نہیں نکل سکتا مگر اسی کے منہ سے جس کے دل میں بنی نوع انسان کی ہمدردی ہو تو یہ تازہ سلوک اس گورنمنٹ نے تمھارے مالاباری بھائیوں کے ساتھ کیا ہے اور جو کسی کے بھائی پر احسان کرتا ہے، وہ اسی پر کرتا ہے۔ پس جب مالاباری احمدی ہمارے بھائی ہیں تو ہمیں گورنمنٹ کا کس قدر احسان مند ہونا چاہیے۔ پھر ماریشس میں ہمارے ایک مبلغ گئے ہیں جو جہاں لیکچر دینا چاہتے، غیر احمدی بند کروا دیتے۔ آخر انھوں نے گورنمنٹ سے سرکاری ہال کے لیے درخواست کی تو وہاں کے گورنر نے حکم دیا کہ

آپ ہفتہ میں تین دن اس ہال میں لیکچر دے سکتے ہیں۔ گویا گورنمنٹ نے ہفتہ کے نصف دن ہمارے مبلغ کو دیے اور نصف اپنے لیے رکھے۔ پس جو گورنمنٹ ایسی مہربان ہو، اس کی جس قدر بھی فرمانبرداری کی جائے، تھوڑی ہے۔''

(انوار خلافت صفحہ 65، 66 مندرجہ انوار العلوم جلد 3 صفحہ 152، 153 از مرزا بشیر الدین محمود)

(عکس صفحہ نمبر 435، 436 پر)

سچ ہے کہ جھوٹے نبیوں کے مددگار گدھے انسان ہی ہوا کرتے ہیں۔

لعنت

□ ''جو (شخص) کتاب ازالہ اوہام میں حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی یہ تحریر پڑھتا ہے کہ ہر ایک سعادت مند مسلمان کو دعا کرنی چاہیے کہ اس وقت انگریزوں کی فتح ہو، کیونکہ یہ لوگ ہمارے (یعنی قادیانی صاحبان کے) محسن ہیں اور سلطنت برطانیہ کے ہمارے سر پر بہت احسان ہیں۔ سخت جاہل، اور سخت نادان، اور سخت نالائق وہ مسلمان ہے جو اس گورنمنٹ سے کینہ رکھے۔ اگر ہم ان کا شکر نہ کریں تو پھر ہم خدا تعالیٰ کے بھی ناشکرگزار ہیں، اس سے زیادہ بے ایمان اور کون شخص ہوسکتا ہے کہ خدا تعالیٰ کا مسیح تو کہتا ہے کہ ہر ایک مسلمان کو انگریزوں کی کامیابی کے لیے دعا کرنی چاہیے، اور یہ کہتا ہے کہ دعا کی کیا ضرورت ہے، انگریزوں کو شکست ہو تو زیادہ بہتر ہے۔ میں تو ایسے احمدی کو لعنتی انسان سمجھتا ہوں، اور میں تو یقین رکھتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود کی دعا بہرحال قبول ہوگی۔ اگر اللہ تعالیٰ کا منشا کسی اور بڑی حکمت کے تحت اس دعا کو قبول کرنے کا نہ بھی ہو، تو بھی اس شخص پر لعنت پڑ جائے گی کیونکہ اس نے اپنے آپ کو اس صف میں کھڑا کیا جو خدا تعالیٰ کے مسیح کے دشمنوں کی ہے۔''

(قادیانی خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود کی تقریر، روزنامہ الفضل قادیان جلد 28 نمبر 127 مورخہ 5 جون 1940ء)

مرزا قادیانی، حرزِ سلطنت

(63) ''اب گورنمنٹ شہادت دے سکتی ہے کہ اس کو میرے زمانہ میں کیا کیا فتوحات نصیب ہوئیں۔ یہ الہام سترہ برس کا ہے۔ کیا یہ انسان کا فعل ہوسکتا ہے؟ غرض میں گورنمنٹ

کے لیے بمنزلہ حرزِ سلطنت ہوں۔"

(اشتہار، عریضہ بعالی خدمت گورنمنٹ عالیہ انگریزی نمبر 168 بتاریخ 22 مارچ 1897ء مندرجہ مجموعہ اشتہارات جلد دوئم صفحہ 69 طبع جدید، از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 437 پر)

مرزا قادیانی کا بیٹا مرزا بشیر احمد ایم اے اعتراف کرتا ہے:

□ "حضرت صاحب نے اپنی ذات کو گورنمنٹ برطانیہ کے لیے بطور حرز کے بیان کیا ہے۔ پس حرز کی موجودگی میں میعاد کا شمار کرنا میرے خیال میں درست نہیں۔ اس طرح جنگِ عظیم کی ابتدا اور ہفت یا ہشت سالہ میعاد کا اختتام آپس میں مل جاتے ہیں۔ واللہ اعلم! خاکسار عرض کرتا ہے کہ گورنمنٹ برطانیہ کے ہم لوگوں پر بڑے احسانات ہیں۔ ہمیں دعا کرنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ اسے فتنوں سے محفوظ رکھے۔"

(سیرت المہدی جلد اوّل صفحہ 76,75 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)

گورنمنٹ برطانیہ کے لیے پناہ اور تعویذ

(64) "پس میں یہ دعویٰ کرسکتا ہوں کہ میں ان خدمات میں یکتا ہوں اور میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ میں ان تائیدات میں یگانہ ہوں اور میں کہہ سکتا ہوں کہ میں اس گورنمنٹ کے لیے بطور ایک تعویذ کے ہوں اور بطور ایک پناہ کے ہوں جو آفتوں سے بچاوے اور خدا نے مجھے بشارت دی اور کہا کہ خدا ایسا نہیں کہ ان کو دکھ پہنچاوے اور تو ان میں ہو۔ پس اس گورنمنٹ کی خیر خواہی اور مدد میں کوئی دوسرا شخص میری نظیر اور مثیل نہیں اور عنقریب یہ گورنمنٹ جان لے گی، اگر مردم شناسی کا اس میں مادہ ہے۔"

(نور الحق صفحہ 33، مندرجہ روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 44، 45 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 438، 439 پر)

اللہ کی قسم !!!

(65) "اور ہم خدا کا شکر کرتے ہیں کہ اس نے ہمیں سلطنت برطانیہ کا عہد بخشا اور اس کے ذریعہ سے بڑی بڑی مہربانیاں اور فضل ہم پر کیے۔ ہم نے اس سلطنت کے آنے سے انواع

اقسام کی نعمتیں پائیں۔ ہماری قوم نے علم اور تہذیب سیکھی اور بہائم کی زندگی سے نکلنا انہیں نصیب ہوا اور حیوانی جذبوں سے نکل کر انسانی کمالات پر پہنچنا میسر آیا۔ سو ہمیں اس گورنمنٹ کے طفیل امید اور فکر سے بڑھ کر امن اور امان ملا...... اور یہ سلطنت ہر میدان میں تمہاری مدد کو کھڑی ہوئی اور تمہارے یاروں اور دوستوں اور مکانوں کی نسبت خوب سلوک کیا اور ثابت کر دیا کہ وہ تمہاری پناہ اور جائے امن ہے۔ اب تم پر اس کے احسان کے حقوق ثابت ہیں...... سو مناسب ہے کہ اس گورنمنٹ کے شکر ادا کرنے میں اور ذکر و تذکرہ میں گونگے اور بیہوش نہ بن جاؤ۔ اس لیے کہ احسان کا بدلہ احسان ہے۔ اور شکر سے غفلت کرنا کفران ہے۔ **اور مَیں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہ سلطنت تمہارے لیے بڑا امن بخش تعویذ ہے اور اس کے ہوتے کسی خود پوش مددگار کی ہمیں ضرورت نہیں۔** اور حقیقت میں ساری حمدیں خدا کے لیے ہیں جس نے ہمیں ایسا قیصر عطا فرمایا جو ہمارے حال کی خبر گیری اور پرداخت میں کوئی قصور اور کوتاہی نہیں کرتا اور کوشش کرتا ہے کہ ہمیں پستی سے باہر لائے۔''

(اشتہار، الطاعون نمبر 247 بتاریخ 10 دسمبر 1901ء مندرجہ مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 542 تا 544 طبع جدید از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 440 تا 442 پر)

اعتقاد اور یقین

(66) ''اے نادانو! گورنمنٹ انگریزی کی تعریف تمہاری طرح قلم سے منافقانہ نہیں نکلتی۔ بلکہ مَیں اپنے اعتقاد اور یقین سے سے جانتا ہوں کہ درحقیقت خدا تعالیٰ کے فضل سے اس **گورنمنٹ کی پناہ ہمارے لیے بالواسطہ خدا تعالیٰ کی پناہ ہے۔** اس سے زیادہ اس گورنمنٹ کی پُر امن سلطنت ہونے کا اور کیا میرے نزدیک ثبوت ہوسکتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے یہ پاک سلسلہ اسی گورنمنٹ کے ماتحت برپا کیا ہے۔ وہ لوگ میرے نزدیک سخت **نمک حرام** ہیں جو حکام انگریزی کے روبرو اُن کی خوشامدیں کرتے ہیں۔ اُن کے آگے گرتے ہیں اور پھر گھر میں آ کر کہتے ہیں کہ جو شخص اس گورنمنٹ کا شکر کرتا ہے، وہ کافر ہے۔ یاد رکھو، اور خوب یاد رکھو کہ ہماری یہ کارروائی جو اس گورنمنٹ کی نسبت کی جاتی ہے، منافقانہ نہیں ہے۔ وَلَعْنَةُ

اللّٰهِ عَلَى الْمُنَافِقِيْنَ بلکہ ہمارا یہی عقیدہ ہے جو ہمارے دل میں ہے۔"

(اشتہار، کیا وہ جو خدا کی طرف سے ہے لوگوں کی بدگوئی اور سخت عداوت سے ضائع ہو سکتا ہے، نمبر 179 بتاریخ 25 جون 1897ء مندرجہ مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 148 طبع جدید از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 443 پر)

ملکہ وکٹوریہ کی حکومت کے سائے میں

(67) "اعملو ایھا الاخوان اننا قد نجونا من ایدی الظالمین فی ظل دولة هذه المکیلة...... التی نضرنا فی حکومتها کنضارہ الارض فی ایام التهتان."

ترجمہ: "اے بھائیو! جانو کہ ہم نے ملکہ وکٹوریہ کی حکومت کے سائے میں ظالموں کے ہاتھوں نجات پائی ہے۔ ہم اس حکومت کے سایہ میں اس طرح سر سبز ہوتے ہیں جیسے زمین، موسم بہار میں سر سبز ہوتی ہے۔"

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ 517 مندرجہ روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 517 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 444 پر)

سلطنت برطانیہ...... امن و راحت کی پناہ گاہ

(68) "جعل لی السلطنة البرطانیة ربوة امنٍ و راحة و مستقرًا حسنا فلحمد لِلّٰہ."

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ نے میرے لیے سلطنت برطانیہ کو ربوہ، امن و راحت کی پناہ گاہ بنایا ہے اور یہ ٹھہرنے کی اچھی جگہ ہے اور اس پر خدا کی حمد و ثنا ہے۔"

(حقیقت الوحی، ضمیمہ، الاستفتاء صفحہ 46، مندرجہ روحانی خزائن، جلد 22 صفحہ 668، از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 445 پر)

تلوار

(69) "ولو لاهیبة سیف سله عدل سلطنه البرطانیه لحث الناس علی سفک دمی."

ترجمہ: ''اور اس تلوار کی ہیبت نہ ہوتی جو سلطنت برطانیہ نے سونت رکھی ہے تو لوگ میرا خون کر دیتے۔''
(آئینہ کمالات اسلام صفحہ 18 مندرجہ روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 18 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 446 پر)

قادیانی تلوار

(70) ''حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) فرماتے ہیں کہ میں وہ مہدی موعود ہوں اور گورنمنٹ برطانیہ میری وہ تلوار ہے جس کے مقابلہ میں ان علما کی کچھ پیش نہیں جاتی۔ اب غور کرنے کا مقام ہے کہ پھر ہم احمدیوں کو اس فتح سے کیوں خوشی نہ ہو۔ عراق، عرب ہو یا شام، ہم ہر جگہ اپنی تلوار (انگریز) کی چمک دیکھنا چاہتے ہیں۔''
(قادیانی خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود کی تقریر، روزنامہ الفضل قادیان جلد 6 نمبر 42 صفحہ 9 مورخہ 7 دسمبر 1918ء)
(عکس صفحہ نمبر 447، 448 پر)

☐ ''فی الواقعہ گورنمنٹ برطانیہ ایک ڈھال ہے جس کے نیچے احمدی جماعت آگے ہی آگے بڑھتی جاتی ہے.......... جہاں جہاں اس گورنمنٹ کی حکومت پھیلتی جاتی ہے، ہمارے لیے تبلیغ کا ایک میدان نکلتا ہے۔''
(خطبہ مرزا بشیر الدین محمود، روزنامہ الفضل قادیان 19 اکتوبر 1915ء)

(71) ''سلسلہ احمدیہ کا گورنمنٹ برطانیہ سے جو تعلق ہے، وہ باقی تمام جماعتوں سے نرالا ہے، ہمارے حالات ہی اس قسم کے ہیں کہ گورنمنٹ اور ہمارے فوائد ایک ہوئے ہوئے ہیں۔ گورنمنٹ برطانیہ کی ترقی کے ساتھ ساتھ ہمیں بھی آگے قدم بڑھانے کا موقع ہے اور اس کو خدانخواستہ اگر کوئی نقصان پہنچے تو اس صدمہ سے ہم بھی محفوظ نہیں رہ سکتے۔''
(خطبہ مرزا بشیر الدین محمود، روزنامہ الفضل قادیان 27 جولائی 1918)
(عکس صفحہ نمبر 449 پر)

خدا کا شکر

(72) ''ہم دنیا میں فروتنی کے ساتھ زندگی بسر کرنے آئے ہیں اور بنی نوع کی ہمدردی اور اس گورنمنٹ کی خیرخواہی جس کے ہم ماتحت ہیں یعنی گورنمنٹ برطانیہ ہمارا

اصول ہے۔ہم ہرگز کسی مفسدہ اور نقص امن کو پسند نہیں کرتے اور اپنی گورنمنٹ انگریزی کی ہر ایک وقت میں مدد کرنے کے لیے طیار ہیں۔اور خدا تعالیٰ کا شکر کرتے ہیں جس نے ایسی گورنمنٹ کے زیر سایہ ہمیں رکھا ہے۔''

(کتاب البریہ صفحہ 17، مندرجہ روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 18 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 450 پر)

اور اک تو ہے کہ تیرا سایہ بھی نجس

ہم پر محسن گورنمنٹ کا شکر ایسا ہی فرض ہے جیسا کہ خدا کا

(73) ''خدا تعالیٰ نے ہم پر محسن گورنمنٹ کا شکر ایسا ہی فرض کیا ہے جیسا کہ اس کا شکر کرنا۔سو اگر ہم اس محسن گورنمنٹ کا شکر ادا نہ کریں یا کوئی شر اپنے ارادہ میں رکھیں تو ہم نے خدا تعالیٰ کا بھی شکر ادا نہیں کیا کیونکہ خدا تعالیٰ کا شکر اور کسی محسن گورنمنٹ کا شکر جس کو خدائے تعالیٰ اپنے بندوں کو بطور نعمت کے عطا کرے۔درحقیقت یہ دونوں ایک ہی چیز ہیں اور ایک دوسرے سے وابستہ ہیں اور ایک کے چھوڑنے سے دوسری کا چھوڑنا لازم آجاتا ہے۔''

(شہادۃ القرآن صفحہ 84 مندرجہ روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 380 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 451 پر)

اپنا کام..........نہ مکہ میں نہ مدینہ میں

(74) ''میں اپنے اس کام کو نہ مکہ میں اچھی طرح چلا سکتا ہوں نہ مدینہ میں نہ روم میں نہ شام میں نہ ایران میں نہ کابل میں، مگر اس گورنمنٹ میں جس کے اقبال کے لئے دُعا کرتا ہوں۔لہٰذا وہ اس الہام میں اشارہ فرماتا ہے کہ اس گورنمنٹ کے اقبال اور شوکت میں تیرے وجود اور تیری دُعا کا اثر ہے اور اس کی فتوحات تیرے سبب سے ہیں۔کیونکر جدھر تیرا منہ ادھر خدا کا منہ ہے۔''

(اشتہار، عریضہ بعالی خدمت گورنمنٹ عالیہ انگریزی نمبر 168 بتاریخ 22 مارچ 1897ء مندرجہ مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 69، طبع جدید، از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 452 پر)

ترا وجود سراپا تجلی افرنگ
کہ تُو وہاں کے عمارت گروں کی ہے تعمیر!
مگر یہ پیکرِ خاکی خودی سے ہے خالی
فقط نیام ہے تُو زرنگار و بے شمشیر!

حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضور خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ تک جس قدر انبیاء و رسول دنیا میں تشریف لائے، سب نے اپنے وقت کی طاغوتی طاقتوں سے ٹکر لی، انہیں حق کا پیغام سنایا اور انہیں خدا کے سامنے جھکانے کی پوری کوشش کی۔ حتیٰ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے نمرود کی خدائی کو ختم کیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کو دریائے نیل میں غرق کیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے کفار مکہ اور دیگر باغی حکومتوں کو خدا کے سامنے جھکنے کے لیے مجبور کیا۔ مگر انگریز نے قادیان میں ایک ایسی نبوت کو جنم دیا جس کا پیغام کفر و باطل کی اطاعت کروانا تھا۔ آپ پورا قرآن مجید پڑھ لیجیے، انبیاء علیہم السلام وقت ان کے بادشاہوں سے ٹکرائے جنہوں نے اپنے ملکوں میں آج کے حکمرانوں سے زیادہ ظاہری امن قائم کر رکھا تھا۔ حضرات انبیاء علیہم السلام نے کفر اور اسلام کو معیار بنایا نہ کہ جان کی حفاظت اور دنیاوی مفادات کو۔

انبیاء علیہم السلام اور ان کے پیروؤں کی جو کچھ تاریخ اور سیرت دنیا میں محفوظ ہے، اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ ہمیشہ ظالموں اور مجرموں کے حریف اور مدمقابل رہے ہیں۔ انہوں نے ہمیشہ ہر ایسی بات سے احتراز کیا ہے جس سے ان کی تائید و حمایت ہوتی ہو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا یہ قول قرآن مجید میں منقول ہے۔

”رب بما انعمت علی فلن اکون ظھیرا اللمجرمین. (القصص:17)

ترجمہ: ”میرے رب! مجھے ان انعامات کی قسم جو تو نے مجھ پر فرمائے، میں ہرگز مجرموں کا مددگار نہیں بنوں گا۔“

”ربنا انک اتیت فرعون وملاہ زینۃ واموالا فی الحیوۃ الدنیا[لا] ربنا لیضلوا عن سبیلک[ج] ربنا اطمس علی اموالھم واشدد علی قلوبھم فلا یؤمنوا حتی یروا العذاب الالیم. (یونس:88)

ترجمہ: ''اے ہمارے پروردگار! تو نے بخشا ہے فرعون اور اس کے سرداروں کو سامان آرائش اور مال و دولت دنیوی زندگی میں۔ اے ہمارے مولا! کیا اس لیے کہ وہ گمراہ کرتے پھریں (لوگوں کو تیری راہ سے) اے ہمارے رب! برباد کر دے ان کے مالوں کو اور سخت کر دے ان کے دلوں کو تا کہ وہ نہ ایمان لے آئیں جب تک نہ دیکھ لیں دردناک عذاب کو''۔

خود اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

''ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار لا وما لکم من دون اللہ من اولیاء ثم لا تنصرون. (ہود:113)

ترجمہ: ''اور مت جھکو ان کی طرف جنہوں نے ظلم کیا ورنہ چھوئے گی تمہیں بھی آگ اور (اس وقت) نہیں ہوگا تمہارے لیے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی مددگار، پھر تمہاری مدد بھی نہ کی جائے گی''۔

رسول اکرم ﷺ اور ان کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اور سچے جانشینوں نے کسی جابر حکومت اور کسی باطل طاقت کے ساتھ کبھی تعاون نہیں کیا اور ان کی زبان کبھی ان کی تعریف و تائید میں ملوث نہیں ہوئی۔ اسلام کی تاریخ دعوت و عزیمت سلاطین وقت کے سامنے کلمہ حق کہنے کے واقعات اور ظالموں کے مقابلے میں علم جہاد بلند کرنے کے کارناموں سے بھری ہوئی ہے۔ اس افضل جہاد سے تاریخ اسلام کا کوئی مختصر سے مختصر عہد اور کوئی چھوٹے سے چھوٹا گوشہ بھی خالی نہیں ہے۔

سکون، نہ مکہ میں نہ مدینہ میں

(75) ''میں بیس برس تک یہی تعلیم اطاعت گورنمنٹ انگریزی کی دیتا رہا، اور اپنے مریدوں میں یہی ہدایتیں جاری کرتا رہا، تو کیونکر ممکن تھا کہ ان تمام ہدایتوں کے برخلاف کسی بغاوت کے منصوبے کی میں تعلیم کروں۔ حالانکہ میں جانتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے میری اور میری جماعت کی پناہ اس سلطنت کو بنا دیا ہے۔ یہ امن جو اس سلطنت کے زیر سایہ ہمیں حاصل ہے نہ یہ امن مکہ معظمہ میں مل سکتا ہے، نہ مدینہ میں، اور نہ سلطانِ

روم کے پایہ تخت قسطنطنیہ میں۔''
(تریاق القلوب صفحہ 28، مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 156 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 453 پر)

مکہ و مدینہ والے میرے لیے درندوں کی طرح ہیں

(76) ''قدیم سے میں نے اپنی بہت سی کتابوں میں بار بار یہی شائع کیا ہے کہ اس گورنمنٹ کے ہمارے سر پر احسان ہیں کہ اس کے زیر سایہ ہم آزادی سے اپنی خدمت تبلیغ پوری کرتے ہیں اور آپ جانتے ہیں کہ ظاہری اسباب کی رو سے آپ کے رہنے کے لیے اور بھی ملک ہیں اور اگر آپ اس ملک کو چھوڑ کر مکہ میں یا مدینہ میں یا قسطنطنیہ میں چلے جائیں تو سب ممالک آپ کے مذہب اور مشرب کے موافق ہیں لیکن اگر میں جاؤں تو میں دیکھتا ہوں کہ وہ سب لوگ میرے لیے بطور درندوں کے ہیں۔''
(براہین احمدیہ، حصہ پنجم ضمیمہ صفحہ 128 مندرجہ روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 294 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 454 پر)

مکہ معظّمہ سے لندن بہتر! (نعوذ باللہ)

(77) ''میرے خیال میں مذاہب کے پرکھنے اور جانچنے اور کھرے کھوٹے میں تمیز کرنے کے لیے اس سے بہتر کسی ملک کے باشندوں کو موقعہ ملنا ممکن نہیں۔ جو ہمارے ملک پنجاب اور ہندوستان کو ملا ہے۔ اس موقع کے حصول کے لیے پہلا فضل خدا تعالیٰ کا گورنمنٹ برطانیہ کا ہمارے اس ملک پر تسلط ہے۔ ہم نہایت ہی ناسپاس اور منکر نعمت ٹھہریں گے۔ اگر ہم سچے دل سے اس محسن گورنمنٹ کا شکر نہ کریں جس کے بابرکت وجود سے ہمیں دعوت اور تبلیغ اسلام کا وہ موقعہ ملا جو ہم سے پہلے کسی بادشاہ کو بھی نہ مل سکا کیونکہ اس علم دوست گورنمنٹ نے اظہار رائے میں وہ آزادی دی ہے جس کی نظیر اگر کسی اور موجودہ عملداری میں تلاش کرنا چاہیں تو لاحاصل ہے۔ کیا یہ عجیب بات نہیں کہ ہم لنڈن کے بازاروں میں دین اسلام کی تائید کے

لئے وہ وعظ کر سکتے ہیں جس کا خاص مکہ معظمہ میں میسر آنا ہمارے لئے غیر ممکن ہے۔"
(رسالہ معیار المذاہب صفحہ 2، 3 مندرجہ روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 461,460 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 455، 456 پر)

بیکاری و عریانی و مے خواری و افلاس
کیا کم ہیں فرنگی مدنیت کے فتوحات؟

قادیانی فیصلہ.........مسلمانوں سے علیحدگی

قادیانیوں کا نبی الگ، قرآن الگ، نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ مسلمانوں سے مکمل الگ ہے، اس کے باوجود وہ خود کو مسلمان کہلوانے اور شعائر اسلامی استعمال کرنے پر بضد ہیں۔ اس سلسلہ میں مندرجہ ذیل حوالہ جات قابل غور ہیں۔ آنجہانی مرزا قادیانی کا کہنا ہے:

❑ "کل میں نے سنا تھا کہ ایک شخص نے کہا کہ اس (قادیانی) فرقہ میں اور دوسرے لوگوں (مسلمانوں) میں سوائے اس کے اور کچھ فرق نہیں کہ یہ لوگ وفاتِ مسیح کے قائل ہیں اور وہ لوگ وفاتِ مسیح کے قائل نہیں۔ باقی سب عملی حالت مثلاً نماز، روزہ اور زکوٰۃ اور حج وہی ہیں۔ سو سمجھنا چاہیے کہ یہ بات صحیح نہیں کہ میرا دنیا میں آنا صرف حیاتِ مسیح کی غلطی کو دور کرنے کے واسطے ہے۔ اگر مسلمانوں کے درمیان صرف یہی ایک غلطی ہوتی تو اتنے کے واسطے ضرورت نہ تھی کہ ایک شخص خاص مبعوث کیا جاتا اور الگ جماعت بنائی جاتی اور ایک بڑا شور بپا کیا جاتا۔"
(احمدی اور غیر احمدی میں کیا فرق ہے؟ از مرزا قادیانی صفحہ 2)

مرزا قادیانی کا مزید کہنا ہے:

❑ "یہ جو ہم نے دوسرے مدعیانِ اسلام سے قطع تعلق کیا ہے، اول تو یہ خدا تعالیٰ کے حکم سے تھا نہ کہ اپنی طرف سے۔ دوسرے وہ لوگ ریا پرستی اور طرح طرح کی خرابیوں میں حد سے بڑھ گئے ہیں اور ان لوگوں کو ان کی ایسی حالت کے ساتھ اپنی جماعت کے ساتھ ملانا یا ان سے تعلق رکھنا ایسا ہی ہے جیسا کہ عمدہ اور تازہ دودھ میں بگڑا ہوا دودھ ڈال دیں جو سڑ گیا ہے اور اس میں کیڑے پڑ گئے ہیں۔ اس وجہ سے ہماری جماعت کسی طرح ان سے تعلق نہیں رکھ سکتی اور نہ ہمیں ایسے تعلق کی حاجت ہے۔" (رسالہ تشحیذ الاذہان قادیان جلد 6، شمارہ 8، صفحہ 311)

ایک اور موقعہ پر مرزا قادیانی نے کہا:

□ ''صبر کرو اور اپنی (قادیانی) جماعت کے غیر (یعنی مسلمان) کے پیچھے نماز مت پڑھو۔ بہتری اور نیکی اس میں ہے اور اسی میں تمہاری نصرت اور فتح عظیم ہے۔ دیکھو دنیا میں روٹھے ہوئے اور ایک دوسرے سے ناراض ہونے والے بھی اپنے دشمن کو چار دن منہ نہیں لگاتے اور تمہاری ناراضگی اور روٹھنا تو خدا کے لیے ہے۔ تم اگر ان میں رلے ملے جا رہے ہو تو خدا تعالیٰ جو خاص نظر تم پر رکھتا ہے، وہ نہیں رکھے گا، پاک جماعت جب الگ ہو تو اس میں ترقی ہوتی ہے۔''

(مرزا قادیانی کا بیان مندرجہ اخبار الحکم قادیان جلد 5 شمارہ نمبر 29 منقول از کتاب ''ملفوظات'' مرتبہ منظور الٰہی ص 265)

قادیانی جماعت کے دوسرے خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود کا کہنا ہے:

□ ''حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ میرے کانوں میں گونج رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا یہ غلط ہے کہ دوسرے لوگوں (مسلمانوں) سے ہمارا اختلاف صرف وفات مسیح یا اور چند مسائل میں ہے آپ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کی ذات، رسول کریمؐ، قرآن، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، غرض کہ آپ نے تفصیل سے بتایا کہ ایک ایک چیز میں ہمیں ان (مسلمانوں) سے اختلاف ہے۔''

(خطبہ جمعہ مرزا بشیر الدین خلیفہ قادیان، مندرجہ اخبار ''الفضل'' قادیان، ج 19، نمبر 13، مورخہ 30 جولائی 1931ء)

□ ''حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے تو فرمایا ہے کہ ان (مسلمانوں) کا اسلام اور ہے اور ہمارا اور، ان کا خدا اور ہے اور ہمارا خدا اور ہے، ہمارا حج اور ہے اور ان کا حج اور۔ اسی طرح ان (مسلمانوں) سے ہر بات میں اختلاف ہے۔''

(روزنامہ الفضل قادیان 21 اگست 1917ء جلد 5 نمبر 15 ص 8)

قادیانی لاہوری جماعت کا امیر محمد علی لاہوری لکھتا ہے:

''تحریکِ احمدیت، اسلام کے ساتھ وہی رشتہ رکھتی ہے جو عیسائیت کا یہودیت کے ساتھ تھا'' (ریویو آف ریلی جنز جلد 5، شمارہ 5، صفحہ 163)

محمد علی لاہوری کے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ جس طرح عیسائیت اور یہودیت الگ الگ مذاہب ہیں، اسی طرح اسلام اور قادیانیت بھی الگ الگ مذاہب ہیں۔

□ اسی شوقِ اختلاف میں قادیانی قیادت نے اسلامی تقویم کے مقابلہ میں قادیانی تقویم پیش کی جو مندرجہ ذیل ہے۔

اسلامی تقویم: محرم۔صفر۔ربیع الاول۔ربیع الثانی۔جمادی الاول۔جمادی الثانی۔رجب۔شعبان۔رمضان۔شوال۔ذیقعد۔ذوالحج

قادیانی تقویم: شہادت۔ہجرت۔احسان۔وفا۔ظہور۔تبوک۔اخاء۔احسان۔فتح۔صلح۔امان۔تبلیغ

نیا فرقہ

(78) ''میں خدا سے پاک الہام پا کر یہ چاہتا ہوں کہ ان لوگوں کے اخلاق اچھے ہو جائیں اور وحشیانہ عادتیں دور ہو جائیں اور نفسانی جذبات سے ان کے سینے دھوئے جائیں۔ اور ان میں آہستگی اور سنجیدگی اور حلم اور میانہ روی اور انصاف پسندی پیدا ہو جائے۔ اور یہ اپنی اس گورنمنٹ کی ایسی اطاعت کریں کہ دوسروں کے لیے نمونہ بن جائیں اور یہ ایسے ہو جائیں کہ کوئی بھی فساد کی رگ ان میں باقی نہ رہے۔ چنانچہ کسی قدر یہ مقصود مجھے حاصل بھی ہو گیا ہے اور میں دیکھتا ہوں کہ دس ہزار یا اس سے بھی زیادہ ایسے لوگ پیدا ہو گئے ہیں جو میری ان پاک تعلیموں کے دل سے پابند ہیں اور یہ نیا فرقہ مگر گورنمنٹ کے لیے نہایت مبارک فرقہ برٹش انڈیا میں زور سے ترقی کر رہا ہے۔ اگر مسلمان ان تعلیموں کے پابند ہو جائیں تو میں قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں کہ وہ فرشتے بن جائیں اور اگر وہ اس گورنمنٹ کی سب قوموں سے بڑھ کر خیر خواہ ہو جائیں تو تمام قوموں سے زیادہ خوش قسمت ہو جائیں۔ اگر وہ مجھے قبول کر لیں اور مخالفت نہ کریں تو یہ سب کچھ انہیں حاصل ہو گا۔''

(تریاق القلوب صفحہ 265,264 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 493,492 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 457، 458 پر)

ہے زندہ فقط وحدت افکار سے ملت
وحدت ہو فنا جس سے وہ الہام بھی الحاد

□ ''میں دیکھتا ہوں کہ یہ نیا فرقہ ان ملکوں میں دن بدن ترقی پر ہے۔ یہاں تک کہ بہت سے دیسی افسر اور معزز رئیس اور جاگیردار اور نامی تاجر اس فرقہ میں داخل ہو گئے ہیں اور

ہوتے جاتے ہیں۔اس لیے عام خیال کے مسلمانوں اور ان کے مولویوں کو اس فرقہ سے دلی عناد اور حسد ہے اور ممکن ہے کہ اس حسد کی وجہ سے خلاف واقعہ امور گورنمنٹ تک پہنچائے جائیں۔سو اسی لیے میں نے ارادہ کیا ہے کہ اس رسالہ کے ذریعہ سے اپنے سچے واقعات اور اپنے مشن کے اصولوں سے اس محسن گورنمنٹ کو مطلع کروں۔"

(کشف الغطاء صفحہ 3 مندرجہ روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 179 از مرزا قادیانی)

□ "ان (انگریزوں) کی ظل حمایت میں ہمارا فرقہ احمدیہ چند سال میں لاکھوں تک پہنچ گیا ہے اور اس گورنمنٹ کا احسان ہے کہ اس کے زیر سایہ ہم ظالموں کے پنجہ سے محفوظ ہیں۔خدا تعالیٰ کی حکمت اور مصلحت ہے کہ اس نے اس گورنمنٹ کو اس بات کے لیے چن لیا تا کہ یہ فرقہ احمدیہ اس کے زیر سایہ ہو کر ظالموں کے خونخوار حملوں سے اپنے تئیں بچاوے اور ترقی کرے۔"

(اشتہار، اپنی تمام جماعت کے لیے ضروری نصیحت نمبر 287 بتاریخ 7 مئی 1907ء مندرجہ مجموعہ اشتہارات طبع جدید جلد دوم صفحہ 708، از مرزا قادیانی)

فرقہ احمدیہ

(79) "اس فرقہ کا نام مسلمان فرقہ احمدیہ اس لیے رکھا گیا کہ ہمارے نبی ﷺ کے دو نام تھے۔ایک محمد ﷺ۔دوسرا احمد ﷺ۔اور اسم محمدؐ جلالی نام تھا۔اور اس میں یہ مخفی پیشگوئی تھی کہ آنحضرت ﷺ ان دشمنوں کو تلوار کے ساتھ سزا دیں گے جنہوں نے تلوار کے ساتھ اسلام پر حملہ کیا اور صدہا مسلمانوں کو قتل کیا۔لیکن اسم احمد جمالی نام تھا، جس سے یہ مطلب تھا کہ آنحضرت ﷺ دنیا میں آشتی اور صلح پھیلائیں گے۔

سو خدا نے ان دونوں ناموں کی اس طرح پر تقسیم کی کہ اول آنحضرت ﷺ کی مکہ کی زندگی میں اسم احمد کا ظہور تھا اور ہر طرح سے صبر اور شکیبائی کی تعلیم تھی۔اور پھر مدینہ کی زندگی میں اسم محمد کا ظہور ہوا۔اور مخالفوں کی سرکوبی خدا کی حکمت اور مصلحت نے ضروری سمجھی۔لیکن یہ پیشگوئی کی گئی تھی کہ آخری زمانہ میں پھر اسم احمد ظہور کرے گا۔اور ایسا شخص ظاہر ہوگا جس کے ذریعہ سے احمدی صفات یعنی جمالی صفات ظہور میں آئیں گی اور لڑائیوں کا خاتمہ ہو جائے گا۔"

(تریاق القلوب صفحہ 399، مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 527 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 459 پر)

قادیانیت، فرقہ جدیدہ

(80) ”میں گورنمنٹ عالیہ کو یقین دلاتا ہوں کہ یہ فرقہ جدیدہ جو برٹش انڈیا کے اکثر مقامات میں پھیل گیا ہے جس کا میں پیشوا اور امام ہوں۔ گورنمنٹ کے لیے ہرگز خطرناک نہیں ہے اور اس کے اصول ایسے پاک اور صاف اور امن بخش اور صلحکاری کے ہیں کہ تمام اسلام کے موجودہ فرقوں میں اس کی نظیر گورنمنٹ کو نہیں ملے گی۔ جو ہدایتیں اس فرقہ کے لیے میں نے مرتب کی ہیں جن کو میں نے ہاتھ سے لکھ کر اور چھاپ کر ہر ایک مرید کو دیا ہے کہ ان کو اپنا دستور العمل رکھے۔ وہ ہدایتیں میرے اس رسالہ میں مندرج ہیں جو 12 جنوری 1889ء میں چھپ کر عام مریدوں میں شائع ہوا ہے جس کا نام تکمیل تبلیغ مع شرائط بیعت ہے۔“

(اشتہار، بحضور نواب لیفٹیننٹ گورنر بہادر دام اقبالہ نمبر 187 بتاریخ 24 فروری 1898ء مندرجہ مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 195 طبع جدید، از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 460 پر)

برٹش گورنمنٹ کا وفادار اور جانثار نیا فرقہ

(81) ”میں زور سے کہتا ہوں اور میں دعویٰ سے گورنمنٹ کی خدمت میں اعلان دیتا ہوں کہ باعتبار مذہبی اصول کے مسلمانوں کے تمام فرقوں میں سے گورنمنٹ کا اوّل درجہ کا وفادار اور جان نثار یہی نیا فرقہ ہے جس کے اصولوں میں سے کوئی اصول گورنمنٹ کے لیے خطرناک نہیں۔“

(اشتہار، بحضور نواب لیفٹیننٹ گورنر بہادر دام اقبالہ نمبر 187 بتاریخ 24 فروری 1898ء مندرجہ مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 193 طبع جدید، از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 461 پر)

ایک نیا فرقہ

(82) ”چونکہ مسلمانوں کا ایک نیا فرقہ جس کا پیشوا اور امام اور پیر یہ راقم ہے پنجاب اور ہندوستان کے اکثر شہروں میں زور سے پھیلتا جاتا ہے اور بڑے بڑے تعلیم یافتہ مہذب اور معزز عہدہ دار اور نیک نام رئیس اور تاجر پنجاب اور ہندوستان کے اس فرقہ میں داخل ہوتے جاتے ہیں اور عموماً پنجاب کے شریف مسلمانوں کے نوتعلیم یاب جیسے بی اے اور ایم اے، اس فرقہ میں داخل ہیں اور داخل ہو رہے ہیں اور یہ ایک گروہ کثیر ہوگیا ہے جو اس ملک

میں روز بروز ترقی کر رہا ہے۔ اس لیے میں نے قرین مصلحت سمجھا کہ اس فرقہ جدیدہ اور نیز اپنے تمام حالات سے جو اس فرقہ کا پیشوا ہوں، حضور لفٹیننٹ گورنر بہادر کو آگاہ کروں۔"

(اشتہار، بحضور نواب لیفٹیننٹ گورنر بہادر دام اقبالہ نمبر 187 بتاریخ 24 فروری 1898ء مندرجہ مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 188 طبع جدید، از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 462 پر)

فرقہ واریت دین کے لئے زہر قاتل ہے۔ اسلام اس کی شدید مذمت کرتا ہے۔ حیرانی ہے کہ مرزا قادیانی "فرقہ احمدیہ" کے نام سے ایک نیا فرقہ بنا کر کس قدر اِترا رہا ہے۔ اسے یہ بھی نہیں معلوم کہ جو شخص اسلام میں کوئی فرقہ بناتا ہے، قرآن مجید اُسے مشرک گردانتا ہے جیسا کہ اس آیت سے واضح ہے۔

❑ مُنِيْبِيْنَ اِلَيْهِ وَاتَّقُوْهُ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ o مِنَ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا ؕ كُلُّ حِزْبٍۢ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ o (الروم: 31، 32)

ترجمہ: "(اے غلامانِ مصطفیٰ ﷺ تم بھی اپنا رُخ اسلام کی طرف کرلو) اللہ کی طرف رجوع کرتے ہوئے اور ڈرو اس سے اور قائم کرو نماز کو اور نہ ہو جاؤ (ان) مُشرکوں میں سے، جنہوں نے پارہ پارہ کر دیا اپنے دین کو اور خود فرقہ فرقہ ہو گئے۔ ہر گروہ جو اس کے پاس ہے، وہ اسی پر خوش ہے۔"

ایک اور آیت میں اللہ تعالیٰ اپنے حبیب مکرم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو فرقہ واریت پھیلانے والوں سے لاتعلق رہنے کا ارشاد فرماتے ہیں:

اِنَّ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِيْ شَيْءٍ ؕ اِنَّمَآ اَمْرُهُمْ اِلَى اللّٰهِ ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ o

(الانعام: 159)

ترجمہ: "بے شک وہ جنہوں نے تفرقہ ڈالا اپنے دین میں اور ہو گئے کئی کئی فرقے (اے محبوب ﷺ!) نہیں ہے آپ کا ان سے کوئی تعلق۔ ان کا معاملہ صرف اللہ ہی کے حوالے ہے پھر وہ بتائے گا انہیں جو کچھ وہ کیا کرتے تھے۔"

قادیانی فرقے کا امتیازی نشان

(83) ''یاد رہے کہ مسلمانوں کے فرقوں میں سے یہ فرقہ جس کا خدا نے مجھے امام اور پیشوا اور رہبر مقرر فرمایا ہے، ایک بڑا امتیازی نشان اپنے ساتھ رکھتا ہے اور وہ یہ کہ اس فرقہ میں تلوار کا جہاد بالکل نہیں اور نہ اس کی انتظار ہے۔ بلکہ یہ مبارک فرقہ نہ ظاہر طور پر اور نہ پوشیدہ طور پر جہاد کی تعلیم کو ہرگز جائز نہیں سمجھتا۔''

(اشتہار، واجب الاظہار، اپنی جماعت اور گورنمنٹ عالیہ کی توجہ کے لیے نمبر 233 بتاریخ 4 نومبر 1900ء مندرجہ مجموعہ اشتہارات طبع جدید جلد دوم صفحہ 467 از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 463 پر)

مرزا قادیانی کی تعلیمات سے انسان کھسرا بن جاتا ہے

(84) ''یہ نیا فرقہ مگر گورنمنٹ کے لیے نہایت مبارک فرقہ برٹش انڈیا میں زور سے ترقی کر رہا ہے۔ اگر مسلمان ان تعلیموں کے پابند ہو جائیں تو مَیں قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں کہ وہ فرشتے بن جائیں۔ اور اگر وہ اس گورنمنٹ کی سب قوموں سے بڑھ کر خیر خواہ ہو جائیں تو تمام قوموں سے زیادہ خوش قسمت ہو جائیں۔ اگر وہ مجھے قبول کر لیں اور مخالفت نہ کریں تو یہ سب کچھ انہیں حاصل ہوگا اور ایک نیکی اور پاکیزگی کی رُوح ان میں پیدا ہو جائے گی۔ اور جس طرح ایک انسان خوجہ ہو کر گندے شہوات کے جذبات سے الگ ہو جاتا ہے۔ اسی طرح میری تعلیم سے ان میں تبدیلی پیدا ہو گی۔''

(اشتہار، حضور گورنمنٹ عالیہ میں ایک عاجزانہ درخواست نمبر 218 بتاریخ 27 دسمبر 1899ء مندرجہ مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 357، 358 طبع جدید، از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 464، 465 پر)

مذکر کے لیے He ہے، مؤنث کے She ہے
مگر ''قادیانی'' مخنث ہیں نہ ہیوں میں نہ شیوں میں

خصی جماعت

- ''ہمیں تو حضرت مسیح موعود (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی) نے خصی کر دیا ہے۔''

(تقریر مرزا محمود سابق خلیفۂ قادیان مندرجہ اخبار ''الفضل'' قادیان جلد 22 نمبر 87، صفحہ 7، 20 جنوری 1935ء)

خواجگی میں کوئی مشکل نہیں رہتی باقی
پختہ ہوجاتے ہیں جب خوئے غلامی میں غلام!

قادیانیت، ڈاکٹر شنکر داس کی نظر میں

مفکر پاکستان حضرت علامہ محمد اقبالؒ نے قادیانیت کو بے نقاب کرنے کے لیے جب ایک معرکتہ الآرا مضمون بعنوان ''قادیانیت اور اسلام'' سپرد قلم کیا تو اس کے جواب میں پنڈت جواہر لعل نہرو نے قادیانیت کی حمایت میں چند مضامین لکھے تھے، جن کا مفہوم یہ تھا کہ قادیانی دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہیں۔ دانشوروں کی ایک کثیر تعداد نے پنڈت جی کی اس حمایت کو حیرت کی نظر سے دیکھا تھا کہ آخر پنڈت جی کو اس امر کی ضرورت کیوں لاحق ہوئی کہ قادیانیوں کی حمایت میں اپنے قلم کو جنبش دیں؟ علامہ موصوف نے پنڈت جی کو مخاطب کر کے لکھا تھا کہ قادیانیوں کے عقائد اس قسم کے ہیں کہ ان کو تسلیم کرنے کے بعد وحدتِ اسلامیہ پارہ پارہ ہو جاتی ہے۔ مسلمان اس امر کو گوارا نہیں کر سکتے کہ رسول عربی ﷺ کی امت میں سے قطع و برید کر کے ''ہندوستانی نبی'' کے لیے ایک جدید امت تیار کی جائے۔ جس کا دینی مرکز مکہ معظمہ کی بجائے قادیان ہو۔ ہندوستان کی تاریخ کے اس نازک ترین دور میں مسلمانوں کا پہلا فرض یہ ہے کہ وہ ہر اس تحریک سے قطعی طور پر مجتنب اور محترز رہیں جو ان کے اندر افتراق و انشقاق پیدا کرنے کا باعث ہو۔ وہ جذبہ جس نے پنڈت جی کو قادیانیوں کی حمایت پر کمر بستہ کیا، اربابِ دانش کی نظر سے پوشیدہ نہیں ہے۔ معروف ہندو دانشور ڈاکٹر شنکر داس کے ایک مضمون کا اقتباس ملاحظہ کیجیے جو انھوں نے ''بندے ماترم'' میں شائع کرایا تھا۔

☐ ''سب سے اہم سوال جو اس وقت ملک کے سامنے درپیش ہے، وہ یہ ہے کہ ہندوستانی مسلمانوں کے اندر کس طرح قومیت کا جذبہ پیدا کیا جائے ——— ہندوستانی مسلمان اپنے آپ کو ایک الگ قوم تصور کیے بیٹھے ہیں اور وہ دن رات عرب ہی کے گیت گاتے ہیں، اگر ان کا بس چلے تو وہ ہندوستان کو بھی عرب کا نام دے دیں۔

اس تاریکی میں، اس مایوسی کے عالم میں، ہندوستانی قوم پرستوں اور محبان وطن کو ایک ہی امید کی شعاع دکھائی دیتی ہے اور وہ آشا کی جھلک قادیانیوں کی تحریک ہے۔ جس

قدر مسلمان قادیانیت کی طرف راغب ہوں گے' وہ قادیان کو اپنا مکہ تصور کرنے لگیں گے اور آخر میں محب ہند اور قوم پرست بن جائیں گے۔ مسلمانوں میں قادیانی تحریک کی ترقی ہی عربی تہذیب اور پان اسلام ازم کا خاتمہ کر سکتی ہے۔

جس طرح ایک ہندو کے مسلمان ہو جانے پر اس کی شردھا اور عقیدت رام کرشن' وید' گیتا اور رامائن سے اٹھ کر قرآن اور عرب کی بھومی میں منتقل ہو جاتی ہے' اسی طرح جب کوئی مسلمان، قادیانی بن جاتا ہے تو اس کا زاویہ نگاہ بدل جاتا ہے۔ حضرت محمد ﷺ میں اس کی عقیدت کم ہوتی چلی جاتی ہے' مکہ' مدینہ اس کے لیے روایتی مقامات رہ جاتے ہیں' یہ بات عام مسلمانوں کے لیے' جو ہر وقت پان اسلام ازم اور پان عربی سنگٹن کے خواب دیکھتے ہیں' کتنی ہی مایوس کن ہو' مگر ایک قوم پرست کے لیے باعث مسرت ہے۔

ایک مرزائی چاہے عرب' ترکستان' ایران یا دنیا کے کسی بھی گوشہ میں بیٹھا ہو' وہ روحانی تسکین کے لیے قادیان کی طرف منہ کرتا ہے۔ قادیان کی سرزمین اس کے لیے سرزمین نجات ہے اور اس میں ہندوستان کی فضیلت کا راز پنہاں ہے۔ ہر قادیانی کے دل میں ہندوستان کے لیے پریم ہوگا' کیونکہ قادیان ہندوستان میں ہے۔ مرزا قادیانی بھی ہندوستانی تھے اور اب تک جتنے خلیفے اس فرقے کی رہبری کر رہے ہیں۔ وہ سب ہندوستانی ہیں۔

اعتراض ہو سکتا ہے کہ جب مرزائی قرآن کو الہامی کتاب مانتے ہیں تو وہ اسلام سے الگ کیسے ہوئے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ سکھوں کی موجودہ ہندوؤں سے علیحدہ گرو گرنتھ صاحب میں رام کرشن' اندر وشنو' سب ہندو دیوی دیوتاؤں کا ذکر آتا ہے' مگر کیا سکھوں نے رام' کرشن کی مورتیوں کا کھنڈن نہیں کیا؟ گوردواروں سے رامائن اور گیتا کا پاٹھ نہیں اٹھایا؟ کیا سکھ اب ہندو کہلانے سے انکار نہیں کرتے؟

اسی طرح وہ زمانہ دور نہیں جب قادیانی کہیں گے کہ ہم محمدی مسلمان نہیں' ہم تو احمدی مسلمان ہیں۔ کوئی ان سے سوال کرے گا کیا تم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کو مانتے ہو؟ تو وہ جواب دیں گے کہ ہم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم' عیسیٰ' رام' کرشن سب کو اپنے اپنے وقت کا نبی تصور کرتے ہیں' لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ ہم ہندو' عیسائی یا محمدی ہو گئے۔ یہی ایک وجہ ہے کہ مسلمان قادیانی تحریک کو مشکوک نگاہوں سے دیکھتے ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ قادیانیت ہی عربی تہذیب اور اسلام کی دشمن ہے۔ خلافت تحریک میں بھی

قادیانیوں نے مسلمانوں کا ساتھ نہیں دیا' کیونکہ وہ خلافت کو بجائے ترکی یا عرب میں قائم کرنے کے قادیان میں قائم کرنا چاہتے ہیں۔" (اخبار بندے ماترم 22 اپریل 1935ء)

ملت اسلامیہ کے لیے "غلامی" بہت بری لعنت اور خدا کا بہت بڑا غضب ہے اور اس پر قانع ہو جانا گویا عذاب الٰہی اور لعنت خداوندی پر قناعت کر لینے کے مترادف ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کو دعوتِ حق دیتے ہوئے پہلا مطالبہ یہ کیا کہ بنی اسرائیل کو اپنی غلامی سے آزاد کر دے تاکہ وہ میرے ساتھ ہو کر آزادانہ توحید الٰہی کے پرستار رہ سکیں اور ان کی مذہبی زندگی کے کسی شعبہ میں بھی جابرانہ اور کافرانہ اقتدار حائل نہ رہ سکے۔ لیکن یہاں ملاحظہ کیجیے! جھوٹا مدعی نبوت آنجہانی مرزا قادیانی کس فخر کے ساتھ انگریزوں کا طوقِ غلامی اپنے گلے میں ڈالتا ہے۔ حیف......صد حیف!!!

قادیانی بیعت کی شرط

(85) "اس تمام تقریر سے جس کے ساتھ میں نے اپنی سترہ سالہ مسلسل تقریروں سے ثبوت پیش کیے ہیں، صاف ظاہر ہے کہ میں سرکار انگریزی کا بدل و جان خیر خواہ ہوں اور میں ایک شخص امن دوست ہوں اور اطاعت گورنمنٹ اور ہمدردی بندگان خدا کی میرا اصول ہے اور یہ وہی اصول ہے جو میرے مریدوں کی شرائط بیعت میں داخل ہے۔"

(کتاب البریہ صفحہ 9 مندرجہ روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 10 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 466 پر)

جو نبی انگریز کی غلامی کو رحمت اور نعمت قرار دیتا ہو، اس کی تعلیمات میں (من حیث القوم) مسلمانوں کو درپیش مسائل کا حل تلاش کرنا ایسا ہی ہے جیسے "چیل کے گھونسلے میں ماس" تلاش کرنا۔ حضور نبی رحمت حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے اپنی امت کو حکومت، طاقت، شجاعت اور غیرت عطا کی لیکن چودھویں صدی کے "بناسپتی انگریزی نبی" نے تمام عمر قوم کو غلامی کا درس دیا۔ اگر مرزا قادیانی کے دل میں اسلام اور مسلمانوں کا درد ہوتا تو وہ کبھی اپنی قوم کو اغیار کی غلامی کا سبق نہ پڑھاتا۔ لیکن وہ تو تمام عمر منارہ المسیح اور بہشتی مقبرہ کی آڑ میں

دولت اکٹھی کرنے کی فکر میں سرگرداں رہا۔ قوم کی فکر تھی ہی کب اور ہوتی بھی تو کیونکر؟ اس نبوت کو کس چیز سے تعبیر کیا جائے جو قوم کی غلامی کی زنجیروں کو اور زیادہ مضبوط کرلے۔

گورنمنٹ انگریزی واجب التعظیم اور واجب الاطاعت

(86) ''میرے نزدیک واجب التعظیم اور واجب الاطاعت اور شکر گذاری کے لائق گورنمنٹ انگریزی ہے جس کے زیر سایہ امن کے ساتھ یہ آسمانی کارروائی میں کر رہا ہوں۔''

(اشتہار حسین کامی سفیر سلطان روم نمبر 176 بتاریخ 24 مئی 1897ء مندرجہ مجموعہ اشتہارات جلد دوم، صفحہ 103، طبع جدید از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 467 پر)

قادیانی جماعت کے لیے ضروری نصیحت

(87) ''چونکہ میں دیکھتا ہوں کہ ان دنوں میں بعض جاہل اور شریر لوگ اکثر ہندوؤں میں سے اور کچھ مسلمانوں میں سے گورنمنٹ کے مقابل پر ایسی ایسی حرکتیں ظاہر کرتے ہیں، جن سے بغاوت کی بو آتی ہے، بلکہ مجھے شک ہوتا ہے کہ کسی وقت باغیانہ رنگ ان کی طبائع میں پیدا ہو جائے گا، اس لیے میں اپنی جماعت کے لوگوں کو، جو مختلف مقامات پنجاب اور ہندوستان میں موجود ہیں، جو بفضلہ تعالیٰ کئی لاکھ تک ان کا شمار پہنچ گیا ہے، نہایت تاکید سے نصیحت کرتا ہوں کہ وہ میری اس تعلیم کو خوب یاد رکھیں، جو قریباً سولہ برس سے تقریری اور تحریری طور پر ان کے ذہن نشین کرتا آیا ہوں، یعنی یہ کہ اس گورنمنٹ انگریزی کی پوری اطاعت کریں، کیونکہ وہ ہماری محسن گورنمنٹ ہے۔ ان کی ظل حمایت میں ہمارا فرقہ احمدیہ چند سال میں لاکھوں تک پہنچ گیا ہے اور اس گورنمنٹ کا احسان ہے کہ اس کے زیر سایہ ہم ظالموں کے پنجہ سے محفوظ ہیں۔''

(اشتہار، اپنی تمام جماعت کے لیے ضروری نصیحت نمبر 287 بتاریخ 7 مئی 1907ء مندرجہ مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 708 طبع جدید از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 468 پر)

قادیانی اصول، ہدایتیں اور تعلیم

(88) ’’اب میں نے جو کچھ میرے اصول اور ہدایتیں اور تعلیم تھی۔ سب گورنمنٹ عالیہ کی خدمت میں ظاہر کر دیں۔ میری ہدایتوں کا خلاصہ یہی ہے کہ صلح کاری اور غریبی سے زندگی بسر کرو اور جس گورنمنٹ کے ہم ماتحت ہیں یعنی گورنمنٹ برطانیہ اس کے سچے خیر خواہ اور تابعدار ہو جاؤ۔ نہ نفاق اور دنیاداری سے۔ آخر دعا پر ختم کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ ہماری ملکہ معظمہ قیصرۂ ہند دام اقبالہا کا اقبال دن بدن بڑھاوے اور ہمیں توفیق دے کہ ہم سچے دل سے اس کے تابعدار اور امن پسند انسان ہوں۔ آمین!

راقم خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان 27 دسمبر 1898ء‘‘

(کشف الغطاء صفحہ 37 مندرجہ روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 213 از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 469 پر)

قادیانی جماعت یادر کھے!

(89) ’’ہماری جماعت یاد رکھے کہ ہم ہندوستان کو بلحاظ حکومت ہرگز ہرگز دارالحرب قرار نہیں دیتے بلکہ اس امن اور برکات کی وجہ سے جو اس حکومت میں ہم کو ملی ہیں اور اس آزادی سے جو اپنے مذہب کے ارکان کی بجا آوری اور اس کی اشاعت کے لیے گورنمنٹ نے ہم کو دے رکھی ہے۔ ہمارا دل عطر کے شیشہ کی طرح وفاداری اور شکرگذاری کے جوش سے بھرا ہوا ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 142، طبع جدید از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 470 پر)

قادیانی مذہب اور عقیدہ

(90) ’’میں نے اپنی قلم سے گورنمنٹ کی خیر خواہی میں ابتدا سے آج تک، وہ کام کیا ہے جس کی نظیر گورنمنٹ کے ہاتھ میں ایک بھی نہیں ہوگی اور میں نے ہزار ہا روپیہ کے صرف سے کتابیں تالیف کر کے ان میں جابجا اس بات پر زور دیا ہے کہ مسلمانوں کو اس گورنمنٹ کی سچی خیر خواہی چاہیے اور رعایا ہو کر بغاوت کا خیال بھی دل میں لانا نہایت درجہ کی بد ذاتی ہے اور میں نے ایسی کتابوں کو نہ صرف برٹش انڈیا میں پھیلایا ہے

بلکہ عرب اور شام اور مصر اور روم اور افغانستان اور دیگر اسلامی بلاد میں محض للّٰہی نیت سے شائع کیا ہے نہ اس خیال سے کہ یہ گورنمنٹ میری تعظیم کرے یا مجھے انعام دے کیونکہ یہ میرا مذہب اور میرا عقیدہ ہے جس کا شائع کرنا میرے پر حق واجب تھا۔"

(انجام آتھم صفحہ 68 مندرجہ روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 68، از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 471 پر)

انگریز کی مخالفت، جماعت سے علیحدہ، بیعت سے خارج

(91) "علی گڑھ کالج کے طالب علم مولوی غلام محمد صاحب نے وہاں کے طلباء کی سڑائیک اور اپنے استادوں کی مخالفت کا ذکر کرتے ہوئے حضرت اقدس کی خدمت میں عرض کیا کہ اس جماعت (فرقہ احمدیہ) کا کوئی لڑکا اس سڑائیک میں شامل نہیں ہوا۔ میاں محمد دین، عبدالغفار خاں وغیرہ سب علیحدہ رہے لیکن عزیز احمد ان طلباء کے ساتھ شریک رہا اور باوجود ہمارے سمجھانے کے باز نہ آیا اور چونکہ بعض اخباروں میں اس قسم کے مضمون نکلے تھے کہ مسیح موعود کا پوتا علیگڑھ کالج میں ہے، اس وجہ سے عام طور پر عزیز احمد کا رشتہ حضور کے ساتھ سب کو معلوم ہونے کے سبب وہاں کے اراکین نے اس امر پر تعجب ظاہر کیا کہ عزیز احمد اس مفسدہ میں ایسا حصہ لیتا ہے۔ اس پر حضرت اقدس نے فرمایا کہ عزیز احمد نے اپنے استادوں اور افسروں کی مخالفت میں مفسد طلباء کے ساتھ شمولیت کا جو طریق اختیار کیا ہے، یہ ہماری تعلیم اور ہمارے مشورہ کے بالکل مخالف ہے۔ لہٰذا وہ اس دن سے وہ اس بغاوت میں شریک ہے، ہماری جماعت سے علیحدہ اور ہماری بیعت سے خارج کیا جاتا ہے۔"

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 172، طبع جدید از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 472 پر)

ہر قادیانی کا عقیدہ

(92) "آج کی تاریخ تک تیس ہزار کے قریب یا کچھ زیادہ میرے ساتھ جماعت ہے، جو برٹش انڈیا کے متفرق مقامات میں آباد ہے اور ہر ایک شخص، جو میری بیعت کرتا ہے اور

مجھ کو مسیح موعود مانتا ہے، اسی روز سے اس کو یہ عقیدہ رکھنا پڑتا ہے کہ اس زمانہ میں جہاد قطعاً حرام ہے کیونکہ مسیح آ چکا۔ خاص کر میری تعلیم کے لحاظ سے اس گورنمنٹ انگریزی کا سچا خیر خواہ اس کو بننا پڑتا ہے۔"

(گورنمنٹ انگریزی اور جہاد ضمیمہ، صفحہ 6، 7، مندرجہ روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 28، 29 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 473، 474 پر)

سابق وزیر اعظم جناب ذوالفقار علی بھٹو کے دور حکومت میں ملک کی منتخب قومی اسمبلی نے متفقہ طور پر قادیانیوں کو اُن کے کفریہ عقائد کی بنا پر 7 ستمبر 1974ء کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا اور آئین پاکستان کی شق (2)160 اور (3)260 میں اس کا اندراج کر دیا۔ اس موقع پر اٹارنی جنرل جناب یحیٰی بختیار نے قومی اسمبلی میں تقریر کرتے ہوئے کہا: "مرزا غلام احمد قادیانی کے پیروکاروں کے لیے انگریزوں سے مکمل وفاداری جزو ایمان ہے۔ اس کا عہد، وہ بیعت کے وقت کرتے ہیں۔ یہ ایک نہایت ہی اہم بات ہے، کیونکہ انگریزوں سے وفاداری کی شرط کو مسلمان بہت مخالفت کرتے تھے اور چاہتے تھے کہ بیرونی سامراجیت، جس نے ان کی حکومت اور اختیارات کو غصب کر رکھا تھا، سے نجات حاصل کی جائے۔ انگریزوں سے وفاداری کی شرط، ایمان ہونے کی وجہ سے مرزا غلام احمد کے پیروکاروں کی شکل میں انگریزوں کو بہت ہی اعلیٰ قسم کے جاسوس مل گئے تھے۔ ہمیں اس بات کا ذکر ملتا ہے کہ 1925ء میں افغانستان میں دو مرزائیوں کو قتل کر دیا گیا۔ نہ محض اس وجہ سے کہ وہ مرتد ہو گئے تھے بلکہ ان کے قبضہ سے ایسی دستاویزات برآمد ہوئی تھیں، جن سے پتہ چلا کہ وہ انگریز حکومت کے جاسوس تھے اور وہ افغان حکومت کا تختہ الٹنا چاہتے تھے۔"

(پارلیمنٹ میں قادیانی شکست صفحہ 276 از مولانا اللہ وسایا)

مرزا قادیانی کے تمام الہامات، ملفوظات اور تعلیمات کا خلاصہ یہ ہے کہ غلامی پر قناعت کرو اور دن رات انگریزی حکومت کے گن گاتے رہو۔

پلی ہے مغربی تہذیب کے آغوش عشرت میں
نبوت بھی رسیلی ہے پیمبر بھی رسیلا ہے
نصاریٰ کی رضا جوئی ہے مقصد اس نبوت کا
اور ابطال جہاد انجاح مقصد کا وسیلا ہے

حق بات کو ظاہر کرنا ہمارا فرض ہے

(93) ''میں نے نہ کسی بناوٹ اور ریاکاری سے بلکہ محض اُس اعتقاد کی تحریک سے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے میرے دل میں ہے، بڑے زور سے بار بار اس بات کو مسلمانوں میں پھیلایا ہے کہ ان کو گورنمنٹ برطانیہ کی جو درحقیقت ان کی محسن ہے، سچی اطاعت اختیار کرنی چاہیے کہ وفاداری کے ساتھ اس کی شکر گزاری کرنی چاہیے۔ ورنہ خدا تعالیٰ کے گنہگار ہوگے اور میں دیکھتا ہوں کہ مسلمانوں کے دلوں پر میری تحریروں کا بہت ہی اثر ہوا ہے اور لاکھوں انسانوں میں تبدیلی پیدا ہوگئی۔

اور میں نے نہ صرف اسی قدر کام کیا کہ برٹش انڈیا کے مسلمانوں کو گورنمنٹ انگلشیہ کی سچی اطاعت کی طرف جھکایا بلکہ بہت سی کتابیں عربی اور فارسی اور اردو میں تالیف کر کے ممالک اسلامیہ کے لوگوں کو بھی مطلع کیا کہ ہم لوگ کیونکر امن اور آرام اور آزادی سے گورنمنٹ انگلشیہ کے سایہ عاطفت میں زندگی بسر کر رہے ہیں اور ایسی کتابوں کے چھاپنے اور شائع کرنے میں ہزارہا روپیہ خرچ کیا گیا مگر با ایں ہمہ میری طبیعت نے کبھی نہیں چاہا کہ ان متواتر خدمات کا اپنے حکام کے پاس ذکر بھی کروں کیونکہ میں نے کسی صلہ اور انعام کی خواہش سے نہیں بلکہ ایک حق بات کو ظاہر کرنا اپنا فرض سمجھا اور درحقیقت وجود سلطنت انگلشیہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہمارے لئے ایک نعمت تھی جو مدت دراز کی تکلیفات کے بعد ہم کو ملی۔ اس لیے ہمارا فرض تھا کہ اس نعمت کا بار بار اظہار کریں۔''

(کتاب البریہ صفحہ 4 مندرجہ روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 340، مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 475 پر)

جو نبوت قوم کے افراد کو آغوش غلامی میں سلانے کی کوشش کرے، انہیں مفلوج اور مجہول بنانے کی راہ پر گامزن ہو، انہیں مسلسل غلامی کے ''فضائل'' یاد کروائے، وہ نبوت قوم کے لئے برگ حشیش نہیں تو اور کیا ہے؟

وہ نبوت ہے مسلماں کے لیے برگ حشیش
جس نبوت میں نہیں قوت و شوکت کا پیام

ہمارا فرض.........!

(94) ”بے شک ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم اس گورنمنٹ محسنہ کے سچے دل سے خیر خواہ ہوں اور ضرورت کے وقت جان فدا کرنے کو بھی طیار ہوں۔“

(البلاغ صفحہ 20 مندرجہ روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 400 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 476 پر)

قادیانی جماعت......انگریز کی وفادار فوج

(95) ”جماعت جو میرے ساتھ تعلق بیعت و مریدی رکھتی ہے۔ وہ ایک ایسی سچی، مخلص اور خیر خواہ اِس گورنمنٹ کی بن گئی ہے کہ مَیں دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ ان کی نظیر دُوسرے مسلمانوں میں نہیں پائی جاتی۔ وہ گورنمنٹ کے لیے ایک وفادار فوج ہے، جن کا ظاہر و باطن، گورنمنٹ برطانیہ کی خیر خواہی سے بھرا ہوا ہے۔“

(تحفہ قیصریہ صفحہ 12 مندرجہ روحانی خزائن جلد 12، صفحہ 264 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 477 پر)

ے چڑھتے ہوئے سورج کے پجاری ذرا سن لیں
سورج کسی سر پہ کبھی سایہ نہیں کرتا

انگریز کی نمک پروردہ جماعت

(96) ”غرض یہ (جماعت احمدیہ) ایک ایسی جماعت ہے جو سرکار انگریزی کی نمک پروردہ اور نیک نامی حاصل کردہ اور موردِ مراحم گورنمنٹ ہیں۔“

(اشتہار، بحضور نواب لیفٹیننٹ گورنر بہادر دام اقبالہ نمبر 187 بتاریخ 24 فروری 1898ء مندرجہ مجموعہ اشتہارات جلد دوم، صفحہ 197 طبع جدید، از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 478 پر)

مسلمانوں کی جاسوسی

1857ء کی جنگِ آزادی کے بعد مسلمانوں میں یہ بحث چھڑ گئی چونکہ مسلمانوں کی

اسلامی حکومت ختم ہو گئی ہے اور ہندوستان پر انگریز قابض ہو گیا ہے، اب شرعی لحاظ سے ہندوستان کی حیثیت کیا ہے؟ دارالحرب یا دارالسلام؟ اگر دارالحرب ہے تو اب مسلمانوں پر (شرائطِ نماز جمعہ پوری نہ ہونے کی وجہ سے) نماز جمعہ فرض نہ رہا اور اگر دارالسلام ہے تو نماز جمعہ کی فرضیت بدستور قائم ہے۔ یہ بحث کچھ عرصہ چلتی رہی۔ بعدازاں یہ قرار پایا کہ نماز جمعہ بھی ادا کیا جائے اور نماز ظہر بھی پوری پڑھی جائے۔ بعض لوگوں نے جمعہ کے روز نماز ظہر کو ترک کر دیا تھا اور بعض لوگ صرف نماز ظہر پڑھتے تھے۔ جن لوگوں کی یہ رائے تھی کہ ہندوستان کے دارالحرب ہونے کی وجہ سے نماز جمعہ اب فرض نہیں رہی اور صرف نماز ظہر ہی پڑھنی چاہیے، انگریز بہادر کے نزدیک ایسے تمام مسلمان حکومت کے باغی تھے۔ انگریز کے محکمہ جاسوسی کا فرض تھا کہ ایسے لوگوں پر گہری نظر رکھے تاکہ مستقبل میں وہ اکٹھے اور منظم ہو کر حکومت کے لیے کوئی مشکلات پیدا نہ کریں۔ حکومت کے ایسے باغیوں کی نشاندہی کے لیے مرزا قادیانی نے یہ ڈیوٹی اپنے ذمہ لی۔ اس سلسلہ میں اس نے یکم جنوری 1858ء کو ایک اشتہار شائع کیا جس میں گورنمنٹ برطانیہ کو اس امر کی طرف توجہ دلائی کہ مسلمان حکومت کے ساتھ باغیانہ رویہ رکھتے ہیں۔ اس کی شناخت یہ ہے کہ جو لوگ نماز جمعہ نہیں پڑھتے، وہ سرکاری باغی اور ''دہشت گرد'' سمجھے جائیں۔ اس ''نیک'' کام کے لیے مرزا قادیانی نے باقاعدہ ایک گوشوارہ تیار کر کے ہندوستان بھر میں اپنے تمام مریدوں میں تقسیم کیا اور حکم دیا کہ وہ اس گوشوارہ میں ایسے تمام مسلمانوں کے کوائف درج کر کے قادیان بھجوائیں جو اپنے اپنے علاقوں میں نماز جمعہ کے لیے مسجد نہیں آتے تاکہ باغیوں کے یہ نام انگریز بہادر کی خدمت میں پیش کر کے وہ اس کی بارگاہ میں سرخرو ہو سکے۔ اب آپ اس اشتہار کی عبارت ملاحظہ کیجیے جو مسلمانوں کی جاسوسی کی غرض سے مرزا قادیانی نے شائع کر کے اپنے مریدوں میں تقسیم کیا:

(97) ''قابل توجہ گورنمنٹ از طرف مہتمم کاروبار تجویز تعطیل جمعہ
میرزا غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

چونکہ قرینِ مصلحت ہے کہ سرکار انگریزی کی خیرخواہی کے لیے ایسے نافہم مسلمانوں کے نام بھی نقشہ جات میں درج کیے جائیں جو درپردہ اپنے دلوں میں برٹش انڈیا کو دارالحرب قرار دیتے ہیں اور ایک چھپی ہوئی بغاوت کو اپنے دلوں میں رکھ کر اسی اندرونی بیماری کی وجہ

سے فرضیتِ جمعہ سے منکر ہو کر اس کی تعطیل سے گریز کرتے ہیں۔ لہٰذا یہ نقشہ اسی غرض کے لیے تجویز کیا گیا کہ تا اس میں اُن ناحق شناس لوگوں کے نام محفوظ رہیں کہ جو ایسے باغیانہ سرشت کے آدمی ہیں۔ اگرچہ گورنمنٹ کی خوش قسمتی سے برٹش انڈیا میں مسلمانوں میں ایسے آدمی بہت ہی تھوڑے ہیں جو ایسے مفسدانہ عقیدہ کو اپنے دل میں پوشیدہ رکھتے ہوں۔ لیکن چونکہ اس امتحان کے وقت بڑی آسانی سے ایسے لوگ معلوم ہو سکتے ہیں، جن کے نہایت مخفی ارادے گورنمنٹ کے برخلاف ہیں۔ اس لیے ہم نے اپنی محسن گورنمنٹ کی پولیٹیکل خیر خواہی کی نیت سے اس مبارک تقریب پر یہ چاہا کہ جہاں تک ممکن ہو ان شریر لوگوں کے نام ضبط کیے جائیں جو اپنے عقیدہ سے اپنی مفسدانہ حالت کو ثابت کرتے ہیں کیونکہ جمعہ کی تعطیل کی تقریر پر ان لوگوں کا شناخت کرنا ایسا آسان ہے کہ اس کی مانند ہمارے ہاتھ میں کوئی بھی ذریعہ نہیں۔ وجہ یہ کہ جو ایک ایسا شخص ہو جو اپنی نادانی اور جہالت سے برٹش انڈیا کو دارالحرب قرار دیتا ہے، وہ جمعہ کی فرضیت سے ضرور منکر ہوگا اور اسی علامت سے شناخت کیا جائے گا کہ وہ درحقیقت اس عقیدہ کا آدمی ہے۔ لیکن ہم گورنمنٹ میں باادب اطلاع کرتے ہیں کہ ایسے نقشے ایک پولیٹیکل راز کی طرح اُس وقت تک ہمارے پاس محفوظ رہیں گے جب تک گورنمنٹ ہم سے طلب کرے۔ اور ہم امید رکھتے ہیں کہ ہماری گورنمنٹ حکیم مزاج بھی ان نقشوں کو ایک ملکی راز کی طرح اپنے کسی دفتر میں محفوظ رکھے گی اور بالفعل یہ نقشے جن میں ایسے لوگوں کے نام مندرج ہیں گورنمنٹ میں نہیں بھیجے جائیں گے۔ صرف اطلاع دہی کے طور پر ان میں سے ایک سادہ نقشہ چھپا ہوا جس پر کوئی نام درج نہیں فقط یہی مضمون درج ہے، ہمراہ درخواست بھیجا جاتا ہے اور ایسے لوگوں کے نام معہ پتہ ونشان یہ ہیں:''

نمبر شمار	نام معہ لقب وعہدہ	سکونت	ضلع	کیفیت

(اشتہار، قابل توجہ گورنمنٹ از طرف مہتمم کاروبار تجویز، تعطیل جمعہ نمبر 149
مندرجہ مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ 555 تا 557 طبع جدید از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 479 تا 481 پر)

آنجہانی مرزا قادیانی مسلمانوں کے خلاف انگریز کے لیے جاسوسی کا کام ''مفت'' نہیں کرتا تھا بلکہ وہ ان خدمات کے لیے بھاری معاوضہ حاصل کرتا تھا۔ اس سلسلہ میں مرزا قادیانی کا بیٹا مرزا بشیر احمد ایم اے اپنی کتاب ''سیرۃ المہدی'' میں لکھتا ہے:

پُراسرار منی آرڈر

(98) ''مرزا دین محمد صاحب ساکن لنگروال ضلع گورداسپور نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک مرتبہ حضرت مسیح موعود نے مجھے صبح کے قریب جگایا اور فرمایا کہ مجھے ایک خواب آیا ہے۔ میں نے پوچھا کیا خواب ہے؟ فرمایا: میں نے دیکھا ہے کہ میرے تخت پوش کے چاروں طرف نمک چُنا ہوا ہے۔ میں نے تعبیر پوچھی تو کتاب دیکھ کر فرمایا کہ کہیں سے بہت سا روپیہ آئے گا۔ اس کے بعد میں چار دن یہاں رہا۔ میرے سامنے ایک منی آرڈر آیا، جس میں ہزار سے زائد روپیہ تھا۔ مجھے اصل رقم یاد نہیں۔ جب مجھے خواب سنائی تو ملاوامل اور شرن پت کو بھی بلا کر سنائی۔ جب منی آرڈر آیا تو ملاوامل وشرن پت کو بلایا اور فرمایا کہ لو بھئی یہ منی آرڈر آیا ہے، جا کر ڈاکخانہ سے لے آوٴ۔ ہم نے دیکھا تو منی آرڈر بھیجنے والا کا پتہ اس پر درج نہیں تھا۔ حضرت صاحب کو بھی پتہ نہیں لگا کہ کس نے بھیجا ہے۔''

(سیرت المہدی جلد سوم صفحہ 102,101 از مرزا بشیر احمد ابن مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 482، 483 پر)

مرزا بشیر احمد کی مذکورہ روایت کے مطابق مرزا قادیانی کو ایک ہزار روپے سے زائد کا منی آرڈر موصول ہوا۔ اگر اسے ہزار روپے بھی سمجھ لیا جائے تو آج کے تقریباً 96 لاکھ روپے بنتے ہیں۔ میں نے یہ حساب اس طرح لگایا ہے کہ مرزا بشیر احمد ایم اے کے مطابق اس زمانے میں ایک روپیہ کا سولہ کلو گوشت آتا تھا۔ (سیرت المہدی جلد اوّل صفحہ 182 از مرزا بشیر احمد ایم اے) آج کل گوشت 600 روپے فی کلو ہے۔ اس حساب سے سولہ کلو گوشت 9 ہزار 6 سو روپے مالیت کا بنتا ہے اور 9 ہزار 6 سو کو ایک ہزار سے ضرب دی جائے تو 96 لاکھ بنتا ہے۔ اس دور میں انگریز کے علاوہ ایسا کون سخی تھا جو مرزا قادیانی کو اس کی ''خصوصی خدمات'' کے عوض 96 لاکھ روپے دے اور اپنا نام بھی پوشیدہ رکھے؟

قادیانیوں سے سوال ہے کہ وہ بتائیں کہ رقم بھیجنے والا کون تھا اور اس نے یہ رقم کس مقصد کے لیے بھیجی؟؟؟

؎ وہ جو کہتے ہیں بسائے ہیں چمن ہزاروں ہم نے
ان سے پوچھو کہ اجاڑے ہیں گلستاں کتنے؟

سچا مخبر

(99) ''درخواست بحضور نواب گورنر جنرل و وائسرائے کشور ہند بالقابہ بمراد منظوری تعطیل جمعہ: یہ عرضداشت مسلمانان برٹش انڈیا کی طرف سے جن کے نام ذیل میں درج ہیں، بحضور جناب گورنر جنرل ہند دام اقبالہ اس غرض سے بھیجی گئی ہے کہ تا گورنمنٹ عالیہ معروضات ذیل پر توجہ فرما کر تمام برٹش انڈیا کے مسلمانوں کے لیے جمعہ کی تعطیل منظور فرما دے۔ وجوہات عرضداشت یہ ہیں......

یہ کہ تمام نیک دل اور پاک طبع مسلمان جو گورنمنٹ عالیہ کے سچے خیر خواہ ہیں، التزام جمعہ کی رسم کو اس محسن گورنمنٹ کی سچی خیر خواہی اور دلی وفاداری کے لیے ایک علامت ٹھہراتے ہیں۔ مگر بعض دوسرے نالائق نام کے مسلمان جن کی تعداد قلیل ہے، اس ملک برٹش انڈیا کو دارالحرب قرار دے کر اپنے خود تراشیدہ خیالات کے رُو سے جمعہ کی فرضیت سے منکر ہیں۔ کیونکہ ان کا گمان ہے جو برٹش انڈیا دارالحرب ہے اور دارالحرب میں جمعہ فرض نہیں

رہتا۔ پس کچھ شک نہیں کہ جمعہ کی تعطیل سے ایسے بد باطن کمال صفائی سے شناخت کیے جائیں گے۔ کیونکہ اگر باوجود تعطیل کے پھر بھی وہ جمعہ کی نمازوں میں حاضر نہ ہوئے تو یہ بات کھل جائے گی کہ درحقیقت وہ نالائق اس گورنمنٹ کے ملک کو دارالحرب ہی قرار دیتے ہیں۔ تبھی تو جمعہ کی پابندی سے عمداً گریز کرتے ہیں۔ سو اس صورت میں یہ مبارک دن نہ صرف مسلمانوں کی عباداتِ خاصہ کا ایک دن ہو گا بلکہ گورنمنٹ کے لیے بھی ایک سچے مخبر کا کام دے گا اور ایک معیار کی طرح کھرے اور کھوٹے میں فرق کر کے دکھلاتا رہے گا۔ چنانچہ اس درخواست پر بھی صرف انہیں سچے خیر خواہوں کے دستخط درج ہیں جو اس ملک کو دارالحرب قرار نہیں دیتے۔ اور دلی سچائی سے گورنمنٹ کی حکومت کو قبول کر لیا ہے اور اپنے لیے سراسر برکت اور رحمت سمجھا ہے اور کچھ شک نہیں کہ جمعہ کی تعطیل سے ایسے لوگ جو غلطیوں میں پڑے ہوئے ہیں، اثر پذیر بھی ہوں گے اور گورنمنٹ کے دلی خیر خواہ بہت ترقی پذیر ہوں گے اور بد باطن تارک الجمعہ بڑی آسانی سے شناخت کیے جائیں گے۔ یہ بات دوبارہ گورنمنٹ کو یاد دلائی جاتی ہے کہ ایک جمعہ ہی مسلمانوں میں اس بات کی علامت ہے کہ کون شخص اس ملک گورنمنٹ کو دارالحرب قرار دیتا ہے اور کون اس کی نفی کرتا ہے۔ سو جو شخص گورنمنٹ برطانیہ کی رعیت ہو کر جمعہ کی فرضیت کا قائل ہے اور اس کا ترک کرنا معصیت سمجھتا ہے، وہ ہرگز اس ملک کو دارالحرب قرار نہیں دے گا اور سچے دل سے گورنمنٹ کا خیر خواہ ہو گا لیکن جو شخص برٹش انڈیا میں جمعہ کی فرضیت کا منکر ہے، وہ در پردہ اس ملک کو دارالحرب قرار دیتا ہے اور سچا خیر خواہ نہیں۔ سو جمعہ ان دونوں فریقوں کے پرکھنے کے لیے ایک معیار ہے۔"

(اشتہار، درخواست بحضور نواب گورنر جنرل و وائسرائے کشور ہند بالقابہ بمراد منظوری تعطیل جمعہ نمبر 148 بتاریخ یکم جنوری 1896ء مندرجہ مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ 551, 552 طبع جدید از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 484، 485 پر)

جمعہ کے خطبات میں انگریز کا شکریہ

(100) "ہم رعایا کی یہ بھی تمنا ہے کہ جس طرح اسلامی ریاستوں میں ان سلاطین کا شکر کے ساتھ خطبہ میں ذکر ہوتا ہے جو مذہبی اُمور میں قرآن کے منشا کے موافق مسلمانوں کو آزادی

دیتے ہیں۔ ہم بھی جمعہ کی تعطیل کے شکریہ میں اور بلاد کے مسلمانوں کی طرح یہ دائمی شکر جمعہ کے ممبروں پر اپنا وظیفہ کرلیں کہ سرکار انگریزی نے علاوہ اور مراحم اور الطاف کے ہم پر یہ بھی عنایت کی نظر کی جو ہمارے دینی عظیم الشان دن کو جو مدت سے اس ملک برٹش انڈیا میں مردہ کی طرح پڑا تھا، پھر نئے سرے سے زندہ کردیا۔ سو بلاشبہ یہ ایسا احسان ہوگا کہ مسلمانوں کی ذریت کبھی اس کو فراموش نہیں کرے گی اور اسلامی تاریخ میں ہمیشہ عزت کے ساتھ یہ شکر ادا کیا جائے گا۔"

(اشتہار، درخواست بحضور نواب گورنر جنرل و وائسرائے کشور ہند بالقابہ بمراد منظوری تعطیل جمعہ نمبر 148 بتاریخ یکم جنوری 1896ء مندرجہ مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ 553 طبع جدید از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 486 پر)

انگریز کے لیے چندہ

(101) "ہم نے اس مبارک عید کے موقع پر گورنمنٹ کے احسانات کا ذکر کر کے اپنی جماعت کو جو اس گورنمنٹ سے دلی اخلاص رکھتی اور دیگر لوگوں کی طرح منافقانہ زندگی بسر کرنا گناہ عظیم سمجھتی ہے، توجہ دلائی کہ سب لوگ تہ دل سے اپنی مہربان گورنمنٹ کے لیے دُعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس کو اس جنگ میں جو ٹرینسوال میں ہو رہی ہے، فتح عظیم بخشے اور نیز یہ بھی کہا کہ حق اللہ کے بعد اسلام کا اعظم ترین فرض ہمدردی خلائق ہے اور بالخصوص ایسی مہربان گورنمنٹ کے خادموں سے ہمدردی کرنا کارِ ثواب ہے جو ہماری جانوں اور مالوں اور سب سے بڑھ کر ہمارے دین کی محافظ ہے۔ اس لیے ہماری جماعت کے لوگ جہاں جہاں ہیں، اپنی توفیق اور مقدور کے موافق سرکارِ برطانیہ کے ان زخمیوں کے واسطے جو جنگ ٹرینسوال میں مجروح ہوئے ہیں، چندہ دیں۔ لہٰذا بذریعہ اشتہار ہذا اپنی جماعت کے لوگوں کو مطلع کیا جاتا ہے کہ ہر ایک شہر میں فہرست مکمل کر کے اور چندہ کو وصول کر کے یکم مارچ سے پہلے مرزا خدا بخش صاحب کے پاس بمقام قادیان بھیج دیں کیونکہ یہ ڈیوٹی ان کے سپرد کی گئی ہے۔ جب آپ کا روپیہ مع فہرستوں کے آجائے گا تو اس فہرست چندہ کو اس رپورٹ میں درج کیا جائے گا جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے۔ ہماری جماعت اس کام کو ضروری سمجھ کر بہت جلد اس کی تعمیل کرے۔ والسّلام، راقم، مرزا غلام احمد از قادیان، 10 فروری 1900ء۔"

(اشتہار، اپنی جماعت کے لیے ایک ضروری اشتہار نمبر 219 بتاریخ 10 فروری 1900ء مندرجہ مجموعہ

اشتہارات جلد دوم صفحہ 363, 364 طبع جدید از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 487، 488 پر)

مذکورہ اشتہار میں مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ انگریز گورنمنٹ، ''ہمارے دین کی محافظ ہے''۔ یہاں ''ہمارے دین'' سے مراد قادیانی مذہب ہے نہ کہ دین اسلام۔ انگریزوں نے اسلام اور مسلمانوں کو تباہ و برباد کرنے کے لیے جس طرح اپنی ناپاک کوششیں کیں، وہ کسی ذی شعور سے پوشیدہ نہیں۔

انگریز کی فتوحات، مرزا قادیانی کی فتوحات

(102) ''سلطنت عادل کا ہونا، یہ کیسی بڑی نعمت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مسیح و مہدی (مرزا قادیانی) کو ایک ایسی گورنمنٹ کے سایہ میں رکھا ہے جس نے تمام مذہبی آزادی دے رکھی ہے اور مسیح کا آنا ایسی ہی سلطنت کو چاہتا تھا۔ اگر یہ سلطنت نہ آئی ہوتی تو مسیح ہرگز نہیں آ سکتا تھا۔ وجہ یہ کہ مسیح کے ظہور کا جو زمانہ بتایا گیا تھا، وہ نہایت ہی خطرناک تھا۔ کیونکہ تمام مذاہب میں فتور عظیم کی خبر دی گئی تھی۔ حتیٰ کہ علماء و فقراء و فقہاء اسلام کی نسبت مخبر صادق علیہ الصلوٰۃ و السلام نے فرما دیا تھا کہ روئے زمین پر آسمان کے نیچے اُن سے بدتر کوئی مخلوقات نہ ہوگی۔ گویا ازروئے مذہب تمام مخلوقات مسخ ہو کر درندوں اور وحشیوں کی طرح ہوگئی ہوگی اور ہر ایک دوسرے کے مذہب اور اعتقاد پر حملہ کرتا ہوگا تو ایسی حالت میں مسیح کے آنے پر کیونکر ممکن ہو سکتا تھا کہ وہ کسی فرقہ کے اعتقاد کے برخلاف کہے اور وہ اُن کے شر سے محفوظ رہ سکے۔ اسی واسطے رسول اللہ ﷺ نے خبر بھی دیدی تھی کہ لوگ مسیح پر کفر کے فتوی بھی لگائینگے۔ جیسے کہ آثار سے ظاہر ہے۔ اور اگر بس چلا تو اُس کے قتل کی بھی کوشش کریں گے۔ چنانچہ قتل کے فتوے بھی دیے گئے اور مقدمات بھی برپا کیے گئے۔ اور پھر گورنمنٹ بھی کسی خاص مذہب کی حامی یا طرفدار ہوتی جس کے زیر سایہ مسیح کو زندگی بسر کرنا تھی تو مسیح کے لیے مخلوقات کے شر سے بھی گورنمنٹ کا زیادہ خطرے کا مقام تھا۔ کیونکہ گورنمنٹ کے لیے کونسا مشکل امر ہوتا ہے کہ وہ جس کو چاہیے پکڑ کر توپ کے آگے اُڑا دے یا جس طرح چاہے ہلاک کر دے۔

اور یہ تاریخ سے واضح ہے کہ اکثر بادشاہوں نے نبیوں اور ولیوں کو اپنے اعتقاد کے مخالف پا کر ہلاک بھی کیا ہے۔ لہٰذا اشد ضروری تھا کہ وہ گورنمنٹ جس کے زمانہ

میں مسیح کو آنا چاہیے تھا، وہ ایسی ہی گورنمنٹ ہوتی جیسی کہ موجودہ سرکار برطانیہ ہے جس نے مذہب کی عام آزادی دے رکھی ہے۔ جس طرح کوئی چاہے، بپابندی قانون اپنی تعلیم مذہبی کو پھیلائے اور جس طریق پر چاہے، ترویج دے۔ ہاں کسی خلل امن عامہ کا مرتکب نہ ہو۔ پس یہی مبارک گورنمنٹ ہے جس کے عہد معدلت مہد میں مسیح موعود نزول فرما ہوئے۔ کیا ہی مبارک اقدام فرخندہ فرجام قیصرہ وکٹوریہ تھی جس کے زمانہ کو خدائے قدوس نے ازل ہی سے چن لیا تھا اور یقیناً یقیناً یہی باعث ہے کہ اس ملکہ معظّمہ قیصرہ ہند کو تخت پر بیٹھتے ہی اقبال نے ساتھ دیا اور وہ روز افزوں ترقی کرتی گئیں۔ وہ اقبال کیا تھا، یہی کہ اُس کے تخت پر بیٹھنے کے ساتھ ہی مسیح موعود کا تولد شریف ہوا اور جوں جوں اُس مبارک قدم مسیح کی عمر میں ترقی ہوتی گئی، اس مبارک نصیب وخوش اقبال ملکہ کو بھی ترقی ہوتی گئی۔ اور جب مسیح اپنی عمر کے کمال کو پہنچے اور مسیحیت کے عہدہ پر مامور ہوئے تو قیصرہ مبارکہ بھی اپنے اقبال کے انتہائی نقطہ تک پہنچ گئیں اور اب اُس کی سلطنت کا دائرہ اس قدر وسیع ہو گیا ہے کہ ہم بلا دریغ کہہ سکتے ہیں کہ اُس کی سلطنت پر سورج کبھی بھی غروب نہیں ہوتا لہٰذا اُس مبارکہ قیصرہ اور اُس کی اولاد کو چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا خاص شکریہ ادا کریں کہ اُن کو وہ زمانہ عطا کیا گیا جس کو مسیح کے مبارک انفاس نے اُن کے لیے بابرکت اور ثمر بہ ثمراتِ عظیمہ کر دیا اور گو افسوس ہے کہ جناب ملکہ معظّمہ قیصرہ ہند ایک بڑی معقول طویل عمر پا کر اس جہان سے رخصت ہو گئیں اور ان کے بعد اُن کا بیٹا ایڈورڈ ہفتم ایک خاصہ عرصہ تک تخت شاہی پر متمکن رہ کر اور امن اور راحت کی زندگی بسر کر کے اس دنیا سے چل بسے اور عنانِ حکومت ایک لائق اور عقلمند بیٹے کے سپرد کر گئے۔ اگرچہ ایڈورڈ ہفتم کے آخری زمانہ میں بعض حکام اعلیٰ نے حضرت مسیح کی قدر نہ کی اور میرا ایمان ہے کہ انہی وجوہات سے ہندوستان کے مختلف صوبوں میں آثارِ تشویش پیدا ہو گئے۔ لیکن بڑا باعث یہ بھی ہے کہ مسیح موعود جو گورنمنٹ برطانیہ کے اقبال کا محافظ تھا، وہ اس دنیا سے اُن کے آخری زمانہ ہی میں رحلت فرما گئے اور اب موجودہ بادشاہ کو پریشانی کا منہ دیکھنا پڑا۔ بیٹر یلسٹ خواہ کچھ ہی کہیں، ہم کہتے ہیں کہ کیا وجہ ہے کہ مسیح کی زندگی میں ملکہ معظّمہ وکٹوریہ کا اقبال روز افزوں ترقی کرتا گیا اور اُن کی وفات کے بعد اُن کے

بیٹے اور پوتے کو تشویش اُٹھانی پڑی اور ظاہر ہے کہ کوئی علت بغیر معلول کے نہیں ہو سکتی اور کوئی سبب بغیر مسبب کے نہیں ہوتا، پھر کیا وجہ ہے کہ مسیح کی موجودگی میں ترقی ہوتی جائے اور اُس کی وفات کے ساتھ ہی خلل پیدا ہو جائے تو بروئے حالات موجودہ بجز اس کے اور کیا سمجھا جا سکتا ہے کہ یہ سارا معاملہ اُسی بابرکت انسان کی موجودگی اور عدم موجودگی کی وجہ سے ہے اور ہماری جماعت کو یعنی اُن لوگوں کو جو خدا کے مرسل، خدا کے فرستادہ، خدا کے دست پرورده، رسول اللہ ﷺ کے پیارے جانشین، پیارے رسول اللہ کے خلیفہ یعنی مسیح موعود کو سچا تسلیم کر کے اُن پر ایمان لا چکے ہیں۔ اس مبارک ملکہ معظمہ قیصرہ ہند اور اُن کے جانشین سے دلی خلوص اور محبت سے پیش آویں اور صدق دل سے ہر وقت اُن کی وفاداری کا دم بھریں اور ان کے روز افزوں اقبال کے لیے دعا کریں۔ کیونکہ خود خداوند قادر مطلق نے اس قیصرہ کو مسیح کے زمانہ میں ملکہ ہونے کے لیے روز ازل سے چن لیا تھا یعنی یوں کہنا چاہیے کہ امن کے شاہزادے مسیح (مرزا قادیانی) اور اس مبارک امن پسند قیصرہ کا ایک ہی زمانہ میں لازم و ملزوم ہونا ضروری تھا۔ ورنہ جب نظرِ غور سے دیکھتے ہیں تو کہیں بھی امن کی جگہ نظر نہیں آتی۔ کیا ہمارا مسیح روس میں امن اور عافیت کے ساتھ ایسی تبلیغ کر سکتا تھا، ہرگز نہیں۔ کیا روم میں سلطان عبدالحمید جیسے بااقبال اور باخبر متدین اور پاکباز بادشاہ کے زیر حکومت اس عظیم الشان طور سے حق تبلیغ ادا کر سکتا تھا، ہرگز نہیں بلکہ اگر سلطان اپنی نیک نیتی سے اُن کو اپنے حدود سلطنت میں جگہ بھی دینے کا ارادہ کرتا تو خود اُس سلطان کو بھی قتل کیے بغیر لوگ نہ رہتے۔ کیا بیت اللہ جیسے پُر امن مقام میں اس آزادی سے مراسم تبلیغ بجا لا سکتے تھے۔ ہرگز نہیں بلکہ ایک ہی روز میں خاتمہ کر دیا جاتا۔ بنا برآں نہایت ضروری بلکہ اشد ضروری تھا کہ قیصرہ مبارکہ کا مبارک زمانہ ہی ہوتا کہ جس میں مسیح کا نزول ہوتا۔ والحمد للہ کہ ایسا ہی ہوا۔ اے ملکہ معظمہ قیصرہ ہند تجھ کو مبارکی ہو۔ تو کیسی ہی خوش نصیب تھی کہ مسیح کی روح نے تیرے زمانہ میں تیری ہی سلطنت کے اندر نزول کے لیے جوش کیا۔ اور وہ تیرے لیے تیرے ہی اقبال کا زیور ہوا۔ تجھ کو اور تیری اولاد کو خاص اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرنا چاہیے۔ یہ کل اقبال اس فانی فی اللہ مسیح موعود کے انفاس طیبات کی برکت کا نتیجہ ہے کہ تو دنیا کے سلاطین سے سبقت لے گئی۔ تجھ کو چاہیے کہ تو اس مبارک قدم انسان کی قدر کرے اور اس کی خاص حمایت میں سعی کرے۔ کیا

تجھ کو حال ہی میں تجربہ نہیں ہوا کہ ٹرنسوال میں جب شکست پر شکست تیری افواج کو ہو رہی تھی تو اس خدا کے فرستادہ نے اپنی جماعت کے لوگوں کو قادیان میں طلب کیا اور عید کے روز ایک وسیع میدان میں کھڑے ہو کر تیری فوجوں کی فتح کے لیے دعا کی۔ پس اِدھر دعا کا ہونا تھا، اُدھر لارڈ رابرٹس بہادر کو فتوحات پر فتوحات ہونی شروع ہوگئیں۔ یہ رابرٹس کی کوئی ذاتی لیاقت و بہادری کا نتیجہ نہیں ہے۔ یہ صرف اِسی مردِ خدا کی دعا کا اثر ہے کہ بندوقوں اور توپوں سے زیادہ اثر کر گئی۔ ورنہ یہی بندوقیں تھیں اور یہی توپیں تھیں، اور یہی آدمی تھے جو ایک مدت سے بے اثر اور بیکار ثابت ہو چکے تھے۔ بتاؤ وہ کیوں غیر موثر ہو رہے تھے۔ اس لیے کہ خدا تعالیٰ نے ایک نشان دکھلانا تھا۔ اور وہ بالآخر دعا کے بعد ظاہر ہوا۔ کون ہے جو کہ اُس کا انکار کر سکتا ہے۔ اب بھی گورنمنٹ کو چاہیے کہ اُس کے جانشین کی قدر کرے تاکہ وہ اس کے اقبال کے لیے دعا کرے تاکہ وہ تمام آفات زمانہ سے محفوظ رہے۔"

(عسل مصفّی صفحہ 176 تا 179 جلد دوم، از مرزا خدا بخش قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 489 تا 492 پر)

شہنشاہ معظم کی سلور جوبلی اور قادیانی جماعت

(103) "سرکاری طور پر یہ اعلان ہو چکا ہے کہ 6 مئی 1935ء کو ان تمام ممالک کے لوگوں کی طرف سے جو حکومت برطانیہ کے جھنڈے کے نیچے آباد ہیں اور جو ملک معظم کو اپنا حکمران تسلیم کرتے ہیں، ملک معظم کی تخت نشینی کی پچیسویں سالگرہ کی تقریب خوشی اور مسرت سے منائی جائے گی۔ جماعت احمدیہ نے اپنے بانی حضرت مسیح موعود کی تعلیم اور آپ کے اسوہ حسنہ کے ماتحت آج تک حکومت برطانیہ کے ساتھ وفاداری اور حقیقی خیر خواہی کا جو ثبوت پیش کیا ہے، اس کا تقاضا ہے کہ خوشی اور مسرت کی اس شاندار تقریب میں بھی جماعت احمدیہ حسب استطاعت پوری طرح حصہ لے اور ثابت کر دے کہ ملک معظم کے اس طویل اور شاندار دور حکومت میں اہل ہند کو جو فوائد حاصل ہوئے جنہیں جماعت احمدیہ نہایت قدر اور وقعت کی نظر سے دیکھتی اور جن کے متعلق شکر گزاری کے گہرے جذبات اپنے قلوب میں رکھتی ہے، ان کو مقدور بھر عملی صورت میں پہلے ہی پیش کرتی رہی ہے اور اب بھی کرتی ہے۔

چونکہ جماعت احمدیہ ایک چھوٹی سی اور غریب جماعت ہے، اس لیے یہ تو ممکن نہیں

کہ مالی لحاظ سے وہ دولت مند اور کثیر الاقتصاد لوگوں کا مقابلہ کر سکے۔لیکن ایک بات ایسی ہے جس میں وہ اپنی خصوصیت قائم رکھ سکتی ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ جماعت احمدیہ کے ہر آمدنی رکھنے والے اور کمانے والے فرد کو اپنی وسعت اور گنجائش کے مطابق ضرور اس فنڈ میں حصہ لینا چاہیے جو سلور جوبلی کی تقریب میں جمع کیا جا رہا ہے اسے نہایت مفید اغراض و مقاصد پر صرف کیا جائے گا تا کہ یہ ظاہر ہو کہ ہر احمدی اپنے دل میں شہنشاہ معظم کے متعلق جذبات شکر گزاری رکھتا ہے اور ان کا اظہار کر رہا ہے۔اس قسم کے موقع پر اظہار خوشی و مسرت کی مثال حضرت مسیح موعود خود قائم فرما چکے ہیں۔ چنانچہ ملکہ معظمہ قیصرہ ہند کے جشن جوبلی کے موقع پر آپ نے قادیان میں ایک جلسہ منعقد فرمایا۔مبارک باد کا تار وائسرائے ہند کی وساطت سے ارسال کیا۔غریبوں اور محتاجوں کو کھانا کھلایا اور جشن کی آخری رات چراغاں بھی کیا گیا۔

حضرت مسیح موعود کے عہد مبارک کی یہ مثال جماعت احمدیہ کے لیے ایک ایسا اسوہ ہے کہ جب کبھی اس رنگ میں تاج برطانیہ سے وفاداری اور خلوص کے اظہار کا موقعہ ہو، جماعت احمدیہ کو پورے جوش کے ساتھ اس میں حصہ لینا چاہیے۔ یہی وجہ ہے کہ قبل ازیں ''الفضل'' اور نظارت بیت المال جماعت احمدیہ کو شہنشاہ معظم کی سلور جوبلی کی تقریب میں حسب مقدور شریک ہونے کی تحریک کر چکی ہے اور اب پھر اس بارے میں تاکید کی جاتی ہے:

پس اس تقریب کے سلسلہ میں چندہ فراہم کرنے کے لیے جو صوبائی فہرست کھولی گئی ہے اور جس کا اعلان ہز ایکسی لینسی گورنر بہادر پنجاب کر چکے ہیں۔تمام احمدیوں کو چاہیے کہ اس میں حصہ لیں اور اپنے اپنے ضلع کے انتظام کے ماتحت اپنے چندہ کی رقوم اس فنڈ میں جمع کرائیں............

چونکہ اس تقریب کی مقررہ تاریخ بالکل قریب آ چکی ہے اور ضروری ہے کہ ہر احمدی حتی المقدور اس میں حصہ لے۔ اس لیے تمام احمدی جماعتوں کے کارکنوں کو فوری طور پر اس طرف توجہ کرنی چاہیے۔اس چندہ میں احمدیوں کی شرکت خاص طور پر اس لیے بھی مناسب اور ضروری ہے کہ اول تو حضرت مسیح موعود نے اپنے زمانہ میں جشن جوبلی کے موقعہ پر چندہ دیا اور خوشی منائی۔ دوسرے اس موقعہ پر جمع شدہ چندہ رفاہ عام کے نہایت مفید اور ضروری کاموں میں صرف کیا جائے گا۔ تیسرے ملک معظم سے اظہار وفاداری کا یہ ایک عمدہ موقعہ ہے جس میں ضرور شریک ہونا چاہیے۔ پس ہر جگہ کی احمدی جماعتوں کو اس اہم کام کی طرف جلد سے

جلد متوجہ ہونا چاہیے۔اور اپنی کارگزاری کی اطلاح مرکز میں بھی بھیجنی چاہیے۔"
(روزنامہ الفضل قادیان جلد 22، شمارہ 133 بتاریخ 7 اپریل 1935) (عکس صفحہ نمبر 493 تا 494 پر)

تنگ ظرف لوگ

(104) "میں ہرگز نہیں چاہتا کہ مذہبی امور میں اس قدر غصہ بڑھایا جائے کہ مخالفوں کے حملوں کو قانونی جرائم کے نیچے لا کر گورنمنٹ سے ان کو سزا دلائی جائے یا ان سے کینہ رکھا جائے بلکہ میرا اصول یہ ہے کہ مذہبی مباحثات میں صبر اور اخلاق سے کام لینا چاہیے۔اسی وجہ سے جب عام مسلمانوں نے مصنف کتاب "امہات المومنین" کے سزا دلانے کے لیے انجمن حمایت اسلام کے ذریعے سے گورنمنٹ میں میموریل بھیجے تو میں نے ان سے اتفاق نہیں کیا بلکہ ان کے برخلاف میموریل بھیجا اور صاف طور پر لکھا کہ مذہبی امور میں اگر کوئی رنج دہ امر پیش آوے تو اسلام کا اصول عفو اور درگزر ہے۔قرآن ہمیں صاف ہدایت کرتا ہے کہ اگر مذہبی گفتگو میں سخت لفظوں سے تمھیں تکلیف دی جائے تو تنگ ظرف لوگوں کی طرح عدالتوں تک مت پہنچو اور صبر اور اخلاق سے کام لو۔قرآن نے ہمیں صاف کہا ہے کہ عیسائیوں سے محبت اور خلق سے پیش آؤ اور نیکی کرو۔"

(کشف الغطاء صفحہ 11,10 مندرجہ روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 187,186 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 495، 496 پر)

مذہبی آزادی ؟؟؟

(105) "اگرچہ یہ سچ ہے کہ کتاب "اُمہات المومنین" کے مؤلف نے نہایت دل دُکھانے والے الفاظ سے کام لیا ہے اور زیادہ تر افسوس یہ ہے کہ باوجود ایسی سختی اور بدگوئی کے اپنے اعتراضات میں اسلام کی معتبر کتابوں کا حوالہ نہیں دے سکا۔مگر ہمیں ہرگز نہیں چاہیے کہ بجائے اس کے کہ ایک خطا کار کو نرمی اور آہستگی سے سمجھاویں اور معقولیت کے ساتھ اس کتاب کا جواب لکھیں، یہ حیلہ سوچیں کہ گورنمنٹ اُس کتاب کو شائع ہونے سے روک لے تا اس طرح پر ہم فتح پالیں کیونکہ یہ فتح واقعی فتح نہیں ہے بلکہ ایسے حیلوں کی طرف دوڑنا ہمارے عجز اور

درماندگی کی نشانی ہوگی اور ایک طور سے ہم جبر سے منہ بند کرنے والے ٹھہریں گے اور گو گورنمنٹ اس کتاب کو جلا دے، تلف کرے، کچھ کرے، مگر ہم ہمیشہ کے لیے اس الزام کے نیچے آ جائیں گے کہ عاجز آ کر گورنمنٹ کی حکومت سے چارہ جوئی چاہی۔ .... مذہبی آزادی کا دروازہ کسی حد تک کھلا رہنا ضروری ہے تا مذہبی علوم اور معارف میں لوگ ترقی کریں اور چونکہ اس عالم کے بعد ایک اور عالم بھی ہے جس کے لیے ابھی سے سامان چاہیے۔ اس لیے ہر ایک حق رکھتا ہے کہ نیک نیتی کے ساتھ ہر ایک مذہب پر بحث کرے اور اس طرح اپنے تئیں اور نیز بنی نوع کو نجات اخروی کے متعلق جہاں تک سمجھ سکتا ہے، اپنی عقل کے مطابق فائدہ پہنچاوے۔ لہٰذا گورنمنٹ عالیہ میں اس وقت ہماری یہ التماس ہے کہ جو انجمن حمایت اسلام لاہور نے میموریل گورنمنٹ میں اس بارے میں روانہ کیا ہے، وہ ہمارے مشورہ اور اجازت سے نہیں لکھا گیا بلکہ چند شتاب کاروں نے جلدی سے یہ جرأت کی ہے جو درحقیقت قابل اعتراض ہے۔ ہم ہرگز نہیں چاہتے کہ ہم تو جواب نہ دیں اور گورنمنٹ ہمارے لیے عیسائی صاحبوں سے کوئی باز پرس کرے یا اُن کتابوں کو تلف کرے بلکہ جب ہماری طرف سے آہستگی اور نرمی کے ساتھ اس کتاب کا رد شائع ہوگا تو خود وہ کتاب اپنی قبولیت اور وقعت سے گر جائے گی اور اس طرح پر وہ خود تلف ہو جائے گی۔ اس لیے ہم بادب ملتمس ہیں کہ اس میموریل کی طرف جو انجمن مذکور کی طرف سے بھیجا گیا ہے، گورنمنٹ عالیہ ابھی کچھ توجہ نہ فرماوے۔ ....اور ہم گورنمنٹ عالیہ کو یقین دلاتے ہیں کہ ہم دردناک دل سے اُن تمام گندے اور سخت الفاظ پر صبر کرتے ہیں جو صاحب امہات المومنین نے استعمال کیے ہیں اور ہم اس مؤلف اور اس کے گروہ کو ہرگز کسی قانونی مواخذہ کا نشانہ بنانا نہیں چاہتے کہ یہ امر اُن لوگوں سے بہت ہی بعید ہے کہ جو واقعی نوع انسان کی ہمدردی اور سچی اصلاح کے جوش کا دعویٰ رکھتے ہیں''۔

(اشتہار، میموریل بحضور نواب لیفٹیننٹ گورنر صاحب بہادر بالقابہ نمبر **190** بتاریخ **4** مئی **1898**ء مندرجہ مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ **215** تا **219** طبع جدید از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر **497** تا **501** پر)

آنجہانی مرزا قادیانی نے اس اشتہار میں یہ بات تسلیم کی ہے کہ عیسائیوں اور آریوں نے حضور نبی کریم ﷺ کی شان میں گستاخیاں کی ہیں مگر وہ اس پر (کم از کم) احتجاج کرنے پر بھی قاصر ہے، مبادا اس کے سرپرست انگریز کہیں ناراض نہ ہو جائیں۔ قادیانی اکثر پروپیگنڈا کرتے ہیں کہ مرزا قادیانی نے اسلام کی حقانیت ثابت کرنے کے لیے عیسائیت کے

غلط عقائد کا جواب دیا اور اس طرح اسے کسرِ صلیب کا اعزاز حاصل ہوا۔ لیجیے دیکھتے ہیں کہ مرزا قادیانی عیسائیت کے غلط عقائد کے خلاف کام کرنے والوں کو کیا مشورہ دیتا ہے:

طفیلی آزادی کو غنیمت سمجھو

(106) ''یہ بھی تو سوچو کہ پادری صاحبوں کا مذہب ایک شاہی مذہب ہے۔ لہٰذا ہمارے ادب کا یہ تقاضا ہونا چاہیے کہ ہم اپنی مذہبی آزادی کو ایک طفیلی آزادی تصور کریں، اور اس طرح پر ایک حد تک پادری صاحبوں کے احسان کے بھی قائل رہیں۔ گورنمنٹ اگر ان کو باز پرس کرے تو ہم کس قدر باز پرس کے لائق ٹھہریں گے۔ اگر سبز درخت کاٹے جائیں تو پھر خشک کی کیا بنیاد ہے۔ کیا ایسی صورت میں ہمارے ہاتھ میں قلم رہ سکے گی؟ سو ہوشیار ہو کر طفیلی آزادی کو غنیمت سمجھو اور اس محسن گورنمنٹ کو دعائیں دو جس نے تمام رعایا کو ایک ہی نظر سے دیکھا۔''

(البلاغ صفحہ 24 مندرجہ روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 392 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 502 پر)

میرا مدعا

(107) ''گذشتہ دنوں میں، مَیں نے بھی مسلمانوں میں ایسی تحریروں سے ایک جوش دیکھ کر چند دفعہ ایسی تحریریں شائع کی تھیں جن میں ان سخت کتابوں کا جواب کسی قدر سخت تھا۔ ان تحریروں سے میرا مدعا یہ تھا کہ عوض معاوضہ کی صورت دیکھ کر مسلمانوں کا جوش رُک جائے۔ سو اگرچہ اس حکمت عملی کی تحریروں سے مسلمانوں کو فائدہ تو ہوا اور وہ ایسے رنگ کا جواب پا کر ٹھنڈے ہو گئے۔''

(اشتہار، ضمیمہ رسالہ جہاد نمبر 227 بتاریخ 7 جولائی 1900ء مندرجہ مجموعہ اشتہارات، جلد دوم صفحہ 435 طبع جدید، از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 503 پر)

بھرم کھل جائے ظالم تیری قامت کی درازی کا
اگر اس طرۂ پُر پیچ و خم کا پیچ و خم نکلے

طمانچہ

(108) ”وہ طمانچہ جو ایک گال کے بعد دوسری گال پر عیسائیوں کو کھانا چاہیے تھا، ہم لوگ گورنمنٹ کی اطاعت میں محو ہو کر پادریوں اور ان کے ہاتھ کے اُکسائے ہوئے آریوں سے کھا رہے ہیں۔ یہ سب بربادیاں ہم اپنی محسن گورنمنٹ کے لحاظ سے کرتے ہیں اور کریں گے کیونکہ اُن احسانات کا ہم پر شکر کرنا واجب ہے جو سکھوں کے زوال کے بعد ہی خدا تعالیٰ کے فضل نے اس مہربان گورنمنٹ کے ہاتھ سے ہمارے نصیب کیے اور نہایت بد ذاتی ہوگی، اگر ایک لحظہ کے لیے بھی کوئی ہم میں سے ان نعمتوں کو فراموش کر دے جو اس گورنمنٹ کے ذریعہ سے مسلمانوں کو ملی ہیں۔ بلاشبہ ہمارا جان و مال گورنمنٹ انگریزی کی خیر خواہی میں فدا ہے اور ہوگا۔ اور ہم غائبانہ اس کے اقبال کے لیے دعا گو ہیں۔“

(آریہ دھرم صفحہ 59 مندرجہ روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 81 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 504 پر)

وہ آنکھ کہ ہے سرمہ افرنگ سے روشن
پرکار و سخن ساز ہے، نمناک نہیں ہے

قادیانی حکمت عملی؟؟؟

(109) ”اب میں اپنی گورنمنٹ محسنہ کی خدمت میں جرأت سے کہہ سکتا ہوں کہ یہ وہ بست سالہ میری خدمت ہے جس کی نظیر برٹش انڈیا میں ایک بھی اسلامی خاندان پیش نہیں کر سکتا۔ یہ بھی ظاہر ہے کہ اِس قدر لمبے زمانہ تک کہ جو بیس برس کا زمانہ ہے، ایک مسلسل طور پر تعلیم مذکورہ بالا پر زور دیتے جانا کسی منافق اور خود غرض کا کام نہیں ہے بلکہ ایسے شخص کا کام ہے جس کے دل میں اس گورنمنٹ کی سچی خیر خواہی ہے۔ ہاں مَیں اِس بات کا اقرار کرتا ہوں کہ مَیں نیک نیتی سے دُوسرے مذاہب کے لوگوں سے مباحثات بھی کیا کرتا ہوں۔ اور ایسا ہی پادریوں کے مقابل پر بھی مباحثات کی کتابیں شائع کرتا رہا ہوں۔ اور میں اس بات کا بھی اقراری ہوں کہ جبکہ بعض پادریوں اور عیسائی مشنریوں کی تحریر نہایت سخت ہوگئی اور حدِ اعتدال

سے بڑھ گئی اور بالخصوص پرچہ ''نور افشاں'' میں جو ایک عیسائی اخبار لُدھیانہ سے نکلتا ہے، نہایت گندی تحریریں شائع ہوئیں..........تو مجھے ایسی کتابوں اور اخباروں کے پڑھنے سے یہ اندیشہ دِل میں پیدا ہوا کہ مبادا مسلمانوں کے دلوں پر جو ایک جوش رکھنے والی قوم ہے، ان کلمات کا کوئی سخت اشتعال دینے والا اثر پیدا ہو۔ تب مَیں نے ان جوشوں کو ٹھنڈا کرنے کے لیے اپنی صحیح اور پاک نیت سے یہی مناسب سمجھا کہ اس عام جوش کے دبانے کے لیے حکمت عملی یہی ہے کہ ان تحریرات کا کسی قدر سختی سے جواب دیا جائے۔ تا سریع الغضب انسانوں کے جوش فرو ہو جائیں اور مُلک میں کوئی بے امنی پیدا نہ ہو۔ تب میں نے بمقابل ایسی کتابوں کے جن میں کمال سختی سے بدزبانی کی گئی تھی، چند ایسی کتابیں لکھیں جن میں کسی قدر بالمقابل سختی تھی کیونکہ میرے کانشنس نے قطعی طور پر مجھے فتویٰ دیا کہ اسلام میں جو بہت سے وحشیانہ جوش والے آدمی موجود ہیں، ان کے غیظ وغضب کی آگ بجھانے کے لیے یہ طریق کافی ہوگا۔ کیونکہ عوض معاوضہ کے بعد کوئی گلہ باقی نہیں رہتا۔ سو یہ میری پیش بینی کی تدبیر صحیح نکلی۔ اور ان کتابوں کا یہ اثر ہوا کہ ہزار ہا مسلمان جو پادری عمادالدین وغیرہ لوگوں کی تیز اور گندی تحریروں سے اشتعال میں آ چکے تھے، یکدفعہ ان کے اشتعال فرو ہو گئے۔ کیونکہ انسان کی یہ عادت ہے کہ جب سخت الفاظ کے مقابل پر اُس کا عوض دیکھ لیتا ہے تو اُس کا وہ جوش نہیں رہتا۔ بااِیں ہمہ میری تحریر پادریوں کے مقابل پر بہت نرم تھی گویا کچھ بھی نسبت نہ تھی۔ ہماری محسن گورنمنٹ خوب سمجھتی ہے کہ مسلمان سے یہ ہرگز نہیں ہو سکتا کہ اگر کوئی پادری ہمارے نبی ﷺ کو گالی دے تو ایک مسلمان اُس کے عوض میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو گالی دے کیونکہ مسلمانوں کے دلوں میں دُودھ کے ساتھ ہی یہ اثر پہنچایا گیا ہے کہ وہ جیسا کہ اپنے نبی ﷺ سے محبت رکھتے ہیں ایسا ہی وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے محبت رکھتے ہیں۔ سو کسی مسلمان کا یہ حوصلہ ہی نہیں کہ تیز زبانی کو اِس حد تک پہنچائے جس حد تک ایک متعصب عیسائی پہنچا سکتا ہے اور مسلمانوں میں یہ ایک عمدہ سیرت ہے جو فخر کرنے کے لائق ہے کہ وہ تمام نبیوں کو جو آنحضرت ﷺ سے پہلے ہو چکے ہیں، ایک عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور حضرت مسیح علیہ السلام سے بعض وجوہ سے ایک خاص محبت رکھتے ہیں۔ جس کی تفصیل کے لیے اس جگہ موقع نہیں۔ سو مجھ سے پادریوں کے مقابل پر جو

کچھ وقوع میں آیا، یہی ہے کہ حکمت عملی سے بعض وحشی مسلمانوں کو خوش کیا گیا۔“
(تریاق القلوب صفحہ 361 تا 363 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 489 تا 491 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 505 تا 507 پر)

کسے خبر تھی کہ لے کر چراغ مصطفویؐ
جہاں میں آگ لگاتی پھرے گی بو لہبی

1927ء میں لاہور کے ایک ہندو پبلشر راجپال نے دنیا کی عظیم ترین، پاکیزہ ترین ہستی، محبوبِ خدا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے خلاف ایک نہایت دلآزار کتاب شائع کی جس میں آپ ﷺ کی ذاتِ گرامی کی بے حد توہین کی گئی تھی۔ اس کتاب کی اشاعت پر پورے عالم اسلام میں غم وغصہ کی لہر دوڑ گئی۔ اس گستاخی کو برداشت نہ کرتے ہوئے ایک محبّ رسول غازی علم الدین شہیدؒ نے 16 اپریل 1929ء کو ملعون راجپال کو قتل کر دیا۔ غازی علم الدین شہیدؒ کے اس کارنامے کو پوری ملت اسلامیہ نے سراہا۔ لیکن قادیانی خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود نے اس واقعہ کی نا صرف مذمت کی بلکہ راجپال کے خاندان کے ساتھ تعزیت بھی کی۔ مرزا بشیر الدین نے اپنی ایک تقریر میں کہا:

وہ نبی بھی کیسا نبی ہے؟

(110) ”اسی طرح اس قوم کا جس کے جوشیلے آدمی قتل کرتے ہیں، خواہ انبیا کی توہین کی وجہ سے ہی وہ ایسا کریں، فرض ہے کہ پورے زور کے ساتھ ایسے لوگوں کو دبائے اور ان سے اظہار برأت کرے۔ انبیا کی عزت کی حفاظت قانون شکنی کے ذریعہ نہیں ہوسکتی، وہ نبی بھی کیسا نبی ہے جس کی عزت کو بچانے کے لیے خون سے ہاتھ رنگنے پڑیں، جس کے بچانے کے لیے اپنا دین تباہ کرنا پڑے۔ یہ سمجھنا کہ محمد رسول اللہ کی عزت کے لیے قتل کرنا جائز ہے، سخت نادانی ہے......

وہ لوگ (غازی علم الدین شہید، ناقل) جو قانون کو ہاتھ میں لیتے ہیں، وہ بھی مجرم ہیں اور اپنی قوم کے دشمن ہیں اور جو ان کی پیٹھ ٹھونکتا ہے، وہ بھی قوم کا دشمن ہے۔ میرے نزدیک تو اگر یہی شخص (راج پال کا) قاتل ہے جو گرفتار ہوا ہے تو اس کا سب سے بڑا خیر خواہ وہی ہوسکتا ہے جو اس کے پاس جاوے اور اسے سمجھائے کہ دنیاوی سزا تو تمہیں اب ملے گی ہی، لیکن قبل اس کے کہ وہ ملے، تمہیں چاہیے، خدا سے صلح کرلو۔ اس کی خیر خواہی اسی میں ہے

کہ اسے (غازی علم الدین شہید کو) بتایا جائے کہ تم سے غلطی ہوئی ہے۔"

(خطبہ جمعہ مرزا محمود خلیفہ قادیان مندرجہ روزنامہ الفضل قادیان جلد 16 نمبر 82 صفحہ 8،9 مورخہ 19 اپریل 1929ء)

(عکس صفحہ نمبر 508 پر)

دیکھ اپنی صفوں میں کھڑے رشدی کے مقلد
ابلیس کو ٹھہراتا ہے کیا موردِ الزام

غرضکہ یہ قادیانی اصول قرار پایا کہ رسول اللہ ﷺ یا اہل بیتؓ کی شان میں خواہ کتنی ہی بے ادبی اور گستاخی کی جائے، ضبط وتحمل سے کام لیا جائے، اُف تک نہ کی جائے اور اگر کوئی اس سلسلہ میں غیرت ایمانی میں اپنی جان پر کھیل جائے تو اس کو اور اس کے ہمدردوں کو مجرم گردان کر مطعون کیا جائے.......... لیکن مرزا قادیانی اور ان کے خاندان کے بارے میں یہ اصول بالکل الٹ گیا اور قرار پایا کہ قانونی چارہ جوئی کی جائے اور اگر جان بھی لی جائے تو اس کی تائید وتحسین کی جائے۔

قادیانی عہد

(111) "جماعت احمدیہ کو اس کے مخالفین خواہ کتنا ہی غلطی خوردہ سمجھیں، گمراہ اور بے دین قرار دیں، لیکن اس سے کوئی انکار نہیں کرسکتا کہ یہ جماعت حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کو خدا تعالیٰ کا سچا رسول اور نبی یقین کرتی ہے اور اس کا ہر ایک فرد سب سے اوّل دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا اعلان کرتا ہوا جہاں یہ اقرار کرتا ہے کہ آپ کی تعلیم اور آپ کے احکام کے مقابلے میں وہ ساری دنیا کی کوئی پرواہ نہیں کرے گا۔ وہاں یہ بھی عہد کرتا ہے کہ آپ (مرزا قادیانی) کی حرمت اور آپ (مرزا قادیانی) کی تقدیس کے لیے اگر اپنی جان بھی دینا پڑے گی تو دریغ نہیں کرے گا۔ ہر احمدی اپنا عہد پورا کرے گا۔ جس جماعت کا سب سے پہلا عہد یہ ہو اور جو اس عہد کی پابندی کرنا دین و دنیا کی کامیابی سمجھتی ہو۔ ظاہر ہے اگر دنیا کی کوئی بڑی سے بڑی ظالم اور جفا جو طاقت بھی اس کے اس عہد کا امتحان لینا چاہے گی تو احمدی کہلانے والا کوئی انسان بھی اس سے منہ نہیں موڑے گا اور مردانہ وار خوف وخطر کے سمندر کو عبور کر جائے گا۔ خواہ اسے اپنے خون میں سے تیر کر جانا پڑے، خواہ غازی بن کر سلامتی کے کنارہ پہنچنے کی

سعادت حاصل ہو۔“

(روزنامہ الفضل قادیان جلد 17 نمبر 80 صفحہ 3 مورخہ 15 اپریل 1930ء)
(عکس صفحہ نمبر 509 پر)

اشتعال انگیزی کی تلقین

(112) ”گندے سے گندے الفاظ حضرت مسیح موعود (یعنی مرزا قادیانی) کے متعلق کہے جاتے ہیں۔تم خود دشمن سے وہ الفاظ کہلواتے ہو اور پھر تمہاری تگ و دو یہیں تک آ کر ختم ہو جاتی ہے کہ گورنمنٹ سے کہتے ہو، وہ تمہاری مدد کرے، گورنمنٹ کو کیا ضرورت ہے کہ وہ تمہاری مدد کرے؟“

(مرزا محمود کا خطبہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد 25، نمبر 129، صفحہ 6 مورخہ 5 جون 1937ء)
(عکس صفحہ نمبر 510، 511 پر)

خون کا آخری قطرہ

(113) ”سب سے پہلی اور مقدم چیز جس کے لیے ہر احمدی کو اپنے خون کا آخری قطرہ تک بہا دینے میں دریغ نہیں کرنا چاہیے وہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) اور سلسلہ (قادیانیت) کی ہتک ہے۔“

(قادیانی خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود کی تقریر مندرجہ روزنامہ الفضل قادیان جلد 23 نمبر 43 صفحہ 5 مورخہ 20 اگست 1935ء) (عکس صفحہ نمبر 512، 513 پر)

گالیاں دینے والوں کو مٹا ڈالو

(114) ”کیا تمھیں شرم نہیں آتی کہ تم ایک سخت بدلگام دشمن کا جواب دے کر اس سے حضرت مسیح (یعنی مرزا قادیانی) کو گالیاں دلواتے ہو اور پھر خاموشی سے گھروں میں بیٹھ رہتے ہو۔ اگر تم میں ایک رائی کے دانہ کے برابر بھی حیا ہے اور تمہارا سچ مچ یہ عقیدہ ہے کہ دشمن کو سزا دینی چاہیے تو پھر یا تم دنیا سے مٹ جاؤ یا گالیاں دینے والوں کو مٹا ڈالو۔ مگر ایک طرف تم جوش

اور بہادری کا دعویٰ کرتے ہو اور دوسری طرف بزدلی اور دُوں ہمتی کا مظاہرہ کرتے ہو۔"

(تقریر مرزا محمود مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد 25 نمبر 129، صفحہ 6 مورخہ 5 جون 1937ء)

(عکس صفحہ نمبر 514، 515 پر)

گورنمنٹ انگریزی کا رزق مقسوم

(115) "تھوڑا عرصہ گذرا ہے کہ بعض صاحبوں نے مسلمانوں میں سے اُس مضمون کی بابت کہ جو حصہ سوم کے ساتھ گورنمنٹ انگریزی کے شکر کے بارے میں شامل ہے، اعتراض کیا اور بعض نے خطوط بھی بھیجے اور بعض نے سخت اور درشت لفظ بھی لکھے کہ انگریزی، عملداری کو دوسری عملداریوں پر کیوں ترجیح دی؟ لیکن ظاہر ہے کہ جس سلطنت کو اپنی شائستگی اور حُسنِ انتظام کے رُو سے ترجیح ہو، اس کو کیونکر چھپا سکتے ہیں۔ خوبی باعتبار اپنی ذاتی کیفیت کے خوبی ہی ہے، گو وہ کسی گورنمنٹ میں پائی جائے۔ **الحکمۃ ضالۃ المؤمن الخ**. اور یہ بھی سمجھنا چاہیے کہ اسلام کا ہرگز یہ اصول نہیں ہے کہ مسلمانوں کی قوم جس سلطنت کے ماتحت رہ کر اُس کا احسان اُٹھاوے، اُس کے ظلِ حمایت میں بامن و آسائش رہ کر اپنا رزق مقسوم کھاوے۔ اُس کے انعامات متواترہ سے پرورش پاوے پھر اُسی پر عقرب کی طرح نیش چلاوے اور اُس کے سلوک اور مروّت کا ایک ذرہ شکر نہ بجالاوے۔"

(براہین احمدیہ حصہ اوّل تا چہارم صفحہ 2، مندرجہ روحانی خزائن جلد 1، صفحہ 316 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 516 پر)

وہ لوگ جنہوں نے 1857ء کی جنگ آزادی میں حصہ لے کر اپنے ملک کی آبرو کو بچایا اور اس کی حرمت پر کٹ مرے، مرزا قادیانی نے انہیں چور، قزاق اور حرامی قرار دیا۔

چور، قزاق اور حرامی کون؟

(116) "جب ہم 1857ء کی سوانح کو دیکھتے ہیں اور اس زمانہ کے مولویوں کے فتوؤں پر نظر ڈالتے ہیں جنہوں نے عام طور پر مہریں لگا دی تھیں جو انگریزوں کو قتل کر دینا چاہیے تو ہم بحرِ ندامت میں ڈوب جاتے ہیں کہ یہ کیسے مولوی تھے اور کیسے ان کے فتوے تھے جن میں نہ رحم

تھا، نہ عقل تھی، نہ اخلاق نہ انصاف۔ ان لوگوں نے چوروں اور قزاقوں اور حرامیوں کی طرح اپنی محسن گورنمنٹ پر حملہ کرنا شروع کیا اور اس کا نام جہاد رکھا۔"
(ازالہ اوہام صفحہ 724 (حاشیہ) مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 490 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 517 پر)

حرامی اور بدکار کون؟

(117) "بعض احمق اور نادان سوال کرتے ہیں کہ اس گورنمنٹ سے جہاد کرنا درست ہے، یا نہیں؟ سو یاد رہے کہ یہ سوال ان کا نہایت حماقت کا ہے کیونکہ جس کے احسانات کا شکر کرنا عین فرض اور واجب ہے، اس سے جہاد کیسا۔ **میں سچ سچ کہتا ہوں کہ محسن کی بدخواہی کرنا ایک حرامی اور بدکار آدمی کا کام ہے۔**"
(شہادت القرآن صفحہ 84، مندرجہ روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 380 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 518 پر)

جھوٹا مدعی نبوت آنجہانی مرزا قادیانی پہلا شخص ہے جو خود بھی گالیاں بکتا رہا اور اپنے چیلے چانٹوں کو بھی اس عادت خبیثہ میں یکتا کر گیا۔ جیسا نبی ویسی امت۔ سچ ہے کہ حنظل کا بیج ہو تو سیب نہیں اگا کرتے! مرزا قادیانی کا کہنا ہے:

- "ناحق گالیاں دینا سفلوں اور کمینوں کا کام ہے۔"

(ست بچن صفحہ 21 مندرجہ روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 133 از مرزا قادیانی)

- "کسی کو گالی مت دو، گو وہ گالی دیتا ہو۔"

(کشتی نوح صفحہ 12 مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 11 از مرزا قادیانی)

- "گالیاں دینا اور بدزبانی کرنا طریق شرافت نہیں ہے۔"

(اربعین نمبر 4 صفحہ 129 مندرجہ روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 471 از مرزا قادیانی)

بندوق کا جہاد؟

(118) "جنگ سے مراد تلوار، بندوق کا جنگ نہیں۔ کیونکہ یہ تو سراسر نادانی اور خلاف

ہدایت قرآن ہے جو دین کے پھیلانے کے لیے جنگ کیا جائے، اس جگہ جنگ سے ہماری مراد زبانی مباحثات ہیں جو نرمی اور انصاف اور معقولیت کی پابندی کے ساتھ کیے جائیں۔ ورنہ ہم ان تمام مذہبی جنگوں کے سخت مخالف ہیں جو جہاد کے طور پر تلوار سے کیے جاتے ہیں۔“
(تریاق القلوب صفحہ 2، مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 130 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 519 پر)

سرور جو حق و باطل کی کارزار میں ہے
تو حرب و ضرب سے بیگانہ ہو تو کیا کہیے

میں سچ سچ کہتا ہوں

(119) ”جب مسیح موعود ظاہر ہو جائے گا تو سیفی جہاد اور مذہبی جنگوں کا خاتمہ ہو جائے گا۔ کیونکہ مسیح نہ تلوار اٹھائے گا اور نہ کوئی اور زمینی ہتھیار ہاتھ میں پکڑے گا بلکہ اُس کی دعا اُس کا حربہ ہوگا۔ اور اُس کی عقد ہمت اُس کی تلوار ہوگی۔ وہ صلح کی بنیاد ڈالے گا اور بکری اور شیر کو ایک ہی گھاٹ پر اکٹھے کرے گا۔ اور اس کا زمانہ صلح اور نرمی اور انسانی ہمدردی کا زمانہ ہوگا۔ ہائے افسوس! کیوں یہ لوگ غور نہیں کرتے کہ تیرہ سو برس ہوئے کہ مسیح موعود کی شان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ سے کلمہ **یضع الحرب** جاری ہو چکا ہے۔ جس کے یہ معنے ہیں کہ مسیح موعود جب آئیگا تو لڑائیوں کا خاتمہ کر دے گا۔ اور اسی کی طرف اشارہ اس قرآنی آیت کا ہے۔ **تضع الحرب اوزارھا.** یعنی اس وقت تک لڑائی کرو جب تک کہ مسیح کا وقت آ جائے۔ یہی **تضع الحرب اوزارھا** ہے۔ دیکھو صحیح بخاری موجود ہے جو قرآن شریف کے بعد اصح الکتب مانی گئی ہے۔ اس کو غور سے پڑھو۔ اے اسلام کے عالمو اور مولویو! میری بات سنو! میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اب جہاد کا وقت نہیں ہے۔ خدا کے پاک نبی کے نافرمان مت بنو۔ مسیح موعود جو آنے والا تھا آ چکا اور اس نے حکم بھی دیا کہ آئندہ مذہبی جنگوں سے جو تلوار اور کشت و خون کے ساتھ ہوتی ہیں، باز آ جاؤ تو اب بھی خونریزی سے باز نہ آنا اور ایسے وعظوں سے مُنہ بند نہ کرنا طریق اسلام نہیں ہے۔ جس نے مجھے قبول کیا ہے وہ نہ صرف ان وعظوں سے منہ بند کرے گا بلکہ اس طریق کو نہایت

بُرا اور موجب غضب الٰہی جانے گا۔"

(گورنمنٹ انگریزی اور جہاد صفحہ:9,8 مندرجہ روحانی خزائن جلد:17، صفحہ:9,8 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 520، 521 پر)

قادیانی حضرات مذکورہ بالا عبارت میں ذکر کردہ علامات کو ایک ایک کر کے ملاحظہ کریں اور پھر انصاف سے بتائیں کہ کیا ذکر کردہ یہ علامتیں مرزا قادیانی میں پائی گئیں؟ اگر نہیں......اور یقیناً نہیں......تو مرزا قادیانی کو مسیح موعود قرار دینا کس طرح صحیح ہوگا؟

قادیانی بتائیں:

1- کیا مرزا قادیانی کے دور میں بکری اور شیر ایک ہی گھاٹ پر اکٹھے ہوئے؟

2- کیا مرزا قادیانی کے آنے سے لڑائیوں اور جنگوں کا خاتمہ ہوگیا؟

3- کیا مرزا قادیانی کے ہاتھوں اس کی زندگی میں وہ کارنامہ ظہور پذیر ہوسکا جو حضرت مسیح علیہ السلام کے ہاتھوں ظہور پذیر ہوگا؟

کوئی بھی کام مسیحا تیرا پورا نہ ہوا
نامرادی میں ہوا ہے تیرا آنا جانا

میں ایک حکم لے کر آیا ہوں

(120) "دیکھو میں ایک حکم لے کر آپ لوگوں کے پاس آیا ہوں، وہ یہ ہے کہ اب سے تلوار کے جہاد کا خاتمہ ہے مگر اپنے نفسوں کے پاک کرنے کا جہاد باقی ہے۔ اور یہ بات میں نے اپنی طرف سے نہیں کہی، بلکہ خدا کا یہی ارادہ ہے۔ صحیح بخاری کی اُس حدیث کو سوچو جہاں مسیح موعود کی تعریف میں لکھا ہے۔ کہ یضع الحرب یعنی مسیح جب آئے گا تو دینی جنگوں کا خاتمہ کردے گا۔ سو میں حکم دیتا ہوں کہ جو میری فوج میں داخل ہیں وہ اِن خیالات کے مقام سے پیچھے ہٹ جائیں۔"

(گورنمنٹ انگریزی اور جہاد صفحہ 15 مندرجہ روحانی خزائن جلد 17، صفحہ 15 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 522 پر)

ملکہ وکٹوریہ کی تحریک سے خدا نے مجھے بھیجا

(121) ''سو اس (اللہ تعالیٰ) نے اپنے قدیم وعدہ کے موافق جو مسیح موعود کے آنے کی نسبت تھا، آسمان سے مجھے بھیجا ہے۔ تا میں اس مرد خدا کے رنگ میں ہو کر جو بیت اللحم میں پیدا ہوا اور ناصرہ میں پرورش پائی۔ حضور ملکہ معظمہ کے نیک اور بابرکت مقاصد کی اعانت میں مشغول ہوں اس نے مجھے بے انتہا برکتوں کے ساتھ چھوا اور اپنا مسیح بنایا تا وہ ملکہ معظمہ کے پاک اغراض کو خود آسمان سے مدد دے..........اے بابرکت قیصرہ ہند، تجھے یہ تیری عظمت اور نیک نامی مبارک ہو۔ خدا کی نگاہیں اس ملک پر ہیں۔ جس پر تیری نگاہیں ہیں۔ خدا کی رحمت کا ہاتھ اس رعایا پر ہے جس پر تیرا ہاتھ ہے۔ تیری ہی پاک نیتوں کی تحریک سے خدا نے مجھے بھیجا ہے۔''

(ستارہ قیصرہ صفحہ 6، 10 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 116، 120 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 523، 524 پر)

خلیفہ جو جنگ کا حکم نہ دے

(122) ''اور جس وقت کہ وعدہ مشابہت خلافت کے دونوں سلسلہ میں تھا اور خدا تعالیٰ کی طرف سے نون ثقیلہ کے ساتھ موکد کیا گیا تھا، اس بات نے تقاضا کیا کہ سلسلہ محمدیہ کے آخر میں وہ خلیفہ آئے کہ وہ عیسیٰ علیہ السلام کی مانند ہو۔ کس لئے کہ عیسیٰ علیہ السلام، موسیٰ علیہ السلام کے خلیفوں میں سے آخری خلیفہ تھے۔ جیسا کہ بیان ہوا اور واجب ہوا کہ یہ خلیفہ جو خاتم الخلفاء ہے، **قریش میں سے نہ ہووے اور تلوار نہ اٹھائے اور جنگ کا حکم نہ کرے، تاکہ مشابہت پوری ہو جائے۔**''

(خطبہ الہامیہ صفحہ 83، 84 مندرجہ روحانی خزائن جلد 16 صفحہ 83، 84، از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 525، 526 پر)

دینی جہاد کی ممانعت کا فتویٰ

(123) ''اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال
دیں کے لیے حرام ہے اب جنگ اور قتال

اب آ گیا مسیح جو دیں کا امام ہے
دیں کے لیے تمام جنگوں کا اب اختتام ہے
اب آسماں سے نورِ خدا کا نزول ہے
اب جنگ اور جہاد کا فتویٰ فضول ہے
دشمن ہے وہ خدا کا جو کرتا ہے اب جہاد
منکر نبی کا ہے جو یہ رکھتا ہے اعتقاد''

(تحفہ گولڑویہ ضمیمہ صفحہ 42، مندرجہ روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 77، 78 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 527، 528 پر)

نامور ادیب اور دانشور جناب پروفیسر یوسف سلیم چشتی لکھتے ہیں:

''اسلام کی تبلیغ و اشاعت کے لیے تلوار چلانا' رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں بھی ممنوع تھا (''لا اکراہ فی الدین'') اور آج بھی ممنوع ہے اور اسلام کی حمایت اور حفاظت کے لیے تلوار اٹھانا، ابتدائے اسلام میں بھی جائز تھا، آج بھی جائز ہے اور قیامت تک جائز رہے گا۔ مرزا قادیانی سے جو غلطی دانستہ یا نادانستہ طور پر سرزد ہوئی، وہ یہ تھی کہ اس نے اسلامی جہاد کے غلط معنی دنیا کے سامنے پیش کیے۔

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال
دیں کے لیے حرام ہے اب جنگ اور قتال

ان دونوں مصرعوں میں جو لفظ ''اب'' آیا ہے اگرچہ ادبی زاویۂ نگاہ سے اس کی تکرار بہت مذموم ہے لیکن مرزا قادیانی کی، اسلام سے ناواقفیت کا ثبوت دینے کے لیے بہت کافی ہے یعنی ان کا مطلب یہ ہے کہ دین کے لیے جنگ و قتال پہلے جائز تھا' اب جائز نہیں ہے۔ کس قدر عظیم الشان مغالطہ ہے جو اس نے دنیا کو دیا! کاش اسے تاریخ و فلسفۂ اسلام سے واقفیت ہوتی! دین کی اشاعت کے لیے جہاد کرنا پہلے کب جائز تھا؟ جو تم آج ناجائز قرار دے رہے ہو؟ اسلام پہلے کب بزورِ شمشیر پھیلایا گیا جو آج تم ناصح مشفق بن کر اس کی ممانعت کر رہے ہو؟ اگر جوع الارض کو تسکین دینے کے لیے یا ملوکیت اور شہنشاہیت قائم کرنے کے لیے یا بے گناہ اقوام کو غلام بنانے کے لیے جہاد کیا جائے تو وہ جہاد ہی کب ہے؟

وہ تو غارت گری ہے۔ خود علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں:

جنگ شایانِ جہاں غارت گری است
جنگِ مومن سنتِ پیغمبری است

تعجب ہوتا ہے تعلیم یافتہ قادیانی حضرات پر کہ یہ لوگ کیونکر اس سفسطہ کا شکار ہو سکتے ہیں؟ کیا قادیانیوں میں کوئی ایسا روشن خیال انسان نہیں جو اسلامی فلسفہ و تاریخ کا مطالعہ کر کے اس مغالطہ کی دلدل سے باہر نکل سکے؟ قرآن مجید کا مطالعہ کرنے سے یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہو سکتی ہے کہ اسلام میں جہاد کا معنی اور مفہوم کیا ہے؟ جنگ اور قتال اگر اس کا محرک ہوسِ ملک گیری اور استعماری حکمتِ عملی ہو تو یہ بات اسلام میں کبھی بھی جائز نہ تھی۔ پھر مرزا قادیانی اپنے اس ''الہامی شعر'' میں کس چیز کو حرام قرار دے رہا ہے؟ اسی بات کو نا' جو پہلے ہی سے حرام ہے تو حرام کو حرام قرار دینا یہ کون سی دانشمندی ہے؟ اور اگر ان کا مطلب یہ ہے کہ خطرہ کے وقت بھی مسلمانوں کا اپنے مذہب کی حمایت میں تلوار اٹھانا حرام ہے' تو وہ مذہب اسلام سے اپنی ناواقفیت کا ثبوت دے رہا ہے۔ ان دونوں صورتوں میں سے قادیانی حضرات جو صورت پسند کریں اختیار فرما لیں' مرزا قادیانی کی علمی اور مذہبی پوزیشن بہر حال متزلزل ہو جائے گی۔ اگر پہلی صورت صحیح ہے تو مرزا قادیانی مغالطہ کا مرتکب ثابت ہوا اور دوسری صورت کو تسلیم کیا جائے تو اسلام کے اصولوں سے کورا نظر آتا ہے۔

اسی لیے حکیم الامت علامہ اقبالؒ نے مسلمانوں کو مرزا قادیانی اور مرزائیت دونوں کی غلط تعلیمات سے محفوظ کر لینے کے لیے اسرارِ خودی میں اس حقیقت کو آشکار فرما دیا ہے کہ اسلام میں جہاد کے معنی یہ ہیں کہ مسلمان کی زندگی کا مقصدِ وحید اعلائے کلمۃ اللہ ہے اور اگر کوئی طاقت مسلمان کو اس کے اس مذہبی فریضہ کی تکمیل سے باز رکھنا چاہے یا اس میں مزاحمت کرے تو وہ حق و صداقت کی حمایت میں تلوار اٹھا سکتا ہے۔ لیکن وہ جہاد جس کا مقصد جوع الارض ہو' تسخیرِ ممالک ہو یا قتل و غارت گری ہو' اسلام میں بالکل حرام ہے۔ چنانچہ علامہ فرماتے ہیں:

ہر کہ خنجر بہرِ غیر اللہ کشید
تیغ اُو در سینۂ او آرمید

اب جو شخص بھی مرزا قادیانی کے مذکورہ بالا شعر کو پڑھے گا وہ لامحالہ یہی سمجھے گا کہ

دین کی اشاعت کے لیے پہلے اسلام میں جنگ وقتال جائز تھا یعنی نعوذ باللہ قرونِ اولیٰ میں اسلام کی اشاعت اس کے پاکیزہ اصولوں کی وجہ سے نہیں بلکہ تلوار کے زور سے ہوئی اور تیرہ سو سال کے بعد جا کر مرزا قادیانی نے اس بات کو حرام قرار دیا ہے۔

معلوم نہیں مرزا قادیانی نے جہاد کے متعلق یہ غلط خیال کیوں پھیلایا۔ شاید حکومت برطانیہ کی نظروں میں عزت حاصل کرنے کے لیے، ورنہ یہ ایک حقیقت ہے کہ دین کی اشاعت کے لیے تلوار چلانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں بھی جائز نہ تھا اور نہ قرآن مجید کی اس صریح آیت کی موجودگی میں (لا اکراہ فی الدین) کسی کو بزورِ شمشیر مسلمان کرنا جائز ہوسکتا ہے اور اسلام تو سرتاپا معقولیت پسند مذہب ہے۔ وہ کب اس بات کو روا رکھ سکتا ہے کہ لوگوں کو تلوار کے زور سے مسلمان بنایا جائے۔ اگر دین کے لیے جنگ وقتال، مرزا قادیانی سے پہلے حلال ہوتا تو ڈاکٹر آرنلڈ جو ایک سچا مسیحی تھا اور یقیناً مسلم نہ تھا کس طرح اپنی مشہور کتاب "پریچنگ آف اسلام" مرتب کرسکتا تھا؟ اس کتاب میں اس منصف مزاج عیسائی نے اسلامی تاریخ کی بناء پر یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچادی ہے کہ اسلام اپنی ابتداء سے آج تک تلوار کے زور سے نہیں پھیلا۔" (علامہ اقبال اور فتنہ قادیانیت از محمد متین خالد)

دین کے لیے لڑنا حرام ہے

(124) "اب سے زمینی جہاد بند ہوگیا ہے اور لڑائیوں کا خاتمہ ہوگیا جیسا کہ حدیثوں میں پہلے لکھا گیا تھا کہ جب مسیح آئے گا تو دین کے لیے لڑنا حرام کیا جائے گا۔ سو آج سے دین کے لیے لڑنا حرام کیا گیا۔ اب اس کے بعد جو دین کے لیے تلوار اُٹھاتا ہے اور غازی نام رکھ کر کافروں کو قتل کرتا ہے، وہ خدا اور اس کے رسُول کا، نافرمان ہے۔ صحیح بخاری کو کھولو اور اس حدیث کو پڑھو کہ جو مسیح موعود کے حق میں ہے یعنی یضع الحرب جس کے یہ معنے ہیں کہ جب مسیح آئے گا تو جہادی لڑائیوں کا خاتمہ ہوجائے گا۔ سو مسیح آچکا اور یہی ہے جو تم سے بول رہا ہے۔"

(اشتہار، چندہ منارۃ المسیح نمبر 224 بتاریخ 28 مئی 1900ء مندرجہ مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 401 طبع جدید از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 529 پر)

حالانکہ ارشادِ خداوندی ہے۔

وَقٰتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّ يَكُوْنَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ. (البقرہ:193)

ترجمہ: ''اور ان (کافروں) سے جنگ کرتے رہو حتیٰ کہ کوئی فتنہ باقی نہ رہے اور دین (یعنی زندگی اور بندگی کا نظام عملاً) اللہ ہی کے تابع ہو جائے۔''

حضور نبی اکرم ﷺ نے واضح طور پر ارشاد فرمایا:

- لن یبرح ھذا الدّین قائما یقاتل علیہ عصابۃ من المسلمین حتی تقوم الساعۃ. (صحیح مسلم)

''دین ہمیشہ قائم رہے گا اور مسلمانوں کی ایک جماعت قیامت تک جہاد کرتی رہے گی۔''

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جہاد ہمیشہ میٹھا اور سرسبز رہے گا۔ جب تک آسمان بارش برساتا رہے گا اور زمین سبزے اگاتی رہے گی۔ عنقریب ایک (باطل) فرقہ مشرق کی طرف سے نکلے گا جو کہیں گے کہ نہ جہاد ہے اور نہ ہی اللہ کی راہ میں خیمہ لگانا ہے، وہ آگ کا ایندھن ہوں گے۔ (یعنی دوزخی ہوں گے) بلکہ اللہ کی راہ میں ایک دن دشمن کے مقابل خیمہ لگانا ہزار غلام آزاد کرنے اور تمام اہالیان روئے زمین کے صدقہ دینے سے بہتر ہے۔'' (کنز العمال جلد 2 صفحہ 262، کتاب الجہاد فی باب الرباط)

اس حدیث مبارکہ کی روشنی میں دیکھا جائے تو یقیناً یہ قادیانی فتنہ ہے کہ جو اسلام دشمن قوتوں کی حمایت اور جہاد کی ممانعت میں پیش پیش ہے۔

الحذر، الحذر، قادیانی فتنہ سے سو بار الحذر

خدا تعالیٰ کا الہام؟

(125) ''میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ میں تمام مسلمانوں میں سے اوّل درجہ کا خیرخواہ گورنمنٹ انگریزی کا ہوں کیونکہ مجھے تین باتوں نے خیرخواہی میں اوّل درجہ کا بنا دیا ہے۔ (1) اول والد مرحوم کے اثر نے (2) دوم اس گورنمنٹ عالیہ کے احسانوں نے (3) **تیسرے خدا تعالیٰ کے الہام نے۔**''

(تریاق القلوب صفحہ 363 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 491 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 530 پر)

حقیقت قادیاں کی پوچھ لیجیے ابن جوزی سے
نکوکاری کے پردے میں سیہ کاری کا حیلہ ہے
یہ وہ تلبیس ہے، ابلیس کو خود ناز ہے جس پر
مسلمانوں کو اس رندے نے اچھی طرح چھیلا ہے
پلی ہے مغربی تہذیب کے آغوش عشرت میں
نبوت بھی رسیلی ہے، پیمبر بھی رسیلا ہے
نصاریٰ کی رضا جوئی ہے مقصد اس نبوت کا
اور ابطال جہاد انجاح مقصد کا وسیلا ہے
(مولانا ظفر علی خانؒ)

جہاد، خدا کے حکم سے بند

جہاد کی ممانعت کے بارے مرزا قادیانی نے کہا:

(126) ''آج سے انسانی جہاد جو تلوار سے کیا جاتا تھا، خدا کے حکم کے ساتھ بند کیا گیا۔''
(اشتہار، چندہ منارۃ المسیح نمبر 224 بتاریخ 28 مئی 1900ء مندرجہ مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 408 طبع جدید از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 531 پر)

قادیانیوں سے سوال ہے کہ وہ خدا کے اس حکم کی نشاندہی فرمادیں کہ جس سے وہ انسانی جہاد جو تلوار سے کیا جاتا تھا، خدا کے حکم سے بند ہو گیا؟؟؟

محکوم کے الہام سے اللہ بچائے
غارت گر اقوام ہے وہ صورتِ چنگیز

جہاد ختم

(127) ''جہاد یعنی دینی لڑائیوں کی شدت کو خدا تعالیٰ آہستہ آہستہ کم کرتا گیا ہے۔ حضرت

موسیٰ کے وقت میں اس قدر شدت تھی کہ ایمان لانا بھی قتل سے بچا نہیں سکتا تھا اور شیر خوار بچے بھی قتل کیے جاتے تھے۔ پھر ہمارے نبی ﷺ کے وقت میں بچوں اور بڈھوں اور عورتوں کو قتل کرنا حرام کیا گیا اور پھر بعض قوموں کے لیے بجائے ایمان کے صرف جزیہ دے کر مواخذہ سے نجات پانا قبول کیا گیا اور پھر مسیح موعود کے وقت قطعاً جہاد کا حکم موقوف کر دیا گیا۔''

(اربعین نمبر 4 صفحہ 101 مندرجہ روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 443 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 532 پر)

مرزا قادیانی کو مسیح اور مہدی ماننے کا نتیجہ؟

(128) ''میں یقین رکھتا ہوں کہ جیسے جیسے میرے مرید بڑھیں گے، ویسے ویسے مسئلہ جہاد کے معتقد کم ہوتے جائیں گے کیونکہ مجھے مسیح اور مہدی مان لینا ہی مسئلہ جہاد کا انکار کرنا ہے۔''

(اشتہار، بحضور نواب لیفٹینٹ گورنر بہادر دام اقبالہ نمبر 187 بتاریخ 24 فروری 1898ء مندرجہ مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 196 طبع جدید، از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 533 پر)

بہر رنگے کہ خواہی جامہ می پوش

من انداز قدت را می شناسم

(تو جس رنگ کا لباس چاہے پہن آ۔ میں تیرے قد کا انداز پہچانتا ہوں۔)

فتویٰ ہے شیخ کا یہ زمانہ قلم کا ہے

دُنیا میں اب رہی نہیں تلوار کارگر

لیکن جنابِ شیخ کو معلوم کیا نہیں

مسجد میں اب یہ وعظ ہے بے سُود و بے اثر

تیغ و تفنگ دستِ مسلماں میں ہے کہاں؟

ہو بھی تو دل ہیں موت کی لذّت سے بے خبر

کافر کی موت سے بھی لرزتا ہو جس کا دل

کہتا ہے کون اس کو مسلماں کی موت مر

میں اسلام کی حفاظت کے لیے آیا ہوں

(129) "وما جئت من نفسي بل أرسلني ربي لأمون الاسلام، وأراعي شؤ وونه والأحكام." (ترجمہ: میں از خود نہیں آیا بلکہ میرے ربّ نے مجھے بھیجا تا کہ میں اسلام کی حفاظت کروں اور اس کے معاملات اور احکام کی پاسداری کروں)۔

(تذکرہ الشہادتین مندرجہ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 91 از مرزا قادیانی، تذکرہ الشہادتین (اردو ترجمہ) صفحہ 26 از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 534 پر)

میرا مذہب.........اسلام کے دو حصے

(130) ''سو میرا مذہب جس کو میں بار بار ظاہر کرتا ہوں، یہی ہے کہ اسلام کے دو حصے ہیں۔ ایک یہ کہ خدا تعالیٰ کی اطاعت کریں، دوسرے اس سلطنت کی جس نے امن قائم کیا ہو، جس نے ظالموں کے ہاتھ سے اپنے سایہ میں ہمیں پناہ دی ہو۔ سو وہ سلطنت حکومت برطانیہ ہے......سو اگر ہم گورنمنٹ برطانیہ سے سرکشی کریں تو گویا اسلام اور خدا اور رسول سے سرکشی کرتے ہیں۔''

(شہادت القرآن صفحہ 84، 85 مندرجہ روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 380، 381 از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 535، 536 پر)

یہاں مرزا قادیانی نے ''ظالموں'' کا لفظ مسلمانوں کے لئے استعمال کیا حالانکہ مسلمان برطانوی سامراج کے پنجۂ استبداد میں بے بسی کی زندگی بسر کر رہے تھے اور اس حقیقت کا علم مرزا قادیانی کو بخوبی تھا۔

مرزا قادیانی کی تعلیم ......نوح کی کشتی

(131) ''چونکہ میری تعلیم میں امر بھی ہے اور نہی بھی اور شریعت کے ضروری احکام کی تجدید ہے۔ اس لیے خدا تعالیٰ نے میری تعلیم کو اور اس وحی کو جو میرے پر ہوتی ہے فلک یعنی کشتی کے نام سے موسوم کیا جیسا کہ ایک الہام الٰہی کی یہ عبارت ہے۔ واصنع الفلک باعیننا و وحینا ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللّٰہ ید اللّٰہ فوق ایدیھم یعنی اس تعلیم اور تجدید کی کشتی کو ہماری آنکھوں کے سامنے اور ہماری وحی سے بنا۔ جو لوگ تجھ سے بیعت

کرتے ہیں، وہ خدا سے بیعت کرتے ہیں۔ یہ خدا کا ہاتھ ہے جو ان کے ہاتھوں پر ہے۔ اب دیکھو، خدا نے میری وحی اور میری تعلیم اور میری بیعت کو نوح کی کشتی قرار دیا اور تمام انسانوں کے لیے اس کو مدار نجات ٹھہرایا جس کی آنکھیں ہوں دیکھے اور جس کے کان ہوں سنے۔"

(اربعین نمبر 4، صفحہ 93 مندرجہ روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 435 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 537 پر)

اولی الامر سے مراد............انگریز حکمران

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا مسلمانوں کو ارشاد ہے:

"اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِى الْاَمْرِ مِنْكُمْ." (النساء:59)

(ترجمہ): "اطاعت کرو اللہ تعالیٰ کی، اور اطاعت کرو رسول (ﷺ) کی اور حاکموں کی جو تم میں سے ہوں۔"

مرزا قادیانی نے اس آیت کی تشریح میں لکھا:

(132) "جسمانی سلطنت میں بھی یہی خدا تعالیٰ نے ارادہ فرمایا ہے کہ ایک قوم میں ایک امیر اور بادشاہ ہو اور خدا کی لعنت ان لوگوں پر ہے جو تفرقہ پسند کرتے ہیں اور ایک امیر کے تحت حکم نہیں چلتے۔ حالانکہ اللہ جل شانہٗ فرماتا ہے۔ اطیعوا اللّٰہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم۔ اولی الامر سے مراد جسمانی طور پر بادشاہ اور روحانی طور پر امام الزمان ہے اور جسمانی طور پر جو شخص ہمارے مقاصد کا مخالف نہ ہو اور اس سے مذہبی فائدہ ہمیں حاصل ہو سکے وہ ہم میں سے ہے۔ اسی لیے میری نصیحت اپنی جماعت کو یہی ہے کہ وہ انگریزوں کی بادشاہت کو اپنے اولی الامر میں داخل کریں اور دل کی سچائی سے ان کے مطیع رہیں۔"

(ضرورۃ الامام صفحہ 23 مندرجہ روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 493 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 538 پر)

قرآن مجید نے تو خدا، رسول ﷺ اور جماعت مومنین میں سے ان حکام کی اطاعت کو فرض قرار دیا ہے جنہیں کچھ اختیارات تفویض کیے گئے ہوں۔ لیکن مرزا قادیانی نے قرآن کریم کی معنوی تحریف کر کے کفار کی اطاعت کو فرض قرار دے دیا۔ مرزا قادیانی سے

تو جرمنی کا مشہور و معروف شاعر گوئٹے بھی قرآن دانی میں کہیں آگے تھا اور اس کی سوچ اسلام کے مطابق تھی۔ مرزا قادیانی اپنے دعویٰ نبوت کے باوجود انگریز کی اطاعت کے شرک میں سرتاپا غرق تھا لیکن گوئٹے نے جب قرآن حکیم پڑھا تو بے اختیار پکار اٹھا ''اس کا پڑھنے والا کبھی کسی کا غلام نہیں ہوسکتا۔''

مرزا قادیانی نے قرآنی آیت کا صرف اتنا حصہ لیا جس کو وہ توڑ مروڑ سکتا تھا اور آیت کے اس حصے کو چھوڑ دیا جو اس کی مذکورہ تحریف کا بھانڈا بیچ چوراہے پھوڑ دیتا ہے۔ پوری آیت یہ ہے:

''یاایھا الذین امنوا اطیعوا للّٰہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم ۚ فان تنازعتم فی شیء فردوہ الی اللّٰہ والرسول ان کنتم تؤمنون باللّٰہ والیوم الاخر ؕ ذلک خیر و احسن تاویلاo (النساء: 59)

ترجمہ: اے ایمان والو! اطاعت کرو اللہ تعالیٰ کی اور اطاعت کرو (اپنے ذیشان) رسول کی اور حاکموں کی جو تم میں سے ہوں پھر اگر جھگڑنے لگو تم کسی چیز میں تو لوٹا دو اسے اللہ اور (اپنے) رسول (کے فرمان) کی طرف اگر تم ایمان رکھتے ہو، اللہ پر اور روزِ قیامت پر یہی بہتر ہے اور بہت اچھا ہے اس کا انجام۔''

آیت کا خط کشیدہ فقرہ مرزا قادیانی کمال عیاری سے چھوڑ گیا کیونکہ یہ ہڈی کی طرح اس کے حلق سے اتر نہ سکتا تھا۔ سوال یہ ہے کہ اگر انگریز اولی الامر تھے تو ان سے نزاع کی صورت میں کس کی طرف رجوع کیا جاتا؟ ظاہر ہے کہ انگریز تو مسلمانوں کے خدا اور رسول کریم ﷺ کو مانتے نہیں تھے۔ لہٰذا مسلمانوں کے خدا اور رسولؐ کی طرف تو رجوع ہو نہیں سکتا تھا۔ شاید ایسی صورت میں مرزا قادیانی کے ذہن میں خدا اور رسول سے مراد ملکہ برطانیہ اور سیکرٹری آف سٹیٹ ہوں کیونکہ انگریز کی حکومت میں تو انہی کی طرف رجوع ہوسکتا تھا۔ سچ ہے تحریف قرآن اور تنسیخ شریعت جھوٹے نبیوں کی عادت رہی ہے۔

شورش فقیہہ شہر کے چہرے کی ''آب و تاب''
قرآن کی آیتوں کے لہو کی دلیل ہے

انگریز کا عہد سیاسی شرک کا دور تھا کیونکہ انگریز کی حکومت غیر اللہ کی حکومت تھی۔ انگریز کو اولی الامر میں داخل کرنا قرآن حکیم کی وہ بدترین تحریف ہے جس سے برا تغیر و تبدل

شاید یہودیوں نے بھی توریت میں نہ کیا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ سے اس قدر بے خوفی......؟ نبوت تو کجا اس دیدہ دلیری کے ساتھ تو مسلمان ہونے کا دعویٰ بھی میل نہیں کھاتا۔ معلوم نہیں قادیانیوں کے پاس اس کا کیا جواب ہے؟ حالانکہ مرزا قادیانی کا کہنا ہے:

رسول دنیا میں مطیع ہو کر نہیں آتا

(133) ''خدا تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ کوئی رسول دنیا میں مطیع اور محکوم ہو کر نہیں آتا بلکہ وہ مطاع اور صرف اپنی اس وحی کا متبع ہوتا ہے جو اس پر بذریعہ جبرئیلؑ نازل ہوتی ہے۔''

(ازالہ اوہام صفحہ 576 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 411 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 539 پر)

باادب گذارش!

(134) ''اے قادر خدا! اس گورنمنٹ عالیہ انگلشیہ کو ہماری طرف سے نیک جزا دے اور اس سے نیکی کر جیسا کہ اس نے ہم سے نیکی کی۔ آمین!

کشف الغطاء یعنی ایک اسلامی فرقہ کے پیشوا مرزا غلام احمد قادیانی کی طرف سے بحضور گورنمنٹ عالیہ اس فرقہ کے حالات اور خیالات کے بارے میں اطلاع اور نیز اپنے خاندان کا کچھ ذکر اور اپنے مشن کے اصولوں اور ہدایتوں اور تعلیموں کا بیان اور نیز ان لوگوں کی خلاف واقعہ باتوں کا رد جو اس فرقہ کی نسبت غلط خیالات پھیلانا چاہتے ہیں اور یہ مؤلف **تاج عزت جناب ملکہ معظمہ قیصرہ ہند دام اقبالہا کا** واسطہ ڈال کر بخدمت گورنمنٹ عالیہ انگلشیہ کے اعلیٰ افسروں اور معزز حکام کے **باادب گزارش** کرتا ہے کہ براہِ غریب پروری و کرم گستری اس رسالہ کو اول سے آخر تک پڑھا جائے یا سن لیا جائے۔''

(کشف الغطاء ٹائٹل پیج مندرجہ روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 177 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 540 پر)

ہزار سال کی گیدڑ کی زندگانی ہیچ
ملے تو شیر کا اک لمحہ حیات بہتر

ملکہ معظّمہ کا واسطہ

(135) ''میں تاج عزت عالیجناب حضرت مکرمہ معظمہ قیصرۂ ہند دام اقبالہا کا واسطہ ڈالتا ہوں کہ اس رسالے کو ہمارے عالی مرتبہ حکام توجہ سے اوّل سے آخر تک پڑھیں۔''
(کشف الغطاء صفحہ 3 مندرجہ روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 179 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 541 پر)

پانی پانی کر گئی مجھ کو قلندر کی یہ بات
تو جھکا جب غیر کے آگے نہ من تیرا نہ تن

ستارۂ قیصرہ

''ستارۂ قیصرہ'' مرزا قادیانی کا ایک خط ہے جو اس نے 25 مئی 1897ء کو ملکہ وکٹوریہ (والیۂ برطانیہ) کی ڈائمنڈ جوبلی کے موقع پر تحریر کیا۔ بعدازاں 20 جون 1897ء کو قادیان میں ملکہ وکٹوریہ کی ڈائمنڈ جوبلی کی تقریب پر جلسہ بھی کیا گیا جس میں مرزا قادیانی نے ملکہ کی شان میں زمین و آسمان کے قلابے ملائے۔ دنیا میں ذلیل سے ذلیل تر خوشامدی بھی کسی شخص کی ایسے خوشامد نہیں کرے گا جو ماہر چاپلوسیات مرزا قادیانی نے ایک کافرہ عورت کی شان میں کی۔ اس کا ایک ایک لفظ قادیانیت کی ذلت و رسوائی پر خدائی مُہر ہے۔ ''ستارۂ قیصرہ'' کے صفحات کا عکس پڑھ کر آپ خود اندازہ کریں کہ کیا کوئی شریف آدمی کسی کی اتنی چاپلوسی کرسکتا ہے چہ جائیکہ نبوت کا دعویدار............ (معاذاللہ)! اس کے تصور سے بھی ہماری روح کانپتی ہے۔ ہمارے خیال میں اس خط کا عنوان ''ستارہ قیصرہ'' کے بجائے ''بادشاہیاں قائم رہن تے بھاگ لگے رہن'' ہونا چاہیے تھا۔ ملاحظہ کیجیے......!

(136) ''الحمد للّٰہ والمنہ

کہ

یہ رسالہ مبارکہ جس میں حضرت ملکہ معظّمہ قیصرہ دام اقبالہا کی برکات کا ذکر ہے۔ اور یہ بیان ہے کہ جناب ملکہ ممدوحہ کے

عہد عدالت مہد میں اور ان کے نہایت روشن ستارہ کی تاثیر سے انواع اقسام کی زمینی اور آسمانی برکتیں ظہور میں آئی ہیں۔ منطبع ہوکر انہی وجوہ کی مناسبت سے نام اس کا

ستارہ قیصرہ

رکھا گیا۔

بحضور عالی شان قیصرہ ہند ملکہ معظّمہ
شہنشاہ ہندوستان وانگلستان
ادام اللہ اقبالہا

سب سے پہلے یہ دعا ہے کہ خدائے قادر مطلق اس ہماری عالی جاہ قیصرہ ہند کی عمر میں بہت بہت برکت بخشے اور اقبال اور جاہ وجلال میں ترقی دے اور عزیزوں اور فرزندوں کی عافیت سے آنکھ ٹھنڈی رکھے۔ اس کے بعد اس عریضہ کے لکھنے والا جس کا نام **مرزا غلام احمد قادیانی** ہے جو پنجاب کے ایک چھوٹے سے گاؤں قادیان نام میں رہتا ہے جو لاہور سے تخمیناً بفاصلہ ستر میل مشرق اور شمال کے گوشہ میں واقع اور گورداسپورہ کے ضلع میں ہے۔ یہ عرض کرتا ہے کہ اگرچہ اس ملک کے عموماً تمام رہنے والوں کو بوجہ ان آراموں کے جو حضور قیصرہ ہند کے عدل عام اور رعایا پروری اور دادگستری سے حاصل ہو رہے ہیں اور بوجہ ان تدابیر امن عامہ اور تجاویز آسائش جمیع طبقات رعایا کے جو کروڑہا روپیہ کے خرچ اور بے انتہا فیاضی سے ظہور میں آئی ہیں، جناب ملکہ معظّمہ دام اقبالہا سے بقدر اپنی فہم اور عقل اور شناخت احسان کے درجہ بدرجہ محبت اور دلی اطاعت ہے اور بجز بعض قلیل الوجود افراد کے جو میں گمان کرتا ہوں کہ در پردہ کچھ ایسے بھی ہیں جو وحشیوں اور درندوں کی طرح بسر کرتے ہیں لیکن اس عاجز کو بوجہ اس معرفت اور علم کے جو اس گورنمنٹ عالیہ کے حقوق کی نسبت مجھے حاصل ہے۔ جس کو میں اپنے رسالہ تحفہ قیصریہ میں مفصل لکھ چکا ہوں۔ وہ اعلیٰ درجہ کا اخلاص اور محبت اور

جوش اطاعت حضور ملکہ معظمہ اور اس کے معزز افسروں کی نسبت حاصل ہے جو میں ایسے الفاظ نہیں پاتا جن میں اس اخلاص کا اندازہ بیان کرسکوں۔ اسی سچی محبت اور اخلاص کی تحریک سے جشن شصت سالہ جوبلی کی تقریب پر میں نے ایک رسالہ حضرت قیصرہ ہند دام اقبالہا کے نام سے تالیف کر کے اور اس کا نام تحفہ قیصریہ رکھ کر جناب ممدوحہ کی خدمت میں بطور درویشانہ تحفہ کے ارسال کیا تھا اور مجھے قوی یقین تھا کہ اس کے جواب سے مجھے عزت دی جائے گی۔ اور امید سے بڑھ کر میری سرفرازی کا موجب ہوگا اور اس امید اور یقین کا موجب حضور قیصرہ ہند کے وہ اخلاق فاضلہ تھے جن کی تمام ممالک مشرقیہ میں دھوم ہے اور جو جناب ملکہ معظمہ کے وسیع ملک کی طرح وسعت اور کشادگی میں ایسے بیمثل ہیں جو ان کی نظیر دوسری جگہ تلاش کرنا خیال محال ہے۔ مگر مجھے نہایت تعجب ہے کہ ایک کلمہ شاہانہ سے بھی میں ممنون نہیں کیا گیا اور میرا کانشنس ہرگز اس بات کو قبول نہیں کرتا کہ وہ ہدیہ عاجزانہ یعنی رسالہ تحفہ قیصریہ حضور ملکہ معظمہ میں پیش ہوا ہو۔ اور پھر میں اس کے جواب سے ممنون نہ کیا جاؤں۔ یقیناً کوئی اور باعث ہے جس میں جناب ملکہ معظمہ قیصرہ ہند دام اقبالہا کے ارادہ اور مرضی اور علم کو کچھ دخل نہیں لہٰذا اس حسن ظن نے جو میں حضور ملکہ معظمہ دام اقبالہا کی خدمت میں رکھتا ہوں۔ دوبارہ مجھے مجبور کیا کہ میں اس تحفہ یعنی رسالہ تحفہ قیصریہ کی طرف جناب ممدوحہ کو توجہ دلاؤں اور شاہانہ منظوری کے چند الفاظ سے خوشی حاصل کروں۔ اسی غرض سے یہ عریضہ روانہ کرتا ہوں اور میں حضور عالی حضرت جناب قیصرہ ہند دام اقبالہا کی خدمت میں یہ چند الفاظ بیان کرنے کے لیے جرأت کرتا ہوں کہ میں پنجاب کے ایک معزز خاندان مغلیہ میں سے ہوں اور سکھوں کے زمانہ سے پہلے میرے بزرگ ایک خودمختار ریاست کے والی تھے اور میرے پردادا صاحب مرزا گل محمد اس قدر دانا اور مدبر اور عالی ہمت اور نیک مزاج اور ملک داری کی خوبیوں سے موصوف تھے کہ جب دہلی کے چغتائی بادشاہوں کی سلطنت بباعث نالیاقتی اور عیاشی اور سستی اور کم ہمتی کے کمزور ہو گئے تو بعض وزرا اس کوشش میں لگے تھے کہ مرزا صاحب موصوف کو جو تمام شرائط بیدار مغزی اور رعایا پروری کے اپنے اندر رکھتے تھے اور خاندان شاہی میں سے تھے، دہلی کے تخت پر بٹھایا جائے لیکن چونکہ چغتائی سلاطین کی قسمت اور عمر کا پیالہ لبریز ہو چکا تھا، اس لیے یہ تجویز عام منظوری میں نہ آئی اور ہم پر سکھوں کے عہد میں بہت سی سختیاں ہوئیں اور ہمارے بزرگ تمام دیہات ریاست سے بے دخل کر دیے گئے اور ایک ساعت بھی

امن کی نہیں گزرتی تھی اور انگریزی سلطنت کے قدم مبارک کے آنے سے پہلے ہی ہماری تمام ریاست خاک میں مل چکی تھی اور صرف پانچ گاؤں باقی رہ گئے تھے اور میرے والد صاحب مرزا غلام مرتضٰی مرحوم جنھوں نے سکھوں کے عہد میں بڑے بڑے صدمات دیکھے تھے۔ انگریزی سلطنت کے آنے کے ایسے منتظر تھے جیسا کہ کوئی سخت پیاسا پانی کا منتظر ہوتا ہے اور پھر جب گورنمنٹ انگریزی کا اس ملک پر دخل ہو گیا تو وہ اس نعمت یعنی انگریزی حکومت کی قائمی سے ایسے خوش ہوئے کہ گویا ان کو ایک جواہرات کا خزانہ مل گیا اور وہ سرکار انگریزی کے بڑے خیر خواہ جاں نثار تھے۔ اسی وجہ سے انھوں نے ایام غدر 1857ء میں پچاس گھوڑے مع سواران بہم پہنچا کر سرکار انگریزی کو بطور مدد دیے تھے اور وہ بعد اس کے بھی ہمیشہ اس بات کے لیے مستعد رہے کہ اگر پھر بھی کسی وقت ان کی مدد کی ضرورت ہو تو بدل و جان اس گورنمنٹ کو مدد دیں۔ اور اگر 1857ء کے غدر کا کچھ اور بھی طول ہوتا تو وہ سو سوار تک اور بھی مدد دینے کو تیار تھے۔ غرض اس طرح ان کی زندگی گزری اور پھر ان کے انتقال کے بعد یہ عاجز دنیا کے شغلوں سے بالکل علیحدہ ہو کر خدا تعالیٰ کی طرف مشغول ہوا۔ اور مجھ سے سرکار انگریزی کے حق میں جو خدمت ہوئی، وہ یہ تھی کہ میں نے پچاس ہزار کے قریب کتابیں اور رسائل اور اشتہارات چھپوا کر اس ملک اور نیز دوسرے بلاد اسلامیہ میں اس مضمون کے شائع کیے کہ گورنمنٹ انگریزی ہم مسلمانوں کی محسن ہے۔ لہٰذا ہر ایک مسلمان کا یہ فرض ہونا چاہیے کہ اس گورنمنٹ کی سچی اطاعت کرے اور دل سے اس دولت کا شکر گزار اور دعا گو رہے اور یہ کتابیں میں نے مختلف زبانوں یعنی اُردو فارسی، عربی میں تالیف کر کے اسلام کے تمام ملکوں میں پھیلا دیں۔ یہاں تک کہ اسلام کے دو مقدس شہروں مکہ اور مدینہ میں بھی بخوبی شائع کر دیں اور روم کے پایہ تخت قسطنطنیہ اور بلاد شام اور مصر اور کابل اور افغانستان کے متفرق شہروں میں جہاں تک ممکن تھا، اشاعت کر دی گئی جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ لاکھوں انسانوں نے جہاد کے وہ غلط خیالات چھوڑ دیے جو نافہم ملاؤں کی تعلیم سے ان کے دلوں میں تھے۔ یہ ایک ایسی خدمت مجھ سے ظہور میں آئی کہ مجھے اس بات پر فخر ہے کہ برٹش انڈیا کے تمام مسلمانوں میں سے اس کی نظیر کوئی مسلمان دکھلا نہیں سکا اور میں اس قدر خدمت کر کے جو بائیس برس تک کرتا رہا ہوں۔ اس محسن گورنمنٹ پر کچھ احسان نہیں کرتا کیونکہ مجھے اس بات کا اقرار ہے کہ اس بابرکت گورنمنٹ کے آنے سے ہم نے اور ہمارے بزرگوں نے ایک لوہے

کے جلتے ہوئے تنور سے نجات پائی ہے۔ اس لیے میں مع اپنے تمام عزیزوں کے دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا کرتا ہوں کہ یاالٰہی! اس مبارکہ قیصرہ ہند دام ملکہ کو دیر گاہ تک ہمارے سروں پر سلامت رکھ۔ اور اس کے ہر ایک قدم کے ساتھ اپنی مدد کا سایہ شامل حال فرما اور اس کے اقبال کے دن بہت لمبے کر۔

میں نے تحفہ قیصریہ میں جو حضور قیصرہ ہند کی خدمت میں بھیجا گیا۔ یہی حالات اور خدمات اور دعوات گزارش کیے تھے اور میں اپنی جناب ملکہ معظمہ کے اخلاق وسیعہ پر نظر رکھ کر ہر روز جواب کا امیدوار تھا اور اب بھی ہوں۔ میرے خیال میں یہ غیر ممکن ہے کہ میرے جیسے دعا گو کا وہ عاجزانہ تحفہ جو بوجہ کمال اخلاص خون دل سے لکھا گیا تھا۔ اگر وہ حضور ملکہ معظمہ قیصرہ ہند دام اقبالہا کی خدمت میں پیش ہوتا، تو اس کا جواب نہ آتا بلکہ ضرور آتا ضرور آتا۔ اس لیے مجھے بوجہ اس یقین کے کہ جناب قیصرہ ہند کے پُر رحمت اخلاق پر کمال وثوق سے حاصل ہے۔ اس یاددہانی کے عریضہ کو لکھنا پڑا۔ اور اس عریضہ کو نہ صرف میرے ہاتھوں نے لکھا بلکہ میرے دل نے یقین کا بھرا ہوا زور ڈال کر ہاتھوں کو اس پُر ارادت خط کے لکھنے کے لیے چلایا ہے۔ میں دعا کرتا ہوں کہ خیر اور عافیت اور خوشی کے وقت میں خدا تعالیٰ اس خط کو حضور قیصرہ ہند دام اقبالہا کی خدمت میں پہنچا دے اور پھر جناب ممدوحہ کے دل میں الہام کرے کہ وہ اس سچی محبت اور سچے اخلاص کو جو حضرت موصوفہ کی نسبت میرے دل میں ہے۔ اپنی پاک فراست سے شناخت کر لیں اور رعیت پروری کے رو سے مجھے پر رحمت جواب سے ممنون فرما دیں اور میں اپنی عالی شان جناب ملکہ معظمہ قیصرہ ہند کی عالی خدمت میں اس خوشخبری کو پہنچانے کے لیے بھی مامور ہوں کہ جیسا کہ زمین پر اور زمین کے اسباب سے خدا تعالیٰ نے اپنی کمال رحمت اور کمال مصلحت سے ہماری قیصرہ ہند دام اقبالہا کی سلطنت کو اس ملک اور دیگر ممالک میں قائم کیا ہے تا کہ زمین کو عدل اور امن سے بھرے۔ ایسا ہی اس نے آسمان سے ارادہ فرمایا ہے کہ اس شہنشاہ مبارکہ قیصرہ ہند کے دلی مقاصد کو پورا کرنے کے لیے جو عدل اور امن اور آسودگی عامہ خلائق اور رفع فساد اور تہذیب اخلاق اور وحشیانہ حالتوں کا دور کرنا ہے۔ اس کے عہد مبارک میں اپنی طرف سے اور غیب سے اور آسمان سے کوئی ایسا روحانی انتظام قائم کرے جو حضور ملکہ معظمہ کے دلی اغراض کو مدد دے اور جس امن اور عافیت اور صلح کاری کے باغ کو آپ لگانا چاہتی ہیں۔ آسمانی آبپاشی سے اس میں امداد فرما دے۔ سو اس نے اپنے قدیم وعدہ

کے موافق جو مسیح موعود کے آنے کی نسبت تھا۔ آسمان سے مجھے بھیجا ہے۔ تا میں اس مرد خدا کے رنگ میں ہو کر جو بیت اللحم میں پیدا ہوا اور ناصرہ میں پرورش پائی۔ حضور ملکہ معظمہ کے نیک اور بابرکت مقاصد کی اعانت میں مشغول ہوں اس نے مجھے بے انتہا برکتوں کے ساتھ چھوا اور اپنا مسیح بنایا تا وہ ملکہ معظمہ کے پاک اغراض کو خود آسمان سے مدد دے۔

اے قیصرہ مبارکہ خدا تجھے سلامت رکھے۔ اور تیری عمر اور اقبال اور کامرانی سے ہمارے دلوں کو خوشی پہنچادے اس وقت تیرے عہد سلطنت میں جو نیک نیتی کے نور سے بھرا ہوا ہے۔ مسیح موعودؑ کا آنا خدا کی طرف سے یہ گواہی ہے کہ تمام سلاطین میں سے تیرا وجود امن پسندی اور حسن انتظام اور ہمدردی رعایا اور عدل اور دادگستری میں بڑھ کر ہے۔ مسلمان اور عیسائی دونوں فریق اس بات کو مانتے ہیں کہ مسیح موعود آنے والا ہے۔ مگر اسی زمانہ اور عہد میں جبکہ بھیڑیا اور بکری ایک ہی گھاٹ میں پانی پئیں گے اور سانپوں سے بچے کھیلیں گے۔ سوائے ملکہ مبارکہ معظمہ قیصرہ ہند وہ تیرا ہی عہد اور تیرا ہی زمانہ ہے۔ جس کی آنکھیں ہوں دیکھے اور جو تعصب سے خالی ہو، وہ سمجھ لے، اے ملکہ معظمہ! یہ تیرا ہی عہد سلطنت ہے جس نے درندوں اور غریب چرندوں کو ایک جگہ جمع کر دیا ہے۔ راست باز جو بچوں کی طرح ہیں، وہ شریر سانپوں کے ساتھ کھیلتے ہیں اور تیرے پُرامن سایہ کے نیچے کچھ بھی ان کو خوف نہیں۔ اب تیرے عہد سلطنت سے زیادہ پُرامن اور کونسا عہد سلطنت ہوگا جس میں مسیح موعود آئے گا۔ اے ملکہ معظمہ! تیرے وہ پاک ارادے ہیں جو آسمانی مدد کو اپنی طرف کھینچ رہے ہیں۔ اور تیری نیک نیتی کی کشش ہے۔ جس سے آسمان رحمت کے ساتھ زمین کی طرف جھکتا جاتا ہے۔ اس لیے تیرے عہد سلطنت کے سوا اور کوئی بھی عہد سلطنت ایسا نہیں ہے جو مسیح موعود کے ظہور کے لیے موزوں ہو، سو خدا نے تیرے نورانی عہد میں آسمان سے ایک نور نازل کیا۔ کیونکہ نور نور کو اپنی طرف کھینچتا اور تاریکی تاریکی کو کھینچتی ہے۔ اے مبارک اور بااقبال ملکہ زمان! جن کتابوں میں مسیح موعود کا آنا لکھا ہے۔ ان کتابوں میں صریح تیرے پُرامن عہد کی طرف اشارات پائے جاتے ہیں مگر ضرور تھا کہ اسی طرح مسیح موعود دنیا میں آتا۔ جیسا کہ ایلیا نبی یوحنا کے لباس میں آیا تھا یعنی یوحنا ہی اپنی خو اور طبیعت سے خدا کے نزدیک ایلیا بن گیا۔ سو اس جگہ بھی ایسا ہی ہوا کہ ایک کو تیرے بابرکت زمانہ میں عیسیٰ علیہ السلام کی خو اور طبیعت دی گئی۔ اس لیے وہ مسیح کہلایا اور ضرور تھا کہ وہ آتا کیونکہ خدا کے پاک نوشتوں کا ٹلنا

ممکن نہیں۔ اے ملکہ معظمہ، اے تمام رعایا کی فخر یہ، قدیم سے عادت اللہ ہے کہ جب شاہ وقت نیک نیت اور رعایا کی بھلائی چاہنے والا ہو تو وہ جب اپنی طاقت کے موافق امن عامہ اور نیکی پھیلانے کے انتظام کر چکتا ہے اور رعیت کی اندرونی پاک تبدیلیوں کے لیے اس کا دل دردمند ہوتا ہے۔ تو آسمان پر اس کی مدد کے لیے رحمتِ الٰہی جوش مارتی ہے اور اس کی ہمت اور خواہش کے مطابق کوئی روحانی انسان زمین پر بھیجا جاتا ہے اور اس کامل ریفارمر کے وجود کو اس عادل بادشاہ کی نیک نیتی اور ہمت اور ہمدردی عامہ خلائق پیدا کرتی ہے۔ یہ تب ہوتا ہے کہ جب ایک عادل بادشاہ ایک زمینی منجی کی صورت میں پیدا ہو کر اپنی کمال ہمت اور ہمدردی بنی نوع کے رو سے طبعًا ایک آسمانی منجی کو چاہتا ہے۔ اسی طرح حضرت مسیح علیہ السلام کے وقت میں ہوا کیونکہ اس وقت کا قیصر روم ایک نیک نیت انسان تھا اور نہیں چاہتا تھا کہ زمین پر ظلم ہو اور انسانوں کی بھلائی اور نجات کا طالب تھا۔ تب آسمان کے خدا نے وہ روشنی بخشنے والا چاند ناصرہ کی زمین سے چڑھایا یعنی عیسیٰ مسیح۔ تا جیسا کہ ناصرہ کے لفظ کے معنی عبرانی میں طراوت اور تازگی اور سرسبزی ہے۔ یہی حالت انسانوں کے دلوں میں پیدا کرے۔ سو اے ہماری پیاری قیصرہ ہند خدا تجھے دیرگاہ تک سلامت رکھے۔ تیری نیک نیتی اور رعایا کی سچی ہمدردی اس قیصر روم سے کم نہیں ہے۔ بلکہ ہم زور سے کہتے ہیں کہ اس سے بہت زیادہ ہے کیونکہ تیری نظر کے نیچے جس قدر غریب رعایا ہے۔ جس کی تو اے معظمہ قیصرہ ہمدردی کرنا چاہتی ہے اور جس طرح تو ہر ایک پہلو سے اپنی عاجز رعیت کی خیر خواہ ہے۔ اور جس طرح تو نے اپنی خیر خواہی اور رعیت پروری کے نمونے دکھلائے ہیں۔ یہ کمالات اور برکات گذشتہ قیصروں میں سے کسی میں بھی نہیں پائے جاتے۔ اس لیے تیرے ہاتھ کے کام جو سراسر نیکی اور فیاضی سے رنگین ہیں۔ سب سے زیادہ اس بات کو چاہتے ہیں کہ جس طرح تو اے ملکہ معظمہ اپنی تمام رعیت کی نجات اور بھلائی اور آرام کے لیے دردمند ہے۔ اور رعیت پروری کی تدبیروں میں مشغول ہے۔ اسی طرح خدا بھی آسمان سے تیرا ہاتھ بٹا دے۔ سو یہ مسیح موعود جو دنیا میں آیا۔ تیرے ہی وجود کی برکت اور دلی نیک نیتی اور سچی ہمدردی کا ایک نتیجہ ہے۔ خدا نے تیرے عہد سلطنت میں دنیا کے دردمندوں کو یاد کیا اور آسمان سے اپنے مسیح کو بھیجا اور وہ تیرے ہی ملک میں اور تیری ہی حدود میں پیدا ہوا دنیا کے لیے یہ ایک گواہی ہو کہ تیری زمین کے سلسلہ عدل نے آسمان کے سلسلہ عدل کو اپنی طرف کھینچا اور تیرے رحم

کے سلسلہ نے آسمان پر ایک رحم کا سلسلہ بپا کیا اور چونکہ اس مسیح کا پیدا ہونا حق اور باطل کی تفریق کے لیے دنیا پر ایک آخری حکم ہے جس کے رو سے مسیح موعود حکم کہلاتا ہے اس لیے ناصرہ کی طرح جس میں تازگی اور سرسبزی کے زمانہ کی طرف اشارہ تھا اس مسیح کے گاؤں کا نام اسلام پور قاضی ماجھی رکھا گیا۔ تا قاضی کے لفظ سے خدا کے اس آخری حکم کی طرف اشارہ ہو۔ جس سے برگزیدوں کو دائمی فضل کی بشارت ملتی ہے اور تا مسیح موعود کا نام جو حکم ہے۔ اس کی طرف بھی ایک لطیف ایما ہو اور اسلام پور قاضی ماجھی اس وقت اس گاؤں کا نام رکھا گیا تھا۔ جبکہ بابر بادشاہ کے عہد میں اس ملک ماجھ کا ایک بڑا علاقہ حکومت کے طور پر میرے بزرگوں کو ملا تھا اور پھر رفتہ رفتہ یہ حکومت خودمختار ریاست بن گئی۔ اور پھر کثرت استعمال سے قاضی کا لفظ قادی سے بدل گیا اور پھر اور بھی تغیر پا کر قادیاں ہو گیا۔ غرض ناصرہ اور اسلام پور قاضی کا لفظ ایک بڑے پُرمعنی نام ہیں۔ جو ایک ان میں سے روحانی سرسبزی پر دلالت کرتا ہے۔ اور دوسرا روحانی فیصلہ پر جو مسیح موعود کا کام ہے اے ملکہ معظمہ قیصرہ ہند! خدا تجھے اقبال اور خوشی کے ساتھ عمر میں برکت دے۔ تیرا عہد حکومت کیا ہی مبارک ہے کہ آسمان سے خدا کا ہاتھ تیرے مقاصد کی تائید کر رہا ہے۔ تیری ہمدردی رعایا اور نیک نیتی کی راہوں کو فرشتے صاف کر رہے ہیں۔ تیرے عدل کے لطیف بخارات بادلوں کی طرح اٹھ رہے ہیں تا تمام ملک کو رشک بہار بنا دیں۔ شریر ہے وہ انسان جو تیرے عہد سلطنت کا قدر نہیں کرتا اور بدذات ہے۔ وہ نفس جو تیرے احسانوں کا شکر گزار نہیں۔ چونکہ یہ مسئلہ تحقیق شدہ ہے کہ دل کو دل سے راہ ہوتا ہے۔ اس لیے مجھے ضرورت نہیں کہ میں اپنی زبان کی لفاظی سے اس بات کو ظاہر کروں کہ میں آپ سے دلی محبت رکھتا ہوں۔ اور میرے دل میں خاص طور پر آپ کی محبت اور عظمت ہے۔ ہماری دن رات کی دعائیں آپ کے لیے آب رواں کی طرح جاری ہیں اور ہم نہ سیاست قہری کے نیچے ہو کر آپ کے مطیع ہیں بلکہ آپ کی انواع و اقسام کی خوبیوں نے ہمارے دلوں کو اپنی طرف کھینچ لیا ہے اے بابرکت قیصرہ ہند، تجھے یہ تیری عظمت اور نیک نامی مبارک ہو۔ خدا کی نگاہیں اس ملک پر ہیں۔ جس پر تیری نگاہیں ہیں۔ خدا کی رحمت کا ہاتھ اس رعایا پر ہے جس پر تیرا ہاتھ ہے۔ تیری ہی پاک نیتوں کی تحریک سے خدا نے مجھے بھیجا ہے کہ تا پرہیزگاری اور نیک اخلاقی اور صلح کاری کی راہوں کو دوبارہ دنیا میں قائم کروں۔ اے عالی جناب قیصرہ ہند! مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے علم دیا گیا ہے کہ ایک عیب مسلمانوں میں اور

ایک عیب عیسائیوں میں ایسا ہے۔ جس سے وہ سچی روحانی زندگی سے دور پڑے ہوئے ہیں اور وہ عیب ان کو ایک ہونے نہیں دیتا۔ بلکہ ان میں باہمی پھوٹ ڈال رہا ہے اور وہ یہ ہے کہ مسلمانوں میں یہ دو مسئلے نہایت خطرناک اور سراسر غلط ہیں کہ وہ دین کے لیے تلوار کے جہاد کو اپنے مذہب کا ایک رکن سمجھتے ہیں اور اس جنون سے ایک بے گناہ کو قتل کر کے ایسا خیال کرتے ہیں کہ گویا انھوں نے ایک بڑے ثواب کا کام کیا ہے۔ اور گو اس ملک برٹش انڈیا میں یہ عقیدہ اکثر مسلمانوں کا بہت کچھ اصلاح پذیر ہو گیا ہے۔ اور ہزارہا مسلمانوں کے دل میری بائیس تیس سال کی کوششوں سے صاف ہو گئے ہیں۔ لیکن اس میں کچھ شک نہیں کہ بعض غیر ممالک میں یہ خیالات اب تک سرگرمی سے پائے جاتے ہیں۔ گویا ان لوگوں نے اسلام کا مغز اور عطر لڑائی اور جبر کو ہی سمجھ لیا ہے۔ لیکن یہ رائے ہرگز صحیح نہیں ہے۔ قرآن میں صاف حکم ہے کہ دین کے پھیلانے کے لیے تلوار مت اٹھاؤ۔ اور دین کی ذاتی خوبیوں کو پیش کرو اور نیک نمونوں سے اپنی طرف کھینچو اور یہ مت خیال کرو کہ ابتدا میں اسلام میں تلوار کا حکم ہوا کیونکہ وہ تلوار دین کو پھیلانے کے لیے نہیں کھینچی گئی تھی۔ بلکہ دشمنوں کے حملوں سے اپنے آپ کو بچانے کے لیے اور یا امن قائم کرنے کے لیے کھینچی گئی تھی۔ مگر دین کے لیے جبر کرنا کبھی مقصد نہ تھا افسوس کہ یہ عیب غلط کار مسلمانوں میں اب تک موجود ہے۔ جس کی اصلاح کے لیے میں نے پچاس ہزار سے کچھ زیادہ اپنے رسالے اور مبسوط کتابیں اور اشتہارات اس ملک اور غیر ملکوں میں شائع کیے ہیں اور امید رکھتا ہوں کہ جلد تر ایک زمانہ آنے والا ہے کہ اس عیب سے مسلمانوں کا دامن پاک ہو جائے گا۔

دوسرا عیب ہماری قوم مسلمانوں میں یہ بھی ہے کہ وہ ایک ایسے خونی مسیح اور خونی مہدی کے منتظر ہیں۔ جو ان کے زعم میں دنیا کو خون سے بھر دے گا۔ حالانکہ یہ خیال سراسر غلط ہے۔ ہماری معتبر کتابوں میں لکھا ہے کہ مسیح موعود کوئی لڑائی نہیں کرے گا اور نہ تلوار اٹھائے گا۔ بلکہ وہ تمام باتوں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خو اور خلق پر ہوگا اور ان کے رنگ سے ایسا رنگین ہوگا کہ گویا ہو بہو وہی ہوگا۔ یہ دو غلطیاں حال کے مسلمانوں میں ہیں۔ جن کی وجہ سے اکثر ان کے دوسری قوموں سے بغض رکھتے ہیں مگر مجھے خدا نے اس لیے بھیجا ہے کہ ان غلطیوں کو دور کر دوں،

اور قاضی یا حکم کا لفظ جو مجھے عطا کیا گیا ہے۔ وہ اسی فیصلہ کے لیے ہے۔

اور ان کے مقابل پر ایک غلطی عیسائیوں میں بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ وہ مسیح جیسے مقدس اور بزرگوار کی نسبت جس کو انجیل شریف میں نور کہا گیا ہے۔ نعوذ باللہ لعنت کا لفظ اطلاق کرتے ہیں۔ اور وہ نہیں جانتے کہ لعن اور لعنت ایک لفظ عبرانی اور عربی میں مشترک ہے۔ جس کے یہ معنی ہیں کہ ملعون انسان کا دل خدا سے بکلی برگشتہ اور دور اور مہجور ہو کر ایسا گندہ اور ناپاک ہو جائے۔ جس طرح جذام سے جسم گندہ اور خراب ہو جاتا ہے۔ اور عرب اور عبرانی کے اہل زبان اس بات پر متفق ہیں کہ ملعون یا لعنتی صرف اسی حالت میں کسی کو کہا جاتا ہے جبکہ اس کا دل درحقیقت خدا سے تمام تعلقات محبت اور معرفت اور اطاعت کے توڑ دے اور شیطان کا ایسا تابع ہو جائے کہ گویا شیطان کا فرزند ہو جائے۔ اور خدا اس سے بیزار اور وہ خدا سے بیزار ہو جائے اور خدا اس کا دشمن اور وہ خدا کا دشمن ہو جائے۔ اسی لیے لعین شیطان کا نام ہے۔ پس وہی نام حضرت مسیح علیہ السلام کے لیے تجویز کرنا اور ان کے پاک اور منور دل کو نعوذ باللہ شیطان کے تاریک دل سے مشابہت دینا اور وہ جو بقول ان کے خدا سے نکلا ہے۔ اور وہ جو سراسر نور ہے۔ اور وہ جو آسمان سے ہے۔ اور وہ جو علم کا دروازہ اور خدا شناسی کی راہ اور خدا کا وارث ہے۔ اسی کی نسبت نعوذ باللہ یہ خیال کرنا کہ وہ لعنتی ہو کر یعنی خدا سے مردود ہو کر اور خدا کا دشمن ہو کر اور دل سیاہ ہو کر اور خدا سے برگشتہ ہو کر اور معرفت الٰہی سے نابینا ہو کر شیطان کا وارث بن گیا۔ اور اس لقب کا مستحق ہو گیا جو شیطان کے لیے خاص ہے یعنی لعنت۔ یہ ایک ایسا عقیدہ ہے کہ اس کے سننے سے دل پاش پاش ہوتا ہے اور بدن پر لرزہ پڑتا ہے۔ کیا خدا کے مسیح کا دل خدا سے ایسا برگشتہ ہو گیا جیسے شیطان کا دل؟ کیا خدا کے پاک مسیح پر کوئی ایسا زمانہ آیا۔ جس میں وہ خدا سے بیزار اور درحقیقت خدا کا دشمن ہو گیا۔ یہ بڑی غلطی اور بڑی بے ادبی ہے قریب ہے جو آسمان اس سے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے۔ غرض مسلمانوں کے جہاد کا عقیدہ مخلوق کے حق میں ایک بداندیشی ہے اور عیسائیوں کا یہ عقیدہ خود خدا کے حق میں بداندیشی ہے۔ اگر یہ ممکن ہے کہ نور کے ہوتے ہی اندھیرا ہو جائے۔ تو یہ بھی ممکن ہے کہ نعوذ باللہ کسی وقت مسیح کے دل نے لعنت کی زہرناک کیفیت اپنے اندر حاصل کی تھی۔ اگر انسانوں کی نجات اسی بے ادبی پر موقوف ہے، تو بہتر ہے کہ کسی کی بھی نجات نہ ہو۔ کیونکہ تمام

گنہگاروں کا مرنا بہ نسبت اس بات کے اچھا ہے کہ مسیح جیسے نور اور نورانی کو گمراہی کی تاریکی اور لعنت اور خدا کی عداوت کے گڑھے میں ڈوبنے والا قرار دیا جائے۔ سو میں یہ کوشش کر رہا ہوں کہ مسلمانوں کا وہ عقیدہ اور عیسائیوں کا یہ عقیدہ اصلاح پذیر ہو جائے اور میں شکر کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے مجھے ان دونوں ارادوں میں کامیاب کیا ہے۔ چونکہ میرے ساتھ آسمانی نشان اور خدا کے معجزات تھے۔ اس لیے مسلمانوں کے قائل کرنے کے لیے مجھے بہت تکلیف اٹھانی نہیں پڑی۔ اور ہزارہا مسلمان خدا کے عجیب اور فوق العادۃ نشانوں کو دیکھ کر میرے تابع ہو گئے۔ اور وہ خطرناک عقائد انھوں نے چھوڑ دیے۔ جو وحشیانہ طور پر ان کے دلوں میں تھے۔ اور میرا گروہ ایک سچا خیر خواہ اس گورنمنٹ کا بن گیا ہے جو برٹش انڈیا میں سب سے اوّل درجہ پر جوش اطاعت دل میں رکھتے ہیں۔ جس سے مجھے بہت خوشی ہے اور عیسائیوں کا یہ عیب دور کرنے کے لیے خدا نے میری وہ مدد کی ہے جو میرے پاس الفاظ نہیں کہ میں شکر کر سکوں۔ اور وہ یہ ہے کہ بہت سے قطعی دلائل اور نہایت پختہ وجوہ سے یہ ثابت ہو گیا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام صلیب پر فوت نہیں ہوئے بلکہ خدا نے اس پاک نبی کو صلیب پر سے بچا لیا اور آپ خدا تعالیٰ کے فضل سے نہ مر کر بلکہ زندہ ہی قبر میں غشی کی حالت میں داخل کیے گئے۔ اور پھر زندہ ہی قبر سے نکلے جیسا کہ آپ نے انجیل میں خود فرمایا تھا کہ میری حالت یونس نبی کی حالت سے مشابہ ہوئی۔ آپ کی انجیل میں الفاظ یہ ہیں کہ یونس نبی کا معجزہ میں دکھلاؤں گا۔ سو آپ نے یہ معجزہ دکھلایا کہ زندہ ہی قبر میں داخل ہوئے۔ اور زندہ ہی نکلے۔ یہ وہ باتیں ہیں جو انجیلوں سے ہمیں معلوم ہوتی ہیں۔ لیکن اس کے علاوہ ایک بڑی خوشخبری جو ہمیں ملی ہے، وہ یہ ہے کہ دلائل قاطعہ سے ثابت ہو گیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر سری نگر کشمیر میں موجود ہے۔ اور یہ امر ثبوت کو پہنچ گیا ہے کہ آپ یہودیوں کے ملک سے بھاگ کر نصیبین کی راہ سے افغانستان میں آئے اور ایک مدت تک کوہ نعمان میں رہے اور پھر کشمیر میں آئے اور ایک سو بیس برس کی عمر پا کر سری نگر میں آپ کا انتقال ہوا اور سرینگر محلہ خان یار میں آپ کا مزار ہے۔ چنانچہ اس بارے میں میں نے ایک کتاب لکھی ہے۔ جس کا نام ہے۔ مسیح ہندوستان میں۔ یہ ایک بڑی فتح ہے۔ جو مجھے حاصل ہوئی ہے اور میں جانتا ہوں کہ جلد تر یا کچھ دیر سے اس کا یہ نتیجہ ہوگا کہ یہ دو بزرگ قومیں عیسائیوں اور

مسلمانوں کی جو مدت سے بچھڑی ہوئی ہیں، باہم شیر وشکر ہو جائیں گی۔ اور بہت سے نزاعوں کو خیر باد کہہ کر محبت اور دوستی سے ایک دوسرے سے ہاتھ ملائیں گی چونکہ آسمان پر یہی ارادہ قرار پایا ہے۔ اس لیے ہماری گورنمنٹ انگریزی کو بھی قوموں کے اتفاق کی طرف بہت توجہ ہو گئی ہے۔ جیسا کہ قانون سڈیشن کے بعض دفعات سے ظاہر ہے۔ اصل بھید یہ ہے کہ جو کچھ آسمان پر خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک تیاری ہوتی ہے۔ زمین پر بھی ویسے ہی خیالات گورنمنٹ کے دل میں پیدا ہو جاتے ہیں۔ غرض ہماری ملکہ معظمہ کی نیک نیتی کی وجہ سے خدا تعالیٰ نے آسمان سے یہ اسباب پیدا کر دیے ہیں کہ دونوں قوموں عیسائیوں اور مسلمانوں میں وہ اتحاد پیدا ہو جائے کہ آئندہ ان کو دو قوم نہ کہا جائے۔

اب اس کے بعد مسیح علیہ السلام کی نسبت کوئی عقل مند یہ عقیدہ ہرگز نہیں رکھے گا کہ نعوذ باللہ کسی وقت ان کا دل لعنت کی زہر ناک کیفیت سے رنگین ہو گیا تھا کیونکہ لعنت مصلوب ہونے کا نتیجہ تھا۔ پس جبکہ مصلوب ہونا ثابت نہ ہوا بلکہ یہ ثابت ہوا کہ آپ کی ان دعاؤں کی برکت سے جو ساری رات باغ میں کی گئی تھیں اور فرشتے کی اس منشا کے موافق جو پلاطوس کی بیوی کے خواب میں حضرت مسیح کے بچاؤ کی سفارش کے لیے ظاہر ہوا تھا☆ اور خود حضرت مسیح علیہ السلام کی اس مثال کے موافق جو آپ نے یونس نبی کا تین دن مچھلی کے پیٹ میں رہنا اپنے انجام کار کا ایک نمونہ ٹھہرایا تھا آپ کو خدا تعالیٰ نے صلیب اور اس کے پھل سے جو لعنت ہے۔ نجات بخشی اور آپ کی یہ دردناک آواز کہ ایلی ایلی لما سبقتانی۔ (ترجمہ یہ ہے کہ اے میرے خدا! تو نے کیوں مجھے چھوڑ دیا)۔ جناب الٰہی میں سنی گئی یہ وہ کھلا کھلا ثبوت ہے جس سے ہر ایک حق کے طالب کا دل بے اختیار خوشی کے ساتھ اچھل پڑے گا۔ سو بلاشبہ یہ ہماری ملکہ معظمہ قیصرہ ہند کی برکات کا ایک پھل ہے۔ جس نے حضرت مسیح علیہ السلام کے دامن کو تخمیناً انیس سو برس کی بیجا تہمت سے پاک کیا۔

☆ یہ بات کسی طرح قبول کے لائق نہیں اور اس امر کو کسی دانشمند کا کانشنس قبول نہیں کرے گا کہ خدا تعالیٰ کا تو یہ ارادہ مصمم ہو کہ مسیح کو پھانسی دے۔ مگر اس کا فرشتہ خواہ مخواہ مسیح کے چھوڑانے کے لیے تڑپتا پھرے۔ کبھی پلاطوس کے دل میں مسیح کی محبت ڈالے اور اس کے منہ سے یہ کہلا دے کہ میں یسوع کا کوئی گناہ نہیں دیکھتا اور کبھی پلاطوس کی بیوی کے پاس خواب میں جاوے اور اس کو کہے کہ اگر یسوع مسیح پھانسی مل گیا تو پھر اس میں تمہاری خیر نہیں ہے۔ یہ کیسی عجیب بات ہے کہ فرشتہ کا خدا سے اختلاف رائے۔ منہ

اب میں مناسب نہیں دیکھتا کہ اس عریضہ نیاز کو طول دوں۔ گو میں جانتا ہوں کہ جس قدر میرے دل میں یہ جوش تھا کہ میں اپنے اخلاص اور اطاعت اور شکر گزاری کو حضور قیصرہ ہند دام ملکہ میں عرض کروں۔ پورے طور پر میں اس جوش کو ادا نہیں کر سکا۔ ناچار دعا پر ختم کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ جو زمین و آسمان کا مالک اور نیک کاموں کی نیک جزا دیتا ہے۔ وہ آسمان پر سے اس محسنہ قیصرہ ہند دام ملکہا کو ہماری طرف سے نیک جزا دے اور وہ فضل اس کے شامل حال کرے جو نہ صرف دنیا تک محدود ہو۔ بلکہ سچی اور دائمی خوشحالی جو آخرت کو ہوگی، وہ بھی عطا فرما دے اور اس کو خوش رکھے اور ابدی خوشی پانے کے اس کے لیے سامان مہیا کرے۔ اور اپنے فرشتوں کو حکم کرے کہ تا اس مبارک قدم ملکہ معظمہ کو کہ اس قدر مخلوقات پر نظر رحم رکھنے والی ہے۔ اپنے اس الہام سے منور کریں جو بجلی کی چمک کی طرح ایک دم میں دل میں نازل ہوتا اور تمام صحن سینہ کو روشن کرتا اور فوق الخیال تبدیلی کر دیتا ہے۔ یا الٰہی ہماری ملکہ معظمہ قیصرہ ہند کو ہمیشہ ہر ایک پہلو سے خوش رکھ اور ایسا کر کہ تیری طرف سے ایک بالائی طاقت اس کو تیرے ہمیشہ کے نوروں کی طرف کھینچ کر لے جائے اور دائمی اور ابدی سرور میں داخل کرے کہ تیرے آگے کوئی بات انہونی نہیں۔ آمین! اور سب کہیں کہ آمین!

20 اگست 1899ء الملتمس

خاکسار مرزا غلام احمد قادیاں ضلع گورداسپور، پنجاب"

(ستارہ قیصرہ صفحہ 1 تا 18 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 109 تا 126 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 542 تا 558 پر)

اللہ کی روح میرے اندر بولتی ہے

(137) "وہ خدا جو آسمان پر ہے جو دِل کے خیالات کو جانتا ہے جس کے الہام سے میں نے اس عریضہ کو لکھا ہے۔ وہ میرے ساتھ ہوگا اور میرے ساتھ ہے۔ وہ مجھے اس گورنمنٹ عالیہ اور قوموں کے سامنے شرمندہ نہیں کرے گا۔ اسی کی روح ہے جو میرے اندر بولتی ہے۔ میں نہ اپنی طرف سے بلکہ اس کی طرف سے یہ پیغام پہنچا رہا ہوں تا سب کچھ جو اتمام حجت کے لیے چاہیے، پورا ہو۔ یہ سچ ہے کہ میں اپنی طرف سے نہیں بلکہ اس کی طرف سے کہتا ہوں اور وہی ہے جو میرا مددگار ہوگا۔

بالآخر میں اس بات کا بھی شکر کرتا ہوں کہ ایسے عریضہ کو پیش کرنے کے لیے میں
بجز اس سلطنت محسنہ کے اور کسی سلطنت کو وسیع الاخلاق نہیں پاتا اور گو اس ملک کے مولوی ایک
اور کفر کا فتویٰ بھی مجھ پر لگائیں۔ مگر میں کہنے سے باز نہیں رہ سکتا کہ ایسے عرائض کے پیش
کرنے کے لیے عالی حوصلہ، عالی اخلاق صرف سلطنت انگریزی ہے۔ میں اس سلطنت کے
مقابل پر سلطنت روم کو بھی نہیں پاتا جو اسلامی سلطنت کہلاتی ہے۔ اب میں اس دعا پر ختم
کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ ہماری محسنہ ملکہ معظمہ قیصرہ ہند کو عمر دراز کر کے ہر ایک اقبال
سے بہرہ ور کرے اور وہ تمام دعائیں جو میں نے اپنے رسالہ ستارۂ قیصرہ اور تحفۂ
قیصریہ میں ملکہ موصوفہ کو دی ہیں، قبول فرماوے اور میں امید رکھتا ہوں کہ گورنمنٹ
محسنہ اس کے جواب سے مجھے مشرف فرماوے گی۔ والدعا۔"

عریضۂ خاکسار

مرزا غلام احمد از قادیان

المرقوم 27 ستمبر 1899ء"

(تریاق القلوب صفحہ 371، 372 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 499، 500 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 559 تا 560 پر)

اے قیصرہ و ملکہ معظّمہ!

(138) "میں نہ اپنے نفس سے اور نہ اپنے خیال سے بلکہ خدا سے مامور ہوں کہ جس
گورنمنٹ کے سایہ عطوفت کے نیچے، میں امن کے ساتھ زندگی بسر کر رہا ہوں۔ اس کے لیے
دعا میں مشغول رہوں اور اس کے احسانات کا شکر کروں۔ اور اس کی خوشی کو اپنی خوشی سمجھوں
اور جو کچھ مجھے فرمایا گیا ہے، نیک نیتی سے اس تک پہنچاؤں۔ لہٰذا اس موقعہ جوبلی پر جناب
ملکہ معظّمہ کے ان متواتر احسانات کو یاد کر کے جو ہماری جان اور مال اور آبرو کے شامل حال
ہیں۔ ہدیہ شکر گزاری پیش کرتا ہوں اور وہ ہدیہ دعائے سلامتی و اقبال ملکہ ممدوحہ ہے
جو دل سے اور وجود کے ذرہ ذرہ سے نکلتی ہے۔

اے قیصرہ و ملکہ معظّمہ! ہمارے دل تیرے لیے دعا کرتے ہوئے جناب الٰہی میں جھکتے ہیں اور ہماری روحیں تیرے اقبال اور سلامتی کے لیے حضرت احدیت میں سجدہ کرتی ہیں۔ اے اقبال مند قیصرہ ہند! اس جوبلی کی تقریب پر ہم اپنے دل اور جان سے تجھے مبارکباد دیتے ہیں اور خدا سے چاہتے ہیں کہ خدا تجھے ان نیکیوں کی بہت بہت جزا دے۔ جو تجھ سے اور تیری بابرکت سلطنت سے اور تیرے امن پسند حکام سے ہمیں پہنچی ہیں۔ ہم تیرے وجود کو اس ملک کے لیے خدا کا ایک بڑا فضل سمجھتے ہیں اور ہم ان الفاظ کے نہ ملنے سے شرمندہ ہیں۔ جن سے ہم اس شکر کو پورے طور پر ادا کر سکتے۔ ہر ایک دعا جو ایک سچا شکر گزار تیرے لیے کر سکتا ہے، ہماری طرف سے تیرے حق میں قبول ہو۔ خدا تیری آنکھوں کو مرادوں کے ساتھ ٹھنڈی رکھے اور تیری عمر اور صحت اور سلامتی میں زیادہ سے زیادہ برکت دے اور تیرے اقبال کا سلسلہ ترقیات جاری رکھے اور تیری اولاد اور ذریت کو تیری طرح اقبال کے دن دکھا دے۔ اور فتح اور ظفر عطا کرتا رہے۔ ہم اس کریم و رحیم خدا کا بہت بہت شکر کرتے ہیں۔ جس نے اس مسرت بخش دن کو ہمیں دکھایا اور جس نے ایسی محسنہ رعیت پرور داد گستر بیدار مغز ملکہ کے زیر سایہ ہمیں پناہ دی اور ہمیں اس کے مبارک عہد سلطنت کے نیچے یہ موقعہ دیا کہ ہم ہر ایک بھلائی کو جو دنیا اور دین کے متعلق ہو، حاصل کر سکیں اور اپنے نفس اور اپنی قوم اور اپنے بنی نوع کے لیے سچی ہمدردی کے شرائط بجا لا سکیں اور ترقی کی ان راہوں پر آزادی سے قدم مار سکیں۔ جن راہوں پر چلنے سے نہ صرف ہم دنیا کی مکروہات سے محفوظ رہ سکتے ہیں بلکہ ابدی جہان کی سعادتیں بھی ہمیں حاصل ہو سکتی ہیں۔

جب ہم سوچتے ہیں کہ یہ تمام نیکیاں اور ان کے وسائل جناب قیصرہ ہند کی عہد سلطنت میں ہم کو ملی ہیں اور یہ سب خیر اور بھلائی کے دروازے اسی ملکہ معظّمہ مبارکہ کے ایام بادشاہت میں ہم پر کھلے ہیں تو اس سے ہمیں اس بات پر قوی دلیل ملتی ہے کہ جناب قیصرہ ہند کی نیت رعایا پروری کے لیے نہایت ہی نیک ہے کیونکہ یہ ایک مسلم مسئلہ ہے کہ بادشاہ کی نیت رعایا کے اندرونی حالات اور ان کے اخلاق اور چال چلن پر بہت اثر رکھتی ہے۔ یا یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ جب کسی حصہ زمین پر نیک نیت اور عادل بادشاہ حکمرانی کرتا ہے تو خدا تعالیٰ کی یہی عادت ہے کہ اس زمین کے رہنے والے اچھی باتوں اور نیک اخلاق کی طرف توجہ کرتے ہیں اور خدا اور خلقت کے ساتھ اخلاص کی عادت ان میں پیدا ہو جاتی ہے۔ سو یہ امر ہر ایک

آنکھ کو بدیہی طور پر نظر آ رہا ہے کہ برٹش انڈیا میں اچھی حالتوں اور اچھے اخلاق کی طرف ایک انقلاب عظیم پیدا ہو رہا ہے اور وحشیانہ جذبات ملکوتی حالات کی طرف انتقال کر رہے ہیں اور نئی ذریت نفاق کی جگہ اخلاص کو زیادہ پسند کرتی جاتی ہے اور لوگوں کی استعدادیں سچائی کے قبول کرنے کے لیے بہت نزدیک آتی جاتی ہیں۔ انسانوں کی عقل اور فہم اور سوچ میں ایک بڑی تبدیلی پیدا ہو گئی ہے اور اکثر لوگ ایک سادہ اور بے لوث زندگی کے لیے تیار ہو رہے ہیں۔ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ یہ عہد سلطنت ایک ایسی روشنی کا پیش خیمہ ہے جو آسمان سے اتر کر دلوں کو روشن کرنے والی ہے۔ ہزاروں دل اس طرح پر راستی کے شوق میں اُچھل رہے ہیں کہ گویا وہ ایک آسمانی مہمان کے لیے جو سچائی کا نور ہے، پیشوائی کے طور پر قدم بڑھاتے ہیں۔ انسانی قویٰ کے تمام پہلوؤں میں اچھے انقلاب کا رنگ دکھائی دیتا ہے اور دلوں کی حالت اس عمدہ زمین کی طرح ہو رہی ہے جو اپنا سبزہ نکالنے کے لیے پھول گئی ہو۔ ہماری ملکہ معظمہ اگر اس بات سے فخر کریں تو بجا ہے کہ روحانی ترقیات کے لیے خدا اسی زمین سے ابتدا کرنا چاہتا ہے جو برٹش انڈیا کی زمین ہے۔ اس ملک میں کچھ ایسے روحانی انقلاب کے آثار نظر آتے ہیں کہ گویا خدا بہتوں کو سفلی زندگی سے باہر نکالنا چاہتا ہے۔ اکثر لوگ بالطبع پاک زندگی کے حاصل کرنے کے لیے میل کرتے جاتے ہیں اور بہت سی روحیں عمدہ تعلیم اور عمدہ اخلاق کی تلاش میں ہیں اور خدا کا فضل امید دے رہا ہے کہ وہ اپنی ان مرادوں کو پائیں گے۔''

(تحفہ قیصریہ صفحہ 14 تا 16 مندرجہ روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 266 تا 268 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 561 تا 563 پر)

علاج آتش رومی کے سوز میں ہے ترا
تری خرد پہ ہے غالب فرنگیوں کا فسوں

مبارک، مبارک، مبارک!!

(139) ''یہ عریضہ مبارکبادی اُس شخص کی طرف سے ہے جو یسوع مسیح کے نام پر طرح طرح کی بدعتوں سے دنیا کو چھوڑانے کے لیے آیا ہے۔ جس کا مقصد یہ ہے کہ امن اور نرمی کے ساتھ دنیا میں سچائی قائم کرے۔ اور لوگوں کو اپنے پیدا کنندہ سے سچی محبت اور بندگی کا طریق سکھائے۔ اور اپنے بادشاہ ملکہ معظمہ سے جس کی وہ رعایا ہیں، سچی اطاعت کا طریق

سمجھائے، اور بنی نوع میں باہمی سچی ہمدردی کرنے کا سبق دیوے۔ اور نفسانی کینوں اور جوشوں کو درمیان سے اُٹھائے۔ اور ایک پاک صلح کاری کو خدا کے نیک نیت بندوں میں قائم کرے۔ جس کی نفاق سے ملونی نہ ہو اور یہ نوشتہ ایک ہدیہ شکر گذاری ہے۔ کہ جو عالی جناب قیصرہ ہند ملکہ معظمہ والی انگلستان و ہند دام اقبالہا بالقابہا کے حضور میں بتقریب جلسہ جوبلی شصت سالہ بطور مبارکباد پیش کیا گیا ہے۔ مبارک! مبارک!! مبارک!!"

(تحفہ قیصریہ صفحہ 1، مندرجہ روحانی خزائن جلد 12، صفحہ 253 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 564 پر)

مبارک ہو

(140) "تاج و تخت ہند قیصر کو مبارک ہو مدام

ان کی شاہی میں، میں پاتا ہوں رفاہِ روزگار"

(براہین احمدیہ جلد پنجم صفحہ 111 مندرجہ روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 141 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 565 پر)

اے موحدہ صدیقہ، تجھے آسمان سے بھی مبارک باد

(141) "اُس خدا کا شکر ہے جس نے آج ہمیں یہ عظیم الشان خوشی کا دن دکھلایا۔ کہ ہم نے اپنی ملکہ معظمہ قیصرہ ہند و انگلستان کی شصت سالہ جوبلی کو دیکھا۔ جس قدر اِس دن کے آنے سے مسرت ہوئی، کون اس کو اندازہ کر سکتا ہے؟ ہماری محسنہ قیصرہ مبارکہ کو ہماری طرف سے خوشی اور شکر سے بھری ہوئی مبارکباد پہنچے، خدا ملکہ معظمہ کو ہمیشہ خوشی سے رکھے!

وہ خدا جو زمین کو بنانے والا اور آسمانوں کو اونچا کرنے والا اور چمکتے ہوئے سورج اور چاند کو ہمارے لیے کام میں لگانے والا ہے۔ اس کی جناب میں ہم دُعا کرتے ہیں کہ وہ ہماری ملکہ معظمہ قیصرہ ہند کو جو اپنی رعایا کی مختلف اقوام کو کنارِ عاطفت میں لیے ہوئے ہے جس کے ایک وجود سے کروڑہا انسانوں کو آرام پہنچ رہا ہے۔ تادیرگاہ سلامت رکھے۔ اور ایسا ہو کہ جلسہ جوبلی کی تقریب پر (جس کی خوشی سے کروڑہا دلِ برٹش انڈیا اور انگلستان کے جوش

نشاط میں ان پھولوں کی طرح حرکت کر رہے ہیں جو نسیم صبا کی ٹھنڈی ہوا سے شگفتہ ہو کر پرندوں کی طرح اپنے پروں کو ہلاتے ہیں) جس زور شور سے زمین مبارکباد کے لیے اچھل رہی ہے۔ ایسا ہی آسمان بھی اپنے آفتاب و ماہتاب اور تمام ستاروں کے ساتھ مبارکبادیاں دیوے۔ اور عنایت صمدی ایسا کرے کہ جیسا کہ ہماری عالی شان محسنہ ملکہ معظمہ والی ہند و انگلستان اپنی رعایا کے تمام بوڑھوں اور بچوں کے دلوں میں ہر دلعزیز ہے۔ ویسا ہی آسمانی فرشتوں کے دلوں میں بھی ہر دلعزیز ہو جائے۔ وہ قادر جس نے بیشمار دنیوی برکتیں اس کو عطا کیں۔ دینی برکتوں سے بھی اسے مالا مال کرے۔ وہ رحیم جس نے اِس جہان میں اس کو خوش رکھا، اگلے جہان میں بھی خوشی کے سامان اس کے لیے عطا کرے۔ خدا کے کاموں سے کیا بعید ہے کہ ایسا مبارک وجود جس سے کروڑہا بلکہ بے شمار نیکی کے کام ہوئے اور ہو رہے ہیں۔ اس کے ہاتھ سے یہ آخری نیکی بھی ہو جائے کہ انگلستان کو رحم اور امن کے ساتھ انسان پرستی سے پاک کر دیا جائے۔ تا فرشتوں کی رُوحیں بھی بول اُٹھیں۔ کہ اے موحدہ صدیقہ تجھے آسمان سے بھی مبارکباد جیسا کہ زمین سے!!"

(تحفہ قیصریہ صفحہ 3,2 مندرجہ روحانی خزائن جلد 12، صفحہ 254، 255 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 566، 567 پر)

غلامی اور محکومانہ زندگی کا سب سے بڑا اثر یہ ہوتا ہے کہ ہمت و عزم کی روح پست ہو کر رہ جاتی ہے۔ انسان اس ناپاک زندگی کے ذلت آمیز امن و سکون کو نعمت سمجھنے، حقیر راحتوں کو سب سے بڑی عظمت تصور کرنے اور جدوجہد کی زندگی سے پریشان و حیران نظر آتا ہے۔ آنجہانی مرزا قادیانی نے ملکہ وکٹوریہ کے دربار سے اپنے لیے جس ذلت آمیز طریقے سے بھکشا مانگی، اس سے تو بڑے بڑے رذیل گداگروں کے سر بھی شرم سے جھک گئے ہوں گے۔ درج ذیل حوالہ بطور خاص اس حقیقت کا شاہد ہے:

مہربانی کے مینہ سے پرورش

(142) "ہم اس سلطنت کے سایہ کے نیچے بڑے آرام اور امن سے زندگی بسر کر رہے ہیں اور شکر گزار ہیں اور یہ خدا کا فضل اور احسان ہے، جو اس نے ہمیں کسی ایسے ظالم بادشاہ کے حوالہ نہیں کیا جو ہمیں پیروں کے نیچے کچل ڈالتا اور کچھ رحم نہ کرتا بلکہ اُس نے ہمیں ایک ایسی

ملکہ عطا کی ہے جو ہم پر رحم کرتی ہے اور احسان کی بارش سے اور مہربانی کے مینہ سے ہماری پرورش فرماتی ہے اور ہمیں ذلت اور کمزوری کی پستی سے اوپر کی طرف اٹھاتی ہے۔"
(نور الحق حصہ اوّل صفحہ 6 مندرجہ روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 6 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 568 پر)

عجب رنگ زمانہ ہے، عجب اُس کی روانی ہے
کہ معمولی کلرکوں نے بھی نبی بننے کی ٹھانی ہے
نہیں شیوہ یہ نبیوں کا حکومت سے کہیں جا کر
نبوت کیا ہے مری، بس تمہاری مہربانی ہے

ملکہ وکٹوریہ کے عدل کی کشش

(143) "خدا نے تیرے عہد سلطنت میں دنیا کے دردمندوں کو یاد کیا اور آسمان سے اپنے مسیح کو بھیجا اور وہ تیرے ہی ملک میں اور تیری ہی حدود میں پیدا ہوا دنیا کے لیے یہ ایک گواہی ہو کہ تیری زمین کے سلسلہ عدل نے آسمان کے سلسلہ عدل کو اپنی طرف کھینچا اور تیرے رحم کے سلسلہ نے آسمان پر ایک رحم کا سلسلہ بپا کیا۔"
(ستارہ قیصرہ صفحہ 10، 11 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 118، 119 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 569، 570 پر)

نور کو نور اپنی طرف کھینچتا ہے

(144) "اے ملکہ معظمہ! تیرے وہ پاک ارادے ہیں جو آسمانی مدد کو اپنی طرف کھینچ رہے ہیں۔ اور تیری نیک نیتی کی کشش ہے۔ جس سے آسمان رحمت کے ساتھ زمین کی طرف جھکتا جاتا ہے۔ اس لیے تیرے عہد سلطنت کے سوا اور کوئی بھی عہد سلطنت ایسا نہیں ہے جو مسیح موعود کے ظہور کے لیے موزوں ہو، سو خدا نے تیرے نورانی عہد میں آسمان سے ایک نور نازل کیا۔ کیونکہ نور نور کو اپنی طرف کھینچتا اور تاریکی تاریکی کو کھینچتی ہے۔"
(ستارہ قیصرہ صفحہ 9 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 117 از رمرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 571 پر)

یا اللہ انگریزوں کے چہرے آخرت میں بھی نورانی اور منور فرما!

(145) ''گورنمنٹ انگلشیہ خدا کی نعمتوں سے ایک نعمت ہے۔ یہ ایک عظیم الشان رحمت ہے۔ یہ سلطنت مسلمانوں کے لیے آسمانی برکت کا حکم رکھتی ہے۔ خداوند رحیم نے اس سلطنت کو مسلمانوں کے لیے ایک بارانِ رحمت بھیجا، ایسی سلطنت سے لڑائی اور جہاد کرنا قطعی حرام ہے۔ اسلام کا ہرگز یہ اصول نہیں کہ مسلمانوں کی قوم جس سلطنت کے ماتحت رہ کر اس کا احسان اٹھاوے۔ اس کے ظل حمایت میں بامن و آسائش رہ کر اپنا مقسوم دکھاوے، اس کے انعامات متواترہ سے پرورش پاوے۔ پھر اسی پر عقرب کی طرح نیش چلاوے اور دعا سے بھی انھوں نے اس گورنمنٹ کو بہت دفعہ یاد کیا ہے۔ ان کی آخری دعا ان کے اشتہار مطبوعہ ریاض ہند پریس امرتسر میں جس کی بیس ہزار کاپی چھپوا کر ہند اور انگلینڈ میں انھوں نے شائع کرنی چاہی ہے، یہ کلمات دعائیہ مرقوم ہیں۔ انگریز جن کی شائستہ اور مہذب اور بارحم گورنمنٹ نے ہم کو اپنے احسانات اور دوستانہ معاملات سے ممنون کر کے اس بات کے لیے دلی جوش بخشا ہے کہ ہم ان کے دین و دنیا کے لیے دلی جوش سے بہبودی اور سلامتی چاہیں تا ان کے گورے و سپید منہ جس طرح دنیا میں خوبصورت ہیں، آخرت میں بھی نورانی و منور ہوں۔''

(شہادت القرآن صفحہ 92 تا 97 مندرجہ روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 388 تا 393 از مرزا غلام احمد قادیانی)

(عکس صفحہ 572 تا 577 پر)

خدا تعالیٰ برطانوی حکومت کو ہر ایک شر سے محفوظ رکھے!

(146) ''ہم نے اس گورنمنٹ کے وہ احسانات دیکھے جن کا شکر کرنا کوئی سہل بات نہیں۔ اس لیے ہم اپنی معزز گورنمنٹ کو یقین دلاتے ہیں کہ ہم اس گورنمنٹ کے اسی طرح مخلص اور خیر خواہ ہیں جس طرح کہ ہمارے بزرگ تھے۔ ہمارے ہاتھ میں بجز دعا کے اور کیا ہے۔ سو ہم دعا کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ اس گورنمنٹ کو ہر یک شر سے محفوظ رکھے اور اس کے دشمن کو ذلت کے ساتھ پسپا کرے۔ خدا تعالیٰ نے ہم پر محسن گورنمنٹ کا شکر ایسا ہی

فرض کیا ہے جیسا کہ اس کا شکر کرنا۔"

(شہادت القرآن صفحہ 84 مندرجہ روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 380 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 578 پر)

اللہ انگریز حکومت کو تکلیف (عذاب) میں نہ ڈالے گا

(گورنمنٹ برطانیہ سے متعلق مرزا قادیانی کی پیش گوئی)

(147) "براہین احمدیہ کے صفحہ 241 میں ایک پیش گوئی گورنمنٹ برطانیہ کے متعلق ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ **وما کان اللہ لیعذبھم وانت فیھم. اینما تولوا فثم وجہ اللہ**۔ یعنی خدا ایسا نہیں ہے کہ اس گورنمنٹ کو کچھ تکلیف پہنچائے حالانکہ تو اُن کی عملداری میں رہتا ہو۔ جدھر تیرا منہ خدا کا اسی طرف منہ ہے۔ چونکہ خدا تعالیٰ جانتا تھا کہ مجھے اس گورنمنٹ کی پُر امن سلطنت اور ظل حمایت میں دل خوش ہے اور اس کے لئے میں دُعا میں مشغول ہوں کیونکہ میں اپنے اس کام کو نہ مکہ میں اچھی طرح چلا سکتا ہوں نہ مدینہ میں نہ روم میں نہ شام میں نہ ایران میں نہ کابل میں، مگر اس گورنمنٹ میں جس کے اقبال کے لئے دُعا کرتا ہوں۔ لہٰذا وہ اس الہام میں اشارہ فرماتا ہے کہ اس گورنمنٹ کے اقبال اور شوکت میں تیرے وجود اور تیری دُعا کا اثر ہے اور اس کی فتوحات تیرے سبب سے ہیں۔ کیونکہ جدھر تیرا منہ ادھر خدا کا منہ ہے۔

اب گورنمنٹ شہادت دے سکتی ہے کہ اس کو میرے زمانہ میں کیا کیا فتوحات نصیب ہوئیں۔ یہ الہام سترہ برس کا ہے۔ کیا یہ انسان کا فعل ہو سکتا ہے؟ غرض میں گورنمنٹ کے لئے بمنزلہ حرزِ سلطنت ہوں۔"

(اشتہار، عریضہ بعالی خدمت گورنمنٹ عالیہ انگریزی نمبر 168 بتاریخ 22 مارچ 1897ء مندرجہ مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 69، طبع جدید، از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 579 پر)

یاجوج ماجوج انگریز کے لیے دعا

(148) "ایسا ہی یاجوج ماجوج کا حال بھی سمجھ لیجیے۔ یہ دونوں پُرانی قومیں ہیں جو پہلے

زمانوں میں دوسروں پر کھلے طور پر غالب نہیں ہوسکیں اور ان کی حالت میں ضعف رہا۔ لیکن خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ آخری زمانہ میں یہ دونوں قومیں خروج کریں گی یعنی اپنی جلالی قوت کے ساتھ ظاہر ہوں گی۔ جیسا کہ سورۂ کہف میں فرماتا ہے وترکنا بعضھم یومئذ یموج فی بعض یعنی یہ دونوں قومیں دوسروں کو مغلوب کر کے پھر ایک دوسرے پر حملہ کریں گی اور جس کو خدا تعالیٰ چاہے، فتح دے گا۔ چونکہ ان دونوں قوموں سے مراد انگریز اور رُوس ہیں، اس لیے ہر یک سعادتمند مسلمان کو دعا کرنی چاہیے کہ اُس وقت انگریزوں کی فتح ہو۔ کیونکہ یہ لوگ ہمارے محسن ہیں اور سلطنت برطانیہ کے ہمارے سر پر بہت احسان ہیں۔ سخت جاہل اور سخت نادان اور سخت نالائق وہ مسلمان ہے جو اس گورنمنٹ سے کینہ رکھے۔ اگر ہم ان کا شکر نہ کریں تو پھر ہم خدا تعالیٰ کے بھی ناشکرگزار ہیں کیونکہ ہم نے جو اس گورنمنٹ کے زیر سایہ آرام پایا اور پا رہے ہیں، وہ آرام ہم کسی اسلامی گورنمنٹ میں بھی نہیں پاسکتے۔ ہرگز نہیں پاسکتے۔"

(ازالہ اوہام صفحہ 509 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 373 از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 580 پر)

ہم دعا کرتے ہیں!

(149) "ہمارے نظام بدنی اور امور دُنیوی میں خدا تعالیٰ نے اس قوم میں سے ہمارے لیے گورنمنٹ قائم کی اور ہم نے اس گورنمنٹ کے وہ احسانات دیکھے جن کا شکر کرنا کوئی سہل بات نہیں۔ اس لیے ہم اپنی معزز گورنمنٹ کو یقین دلاتے ہیں کہ ہم اس گورنمنٹ کے اسی طرح مخلص اور خیر خواہ ہیں جس طرح کہ ہمارے بزرگ تھے۔ ہمارے ہاتھ میں بجز دعا کے اور کیا ہے۔ سو ہم دعا کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ اس گورنمنٹ کو ہر یک شر سے محفوظ رکھے اور اس کے دشمن کو ذلت کے ساتھ پسپا کرے۔"

(شہادۃ القرآن تتمہ گورنمنٹ کی توجہ کے لائق صفحہ 84 مندرجہ روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 380 از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 581 پر)

دعا اور اُمید!!!

(150) "بالآخر میں اس بات کا بھی شکر کرتا ہوں کہ ایسے عریضہ کو پیش کرنے کے لیے میں

بجز اس سلطنت محسنہ کے اور کسی سلطنت کو وسیع الاخلاق نہیں پاتا اور گو اس ملک کے مولوی ایک اور کفر کا فتویٰ بھی مجھ پر لگاویں مگر میں کہنے سے باز نہیں رہ سکتا کہ ایسے عرائض کے پیش کرنے کے لیے عالی حوصلہ، عالی اخلاق صرف سلطنت انگریزی ہی ہے۔ میں اس سلطنت کے مقابل پر سلطنت روم کو بھی نہیں پاتا جو اسلامی سلطنت کہلاتی ہے۔ اب میں اس دعا پر ختم کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ ہماری محسنہ ملکہ معظمہ قیصرۂ ہند کو عمر دراز کر کے ہر ایک اقبال سے بہرہ ور کرے اور وہ تمام دعائیں جو میں نے اپنے رسالہ ستارۂ قیصرہ اور تحفہ قیصریہ میں ملکہ موصوفہ کو دی ہیں، قبول فرمادے اور میں امید رکھتا ہوں کہ گورنمنٹ محسنہ اس کے جواب سے مجھے مشرف فرماوے گی۔''

(اشتہار، حضور گورنمنٹ عالیہ میں ایک عاجزانہ درخواست نمبر 218 بتاریخ 27 دسمبر 1899ء مندرجہ مجموعہ اشتہارات طبع جدید جلد دوم صفحہ 362 از مرزا قادیانی)(عکس صفحہ نمبر 582 پر)

مرزا قادیانی نے ایک موقع پر دعا کا فلسفہ بیان کرتے ہوئے لکھا:

(151) ''آپ (مرزا قادیانی) نے اس کے جواب میں ایک تقریر فرمائی، جس میں دعا کا فلسفہ بیان کیا اور فرمایا کہ محض رسمی طور پر دعا کے لیے ہاتھ اٹھا دینے سے دعا نہیں ہوتی بلکہ اس کے لیے ایک خاص قلبی کیفیت کا پیدا ہونا ضروری ہوتا ہے۔ جب آدمی کسی کے لیے دعا کرتا ہے تو اس کے لیے ان دو باتوں میں سے ایک کا ہونا ضروری ہوتا ہے۔ یا تو اس شخص کے ساتھ کوئی ایسا گہرا تعلق اور رابطہ ہو کہ اس کی خاطر دل میں ایک خاص درد اور گداز پیدا ہو جائے، جو دعا کے لیے ضروری ہے اور یا اس شخص نے کوئی ایسی دینی خدمت کی ہو کہ جس پر دل سے اس کے لیے دعا نکلے۔''

(سیرت المہدی جلد اوّل صفحہ 257 از مرزا بشیر احمد)(عکس صفحہ نمبر 583 پر)

آنجہانی مرزا قادیانی نے تقریباً اپنی ہر کتاب میں انگریز حکومت کی کامیابی، اس کے مخالفین کی ذلت و ناکامی اور ملکہ وکٹوریہ کی درازی عمر کے لیے بہت دعائیں کی ہیں۔ اوپر بیان کیے گئے ''قادیانی فلسفہ دعا'' کے مطابق مرزا قادیانی نے اپنی خاص قلبی کیفیت سے انگریزوں کے لیے جو دعائیں کی ہیں، اس کی دو وجوہات میں سے ایک ضرور ہوگی۔

اوّل: مرزا قادیانی کا انگریزوں سے اس قدر گہرا تعلق اور رابطہ تھا کہ ان کی خاطر مرزا

قادیانی کے دل میں خاص درد اور گداز پیدا ہوا۔

دوئم: انگریزوں نے کوئی ایسی دینی خدمت انجام دی کہ جس کے نتیجہ میں ان کے لیے مرزا قادیانی کے دل سے دعائیں نکلیں۔

کیا قادیانی ان دو وجوہات میں سے کسی ایک کی تصدیق کر سکتے ہیں؟

ہمارے پاس شکریہ کے الفاظ نہیں

(152) ''ہمارے پاس تو وہ الفاظ نہیں جن کے ذریعہ سے ہم اس آرام اور راحت کا ذکر کر سکیں جو اس گورنمنٹ سے ہم کو حاصل ہوئی۔ ہماری تو یہی دعا ہے کہ خدا اس گورنمنٹ محسنہ کو جزاء خیر دے اور اس سے نیکی کرے جیسا کہ اس نے ہم سے نیکی کی۔''

(اشتہار، بحضور نواب لیفٹیننٹ گورنر بہادر دام اقبالہ نمبر 187 بتاریخ 24 فروری 1898ء مندرجہ مجموعہ اشتہارات طبع جدید جلد دوم صفحہ 191 از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 584 پر)

عزت کے خطاب کا سوال ہے بابا!

مرزا قادیانی کی شدید خواہش تھی کہ برٹش حکومت کی حمایت اور ممانعت جہاد کے سلسلہ میں اس کی بے پناہ خدمات کے نتیجہ میں ملکہ وکٹوریہ اسے اپنے دربار میں بلائے اور کوئی عزت کا خطاب دے۔ اس سلسلہ میں مرزا قادیانی نے بھیک مانگنے کے انداز میں اپنا ایک الہام بھی جاری کیا کہ شاید ملکہ اس طرح راضی ہو جائے۔ مرزا قادیانی کا الہام ملاحظہ کیجیے۔

(153) ''ایک عزت کا خطاب، ایک عزت کا خطاب، لک خطاب العزۃ''

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات، صفحہ 283 جلد چہارم، از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 585 پر)

مگر.......... اے بسا آرزو کہ خاک شدہ.......... مرزا قادیانی کا یہ ''الہام'' بھی پورا نہ ہو سکا۔

یا اللہ! ملکہ معظّمہ کے دل میں الہام کر!

(154) ”میں اس (اللہ تعالیٰ) کا شکر کرتا ہوں کہ اس نے مجھے ایک ایسی گورنمنٹ کے سایہ رحمت کے نیچے جگہ دی، جس کے زیر سایہ میں بڑی آزادی سے اپنا کام نصیحت اور وعظ کا ادا کر رہا ہوں۔ اگرچہ اس محسن گورنمنٹ کا ہر ایک پر رعایا میں سے شکر واجب ہے، مگر میں خیال کرتا ہوں کہ مجھ پر سب سے زیادہ واجب ہے۔ کیونکہ یہ میرے اعلیٰ مقاصد جو جناب قیصرہ ہند کی حکومت کے سایہ کے نیچے انجام پذیر ہو رہے ہیں ہرگز ممکن نہ تھا کہ وہ کسی اور گورنمنٹ کے زیر سایہ انجام پذیر ہو سکتے، اگرچہ وہ کوئی اسلامی گورنمنٹ ہی ہوتی۔

اب میں حضور ملکہ معظّمہ میں زیادہ مصدع اوقات ہونا نہیں چاہتا اور اس دعا پر یہ عریضہ ختم کرتا ہوں کہ اے قادر و کریم اپنے فضل و کرم سے ہماری ملکہ معظّمہ کو خوش رکھ جیسا کہ ہم اس کے سایہ عاطفت کے نیچے خوش ہیں۔ اور اس سے نیکی کر جیسا کہ ہم اس کی نیکیوں اور احسانوں کے نیچے زندگی بسر کر رہے ہیں اور ان معروضات پر کریمانہ توجہ کرنے کے لیے اس کے دل میں آپ الہام کر کہ ہر ایک قدرت اور طاقت تجھی کو ہے۔“ آمین ثم آمین **الملتمس**

خاکسار: میرزا غلام احمد از قادیان“

(تحفہ قیصریہ صفحہ 31، 32 مندرجہ روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 283، 284 از مرزا غلام احمد)

(عکس صفحہ 586، 587 پر)

ملکہ کو ملہمہ بنانے کی آرزو کے پیچھے کوئی اور قصہ معلوم ہوتا ہے۔ شاید اکبر الہٰ آبادی کا یہ شعر اشاریہ ترتیب دے سکے:

میں بھی گریجویٹ ہوں، تو بھی گریجویٹ
علمی مباحثے ہوں ذرا پاس آ کے لیٹ

قیصر ہند کی طرف سے شکریہ

(155) ”قیصر ہند کی طرف سے شکریہ، اور یہ ایسا لفظ ہے کہ حیرت میں ڈالتا ہے کیونکہ میں ایک گوشہ نشین آدمی ہوں اور ہر یک قابل پسند خدمت سے عاری اور قبل از موت اپنے تئیں

مردہ سمجھتا ہوں۔ میرا شکریہ کیسا۔ سو ایسے الہام متشابہات میں سے ہوتے ہیں جب تک خود خدا ان کی حقیقت ظاہر نہ کرے۔"

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات، صفحہ 284 طبع چہارم از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ 588 پر)

ملکہ وکٹوریہ، مرزا قادیانی کے گھر میں

(156) "صبح حضرت اقدس کو یہ رویا ہوئی ہے کہ حضرت ملکہ معظمہ قیصرۂ ہند سلمہا اللہ تعالیٰ گویا حضرت اقدس کے گھر میں رونق افروز ہوئی ہیں۔ حضرت اقدس رؤیا میں عاجز راقم عبدالکریم کو جو اس وقت حضور اقدس کے پاس بیٹھا ہے، فرماتے ہیں کہ حضرت ملکہ معظمہ کمال شفقت سے ہمارے ہاں قدم رنجہ فرما ہوئی ہیں اور دو روز قیام فرمایا ہے۔ ان کا کوئی شکریہ بھی ادا کرنا چاہیے۔"

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات صفحہ 280 طبع چہارم، از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 589 پر)

مرزا قادیانی کو الہام ہوا:

گورنر جنرل

(157) "مبشروں کا زوال نہیں ہوتا۔ گورنر جنرل کی پیشگوئیوں کے پورا ہونے کا وقت آ گیا۔"

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات صفحہ 285 طبع چہارم از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ 590 پر)

مرزا قادیانی نے انگریزوں کی اس قدر چاپلوسی اور اطاعت کی کہ اسے خواب میں فرشتے بھی انگریز نظر آتے تھے۔

انگریز فرشتہ

(158) "ایک فرشتہ کو میں نے 20 برس کے نوجوان کی شکل میں دیکھا۔ صورت اس کی مثل انگریزوں کے تھی اور میز کرسی لگائے ہوئے بیٹھا ہے۔ میں نے اس سے کہا کہ آپ بہت ہی خوبصورت ہیں۔ اس نے کہا ہاں میں درشنی آدمی ہوں۔"

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 69 طبع جدید از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 591 پر)

انگریزی الہامات

1. "You must do what I told you. **(159)**
2. Though all men should be angry but God is with you. He shall help you. Words of God cannot exchange.
3. I shall help you.
4. You have to go Amritsar.
5. He halts in the Zilla Peshawar."

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات صفحہ 92 طبع چہارم از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 592 پر)

مرزا قادیانی کے خدا "یلاش" کو اتنا بھی معلوم نہیں کہ ضلع کی انگریزی Zilla نہیں بلکہ District ہوتی ہے۔

1- "I love you. I am with you. Yes I am happy. **(160)**

2- Life of pain. I shall help you. I can, what I will do. We can, what we will do. God is coming by His army. He is with you to kill enemy. The days shall come when God shall help you. Glory be to the Lord.

3- God maker of earth and heaven."

(حقیقۃ الوحی صفحہ 304 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 316 از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 593 پر)

کاش مرزا قادیانی نے انگلش کی ٹیوشن پڑھی ہوتی!

(161) "ایک دفعہ کی حالت یاد آئی ہے کہ انگریزی میں اول یہ الہام ہوا۔ آئی لو یو یعنی میں تم سے محبت رکھتا ہوں۔ پھر یہ الہام ہوا۔ آئی ایم وِد یو یعنی میں تمہارے ساتھ ہوں پھر الہام ہوا۔ آئی شیل ہیلپ یو یعنی میں تمہاری مدد کروں گا۔ پھر الہام ہوا آئی کین ویٹ آئی وِل ڈو۔ یعنی میں کر سکتا ہوں جو چاہوں گا۔ پھر بعد اس کے بہت ہی زور سے جس سے بدن کانپ گیا یہ الہام ہوا۔ وِی کین ویٹ وِی وِل ڈو۔ یعنی ہم کر سکتے ہیں جو چاہیں گے اور اس وقت

ایک ایسا لہجہ اور تلفظ معلوم ہوا کہ گویا ایک انگریز ہے جو سر پر کھڑا ہوا بول رہا ہے۔"
(براہین احمدیہ صفحہ 480 مندرجہ روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 571، 572 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 594، 595 پر)

اس میں کیا شک ہے، یقیناً انگریز ہی تمہارے سر پر کھڑا بولتا تھا۔

مرزا قادیانی کی جانشینی میں انگریز کی دلچسپی

(162) "بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ جن ایام میں حضرت مسیح موعود رسالہ الوصیت لکھ رہے تھے۔ ایک دفعہ جب آپ شریف (یعنی میرے چھوٹے بھائی عزیزم مرزا شریف احمد) کے مکان کے صحن میں ٹہل رہے تھے۔ آپ نے مجھ سے کہا کہ مولوی محمد علی سے ایک انگریز نے دریافت کیا تھا کہ جس طرح بڑے آدمی اپنا جانشین مقرر کیا کرتے ہیں۔ مرزا صاحب نے بھی کوئی جانشین مقرر کیا ہیں یا نہیں۔ اس کے بعد آپ فرمانے لگے تمہارا کیا خیال ہے۔ کیا میں محمود (حضرت خلیفہ المسیح ثانی) کو لکھ دوں یا فرمایا مقرر کردوں؟ والدہ صاحبہ فرماتی ہیں، میں نے کہا کہ جس طرح آپ مناسب سمجھیں کریں"۔
(سیرت المہدی حصہ اول صفحہ 13 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ نمبر 596، 597 پر)

قلم کی طاقت کمزور ثابت ہوئی

(163) "یہ کام بجز خدائی ہاتھ کے انجام پذیر ہوتا نظر نہیں آتا۔ اسی واسطے ہم نے ہتھیاروں یعنی قلم کو چھوڑ کر دعا کے واسطے یہ مکان (حجرہ) بنوایا ہے کیونکہ دعا کا میدان خدا نے بڑا وسیع رکھا ہے اور اس کی قبولیت کا بھی اس نے وعدہ فرمایا ہے.......... ساٹھ یا پینسٹھ سال عمر سے گزر چکے ہیں۔ موت کا وقت مقرر نہیں۔ خدا جانے کس وقت آ جاوے اور کام ہمارا ابھی بہت باقی پڑا ہے۔ ادھر قلم کی طاقت کمزور ثابت ہوئی ہے۔ رہی سیف، اس کے واسطے خدا تعالیٰ کا اذن اور منشا نہیں ہے۔"
(ملفوظات جلد سوم صفحہ 191، 192 طبع جدید از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 598، 599 پر)

ہائے اس زود پشیماں کا پشیماں ہونا

بقول حضرت مولانا محمد الیاس برنیؒ: ''دین فروشی، ملت فروشی، وطن فروشی، غیرت فروشی، خوشامد، لجاجت، التجا، التماس، یہ خلاصہ ہے، قادیانی سیاسیات کا اور اسکے تحت سرکار انگریزی کی وفاداری جزو ایمان قرار دی گئی۔ اس پر بھی سرکاری دربار میں بے توقیری اور ناقدری کا گلہ شکوہ رہا۔ البتہ ملازمت اور معاش میں درخواستوں کے بموجب سرکاری عنایات و رعایات بخوبی حاصل ہوگئیں اور اسی لالچ سے بیشتر غرض مند قادیانیت کے جال میں پھنسنے لگے۔ حتیٰ کہ بقول مرزا قادیانی، قادیانی فرقہ سرکار کا خود کاشتہ پودا جم گیا اور سرکار کی نمک پروردہ جماعت قائم ہوگئی جو خاص مراحم کی مستحق سمجھی گئی۔

بعض کم سمجھ جو دنیا کے چنداں طالب نہ تھے۔ وہ مرزا قادیانی کے دینی ارتقاء میں لپٹ گئے۔ مرزا قادیانی اوّل تو مجدد بنا پھر محدث، پھر مہدی، پھر مسیح، نبی و رسول، حتیٰ کہ قادیان کا غلام احمد، قرآن کا احمد بن گیا۔ گویا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت **اسمہ احمد** رسول اللہ ﷺ سے ہٹ کر مرزا قادیانی پر چسپاں ہوگئی۔ قادیان میں قادیانی عبادت گاہ مسجد اقصیٰ بن گئی، ظلی حج شروع ہوگیا جو مکہ معظمہ کے نفلی حج سے افضل قرار پایا۔ دنیا جہان کے تمام مسلمان، مرزا قادیانی کے انکار سے کافر بن گئے۔ گویا رسول اللہ کا کلمہ عملاً منسوخ ہوگیا اور وہ دین، ایمان کے واسطے بیکار ہوگیا۔ اسلام کا جدید مدار مرزا قادیانی کی نبوت و رسالت قرار پایا اور مرزا کا مدار کیا تھا؟ انگریزی سرکار نامدار۔ (نعوذ باللہ من ذالک)۔

مرزا قادیانی کا بیٹا مرزا بشیر الدین محمود خلیفہ قادیان جو رتبہ میں امیر المومنین اور اولوالعزم میں فضل عمر کہلاتا تھا، وہ بھی لازماً اسی نقش قدم پر چلا تو نوبت یہ پہنچی کہ خود قادیانی جو قدرے غیرت مند تھے، قادیانی سیاسیات سے شرمانے لگے اور شرم وحیا کی سزا میں اندھے کہلانے لگے۔ (انہیں اس بات کا یقین نہ آتا تھا کہ نبوت و رسالت کا دعویدار انگریزوں کی کاسہ لیسی، قصیدہ خوانی، چاپلوسی اور مدح سرائی میں ہر حد عبور کرسکتا ہے) بہر حال عوام میں قادیانی، سرکاری ٹوڈی مشہور ہوگئے۔ چنانچہ خود مرزا بشیر الدین محمود کا اعتراف ملاحظہ کیجیے۔

مرزا قادیانی کی تحریریں پڑھ کر شرم آتی ہے

□ ''حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) نے فخریہ لکھا ہے کہ میری کوئی کتاب ایسی نہیں جس میں، میں نے گورنمنٹ کی تائید نہ کی ہو۔ مگر مجھے افسوس ہے کہ میں نے غیروں سے

نہیں بلکہ احمدیوں (قادیانیوں) کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے، میں انہیں احمدی ہی کہوں گا کیونکہ نابینا بھی آخر انسان ہی کہلاتا ہے کہ ہمیں حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کی ایسی تحریریں پڑھ کر شرم آجاتی ہے۔ انہیں شرم کیوں آتی ہے، اس لیے کہ ان کی اندر کی آنکھ نہیں کھلی۔"

(روزنامہ الفضل قادیان جلد نمبر 20 شمارہ نمبر 3 مورخہ 7 جولائی 1932ء)

مرزا محمود کو کہنا تو یہ چاہیے تھا کہ ابھی ان میں کچھ غیرت موجود ہے۔ لہٰذا وہ مرزا کی تحریریں پڑھ کر شرم محسوس کرتے ہیں لیکن جس کی اندر اور باہر کی آنکھ بند ہو چکی ہو، اس کو شرم آنے کا کیا سوال؟ قرآن مجید میں ارشادِ خداوندی ہے: ''حقیقت تو یہ ہے کہ آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں بلکہ وہ دل اندھے ہو جاتے ہیں جو سینوں میں ہوتے ہیں۔'' (الحج: 46)

گورنمنٹ کی پٹھو جماعت

(164) ''ہماری جماعت وہ جماعت ہے جسے شروع سے ہی لوگ کہتے چلے آئے کہ یہ خوشامدی اور گورنمنٹ کی پٹھو ہے، بعض لوگ ہم پر یہ الزام لگاتے ہیں کہ ہم گورنمنٹ کے جاسوس ہیں۔ پنجابی محاورہ کے مطابق ہمیں جھولی چک اور نئے زمینداری محاورہ کے مطابق ہمیں ٹوڈی کہا جاتا ہے۔''

(قادیانی خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود کی تقریر، روزنامہ ''الفضل'' قادیان، 11 نومبر 1934ء)
(عکس صفحہ نمبر 600، 601 پر)

قادیانی جماعت...... انگریزوں کی ایجنٹ

- ''دنیا ہمیں انگریزوں کا ایجنٹ سمجھتی ہے۔ چنانچہ جب جرمنی میں احمدیہ عمارت کے افتتاح کی تقریب میں ایک جرمن وزیر نے شمولیت کی تو حکومت نے اس سے جواب طلب کیا کہ کیوں تم ایسی جماعت کی کسی تقریب میں شامل ہوئے جو انگریزوں کی ایجنٹ ہے۔''

(قادیانی خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود کی تقریر، روزنامہ الفضل قادیان جلد 22 نمبر 54 مورخہ یکم نومبر 1934ء)

- ''ڈاکٹر سید محمود جو اس وقت کانگریس کے سیکرٹری ہیں، ایک دفعہ قادیان آئے اور

انھوں نے بتایا کہ پنڈت جواہر لال صاحب نہرو جب یورپ کے سفر سے واپس آئے تو انھوں نے اسٹیشن پر اتر کر جو باتیں سب سے پہلے کیں، ان میں سے ایک یہ تھی کہ میں نے اس سفر یورپ میں یہ سبق حاصل کیا ہے کہ اگر انگریزی حکومت کو ہم کمزور کرنا چاہتے ہیں تو ضروری ہے کہ اس سے پہلے احمدیہ جماعت کو کمزور کیا جائے۔ جس کے معنی یہ ہیں کہ ہر شخص کا یہ خیال تھا کہ احمدی جماعت انگریزوں کی نمائندہ اور ان کی ایجنٹ ہے۔"

(قادیانی خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود کی تقریر، مندرجہ روزنامہ الفضل قادیان جلد 23 نمبر 31 صفحہ 7-8 مورخہ 6 اگست 1935ء)

پرانا اعتراض

❑ "ہمارے مخالفوں کا یہ ایک پرانا اعتراض ہے جو وہ حضرت مسیح موعود کے خلاف پیش کرتے رہے ہیں کہ آپ نعوذ باللہ گورنمنٹ کے خوشامدی تھے اور اس وقت ہم سے جدا ہونے والا احمدیوں کا گروہ بھی ہم پر یہ اعتراض کرتا ہے کہ تم گورنمنٹ برطانیہ کے خوشامدی ہو............ اسی طرح غیر احمدی بھی اعتراض کرتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود نے نہ ان اعتراضوں کی پروا کی اور نہ ہم پروا کرتے ہیں۔"

(روزنامہ "الفضل" قادیان، جلد 3، شمارہ نمبر 51، مورخہ 19 اکتوبر 1915ء)

تمام سچے احمدی

❑ "دنیا میں تین ہی بڑی سلطنتیں کہلاتی ہیں اور تینوں نے جو تنگ دلی اور تعصب کا نمونہ اس شائستگی کے زمانہ میں دکھایا، وہ احمدی قوم کو یہ یقین دلائے بغیر نہیں رہ سکتا کہ احمدیوں کی آزادی تاج برطانیہ کے ساتھ وابستہ ہے اور چونکہ خدا نے برٹش راج میں سلامتی کے شہزادہ (مرزا قادیانی) کو دنیا کی رہنمائی کے لیے بھیجا۔ گویا خدا نے تمام دنیا کی حکومتوں پر بلحاظ فیاضی، فراخ دلی اور بے تعصبی کے برٹش گورنمنٹ کو ترجیح دی۔ لہٰذا تمام سچے احمدی جو حضرت مرزا صاحب کو مامور من اللہ اور ایک مقدس انسان تصور کرتے ہیں، بدوں کسی خوشامد اور چاپلوسی کے دل سے یقین کرتے ہیں کہ برٹش گورنمنٹ ان کے لیے فضل ایزدی اور سایہ

رحمت ہے اور اس کی ہستی کو وہ اپنی ہستی خیال کرتے ہیں۔"

(روزنامہ "الفضل" قادیان، جلد 2، نمبر 38، مورخہ 13 ستمبر 1914ء)

سرکاری نوکری کے لیے قادیانی ہونا ضروری ہے

(165) "سلسلہ عالیہ احمدیہ کی امن پسند تعلیم اور احمدیوں کا عملاً برطانیہ کے ساتھ اظہار خلوص اور وفاداری کرنا بعض حکام کے دلوں میں جذبات محبت پیدا کر رہا ہے اور یہ حالت ہندوستان تک ہی محدود نہیں بلکہ ہندوستان کے باہر بھی یہی حالت ہے۔ چنانچہ ایک دوست لکھتے ہیں کہ ایک شخص جو کچھ مدت ایک احمدی کے پاس رہتا تھا، ملازمت کے لیے ایک برطانوی افسر کے پاس گیا۔ جب افسر مذکور نے درخواست کنندہ کے حالات دریافت کیے اور پوچھا کہ کہاں رہتے ہو تو اس نے جواب دیا کہ فلاں احمدی کے پاس۔ اس پر ذیل کا مکالمہ ہوا:

افسر: کیا تم بھی احمدی ہو؟

امیدوار: نہیں صاحب۔

افسر: افسوس کہ تم اتنی دیر احمدی کے پاس رہا مگر سچائی کو اختیار نہیں کیا۔ جاؤ پہلے احمدی بنو، پھر فلاں تاریخ کو آنا۔"

(روزنامہ "الفضل" قادیان، جلد 6، نمبر 92-93، صفحہ 1، مورخہ 7 جون 1919ء)

(عکس صفحہ نمبر 602 پر)

قادیانی ملازمین کو ترقیاں

(166) "آپ تسلی رکھیں اور میرے نزدیک آپ کو قادیان میں آنے سے کوئی بھی روک نہیں۔ ہرگز مناسب نہیں معلوم ہوتا کہ آپ کمشنر صاحب کو پوچھیں اور اُن سے اجازت چاہیں، اس میں خود شک پیدا ہوتا ہے۔ بعض حکام شکی مزاج ہوتے ہیں، پوچھنے سے خواہ مخواہ شک میں پڑتے ہیں۔ جہاں تک مجھے علم ہے، حکام کو ہماری طرف سے کوئی خطرناک بدظنی نہیں ہے۔ ہماری جماعت کے ملازمین کو برابر ترقیاں مل رہی ہیں۔ ان کی کارروائیوں پر

حکام خوشی ظاہر کرتے ہیں۔"

(مرزا قادیانی کا نواب محمد علی کو خط، مکتوب نمبر 7، مندرجہ مکتوبات احمد جلد دوم، صفحہ 169، طبع جدید از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 603 پر)

قادیانی رنگروٹ

(167) "جو گورنمنٹ ایسی مہربان ہو، اس کی جس قدر بھی فرمانبرداری کی جائے، تھوڑی ہے۔ ایک دفعہ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اگر مجھ پر خلافت کا بوجھ نہ ہوتا تو میں موذن بنتا۔ اسی طرح کہتا ہوں کہ اگر میں خلیفہ نہ ہوتا تو والینٹر ہو کر جنگ (یورپ) میں چلا جاتا۔"

(انوارِ خلافت صفحہ 96 مندرجہ انوار العلوم جلد 3 صفحہ 153 از مرزا بشیر الدین محمود)

(عکس صفحہ نمبر 604 پر)

افغانستان اور انگریزوں کی جب جنگ ہوئی تو قادیانی جن کے عقیدہ میں: "دین کے لیے حرام ہے اب جنگ اور قتال" اور جن کا نبی مرزا قادیانی صرف مسئلہ جہاد حرام کرنے کے لیے دنیا میں مبعوث ہوا تھا، کابل کے خلاف انگریزوں کے معاون و مددگار ہو گئے اور قادیانی خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود نے قادیانیوں کو انگریزی فوج میں بھرتی ہو کر افغانستان کے خلاف لڑنے کی ترغیب دی۔ چنانچہ اس نے اپنے جمعہ کے خطبہ میں کہا:

□ "اس وقت (یعنی امان اللہ خان کے عہد میں) جو کابل نے انگریزوں کے ساتھ جنگ شروع کی ہے، نادانی کی ہے۔ احمدیوں کا فرض ہے کہ گورنمنٹ کی خدامت کریں کیونکہ گورنمنٹ کی اطاعت ہمارا فرض ہے، لیکن افغانستان کی جنگ احمدیوں کے لیے ایک نئی حیثیت رکھتی ہے۔ کیونکہ کابل وہ زمین ہے جہاں ہمارے نہایت قیمتی وجود مارے گئے اور ظلم سے مارے گئے اور بے سبب اور بلاوجہ مارے گئے۔ پس کابل وہ جگہ ہے جہاں احمدیت کی تبلیغ منع ہے اور اس پر صداقت کے دروازے بند ہیں، اس لیے صداقت کے قیام کے لیے گورنمنٹ برطانیہ کی فوج میں شامل ہو کر ان ظالم لوگوں کو دفع کرنے کے لیے گورنمنٹ برطانیہ کی مدد کرنا احمدیوں کا مذہبی فریضہ ہے۔ پس کوشش کرو کہ تمہارے ذریعہ سے وہ شاخین

پیدا ہوں جن کی مسیح موعود نے اطلاع دی۔''

(خطبہ جمعہ مرزا بشیر الدین محمود، مندرجہ روزنامہ ''الفضل قادیان''، 27 مئی 1919ء)

محقق قادیانیت جناب بشیر احمد اپنی کتاب میں لکھتے ہیں:

''عراق کی لڑائی میں قادیانی برطانوی سپاہیوں کے شانہ بشانہ اپنی مذہبی لگن اور جوش سے لڑے۔قادیانی خلیفہ مرزا محمود نے دعویٰ کیا:

''عراق کے فتح کرنے میں احمدیوں نے خون بہائے اور میری تحریک پر سینکڑوں آدمی بھرتی ہو کر چلے گئے۔'' (روزنامہ الفضل قادیان، 31 اگست 1923ء)

مرزا محمود احمد کے برادر نسبتی میجر حبیب اللہ نے میڈیکل کور میں خدمات سرانجام دیں۔اسے عراق میں اہم انتظامی عہدے پیش کیے گئے۔اسے سب سے بڑا سامراج کا آلہٗ کار سمجھا جاتا تھا۔وہ زین العابدین ولی اللہ شاہ کا بھائی تھا جو کہ فلسطین میں موجود بدنام زمانہ سرمراجی آلہ کار تھا۔

ہندوستان میں قادیانی جماعت نے سقوط بغداد پر خوشیاں منائیں اور اس سانحہ پر اپنے حد درجہ اطمینان کا اظہار کیا۔سقوط بغداد پر تبصرہ کرتے ہوئے الفضل قادیان لکھتا ہے۔

''میں اپنے احمدی بھائیوں کو جو ہر بات پر غور کرنے کے عادی ہیں، ایک مژدہ سناتا ہوں کہ بصرہ اور بغداد کی طرف اللہ تعالیٰ نے ہماری محسن گورنمنٹ کے لیے فتوحات کا دروازہ کھول دیا ہے۔اس سے ہم احمدیوں کو معمولی خوشی حاصل نہیں ہوئی بلکہ سینکڑوں اور ہزاروں برس کی خوش خبریاں جو الہامی کتابوں میں چھپی ہوئی تھی، آج 1335ھ میں وہ ظاہر ہو کر ہمارے سامنے آ گئی ہیں۔(روزنامہ الفضل قادیان، 13 اپریل 1917ء)

مرزا محمود اور قادیانی جماعت نے برطانوی سامراج کو خراج تحسین پیش کیا۔انہیں اس بات کی خوشی تھی کہ برطانوی سامراجیوں نے مشرق وسطیٰ میں عسکری اہمیت کے علاقے ہتھیا لیے تھے۔جس سے سامراجی سرپرستی میں انہیں اپنے مراکز کھولنے میں مدد ملے گی۔(روزنامہ الفضل قادیان، 17 ستمبر 1918ء)

انگریزوں کے ہاتھوں ترکی کو شکست اور سقوط بغداد پر قادیانیوں نے خوشیاں اور جشن منائے۔قادیانی آرگن روزنامہ الفضل لکھتا ہے:

''13 نومبر 1918ء کو جس وقت جرمنی کے شرائط صلح کر لینے اور التوائے جنگ کے

کاغذ پر دستخط ہو جانے کی اطلاع قادیان پہنچی تو خوشی اور انبساط کی ایک لہر برقی سرعت کے ساتھ تمام لوگوں کے قلوب میں سرایت کر گئی اور جس نے اس خبر کو سنا، نہایت شاداں و فرحاں ہوا۔ دونوں سکولوں، انجمن ترقی اسلام اور صدر انجمن احمدیہ کے دفاتر میں تعطیل کر دی گئی۔ بعد نماز عصر مسجد مبارک میں ایک جلسہ ہوا۔ جس میں مولانا سید محمد سرور شاہ صاحب نے تقریر کرتے ہوئے جماعت احمدیہ کی طرف سے گورنمنٹ برطانیہ کی فتح و نصرت پر خوشی کا اظہار کیا اور اس فتح کو جماعت احمدیہ کے اغراض و مقاصد کے لیے نہایت فائدہ بخش بتایا۔'' (روزنامہ الفضل 16 نومبر 1918ء)

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی طرف سے مبارکباد کے تار بھیجے گئے اور حضور نے پانچ سو روپیہ اظہار و مسرت کے طور پر ڈپٹی کمشنر صاحب گورداسپور کی خدمت میں بھجوایا کہ آپ جہاں پسند فرمائیں، خرچ کریں۔ پیشتر ازیں چند روز ہوئے ٹرکی اور آسٹریا کے ہتھیار ڈالنے کی خوشی میں حضور نے پانچ ہزار روپیہ جنگی اغراض کے لیے ڈپٹی کمشنر صاحب کی خدمت میں بھجوایا۔ فتح کی خوشی میں مولوی عبدالغنی صاحب نے بحیثیت سیکرٹری انجمن احمدیہ برائے امداد جنگ اور جناب شیخ یعقوب علی صاحب نے بلحاظ ایڈیٹر، الحکم ہز آنر لیفٹیننٹ گورنر پنجاب کی خدمت میں مبارکباد کا تار بھیجا۔ (تاریخ احمدیت جلد 5، ص 238 از دوست محمد شاہد) الفضل نے مزید لکھا کہ اس جنگ میں برطانیہ کی فتح مرزا محمود کی دعا کی قبولیت کی وجہ سے ہوئی ہے اور خدا کا ایک بڑا فضل یہ ہوا ہے کہ حکومت برطانیہ کا اقتدار و اثر اور بھی زیادہ بڑھنے سے وہ ممالک بھی احمدیت کی تبلیغ کے لیے کھل گئے ہیں جو اب تک بالکل بند تھے۔ جہاں بالخصوص احمدیت کی بڑی ضرورت تھی۔'' (روزنامہ الفضل قادیان، 23 نومبر 1918ء)

جسٹس منیر رپورٹ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ پہلی جنگ عظیم کے دوران 1918ء میں انگریزوں کے ہاتھوں ترکی کی شکست اور سقوط بغداد پر قادیان میں منائے جانے والی خوشیوں نے مسلمانوں کے دلوں میں شدید غم و غصہ پیدا کر دیا اور احمدیت کو انگریزوں کی لونڈی سمجھا جانے لگا۔ (منیر انکوائری رپورٹ، ص 196) اس بات کی مزید تصدیق مرزا محمود کے خطبات سے ہوتی ہے جو انہوں نے احمدیہ جماعت کے ساتھ برطانوی تعلقات کے موضوع پر دیئے۔

''احمدیہ جماعت کے برطانوی حکومت کے ساتھ تعلقات دوسری جماعتوں کے ساتھ تعلقات کے برعکس ایک بالکل مختلف نوعیت کے ہیں۔ ان کا ایک دوسرے پر انحصار ہے۔

جتنا برطانوی راج وسیع ہوتا جائے گا، ہمیں بھی آگے بڑھنے کے اتنے ہی مواقع میسر آ جائیں گے اور اگر خدانخواستہ اس حکومت کو نقصان پہنچتا ہے تو ہم بھی اس کے نتائج سے محفوظ نہیں رہ سکیں گے۔" (روزنامہ الفضل قادیان، 27 جولائی 1918ء) (تحریک احمدیت از بشیر احمد)

سیاسی حیثیت سے قادیانی جماعت بقول مرزا قادیانی سرکار انگریزی کا خود کاشتہ پودا ہے اور نمک خوار جماعت ہے۔ حتیٰ کہ اس جماعت کے اصول اور عقائد میں یہ شرط مرزا قادیانی نے داخل کردی ہے کہ وہ ہمیشہ برٹش گورنمنٹ کی سچی خیرخواہ رہے۔ یوں تو بکثرت بیانات اپنے اپنے محل پر درج ہیں۔ تاہم ذیل میں مرزا بشیر الدین محمود کا بیان درج کرتے ہیں، جس سے واضح ہوگا کہ جب انگریزوں کا ہندوستان میں زور تھا، قادیانیوں کو انگریز سرکار کی حمایت کا کیسا نشہ اور گھمنڈ تھا اور ملک کی سیاسیات میں قادیانی جماعت کیا حیثیت رکھتی تھی؟:

قادیانیت اور انگریز............ یک جان دو قالب

(168) "دینی طور پر ہماری جماعت کے جو تعلقات گورنمنٹ کے ساتھ ہونے چاہئیں، ان کو حضرت مسیح موعود ہی سب سے بہتر سمجھ سکتے تھے۔ چنانچہ آپ نے اس کے متعلق خوب کھول کھول کر لکھا ہے۔ حتیٰ کہ آپ لکھتے ہیں کہ میں نے کوئی کتاب ایسی نہیں لکھی جس میں گورنمنٹ کی وفاداری کی طرف توجہ نہ دلائی ہو، پھر فرماتے ہیں کہ گورنمنٹ کے سکھ کو اپنا سکھ، گورنمنٹ کی تکلیف کو اپنی تکلیف، گورنمنٹ کی ترقی کو اپنی ترقی، گورنمنٹ کے تنزل کو اپنا تنزل سمجھنا چاہیے۔ یہ تو حکماً ہوگیا کیونکہ ہمارے امام حضرت مسیح موعود نے خود اس کی تشریح کردی ہے، لیکن اگر عقل وفکر سے دیکھیں تو بھی معلوم ہوتا ہے کہ ہماری ترقی اس گورنمنٹ سے وابستہ ہے، مشاہدہ سے بڑھ کر اور کیا ہوسکتا ہے............ حضرت مسیح موعود نے جو اپنی کتابوں میں اس بات پر خاص زور دیا ہے کہ گورنمنٹ کے ساتھ ہمارے تعلقات نہایت وفادارانہ ہونے چاہئیں، اور ہمیں ہر طرح اس کی مدد کرنا چاہیے۔ حتیٰ کہ آپ نے یہ بھی لکھ دیا ہے کہ میں دیکھتا ہوں کہ ایک ایسا زمانہ آئے گا جب صرف میری ہی جماعت گورنمنٹ کی وفادار ثابت ہوگی۔ یہ یونہی نہیں لکھ دیا، خدا تعالیٰ کے مامور کوئی لغو کام نہیں کرتے۔

.... پس حضرت مسیح موعود نے جو گورنمنٹ کے متعلق وفادارانہ خیالات رکھنے

کے متعلق اس قدر کوشش کی کہ مشورے دیئے، اس کی ترقی کے لیے دعائیں کیں، اپنی کتابوں میں بار بار توجہ دلائی تو یہ یونہی نہیں تھا۔ بلکہ ایک پیش گوئی کے ماتحت تھا۔ کیونکہ ایک ایسا زمانہ آنا تھا جب کہ لوگوں کے خیالات میں تبدیلی ہونی تھی۔ مگر حضرت مسیح موعود نے اس سے پیشتر ہی آگاہ کر دیا کہ تم اس سے متاثر نہ ہونا اور گورنمنٹ کے متعلق اپنے وفادارانہ اور ہمدردانہ خیالات رکھنا۔ پس میں بھی حضرت مسیح موعود کے تتبع میں اپنی جماعت کے لوگوں کو آگاہ کرتا رہتا ہوں اور اب بھی کرتا ہوں کہ اس زمانہ میں جو ناپاک اور گندے خیالات پھیل رہے ہیں۔ (یعنی ملک کو آزاد کرانے کی جو جدوجہد جاری ہے) اس سے پورے طور پر بچیں، اور نہ صرف خود ہی بچیں، بلکہ دوسروں کو بھی بچائیں...... پس میں اپنی جماعت کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ اس قسم کے خیالات سے اپنے آپ کو بکلی بچائے، جو گورنمنٹ کے خلاف ہوں۔

اس لیے ہمارے لیے ضروری ہے کہ جس طرح بھی ممکن ہو، گورنمنٹ کی مدد اور تائید کریں۔ اللہ تعالیٰ ہماری جماعت کو اس بات کی توفیق اور سمجھ دے کہ حضرت مسیح موعود کی باتوں کی تصدیق کرے، اور ان کو پورا کر کے خدا تعالیٰ کے انعامات حاصل کرنے کی اہل بنے۔ آمین۔''

(مرزا بشیر الدین محمود کا خطبہ جمعہ مندرجہ روزنامہ ''الفضل'' قادیان جلد 4 شمارہ 70 صفحہ 7 تا 9 مورخہ 6 مارچ 1917ء)

(عکس صفحہ نمبر 605 تا 608 پر)

احسان کا بدلہ

(169) ''ہم کہتے ہیں کہ احسان بھی تو دنیا میں کوئی چیز ہے۔ حضرت مسیح موعود نے لکھا ہے کہ وہ تلخی اور مرارت جو سکھوں کے عہد میں ہم نے اٹھائی تھی، گورنمنٹ برطانیہ کے زیر سایہ آ کر ہم سب بھول گئے'' پھر آپ نے لکھا ہے کہ جب سکھ ظلم کرتے تھے تو وہ کون تھا جو ہمیں ان سے بچانے کے لیے آیا۔ کیا اس وقت ہماری مدد کے لیے ترک آئے تھے، نہیں انگریز ہی آئے۔ غرض کہ گورنمنٹ برطانیہ کے ہم پر بڑے احسان ہیں اور ہم بڑے آرام اور اطمینان سے زندگی بسر کرتے اور اپنے مقاصد کو پورا کرتے ہیں۔ ہمارا سب سے بڑا مقصد دین کو پھیلانا ہے اور اس مقصد کے پورا کرنے کی ہمیں ہر طرح سے آزادی ہے۔ ملک کے جس گوشہ میں چاہیں، تبلیغ کر سکتے ہیں اور اگر دوسرے ممالک میں تبلیغ کے لیے جائیں تو وہاں بھی

برٹش گورنمنٹ ہماری مدد کرتی ہے۔"
(برکات خلافت ص65، مندرجہ انوار العلوم جلد 2، صفحہ 203, 204 از مرزا بشیر الدین محمود)
(عکس صفحہ نمبر 609، 610 پر)

جماعت کو نصیحت

(170) "اس عام اصلاح کے علاوہ میں ایک خاص امر کو اس جگہ ضرور بیان کر دینا چاہتا ہوں اور وہ حضرت مسیح موعود کا اپنی بیعت کی شرائط میں وفاداری حکومت کا شامل کرنا ہے۔ آپ نے قریباً اپنی کل کتب میں اپنی جماعت کو نصیحت فرمائی ہے کہ وہ جس گورنمنٹ کے ماتحت رہیں، اس کی پورے طور پر فرمانبرداری کریں اور یہاں تک لکھا کہ جو شخص اپنی گورنمنٹ کی فرمانبرداری نہیں کرتا اور کسی طرح بھی اپنے حکام کے خلاف شورش کرتا اور ان کے احکام کے نفاذ میں روڑے اٹکاتا ہے، وہ میری جماعت میں سے نہیں.......... یہ سبق آپ نے جماعت کو ایسا پڑھایا کہ ہر موقع پر جماعت احمدیہ نے گورنمنٹ ہند کی فرمانبرداری کا اظہار کیا ہے اور کبھی کسی خفیف سے خفیف شورش میں بھی حصہ نہیں لیا۔"
(تحفۃ الملوک صفحہ 25، 26 مندرجہ انوار العلوم جلد 2 صفحہ 140، 141 از مرزا بشیر الدین محمود)
(عکس صفحہ نمبر 611، 612 پر)

ہر احمدی کا فرض..........!

(171) "ہر ایک احمدی کا فرض ہے کہ حضرت مسیح موعود کے احکام اور فیصلوں پر دل و جان سے کاربند ہو۔ پس میں تمام جماعت کو اس اعلان کے ذریعہ سے اطلاع دیتا ہوں کہ اپنے امام کے حکم کے ماتحت ہر طرح سے گورنمنٹ برطانیہ کے خیر خواہ رہیں اور ہر ممکن طریق سے اس کی مدد و اعانت کرتے رہیں۔"
(جماعت احمدیہ کا حکومت وقت کی اطاعت کے بارے میں صحیح موقف صفحہ 8 مندرجہ انوار العلوم جلد 2 صفحہ 150 از مرزا بشیر الدین محمود) (عکس صفحہ نمبر 613 پر)

قادیانی حکومت کی پلاننگ

□ ”ایک صاحب نے عرض کیا کہ بعض لوگ سوال کرتے ہیں کہ انگریزوں کی سلطنت کی حفاظت اور ان کی کامیابی کے لیے حضرت مسیح موعود نے کیوں دُعائیں کیں۔ حضور (مرزا بشیرالدین محمود) بھی ان کی کامیابی کے لیے دعا کرتے ہیں اور اپنی جماعت کے لوگوں کو جنگ میں مدد دینے کے لیے بھرتی ہونے کا ارشاد فرماتے ہیں، حالانکہ انگریز مسلمان نہیں۔ اس کے جواب میں حضور (مرزا بشیرالدین محمود) نے جو ارشاد فرمایا، اس کا خلاصہ درج کیا جاتا ہے۔

”فرمایا، اس سوال کا جواب قرآن حکیم میں موجود ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جو نظارے دکھائے گئے، ان میں ایک یہ تھا کہ ایک گری ہوئی دیوار بنا دی گئی جس کی وجہ بعد میں یہ بیان کی گئی کہ اس کے نیچے خزانہ تھا جس کے مالک چھوٹے بچے تھے۔ دیوار اس لیے بنا دی گئی کہ ان لڑکوں کے بڑے ہونے تک خزانہ کسی اور کے ہاتھ نہ لگے اور ان کے لیے محفوظ رہے۔ دراصل حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی جماعت کے متعلق پیش گوئی ہے، جب تک جماعت احمدیہ نظامِ حکومت سنبھالنے کے قابل نہیں ہوتی، اس وقت تک ضروری ہے کہ اس دیوار (انگریزوں کی حکومت) کو قائم رکھا جائے تاکہ یہ نظام کسی ایسی طاقت کے قبضہ میں نہ چلا جائے جو احمدیت کے مفادات کے لیے زیادہ مضر اور نقصان رساں ہو۔ جب جماعت میں قابلیت پیدا ہو جائے گی اس وقت نظام اس کے ہاتھ میں آجائے گا۔ یہ وجہ ہے انگریزوں کی حکومت کے لیے دعا کرنے اور ان کو فتح حاصل کرنے میں مدد دینے کی۔“

(روزنامہ الفضل قادیان 3 جنوری 1945ء)

تعجب ہے ایک طرف فتویٰ یہ ہے کہ اب جہاد منسوخ ہوگیا ہے اور دوسری جانب عمل یہ ہے کہ فرنگی کی فوج میں بھرتی ہو کر مسلمانوں کے خلاف ”جہاد“ کرو!

دعویٰ نبوت کے بعد مرزا قادیانی، ہمیشہ انگریز پولیس کی حفاظت میں رہتا تھا جس کی وجہ سے وہ مسلمانوں کے غیظ و غضب سے بچا رہتا تھا۔ اس سلسلہ میں ایک حوالہ ملاحظہ کیجیے!

مرزا قادیانی کی حفاظت

(172) ”میاں معراج الدین صاحب عمر نے بواسطہ مولوی عبدالرحمٰن صاحب مبشر بیان کیا

کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود ایک مقدمہ فوجداری کی جوابدہی کے لیے جہلم کو جا رہے تھے۔ یہ مقدمہ کرم دین نے حضور اور حکیم فضل الدین صاحب اور شیخ یعقوب علی صاحب کے خلاف توہین کے متعلق کیا ہوا تھا۔ اس سفر کی مکمل کیفیت تو بہت طول چاہتی ہے۔ میں صرف ایک چھوٹی سی لطیف بات عرض کرتا ہوں جس کو بہت کم دوستوں نے دیکھا ہوگا۔

جب حضور لاہور ریلوے سٹیشن پر گاڑی میں پہنچے تو آپ کی زیارت کے لیے اس کثرت سے لوگ جمع تھے، جس کا اندازہ محال ہے کیونکہ نہ صرف پلیٹ فارم بلکہ باہر کا میدان بھی بھرا پڑا تھا اور لوگ نہایت منتوں سے دوسروں کی خدمت میں عرض کرتے تھے کہ ہمیں ذرا چہرہ کی زیارت اور درشن تو کر لینے دو۔ اس اثنا میں ایک شخص جن کا نام منشی احمد الدین صاحب ہے (جو گورنمنٹ کے پنشنر ہیں اور اب تک بفضلہٖ زندہ موجود ہیں اور ان کی عمر اس وقت دو تین سال کم ایک سو برس کی ہے لیکن قویٰ اب تک اچھے ہیں اور احمدی ہیں) آگے آئے جس کھڑکی میں حضور بیٹھے ہوئے تھے، وہاں گورہ پولیس کا پہرہ تھا اور ایک سپرنٹنڈنٹ کی حیثیت کا افسر اس کھڑکی کے عین سامنے کھڑا نگرانی کر رہا تھا کہ اتنے میں جرات سے بڑھ کر منشی احمد الدین صاحب نے حضور سے مصافحہ کے لیے ہاتھ بڑھایا۔ یہ دیکھ کر فوراً اس پولیس افسر نے اپنی تلوار کو الٹے رخ پر اس کی کلائی پر رکھ کر کہا کہ پیچھے ہٹ جاؤ۔ اس نے کہا کہ میں ان کا مرید ہوں اور مصافحہ کرنا چاہتا ہوں۔ اس افسر نے جواب دیا کہ اس وقت ہم ان کی حفاظت کے ذمہ دار ہیں، ہم اس لیے ساتھ ہیں کہ بٹالہ سے جہلم اور جہلم سے بٹالہ تک بحفاظت تمام ان کو واپس پہنچا دیں۔ ہمیں کیا معلوم ہے کہ تم دوست ہو یا دشمن۔ ممکن ہے کہ تم اس بھیس میں کوئی حملہ کر دو اور نقصان پہنچاؤ۔ پس یہاں سے فوراً چلے جاؤ۔''

(سیرت المہدی جلد سوم صفحہ 288، 289 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ نمبر 614، 615 پر)

جھوٹا کون؟؟؟

انبیائے کرام کو سب سے پہلے اپنی وحی پر ایمان ہوتا ہے۔ وہ اس بات کے پابند ہوتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی وحی بلا کم و کاست لوگوں تک پہنچا دیں خواہ انھیں اس ''جرم'' کی پاداش میں بھڑکتی ہوئی آگ یا تختہ دار سے ہمکنار ہونا پڑے۔ مرزا قادیانی کا دعویٰ تھا کہ میں

مامور اور مرسل من اللہ ہوں۔ مرزا قادیانی کا کہنا ہے:

(173) ''ہم خدا کے مرسلین اور مامورین کبھی بزدل نہیں ہوا کرتے بلکہ سچے مومن بھی بزدل نہیں ہوتے۔ بزدلی ایمان کی کمزوری کی نشانی ہے۔''
(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 286 طبع جدید از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 616 پر)

مرزا قادیانی کا یہ بیان سو فیصد درست ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مبعوث کیے گئے انبیائے کرام و مرسلین کو ہمہ وقت خدا کی نصرت و تائید ملتی رہتی ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے سوا دنیا کی کسی طاقت سے کبھی مرعوب نہیں ہوتے اور ہمیشہ باطل قوتوں کے سامنے کلمۂ حق بلند کرتے ہیں۔ اس کے برعکس جھوٹے مدعیِ نبوت مرزا قادیانی کی زندگی کے حالات و واقعات پر نظر ڈالی جائے تو پتہ چلتا ہے کہ وہ بے حد موقع پرست ہونے کے ساتھ ساتھ نہایت ڈرپوک، بزدل اور پست ہمت انسان تھا۔ کلمۂ حق کہنا تو بڑی دور کی بات تھی، وہ تو اپنی کہی بات پر بھی قائم نہ رہتا تھا۔ استقامت سے تو گویا مرزا قادیانی کو عداوت تھی۔

مرزا قادیانی کی مجلس میں اسلامی تعلیمات کا مذاق اڑایا جاتا۔ نبی کریم ﷺ کی شان اقدس میں نازیبا کلمات کہے جاتے، دیگر مقدس شخصیات کے خلاف ہرزہ سرائی کی جاتی، بالخصوص حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مریم علیہا السلام کے بارے میں بازاری زبان استعمال کی جاتی۔ علمائے حق کی غیبت اور عیب جوئی کا ناپاک مشغلہ جاری رہتا۔ یہ ساری باتیں ''ملفوظات'' کے نام سے جو 5 جلدوں پر مشتمل ہے، موجود ہیں۔

مرزا قادیانی کی محفل میں انگریز کی وفاداری کا راگ بھی الاپا جاتا۔ مگر ایک دفعہ 1898ء کے زمانہ میں نہایت راز داری کی خاص نشست میں مرزا قادیانی نے اپنے خاص چیلوں سے گفتگو کرتے ہوئے بڑ ہانکی کہ مجھے الہام ہوا ہے کہ سلطنت برطانیہ سات آٹھ سال تک کمزور ہو جائے گی۔ اس کے کل پرزے بگڑ جائیں گے اور ضعف و اختلال رونما ہوگا۔ قادیانی الہام کے اصل الفاظ یہ تھے:

(174) ''سلطنتِ برطانیہ تا ہشت سال۔ بعد ازاں ایام ضعف واختلال۔''
(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات طبع چہارم صفحہ 650 از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 617 پر)

مرزا قادیانی نے چوروں کی طرح اپنے اس الہام کو ہر ممکن طریقے سے چھپا کر رکھا اور دوسرے الہاموں کی طرح اسے شائع کرنے کی جرأت نہ کر سکا۔ اتفاق سے ایک دفعہ اس کا مریدِ خاص حافظ حامد علی کسی مسئلہ میں مولوی محمد حسین بٹالوی سے مناظرانہ چھیڑ چھاڑ کر رہا تھا کہ دوران گفتگو اس الہام کا بھی تذکرہ کر بیٹھا، حالانکہ یہ ایک سربستہ راز تھا اور مرزا قادیانی نہیں چاہتا تھا کہ اس الہام کی بھنک غیروں کے کان میں پڑے۔ بعدازاں مولوی محمد حسین بٹالوی نے اس الہامی قادیانی پیش گوئی کا قصہ اپنی ایک مجلس میں چھیڑ دیا اور نتیجہ یہ ہوا کہ اس الہام کا چرچا ہر جگہ ہونے لگا۔ مرزا قادیانی کو اس بات کا علم ہوا تو بہت پریشان ہوا۔ مارے خوف کے بدن پر لرزہ طاری ہونے لگا۔ آنکھوں میں اندھیر انظر آنے لگا اور فرطِ غم میں حواس کھونے لگا۔ چونکہ یہ الہام کسی مطبوعہ تحریر میں نہ آیا تھا، اس لیے مرزا قادیانی نے فیصلہ کیا کہ میں اس الہام سے صاف مکر جاؤں گا، خواہ مجھے ہر طرح کا حلف ہی کیوں نہ دینا پڑے۔ اتنے میں مرزا قادیانی کے کسی مرید نے اسے بتایا کہ مولوی محمد حسین بٹالوی نے اپنے اخبار ''اشاعۃ السنہ'' میں اس الہام کو شائع کر دیا ہے۔ بس پھر کیا تھا مرزا قادیانی کے ہاتھوں کے طوطے اُڑ گئے۔ عالم اضطراب میں تلافی و معافی کے لیے ہاتھ پاؤں مارنے لگا کہ کہیں انگریز بہادر ناراض ہو کر اس ''خود کاشتہ پودا'' کی جڑیں نہ اکھاڑ دے۔ لہٰذا فوری طور پر ایک رسالہ ''کشف الغطاء'' لکھ مارا جس کے ٹائٹل پیج پر موٹے قلم سے لکھا:

باادب گذارش!

(175) ''اے قادر خدا!

اس گورنمنٹ عالیہ انگلشیہ کو ہماری طرف سے نیک جزا دے اور اس سے نیکی کر جیسا کہ اس نے ہم سے نیکی کی۔ آمین!

کَشْفُ الْغِطَاء یعنی ایک اسلامی فرقہ کے پیشوا مرزا غلام احمد قادیانی کی طرف سے

بحضور گورنمنٹ عالیہ اس فرقہ کے حالات اور خیالات کے بارے میں اطلاع اور نیز اپنے خاندان کا کچھ ذکر اور اپنے مشن کے اصولوں اور ہدایتوں اور تعلیموں کا بیان اور نیز ان لوگوں کی خلاف واقعہ باتوں کا رد جو اس فرقہ کی نسبت غلط خیالات پھیلانا چاہتے ہیں اور یہ مؤلف تاج عزت جناب ملکہ معظمہ قیصرۂ ہند دام اقبالہا کا واسطہ ڈال کر بخدمت گورنمنٹ عالیہ انگلشیہ کے اعلیٰ افسروں اور معزز حکام کے باادب گذارش کرتا ہے کہ براہِ غریب پروری و

کرم گستری اس رسالہ کو اوّل سے آخر تک پڑھا جائے یا سن لیا جائے۔"

(کشف الغطاء ٹائٹل پیج مندرجہ روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 177 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 618 پر)

اس کے بعد نہایت عاجزی اور انکساری بلکہ اپنے پسندیدہ الفاظ "فروتنی اور تذلل" سے اپنے الہام کا انکار کرتے ہوئے لکھا:

(176) "ضمیمہ رسالہ ہذا

قابلِ توجہ گورنمنٹ

مجھے اس رسالہ کے لکھنے کے بعد محمد حسین بٹالوی صاحب "اشاعت السنہ" کا انگریزی میں ایک رسالہ ملا جس کو اس نے مطبع وکٹوریہ پریس لاہور میں چھاپ کر بماہ 14 اکتوبر 1898ء میں شائع کیا ہے۔ اس رسالہ کے دیکھنے سے مجھے بہت افسوس ہوا کیونکہ اس نے اس میں میری نسبت اور نیز اپنے اعتقاد مہدی کے آنے کی نسبت نہایت قابل شرم جھوٹ سے کام لیا ہے اور سراسر افترا سے کوشش کی ہے کہ مجھے گورنمنٹ عالیہ کی نظر میں باغی ٹھیراوے۔ لیکن اس صحیح اور سچے مقولہ کے رُو سے کہ کوئی چیز چھپی ہوئی نہیں جو آخر ظاہر نہ ہو۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ ہماری زیرک اور روشن دماغ گورنمنٹ جلد معلوم کر لے گی کہ اصل حقیقت کیا ہے۔

اوّل امر جو محمد حسین نے خلاف واقعہ اپنے اس رسالہ میں میری نسبت گورنمنٹ میں پیش کیا ہے، یہ ہے کہ وہ گورنمنٹ عالیہ کو اطلاع دیتا ہے کہ یہ شخص گورنمنٹ عالیہ کے لیے خطرناک ہے یعنی بغاوت کے خیالات دل میں رکھتا ہے۔ لیکن میں زور سے کہتا ہوں کہ اگر میں ایسا ہی ہوں تو اس نمک حرامی اور بغاوت کی زندگی سے اپنے لیے موت کو ترجیح دیتا ہوں۔ میں ادب سے توجہ دلاتا ہوں کہ گورنمنٹ عالیہ میری نسبت اور میری تعلیم کی نسبت جہاں تک ممکن ہو کامل تحقیقات کرے اور میری جماعت کے ان معزز عہدہ داروں اور دیسی افسروں اور رئیسوں اور دوسرے معزز اور تعلیم یافتہ لوگوں سے جن کی کئی سو تک تعداد ہے حلفاً دریافت کرے کہ میں نے اس محسن گورنمنٹ کی نسبت کیا کیا ہدایتیں ان کو دی ہیں اور کس کس تاکید سے اس گورنمنٹ کی اطاعت کے لیے وصیتیں کی ہیں اور نیز گورنمنٹ اس مولوی یعنی محمد حسین کی اس شہادت کو غور سے دیکھے جو اس نے اپنی "اشاعت السنہ" میں جس کا ذکر اس رسالہ میں

ہو چکا ہے، میری کتاب ''براہین احمدیہ'' کے ریویو کی تقریب پر میرے خیالات اور میرے والد صاحب مرزا غلام مرتضٰی کے خیالات کی نسبت جو گورنمنٹ انگریزی کے متعلق ہیں، اپنے ہاتھ سے لکھی ہے۔ اور نیز میری ان تحریروں کو جو برابر انیس سال سے گورنمنٹ عالیہ کی تائید میں شائع ہو رہی ہیں غور سے ملاحظہ فرماوے اور ہر ایک پہلو سے میری نسبت تحقیقات کرے۔ پھر اگر میرے حالات گورنمنٹ کی نظر میں مشتبہ ہوں تو میں بدل چاہتا ہوں کہ گورنمنٹ سخت سے سخت سزا مجھ کو دے دے لیکن اگر میرے اصل حالات کے برخلاف یہ تمام رپورٹیں گورنمنٹ میں محمد حسین مذکور نے پہنچائی ہیں تو میں ایک وفادار اور خیر خواہ جاں نثار رعیت ہونے کی وجہ سے گورنمنٹ عالیہ میں بتامتر ادب دادخواہ ہوں کہ محمد حسین سے مطالبہ ہو کہ کیوں اس نے ان صحیح واقعات کے برخلاف گورنمنٹ کو خبر دی، جن کو وہ اپنے ریویو براہین احمدیہ میں تسلیم کر چکا ہے۔ یہاں تک کہ اس نے بارہ سال تک برابر اس پہلی رائے کے برخلاف کوئی رائے ظاہر نہ کی اور اب دشمنی کے ایام میں مجھے باغی قرار دیتا ہے حالانکہ میں نے اس محسن گورنمنٹ کی خیر خواہی میں انیس سال تک اپنے قلم سے وہ کام لیا ہے اور ایسے طور سے ممالکِ دور دراز تک گورنمنٹ کی انصاف منشی کی تعریفوں کو پہنچایا ہے کہ میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ اس کارروائی کی نظیر دوسروں کے کارناموں میں ہرگز نہیں ملے گی۔ میرے پاس وہ الفاظ نہیں جن سے میں اپنی عاجزانہ عرض گورنمنٹ پر ظاہر کروں کہ مجھے اس شخص کے ان خلاف واقعہ کلمات سے کس قدر صدمہ پہنچا ہے اور کیسے درد رسان زخم لگے ہیں۔ افسوس کہ اس شخص نے عمداً اور دانستہ گورنمنٹ کی خدمت میں میری نسبت نہایت ظلم سے بھرا ہوا جھوٹ بولا ہے۔ اور میری تمام خدمات کو برباد کرنا چاہا ہے۔ اس دعوے کی میرے پاس پختہ وجوہات اور کامل شہادتیں اور گواہ موجود ہیں۔ میں امید رکھتا ہوں کہ بوجہ اس کے کہ میں ایک وفادار خاندان میں سے ہوں، جنھوں نے اپنے مال سے اور جان سے گورنمنٹ پر اپنی اطاعت ثابت کی ہے۔ میری اس دردناک فریاد کو یہ محسن گورنمنٹ غور سے توجہ فرمائے گی اور جھوٹ بولنے والے کو تنبیہ کرے گی۔

دوسرا امر جو اسی رسالہ میں محمد حسین نے لکھا ہے، وہ یہ ہے کہ گویا میں نے کوئی الہام اس مضمون کا شائع کیا ہے کہ گورنمنٹ عالیہ کی سلطنت آٹھ سال کے عرصہ میں تباہ ہو جائے گی۔ میں اس بہتان کا جواب بجز اس کے کیا لکھوں کہ خدا جھوٹے کو تباہ کرے۔ میں نے ایسا الہام ہرگز شائع نہیں کیا۔ میری تمام کتابیں گورنمنٹ کے سامنے موجود ہیں۔ میں بادب گذارش کرتا ہوں کہ گورنمنٹ اس شخص سے مطالبہ کرے کہ کس کتاب یا خط یا اشتہار میں

میں نے ایسا الہام شائع کیا ہے؟ اور میں امید رکھتا ہوں کہ گورنمنٹ عالیہ اس کے اس فریب سے خبردار رہے گی کہ یہ شخص اپنے اس جھوٹے بیان کی تائید کے لیے یہ تدبیر نہ کرے کہ اپنی جماعت اور اپنے گروہ میں سے ہی جو مجھ سے اختلاف مذہب کی وجہ سے دلی عناد رکھتے ہیں جھوٹے بیان بطور شہادت گورنمنٹ تک پہنچاوے۔ اس شخص اور اس کے ہم خیال لوگوں کی میرے ساتھ کچھ آمد و رفت اور ملاقات نہیں تا میں نے ان کو کچھ زبانی کہا ہو۔ میں جو کچھ کہنا چاہتا ہوں، اپنی کتابوں میں اور اشتہاروں میں شائع کرتا ہوں اور میرے خیالات اور میرے الہامات معلوم کرنے کے لیے میری کتابیں اور اشتہارات متکفل ہیں اور میری جماعت کے معززین گواہ ہیں۔ غرض میں بادب التماس کرتا ہوں کہ ہماری گورنمنٹ عالیہ اس خلاف واقعہ مخبری کا اس شخص سے مطالبہ کرے۔ کپتان ڈگلس صاحب سابق ڈپٹی کمشنر ضلع گورداسپور مقدمہ ڈاکٹر کلارک میں جو میرے پر دائر ہوا تھا لکھ چکے ہیں کہ یہ شخص مجھ سے عداوت رکھتا ہے اسی لیے جھوٹ بولنے سے کچھ بھی پرہیز نہیں کرتا۔"

(کشف الغطاء صفحہ 38 تا 40 مندرجہ روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 214 تا 216 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 619 تا 621 پر)

ہائے اُس زود پشیماں کا پشیماں ہونا

محترم قارئین! آپ نے ملاحظہ کیا کہ مرزا قادیانی نے کس طرح حقیقت حال پر پردہ ڈال کر سچ کو جھوٹ بنانے کی کوشش کی۔ کیا کوئی نیک آدمی اس طرح حق پوشی کا ارتکاب کر سکتا ہے؟ چہ جائیکہ ایسا شخص جو مجدد وقت اور مسیح موعود کا دعوی دار ہو۔ مذکورہ بالا عبارت میں مرزا قادیانی نے اپنے "ہشت سالہ الہام" سے نہ صرف انکار کیا بلکہ اس کے ناقل کو دروغ گو قرار دیا۔ حالانکہ مرزا قادیانی نے اپنی خاص مجلس میں اس الہام کا ذکر کیا تھا۔ مولوی محمد حسین بٹالوی کے پاس کوئی تحریری شہادت موجود نہ تھی، اس لیے وہ بھی خاموش ہو گئے۔ شیطان کے کان کاٹنے والے مرزا قادیانی نے انگریز بہادر کے سامنے اپنے کان پکڑے اور یقین دلایا کہ وہ ایسا کہنے کا سوچ بھی نہیں سکتا۔ دشمنوں نے مجھ پر افترا پردازی کی ہے۔ اس پر حکومت نے مرزا قادیانی کے بیان پر یقین کر لیا اور عام لوگوں کو محمد حسین بٹالوی کی غلط بیانی کا یقین ہو گیا۔

مرزا قادیانی کے اس تاریخی جھوٹ پر عرصہ 25 سال تک پردہ پڑا رہا۔ مگر صاحبانِ

علم و دانش کا کہنا ہے کہ ''کمان سے نکلا ہوا تیر اور زبان سے کہے ہوئے الفاظ واپس نہیں ہوتے۔'' محفل میں کہی ہوئی بات کو چھپانا بہت مشکل ہوتا ہے۔ مذکورہ الہام کے سلسلہ میں بھی ایسا ہی ہوا کہ مرزا قادیانی نے اس سے انکار کر دیا اور دعا کی کہ جھوٹے کو خدا تباہ کرے۔ مگر مرزا قادیانی کی موت کے بعد اس کے منجھلے بیٹے مرزا بشیر احمد ایم اے نے تسلیم کیا کہ ''حضرت صاحب'' کو واقعی یہ الہام ہوا تھا۔ مرزا بشیر احمد لکھتا ہے:

(177) ''بیان کیا ہم سے حاجی عبدالمجید صاحب نے کہ ایک دفعہ جب ''ازالہ اوہام'' شائع ہوئی ہے، حضرت صاحب لدھیانہ میں باہر چہل قدمی کے لیے تشریف لے گئے۔ میں اور حافظ حامد علی ساتھ تھے۔ راستہ میں حافظ حامد علی نے مجھ سے کہا کہ آج رات یا کہا ان دنوں میں حضرت صاحب کو الہام ہوا ہے کہ ''سلطنت برطانیہ تا ہشت سال۔ بعد ازاں ایام ضعف و اختلال۔'' خاکسار عرض کرتا ہے کہ اس مجلس میں جس میں حاجی عبدالمجید صاحب نے یہ روایت بیان کی میاں عبداللہ صاحب سنوری نے بیان کیا کہ میرے خیال میں یہ الہام اس زمانہ سے بھی پرانا ہے۔ حضرت صاحب نے خود مجھے اور حافظ حامد علی کو یہ الہام سنایا تھا اور مجھے الہام اس طرح پر یاد ہے۔ ''سلطنت برطانیہ تا ہفت سال۔ بعد ازاں باشد خلاف و اختلال۔'' میاں عبداللہ صاحب بیان کرتے تھے کہ دوسرا مصرع تو مجھے پتھر کی لکیر کی طرح یاد ہے کہ یہی تھا اور ہفت کا لفظ بھی یاد ہے۔ جب یہ الہام ہمیں حضرت صاحب نے سنایا تو اس وقت مولوی محمد حسین بٹالوی مخالف نہیں تھا۔ شیخ حامد علی نے اسے بھی جا سنایا۔ پھر جب وہ مخالف ہوا تو اس نے حضرت صاحب کے خلاف گورنمنٹ کو بدظن کرنے کے لیے اپنے رسالہ میں شائع کیا کہ مرزا صاحب نے یہ الہام شائع کیا ہے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ میاں عبداللہ صاحب اور حاجی عبدالمجید صاحب کی روایت میں جو اختلاف ہے، وہ اگر کسی صاحب کے ضعفِ حافظہ پر مبنی نہیں تو یہ بھی ممکن ہے کہ یہ الہام حضور کو دو وقتوں میں دو مختلف قرائتوں پر ہوا ہو۔ واللہ اعلم! نیز خاکسار عرض کرتا ہے کہ اس الہام کے مختلف معنی کیے گئے ہیں۔ بعضوں نے تاریخ الہام سے میعاد شمار کی ہے۔ بعضوں نے کہا ہے کہ ملکہ وکٹوریہ کی وفات کے بعد سے اس کی میعاد شمار ہوتی ہے کیونکہ ملکہ کے لیے حضور نے بہت دعائیں کی تھیں...... خاکسار عرض کرتا ہے کہ میرے نزدیک یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ

حضرت صاحب کی وفات سے اس کی میعاد شمار کی جاوے۔ کیونکہ حضرت صاحب نے اپنی ذات کو گورنمنٹ برطانیہ کے لیے بطور حرز کے بیان کیا ہے۔ پس حرز کی موجودگی میں میعاد کا شمار کرنا میرے خیال میں درست نہیں۔ اس طرح جنگِ عظیم کی ابتدا اور ہفت یا ہشت سالہ میعاد کا اختتام آپس میں مل جاتے ہیں۔ واللہ اعلم! خاکسار عرض کرتا ہے کہ گورنمنٹ برطانیہ کے ہم لوگوں پر بڑے احسانات ہیں۔ ہمیں دعا کرنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ اسے فتنوں سے محفوظ رکھے۔''

(سیرت المہدی جلد اوّل صفحہ 76,75 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ نمبر 622، 623 پر)

سلطنت برطانیہ کے زوال کا الہام

مرزا بشیر احمد کے علاوہ قادیانیوں کے دوسرے خلیفہ مرزا محمود نے بھی گواہی دی کہ اس کے باپ مرزا قادیانی کو سلطنت برطانیہ والا الہام ہوا تھا۔ ملاحظہ فرمائیں:

☐ خلیفۃ المسیح الثانی نے خطبہ جمعہ میں فرمایا: ''ملکہ وکٹوریہ کے زمانہ میں خدا تعالیٰ نے خبر دے دی:

''سلطنتِ برطانیہ تا ہشت سال...... بعد ازاں ضعف و فساد و اِختلال''

اور یہ آٹھ سال جا کر ملکہ وکٹوریہ کی وفات پر پورے ہو گئے۔''

(الفضل جلد 16 نمبر 78 مورخہ 5 اپریل 1929ء صفحہ 5)

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات صفحہ 650 طبع چہارم، از مرزا قادیانی)

(178) حافظ حامد علی صاحب نے مجھ سے کہا کہ...... ان دنوں میں حضرت صاحب کو الہام ہوا ہے:

''سلطنتِ برطانیہ تا ہشت سال...... بعد ازاں ایام ضعف و اختلال''

(سیرت المہدی جلد اوّل صفحہ 75 از مرزا بشیر احمد) (عکس صفحہ نمبر 624 پر)

میاں عبداللہ صاحب سنوری نے بیان کیا کہ:

(179) ''مجھے (یہ) الہام اِس طرح پر یاد ہے:

''سلطنت برطانیہ تا ہفت سال...... بعد ازاں باشد خلاف و اختلال''

(سیرت المہدی جلد اوّل صفحہ 75 از مرزا بشیر احمد) (عکس صفحہ نمبر 625 پر)

صاحبزادہ پیر سراج الحق صاحب نعمانی نے بیان کیا:

(180) ''میں نے حضرت سے یہ الہام اس طرح پر سنا ہے:

''قوتِ برطانیہ تا ہشت سال...... بعدازاں ایام ضعف و اختلال''

(سیرت المہدی جلد دوم صفحہ 9 روایت نمبر 314)

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات طبع چہارم صفحہ 651 از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 626 پر)

مرزا قادیانی نے رسالہ ''کشف الغطاء'' میں مولوی محمد حسین بٹالوی کی نسبت یہ بھی لکھا تھا:

(181) ''ایسے منافق پر کیوں اعتبار کیا جاتا ہے کہ جو گورنمنٹ کو کچھ کہتا ہے اور مسلمانوں کے کانوں میں کچھ پھونکتا ہے۔''

(کشف الغطاء صفحہ 49 مندرجہ روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 225 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 627 پر)

مزید لکھا:

(182) ''جبکہ یہ فاش جھوٹ اس نے اختیار کیا ہے تو کیونکر اطمینان ہو کہ جو دوسری باتیں گورنمنٹ تک پہنچاتا ہے، اس میں سچ بولتا ہے۔''

(کشف الغطاء صفحہ 45 مندرجہ روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 221 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 628 پر)

قارئین کرام! اب میرا قادیانیوں سے سوال ہے کہ وہ بتائیں کہ اس تحریر کی رو سے منافق اور جھوٹا مرزا قادیانی ہے یا مولانا محمد حسین بٹالوی؟؟؟ اور دوسرا سوال یہ ہے کہ باپ (مرزا قادیانی) انگریزوں کی ناراضی کے خوف سے اپنے الہام سے منکر ہے اور اس کے بیٹے کہتے ہیں کہ الہام واقعی ہوا تھا۔ ذرا سوچ کر بتایئے کہ جھوٹا کون ہے؟ باپ یا بیٹے؟؟؟

ے من چہ می سرائم و طنبورہ من چہ می سرائید

مرزا قادیانی کا یہ بھی کہنا ہے:

اپنی وحی پر یقین

(183) ''ہم کو تو خدا تعالیٰ کے اس کلام پر جو ہم پر وحی کے ذریعہ نازل ہوتا ہے۔ اس قدر یقین اور علیٰ وجہ البصیرۃ یقین ہے کہ بیت اللہ میں کھڑا کر کے جس قسم کی چاہو قسم دیدو بلکہ میرا تو یقین یہاں تک ہے کہ اگر میں اس بات کا اِنکار کروں۔ یا وہم بھی کروں کہ یہ خدا کی طرف سے نہیں تو معاً کافر ہو جاؤں۔''

(ملفوظات جلد اول صفحہ 400 طبع جدید از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 629 پر)

خدا کا حکم اور رسول کا فرض

(184) "وما کان لمرسل أن یکلّمه الله ویامره ثم یخفی أمر ربّه خوفا من الأشرار"

ترجمہ: کسی مرسل کی مجال نہیں کہ خدا تو اس سے کلام کرے اور اپنا کوئی حکم دے اور پھر وہ (مرسل) شرارتی لوگوں کے ڈر سے خدا کا حکم چھپائے۔

(مواہب الرحمٰن ص 66، مندرجہ روحانی خزائن جلد 19، صفحہ 284 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 630 پر)

حق بیان کرنے سے ڈرنا نہیں چاہیے

(185) ''دیکھو جو امور سماوی ہوتے ہیں۔ ان کے بیان کرنے میں ڈرنا نہیں چاہیے اور کسی قسم کا خوف کرنا اہل حق کا قاعدہ نہیں۔''

(ملفوظات جلد پنجم، صفحہ 446، بتاریخ 3 فروری 1908ء طبع جدید از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 631 پر)

مشرک کون؟

(186) ''جو شخص مخلوق سے ڈرتا ہے، اس کی عزت جناب الٰہی میں نہیں ہوتی کیونکہ وہ شرک پر ہے، مخلوق کو خدا کا شریک سمجھتا ہے۔ ایسا شخص ہمیشہ ناقص الدین رہتا ہے۔ مداہنہ

سے زندگی بسر کرتا ہے۔ صحبت میں نہیں رہ سکتا۔ ڈرتا ہے کہ کسی کو اطلاع نہ ہو۔"
(مرزا قادیانی کا ایک مشہور درس گاہ کے صاحبزادے کے نام خط، مکتوب نمبر 27، مندرجہ مکتوباتِ احمد جلد اوّل، صفحہ 487، طبع جدید از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 632 پر)

قارئین کرام! آپ نے جھوٹے مدعی نبوت آنجہانی مرزا قادیانی کی انگریز کی حمایت اور جہاد کی ممانعت کے سلسلہ میں کی گئی مذموم تحریری کوششیں ملاحظہ کیں۔ خوف خدا سے عاری آنجہانی مرزا قادیانی ان تحریروں کو اپنی "الہامی سند" فراہم کرتے ہوئے بڑی بے باکی سے لکھتا ہے:

قرآن سے دوسرے درجہ پر

(187) "کلما قلت من کمال بلاغتی فی البیان. فھو بعد کتاب اللّٰہ القران."
ترجمہ: "جو کچھ میں نے اپنی کمال بلاغت بیانی سے کہا ہے تو وہ کتاب اللہ قرآن مجید سے دوسرے درجہ پر ہے۔"
(لجة النور صفحہ 128 مندرجہ روحانی خزائن جلد 16 صفحہ 464 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 633 پر)

تائید الٰہی سے لکھے گئے رسائل

(188) "یہ رسائل جو لکھے گئے ہیں تائید الٰہی سے لکھے گئے ہیں۔ میں ان کا نام وحی اور الہام تو نہیں رکھتا۔ مگر یہ تو ضرور کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کی خاص اور خارق عادت تائید نے یہ رسالے میرے ہاتھ سے نکلوائے ہیں۔"
(سر الخلافہ صفحہ 101، 102 مندرجہ روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 415، 416 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 634، 635 پر)

میرے ساتھ اللہ تعالیٰ کی روح بولتی ہے

مرزا قادیانی کا الہام ہے:

(189) "اعلموا ان فضل اللّٰہ معی و ان روح اللّٰہ ینطق فی نفسی"

ترجمہ: ”جان لو کہ اللہ کا فضل میرے ساتھ ہے اور اللہ کی روح میرے ساتھ بول رہی ہے۔“
(انجام آتھم صفحہ 176 مندرجہ روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 176 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 636 پر)

خدا کا کلام

(190) ”یہ کلام جو میں سناتا ہوں، یہ قطعی اور یقینی طور پر خدا کا کلام ہے جیسا کہ قرآن اور توریت خدا کا کلام ہے۔“
(کشتی نوح صفحہ 7 مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 95 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 637 پر)

خزائن مدفونہ

(191) ”اور خدا تعالیٰ نے مجھے مبعوث فرمایا ہے کہ میں ان خزائن مدفونہ کو دُنیا پر ظاہر کروں اور ناپاک اعتراضات کا کیچڑ جو اُن درخشاں جواہرات پر تھوپا گیا ہے۔ اس سے اُن کو پاک صاف کروں۔“
(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 38 طبع جدید، از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 638 پر)

(192) ”وہ خزائن جو ہزاروں سال سے مدفون تھے
اب میں دیتا ہوں اگر کوئی ملے امیدوار“
(براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ 117 مندرجہ روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 147، از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 639 پر)

شجاعت

(193) ”سب دوستوں کے واسطے ضروری ہے کہ ہماری کتب کم از کم ایک دفعہ ضرور پڑھ لیا کریں کیونکہ علم ایک طاقت ہے اور طاقت سے شجاعت پیدا ہوتی ہے۔“
(ملفوظات جلد چہارم، صفحہ 361 طبع جدید، از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 640 پر)

مرزا قادیانی کی اپنی جماعت کو نصیحت

(194) ''مولوی شیر علی صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت صاحب فرمایا کرتے تھے کہ ہماری جماعت کے آدمیوں کو چاہیے کہ کم از کم تین دفعہ ہماری کتابوں کا مطالعہ کریں اور فرماتے تھے کہ جو ہماری کتب کا مطالعہ نہیں کرتا، اس کے ایمان کے متعلق مجھے شبہ ہے۔''

(سیرت المہدی جلد دوم صفحہ 78 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 641 پر)

کوئی اندر سے تعلیم دیتا ہے

(195) ''یہ بات بھی اس جگہ بیان کر دینے کے لائق ہے کہ میں خاص طور پر خدا تعالیٰ کی اعجاز نمائی کو انشا پردازی کے وقت بھی اپنی نسبت دیکھتا ہوں کیونکہ جب میں عربی میں یا اردو میں کوئی عبارت لکھتا ہوں تو میں محسوس کرتا ہوں کہ کوئی اندر سے مجھے تعلیم دے رہا ہے۔''

(نزول المسیح صفحہ 56 مندرجہ روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 434 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 642 پر)

مرزا قادیانی کا مزید کہنا ہے کہ وہ اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتا بلکہ وہی کچھ کہتا ہے جو اُسے اللہ تعالیٰ وحی کرتا ہے۔ اس سلسلہ میں مرزا قادیانی کی نام نہاد وحی ملاحظہ کیجیے:

- **وما ینطق عن الھوی. ان ھو الا وحی یوحی.**

(تذکرہ مجموعہ وحی الہامات طبع چہارم، ص 321,309 از مرزا قادیانی)

مرزا قادیانی کا مزید کہنا ہے:

- **"وھب لی علومًا مقدسة نقية ومعارف صافية جلية و علّمنی ما لم يعلم غيری من المعاصرين."**

ترجمہ: ''اللہ نے مجھے پاک مقدس علوم نیز صاف و روشن معارف عطا کیے۔ اور وہ کچھ سکھایا جو میرے سوا کسی اور انسان کو اس زمانے میں معلوم نہ تھا۔''

(انجام آتھم صفحہ 75 مندرجہ روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 75 از مرزا قادیانی)

- ''میری زبان کی تائید میں ایک اور زبان بول رہی ہے، اور میرے ہاتھ کی تقویت کے لیے ایک اور ہاتھ چل رہا ہے جس کو دنیا نہیں دیکھتی مگر میں دیکھ رہا ہوں۔ میرے اندر ایک

آسمانی روح بول رہی ہے، جو میرے لفظ لفظ اور حرف حرف کو زندگی بخشتی ہے۔''

(ازالہ اوہام صفحہ 563 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 403 از مرزا قادیانی)

❑ ''میں زمین کی باتیں نہیں کہتا کیونکہ میں زمین سے نہیں ہوں بلکہ میں وہی کہتا ہوں جو خدا نے میرے منہ میں ڈالا ہے۔''

(پیغام صلح صفحہ 47 مندرجہ روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 485 از مرزا قادیانی)

❑ ''میں تو ایک حرف بھی نہیں لکھ سکتا۔ اگر خدا تعالیٰ کی طاقت میرے ساتھ نہ ہو۔ بارہا لکھتے لکھتے دیکھا ہے کہ ایک خدا کی رُوح ہے جو تیر رہی ہے۔ قلم تھک جایا کرتی ہے مگر اندر جوش نہیں تھکتا۔ طبیعت محسوس کیا کرتی ہے کہ ایک ایک حرف خدا تعالیٰ کی طرف سے آتا ہے۔''

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 483 (طبع جدید) از مرزا قادیانی)

❑ ''اور میں سچ سچ کہتا ہوں کہ مسیح کے ہاتھ سے زندہ ہونے والے مر گئے مگر جو شخص میرے ہاتھ سے جام پیئے گا جو مجھے دیا گیا ہے، وہ ہرگز نہیں مرے گا۔ وہ زندگی بخش باتیں جو میں کہتا ہوں۔ اور وہ حکمت جو میرے مُنہ سے نکلتی ہے اگر کوئی اور بھی اس کی مانند کہہ سکتا ہے تو سمجھو کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں آیا۔ لیکن اگر یہ حکمت اور معرفت جو مُردہ دلوں کے لیے آبِ حیات کا حکم رکھتی ہے، دوسری جگہ سے نہیں مل سکتی تو تمہارے پاس اس جرم کا کوئی عذر نہیں کہ تم نے اس سرچشمہ سے انکار کیا جو آسمان پر کھولا گیا۔''

(ازالہ اوہام صفحہ 3 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 104 از مرزا قادیانی)

❑ ''میں اپنے نفس سے کچھ نہیں کہتا بلکہ وہی کہتا ہوں جو خدا تعالیٰ میرے دل میں ڈالتا ہے۔''

(تذکرۃ الشہادتین صفحہ 79 مندرجہ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 79 از مرزا قادیانی)

❑ ''مجھے دین کے ظاہری اور باطنی علوم دیئے گئے ہیں اور مجھے صُحُفِ مُطہرہ اور جو ان میں ہے، کا علم دیا گیا ہے۔ اُس شخص سے زیادہ بدبخت اور کوئی نہیں جو میرے مقام سے بے خبر ہے۔'' (تذکرۃ الشہادتین صفحہ 91 مندرجہ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 91 از مرزا قادیانی)

❑ ''تیرا کلام خدا کی طرف سے فصیح کیا گیا ہے۔ تیرے کلام میں ایک چیز ہے جس میں شاعروں کو دخل نہیں۔''

(حقیقت الوحی صفحہ 106 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 106 از مرزا قادیانی)

❑ ''وان اللہ لا یترکنی علی خطا طرفۃ عین و یعصمنی من کل مین و

يحفظني من سبل الشياطين.“

ترجمہ: ”اور اللہ تعالیٰ ایک پلک جھپکنے کے برابر بھی مجھے خطا پر قائم نہیں رہنے دیتا اور مجھے ہر ایک خطا سے محفوظ رکھتا ہے اور شیاطین کے راستوں سے میری حفاظت کرتا ہے۔“
(نور الحق صفحہ 86 مندرجہ روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 272 از مرزا قادیانی)

❑ **”انا ما كتبنا في كتاب شيئا يخالف النصوص القرانيه والحديثيه وما تفوهنا به يوما من الدهر.“**

ترجمہ: ”میں نے کسی کتاب میں کبھی کوئی چیز قرآن و حدیث کی تصریحات کے خلاف نہیں لکھی۔“ (حمامۃ البشریٰ صفحہ 72 مندرجہ روحانی خزائن جلد 7 صفحہ 285)

❑ **”والله يعلم اني ماقلت الا ما قال الله تعالى ولم اقل كلمة قط مخالفه وما مسها قلمي في عمري.“**

ترجمہ: ”خدا جانتا ہے کہ میں جو کچھ کہتا ہوں، وہ وہی کہتا ہوں جو خدا تعالیٰ فرماتا ہے اور میں نے کوئی کبھی ایسا کلمہ تک نہیں کہا جو خلاف خداوند تعالیٰ ہو اور مخالفت خداوندی میرے قلم سے کبھی سرزد نہیں ہوتی۔“
(حمامۃ البشریٰ صفحہ 10 مندرجہ روحانی خزائن جلد 7 صفحہ 186 از مرزا قادیانی)

❑ ”اور بباعث نہایت درجہ فنا فی اللہ ہونے کے اس کی زبان ہر وقت خدا کی زبان ہوتی ہے اور اس کا ہاتھ خدا کا ہاتھ ہوتا ہے اور اگرچہ اس کو خاص طور پر الہام بھی نہ ہو تب بھی جو کچھ اس کی زبان پر جاری ہوتا ہے، وہ اس کی طرف سے نہیں بلکہ خدا کی طرف سے ہوتا ہے۔“
(حقیقۃ الوحی صفحہ 16 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 18 از مرزا قادیانی)

❑ ”مجھے اس خدا کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ مجھے قرآن کے حقائق اور معارف کے سمجھنے میں ہر ایک روح پر غلبہ دیا گیا ہے۔“
(سراج منیر صفحہ 39 مندرجہ روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 41 از مرزا قادیانی)

❑ ”جو لوگ خدائے تعالیٰ سے الہام پاتے ہیں وہ بغیر بلائے نہیں بولتے اور بغیر سمجھائے نہیں سمجھتے، اور بغیر فرمائے کوئی دعویٰ نہیں کرتے۔ اور اپنی طرف سے کسی قسم کی دلیری نہیں کر سکتے۔“
(ازالہ اوہام صفحہ 197 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 197 از مرزا قادیانی)

❑ ”اس عاجز کو اپنے ذاتی تجربہ سے یہ معلوم ہے کہ روح القدس کی قدسیت ہر وقت اور ہر دم اور ہر لحظہ بلا فصل ملہم کے تمام قویٰ میں کام کرتی رہتی ہے۔“
(آئینہ کمالات اسلام صفحہ 93 مندرجہ روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 93 از مرزا قادیانی)

□ ”جو لوگ خدا تعالیٰ کی طرف سے مجددیت کی قوت پاتے ہیں، وہ نرے استخوان فروش نہیں ہوتے بلکہ وہ واقعی طور پر نائب رسول اللہ ﷺ اور روحانی طور پر آنجناب کے خلیفہ ہوتے ہیں۔ خدا تعالیٰ انھیں اُن تمام نعمتوں کا وارث بناتا ہے جو نبیوں اور رسولوں کو دی جاتی ہیں اور ان کی باتیں از قبیلِ جوشیدن ہوتی ہیں نہ محض از قبیلِ کوشیدن۔ اور وہ حال سے بولتے ہیں نہ مجرد قال سے۔ اور خدا تعالیٰ کے الہام کی تجلی ان کے دلوں پر ہوتی ہے اور وہ ہر ایک مشکل کے وقت روح القدس سے سکھلائے جاتے ہیں اور ان کی گفتار اور کردار میں دنیاپرستی کی ملونی نہیں ہوتی کیونکہ وہ بکلی مصفا کیے گئے اور تمام و کمال کھینچے گئے ہیں۔“

(فتحِ اسلام صفحہ 9 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 7 از مرزا قادیانی)

□ ”انی امر یکلمنی ربی...... و یعلمنی من لدنه و یحسن ادبی و یوحی الی رحمة منه فاتبع ما یوحی...... وما کان لی ان اترک سبیله و اختار طرقاشتی. وکلما قلت قلت من امره. وما فعلت شیئا عن امری. وما افتریت علی ربی الاعلیٰ وقد خاب من افتری.“

(ترجمہ) ”میں وہ مرد ہوں کہ خدا میرے ساتھ گفتگو کرتا ہے اور خزانہ خاص سے تعلیم دیتا ہے۔ اپنے ادب سے مجھ کو ادب سکھاتا ہے۔ اپنی رحمت سے مجھ پر وحی بھیجتا ہے۔ پس میں اس وحی کی پیروی کرتا ہوں اور مجھے کیا ہے کہ میں اس کی راہ کو چھوڑ دوں اور دوسرے راستے کو اختیار کروں اور جو میں نے کہا ہے اس کے حکم سے کہا ہے۔ میں از خود کوئی کام نہیں کرتا اور اللہ تعالیٰ پر جھوٹ نہیں باندھتا۔ ہلاک ہوا وہ جس نے افترا کیا۔“

(مواہب الرحمٰن صفحہ 5 مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 221 از مرزا قادیانی)

□ ”ازاں جملہ ایک عصمت بھی ہے جس کو حفظ الٰہی سے تعبیر کیا جاتا ہے، اور یہ عصمت بھی فرقان مجید کے کامل تابعین کو بطور خارقِ عادت عطا ہوتی ہے۔ اور اس جگہ عصمت سے مراد ہماری یہ ہے کہ وہ ایسی نالائق اور مذموم عادات اور خیالات اور اخلاق اور افعال سے محفوظ رکھے جاتے ہیں جن میں دوسرے لوگ دن رات آلودہ اور ملوث نظر آتے ہیں۔ اور اگر کوئی لغزش بھی ہو جائے تو رحمتِ الٰہی جلدتر اُن کا تدارک کر لیتی ہے۔“

(براہین احمدیہ صفحہ 514 مندرجہ روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 536 از مرزا قادیانی)

علامہ اقبالؒ اور فتنۂ قادیانیت

ترجمانِ حقیقت حضرت علامہ محمد اقبالؒ بیسویں صدی کے شہرۂ آفاق دانشور، عظیم روحانی شاعر، اعلیٰ درجہ کے مفکر اور بلند پایہ فلسفی ہونے کے ساتھ ساتھ ایک عہد ساز انسان بھی تھے۔ ایسی زندہ و جاوید ہستیاں صدیوں بعد پیدا ہوتی ہیں۔ ان کا دل ملتِ اسلامیہ کے ساتھ دھڑکتا تھا۔ وہ انسانیت کی اعلیٰ قدروں کے وارث تھے۔ ان کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ انہوں نے انحطاط اور تنزل کی گھاٹی کی طرف تیزی سے گرتے ہوئے عالمِ اسلام کے تنِ مضمحل میں ایک نئی روح پھونکی اور اسے انقلاب کی راہ دکھائی۔

علامہ اقبالؒ کے حوالے سے یہ حقیقت بھی پیش نظر رہے کہ وہ انسانی خوبیوں اور خامیوں کے ساتھ اعلیٰ تعلیم یافتہ، راسخ العقیدہ مسلمان تھے۔ جہاں تک قادیانیت کا تعلق ہے تو اس حوالے سے تو وہ محرم راز درون خانہ تھے۔ انہوں نے جب بنظرِ غائر دیکھ لیا کہ مرزائی خود تو مرتد اور کافر ہیں ہی، لیکن عامۃ المسلمین کو بھی مرتد بنانے کے لیے کوشاں ہیں اور ''چہ دلاور است وزدے کہ بکف چراغ دارد'' کے مصداق اسلام کا لبادہ اوڑھ کر انہیں گمراہ کر رہے ہیں تو وہ اپنی اسلامی غیرت وحمیت اور محبت رسولؐ کے حوالے سے برداشت نہ کر سکے۔ انہوں نے انتہائی زیرکی اور ژرف نگاہی سے اِس اہم مسئلے کا جائزہ لیا اور اپنے تاثرات امت مسلمہ کے سامنے واضح انداز میں پیش کر دیئے۔

عاشق رسولؐ علامہ اقبالؒ کو اس بات پر کامل ایقان تھا کہ حضرت محمد عربی ﷺ کی ذاتِ اقدس پر رسالت ونبوت کا سلسلہ ختم ہوگیا، آپ خاتم النبیین ہیں، آپ ﷺ کے بعد قیامت تک کوئی دوسرا نبی نہیں آئے گا، اگر کسی نے نبوت کا دعویٰ کیا تو وہ نہ صرف کاذب و مفتری بلکہ واجب القتل ہے۔

حضرت علامہ اقبالؒ کو اس بات کا مکمل ادراک تھا کہ ملت اسلامیہ کو جن فتنوں نے سب سے زیادہ نقصان پہنچایا، ان میں سب سے خطرناک فتنۂ قادیانیت کا ہے۔ علامہ اقبالؒ

نے قادیانیوں کی ملت اسلامیہ کے خلاف بڑھتی ہوئی سازشوں کو شدت کے ساتھ محسوس کیا۔ چنانچہ انہوں نے اپنے خطبات، مضامین، توضیحات اور خطوط کے ذریعے قادیانیت کی سرکوبی کی اور اس تحریک کے عالم اسلام پر دینی، معاشی اور تمدنی اثرات اور ان کے منفی نتائج سے امت مسلمہ کو آگاہ کیا۔ علامہ اقبالؒ کو یہ منفرد اعزاز حاصل ہے کہ انہوں نے حکومت کو سب سے پہلے یہ مطالبہ پیش کیا کہ قادیانیت کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے کیونکہ یہ اسلام کا لبادہ اوڑھ کر ملت اسلامیہ کی اجتماعیت کو پارہ پارہ کر رہے ہیں اور مسلمانوں کے اندر رہ کر ایک نئی امت تشکیل دے رہے ہیں۔

مولانا محمد حسین عرشی امرتسری حضرت علامہ محمد اقبالؒ سے اپنی ایک خصوصی ملاقات کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''آخری عمر میں قریباً ہر صحبت میں مرزا غلام احمد قادیانی کا ذکر آجاتا تھا۔ چنانچہ ایک دفعہ آپ نے فرمایا کہ سلطان ٹیپو (شہید) کے جہاد حریت سے انگریز نے اندازہ کیا کہ مسئلہ جہاد اس کی حکومت کے لیے ایک مستقل خطرہ ہے۔ جب تک شریعت اسلامیہ سے اس مسئلے کو خارج نہ کیا جائے، انگریز کا مستقبل مطمئن نہیں۔ چنانچہ اسی زمانہ سے مختلف ممالک کے علماء کو آلۂ کار بنانا شروع کیا۔ ہندوستانی علماء سے بھی ایسے فتاویٰ حاصل کیے گئے، لیکن ایک منصوص قرآنی مسئلہ کو مٹانے کے لیے علماء کو ناکافی سمجھ کر ایک جدید نبوت کی ضرورت محسوس ہوئی۔ جس کا بنیادی مسئلہ یہی ہو کہ اقوامِ اسلامیہ میں نسخ جہاد کی تبلیغ کی جائے۔ احمدیت کے اسباب وجوہ پر آج تک جو کچھ لکھا گیا ہے، اس کی وقعت سطحیت سے زیادہ نہیں اس کا حقیقی سبب اسی ضرورت کا احساس تھا۔''

(اقبال پر 15 مقالات، مرتب: پروفیسر احسان الٰہی سالک، ایس اے بخاری)

آنجہانی مرزا قادیانی پر انگریز پرستی اور برٹش گورنمنٹ کی اطاعت کا داغ دھونے کے لیے اس کے پیروکار یہ تاویل پیش کرتے ہیں کہ علامہ اقبال نے بھی کئی مواقع پر برطانوی حکومت کی تعریف کی۔ اس سلسلہ میں جناب پروفیسر خالد شبیر احمد اپنی کتاب میں لکھتے ہیں:

''اس کو کہتے ہیں ''ماروں گھٹنا پھوٹے آنکھ''، ''سوال گندم جواب چنا'' تیلی نے اپنے مخالف جاٹ سے کہا کہ جاٹ رے جاٹ، تیرے سر پہ کھاٹ۔ جواب تھا تیلی رے تیلی، تیری سر پہ کولہو، سننے والے نے کہا، یہ تو بات نہ بنی، فنی طور پر ہی شعر غلط ہوگیا، جواب تھا کہ

مخالف کولہو کے بوجھ تلے تو دبے گا۔ اقبال نے ختم نبوت کے حوالے سے قادیانیوں کو مشورہ دیا کہ جب آپ ختم نبوت کے عقیدۂ پر قائم نہیں رہے تو اپنے عقیدے کے اعتبار سے مسلمانوں میں شامل رہنے پر آپ کے اصرار کا کیا جواز ہے؟ لہٰذا ہم حکومت سے اسی بناء پر تمہیں مسلمانوں سے علیحدہ غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا مطالبہ کرتے ہیں تو اس کے جواب میں کہا جا رہا ہے کہ اقبال انگریزوں کے قصیدے پڑھتا رہا ہے۔ اگر اقبال انگریزوں کے قصیدے پڑھنے پر گردن زدنی اور قابل مذمت ہے تو پھر مرزا قادیانی انگریزوں کے قصیدے پڑھنے پر آپ کا نبی اور پیشوا کیسے بن گیا؟ غلام احمد قادیانی نے ستارہ قیصریہ میں اسی ملکہ وکٹوریہ کو زمین کا نور کہہ کر اس کی ستائش میں زمین و آسمان کے قلابے نہیں ملا دیئے؟ ان کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے کہ جس نے انگریزوں کی خوشامد کی تمام حدیں ہی توڑ دیں اور اس پر اسے فخر بھی ہے۔ وہ برملا کہتا ہے کہ جو امن اور سلامتی اسے انگریزی راج میں میسر ہے، وہ مکہ اور مدینے میں بھی میسر نہیں۔ اقبال نے تو ان تمام قصائد سے رجوع کر لیا، تبھی انہوں نے یہ سب کچھ جس کا آپ (قادیانی) ذکر کر رہے ہیں، اپنے کلام میں شامل نہیں کیا۔ گویا دوسرے لفظوں میں اس کلام کو اقبال نے خود مسترد کر دیا۔ کہیں مرزا قادیانی کی کوئی ایسی تحریر بھی ہے کہ جس سے یہ بات ثابت ہو سکے کہ انہوں نے انگریزوں کے حق میں جو کچھ لکھا، اس نے انہوں نے رجوع کر لیا تھا۔ اگر آپ کے پاس کوئی ایسی تحریر ہے تو پیش کریں۔"

(اقبال اور قادیانیت از پروفیسر خالد شبیر احمد صفحہ 78, 79)

شاعرِ مشرق، حکیم الامت حضرت علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ مرزا قادیانی کی انگریزی نبوت کے بارے میں فرماتے ہیں:

شیخ اولرد فرنگی را مرید

عصرِ من پیغمبرے ہم آفرید
آنکہ در قرآن بغیر از را ندید

تن پرست و جاہ مست و کم نگہ
اندرونش بے نصیب از لا الٰہ

در حرم زاد و کلیسا را مرید
پردۂ ناموسِ ما را بر درید

دامنِ او را گرفتن ابلہی است
سینۂ او از دل روشن تہی است

الحذر! از گرمئی گفتار او
الحذر! از حرف پہلو دارِ او

شیخ او لرد فرنگی را مرید
گرچہ گوید از مقام بایزید

گفت دین را رونق از محکومی است
زندگانی از خودی محرومی است

دولتِ اغیار را رحمت شمرد
رقصہا گردِ کلیسا کرد و مُرد

(مثنوی پس چہ باید کرد)

(ترجمہ)

1- میرے زمانے نے ایک نبی بھی پیدا کیا
جس کو اپنے سوا قرآن میں کچھ نظر نہ آیا

2- خود پرست، عزت چاہنے والا، کوتاہ نظر
اس کا دل لا الٰہ سے خالی ہے

3- مسلمانوں کے گھر پیدا ہوا اور عیسائیوں کا غلام بنا
اس نے ہماری ناموس کے پردے کو چاک کرایا

4- اس سے عقیدت رکھنا حماقت ہے
اس کا سینہ دل کی روشنی سے خالی ہے

5- اس کی چرب زبانی سے بچو
اس کی چالبازانہ باتوں سے بچو

6- اس کا پیر شیطان اور فرنگی کا غلام ہے
اگرچہ وہ کہتا ہے کہ میں بایزید کے مقام سے بول رہا ہوں

7- وہ کہتا ہے کہ غلامی میں ہی دین کی رونق ہے
اس کی زندگی خودی سے محروم ہے

8- غیروں کی دولت کو وہ رحمت جانتا ہے
اس نے گرجا کے گرد رقص کیا اور مر گیا

آں ز ایراں بود وایں ہندی نژاد

رفت ازو آں مستی و ذوق و سرور
دین او اندر کتاب و او بگور!

صُحبتش با عصرِ حاضر در گرفت!
حرفِ دیں را از دو "پیغمبر" گرفت!

آں ز ایراں بود وایں ہندی نژاد
آں ز حج بیگانہ و ایں از جہاد!

تا جہاد و حج نماند از واجبات
رفت جاں از پیکرِ صوم و صلوٰت!

روح چوں رفت از صلوٰۃ و از صیام
فرد ناہموار و ملت بے نظام!

سینہ ہا از گرمیِ قرآں تہی
از چنیں مرداں چہ امیدِ بہی!

از خودی مردِ مسلماں در گذشت
اے خضر دستے کہ آب از سرگذشت

(جاوید نامہ)

(ترجمہ)

1- وہ مستی اور ذوق و سرور کھو چکا ہے۔ دین اب کتاب ہی میں رہ گیا ہے۔ مسلمان مر چکا ہے۔

2- وہ عصر حاضر کی صحبت اختیار کر چکا ہے اب وہ دو جعلی پیغمبروں سے دین سیکھتا ہے۔

3- ان میں سے ایک (بہاء اللہ) ایرانی ہے اور دوسرا ہندی (مرزا قادیانی)۔ پہلے نے حج منسوخ کر دیا اور دوسرے نے جہاد۔

4- جب جہاد اور حج واجب نہ رہے، تو صوم و صلوٰۃ کی رُوح بھی ختم ہو گئی۔

5- نماز روزے کی روح جاتی رہی تو فرد بے لگام ہو گیا اور ملت بے نظام۔

6- سینے حرارتِ قرآنِ پاک سے خالی ہو گئے۔ ایسے لوگوں سے بھلائی کی کیا اُمید؟

7- مسلمان نے خودی ترک کر دی۔ اے خضر! مدد کو پہنچ۔ پانی سر سے گزر گیا۔

کہ از تیغ و سپر بیگانہ سازد مرد غازی را!

من آں علم و فراست با پرکا ہے نمی گیرم
کہ از تیغ و سپر بیگانہ سازد مرد غازی را

بہر نرخے کہ ایں کالا بگیری سودمند افتد
بزور بازوئے حیدرؓ بدہ ادراک رازی را

اگر یک قطرہ خوں داری اگر مشت پرے داری
بیامن باتو آموزم طریق شاہبازی را

اگر ایں کار را کارِ نفس دانی چہ نادانی!
دم شمشیر اندر سینہ باید نے نوازی را

(زبورِعجم)

(ترجمہ)

1- میری نظر میں اس علم وحکمت کی قیمت گھاس کے ایک تنکے کے برابر بھی نہیں جو مردِ غازی کو اس کی تلوار اور ڈھال (عملِ جہاد) سے بیگانہ کردے۔

2- جس بھاؤ سے بھی تو یہ سودا خریدتا ہے، تیرے لئے سودمند ہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قوتِ بازو کے عوض، امام فخر الدین رازی کی فہم وفراست چھوڑ دے۔ (ایسا علم کس کام کا جو مسلمان کو عملِ جہاد سے روک دے)۔

3- اگر تو خون کا ایک قطرہ رکھتا ہے (عمل کی رمق باقی ہے) اور اگر تو مٹھی بھر پر رکھتا ہے (ہمت پرواز بھی ہے) تو میرے پاس آ۔ میں تجھے شاہبازی (دنیا پر حکمرانی) کے اصول سمجھادوں گا۔

4- (اور) اگر تو اس کام (زندگی گزارنا) کو سانس کا کام سمجھتا ہے تو یہ تیری کیسی نادانی ہے۔ بانسری بجانے کے لئے (عام سانس کی نہیں) تلوار کی طاقت کی ضرورت ہوتی ہے۔ (جس طرح بانسری بجانے کے لئے صرف سانس پھونکنا ہی کافی نہیں، اس کے لئے سینے میں قوت کی ضرورت ہوتی ہے۔ اِسی طرح عملی زندگی میں جان قربان کر دینے کی تمنا کرنا ہی کافی نہیں بلکہ اس کے لئے جان ہتھیلی پر رکھنا ضروری ہے)۔

نبوت

میں نہ عارف، نہ مجدد، نہ محدث، نہ فقیہ
مجھ کو معلوم نہیں کیا ہے نبوت کا مقام
ہاں مگر عالم اسلام پہ رکھتا ہوں نظر
فاش ہے مجھ پہ ضمیرِ فلکِ نیلی فام
''وہ نبوت ہے مسلماں کے لیے برگِ حشیش
جس نبوت میں نہیں قوت و شوکت کا پیام''

(ضربِ کلیم)

مہدیٔ برحق

سب اپنے بنائے ہوئے زنداں میں ہیں محبوس
خاور کے ثوابت ہوں کہ افرنگ کے سیار
پیرانِ کلیسا ہوں کہ شیخانِ حرم ہوں
نے جدتِ گفتار ہے، نے جدتِ کردار
ہیں اہل سیاست کے وہی کُہنہ خم و پیچ
شاعر اسی افلاسِ تخیل میں گرفتار
دنیا کو ہے اس مہدیٔ برحق کی ضرورت
ہو جس کی نگہ زلزلۂ عالم افکار

(ضربِ کلیم)

امامت

تو نے پوچھی ہے امامت کی حقیقت مجھ سے
حق تجھے میری طرح صاحب اسرار کرے

ہے وہی تیرے زمانے کا امامِ برحق
جو تجھے حاضر و موجود سے بیزار کرے
موت کے آئینے میں تجھ کو دکھا کر رُخِ دوست
زندگی تیرے لیے اور بھی دُشوار کرے
دے کے احساسِ زیاں تیرا لہو گرما دے
فقر کی سان چڑھا کر تجھے تلوار کرے
فتنۂ ملتِ بیضا ہے امامت اُس کی
جو مسلماں کو سلاطیں کا پرستار کرے

(ضربِ کلیم)

جہاد

فتویٰ ہے شیخ کا یہ زمانہ قلم کا ہے
دنیا میں اب رہی نہیں تلوار کارگر
لیکن جنابِ شیخ کو معلوم کیا نہیں
مسجد میں اب یہ وعظ ہے بے سُود و بے اثر
تیغ و تفنگ دست مسلماں میں ہے کہاں؟
ہو بھی تو دل ہیں موت کی لذت سے بے خبر
کافر کی موت سے بھی لرزتا ہو جس کا دل
کہتا ہے کون اس کو مسلماں کی موت مر
تعلیم اس کو چاہیے ترکِ جہاد کی
دنیا کو جس کے پنجۂ خونیں سے ہو خطر
باطل کے فال و فر کی حفاظت کے واسطے
یورپ زرہ میں ڈوب گیا دوش تا کمر
ہم پوچھتے ہیں شیخ کلیسا نواز سے
مشرق میں جنگ شر ہے تو مغرب میں بھی ہے شر

حق سے اگر غرض ہے تو زیبا ہے کیا یہ بات
اسلام کا محاسبہ، یورپ سے درگزر
(ضربِ کلیم)

ہو بندۂ آزاد اگر صاحب الہام
ہے اُس کی نگہ فکر و عمل کے لیے مہمیز
محکوم کے الہام سے اللہ بچائے
غارت گر اقوام ہے وہ صورتِ چنگیز
(ضربِ کلیم)

درسِ غلامی

ہند میں حکمتِ دیں کوئی کہاں سے سیکھے
نہ کہیں لذتِ کردار نہ افکارِ عمیق
خود بدلتے نہیں، قرآن کو بدل دیتے ہیں
ہوئے کس درجہ فقیہانِ حرم بے توفیق
ان غلاموں کا یہ مسلک ہے کہ ناقص ہے کتاب
کہ سکھاتی نہیں مومن کو غلامی کے طریق
(ضربِ کلیم)

نکتۂ توحید

بیاں میں نکتۂ توحید آ تو سکتا ہے
ترے دماغ میں بت خانہ ہو تو کیا کہیے!

وہ رمزِ شوق کہ پوشیدہ لا الہ میں ہے
طریقِ شیخ فقیہانہ ہو تو کیا کہیے!
سرور جو حق و باطل کی کارزار میں ہے
تو حرب و ضرب سے بیگانہ ہو تو کیا کہیے!
جہاں میں بندۂ حر کے مشاہدات ہیں کیا
تری نگاہ غلامانہ ہو تو کیا کہیے!
مقامِ فقر ہے کتنا بلند شاہی سے
روش کسی کی گدایانہ ہو تو کیا کہیے!

(ضربِ کلیم)

....

رندوں کو بھی معلوم ہیں صوفی کے کمالات
ہر چند کہ مشہور نہیں ان کے کرامات
خود گیری و خودداری و گلبانگِ انا الحق
آزاد ہو سالک تو ہیں یہ اس کے مقامات
محکوم ہو سالک تو یہی اس کا 'ہمہ اوست'
خود مردہ و خود مرقد و خود مرگِ مفاجات!

(ارمغانِ حجاز)

....

نکل کر خانقاہوں سے ادا کر رسمِ شبیری
کہ فقرِ خانقاہی ہے فقط اندوہ و دلگیری
ترے دین و ادب سے آ رہی ہے بوئے رہبانی
یہی ہے مرنے والی امتوں کا عالمِ پیری

(ارمغانِ حجاز)

....

آزاد کی رگ سخت ہے مانند رگ سنگ
محکوم کی رگ نرم ہے مانند رگِ تاک
محکوم کا دل مردہ و افسردہ و نومید
آزاد کا دل زندہ و پرسوز و طرب ناک
آزاد کی دولت دلِ روشن نفس گرم
محکوم کا سرمایہ فقط دیدۂ نمناک
محکوم ہے بیگانۂ اخلاص و مروّت
ہر چند کہ منطق کی دلیلوں میں ہے چالاک
ممکن نہیں محکوم ہو آزاد کا ہمدوش
وہ بندۂ افلاک ہے یہ خواجۂ افلاک

(ارمغانِ حجاز)

یہودی وزیراعظم اور سنت نبوی ﷺ

1973ء میں عربوں اور اسرائیل کے درمیان جنگ کے سائے گہرے ہوچکے تھے۔ ایک دن امریکی اسلحہ کمیٹی کا سربراہ اسرائیل آیا۔ دفتر کا وقت ختم ہوچکا تھا۔ لہٰذا وزیراعظم گولڈا میئر سے گھر پر ملاقات کا اہتمام کیا گیا۔ وزیراعظم مہمان کو اپنے باورچی خانے لے گئیں۔ انہیں کرسی پر بٹھایا اور خود چائے بنانے لگیں۔ اس دوران طیاروں، میزائلوں اور توپوں کے سودے کی بات چیت ہوتی رہی، چائے تیار ہوئی تو ایک پیالی مہمان کو پیش کی، دوسری اپنے سامنے رکھی اور تیسری دروازے پر کھڑے امریکی گارڈ کو تھما آئیں۔ چائے پینے کے دوران امریکہ سے اسلحے کی خریداری کی شرائط طے پائیں۔ گولڈا میئر نے مہمان سے ہاتھ ملانے سے قبل پیالیاں سمیٹیں اور دھو کر الماری میں رکھتے ہوئے کہا ''ہمیں سودا منظور ہے''۔

گولڈا میئر نے اگلے دن معاہدے کے تفصیلات کابینہ کے سامنے رکھیں جس نے سودا مسترد کردیا۔ کابینہ کا موقف تھا کہ ان کا ملک بحران کا شکار ہے، اس خریداری کے بعد اسرائیلی قوم کو برسوں تک دن میں ایک بار کھانے پر اکتفا کرنا پڑے گا۔ گولڈا میئر نے اپنی کابینہ کے فیصلے سے اتفاق کیا لیکن بحث سمیٹتے ہوئے باور کرایا ''ہم جنگ جیت گئے تو تاریخ ہمیں فاتح قرار دے گی۔ جب تاریخ کسی قوم کو فاتح قرار دے ڈالے تو بھول جاتی ہے کہ جنگ کے دوران فاتح قوم نے کتنی فاقہ کشی کی، دن میں کتنی بار کھانا کھایا، اس کے جوتوں میں کتنے سوراخ تھے یا تلواروں کے نیام پھٹے ہوئے تھے کیونکہ فاتح صرف فاتح ہوتا ہے۔ گولڈا میئر کے دلائل کے سامنے کابینہ نے ہتھیار ڈال دیے اور امریکہ کے ساتھ ہتھیاروں کی خریداری کا معاہدہ طے پاگیا۔ پھر اسی اسلحہ سے اسرائیل نے عربوں کو شکست دی۔

جنگ کے کافی عرصے بعد واشنگٹن پوسٹ کے نمائندے نے گولڈا میئر کا انٹرویو کیا۔ سوال تھا ''امریکی اسلحہ کی خریداری کے لیے آپ کے ذہن میں جو دلیل تھی، وہ فوراً ذہن میں آئی یا پہلے سے طے شدہ حکمت عملی تھی؟''

گولڈا میئر نے چونکا دینے والا جواب دیا ''میں نے یہ استدلال اپنے دشمنوں یعنی مسلمانوں کے نبی (ﷺ) کی زندگی سے لیا ہے۔ میں نے زمانہ طالب علمی میں محمد (ﷺ) کی سوانح حیات پڑھی تھی۔ جب ان کا وصال ہوا تو ان کے گھر میں چراغ کے لیے تیل خریدنے کی رقم نہیں تھی۔ ان کی اہلیہ (حضرت عائشہؓ) نے آپ (ﷺ) کی زرہ بکتر رہن رکھ کر تیل خریدا۔ اس وقت بھی محمد (ﷺ) کے حجرے کی دیواروں پر 9 تلواریں لٹک رہی تھیں۔ یہ واقعہ پڑھا تو میں نے سوچا، دنیا میں کتنے لوگ ہوں گے جو مسلمانوں کی پہلی ریاست کی کمزور اقتصادی حالت جانتے ہوں گے۔ لیکن مسلمان آدھی دنیا کے فاتح ہیں، یہ بات پوری دنیا جانتی ہے۔ لہٰذا میں نے فیصلہ کیا کہ اگر مجھے اور میری قوم کو برسوں بھوکا رہنا پڑے، مسلمانوں کی طرح پختہ مکانوں کی بجائے خیموں میں زندگی گزارنی پڑے تو بھی اسلحہ خریدیں گے اور مسلمانوں کی طرح فاتح کا اعزاز پائیں گے۔ ان مسلمانوں کی طرح جنہوں نے آدھی دنیا فتح کی لیکن آج یہ اپنی تاریخ بھلا چکے ہیں۔ اس لیے ابھی فتح کا ایک موقعہ موجود ہے۔''

ملکہ کا کتا اور قادیانی تعزیت!

قادیانی جماعت کی سرگرمیوں پر گہری نظر رکھنے والے معروف سابق قادیانی جناب اے کے شیخ صاحب اپنی ویب سائٹ پر ایک اہم واقعہ پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''مفادات، چاپلوسی اور غلامی کیا کیا ناچ نچواتی ہے اس کی تازہ ترین مثال کچھ اس طرح سے ہے، کرسمس سے پہلے ملکہ برطانیہ کا جان سے پیارا Corgi کتا، ملکہ کی بیٹی شہزادی این کے کتے کے ہاتھوں اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھا اور ملکہ برطانیہ کے ساتھ ان کے خونی اور روحانی رشتہ داروں کو بھی سوگوار کر گیا، دنیا کے اخباروں، ٹی وی اور دیگر میڈیا نے بھی اس ناگہانی خبر کو خاص خبر بنایا ہے، جہاں پر دنیا کے سربراہوں نے ملکہ کو تعزیتی پیغامات ارسال کیے ہیں، وہاں پر سب سے نمایاں اور حق نمک حلالی اور غلامی ادا کرتے ہوئے اللہ کے بنائے ہوئے خلیفہ نے بھی ملکہ عالیہ سے دلی تعزیت کا اظہار کرتے ہوئے Corgi مرحوم کے لیے فردوسِ بریں کی دعا کی ہے۔

کچھ احباب کو تعزیت ناگوار گزرے گی اور کہیں گے یہ نہیں ہوسکتا، خلیفہ صاحب

نے ایسا نہیں کیا اور کچھ کہیں گے اس میں کوئی برائی نہیں بلکہ ہمارے اعلیٰ اخلاق کا مظاہرہ ہے، چلیے آپ اس پر اپنے دوستوں کے ساتھ اظہار خیال کریں، مگر اس سوال پر غور کریں تو عنایت ہوگی۔ کیا اللہ کے بنائے ہوئے خلیفہ نے کبھی ان مسلمانوں کی موت پر بھی تعزیت کی جن پر حکومت امریکہ اور برطانیہ نے قیامت خیز بمباری کی؟ کیا صرف اس لیے نہیں کہ وہ ہمارے خلیفہ صاحب کی بیعت میں شامل نہ تھے؟ کیا وہ ملکہ کا کتا خلیفہ صاحب کی بیعت کر چکا تھا؟ کیا وہ مسلمان احمدی نہ تھے تو کیا انسان بھی نہ تھے؟ کیا مرزا صاحب کا پیغام دنیا کے لیے نہیں؟ جماعت کو یہ نہیں بھولنا چاہیے کہ انگریز اگر کتا بھی پالتا ہے تو اس کا حسب نسب دیکھ کر پالتا ہے، لہذا یہ پتہ چل سکتا ہے کہ وہ Corgi احمدی تھا یا نہیں!

تعزیت کے بعد اگر خلیفہ صاحب اس کی نماز جنازہ پڑھانے کا فیصلہ کرلیں تو براہ مہربانی اس کا اعلان MTA پر ضرور کرادیں اور ساتھ ہی دیگر تمام جماعتہائے احمدیہ کو ہدایت جاری فرمادیں کہ وہ بھی تعزیتی پیغامات فوری ارسال کریں، دیر کرنے کی صورت میں کہیں ہم ناشکروں میں شامل نہ کردیے جائیں!" (www.ahmedi.org)

پاکستان کے خلاف قادیانی سازشیں

قادیانیت، مذہب کے لبادے میں اسلام دشمن طاقتوں کی آلہ کار سیاسی تحریک ہے، جس کا مقصد اسلام اور پاکستان کی نظریاتی سرحدوں کو منہدم کرنا ہے۔ یہ فتنہ، انگریز کا جاسوس اور ملت اسلامیہ کے لیے ناسور ہے۔ بقول آغا شورش کاشمیریؒ، ''قادیانیت، عجمی اسرائیل ہے''۔ اس کا ہر قدم اسلام کے خلاف، اس کا ہر فیصلہ ملت اسلامیہ کے برعکس اور اس کی ہر تدبیر پاکستان سے بغاوت ہے۔ یہ ایک ایسی خطرناک جماعت ہے جو اپنے بیرونی آقاؤں کے مخصوص مفادات کے لیے کام کرتی ہے۔ قادیانیت کی تاریخ، عالم اسلام سے غداری، مسلمان ممالک کے خلاف سازشوں اور ملت اسلامیہ کی مصیبتوں پر جشن منانے سے عبارت ہے۔ 7 ستمبر 1974ء بلاشبہ عالم اسلام بالخصوص پاکستانی مسلمانوں کے لیے ایک یادگار دن کی حیثیت رکھتا ہے، جب پاکستان کی منتخب قومی اسمبلی نے متفقہ طور پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا تاریخی فیصلہ کیا تھا۔ اس سے قبل مکہ مکرمہ میں 6 تا 10 اپریل 1974ء کو رابطہ عالم اسلامی کے زیر انتظام ایک اہم کانفرنس ہوئی تھی جس میں دنیا بھر سے 140 تنظیموں اور ملکوں کے نمائندوں نے شرکت کی تھی۔ اس کانفرنس میں یہ متفقہ قرارداد منظور ہوئی تھی کہ: ''قادیانیت، اسلام اور عالم اسلام کے خلاف ایک تخریبی تحریک ہے، جو ایک اسلامی فرقہ ہونے کا دعویٰ کرتی ہے۔ چنانچہ اسے غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔'' یہ ایک اہم کام تھا جسے نیک جذبے سے مکمل کیا گیا، لیکن قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کے بعد عالم اسلام نے اپنے آپ کو ان کی ظاہری اور پس پردہ خطرناک سرگرمیوں پر نظر رکھنے کے فرض سے سبکدوش قرار دے لیا۔ حالانکہ 1974ء کے اس تاریخی فیصلہ کے بعد مسلم تنظیموں خصوصاً اسلامی ممالک کی حکومتوں کی ذمہ داریوں میں اضافہ ہوگیا تھا۔ قادیانیوں کی زیرِ زمین سرگرمیوں پر کڑی نظر رکھنا اور اسلامی ملکوں کے خلاف ان کی سازشوں کو ناکام بنانے کا کام جاری رہنا چاہیے تھا۔ لیکن افسوس کہ ایسا نہیں ہوا اور اس کے سنگین نتائج اب سامنے آرہے

ہیں۔ پاکستان بننے کے بعد قادیانیوں نے بالواسطہ طریقوں سے کام لے کر پاکستان کے اقتدار پر قبضہ کیا اور اس کی خارجہ پالیسی کو ایسی شکل دی جوان کی اور ان کے سامراجی آقاؤں کی مرضی و منشا کے عین مطابق تھی۔ قادیانی اپنے خلیفہ کے حکم پر یہاں قادیانی ریاست قائم کرنے کے لیے برابر کوشاں ہیں۔ قادیانیوں کی اسلام اور پاکستان کے خلاف اس قدر سازشیں ہیں کہ "سفینہ چاہیے اس بحر بیکراں کے لیے۔" بہر حال صفحات کی کمی کے پیش نظر زیر نظر کتابچہ میں قادیانیوں کی پاکستان کے خلاف بھیانک سازشوں کا مختصراً احاطہ کیا گیا ہے جو محبان پاکستان کے لیے چشم کشا بھی ہیں اور دعوت فکر و عمل بھی۔ آیئے ملاحظہ کریں:

علامہ اقبالؒ اور فتنہ قادیانیت

حضرت علامہ اقبالؒ نے نہ صرف قادیانیت سے اپنی سخت بیزاری کا اعلان کیا بلکہ اس فتنہ کے محاسبہ کو اپنی زندگی کا نصب العین بنالیا۔ انہیں اس بات کا مکمل ادراک تھا کہ ملت اسلامیہ کو جن فتنوں نے سب سے زیادہ نقصان پہنچایا، ان میں سب سے خطرناک فتنہ قادیانیت کا ہے۔ علامہ اقبالؒ نے قادیانیوں کی ملت اسلامیہ کے خلاف بڑھتی ہوئی سازشوں کو شدت کے ساتھ محسوس کیا۔ چنانچہ انہوں نے اپنے خطبات، مضامین، توضیحات اور خطوط کے ذریعے قادیانیت کی سرکوبی کی اور اس تحریک کے عالم اسلام پر دینی، معاشی اور تمدنی اثرات اور ان کے منفی نتائج سے امت مسلمہ کو آگاہ کیا۔ علامہ اقبالؒ کو یہ منفرد اعزاز حاصل ہے کہ انہوں نے حکومت کو سب سے پہلے یہ مطالبہ پیش کیا کہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے کیونکہ یہ اسلام کا لبادہ اوڑھ کر ملت اسلامیہ کی اجتماعیت کو پارہ پارہ کر رہے ہیں اور مسلمانوں کے اندر رہ کر ایک نئی امت تشکیل دے رہے ہیں۔

حضرت علامہ اقبالؒ نے 1936ء میں پنجاب مسلم لیگ کی کونسل میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی تجویز بھی پاس کرائی اور صوبائی اور مرکزی اسمبلی کے لیگی امیدواروں سے حلفیہ تحریری اقرار نامہ لکھوایا کہ وہ کامیاب ہو کر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیے جانے کے لیے آئینی اداروں میں مہم چلائیں گے۔

علامہ اقبال کا قادیانیت سے تنفر کا ثبوت اس سے بڑھ کر اور کیا ہوسکتا ہے کہ انہوں نے پنڈت جواہر لال نہرو کے نام اپنے 21 جون 1936 کے مکتوب میں قادیانیوں کو اسلام

اور ہندوستان دونوں کا غدار قرار دیا۔ حضرت علامہ اقبالؒ نے لکھا:

"I have no doubt in my mind that the Ahmadis are traitors both to Islam and to India."

''میں اپنے ذہن میں اس امر کے متعلق کوئی شبہ نہیں پاتا کہ احمدی' اسلام اور ہندوستان دونوں کے غدار ہیں۔''

مزید فرمایا:

□ ''ذاتی طور پر میں اس تحریک سے اس وقت بیزار ہوا جب ایک نئی نبوت' بانیِ اسلام کی نبوت سے اعلیٰ تر نبوت کا دعویٰ کیا گیا اور تمام مسلمانوں کو کافر قرار دیا گیا۔ بعد میں یہ بیزاری بغاوت کی حد تک پہنچ گئی' جب میں نے تحریک کے ایک رکن کو اپنے کانوں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے متعلق نازیبا کلمات کہتے سنا۔ درخت جڑ سے نہیں پھل سے پہچانا جاتا ہے۔'' (حرفِ اقبال از لطیف احمد خاں شروانی صفحہ 112)

□ ''ہمیں قادیانیوں کی حکمتِ عملی اور دنیائے اسلام سے متعلق ان کے رویے کو فراموش نہیں کرنا چاہیے۔ بانیِ تحریک نے ملتِ اسلامیہ کو سڑے ہوئے دودھ سے تشبیہ دی تھی اور اپنی جماعت کو تازہ دودھ اور اپنے مقلدین کو ملتِ اسلامیہ سے میل جول رکھنے سے اجتناب کا حکم دیا تھا۔ علاوہ بریں ان کا بنیادی اصولوں سے انکار' جماعت کا نیا نام (احمدی)' مسلمانوں کے قیامِ نماز سے قطع تعلق' نکاح وغیرہ کے معاملات میں مسلمانوں سے بائیکاٹ اور ان سے بڑھ کر یہ اعلان کہ دنیائے اسلام کافر ہے' یہ تمام امور قادیانیوں کی علیحدگی پر دال ہیں۔''

(اخبار سٹیٹمین دہلی کے نام خط مطبوعہ 10 جون، 1935ء)

□ ''ملت اسلامیہ کو اس مطالبہ کا پورا حق حاصل ہے کہ قادیانیوں کو علیحدہ کر دیا جائے۔ اگر حکومت نے یہ مطالبہ تسلیم نہ کیا تو مسلمانوں کو شک گزرے گا کہ حکومت اس نئے مذہب کی علیحدگی میں دیر کر رہی ہے۔'' (اخبار سٹیٹمین دہلی کے نام خط مطبوعہ 10 جون، 1935ء)

قائداعظم محمد علی جناحؒ اور قادیانی

قائداعظم محمد علی جناحؒ پاکستان کے خلاف قادیانیوں کی ناپاک سازشوں سے بخوبی آگاہ تھے۔ 1948ء میں کشمیر سے واپسی پر قائداعظمؒ سے سوال کیا گیا: ''قادیانیوں کے

بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟" تو آپ نے فرمایا "میری رائے وہی ہے جو علمائے کرام اور پوری اُمت کی ہے۔" آپ کے ارشاد سے واضح ہوتا ہے کہ آپ پوری اُمت کی طرح قادیانیوں کو کافر سمجھتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ قادیانیوں نے آپ کا جنازہ پڑھنے سے انکار کر دیا تھا اور آپ کی حکومت کو کافر حکومت کہا تھا۔ قائداعظم محمد علی جناحؒ نے 1948ء میں راجہ صاحب آف محمود آباد کی کراچی آمد کے موقع پر ان کو آگاہ کیا تھا کہ "قادیانی وزیر خارجہ سر ظفر اللہ خاں کی پاکستان سے وفاداریاں مشکوک ہیں۔ میں ان پر کڑی نظر رکھے ہوئے ہوں اور عملی اقدامات اٹھانے کے لیے مجھے مناسب وقت کا انتظار ہے۔" (ہفت روزہ ختم نبوت انٹرنیشنل صفحہ 4 تا 6، 12 فروری 1987ء)

بدقسمتی سے کچھ ہی عرصہ بعد قائداعظمؒ رحلت فرما گئے۔ اُن کے انتقال پر ملال سے ساری قوم کی کمر ٹوٹ گئی۔ آپ کے داغ مفارقت سے ہر شخص یوں دکھائی دیتا تھا جیسے وہ یتیم ہو گیا ہو لیکن اس جانکاہ صدمہ پر بھی قادیانیوں کے رویہ میں کوئی فرق نہ آیا۔ پاکستان کے باشعور شہری جانتے ہیں کہ اس وقت کے وزیر خارجہ سر ظفر اللہ خاں قادیانی نے بانی پاکستان کی نماز جنازہ میں شرکت نہ کی اور وہ ایک طرف الگ بیٹھا رہا۔ جب اخبارات اس معاملہ کو منظر عام پر لائے تو قادیانیوں کی طرف سے یہ جواب دیا گیا کہ "چودھری ظفر اللہ خاں پر ایک اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ آپ نے قائداعظمؒ کا نماز جنازہ نہیں پڑھا۔ حالانکہ تمام دنیا جانتی ہے کہ قائداعظمؒ احمدی نہ تھے، لہٰذا جماعت احمدیہ کے کسی فرد کا ان کا جنازہ نہ پڑھنا کوئی قابل اعتراض بات نہیں ہے۔" (ٹریکٹ 22 بعنوان احراری علما کی راست گوئی کا نمونہ، ناشر، مہتمم نشر و اشاعت نظارت دعوت و تبلیغ، صدر انجمن احمدیہ ربوہ، ضلع جھنگ)

ایک اور موقع پر چودھری ظفر اللہ خاں سے سوال ہوا کہ آپ قائداعظمؒ کے جنازہ کے وقت غیر مسلم سفیروں کے ساتھ گراؤنڈ میں ایک طرف بیٹھے رہے۔ جنازے میں شامل نہ ہونے کی کیا وجہ تھی؟ اس نے جواب دیا: "آپ مجھے مسلمان حکومت کا ایک کافر وزیر یا ایک کافر حکومت کا مسلمان وزیر خیال کر لیں۔" (زمیندار لاہور 8 فروری 1950ء)

ایک مفصل انٹرویو میں سر ظفر اللہ خاں سے پوچھا گیا "آپ پر ایک اعتراض اکثر ہوتا ہے کہ آپ نے قائداعظمؒ کا جنازہ موجود ہوتے ہوئے نہیں پڑھا۔" جواب دیا۔ "ہاں یہ ٹھیک بات ہے، میں نے نہیں پڑھا۔ یعنی قائداعظمؒ کا جنازہ پڑھتا تو ایک اعتراض پیدا ہوتا کہ

یہ شخص منافق ہے۔ یہ غیر احمدی کا جنازہ نہیں پڑھتے اور اس نے پڑھ لیا۔ تب تو میرے کریکٹر کے متعلق کہا جاسکتا تھا کہ منافق ہے۔ اس کا عقیدہ کچھ ہے، عمل کچھ کہتا ہے۔ اس نے ہر دلعزیزی حاصل کرنے کی خاطر قائداعظمؒ کا جنازہ پڑھا۔ میرے عقیدے کو وہ جانتے ہیں۔ میرے عقیدے کو انہوں نے ناٹ مسلم قرار دیا ہے، تو اگر میں آئینی اور قانونی اعتبار سے ناٹ مسلم ہوں تو ایک ناٹ مسلم پر کیسے واجب ہے کہ مسلمان کا جنازہ پڑھے؟ ان کی اپنی کرتوت تو سامنے ہونی چاہیے نہ پڑھنے پر کیا اعتراض ہے۔ سارے جہاں کو معلوم ہے کہ ہم نہیں پڑھتے غیر احمدی کا جنازہ۔'' (سیاسی اتار چڑھاؤ از منیر احمد منیر صفحہ 99)

قادیانی جماعت کا یہ بھی کہنا ہے کہ قائداعظم محمد علی جناحؒ نے ایک موقع پر سر ظفر اللہ خاں کو اپنا بیٹا کہا تھا۔ گو اس کا کوئی تاریخی ثبوت موجود نہیں لیکن عجیب بات ہے کہ بیٹے نے باپ کا جنازہ پڑھنے سے انکار کر دیا۔ سر ظفر اللہ خاں نے قائداعظم محمد علی جناحؒ کا جنازہ نہ پڑھنے کی جو توضیح پیش کی، وہ بالکل درست ہے۔ قادیانی عقائد کے مطابق تمام مسلمان غیر مسلم ہیں کیونکہ وہ مرزا قادیانی کو نبی نہیں مانتے۔ قادیانی خلیفہ مرزا محمود کا کہنا ہے:

- ''ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں اور ان کے پیچھے نماز نہ پڑھیں، کیونکہ ہمارے نزدیک وہ خدا تعالیٰ کے ایک نبی کے منکر ہیں۔''

(انوارِ خلافت صفحہ 90 مندرجہ انوار العلوم جلد 3 صفحہ 148 از مرزا بشیر الدین محمود)

- ''اب ایک اور سوال رہ جاتا ہے کہ غیر احمدی حضرت مسیح موعود کے منکر ہوئے، اس لیے ان کا جنازہ نہیں پڑھنا چاہیے، لیکن اگر کسی غیر احمدی کا چھوٹا بچہ مر جائے تو اس کا جنازہ کیوں نہ پڑھا جائے، وہ تو مسیح موعود کا مکفر نہیں۔ میں یہ سوال کرنے والے سے پوچھتا ہوں کہ اگر یہ بات درست ہے تو پھر ہندوؤں اور عیسائیوں کے بچوں کا جنازہ کیوں نہیں پڑھا جاتا؟ اور کتنے لوگ ہیں جو ان کا جنازہ پڑھتے ہیں؟ اصل بات یہ ہے کہ جو ماں باپ کا مذہب ہوتا ہے، شریعت وہی مذہب ان کے بچہ کا قرار دیتی ہے۔ پس غیر احمدی کا بچہ بھی غیر احمدی ہی ہوا۔ اس لیے اس کا جنازہ بھی نہیں پڑھنا چاہیے۔''

(انوار خلافت صفحہ 93 مندرجہ انوار العلوم، جلد 3 صفحہ 150 از مرزا بشیر الدین محمود)

باؤنڈری کمیشن میں قادیانیوں کا موقف

صاحبزادہ طارق محمودؒ اپنی شہرہ آفاق کتاب ''قادیانیت کا سیاسی تجزیہ'' میں لکھتے ہیں:

□ ''قادیانی جماعت کی بھرپور مخالفت کے باوجود جب ہندوستان کی تقسیم ناگزیر ہوگئی اور پاکستان کا قیام ممکن نظر آنے لگا تو قادیانیوں نے پاکستان کی جغرافیائی صورت کو نقصان پہنچانے کی بھیانک کوشش کی۔ کشمیر اپنی تاریخی ہیئت اور جغرافیائی محل وقوع کے اعتبار سے پاکستان کا حصہ ہونا چاہیے تھا۔ چونکہ پاکستان میں بہنے والے سارے دریاؤں کا منبع اور سرچشمہ کشمیر ہے، بھارت ہمارے دریاؤں کا پانی بند کر کے ہمارے سرسبز کھیتوں اور لہلہاتی فصلوں کو تباہ کرسکتا تھا۔ کشمیر اور پاکستان مذہبی، سیاسی اور ثقافتی نقطۂ نظر سے بھی ایک دوسرے کے لیے لازم وملزوم تھے۔ اس لیے قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا کہ کشمیر پاکستان کی شہ رگ ہے۔ حد بندی کمیشن جن دنوں بھارت اور پاکستان کی حد بندی کی تفصیلات طے کررہا تھا، کانگریس اور مسلم لیگ کے نمائندے اپنا اپنا موقف بیان کررہے تھے۔ مسلم لیگ کی طرف سے سر ظفر اللہ خان قادیانی وکالت کے فرائض سرانجام دے رہے تھے۔ باؤنڈری کمیشن اس وقت ورطۂ حیرت میں پڑ گیا، جب جماعت احمدیہ کی طرف سے الگ میمورنڈم (محضرنامہ) پیش کیا گیا، جس میں قادیانی جماعت نے اپنے بانی کے مولد ومرکز قادیان کو ویٹیکن سٹی (Vatican City) قرار دینے کا مطالبہ کیا۔

قادیانی جماعت کے میمورنڈم میں علیحدہ مذہب، سول وفوجی ملازمین کی مبالغہ آمیز تعداد، کیفیت اور آبادی کی تفصیلات درج ہیں۔ گزشتہ چند برس پہلے حکومت پاکستان کی طرف سے شائع ہونے والی کتاب (Partition of the Punjab) جلد 1، صفحہ 428 تا 469 میں قادیانی عرضداشت اور اس کی جملہ تفصیلات موجود ہیں۔

قادیانی جماعت نے ریڈکلف کمیشن کو اپنا نقشہ بھی پیش کیا، جس میں قادیانیوں کی آبادی کو مسلمانوں سے علیحدہ ظاہر کیا گیا۔ قادیانی جماعت نے یہ نقشہ 1940ء میں تیار کیا تھا۔ حد بندی کمیشن کو الگ میمورنڈم پیش کرنے کا افسوسناک پہلو یہ تھا کہ قادیانی جماعت کا مقتدر ظفر اللہ خان ایک طرف تو کمیشن کے سامنے پاکستان کیس کی وکالت کررہا تھا، جبکہ دوسری طرف اس کی جماعت کی طرف سے الگ میمورنڈم پیش کیا جارہا تھا۔ ....

قادیانیوں کا (Vatican City) مطالبہ تو تسلیم نہ کیا گیا، البتہ باؤنڈری کمیشن نے قادیانیوں کے محضر نامہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے قادیانیوں کو مسلمانوں سے خارج کر کے گورداسپور کو مسلم اقلیت کا ضلع قرار دے کر اس کے اہم علاقے بھارت میں شامل کر دیے۔ اس طرح نہ صرف گورداسپور کا ضلع پاکستان سے گیا بلکہ بھارت کو کشمیر ہڑپ کر لینے کی راہ میسر آ گئی۔ نتیجتاً کشمیر پاکستان سے کٹ گیا۔"

ضلع گورداسپور کے سلسلے میں ایک اور بات بھی قابل ذکر ہے۔ اس کے متعلق چودھری ظفر اللہ خان، جو مسلم لیگ کی وکالت کر رہے تھے، خود ہی ایک افسوسناک حرکت کر چکے تھے۔ انہوں نے قادیانی جماعت کا نقطہ نگاہ عام مسلمانوں سے (جن کی نمائندگی مسلم لیگ کر رہی تھی) جداگانہ حیثیت میں پیش کیا۔ قادیانی جماعت کا نقطہ نگاہ بے شک یہی تھا کہ وہ پاکستان میں شامل ہونا پسند کرے گی، لیکن جب سوال یہ تھا کہ مسلمان ایک طرف اور باقی سب دوسری طرف تو کسی جماعت کا اپنے آپ کو مسلمانوں سے علیحدہ ظاہر کرنا مسلمانوں کی عددی قوت کو کم ثابت کرنے کے مترادف تھا۔ اگر قادیانی جماعت یہ حرکت نہ کرتی تب بھی ضلع گورداسپور کے متعلق شاید فیصلہ وہی ہوتا جو ہوا، لیکن یہ حرکت اپنی جگہ بہت عجیب تھی۔"

(روزنامہ "مشرق" لاہور 3 فروری 1964ء)

اب اس سلسلہ میں خود حد بندی کمیشن کے ایک ممبر جسٹس منیر کا ایک حوالہ بھی ملاحظہ فرمائیں:

- "اب ضلع گورداسپور کی طرف آیئے۔ کیا یہ مسلم اکثریت کا علاقہ نہیں تھا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اس ضلع میں مسلم اکثریت بہت معمولی تھی، لیکن پٹھانکوٹ تحصیل اگر بھارت میں شامل کر دی جاتی تو باقی ضلع میں مسلم اکثریت کا تناسب خود بخود بڑھ جاتا۔

مزید برآں مسلم اکثریت کی تحصیل شکرگڑھ کو تقسیم کرنے کی مجبوری کیوں پیش آئی۔ اگر اس تحصیل کو تقسیم کرنا ضروری تھا تو دریائے راوی کی قدرتی سرحد یا اس کے ایک معاون نالے کو کیوں نہ قبول کیا گیا، بلکہ اس مقام سے اس نالے کے مغربی کنارے کو سرحد قرار دیا گیا، جہاں یہ نالہ ریاست کشمیر سے صوبہ پنجاب میں داخل ہوتا ہے۔ کیا گورداسپور کو اس لیے بھارت میں شامل کیا گیا کہ اس وقت بھی بھارت کو کشمیر سے منسلک رکھنے کا عزم وارادہ تھا۔

اس ضمن میں، مَیں ایک بہت ناگوار واقعہ کا ذکر کرنے پر مجبور ہوں۔ میرے لیے یہ بات ہمیشہ ناقابل فہم رہی ہے کہ قادیانیوں نے علیحدہ نمائندگی کا کیوں اہتمام کیا۔ اگر

قادیانیوں کو مسلم لیگ کے موقف سے اتفاق نہ ہوتا توان کی طرف سے علیحدہ نمائندگی کی ضرورت ایک افسوسناک امکان کے طور پر سمجھ میں آسکتی تھی۔ شاید وہ علیحدہ ترجمانی سے مسلم لیگ کے موقف کو تقویت پہنچانا چاہتے تھے۔ لیکن اس سلسلہ میں انہوں نے شکر گڑھ کے مختلف حصوں کے لیے حقائق اور اعداد و شمار پیش کیے۔ اس طرح قادیانیوں نے یہ پہلو اہم بنا دیا کہ نالہ بھین اور نالہ بسنتر کے درمیانی علاقہ میں غیر مسلم اکثریت میں ہیں اور اسی دعویٰ کے لیے دلیل میسر کر دی کہ اگر نالہ اچھ اور نالہ بھین کا درمیانی علاقہ از خود بھارت کے حصہ میں آجائے گا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ علاقہ ہمارے (پاکستان) کے حصے میں آ گیا ہے، لیکن گورداسپور کے متعلق قادیانیوں نے اس وقت ہمارے لیے سخت مخمصہ پیدا کر دیا۔‘‘

(روزنامہ ’’نوائے وقت‘‘ 7 جولائی 1964ء)

1953ء کی تحریکِ ختم نبوت کے متعلق حالات و واقعات کی تحقیقات کرنے والی عدالت میں باؤنڈری کمیشن کے روبرو قادیانی جماعت کی دوغلی پالیسی کا کردار سامنے آیا تھا۔ قادیانیوں نے اس الزام کے جواب میں واقعات کا سرے سے انکار کیا تھا۔ حد یہ کہ تحقیقاتی عدالت کے ایک رکن چیف جسٹس منیر نے قادیانیوں کی صفائی میں قادیانیوں سے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا تھا اور بڑے تند و تیز لہجے میں الزام عائد کرنے والوں کا استخفاف کیا تھا لیکن دس گیارہ برس کے بعد منیر صاحب کو ہوش آیا یا شاید حالات نے ثابت کر دکھایا کہ قادیانی جماعت پر لگائے گئے الزامات بے بنیاد نہ تھے، بلکہ وہ حقائق پر مبنی تھے۔

ان حقائق سے معلوم ہوتا ہے کہ سر ظفر اللہ خان نے تقسیم کے عمل میں کس قدر گھناؤنا کردار ادا کیا۔ روزنامہ ’’مشرق‘‘ کے ایک اداریہ سے قادیانی جماعت کے راہنما چوہدری ظفر اللہ خان کے منافقانہ کردار اور خبث باطن کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

☐ ’’بھارت کے مشہور اخبار ’’ہندوستان ٹائمز‘‘ میں بھارت کے سابق کمشنر سری پرکاش کی قسط وار خود نوشت سوانح عمری چھپ رہی ہے، جس میں انہوں نے پاکستان کے سابق وزیر خارجہ اور عالمی عدالت کے جج سر ظفر اللہ کے بارے میں لکھا ہے کہ 1947ء میں انہوں نے قائدِ اعظم محمد علی جناح کو بیوقوف قرار دیا تھا اور کہا تھا کہ اگر پاکستان بن گیا تو اس سے ہندوؤں سے زیادہ مسلمانوں کو نقصان پہنچے گا۔ ’’مسٹر سری پرکاش نے مزید لکھا ہے کہ ’’کچھ عرصہ بعد جب کراچی میں سر ظفر اللہ خان سے ملاقات ہوئی اور میں نے ان سے پوچھا

کہ اب قائدِ اعظم اور پاکستان کے بارے میں کیا خیال ہے تو انہوں نے کہا ''میرا جواب اب بھی وہی ہے جو پہلے دن تھا۔'' (روزنامہ مشرق لاہور 15 فروری 1964ء)

تقسیم ہند کے وقت مسلمان 51 فیصد تھے، ہندو 49 فیصد قادیانی 2 فیصد جب یہ مسلمانوں سے علیحدہ ہوگئے تو مسلمان 51 کی بجائے 49 فیصد ہوگئے۔ اس سے گورداسپور جاتا رہا اور کشمیر کا مسئلہ پیدا ہوگیا۔

معروف مسلم لیگی رہنما جناب میاں امیر الدین نے اپنے ایک انٹرویو میں اس امر کا اعتراف کیا کہ ''باؤنڈری کمیشن کے مرحلہ پر سر ظفر اللہ خاں کو مسلم لیگ کا وکیل بنانا مسلم لیگ کی بہت بڑی غلطی تھی۔ اس نے پاکستان کی کوئی خدمت نہیں کی بلکہ پٹھان کوٹ کا علاقہ قادیانی سازش کی بناء پر پاکستان کی بجائے ہندوستان میں شامل ہوا۔'' (ہفت روزہ ''چٹان'' لاہور، جلد 37 شمارہ نمبر 32/31، 6 تا 13 اگست 1984ء)

اقتدار حاصل کرنے کے قادیانی ارادے

قادیانیت مذہب کے لبادے میں ایک سیاسی تحریک ہے جو بیرونی طاقتوں کی مدد سے پاکستان میں اپنے غلبہ و اقتدار کے لیے ہمیشہ سرگرم عمل رہی ہے۔ اس کا مقصد اہم ترین محکموں مثلاً دفاع، خزانہ اور امور خارجہ پر دسترس حاصل کر کے مسلمانوں کے تمام سیاسی، سماجی اور معاشی حقوق غصب کرنا ہے۔ اس حیثیت سے قادیانی گروہ نہ صرف پاکستان کے مسلمانوں کا خیرخواہ نہیں بلکہ عالم اسلام کے تمام مسلمانوں کے خلاف بھی اس کے جذبات سخت معاندانہ ہیں۔ عالمی سطح پر اس گروہ کا ان تمام عناصر کے ساتھ گٹھ جوڑ ہے جو مسلمانوں کے دشمن ہیں۔ اندرون ملک بھی یہ ان عناصر کی تائید کرتے ہیں جو مسلمانوں کے ملّی وجود کے مخالف ہیں۔

قادیانی خلیفہ مرزا محمود کے درج ذیل بیانات قادیانی عزائم کی بھرپور عکاسی کرتے ہیں:

- ''اصل تو یہ ہے ہم نہ تو انگریز کی حکومت چاہتے ہیں اور نہ ہندوؤں کی۔ ہم تو احمدیت کی حکومت قائم کرنا چاہتے ہیں۔'' (روزنامہ الفضل قادیان 14 فروری 1922ء)
- ''پس نہیں معلوم، ہمیں کب خدا کی طرف سے دنیا کا چارج سپرد کیا جاتا ہے۔ ہمیں اپنی طرف سے تیار رہنا چاہیے کہ دنیا کو سنبھال سکیں۔'' (روزنامہ الفضل قادیان 2 مارچ 1922ء)
- ''ہر احمدی کا فرض ہے کہ اس پر پوری طرح عمل کرے (اس طرح کہ) جو اصحاب

بندوق کا لائسنس حاصل کر سکتے ہیں، وہ بندوق کا لائسنس حاصل کریں اور جہاں جہاں تلوار رکھنے کی اجازت ہے وہاں تلوار رکھیں لیکن جہاں اس کی بھی اجازت نہ ہو، وہاں لاٹھی ضرور رکھنی چاہیے۔" (روزنامہ الفضل قادیان 2 مئی 1935ء)

قادیانی جماعت پاکستان میں اپنے اقتدار کے لیے سرتوڑ کوششیں کرتی رہی۔ 22 جولائی 1948ء کو قادیانی خلیفہ مرزا محمود ایک سیاسی مقصد کی تکمیل کے لیے بلوچستان گیا جہاں اس نے صوبہ بلوچستان کو ایک قادیانی صوبہ بنانے کا اعلان کیا تاکہ اس کی بنیاد پر پاکستان کے دوسرے علاقوں میں قادیانیت کو پھیلایا جاسکے۔ مرزا محمود نے کہا:

□ "بلوچستان کی آبادی پانچ چھ لاکھ ہے۔ زیادہ آبادی کو تو احمدی بنانا مشکل ہے لیکن تھوڑے آدمیوں کو احمدی بنانا کوئی مشکل نہیں۔ پس جماعت اس طرف اگر پوری توجہ دے تو اس صوبے کو بہت جلدی احمدی بنایا جاسکتا ہے......... یادرکھو! تبلیغ اس وقت تک کامیاب نہیں ہوسکتی جب تک ہماری (Base) مضبوط نہ ہو۔ پہلے بیس مضبوط ہو تو پھر تبلیغ پھیلتی ہے۔ بس پہلے اپنی (Base) مضبوط کرلو۔ کسی نہ کسی جگہ اپنی (Base) بنالو، کسی ملک میں ہی بنالو...... اگر ہم سارے صوبے کو احمدی بنالیں تو کم از کم ایک صوبہ تو ایسا ہو جائے گا جس کو ہم اپنا صوبہ کہہ سکیں گے اور یہ بڑی آسانی کے ساتھ ہوسکتا ہے۔" (روزنامہ الفضل ربوہ 13 اگست 1948ء)

مزید کہا:

□ "میں یہ جانتا ہوں کہ اب یہ صوبہ کبھی بھی ہمارے ہاتھوں سے بچ نہیں سکتا، یہ ہمارا شکار ضرور ہوگا۔ اگر دنیا کی تمام قومیں بھی متحد ہو جائیں تو اس خطے کو ہم سے نہیں چھین سکتیں۔"
(روزنامہ الفضل ربوہ 22 اکتوبر، 1948ء)

امریکہ میں جو مقام یہودیوں کو حاصل ہے وہی قادیانیوں نے پاکستان میں حاصل کرنا چاہا۔ اپنے غلبہ و اقتدار کے مقصد کو حاصل کرنے کے لیے قادیانی قیادت نے اپنے کارکنوں کو سرکاری محکموں میں بھرتی کرنے کا منصوبہ بنایا اور پھر اپنے اس سرکاری اثر و رسوخ کو قادیانیت کے فروغ اور استحکام کے لیے استعمال کیا۔ وزیر خارجہ سر ظفر اللہ خاں قادیانی اپنی سرکاری حیثیت سے ناجائز فائدے اٹھانے میں اس حد تک بدنام ہوا کہ 1953ء میں اس کے خلاف ملک بھر میں زبردست احتجاج ہوا اور عوامی سطح پر اس کی برطرفی کا مطالبہ کیا گیا۔ اس تحریک کے دوران معلوم ہوا کہ سر ظفر اللہ خاں کا وزیر خارجہ کی حیثیت سے تقرر لیگی قیادت

کی آزاد مرضی سے نہیں ہوا تھا بلکہ اس کا یہ تقرر برطانوی سامراج کے دباؤ کا نتیجہ تھا اور اس کے عرصۂ وزارت میں اسے اسلام دشمن طاقتوں کا مکمل تحفظ حاصل رہا ہے۔ افسوس کی بات یہ ہے کہ سر ظفر اللہ خاں کے دورِ وزارت میں بیرونِ ممالک تمام پاکستانی سفارت خانوں میں ان کی سفارش پر یہودی لڑکیوں کو ملازم رکھا گیا جس سے اسلامی ممالک میں پاکستان کی بہت جگ ہنسائی ہوئی۔ اس وجہ سے بعض عرب ممالک کے ساتھ پاکستان کے تعلقات کشیدہ رہے۔ علاوہ ازیں بیرونی دنیا میں پاکستانی سفارتخانوں کے ذریعے اس قدر قادیانی لٹریچر تقسیم کیا گیا کہ قادیانیت کو ہی پاکستان کا سرکاری مذہب سمجھا جاتا تھا۔ سر ظفر اللہ خاں نے اپنے خلیفہ مرزا محمود کے حکم پر بیرون ممالک تمام سفارتخانوں میں چن چن کر قادیانیوں کو بھرتی کیا جو قادیانیت کی تبلیغ کے لیے دن رات کام کرتے تھے۔ روزنامہ ''نوائے وقت'' کے بانی جناب حمید نظامی مرحوم نے کہا تھا کہ غیر ممالک میں پاکستان کے ''سفارت خانے'' تبلیغ مرزائیت کے اڈے اور ان کے جماعتی دفاتر معلوم ہوتے ہیں۔ سر ظفر اللہ نے اقوام متحدہ میں پاکستان کے مستقل مندوب کی حیثیت سے جب جزائر عرب الہند کا دورہ کیا تو اس نے مختلف تقریبات میں جھوٹے مدعی نبوت آنجہانی مرزا قادیانی کا آخر الزمان نبی کی حیثیت سے تعارف کرایا۔ سر ظفر اللہ خاں کی انہی کوششوں کا نتیجہ تھا کہ 1950ء میں تقریباً 40 ممالک میں قادیانیوں کے 126 مشن کام کر رہے تھے، ان میں سے ایک اسرائیل میں بھی ہے۔

ریاست کے اندر ریاست

پاکستان میں قادیانی جماعت کا مرکز ضلع جھنگ میں چنیوٹ سے پانچ میل کے فاصلے پر دریائے چناب کے پار ''ربوہ'' (اب چناب نگر) کے نام سے آباد ہے۔ ربوہ کے معنی بلند مقام یا پہاڑی کے ہیں۔ چنیوٹ سے جانے والی لائن اس زمین میں سے گزرتی ہے۔ یہ جگہ فیصل آباد اور سرگودھا کے عین وسط میں واقع ہے۔ گورنر پنجاب سر فرانسس موڈی واضح طور پر قادیانیوں کی طرف جھکاؤ رکھتا تھا۔ سر ظفر اللہ خاں کی سفارش پر ربوہ کی 1033 ایکڑ زمین (ایک آنہ فی مرلہ کے حساب سے) قادیانیوں کو 100 سالہ لیز پر دی گئی۔ یہ جگہ ان کے لیے حفاظتی نقطہ نظر سے بھی بہت اہم ہے۔ قادیانی ریاست کے لیے جگہ کا انتخاب کرتے وقت انہوں نے تمام اہم ممکنہ پہلوؤں کو پوری طرح مدنگاہ رکھا تھا۔ 20 ستمبر 1948ء کو اس شہر کا افتتاح قادیانی خلیفہ مرزا محمود نے کیا۔ قادیانی قیادت نے حکومت سے لیز پر لی گئی اس اراضی

کو ہزاروں رہائشی اور کمرشل پلاٹوں میں تقسیم کر کے اربوں روپے کمائے۔

چناب نگر، ربوہ، قادیانی ریاست کا ہیڈ کوارٹر ہے جس میں 1974ء سے پہلے کوئی مسلمان داخل نہ ہوسکتا تھا۔ اب بھی اگر کوئی مسلمان ربوہ شہر میں داخل ہوتو اس کے پیچھے قادیانی سی آئی ڈی لگ جاتی ہے۔ اس سے نہ صرف پوچھ گچھ ہوتی ہے بلکہ اس کی تمام حرکات و سکنات کو مانیٹر کیا جاتا ہے۔ پاکستان میں ربوہ ایک ایسا واحد شہر ہے جہاں کوئی مسلمان نہ اپنا مکان خرید سکتا ہے اور نہ وہاں قادیانیوں کی اجازت کے بغیر رات قیام کرسکتا ہے۔ حیرت ہے کہ جب کوئی قادیانی اسلام قبول کرتا ہے تو اس پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑے جانے کے بعد اسے ربوہ سے نکال دیا جاتا ہے۔ اسے یہ بھی حق حاصل نہیں کہ وہ پوری زندگی کی جمع پونجی سے بنائے گئے اپنے مکان کو فروخت کرسکے، کیونکہ وہاں کی ساری زمین قادیانی انجمن کے نام رجسٹرڈ ہے۔

29 مئی 1974ء کے سانحہ ربوہ کی تحقیقات کے لیے حکومت نے لاہور ہائی کورٹ کے جناب جسٹس کے ایم صمدانی پر مشتمل یک رکنی ٹربیونل قائم کیا۔ جسٹس صمدانی 20 جولائی 1974ء کو ربوہ گئے تاکہ جائے وقوعہ کا معائنہ کرسکیں۔ گواہوں کے بیانات اور موقع پر ملنے والی شہادتوں کی روشنی میں دوسری معلومات حاصل کرسکیں۔ جسٹس صمدانی وہاں ساڑھے پانچ گھنٹے کے قریب ٹھہرے۔ ان کے ساتھ ایڈووکیٹ جنرل پنجاب، وکلا اور صحافی حضرات بھی تھے۔ اس موقع پر جو خاص باتیں دیکھنے میں آئیں، وہ نہایت چشم کشا ہیں:

جسٹس صمدانی کی آمد پر ائیر مارشل ظفر چودھری قادیانی کی قیادت میں سرگودھا ائیر بیس سے اڑنے والے پاک فضائیہ کے 3 طیارے گھن گرج کے ساتھ فضا میں نمودار ہوئے، انھوں نے انتہائی نیچی پرواز کی اور قلابازیاں کھاتے ہوئے نظروں سے اوجھل ہوگئے۔ نجانے وہ کیا پیغام دینا چاہتے تھے؟ ربوہ شہر میں تمام سرکاری اور نجی دفاتر میں جھوٹے مدعی نبوت آنجہانی مرزا غلام احمد قادیانی کی تصاویر آویزاں تھیں۔ البتہ قائداعظم محمد علی جناحؒ اور علامہ اقبالؒ کی تصویر کہیں بھی آویزاں نہ تھی۔ ربوہ میں کہیں بھی پاکستان کا پرچم نظر نہ آیا۔ اس کے برعکس قصر خلافت پر قادیانی جماعت کا اپنا مخصوص جھنڈا ''لوائے احمدیت'' لہرا رہا تھا۔ ناظر امور عامہ (وزیر داخلہ) کے دفتر کے معائنہ کے دوران جب ریکارڈ اور فائلیں دیکھی گئیں تو بتلایا گیا کہ اختلافات وغیرہ کی صورت میں آخری فیصلہ خلیفہ ربوہ کا ہوتا ہے۔

ٹربیونل نے ربوہ کی پولیس چوکی کا معائنہ کیا تو معلوم ہوا کہ یہاں کسی جرم کی

رپورٹ یا ایف آئی آر درج نہیں۔ اس موقعہ پر تھانہ ''لالیاں'' کے ایس ایچ او نے اعتراف کیا کہ ہمارا نظام محکمہ ''ربوہ'' کا مرہون منت ہے۔ ہم بوجوہ اپنے طور پر کچھ نہیں کر سکتے۔ ربوہ کی بیشتر عمارات پر قادیانی پرچم لہراتے ہوئے دیکھا گیا۔ ربوہ شہر کی دیواروں پر ''غلام احمد کی جے''، احمدیت زندہ باد اور God is coming by His army ایسے نعرے لکھے ہوئے تھے۔ اس کے بعد جسٹس صمدانی نے قادیانیوں کی نام نہاد جنت اور دوزخ دیکھی۔ یہ دراصل دو قبرستان ہیں۔ عرف عام میں چار دیواری کے اندر واقع قبرستان کو جنت اور باہر عام قبرستان کو دوزخ کہا جاتا ہے۔ جو قادیانی اپنی منقولہ اور غیر منقولہ جائیداد کا 20 فیصد قادیانی جماعت کو دینے کی وصیت کرے، وہ قادیانی ''جنت'' میں دفن ہوتا ہے اور جو قادیانی ایسی کوئی وصیت نہ کرے، وہ ''دوزخ'' میں دفن ہوتا ہے۔ جب جسٹس صمدانی قادیانی خلیفہ مرزا محمود اور نصرت بیگم کی
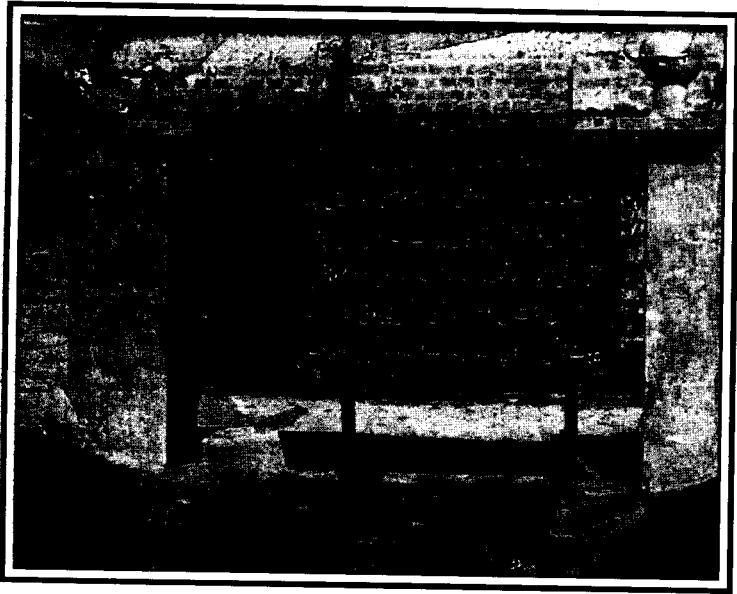
قبروں پر گئے تو ان پر لگے ہوئے کتبہ پر لکھی ہوئی درج ذیل عبارت دیکھ کر بے حد پریشان ہوئے:

''ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح ثانی مرزا بشیر الدین محمود''

- ''جماعت کو نصیحت ہے کہ جب بھی ان کو توفیق ملے، حضرت ام المومنین (مرزا قادیانی کی بیوی) اور دوسرے اہل بیت (مرزا قادیانی کے گھر والے) کی نعشوں کو مقبرہ بہشتی

قادیان میں لے کر جا کر دفن کریں، چونکہ مقبرہ بہشتی کا قیام اللہ تعالیٰ کے الہام سے ہوا ہے، اس میں حضرت ام المومنین اور خاندانِ حضرت مسیح موعود کے دفن کرنے کی پیشگوئی ہے، اس لیے یہ بات فرض کے طور پر ہے، جماعت کو اسے کبھی نہیں بھولنا چاہیے۔"

صحافیوں نے جسٹس صمدانی سے کہا کہ مرزا محمود کی وفات کے وقت بھی قادیانی اس کی لاش قادیان لے جاسکتے تھے۔ اس سلسلے میں قادیانی قیادت اگر درخواست کرتی تو بھارت اور پاکستان کی دونوں حکومتیں بخوشی اس کی اجازت دے دیتیں۔ لیکن یہ میتوں کا موزوں وقت پر قادیان لے جانا، چہ معنی دارد؟ اس موزوں وقت سے کیا مراد ہوسکتی ہے۔ جسٹس صاحب کو بتایا گیا کہ اس کی بنیاد مرزا محمود کے وہ بیانات ہیں جو قادیانی روزنامہ "الفضل" میں شائع ہوئے تھے: مرزا بشیر الدین محمود نے کہا تھا:

❑ "ہندوستان جیسی مضبوط بیس جس قوم کو مل جائے، اس کی کامیابی میں کوئی شک نہیں رہتا۔ اللہ تعالیٰ کی اس مشیت سے کہ اس نے احمدیت کے لیے اتنی وسیع بیس مہیا کی ہے پتہ لگتا ہے کہ وہ سارے ہندوستان کو ایک سٹیج پر جمع کرنا چاہتا ہے اور سب کے گلے میں احمدیت کا جوا ڈالنا چاہتا ہے۔ اس لیے ہمیں کوشش کرنی چاہیے کہ ہندو مسلم سوال اٹھ جائے اور ساری قومیں شیر و شکر ہو کر رہیں تا ملک کے حصے بخرے نہ ہوں بے شک یہ کام بہت مشکل ہے۔ مگر اس کے نتائج بھی بہت شاندار ہیں اور اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ ساری قومیں متحد ہوں تا احمدیت اس وسیع بیس پر ترقی کرے چنانچہ اس رویا میں اسی طرف اشارہ ہے، ممکن ہے عارضی طور پر افتراق پیدا ہو، اور کچھ وقت کے لیے دونوں قومیں جدا جدا رہیں مگر یہ حالت عارضی ہوگی اور ہمیں کوشش کرنی چاہیے کہ جلد دور ہو جائے۔"

(قادیانی خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود کی تقریر، روزنامہ الفضل قادیان 5 اپریل 1947ء صفحہ 3)

❑ "میں قبل ازیں بتا چکا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی مشیت ہندوستان کو اکٹھا رکھنا چاہتی ہے، لیکن اگر قوموں کی غیر معمولی منافرت کی وجہ سے عارضی طور پر الگ بھی کرنا پڑے تو یہ اور بات ہے، بسا اوقات عضو ماؤف کو ڈاکٹر کاٹ دینے کا بھی مشورہ دیتے ہیں لیکن یہ خوشی سے نہیں ہوتا بلکہ مجبوری اور معذوری کے عالم میں اور صرف اسی وقت جب اس کے بغیر چارہ نہ ہو۔ اور اگر پھر یہ معلوم ہو جائے کہ اس ماؤف عضو کی جگہ نیا لگ سکتا ہے تو کون جاہل انسان اس کے لیے کوشش نہیں کرے گا۔ اس طرح ہندوستان کی تقسیم پر اگر ہم رضا مند ہوئے ہیں تو خوشی سے

نہیں بلکہ مجبوری سے، اور پھر یہ کوشش کریں گے کہ کسی نہ کسی طرح جلد متحد ہو جائے۔"
(قادیانی خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود کی تقریر، روزنامہ الفضل قادیان 16 مئی 1947ء صفحہ 2)
اسی طرح قادیانی خلیفہ مرزا طاہر نے لندن کے ایک اجتماع میں خطاب کرتے ہوئے کہا تھا:
"اللہ تعالیٰ پاکستان کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا۔ اللہ تعالیٰ اس ملک کو تباہ کر دے گا۔ آپ بے فکر رہیں۔ چند دنوں میں آپ خوشخبری سنیں گے کہ یہ ملک صفحہ ہستی سے نیست و نابود ہو گیا ہے۔" (ہفت روزہ چٹان 16 اگست 1984ء، جلد 39 شمارہ 31)

یہ ایک حقیقت ہے کہ قادیانی آزادی سے پہلے پاکستان کے کھلے دشمن تھے اور پاکستان بننے کے بعد بھی وہ اس کو نقصان پہنچانے سے باز نہیں آتے۔ مذکورہ بالا اقتباسات پاکستان کے خلاف قادیانیوں کی بھیانک سازشوں کے بین ثبوت ہیں۔ اس سے بڑی غداری اور بغاوت اور کیا ہو سکتی ہے۔ انھیں پڑھنے کے بعد ہر محب وطن پاکستانی کی آنکھیں کھل جانی چاہئیں۔ ہر قادیانی سب سے پہلے اپنی جماعت اور خلیفہ کا وفادار ہے، بعد میں کسی اور کا۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اپنے خلیفہ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے پاکستان کو زیادہ سے زیادہ نقصان پہنچا کر اپنا فرض پورا کر رہے ہیں تاکہ یہ جلد ختم ہو کر اکھنڈ بھارت بن جائے یوں ان کے خلیفہ کا خواب پورا ہو سکے۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں کا دیرینہ مطالبہ ہے پاک فوج کو قادیانیوں سے پاک کیا جائے کیونکہ وہ جہاد کے منکر ہیں جبکہ جہاد ہماری فوج کا موٹو ہے۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ بھارت کے خلاف جنگ میں پاک فوج میں شامل قادیانی کیا کردار ادا کریں گے؟ اپنے کمانڈر کا حکم مانیں گے یا اپنے خلیفہ کا؟ قادیانی بتائیں کہ کیا مذکورہ بالا اقتباسات پاکستان سے غداری ہیں یا حب الوطنی؟؟

ربوہ باقاعدہ ایک قادیانی سٹیٹ ہے۔ وہاں ایوان صدر کے مقابلہ میں ایوان محمود، وزارت کے مقابلہ میں نظارت اور وزیر کے مقابلہ میں ناظر ہے۔ قادیانی ریاست میں قائم چند نظارتوں کے نام مندرجہ ذیل ہیں۔

نظارت علیا یعنی امور اعلیٰ، نظارت امور عامہ، نظارت امور خارجہ، نظارت اصلاح و ارشاد، نظارت دیوان، نظارت بیت المال، نظارت تعلیم، نظارت ضیافت، نظارت صنعت و تجارت، نظارت زراعت، نظارت حفاظت مرکز، محکمہ قضا (عدالت)۔

ہر نظارت کے امور کی نگرانی متعلقہ ناظر کے ذمہ ہوتی ہے۔ ناظران کے

اختیارات وفرائض اور ان کے تقرر اور برخاست کا آخری اختیار قادیانی خلیفہ کے پاس ہوتا ہے۔ ان سب نظارتوں میں تین بہت اہم نظارتیں ہیں جن کے سربراہوں (ناظر) کے پاس بہت اختیارات ہوتے ہیں۔ ناظر اعلیٰ جسے قادیانی ریاست کا وزیراعظم بھی کہا جاتا ہے، کے پاس تمام محکمہ جات کے کاموں کی نگرانی ہوتی ہے اور وہ خلیفہ اور صدر انجمن احمدیہ (کابینہ) کے درمیان واسطہ ہوتا ہے۔ قادیانی خلیفہ عموماً، ناظر اعلیٰ اس شخص کو مقرر کرتا ہے جس میں ذاتی رائے کا مادہ مفقود ہو اور وہ خلیفہ کے ہر جائز اور ناجائز حکم پر سرِ تسلیم خم کرے۔ ناظر امور عامہ کو عموماً وزیر داخلہ کہا جاتا ہے جس کے ذمہ امن وامان، فوجداری مقدمات، سزاؤں پر عملدرآمد، پولیس، حکومت اور پریس سے روابط قائم کرنا ہے۔ ناظر امور خارجہ کو عموماً وزیر خارجہ بھی کہا جاتا ہے۔ اس کے ذمہ اندرون ملک اور بیرون ممالک خلیفہ ربوہ کی تبلیغی، سیاسی اور جوڑ توڑ کی کارروائیوں کے معاملات طے کرنا ہے۔

قانون نافذ کرنے والے حساس اداروں نے حکومت کو ایک رپورٹ پیش کی جس میں انکشاف کیا گیا کہ مشرقی پنجاب (بھارت) کے قصبے قادیان میں بھارتی حکومت نے ایک کیمپ قائم کیا ہے۔ بھارتی خفیہ ادارے ریسرچ اینڈ انالیسز ونگ (را) کی زیر نگرانی چلنے والے اس کیمپ میں پاکستان سے آنے والے نوجوانوں کو دہشت گردی کی تربیت دی جاتی ہے۔ رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ تربیت حاصل کرنے والے نوجوانوں کو جماعت احمدیہ کے توسط سے قادیان بھیجا جاتا ہے۔ ان نوجوانوں کو قادیان جانے سے پہلے اور واپسی پر انہی سرحدی علاقوں میں قادیانیوں کے گھروں میں پناہ دی جاتی ہے اور بنیادی نوعیت کی معلومات اور تربیت بھی فراہم کی جاتی ہے۔ یہ انکشاف بھی کیا گیا ہے کہ یہ دہشت گرد جرائم کرنے کے بعد انہی علاقوں میں پناہ بھی لیتے ہیں۔ (ہفت روزہ ''تکبیر'' کراچی، 12 جولائی 2000ء)

قادیانیوں نے اپنے سیاسی غلبہ کے لیے جو منصوبہ تشکیل دیا ہے، اس منصوبے کی تکمیل کے لیے وہ جس طرح اپنے آپ کو منظم کیے ہوئے ہیں اور اس مقصد کے لیے وہ جس پیمانے پر کثیر سرمایہ خرچ کر رہے ہیں، اسے دیکھ کر صاف معلوم ہوتا ہے کہ پاکستان میں اس گروہ نے ریاست کے اندر اپنی ایک الگ ریاست قائم کر رکھی ہے۔ قادیانیوں کی یہ ریاست بظاہر غیر مرئی ہے مگر حقیقتاً بڑی طاقتور ہے۔ اس ریاست کی تنظیم اور اس کے کام کی ٹیکنیک یہودیوں کی عالمی تنظیم ''فری میسن'' سے ملتی جلتی ہے۔ قادیانیوں نے اپنے مقصد کے حصول

کے لیے اپنے آپ کو سات بڑی تنظیموں میں تقسیم کر رکھا ہے۔ یہ دراصل ربوہ کی غیر مرئی ریاست کے سات بڑے محکمے ہیں۔ ان محکموں کا مختصر سا جائزہ حسب ذیل ہے:۔

صدر انجمن احمدیہ ربوہ: یہ مرکزی انجمن ہے اس کے زیر انتظام کئی شعبے ہیں جن میں چند ایک یہ ہیں:۔ نظارت علیا یعنی امور اعلیٰ، نظارت امور عامہ، نظارت امور خارجہ، نظارت اصلاح و ارشاد، نظارت دیوان، نظارت بیت المال، نظارت تعلیم، نظارت ضیافت، نظارت صنعت وتجارت، نظارت زراعت، نظارت حفاظت مرکز، محکمہ قضا (عدالت)، نظارت تصنیف واشاعت، نظارت افتاء، نظارت بہشتی مقبرہ۔

تحریک جدید: یہ تحریک 1934ء میں شروع کی گئی۔ اس کے 35 مقاصد بیان کیے گئے ہیں۔ اس کے قیام کا مقصد تبلیغ، ترغیب اور لالچ کے ذریعے قادیانی گروہ کی عددی حیثیت کو ترقی دینا ہے۔

وقف جدید: یہ قادیانی محکمہ 1958ء میں قائم کیا گیا۔ اس کا مقصد یہ بیان کیا گیا ہے کہ یہ وقف ایسے افراد تیار کرے گا، جو مختلف محکموں میں بھرتی ہوں گے اور قادیانی تبلیغ کا کام کریں گے۔

انصاراللہ: اس تنظیم کا مقصد ''خلافت'' کی حفاظت کرنا ہے۔ یہ نیم عسکری تنظیم ہے۔ اس کے محکموں اور ان کے قائدین کی تقسیم کچھ اس طرح کی ہے:۔

قائد عمومی، قائد مال، قائد تعلیم، قائد حریت، قائد خدمت خلق اور قائد صحت وصفائی۔

خدام الاحمدیہ: یہ قادیانیوں کی سب سے اہم تنظیم ہے۔ جس کا دائرہ کار قصرِ ربوہ سے اعلیٰ حکومتی حلقوں تک پھیلا ہوا ہے۔ اس کی کمان براہِ راست قادیانی خلیفہ کے ہاتھ میں ہوتی ہے جو اپنے حکم پر ناظر امور عامہ کے ذریعے عمل کرواتا ہے۔ یہ تنظیم چناب نگر (ربوہ) میں دہشت کی علامت ہے۔ قادیان اور ربوہ میں خلافتی نظام کی کامیابی کے لیے یہ تنظیم طاقت کے استعمال سے کام لیتی ہے۔ اس تنظیم کے اراکین ہر وقت جدید ترین اسلحہ سے لیس ہوتے ہیں۔ روزانہ صبح باقاعدگی سے فوجی انداز میں پریڈ کر کے اپنے آپ کو چاق و چوبند رکھتے ہیں، کوڈ ورڈز (Code Words) میں اپنے خفیہ پیغامات ایک دوسرے کو منتقل کرتے ہیں۔ اس تنظیم میں شامل نوجوانوں کو کمانڈوز کی طرز پر فائٹنگ، نشانہ بازی اور تشدد کے جدید گر سکھائے جاتے ہیں۔ خدام الاحمدیہ دراصل فرقان بٹالین (قادیانی فوجیوں کی ایک جداگانہ تنظیم) کو توڑنے کے بعد قائم کی گئی اور بٹالین کے تمام فوجی خدام الاحمدیہ میں آ گئے۔

لجنہ اماء اللہ: یہ قادیانی خواتین کی انجمن کا نام ہے۔

اطفال الاحمدیہ و ناصرات الاحمدیہ: یہ دونوں تنظیمیں قادیانی بچوں پر مشتمل ہیں۔

اس کے علاوہ ربوہ سے قادیانیوں کے کئی ایک اخبارات و رسائل باقاعدگی سے شائع ہوتے ہیں جن میں اسلام اور پاکستان کے خلاف مسلسل زہر اگلا جاتا ہے۔

قادیانیوں کے اس تنظیمی ڈھانچے پر نظر ڈالنے سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ یہ گروہ صرف ''امت کے اندر امت'' ہی کی حیثیت نہیں رکھتا بلکہ یہ مذہبی لبادے میں ریاست کے اندر ریاست عملاً قائم کیے ہوئے ہے جو اپنے مذموم مقاصد کے حصول کے لیے قومی اور ملکی وسائل بے دریغ استعمال کرنے کے ساتھ ساتھ ہر سال ایک ارب روپے سے زائد صرف کر رہا ہے۔

''چناب نگر سے ناجائز اسلحہ کی برآمدگی'' کے عنوان سے ماہنامہ ''نقیبِ ختم نبوت ملتان'' نے اپنے اداریہ میں لکھا:

''قادیانیت کی پوری تاریخ دہشت گردی، قتل و غارت گری اور شر انگیزی سے بھری پڑی ہے۔ شاید اسی لیے (Love for all) اور (Humanity First) جیسے سلوگن استعمال کر کے اپنے کرتوتوں پر پردہ ڈالنے کی قادیانی کوششیں بین الاقوامی سطح پر جاری ہیں۔ تازہ ترین اطلاعات کے مطابق چناب نگر (سابق ربوہ) سے پولیس نے بڑے پیمانے پر ناجائز اسلحہ، منشیات، ڈی سی اسلام آباد کی بجائے ڈی سی او اسلام آباد کی مہریں اور کئی دیگر حساس دستاویزات برآمد کر کے 6 قادیانی ملزمان کو گرفتار کرلیا ہے۔ محکمہ ایکسائز اور پولیس کی مشترکہ کارروائی سے ملزمان قانون نافذ کرنے والے ادارے کی گرفت میں آئے جو کہ قابلِ تحسین کارروائی ہے۔ پولیس نے کثیر مقدار میں منشیات، جعلی شناختی کارڈ، مہریں، اسلحہ اور دیگر جعلی دستاویزات برآمد کر کے 6 افراد کو موقع پر گرفتار کر کے تھانہ چناب نگر میں ملزمان کے خلاف زیر دفعہ 9B / CNSA, 20/65, A013 420, 468, 471 مقدمہ نمبر 365 درج کر کے ضابطے کی کارروائی اور تفتیش شروع کر دی ہے۔ یہ عمل قابلِ ذکر ہے کہ پولیس تھانہ چناب نگر نے جب چھاپہ مارا تو اس وقت قادیانی ملزم عطاء المجیب ولد عبدالرحیم کی جامہ تلاشی لی گئی تو اس سے 540 گرام چرس 5 عدد فرضی لائسنس نمبر 35432، 35438، 35435، 35439، 35431 ناجائز اسلحہ اور جعلی نمبر لگانے والے جدید آلات اور مشین برآمد کر لیے گئے۔ ایک دوسرے قادیانی ملزم عزیز الرحمٰن نے دوران تفتیش اقرار کیا کہ ''ہمارا گروہ جعلی لائسنس بنانے کے لیے صوبہ خیبر پختونخواہ سے منشیات و اسلحہ لاتا ہے اور رائفلوں،

پسٹلز اور دیگر اسلحہ پر ان کے پرانے نمبر رگڑ کر نئے نمبر لگا کر جعلی لائسنس تیار کرتے ہیں۔'' یہ وقوعہ رسوائے زمانہ ضیاء الاسلام پریس میں ہوا اور برآمدگی قادیانی گروہ کے اہم ترین ارکان سے ہوئی۔ چناب نگر پولیس نے بھاری رقم لے کر تین قادیانی ملزمان کو چھوڑ دیا ہے اور ذرائع کے مطابق قادیانی جماعت نے کیس پر اثر انداز ہونے کے لیے پولیس اور بعض سرکاری افسران کو بھاری رقوم دی ہیں۔ اس بات کی نشاندہی اور انکشاف بھی ہوا ہے کہ شہر میں جگہ جگہ قادیانی ناکوں اور چیک پوسٹوں پر موجود سکیورٹی اہل کار اسی قسم کے اسلحہ سے لیس ہیں جو خطرناک حد تک جعل سازی کے ذریعے ربوہ میں لایا جاتا ہے۔ ہمیں جرائم کے خفیہ قادیانی اڈے ضیاء الاسلام پریس سے ناجائز اسلحے اور منشیات کی برآمدگی پر ہرگز کوئی حیرت نہیں بلکہ اس سے دینی حلقوں کے خدشات کو تقویت ملی ہے کہ ربوہ میں قادیانی جماعت کے ہیڈ کوارٹر اور ذیلی دفاتر میں اسلحہ کے ڈپو قائم ہیں اور ملک بھر میں ہونے والی دہشت گردی کے ڈانڈے ربوہ میں ملتے ہیں۔ اتنی بڑی مقدار میں غیر قانونی اسلحہ، منشیات کی برآمدگی، فرضی شناختی کارڈز، سرکاری مہریں اور بعض اہم ترین حساس دستاویزات کی برآمدگی حکومتی رٹ پر خطرناک سوالیہ نشان ہے؟

پاکستان بننے کے بعد قادیانی جماعت کو 1033 ایکڑ رقبہ کوڑیوں کے بھاؤ لیز پر دیا گیا تھا لیکن اب قادیانی جماعت اصل رقبے سے تین گنا زائد رقبے پر ناجائز قابض ہے۔ مقامی، ضلعی، ڈویژنل انتظامیہ اور پولیس قادیانی قبضوں کی مکمل سرپرستی کر کے لاقانونیت اور قادیانیت نوازی کا بدترین مظاہرہ کر رہی ہے۔ صوبائی و مرکزی حکومتوں نے چناب نگر میں سرکاری رٹ قائم نہ کی، اپنی غیر جانبداری کو یقینی نہ بنایا تو ایک لاوا اندر ہی اندر پک رہا ہے جو پھٹ گیا تو ہولناک کشیدگی جنم لے گی۔ سندھ میں سیکرٹری وزارت داخلہ سکہ بند قادیانی کو بٹھا دیا گیا ہے جو کراچی کے حالات کو مزید بگاڑ رہا ہے۔ تمام دینی حلقوں اور محب وطن جماعتوں کی پختہ رائے ہے کہ ربوہ میں غیر جانبدار آپریشن کے ذریعے غیر قانونی اسلحہ برآمد کرنے کی ضرورت پہلے سے بھی کہیں زیادہ بڑھ گئی ہے۔ حالات و واقعات ہمارے خدشات کو یقینی بنا رہے ہیں۔ ارباب اختیار کو مزید تاخیر نہیں کرنی چاہیے۔ (ماہنامہ نقیب ختم نبوت ملتان، اکتوبر، 2011ء)

معروف صحافی جناب سیف اللہ خالد قادیانیوں کی زیر زمین سرگرمیوں کے بارے میں اپنی ایک تہلکہ خیز رپورٹ میں انکشاف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''چناب نگر کے حوالے سے معلوم ہوا ہے کہ یہاں صرف قادیانی مسلح ہی نہیں بلکہ

انہوں نے غیر قانونی طور پر اپنے چار گروپوں کو بھاری ہتھیاروں سے بھی لیس کر رکھا ہے اور یہ چار گروپ پورے شہر پر قابض ہیں جن کی وجہ سے ریاست کے اندر ریاست کا معاملہ قائم ہے۔ تازہ ترین صورتِ حال یہ ہے کہ قادیانیوں نے چناب نگر میں غیر قانونی عبادت گاہوں کا ایک جال پھیلا رکھا ہے۔ یہاں 54 محلے ہیں اور ان میں 120 سے زائد عبادت گاہیں قائم ہیں جن کی اجازت نہیں لی گئی۔ طریقہ واردات اس طرح سے ہے کہ قادیانی تعلیمات پر عملدرآمد کی ذمہ دار ''لجنہٗ مصلٰی'' کے نام سے ہر گلی کے دونوں نکڑوں پر لجنہٗ ہال تعمیر کیے جاتے ہیں، جن کا مقصد گلی کو سکیورٹی کے بہانے بند کرنے کا جواز، وہاں اپنے مسلح افراد کی تعیناتی اور اسلحہ رکھنے کی جگہ فراہم کرنا ہوتا ہے۔

چناب نگر شہر اس وقت عملی طور پر قادیانیوں کی چار مسلح تنظیموں اور ان سے متعلق انٹیلی جنس یونٹس کے زیر تسلط ہے۔ ان میں ''خدام الاحمدیہ'' کے نام سے ایک تنظیم چناب نگر میں گلی محلے کی سطح کی سکیورٹی اور ابتدائی نوعیت کی پکڑ دھکڑ کرنے کا کام کرتی ہے۔ اس تنظیم کے استعمال کے لیے لجنہٗ ہال دستیاب ہوتے ہیں اور گلی محلے اور گھروں کے اندر کی جاسوسی کے لیے اس تنظیم کا اپنا جاسوس نیٹ ورک بھی ہے، جس میں خواتین بھی شامل ہیں۔ اس تنظیم کے ذریعے قادیانی جماعت لوگوں کے گھروں کی خبریں بھی رکھتی ہے۔ یہی سبب ہے قادیانی غیر قانونی عدلیہ جب کسی شخص کے بائیکاٹ کا حکم دیتی ہے تو اس کا مقاطعہ اس قدر بھرپور ہوتا ہے کہ گھر کے افراد بھی جماعت کے خوف کے سبب اس سے اپنے روابط منقطع کر لیتے ہیں اور خلاف ورزی کی صورت میں انہیں غیر قانونی عدالت کا سامنا کرنا پڑتا ہے، اس سارے عمل کی نگرانی فورم احمدیہ کے ذمہ ہے۔

دوسری تنظیم ''حفاظت مرکز فورس'' کے نام سے کام کرتی ہے جس کے پاس گاڑیاں، بھاری اسلحہ اور جدید مواصلاتی نظام بھی ہے۔ شہر کے داخلی و خارجی راستوں کی ناکہ بندی اور شہر میں مسلح گشت اس کے فرائض میں شامل ہے۔ یہ تنظیم اپنا انٹیلی جنس سسٹم بھی رکھتی ہے۔ اسے کسی بھی سڑک کو بند کرنے یا کھولنے کا فیصلہ کرنے کا اختیار حاصل ہے۔ کسی بھی وقت شہر میں کسی بھی شخص کی تلاشی لینے اور اسے حراست میں لینے کا اختیار حاصل ہے۔ اس کا درجہ فورم احمدیہ سے بڑا سمجھا جاتا ہے۔

تیسری فورس کا نام ''صدر عمومی فورس'' ہے۔ یعنی چناب نگر کی قادیانی جماعت کے سربراہ کا ذاتی دہشت گرد دستہ جو خصوصی احکامات پر خصوصی کام سرانجام دیتا ہے۔ دستہ میں

شارپ شوٹر اور اسی طرح کے دیگر لوگ شامل ہوتے ہیں۔ اہم قادیانی شخصیات کی حفاظت اور صدر عمومی کے خصوصی آپریشنز اس فورس کی ذمہ داری ہے۔ اس کا اپنا انٹیلی جنس نیٹ ورک نہیں ہے بلکہ یہ اپنے کسی بھی کام کے لیے فورم احمدیہ اور حفاظت مرکز فورس کے انٹیلی جنس نیٹ ورک سے مدد لیتی ہے۔ اس کے علاوہ شہر کے مکمل نظم ونسق کو کنٹرول کرنے کی خاطر امور عامہ فورس قائم کی گئی ہے جو شہر کے اندر اور باہر ہر طرح کے اختیارات رکھتی ہے۔''

(روزنامہ ''امت'' کراچی، 17 مارچ، 2011ء)

قادیانی عدالتی نظام

قادیانی خلیفہ مرزا محمود نے اپنی جماعت میں ایک عدالتی نظام قائم کیا تھا جس کا نام محکمہ ''دارالقضا'' ہے۔ محکمہ قضا کے تمام جج (قاضی) خلیفہ خود مقرر کرتا ہے۔ کسی بھی جج کو نااہل قرار دے کر برطرف کرنے کا اختیار بھی خلیفہ ہی کے پاس ہے۔ خلیفہ کسی بھی مقدمہ کی فائل ملاحظہ کرنے کے لیے طلب کرسکتا ہے۔ پاکستان میں ربوہ میں صدر انجمن احمدیہ کے دفاتر میں قائم شدہ دارالقضاء نامی یہ عدالت کسی بھی قادیانی کو طلب کرنے، اُن سے کسی بھی متعلقہ معاملہ پر پوچھ گچھ کرنے اور فریقین مقدمہ کے درمیان اپنا فیصلہ صادر کرنے کا مکمل اختیار رکھتی ہے۔ قادیانی Comunity کا Collective Pressure اس عدالت کے فیصلہ کے لیے قوتِ نافذہ کا کام سرانجام دیتا ہے جو قادیانیوں کے لیے بہت سخت سزا کے طور پر ہوتا ہے کیونکہ اس کے لیے ہر ممکن انسانی و غیر انسانی حربہ اور طریقہ استعمال میں لایا جاتا ہے۔ اس عدالت دارالقضاء ربوہ کے اپنے جج ہوتے ہیں جنہیں قاضی کے نام سے پکارا جاتا ہے، اپنے وکیل ہوتے ہیں، وکیلوں کی فیس ہوتی ہے، باقاعدہ اور منظم عدالتی طریقہ کار ہوتا ہے۔ ہائیکورٹ اور سپریم کورٹ کی طرح بنچ بھی تشکیل پاتے ہیں۔ اپنے Personal Laws کے طور پر فقہ احمدیہ نامی ایک کتاب کو Follow کیا جاتا ہے اور ان تمام معاملات کا منتظم اعلیٰ، قادیانی جماعت کا موجودہ سربراہ ہوتا ہے۔ اس کی بات کو ہر لحاظ سے حرفِ آخر تصور کیا جاتا ہے، قطع نظر اس سے کہ وہ قرآن وسنت کے مطابق درست بھی ہے یا نہیں۔

جناب سیف اللہ خالد ایک دوسری رپورٹ میں مزید انکشافات کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''قادیانیوں کی قائم شدہ خودساختہ عدالتیں ''دارالقضاء'' پاکستان کی آئینی عدلیہ کے متوازی قائم کیا گیا غیر قانونی عدالتی نظام ہے۔ اس کے لیے خودساختہ قوانین بنائے گئے

ہیں جو حکومت، اعلیٰ عدلیہ اور ماتحت عدالتوں کے لیے کھلا چیلنج اور آئین پاکستان سے کھلی بغاوت ہے۔ ان عدالتوں ''دارالقضاء'' میں نہ صرف فوجداری نوعیت کے کیسز بلکہ جائیداد کے جھگڑے ''سول کیس'' اور فیملی کیسز کی بھی باقاعدہ سماعت کی جاتی ہے جس کے باعث کورٹ فیس کی مد میں حکومتی خزانے کو سالانہ کروڑوں روپے کا نقصان ہوتا ہے۔ چناب نگر سمیت پورے ملک اور دنیا میں جہاں جہاں قادیانی بستے ہیں، اپنے کیسز ان غیر قانونی عدالتوں دارالقضاء'' میں سماعت کرانے کے پابند ہیں۔ ان نام نہاد عدالتوں ''دارالقضاء'' کا انتظامی ڈھانچہ کچھ یوں ہے۔ ''دارالقضاء'' سلسلہ احمدیہ ربوہ کا سب سے اہم عہدہ صدر بورڈ ''دارالقضاء'' ہے۔ اس کی اجازت اور این او سی سے ''دارالقضاء'' میں پیش ہونے والے وکیلوں کو باقاعدہ لائسنس جاری کیا جاتا ہے۔ دیگر اہم عہدوں میں ناظم دارالقضاء اور نائب ناظم دارالقضاء شامل ہیں۔ ان عہدیداران کے علاوہ تقریباً 30 کے قریب قاضی (جج) مقرر ہیں جو روزانہ درجنوں کیسوں کی سماعت کرتے ہیں، اس کے علاوہ ملک کے ہر ضلع میں قاضی (جج) مقرر کیے جاتے ہیں اور پوری دنیا میں جہاں بھی قادیانی آباد ہیں، قاضی (جج) مقرر ہیں لیکن ان تمام ''دارالقضاؤں'' عدالتوں کا ہیڈ کوارٹر چناب نگر اور انچارج صدر بورڈ ''دارالقضاء'' ہے۔ جس طرح پاکستان کی آئینی عدالتوں میں ابتدائی سماعت سیشن جج یا سول جج کرتے ہیں، اسی طرح قادیانی ''دارالقضاء'' میں ''قاضی اوّل'' ان کیسوں کی سماعت کر کے فیصلہ سناتا ہے اور اگر کسی فریق کو اس فیصلہ پر اعتراض ہو تو اس کی اپیل 30 یوم میں صدر بورڈ دارالقضاء کو کی جاتی ہے جو کہ بعد از اپیل ''مرافعہ اوّل'' یعنی دو قاضیوں (ججوں) پر مبنی عدالت کے سامنے اس کیس کو سننے کی اجازت دیتا ہے اور دو قاضیوں کی سماعت کے بعد جو فیصلہ ہوتا ہے، اگر اس فیصلے پر بھی کسی کو کوئی اعتراض ہو تو پھر دوبارہ اپیل کی جاتی ہے اور اس کے بعد یہ معاملہ کیس بورڈ مرافعہ ثانیہ یعنی کہ تین قاضیوں (ججوں) کے سامنے سماعت ہوتا ہے اور بعد از سماعت اس فیصلہ پر بھی اگر کسی فریق کو کوئی اعتراض ہو تو پھر صدر بورڈ دارالقضاء، مرافعہ عالیہ یعنی پانچ ججوں پر مشتمل فل کورٹ بورڈ قائم کرتا ہے اور اس سماعت کے بعد ہونے والا فیصلہ بھی حتمی نہیں ہوتا، پھر بھی اگر کسی فریق کو کوئی اعتراض ہو تو وہ حتمی اپیل قادیانیوں کے نام نہاد خلیفہ کے سامنے کر سکتا ہے جس کا حکم اور فیصلہ حتمی ہوتا ہے۔ فیملی کیسز میں بی اے ایل ایل بی

ایڈووکیٹ پیش نہیں ہوسکتے بلکہ صدر بورڈ دارالقضاء کی اجازت سے لائسنس یافتہ قادیانی جماعت کے مربی پیش ہوتے ہیں جن کی فیس دارالقضاء میں پیش ہونے والے دیگر وکلاء کی طرح 2500 روپے، چناب نگر دارالقضاء اور دوسرے اضلاع میں پیش ہونے کے لیے 5000 روپے فی مرحلہ متعین ہے۔ وہ آن دی ریکارڈ اس سے زیادہ فیس نہیں لے سکتے لیکن آف دی ریکارڈ سب چلتا ہے۔ غرض کہ قادیانی جماعت سے تعلق رکھنے والے ایڈووکیٹس کی اکثریت ان عدالتوں میں پریکٹس کرتی ہے اور قادیانی دارالقضاء میں مقرر کردہ قاضیوں میں چند آنریری طور پر اور باقی اکثر تنخواہیں لے کر ان غیر قانونی عدالتوں میں کام کرتے ہیں اور ان کی تنخواہیں صدر انجمن احمدیہ کے خزانے سے دی جاتی ہیں۔ باقاعدہ طور پر دارالقضاء کے لیے ہر سال بجٹ میں ایک خاص رقم مختص کی جاتی ہے۔ چناب نگر کی ان غیر قانونی عدالتوں میں روزانہ کیسوں کی سماعت ہوتی ہے اور عموماً بروز اتوار بورڈز تشکیل دیے جاتے ہیں اور سماعت ہوتی ہے۔ جمعہ کے روز چھٹی ہوتی ہے۔ آئینی عدالتوں کی طرح ان غیر قانونی عدالتوں میں بھی باقاعدہ وکیل، وکالت نامے پیش کرتے ہیں بلکہ وکیل بطور مختار بھی پیش ہوتے ہیں اور زیر سماعت مقدمات کی باقاعدہ مثل بنائی جاتی ہے جن کی نقول کے حصول کے لیے باقاعدہ نقل برانچ بنائی گئی ہے جو سائل سے فی صفحہ 2 روپے نقل فیس وصول کر کے اور کاغذات پر باقاعدہ مہریں اور قاضیوں سے تصدیق کر کے دیتا ہے۔ فوجداری نوعیت کے مقدمات میں دونوں اطراف کے وکیلوں کے دلائل سننے کے علاوہ قاضی، قادیانیوں کے ذیلی محکمے دفتر صدر عمومی اور نظارت امور عامہ دونوں کے عہدیداران سے رپورٹ بھی طلب کرتے ہیں جو کہ آئینی عدالتوں میں پیش ہونے والے پولیس رپورٹ یا چالان کی طرح اس کیس کے متعلقہ فریقین کے متعلق باقاعدہ رپورٹ یا چالان پیش کرتے ہیں اور اگر کوئی کیس جائیداد کے جھگڑے کا ہو تو اس کی رپورٹ قادیانیوں کے دفتر نظام جائیداد کا عملہ اور قادیانیوں کے خود ساختہ پٹواری کرتے ہیں۔ دلچسپ امر یہ ہے کہ قادیانی عہدیداران جس کسی قادیانی فرد کو حکم عدولی یا نافرمانی پر سزا دینا چاہیں، ان کے ایک حکم پر نام نہاد دارالقضاء کے قاضی مثل مقدمہ کے ریکارڈ میں ردّوبدل بھی کر دیتے ہیں اور شعبہ دفتر صدر عمومی اور نظارت امور عامہ کے عہدیداران کی رپورٹ بھی اس کے خلاف دی جاتی ہے۔ ان جعلسازیوں اور ناانصافیوں کے

خلاف کئی قادیانیوں نے اپیلیں اور احتجاج بھی ریکارڈ کرائے ہیں۔ ان نام نہاد عدالتوں کے کیے ہوئے فیصلوں پر عملدرآمد کے لیے قادیانی جماعت کے شعبہ احتساب، دفتر نظارت امور عامہ، دفتر صدر عمومی، صدوران محلہ جات اور ہر محلہ میں موجود خداموں کی فورس موجود ہے۔ قادیانی فورسز جو کہ نظارت امور عامہ کے ماتحت کام کرتی ہیں اور ان عدالتوں میں سنائی جانے والی سزائیں، مثلاً اخراج شہر، شہر بدر چناب نگر غیر معینہ یا معین کردہ مدت کے لیے، کاروبار کو سیل کردینا، بند کرادینا، گھروں کو تالے لگوادینا بلکہ بعض دفعہ تو گھروں کا سامان اٹھا کر شہر کی حدود سے باہر پھینک آنا، پرعمل کراتی ہیں۔ مقاطع کی سزا یعنی قطع تعلق بھی کرایا جاتا ہے جبکہ کوڑوں کی سزا قادیانی جماعت کے دفاتر میں متعین کردہ علاقے میں دی جاتی ہے اور اس کے علاوہ تشدد کرتے وقت پولیس کے چھتر سے مشابہہ چھتر سے برہنہ کرکے چھترول کرنے کے علاوہ قادیانی ٹارچر سیل میں بند کرنے کی سزا بھی دی جاتی ہے۔ یہ عقوبت خانے ہر محلے میں موجود ہیں جن کی خبریں متعدد دفعہ قومی اخبارات میں آچکی ہیں اور ان ٹارچر سیلوں میں خدام الاحمدیہ کے اسرائیلی فوج سے تربیت یافتہ عملے کے علاوہ ہر محلے میں موجود زعیم محلہ بھی اہم رول ادا کرتے ہیں۔ سزاؤں پر سو فیصد عملدرآمد کروانے کے لیے جائیدادیں اور مالی اثاثے بھی ضبط کرلیے جاتے ہیں۔ قادیانیوں کے ''دارالقضاء'' کے قوانین قادیانی مذہب کی خودساختہ شریعت کے تحت بنائے گئے ہیں۔ لیکن جہاں انہیں ملکی قوانین کا سہارا لینا پڑے تو اس کا سہارا بھی لے لیتے ہیں۔ مختلف اخبارات میں شائع ہونے والی خبروں اور چند قادیانیوں کی طرف سے قادیانی دارالقضاء کے فیصلوں کی حیثیت کو ملکی عدالتوں میں چیلنج کیے جانے کے خوف کے باعث دارالقضاء کے عملے نے قادیانیوں کو اپنے قابو میں رکھنے کے لیے 15 دسمبر 2010ء کے بعد اقرارنامہ ثالثی کے نام سے ایک فارم پرنٹ کیا ہے جس میں واضح طور پر درج ہے کہ میں تنازعہ بعنوان بالا کے حوالے سے ہوش وحواس میں بلا جبر واکرہ درخواست کرتا ہوں/کرتی ہوں، کہ درالقضاء کے علاوہ کسی اور عدالت میں اپیل نہ کرسکوں گا/گی۔ اس فارم کی اشاعت پر قادیانی معاشرے میں بے چینی میں اضافہ ہوا اور قادیانیوں کی اکثریت اس اقرارنامہ ثالثی کو پر کرنے کی مخالف ہے جس کا مطلب ہے متاثرہ فریقین کے ہاتھ پیر باندھ دینا۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر ملک میں ہر مذہب نے اپنی علیحدہ عدالتیں بنانی شروع کردیں تو پھر ملک میں آئینی عدلیہ

اور عدالتی نظام کی کیا حیثیت رہ جائے گی اور ان خود ساختہ عدالتوں کے سنائے ہوئے فیصلوں پر عملدر آمد کرانے کے لیے جو قانون شکنی اور قتل و غارت ہوگی، اس کا کیا حل ہوگا؟ جبکہ 1973ء کے آئین میں یہ واضح طور پر درج ہے کہ ملکی عدالتی نظام کے علاوہ کوئی بھی متوازی عدالتی نظام قائم نہیں کیا جا سکتا اور ایسا کرنے والے آئین کے آرٹیکل 6 کی خلاف ورزی کریں گے جو غداری کے زمرے میں آتا ہے۔ (روزنامہ ''امت'' کراچی 19 مارچ 2011ء)

سوال یہ پیدا ہوتا ہے:

(1) کیا آئین پاکستان اپنی عدالتوں کے موجود ہوتے ہوئے کسی اور Private عدالت کی اجازت دیتا ہے؟

(2) کیا قادیانی جماعت کی عدالت دارالقضاء حکومت پاکستان سے منظور شدہ ہے؟

(3) کیا قادیانی جماعت کی عدالت، حکومت پاکستان کی ذیلی یا حکومت پاکستان کی کسی عدالت کی ذیلی عدالت ہے؟

اگر ان تمام سوالات کے جوابات ''نہ'' میں ہیں تو یہ بات صاف ظاہر ہے کہ پاکستان میں چناب نگر (ربوہ) صدر انجمن احمدیہ کے دفاتر میں قائم شدہ دارالقضاء نامی یہ عدالت نہ صرف غیر آئینی بلکہ غیر قانونی بھی ہے۔ مزید یہ کہ

(1) دارالقضاء ربوہ Paraller Private Court کے زُمرے میں آتی ہے۔

(2) Paraller Court System حکومت کی عدالتوں کی موجودگی میں نہیں چلایا جا سکتا۔

(3) Paraller Court System رِٹ آف گورنمنٹ کو ازخود Challenge کر دیتا ہے۔

لہٰذا ہم مطالبہ کرتے ہیں کہ جناب چیف جسٹس آف پاکستان

(1) سوموٹو ایکشن لیتے ہوئے قادیانی عدالتوں کو Null and Void کر دیں یعنی غیر موثر قرار دیتے ہوئے بند کر دیں اور اس کے ساتھ ساتھ پاکستانی شہریت رکھنے والے قادیانیوں کے لیے غیر ممالک کی قادیانی کورٹس کے فیصلے غیر موثر قرار دیے جائیں، تاکہ کسی بھی شکل میں قادیانی عدالتیں کام نہ کر سکیں۔

(2) اس کے ساتھ ساتھ قادیانی عدالتوں کے فیصلوں کو Impliment کرنے والے

قادیانی ادارے اُمورِ عامہ کو بھی بند کرایا جائے۔

(3) قادیانیوں کو آئین پاکستان اور قانونِ پاکستان کا پابند بنایا جائے تاکہ Qadyani State within a Government State ختم ہو سکے۔

(4) قادیانیوں کی شادیاں Special marriage Act 1872 کے تحت حکومت پاکستان کے نامزد رجسٹرار صاحبان کے پاس رجسٹر کروائی جائیں۔

(5) ہر وہ معاملہ جو چناب نگر (ربوہ) کی عدالتوں میں زیرِ سماعت ہے، اسے حکومت پاکستان کی عدالتوں میں چلایا جائے تاکہ Writ of the Government کا احساس قادیانیوں میں بھی پیدا ہو سکے اور وہ اپنے آپ کو آئین اور قانون سے بالاتر نہ سمجھیں۔

فرقہ وارانہ فسادات

قادیانی جماعت ایک خطرناک سازشی سیاسی گروہ اور ملت اسلامیہ کی بدترین دشمن ہے۔ قادیانیوں کا بھارت، اسرائیل اور امریکہ سے براہِ راست رابطہ ہے۔ وہاں ان کے مشن قائم ہیں جہاں سے وہ باقاعدہ ٹریننگ حاصل کر کے پاکستان میں دہشت گردی پھیلاتے ہیں۔ عرصہ ہوا قادیانی جماعت کے چوتھے سربراہ مرزا طاہر نے دھمکی دی تھی کہ ''عنقریب پاکستان کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں گے اور یہاں افغانستان جیسے حالات پیدا ہو جائیں گے۔''

قادیانیوں نے اپنے سربراہ کی ''پیش گوئی'' کو سچ ثابت کرنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگایا اور پاکستان کو مسلسل عدم استحکام کا شکار بنائے رکھنے کی مذموم کوششیں کرتے رہے۔ اس سلسلہ میں وہ پاکستان کے امن و امان کو تباہ کرنے کے لیے فرقہ وارانہ فسادات پیدا کرنے کے منصوبے بناتے رہتے ہیں۔ قادیانی خلیفہ کے حکم پر ہر سال قادیانی بجٹ میں کروڑوں روپے کی رقم مختص کی جاتی ہے۔ کراچی، کوئٹہ، لاہور اور ملتان ان کے خاص ٹارگٹ ہیں۔ اعلیٰ عہدوں پر فائز قادیانی افسران کی وجہ سے یہ منصوبے آسانی سے کامیاب ہو جاتے ہیں۔

محرم الحرام اور ربیع الاوّل کے مقدس مہینوں میں قادیانی وسیع پیمانے پر شیعہ سنی اور بریلوی، دیوبندی فساد کا خطرناک منصوبہ بناتے ہیں۔ گذشتہ سال انہی مواقع پر ''کافر کافر شیعہ کافر''، ''بریلوی مشرک اور کافر ہیں''، ''دیوبندی گستاخ رسولؐ ہیں'' نامی پمفلٹ کثیر تعداد

میں شائع کروا کر تقسیم کیے گئے جس کا مقصد ملک میں بدامنی اور اشتعال پیدا کرنا تھا۔ قادیانیوں کی پوری کوشش تھی کہ اس کی آڑ میں شیعہ، سنی اور دیوبندی، بریلوی فساد ہو جائے تاکہ یہ مسالک تحفظ ناموسِ رسالت اور تحفظ ختم نبوت کے محاذ پر الگ الگ ہو جائیں۔ علمائے کرام کو قادیانیوں کی بھیانک سازش کا نہ صرف بروقت علم ہو گیا بلکہ ان کی دوراندیشی اور نور بصیرت سے ملک بھر میں وسیع پیمانے پر فساد پھیلنے سے رک گیا۔ 1989ء میں انجینئرنگ یونیورسٹی لاہور میں QSF کے صدر انس احمد قادیانی طالب علم کے کمرے سے ایسے ہزاروں پمفلٹ برآمد ہوئے۔ پولیس تفتیش میں اس نے اعتراف کیا کہ یہ سارا لٹریچر ربوہ سے لاہور میں قادیانیوں کی مرکزی عبادت گاہ دارالذکر واقع گڑھی شاہو میں آیا جو شہر میں تقسیم کرنے کے لیے سرگرم قادیانی نوجوانوں کو دیا گیا۔

فروری 1997ء میں شانتی نگر خانیوال میں مسلمانوں اور عیسائیوں کے درمیان بڑا تصادم ہوا جس کے نتیجہ میں دونوں فریقوں کا نہ صرف بھاری مالی نقصان ہوا بلکہ پورے ملک میں لاء اینڈ آرڈر کا مسئلہ بھی پیدا ہوا۔ حکومت پنجاب نے اس سانحہ کی تحقیقات کے لیے ہائی کورٹ کے جج جناب جسٹس تنویر احمد خاں کی سربراہی میں یک رکنی تحقیقاتی ٹربیونل قائم کیا جس نے ستمبر 1997ء میں پنجاب حکومت کو اپنی رپورٹ میں کہا کہ اس سانحہ کا ذمہ دار قادیانی جماعت خانیوال کا صدر نور احمد ہے جس نے ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت مسلم عیسائی تصادم کروایا۔ افسوس! حکومت نے اس سانحہ کے ذمہ دار قادیانی شرپسند کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی۔

شہید ملت لیاقت علی خان کے قتل کا راز

قومی اخبارات اور کراچی سے شائع ہونے والے ایک معروف جریدہ ہفت روزہ ''تکبیر'' (مارچ 1986ء) میں مشہور سراغرساں جیمز سالومن ونسٹنٹ کی یادوں کے حوالوں سے ایک چونکا دینے والا انکشاف شائع ہوا۔ اس انکشاف سے ملک بھر کے سیاسی حلقے حیرت زدہ رہ گئے۔ جیمز سالومن نے بتایا کہ پاکستان کے پہلے وزیراعظم لیاقت علی خان کو سید اکبر نے نہیں بلکہ ایک جرمن قادیانی جیمز کنزے نے قتل کیا تھا۔ جرمن نژاد کنزے نے سر ظفر اللہ خاں کی تبلیغ اور ترغیب سے قادیانیت قبول کی۔ اس کا نیا نام عبدالشکور رکھا گیا۔ وہ کچھ عرصہ کوئٹہ میں رہا۔ اس کی شادی ربوہ میں ہوئی جہاں وہ ایک عرصہ تک قیام پذیر رہا۔ وہ سر ظفر اللہ

کالے پالک تھا۔ لیاقت علی خان کو قتل کرنے کی سازش سر ظفراللہ کی تخریبی ذہن کی پیداوار تھی۔ جیمز سالومن نے بتایا کہ سید اکبر جو کہ لیاقت علی خاں کا مبینہ قاتل سمجھا جاتا ہے، وہ تو محض ایک دھوکہ تھا۔ (روزنامہ جنگ لاہور 9 مارچ، 1986ء) لیاقت علی خان کے قتل سے متعلق یہ رپورٹ آج بھی سنٹرل انٹیلی جنس کراچی کے دفتر میں موجود ہے۔

وزیراعظم لیاقت علی خان کو کشمیر اور بلوچستان میں قادیانی ریاست کے قیام کے بارے قادیانی پیش گوئیوں اور بیانات کا علم ہوگیا تھا۔ اکھنڈ بھارت یا متحدہ ہندوستان کے بارے میں ان کی حکمت عملی اور خواہشات کے متعلق شناسائی کے بعد انہوں نے ایک خصوصی انٹیلی جنس سیل قائم کرنے کا حکم دیا تاکہ حساس عہدوں پر فائز قادیانیوں کی ایک فہرست تیار کی جاسکے اور ان کی سرگرمیوں پر نظر رکھی جاسکے۔ (امپیکٹ انٹرنیشنل، برطانیہ 27 ستمبر 1974ء) اسی سال فوجی افسران کی سازش (پنڈی سازش کیس) پکڑی گئی جس کا مقصد حکومت کا تختہ الٹنا تھا۔ 9 مارچ 1951ء کی نصف شب چیف آف جنرل سٹاف میجر جنرل اکبر خان، بریگیڈیئر ایم لطیف اور کچھ دیگر لوگوں کو ملک میں پرتشدد کارروائیوں کے ذریعے افراتفری پھیلانے اور وزیراعظم لیاقت علی خان کی حکومت کا تختہ الٹنے کی سازش تیار کرنے پر گرفتار کرلیا گیا۔ ظفراللہ خاں کے ہم زلف میجر جنرل نذیر احمد قادیانی کو جو اس وقت امپیریل ڈیفنس کالج لندن میں ایک تربیتی کورس پر گیا ہوا تھا واپس بلوا کر گرفتار کرلیا گیا۔

بعد ازاں ایک میٹنگ میں لیاقت علی خان نے ظفراللہ خاں کو مخاطب کر کے کہا تھا

''میں جانتا ہوں کہ آپ ایک خاص جماعت (قادیانی جماعت) کی نمائندگی کرتے ہیں۔''

معتبر ذرائع کے مطابق لیاقت علی خان قادیانیوں کو سیاسی جماعت کی حیثیت دے کر خلاف قانون قرار دینے اور سر ظفراللہ خاں کو وزیر خارجہ کے عہدے سے الگ کرنے کا پکا فیصلہ کرچکے تھے اور وہ 16 اکتوبر 1951ء کو راولپنڈی کے جلسہ عام میں اس کا اعلان کرنے والے تھے۔ ادھر قادیانی سازشی قوتیں بھی تیار بیٹھی تھیں۔ جیمز سالومن کے بقول کنزے جلسہ عام میں سٹیج کے بالکل قریب ہی بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے پٹھانوں والا لباس پہن رکھا تھا۔ جونہی شہید ملت لیاقت علی خان سٹیج پر آئے، کنزے نے فائرنگ کر کے انہیں شہید کردیا اور ایک سوچی سمجھی سازش کے تحت شور وغل میں سید اکبر کو قاتل مشہور کردیا۔ کنزے راولپنڈی سے فرار ہوکر ربوہ پہنچا جہاں کئی ماہ روپوش رہنے کے بعد وہ جرمنی فرار ہوگیا۔ جیمز کنزے آج بھی

مغربی جرمنی کے شہر برلن میں زندہ ہے۔

1965ء کی پاک بھارت جنگ

یہ حقیقت تسلیم کی جاچکی ہے کہ 1965ء کی پاک بھارت جنگ کے دوران قادیانی جماعت نے ہر میدان میں نہایت گھناؤنا، تباہ کن اور بھیانک کردار ادا کیا۔ پاک فضائیہ کے ہیرو اور قوم کے مایہ ناز سپوت ایم ایم عالم بھی اس کی تصدیق کر چکے ہیں۔ دراصل یہ لڑائی قادیانیوں کی گہری سازش کا نتیجہ تھی۔ اس جماعت کے سرغنوں نے جنگ چھیڑنے کے لیے نجانے کیا کیا پاپڑ بیلے؟ قادیانیوں کا منصوبہ یہ تھا کہ کسی طرح مغربی پاکستان میں پنجاب کو بالواسطہ یا بلاواسطہ شکست ہو تو پاکستان کا عسکری بازو ٹوٹ جائے گا اور مشرقی حصہ نتیجتاً الگ ہو جائے گا۔ پنجاب کی پسپائی کے بعد سرحد، بلوچستان اور سندھ، عرب ریاستوں کی طرح چھوٹی چھوٹی ریاستیں بن جائیں گی۔ اس طرح ایک تو بلوچستان کو احمدی صوبہ بنانے کے پرانے خواب کی تعبیر ممکن تھی۔ دوسرا یہ خیال کہ مسلمان سیاسی طور پر ناکارہ ہو کر مجبوراً ہماری مذہبی قیادت تسلیم کرلیں گے۔ لیکن رحمت ایزدی سے حالات کا رخ یکسر پلٹ گیا اور سازشوں کے سوداگر منہ کی کھا کر رہ گئے۔

1965ء کی جنگ کے دران سارے ملک میں بحکم سرکار بلیک آؤٹ کا سخت آرڈر تھا۔ مگر پورے پاکستان میں ''ربوہ'' ایک ایسی جگہ تھی جہاں بوجوہ اس اہم حکم نامے کی صریحاً خلاف ورزیاں ہوتی رہیں۔ بعض خفیہ رپورتاژ کے مطابق ربوہ کی یہ روشنیاں بھارتی طیاروں کو سرگودھا ہوائی اڈے کا محل وقوع بتانے کے لیے تھیں۔ یہ بات اور بھی تعجب انگیز ہے کہ سرگودھا کئی مرتبہ اندھیرے میں دشمن کے نشانوں کا شکار ہوا جبکہ فضا میں بکھرتی ہوئی روشنیوں کے باوجود اہل ربوہ دشمن کے حملوں سے کلیۃً محفوظ رہے۔ بالآخر ائیر فورس کی شکایت پر واپڈا کو ربوہ کا بجلی کا کنکشن کاٹنا پڑا۔ آفس ریکارڈ میں اس کا اندراج چٹھی نمبری 1135 مجریہ 14 ستمبر 1965ء ہے۔ کہتے ہیں بعد ازاں کلیدی عہدوں پر فائز قادیانی افسران نے واپڈا کے دفتر سے اس تاریخی دستاویز کو غائب کروادیا۔ تاہم اس کا ثبوت کئی اور جگہوں پر بھی موجود ہے۔

(قادیانیت کا سیاسی تجزیہ از صاحبزادہ طارق محمود صفحہ 32)

ان دنوں مرزائیوں کے ''پیش گوئی مصلح موعود'' نامی ایک اشتہار کا بہت چرچا ہوا جو آزاد کشمیر میں بڑے پیمانے پر تقسیم کیا گیا۔ اس میں لکھا تھا ''ریاست جموں وکشمیر انشاء اللہ

آزاد ہوگی اور اس کی فتح و نصرت احمدیوں کے ہاتھ سے مقدر ہے۔ یہ بات بھی خاص طور پر قابل توجہ ہے کہ کشمیر کے محاذوں کی جنگ میں قادیان سے ملحق سرحدات کی کمان ہمیشہ مرزائی جرنیلوں کے ہاتھ میں رہی۔ 1965ء کے معرکہ میں چھمب جوڑیاں کے بارڈر پر ابتداً قادیانی جرنیل اختر ملک اور بریگیڈیئر عبدالعلی مقرر تھے۔ (عجمی اسرائیل از شورش کاشمیریؒ)

مشرقی پاکستان کی علیحدگی

مشرقی پاکستان کیوں الگ ہوا؟ اس کے ایک دو نہیں بیسیوں محرکات ہیں۔ اگر بنظر غائر دیکھا جائے تو اس میں قادیانی امت کا بھی نمایاں کردار رہا ہے۔ انہوں نے اولاً مشرقی پاکستان کے لیے شکایات پیدا کیں پھر تلخی کا رنگ ابھرا۔ ازاں بعد نفرت کو حقارت میں بدل دیا۔ حقیقت حال یہ ہے کہ تعصب و بغاوت کے شعلے بھڑکانے میں یہ گروہ سب سے آگے رہا۔ گو علیحدگی کا بیج پہلے سے بویا جا چکا تھا مگر اسے پروان چڑھانے کا فریضہ ان لوگوں نے انجام دیا۔ اقتصادی ماہرین کے نزدیک بنگالیوں کی ناراضی کا سب سے بڑا سبب معیشت اور محکمہ مالیات کی غلط منصوبہ بندیاں تھیں۔ اسکندر مرزا کے زمانے میں یہ لوگ ایک سوچی سمجھی اسکیم کے تحت محکمہ دفاع پر چھا گئے۔ ایوب خاں کے دور میں مرزائیت نے عسکری طاقت کے علاوہ سیاسی دنیا میں اپنا اثر و رسوخ بڑھانے کا فیصلہ کیا۔ امریکہ کی ہدایت پر مرزا قادیانی کے پوتے مسٹر ایم ایم احمد کو سیکرٹری مالیات کا عہدہ سونپا گیا۔ اسی کی شہ پر وہ اقتصادی منصوبہ بندی کا مختار کل بن بیٹھا اور اپنے ہم مذہبوں کے لیے معاشی استحکام کے وسائل پیدا کیے۔ اس نے مالی مشیر، سیکرٹری فنانس اور منصوبہ بندی کے ڈپٹی چیئرمین کی حیثیت سے مشرقی پاکستان کے مصیبت زدگان کو سرکاری امداد سے محروم رکھا۔ ہر موقع پر ان کا حصہ دبانے کی کوشش کی۔ ہر سال بجٹ میں معاشی کشمکش پیدا ہوتی رہی۔ مشرقی بازو کے لیے مختص سرمایہ، ربوہ کے خلافتی نظام کو مضبوط سے مضبوط تر بنانے کی پلاننگ پر برباد کیا۔ بنگالی بے بس اور بیزار تو تھے ہی، اس بلائے ناگہانی پر وہ علیحدگی کی تحریک میں ڈھل گئے۔

ایم ایم احمد (آنجہانی مرزا قادیانی کا پوتا) صدر ایوب سے لے کر ذوالفقار علی بھٹو کی صدارت کے ابتدائی دنوں تک ملک کے پالیسی ساز اداروں کے سیاہ و سفید کے مالک رہے ہیں۔ اب یہ بات ملک کا ہر ذی شعور جانتا ہے کہ ملک کو توڑنے کی جو سازش کی گئی تھی، اس کا ماسٹر

پلان ایم ایم احمد کے ذہن کی پیداوار تھا۔ راؤ فرمان علی جو مشرقی پاکستان میں گورنر کے مشیر بھی تھے، انہوں نے ایک بیان میں کہا تھا کہ ''مشرقی پاکستان کی علیحدگی کی بڑی وجہ ''عظیم قادیانی ریاست'' کے قیام کا نظریہ تھا۔ بنگالیوں کی علیحدگی کے کئی عوامل تھے جن میں غربت، محرومی، عدم مساوات، ناخواندگی، پسماندگی اور ذرائع مواصلات کا فقدان شامل تھے۔ ان تمام عوامل کو پیدا کرنے میں قادیانی امت کے فرزند ایم ایم احمد (یحییٰ خان کا مشیر) کے کمالات کا نتیجہ تھا۔''

عوامی لیگ کے رہنما شیخ مجیب الرحمٰن نے 1970ء میں اپنی انتخابی مہم سے خطاب کرتے ہوئے کہا تھا کہ اگر میں برسراقتدار آ گیا تو ڈپٹی چیئرمین پلاننگ ایم ایم احمد قادیانی کو مشرقی پاکستان کے ساتھ معاشی ناانصافیوں کے الزام میں سرنگا پٹم کے سٹیڈیم میں الٹا لٹکا کر پھانسی دوں گا۔ (ماہنامہ ''ترجمان اہل سنت'' کراچی، ختم نبوت نمبر، اگست، ستمبر 1972ء)

پروفیسر فرید احمد کے صاحبزادے نے یہ انکشاف بھی کیا کہ مرزائی، بھارت کے ایجنٹ اور آلہ کار ہیں۔ انہی کی سازشوں سے مشرقی پاکستان کی علیحدگی معرض وجود میں آئی۔ حمود الرحمان کمیشن رپورٹ نامعلوم وجوہ کی بنا پر ابھی تک نظروں سے اوجھل ہے۔ شاید اس میں کچھ پردہ نشینوں کے نام آتے ہیں کہ اتنا کاری زخم کھا چکنے کے بعد بھی نشانہ باز کے متعلق مطلقاً نہیں بتایا گیا۔ ہم پورے وثوق سے کہتے ہیں کہ سانحہ مشرقی پاکستان میں قادیانیوں کا ہاتھ ہے اور حمود الرحمٰن کمیشن رپورٹ میں قادیانیوں کو اس سانحہ کا ذمہ دار ٹھہرایا گیا ہے اور حکومت کسی غیر ملکی دباؤ یا مصلحت کے تحت اصل رپورٹ کو منظر عام پر آنے نہیں دیتی۔

جب مشرقی پاکستان علیحدہ ہوا تو ہر پاکستانی خون کے آنسو رو رہا تھا۔ لیکن قادیانی فخر سے گردن اکڑا کر چلتے تھے۔ ابھی تک ہزاروں گواہ موجود ہیں جنہوں نے دیکھا کہ بنگلہ دیش بن گیا، تو ربوہ اور لاہور میں مرزائیوں نے خوشی کا اظہار کیا، مٹھائی تقسیم کی، اپنے مکانوں پر چراغاں کیا اور شب بھر سڑکوں پر جشن مناتے اور رقص کرتے رہے۔

(تحریک ختم نبوت از شورش کاشمیریؒ صفحہ 172)

کلیدی عہدوں پر فائز قادیانی افسران کی باغیانہ سرگرمیاں

اپریل 1973ء میں قادیانیوں اور حکومت کے تعلقات میں اس وقت سرد مہری آئی جب حکومت نے تختہ الٹنے کی سازش کے الزام میں تین قادیانی فوجی افسران کو گرفتار

کرلیا۔ ان میں میجر فاروق آدم خاں، سکواڈرن لیڈر محمد غوث اور میجر سعید اختر ملک (اختر حسین ملک کا بیٹا اور لیفٹیننٹ جنرل عبدالعلی ملک کا بھتیجا) ملوث تھے۔ سازش میں تین قادیانیوں کے ملوث ہونے نے ربوہ کی اعلیٰ قیادت کو مشکوک کردیا جن کی اقتدار میں آنے کی خواہش تھی اور جو بھٹو کی حکومت کا تختہ الٹنے کی سازشیں کررہے تھے۔ انہوں نے نوکرشاہی کے چند اہلکاروں اور دفتر خارجہ کے چند ملازمین جو کہ فری میسنری کے زیراثر تھے، سے ساز باز کر رکھی تھی۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ پاکستان کے آنے والے مستقل آئین سے خائف تھے۔

تقریباً دو ماہ بعد حکومت کو ایک اور سازش کی اطلاع ملی جس میں فوج کے چودہ افسران ملوث تھے۔ ان افسران کے خلاف بڈبیر، اٹک میں 2 جولائی 1973ء کو مقدمہ شروع کیا گیا۔ ایک ملزم گروپ کیپٹن عبدالستار نے یہ انکشاف کیا کہ اسے اس مقدمہ میں غلط طور پر ملوث کیا گیا ہے۔ قادیانی افسران بھٹو حکومت کو ختم کرنے کی سازشیں کررہے ہیں اور اس میں ایئرمارشل ظفر چوہدری (قادیانی) پیش پیش ہیں۔ اس نے عدالت کو بتایا کہ ائیر مارشل ظفر چوہدری کے ایما پر اس کی انتہائی تذلیل کی گئی تھی اور اس پر ذہنی و جسمانی تشدد بھی ہوا۔ اس کے بعد اقتدار کے حصول اور پاکستان کی سالمیت واستحکام کو کھوکھلا کرنے کی مزید سازشیں منظر عام پر آئیں جو قادیانیوں نے ائیر مارشل ظفر چوہدری (قادیانی) کے ذریعے کی تھیں۔

پاکستانی فضائیہ کے سابق سربراہ ائیر مارشل ظفر چودھری بڑے متعصب اور سخت گیر طبیعت کے مالک تھے۔ وہ رشتہ کے لحاظ سے سرظفر اللہ خاں کا حقیقی بھتیجا اور میجر جنرل نذیر احمد ان کا ہم زلف ہے۔ انہوں نے ائیرفورس پر مرزائیوں کو قابض کروانے کی خاطر کیا کچھ نہیں کیا۔ جب کبھی بھرتی کا مرحلہ آیا، ہم عقیدہ افراد کو فوقیت دی گئی۔ امریکہ وغیرہ میں کسی نوجوان کو بغرض کوئی کورس یا ٹریننگ بھیجنے کا سوال اٹھا تو صرف قادیانی افسر کا چناؤ ہوتا۔ اس طرح فضائیہ میں قادیانیوں کا اثر ورسوخ بہت بڑھ گیا۔ اسی لیے تاحال وہ محکمہ دفاع کے بعض اہم اور نازک عہدوں پر براجمان ہیں۔ ایک بار ظفر چوہدری کے ہاتھوں کورٹ مارشل کی بھینٹ چڑھنے والے ایک مسلمان فضائی افسر نے مسٹر ذوالفقار علی بھٹو تک رسائی حاصل کی اور انہیں ظفر چودھری کی گھٹیا ذہنیت اور اس کے اغراض مذمومہ سے آگاہ کیا۔ یہ تمام حقائق سن کر بھٹو صاحب بے حد پریشان ہوئے اور کہتے ہیں کہ اس روز بھٹو مرحوم بے حد پریشان تھے۔ ان کے ماتھے پر ایک معنی خیز شکن ابھری اور کہا ”اچھا یہ ہے ان کا اصل روپ!“ (موید قومی ہیرو ایم ایم عالم صفحہ 183، 184)

شاید بھٹو صاحب اس بات کو زیادہ اہمیت نہ دیتے مگر ایک واقعہ نے ان کو عملی قدم اٹھانے پر مجبور کر دیا اور وہ درگزر نہ کر سکے۔ ہوا یوں کہ 25 جولائی 1974ء کو جسٹس صمدانی کی عدالت میں ایک فوری نوعیت کا بیان سماعت کیا گیا۔ فاضل عدالت نے 31 اگست کو اس کے بعض اجزا خبر رساں ایجنسیوں کے حوالے کیے جو آئندہ روز اشاعت پذیر ہوئے۔ بیان ہوا کہ جماعت احمدیہ کے سربراہ مرزا ناصر احمد کی صدارت میں بعض سرکردہ قادیانیوں نے جناب ذوالفقار علی بھٹو صاحب کو راستہ سے ہٹانے کا فیصلہ کیا ہے۔ پروگرام یہ طے ہوا کہ ایک تقریب میں انہیں قتل کر دیا جائے۔ (رپورٹ جسٹس صمدانی ٹربیونل) (از نوائے وقت لاہور یکم اکتوبر 1974ء)

دسمبر 1973ء کو قادیانیوں کا سالانہ جلسہ ربوہ (چناب نگر) میں ہو رہا تھا۔ نام نہاد قادیانی خلیفہ مرزا ناصر تقریر کرنے کے لیے سٹیج پر آیا۔ مائیک کے سامنے پہنچ کر وہ خاموش کھڑا ہو گیا اور تقریر شروع نہیں کر رہا تھا جیسا کہ اسے کسی چیز کا انتظار ہو۔ اتنے میں پاکستان ائیر فورس کا ایک جہاز اڑتا ہوا آیا۔ اس نے عین جلسہ گاہ کے اوپر فضا میں غوطہ لگا کر مرزا ناصر کو عسکری انداز میں سلامی دی۔ دوسرا آیا، اس نے بھی یہی عمل دہرایا۔ تیسرے نے بھی یہی فعل قبیح کیا۔ یہ سارے قادیانی پائلٹ تھے جنہوں نے ایئر فورس کے سربراہ ائیر مارشل ظفر چودھری کے حکم پر ایسا کیا۔ تھوڑی دیر بعد ائیر مارشل ظفر چوہدری کی قیادت میں انہی جہازوں نے قادیانی جلسہ پر پھولوں کی پتیاں نچھاور کیں۔ اس پر قادیانی خلیفہ مرزا ناصر خوشی سے پھولے نہ سمایا۔ اس نے اپنا دامن پھیلایا اور آسمان کی طرف منہ کر کے حاضرین سے مخاطب ہوا ''میں دیکھ رہا ہوں کہ احمدیت (قادیانیت) کا پھل پک چکا ہے اور جلد ہی میری جھولی میں گرنے والا ہے۔'' اس پر جلسہ گاہ میں ''احمدیت زندہ باد'' کے نعرے لگائے گئے۔ یہ رپورٹ تمام اخبارات اور رسائل میں پوری آب و تاب کے ساتھ شائع ہوئی۔ خفیہ ذرائع سے مسٹر بھٹو بھی اس کی تصدیق کر چکے تھے۔ ان حقائق کے پیش نظر حکومت نے ظفر چودھری کو رخصت کر دیا۔ یوں پاکستان کئی سانحات کا شکار ہونے سے بچ گیا۔

غدارِ پاکستان

شیخ سعدیؒ نے کہا تھا کہ وہ دشمن جو بظاہر دوست ہو، اس کے دانتوں کا زخم بہت گہرا ہوتا ہے۔ یہ مقولہ نوبیل انعام یافتہ سائنس دان ڈاکٹر عبدالسلام پر پوری طرح صادق آتا

ہے جنھوں نے دوستی کی آڑ میں پاکستان کو ناقابل تلافی نقصان پہنچایا۔ انھیں 10 دسمبر 1979ء کو نوبیل پرائز ملا۔ قادیانی جماعت کے آرگن روزنامہ ''الفضل'' نے لکھا تھا کہ جب انھیں نوبیل انعام کی خبر ملی تو وہ فوراً اپنی عبادت گاہ میں گئے اور اپنے متعلق مرزا قادیانی کی پیش گوئی پر اظہار تشکر کیا۔

سابق وزیراعظم جناب ذوالفقار علی بھٹو کے دور میں ایک سائنس کانفرنس ہو رہی تھی، کانفرنس میں شرکت کے لیے ڈاکٹر عبدالسلام کو بھی دعوت نامہ بھیجا گیا۔ یہ ان دنوں کی بات ہے جب قومی اسمبلی نے آئین پاکستان میں قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دے دیا تھا۔ یہ دعوت نامہ جب ڈاکٹر عبدالسلام کے پاس پہنچا تو انہوں نے کارڈ پر مندرجہ ذیل ریمارکس لکھ کر اسے وزیراعظم سیکرٹریٹ کو واپس بھیج دیا۔

"I do not want to set foot on this accursed land untill the Constitutional amendement is withdrawn."

ترجمہ: ''میں اس لعنتی ملک پر قدم نہیں رکھنا چاہتا، جب تک کہ آئین میں کی گئی ترمیم واپس نہ لی جائے۔''

جناب بھٹو نے جب یہ ریمارکس پڑھے تو غصے سے ان کا چہرہ سرخ ہو گیا۔ انہوں نے اسی وقت اسٹیبلشمنٹ ڈویژن کے سیکرٹری وقار احمد کو لکھا کہ عبدالسلام کو فی الفور برطرف کر دیا جائے اور بلا تاخیر نوٹیفکیشن جاری کر دیا جائے۔ وقار احمد نے یہ دستاویز ریکارڈ میں فائل کرنے کی بجائے اپنی ذاتی تحویل میں لے لی تاکہ اس کے آثار مٹ جائیں۔ بہت عرصہ بعد پتہ چلا کہ وقار احمد بھی قادیانی تھا۔'' (ڈاکٹر عبدالقدیر اور کہوٹہ سنٹر از یونس خلش، صفحہ 80)

فروری 1987ء میں ڈاکٹر عبدالسلام نے امریکی سینٹ کے ارکان کو ایک چٹھی لکھی کہ ''آپ پاکستان پر دباؤ ڈالیں اور اقتصادی امداد مشروط طور پر دیں تاکہ ہمارے خلاف کیے گئے اقدامات حکومت پاکستان واپس لے لے۔''

یہ بات اہل علم سے ڈھکی چھپی نہیں کہ اسرائیل کے معروف یہودی سائنس دان یوول نیمان کے ڈاکٹر عبدالسلام سے دیرینہ تعلقات ہیں۔ یہ وہی یوول نیمان ہیں جن کی سفارش پر تل ابیب کے میئر نے وہاں کے نیشنل میوزیم میں ڈاکٹر عبدالسلام کا مجسمہ یادگار کے طور پر رکھا۔ معتبر ذرائع کے مطابق بھارت نے اپنے ایٹمی دھماکے اسی یہودی سائنس دان

کے مشورے سے کیے جو مسلمانوں کا سب سے بڑی دشمن ہے۔ یوول نیمان امریکہ میں بیٹھ کر براہ راست اسرائیل کی مفادات کی نگرانی کرتا ہے۔ اسرائیل کے لیے پہلا اٹیم بم بنانے کا اعزاز بھی اسی شخص کو حاصل ہے۔ پاکستان اس کی ہٹ لسٹ پر ہے اور اس سلسلے میں وہ بھارت کے کئی خفیہ دورے بھی کر چکا ہے۔ یہ بھی واضح رہے کہ امریکی کانگریس کی بہت بڑی لابی اس وقت یوول نیمان کے لیے نوبیل پرائز کے حصول کے لیے کوشاں ہے۔ اس کی زندگی کا پہلا اور آخری مقصد امت مسلمہ کو نقصان پہنچانا ہے اور وہ اپنے نصب العین کے حصول کے لیے ہر وقت مسلمانوں کے خلاف کسی نہ کسی سازش میں مصروف رہتا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ وہ تل ابیب یونیورسٹی اسرائیل کے شعبہ فزکس کا سربراہ بھی ہے۔ اس سے پہلے یہ شخص اسرائیل کا وزیر تعلیم و سائنس وٹیکنالوجی بھی رہا۔ پاکستان کے نیوکلیئر پروگرام پر اس کی خاص نظر ہے۔ ڈاکٹر عبدالقدیر خان ان کی آنکھ میں کانٹا بن کر کھٹکتا ہے۔

اہل علم بخوبی جانتے ہیں کہ ڈاکٹر عبدالسلام ایک متعصب اور جنونی قادیانی تھے جو سائنس کی آڑ میں قادیانیت پھیلاتے رہے۔ انہوں نے پوری زندگی میں کبھی کوئی ایسی بات نہیں کی جو اسلام اور پاکستان دشمن ممالک کے مقاصد سے متصادم ہو۔ پاکستان کے دفاع کے متعلق بھارت، اسرائیل یا امریکہ کے خلاف ایک لفظ بھی کہنا، ان کی ایمان دوستی کے منافی تھا۔ درحقیقت قادیانیت نقل بمطابق اصل کا ایسا پیکنگ ہے، جس کی ہر زہریلی گولی کو ورق نقرہ میں ملفوف کر دیا گیا ہے۔ انگریز نے اس مذہب کو الہامات و روایات اور کشف و کرامات کے سانچوں میں ڈھال کر پروان چڑھایا۔ یہی وجہ ہے کہ قادیانیوں کے دل و دماغ بلکہ جسم و جان تک انگریز کی قید میں ہوتے ہیں۔ جسے اس نے ہمیشہ اپنے مفاد کی خاطر استعمال کیا۔

ڈاکٹر عبدالسلام کی پرزور سفارش پر ڈاکٹر عشرت حسین عثمانی (ڈاکٹر آئی ایچ عثمانی) کو صدر ایوب نے 1958ء میں اپنے دور حکومت میں ایٹمی توانائی کمیشن کا رکن بنایا اور پھر ایک سال کے اندر اندر اس کا چیئرمین بنا دیا۔ ڈاکٹر عبدالسلام نے امپیریل کالج لندن کے ریکٹر سر پیٹرک لنسٹیڈ کی ملی بھگت سے 500 کے قریب نیوکلیئر فزکس، ریاضی، صحت و طب اور حیاتیات کے طلبہ اور ماہرین کو بیرونی ممالک بالخصوص امریکہ اور برطانیہ کے تحقیقی مرکز میں حکومت کے خرچ پر اعلیٰ تحقیق و تعلیم کے لیے بھیجنے کا منصوبہ بنایا۔ ان طلبہ اور ماہرین کی

اکثریت قادیانی مذہب سے تعلق رکھتی تھی۔ ڈاکٹر عبدالسلام نے ڈاکٹر عثمانی سے اس منصوبہ کو منظور کروا کر ان لوگوں کو باہر بھجوا دیا جو واپس آ کر ملک کے حساس کلیدی عہدوں بالخصوص ایٹمی انرجی کمیشن میں فائز ہوگئے۔ اس کے برعکس امریکی تعلیمی اداروں کے نیوکلیئر فزکس کے شعبہ میں مسلمان بالخصوص عرب طلبہ پر پابندی ہے جو اب تک برقرار ہے۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ 1974ء میں جب تک اس شعبہ میں قادیانیوں کے اثرات تھے، ایٹمی قوت بننے کے سلسلہ میں معمولی سا بھی کام نہیں ہوا۔ حالانکہ صدر ایوب چاہتے تھے کہ ہندوستان کے مقابلہ میں دفاعی قوت مضبوط بنائی جائے لیکن قادیانیوں نے ان کی کوششوں کو کامیاب نہ ہونے دیا۔ ڈاکٹر عبدالقدیر خان کے بعد جب قادیانی گروپ کے اثرات ختم ہوئے تو پاکستان نے اس شعبہ میں ترقی کی۔

ڈاکٹر عبدالسلام نے مغربی طاقتوں اور اسرائیل کے اشارے پر پاکستان کے ایٹمی پروگرام کو ناکام بنانے اور محسن پاکستان ڈاکٹر عبدالقدیر خان سمیت تمام دوسرے محب وطن سائنس دانوں کو بے حوصلہ کرنے کے متعدد اقدامات کیے۔ پاکستان کے تمام ایٹمی راز ملک دشمن ممالک کو فراہم کیے۔ انہیں کہوٹہ ایٹمی سنٹر اور دوسرے حساس قومی معاملات کی ایک ایک خبر پہنچائی۔ دراصل وہ چاہتا تھا کہ پاکستان کبھی بھی دفاع کے معاملے میں خودکفیل نہ ہوسکے اور ہمیشہ بڑی طاقتوں کا دست نگر رہے۔ بھارت نے 11 مئی 98ء کو پوکھران میں 3 ایٹمی دھماکے کیے اور 13 مئی 1998ء کو 2 اور دھماکے کیے۔ اس کے جواب میں پاکستان نے 28 مئی 1998ء کو چاغی (بلوچستان) میں 2 ایٹمی دھماکے کیے اور پھر 30 مئی کو 2 مزید ایٹمی دھماکے کیے۔ روزنامہ ''نوائے وقت'' کی رپورٹ کے مطابق:

''پاکستان کے کامیاب ایٹمی دھماکوں کا اعلان ہوتے ہی ربوہ کے سرکردہ قادیانیوں کے خفیہ اجلاس منعقد ہوئے۔ ربوہ میں ہو کا عالم تھا۔ قادیانیوں کے چہرے مرجھائے ہوئے تھے جبکہ مسلمانوں کے چہرے خوشی سے دمک رہے تھے۔'' (روزنامہ ''نوائے وقت'' لاہور، 29 مئی 1998ء)

قادیانی جماعت کے سربراہ مرزا طاہر احمد نے لندن کی مرکزی قادیانی عبادت گاہ ''بیت الفضل'' میں پاکستانی عوام کو ایٹمی دھماکوں کے خلاف اکساتے ہوئے کہا کہ پاکستان کو ایٹمی دھماکوں کا حق عقل سے استعمال کرنا چاہیے تھا جو اس نے نہیں کیا۔ انہوں نے پاکستان کے مسلمان عوام پر طنز کرتے ہوئے کہا کہ ''ایٹمی دھماکے کر کے جشن منالو، پتہ اس وقت چلے گا جب

بھوک ناچے گی۔ جنونی دور ختم ہوگا تو ملک کا رہا سہا نظام بھوکے عوام اپنی بغاوت کے ذریعے ختم کر دیں گے۔'' انہوں نے مزید کہا کہ ''ایٹمی دھماکوں سے پاکستان میں درجہ حرارت بڑھ جائے گا۔''

(روزنامہ ''خبریں'' لاہور، 9 جون 1998ء)

پاکستان میں ایجنٹوں کا حصول اسرائیل کے لیے مشکل نہیں۔ پاکستانی قادیانیوں کا مرکز حیفا (اسرائیل) میں موجود ہے۔ یہ بات ہر قسم کے شک وشبہ سے بالاتر ہے کہ یہودیوں اور قادیانیوں کے مقاصد مشترکہ ہیں۔ ایک مصدقہ رپورٹ کے مطابق پاکستان میں اسلحہ اور بعض اہم آلات کی سمگلنگ میں بعض سابق افسر بھی شامل ہیں، جن کا تعلق قادیانی گروہ سے ہے۔ قابل ذکر بات یہ ہے کہ ایٹمی توانائی کمیشن میں 25 سے 30 تک قادیانی اعلیٰ عہدوں پر تعینات تھے۔ ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کے متعلق مایہ ناز سائنس دان ڈاکٹر عبدالقدیر خاں نے کہا تھا کہ اُسے نوبیل پرائز یہودیوں نے ایک سوچی سمجھی سازش کے تحت دیا۔ مصدقہ رپورٹ کے مطابق ڈاکٹر عبدالسلام نے کہوٹہ پلانٹ کے تمام نقشہ جات، ایٹم بم کا ماڈل اور اہم معلومات یہودی سائنس دانوں کو فراہم کیں۔

معروف صحافی جناب زاہد ملک اپنی شہرۂ آفاق کتاب ''ڈاکٹر عبدالقدیر اور اسلامی بم'' کے صفحہ 23 پر ڈاکٹر عبدالسلام کی پاکستان دشمنی کے بارے میں حیرت انگیز انکشاف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''معزز قارئین کو اس انتہائی افسوس ناک بلکہ شرمناک حقیقت سے باخبر کرنے کے لیے کہ اعلیٰ عہدوں پر متمکن بعض پاکستانی کس طرح غیر ممالک کے اشارے پر کہوٹہ بلکہ پاکستان کے مفاد کے خلاف کام کر رہے ہیں، میں صرف ایک اور واقعہ کا ذکر کروں گا اور اس واقعہ کے علاوہ مزید ایسے واقعات کا ذکر نہیں کروں گا۔ اس لیے کہ ایسا کرنے میں کئی ایک قباحتیں ہیں لیکن میں نے ان سنسنی خیز واقعات کو تاریخ وار درج کر کے اس انتہائی اہم قومی دستاویز کی دو نقلیں پاکستان کے باہر دو مختلف شخصیات کے پاس بطور امانت درج کرا دی ہیں اور اس کی اشاعت کب اور کیسے ہو، کے متعلق بھی ضروری ہدایات دے دی ہیں۔'' یہ واقعہ نیاز اے نائیک سیکرٹری وزارت خارجہ نے مجھے ڈاکٹر عبدالقدیر کا ذاتی دوست سمجھتے ہوئے سنایا تھا۔ انہوں نے بتلایا کہ وزیر خارجہ صاحبزادہ یعقوب علی خاں نے انہیں یہ واقعہ ان الفاظ میں سنایا:

''اپنے ایک امریکی دورے کے دوران سٹیٹ ڈیپارٹمنٹ میں، میں بعض اعلیٰ امریکی افسران سے باہمی دلچسپی کے امور پر گفتگو کر رہا تھا کہ دوران گفتگو امریکیوں نے حسب

معمول پاکستان کے ایٹمی پروگرام کا ذکر شروع کر دیا اور دھمکی دی کہ اگر پاکستان نے اس حوالے سے اپنی پیش رفت فوراً بند نہ کی تو امریکی انتظامیہ کے لیے پاکستان کی امداد جاری رکھنا مشکل ہو جائے گا۔ ایک سینئر یہودی افسر نے کہا ''نہ صرف یہ بلکہ پاکستان کو اس کے سنگین نتائج بھگتنے کے لیے تیار رہنا چاہیے۔ جب ان کی گرم سرد باتیں اور دھمکیاں سننے کے بعد میں نے کہا کہ آپ کا یہ تاثر غلط ہے کہ پاکستانی ایٹمی توانائی کے حصول کے علاوہ کسی اور قسم کے ایٹمی پروگرام میں دلچسپی رکھتا ہے تو سی آئی اے کے ایک افسر نے جو اسی اجلاس میں موجود تھا، کہا کہ آپ ہمارے دعویٰ کو نہیں جھٹلا سکتے۔ ہمارے پاس آپ کے ایٹمی پروگرام کی تمام تر تفصیلات موجود ہیں بلکہ آپ کے اسلامی بم کا ماڈل بھی موجود ہے۔ یہ کہہ کر سی آئی اے کے افسر نے قدرے غصے بلکہ ناقابل برداشت بدتمیزی کے انداز میں کہا کہ آیئے میرے ساتھ بازو والے کمرے میں۔ میں آپ کو بتاؤں آپ کا اسلامی بم کیا ہے؟ یہ کہہ کر وہ اٹھا۔ دوسرے امریکی افسر بھی اٹھ بیٹھے۔ میں بھی اٹھ بیٹھا۔ ہم سب اس کے پیچھے پیچھے کمرے سے باہر نکل گئے۔ میری سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا کہ سی آئی اے کا یہ افسر، ہمیں دوسرے کمرے میں کیوں لے کر جا رہا ہے اور وہاں جا کر یہ کیا کرنے والا ہے۔ اتنے میں ہم سب ایک ملحقہ کمرے میں داخل ہو گئے۔ سی آئی اے کا افسر تیزی سے قدم اٹھا رہا تھا۔ ہم اس کے پیچھے پیچھے چل رہے تھے۔ کمرے کے آخر میں جا کر اس نے بڑے غصے کے عالم میں اپنے ہاتھ سے ایک پردہ کو سرکایا تو سامنے میز پر کہوٹہ ایٹمی پلانٹ کا ماڈل رکھا ہوا تھا اور اس کے ساتھ ہی دوسری طرف ایک سٹینڈ پر فٹ بال نما کوئی گول سی چیز رکھی ہوئی تھی۔ سی آئی اے کے افسر نے کہا ''یہ ہے آپ کا اسلامی بم۔ اب بولو تم کیا کہتے ہو۔ کیا تم اب بھی اسلامی بم کی موجودگی سے انکار کرتے ہو؟'' میں نے کہا میں فنی اور تکنیکی امور سے نابلد ہوں۔ میں یہ بتانے یا پہچان کرنے سے قاصر ہوں کہ یہ فٹ بال قسم کا گولہ کیا چیز ہے اور یہ کس چیز کا ماڈل ہے۔ لیکن اگر آپ لوگ بضد ہیں کہ یہ اسلامی بم ہے تو ہو گا، میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ سی آئی اے کے افسر نے کہا کہ آپ لوگ تردید نہیں کر سکتے۔ ہمارے پاس ناقابل تردید ثبوت موجود ہیں۔ آج کی میٹنگ ختم کی جاتی ہے۔ یہ کہہ کر وہ کمرے سے باہر کی طرف نکل گیا اور ہم بھی اس کے پیچھے پیچھے کمرے سے باہر نکل گئے۔ میرا سر چکرا رہا تھا کہ یہ کیا معاملہ ہے؟ جب ہم کاریڈور سے ہوتے ہوئے آگے بڑھ رہے تھے تو میں نے غیر ارادی طور پر پیچھے مڑ کر دیکھا۔ میں نے دیکھا کہ ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی ایک دوسرے کمرے سے

نکل کر اس کمرے میں داخل ہو رہے تھے، جس میں بقول سی آئی اے کے، اس کے اسلامی بم کا ماڈل پڑا ہوا تھا۔ میں نے اپنے دل میں کہا، اچھا! تو یہ بات ہے"۔

ستم ظریفی یہ ہے کہ ہمارے صاحبان اقتدار نے دانستہ طور پر ڈاکٹر عبدالسلام کی مندرجہ بالا غداریوں اور سازشوں سے مجرمانہ چشم پوشی کی اور ان "خدمات" کے عوض انہیں 1959ء میں ستارہ امتیاز اور تمغہ وایوارڈ حسن کارکردگی اور 1979ء میں پاکستان کا سب سے بڑا سول اعزاز نشان امتیاز دیا گیا۔ گورنمنٹ کالج لاہور نے ڈاکٹر عبدالسلام کی موت پر "سلام میڈل" کا اجرا کیا جو فزکس اور ریاضی کے شعبہ میں اول آنے والے طالب علموں کو دیا جاتا ہے۔ اسی طرح انہوں نے کالج کے اولڈ ہال کا نام "سلام ہال" رکھا اور مزید یہ کہ گورنمنٹ کالج میں اس کے نام کی ایک "چیئر" قائم کرنے کا فیصلہ کیا گیا، جس کی منظوری بھی ہو چکی ہے۔ مزید براں 1998ء میں ڈاکٹر عبدالسلام کی برسی کے موقعہ پر محکمہ ڈاک نے ان کی "خدمات" کو خراجِ تحسین پیش کرتے ہوئے 2 روپے کا ڈاک ٹکٹ جاری کیا۔

منصور اعجاز

حال ہی میں میمو سکینڈل کیس نے پاکستان کو عدم استحکام کا شکار کر دیا ہے۔ اس صورتحال کا ذمہ دار منصور اعجاز ہے جو قادیانی مذہب سے تعلق رکھتا ہے۔ وہ 1961ء میں امریکی ریاست فلوریڈا میں پیدا ہوا۔ اس کے والد کا نام ڈاکٹر مجدد احمد اعجاز تھا جس کا تعلق قادیانی جماعت سے تھا۔ وہ مشہور سائنسدان ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کا کزن تھا۔ اس کا دادا اسماعیل اعجاز اور نانا نذیر حسین قادیانی جماعت کے بانی آنجہانی مرزا قادیانی کے ابتدائی 313 ساتھیوں میں شامل تھے۔ منصور اعجاز کا والد ایٹمی سائنسدان کی حیثیت سے پاکستان کے جوہری توانائی کمیشن میں خدمات سرانجام دے رہا تھا لیکن 1974ء میں جب قادیانیوں کو ملک کی منتخب پارلیمنٹ نے غیر مسلم اقلیت قرار دیا تو وہ امریکہ فرار ہو گیا۔ بعض اطلاعات کے مطابق وہ ایٹمی پروگرام کی اہم دستاویزات بھی اپنے ساتھ ہی لے گیا اور وہاں سیاسی پناہ حاصل کر لی۔ چونکہ مجدد اعجاز پاکستان کے ایٹمی پروگرام میں رہا اور اس کی ایٹمی سائنسدانوں سے دوستیاں تھیں لہٰذا اس نے کلنٹن انتظامیہ کو یہ پیشکش بھی کی کہ وہ پاکستان کے ایٹمی پروگرام کو رول بیک کرانے میں اہم کردار ادا کر سکتا ہے۔ منصور اعجاز کا والد امریکہ کی مشہور ورجینیا ٹیک یونیورسٹی کا پروفیسر تھا جس نے امریکہ کے ایٹمی ہتھیاروں کے ڈیزائن کی تیاری میں اہم

کردار ادا کیا تھا۔ 1992ء میں کثرت شراب نوشی کی وجہ سے پھیپھڑوں اور دماغ کے کینسر سے 55 سال کی عمر میں اس کا انتقال ہوگیا تھا۔ منصور اعجاز پچھلی دو دہائیوں سے امریکی سی آئی اے کے لیے ایجنٹ کے طور پر کام کر رہا ہے۔ سی آئی اے کا سابق ڈائریکٹر جیمز وولسی اس کا انتہائی قریبی رفیق کار ہے۔ اپنے ٹی وی تبصروں اور اخباری مضامین میں اس کا خاص نشانہ پاکستان کا ایٹمی پروگرام اور آئی ایس آئی ہے جن کے خلاف وہ پچھلے 15 سال سے لکھ رہا ہے۔ منصور اعجاز کے مبینہ طور پر یہودی میڈیا سے انتہائی قریبی تعلقات ہیں۔ 7 جنوری 2004ء کو منصور اعجاز نے واشنگٹن پوسٹ میں اپنے مضمون میں لکھا کہ پاکستان کا ایٹمی پروگرام اس کینسر کی طرح ہے جس نے ساری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے۔ معتبر ذرائع کے مطابق اکتوبر 1995ء میں منصور اعجاز نے وزیراعظم بے نظیر بھٹو سے ملاقات کی اور امریکی سینیٹ میں براؤن ترمیم کی منظوری کے لیے ایک کروڑ 55 لاکھ ڈالر کی خطیر رقم لابنگ کی لیے مانگی اور مطالبہ کیا کہ یہ رقم اس کی ملکیت ڈیفنس ڈویلپمنٹ انٹرنیشنل نامی لابنگ فرم کو بطور فیس ادا کر دی جائے۔ بے نظیر بھٹو نے اتنی خطیر رقم دینے سے انکار کر دیا۔ جس پر منصور اعجاز نے بے نظیر بھٹو سے کہا کہ اگر حکومت کے پاس اتنی رقم نہیں ہے تو حکومت پاکستان براؤن ترمیم کی منظوری کے لیے امریکی سینیٹروں کو راضی کرنے کے لیے ان کے تین مطالبات منظور کر لے۔ (1) اسرائیل کو تسلیم کیا جائے۔ (2) 1974ء میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیئے جانے والی ترمیم ختم کی جائے۔ (3) قانون توہین رسالت ختم کیا جائے۔ بے نظیر بھٹو نے ان مطالبات پر مایوسی کا اظہار کرتے ہوئے ملاقات ختم کر دی۔ واشنگٹن کے پاکستانی سفارت خانے کے مطابق منصور اعجاز نے ایف سولہ طیاروں کے لیے کانگریس میں لابنگ کے لیے 15 ملین ڈالر مانگے اور یہ پیشکش بھی بے نظیر بھٹو کو کی کہ اگر حکومت پاکستان مذکورہ بالا مطالبات تسلیم کر لے تو پاکستان کو ایف سولہ طیارے بطور تحفہ مل سکتے ہیں۔ صدر پرویز مشرف کے دور میں منصور اعجاز کو مشیر سرمایہ کاری بنانے کی کوشش ہوئی تاہم حساس ادارے آڑے آ گئے اور وہ حکومتی مشیر نہ بن سکا۔

شاہ فیصلؒ کی شہادت پر قادیانیوں کا ردِّعمل

سعودی عرب کے فرمانروا شاہ فیصل شہیدؒ عالم اسلام کے محسن اور ملت اسلامیہ کے دل کی دھڑکن تھے۔ وہ پاکستان کو اپنا دوسرا گھر سمجھتے تھے۔ جب ایک خطرناک یہودی سازش کے تحت انہیں شہید کیا گیا تو روئے زمین پر بسنے والے تمام مسلمانوں کی آنکھیں خون کے

آنسو رو رہی تھیں اور ہر مسلمان کا دل زخموں سے چور چور تھا لیکن اس وقت قادیان اور ربوہ میں قادیانیوں نے خوشی کے ترانے بجائے کیونکہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دلوانے میں شاہ فیصلؒ کا بڑا کردار تھا۔ اس مجاہد ختم نبوت نے سابق وزیراعظم پاکستان جناب ذوالفقار علی بھٹو کو خصوصی طور پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی سفارش کی تھی، چونکہ شاہ فیصلؒ یہود کے ازلی دشمن تھے اور قادیانی، یہودیوں کے دوست ہیں۔ چنانچہ ان کی موت پر قادیانیوں نے ربوہ میں مٹھائیاں تقسیم کیں اور خوشی سے بھنگڑے ڈالے۔

امریکہ کی طرف سے قادیانیوں کی اعلانیہ حمایت

امریکہ کے سینٹ کی 17 رکنی خارجہ تعلقات کی کمیٹی نے پاکستان کی اقتصادی امداد کے لیے اپنی قرارداد میں جو شرائط شامل کی تھیں، ان میں ایک شرط یہ بھی تھی کہ......

''امریکی صدر ہر سال اس مفہوم کا ایک سرٹیفکیٹ جاری کریں گے کہ حکومت پاکستان اقلیتوں مثلاً احمدیوں کو مکمل شہری اور مذہبی آزادیاں نہ دینے کی روش سے باز آ رہی ہے اور ایسی تمام سرگرمیاں ختم کر رہی ہے جو مذہبی ''آزادیوں پر قدغن عائد کرتی ہیں۔''

(بحوالہ مضمون ارشاد احمد حقانی۔ ادارتی صفحہ 3 روزنامہ جنگ 5 مئی 1987ء)

قادیانیوں کی مکمل مذہبی اور شہری آزادیوں کا مطلب کیا ہے؟ یہ کہ قادیانی، ملت اسلامیہ سے قطعی طور پر الگ ایک نئی امت ہوتے ہوئے بھی اسلام کا نام اور مسلمانوں کے مخصوص مذہبی شعائر اسلامی استعمال کر کے دھوکہ اور اشتباہ کی جو فضا قائم رکھنا چاہتے ہیں، وہ بدستور قائم ہے۔ پاکستان کی پارلیمنٹ نے ملت اسلامیہ کے دینی تشخص کے تحفظ کے لیے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا جو فیصلہ کیا تھا، وہ ختم ہو جائے۔ امتناع قادیانیت آرڈیننس کے ذریعہ قادیانیوں کو مسجد، کلمہ طیبہ اور اسلامی اصطلاحات استعمال کرنے سے جو روکا گیا ہے، اسے غیر مؤثر بنایا جائے۔ پاکستان کے دینی اور عوامی حلقے مسلمانوں سے قادیانیوں کی الگ حیثیت کو عملاً متعین کرانے کے لیے جن جائز قانونی اقدامات کا مسلسل مطالبہ کر رہے ہیں، ان کا راستہ روک دیا جائے۔

امریکی سینٹ کی یہ قرارداد قادیانیوں کے خودساختہ حقوق کی حمایت سے زیادہ ملت

اسلامیہ کے دینی تشخص اور مذہبی معتقدات پر براہِ راست اور ناقابل برداشت حملہ ہے۔ سابق وزیراعظم پاکستان جناب ذوالفقار علی بھٹو مرحوم نے اپنے اقتدار کے آخری ایام میں قادیانیوں کے سیاسی عزائم اور ملک دشمن عناصر سے خفیہ تعلقات کے بعض گوشوں سے نقاب اٹھاتے ہوئے کہا تھا کہ برسر اقتدار آنے کے بعد جب میں سربراہ مملکت کی حیثیت سے پہلی مرتبہ امریکہ کے دورہ پر گیا تو امریکی صدر نے مجھے ہدایت کی کہ پاکستان میں قادیانی جماعت ہمارا سیکٹ (Sect) ہے۔ ان کا آپ ہر لحاظ سے خیال رکھیں۔ دوسری مرتبہ جب امریکہ کا سرکاری دورہ ہوا، تب بھی یہی بات دہرائی گئی۔ یہ بات میرے پاس امانت تھی۔ ریکارڈ کی خاطر میں پہلی مرتبہ انکشاف کر رہا ہوں۔'' (کادیانیت کا سیاسی تجزیہ از صاحبزادہ طارق محمود)

اسرائیل میں قادیانی

حکیم الامت حضرت علامہ اقبالؒ نے فرمایا تھا: ''قادیانیت یہودیت کا چربہ ہے۔''
اس حقیقت میں ذرا سا بھی شک و شبہ نہیں کہ اسرائیل اور قادیانیت اسلام دشمن طاقتوں کی تخلیق اور سازش کا نتیجہ ہیں۔ یہ دونوں ایک ہی سکے کے دو رخ ہیں۔ بقول چودھری افضل حقؒ ''قادیانی فرقہ ضالہ کے فریب و قدح اور دجل و تلبیس سے بچنا ہر مسلمان کا قدرتی حق ہے۔ قادیانی برٹش امپریلزم کے کھلے ایجنٹ اور مسلمانوں میں ففتھ کالم کے طور پر کام کرتے ہیں۔ ان کا وجود مسلمانوں کی داخلی زندگی کے لیے اسرائیل سے بھی زیادہ خطرناک ہے۔''
اسرائیل نے مسلمانانِ عرب پر جو ظلم و ستم توڑے ہیں، انہیں پڑھ کر ہلاکو اور چنگیز خان کے مظالم بھی شرما جاتے ہیں۔ خصوصاً اسرائیل نے فلسطین میں خون ناحق کے جو دریا بہائے ہیں، صرف وہی داستان مظالم پڑھ کر جسم پر رعشہ طاری اور شریانوں میں خون منجمد ہوتا محسوس ہوتا ہے۔ لیکن آپ یہ پڑھ کر حیران ہو جائیں گے کہ 1972ء کی قومی اسمبلی میں مولانا ظفر احمد انصاری نے پارلیمنٹ کو یہ بتا کر حیران کر دیا کہ ''جہاں ننگ انسانیت یہودی درندے فلسطین و دیگر عرب ممالک کے مسلمانوں کے قیمتی خون سے ہولی کھیل رہے ہیں، وہاں 600 قادیانی فوجی بھی اسرائیل کی فوج میں باقاعدہ بھرتی ہیں اور اس چنگیزی فعل میں یہودی درندوں سے بھی دو ہاتھ آگے ہیں۔''

اسرائیل میں کوئی بھی مذہبی مشن کام نہیں کرسکتا لیکن قادیانی مشن کو اسرائیل میں کام کرنے کی کھلی اجازت ہے۔ کچھ عرصہ قبل روزنامہ ''نوائے وقت'' کے صفحہ اوّل پر ایک چونکا دینے والی تصویر شائع ہوئی جس میں اپنے فرائض قبیح سے سبکدوش ہونے والے قادیانی مشن کا سربراہ دوسرے نئے آنے والے قادیانی مشن کے سربراہ کا تعارف اسرائیلی صدر سے کروا رہا ہے۔ اخبار میں یہ راز فاش ہونے پر دارالکفر ربوہ کے ایوانوں میں کھلبلی مچ گئی اور اس کے ساتھ ساتھ دنیا بھر کے مسلمانوں کی آنکھیں بھی کھل گئیں۔

اسرائیل میں قادیانی جماعت کی موجودگی اس بات کا بین ثبوت ہے کہ قادیانی مذہبی نہیں بلکہ ایک خالص سیاسی جماعت ہے۔ یہودی دوسرا بنیا ہے جو کبھی خسارے کا سودا نہیں کرتا۔ اسرائیل نے قادیانیوں کو اپنے نظریاتی ملک میں جو مذہبی آزادی دے رکھی ہے، وہ اس کے اصول اور قواعد و ضوابط کے صریحاً خلاف ہے۔ قادیانی جماعت یہودی ٹکڑوں پر پلنے والا استعماری پٹھو ہے۔ مصدقہ اطلاعات کے مطابق اسرائیلی فوج میں کئی سو قادیانی شامل ہیں جو فلسطینی مسلمانوں پر ظلم و تشدد میں پیش پیش رہتے ہیں۔ قادیانیوں اور اسرائیل کے باہمی تعلقات اور روابط کا اندازہ قومی اخبارات میں 22 فروری 1985ء کے ''یروشلم پوسٹ'' کے حوالے سے چھپنے والی اس تصویر سے لگایا جا سکتا ہے، جس میں دو قادیانی مبلغوں کو اسرائیلی صدر کے ساتھ نہایت مودب انداز میں ملاقات کرتے ہوئے دکھایا گیا ہے۔ اس تصویر میں اسرائیل میں سبکدوش ہونے والے قادیانی سربراہ شیخ شریف امینی نئے سربراہ شیخ محمد حمید کا اسرائیل کے صدر سے تعارف کروا رہے ہیں۔ اس موقع پر شیخ شریف نے قادیانیوں کو اسرائیل میں مکمل مذہبی آزادی دینے پر اسرائیلی حکومت کی تعریف کی اور ان کا شکریہ ادا کیا۔ یہ تصویر قادیانیوں کی اسلام دشمنی اور یہود دوستی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

''یروشلم پوسٹ'' کے حوالہ سے شائع ہونے والی تصویر میں اصل عبارت سے قادیانیوں کے اسرائیل کے ساتھ باہمی روابط کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ ہندوستان میں بٹالہ کے نزدیک واقع قادیان اور پاکستان میں ربوہ کے بعد ان کا سب سے منظم مرکز اسرائیل کے شہر ''حیفہ'' میں ہے۔ اس وقت بھی جب اسرائیل میں مسلمانوں کا رہنا دوبھر ہے، قادیانیوں کو اسرائیل میں کام کرنے کی پوری آزادی ہے۔ فلسطینی عرب مسلمان آزادی کی جنگ لڑ رہے

ہیں اور قادیانی اسرائیلی وزیرِ اعظم، صدر اور میئر وغیرہ سے ملاقاتیں کرتے ہیں۔ اسرائیل کا مسلمانوں پر ظلم وستم اور قادیانیوں پر اتنی عنایات! آخر کس صیہونی منصوبے کا حصہ ہیں؟

Friday, November 22, 1985 \ The Jerusalem Post
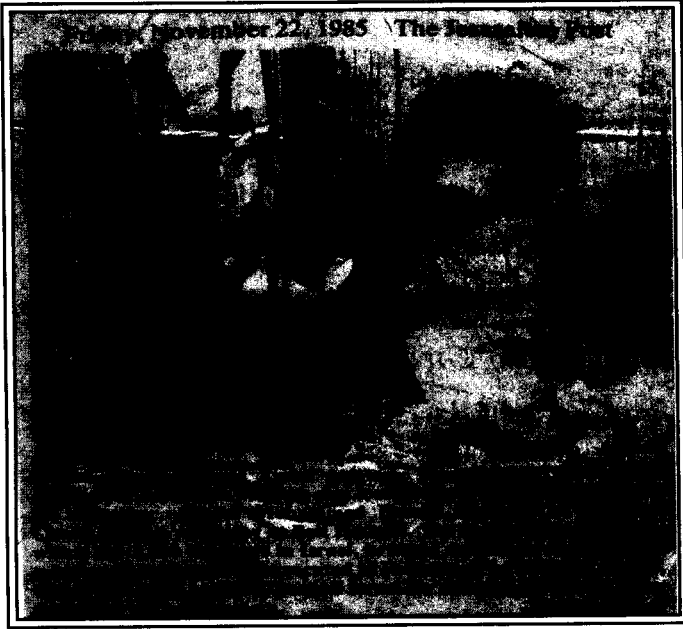
''لندن سے شائع ہونے والی کتاب ''اسرائیل اے پروفائل'' (ISRAEL A PROFILE) میں انکشاف کیا گیا ہے کہ حکومت اسرائیل نے اپنی فوج میں پاکستانی قادیانیوں کو بھرتی ہونے کی اجازت دے دی ہے۔ یہ کتاب پولٹیکل سائنس کے ایک یہودی پروفیسر آئی۔آئی۔نومائی نے لکھی ہے اور اسے ادارہ پال مال، لندن نے شائع کیا ہے۔ اس کتاب میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ ''1972ء تک اسرائیلی فوج میں چھ سو پاکستانی قادیانی شامل ہو چکے ہیں۔'' (روزنامہ نوائے وقت لاہور صفحہ 5، 29 دسمبر 1975ء)

اسرائیلی مشن کے بارے میں قادیانیوں کا یہی موقف رہا ہے کہ یہ مشن قادیان (بھارت) کے ماتحت ہیں، حالانکہ دنیا جانتی ہے کہ ربوہ (پاکستان) قادیانیوں کا ہیڈکوارٹر ہے اور قادیانی جماعت کی تمام تنظیمیں اسی مرکز سے وابستہ ہیں اور اسی کے زیرِ انتظام چلتی ہیں۔ قادیانی اپنے نام نہاد اور جعلی نبی کی طرح جھوٹ بولنے میں ماہر ہیں۔ اسرائیل میں قادیانی

مشن کی موجودگی اور قادیانیوں کے اسرائیل کی حکومت کے ساتھ سفارتی تعلقات اور روابط کی قلعی تاریخی دستاویزات اور حقائق سے کھل جاتی ہے۔

اسرائیلی صدر شیمون پیریز (Shimon Peres) نے ستمبر 2007ء میں اسرائیل کے شہر کبابیر (Kababir) میں واقع قادیانی عبادت گاہ کا دورہ کیا۔ اس موقع پر اسرائیلی صدر نے قادیانی جماعت کے اراکین سے خطاب کرتے ہوئے انہیں بین الاقوامی طور پر ہر ممکن امداد اور تعاون کا یقین دلایا۔

اسرائیل میں قادیانیوں سے جو کام لیے جا رہے ہیں اور جو خدمات وہ انجام دیں گے، کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں۔ یہ ایک دردناک اور درد رساں لطیفہ نہیں تو اور کیا ہے؟ سچ تو یہی ہے کہ اگر دوست کا دشمن دوست نہیں تو دشمن کا دوست کس طرح دوست ہو سکتا ہے؟

ریکارڈ کے مطابق تمام قادیانی مبلغین جو 1928ء سے اسرائیل میں تعینات تھے مثلاً جلال دین قمر، اللہ دتہ جالندھری، رشید احمد چغتائی، نور احمد اور چوہدری شریف، اسرائیل میں کام کرنے کے بعد ربوہ میں مقیم رہے۔ جب وہ بیرون ملک تھے تو ان کے خاندانوں کے ان سے پراسرار ذرائع سے باقاعدہ روابط موجود تھے۔ قادیانی جماعت کے مجموعی تبلیغی ڈھانچے کا ایک حصہ اسرائیل میں احمدیہ مشن کی صورت میں موجود تھا۔ قادیانی خلیفہ اس جماعت کا سب سے بڑا سرخیل تھا۔ تمام مشنوں

کے معاملات جن میں اسرائیلی مشن بھی شامل ہے، خلیفہ کے تحت تھے اور وہ ان کے معاملات کی دیکھ بھال کرتا تھا۔ اسرائیل میں قادیانی امیران کی ہدایات اور احکامات کے تحت کام کرتا تھا۔

قادیانی اسرائیلی گٹھ جوڑ کا مسئلہ پاکستانی پریس میں فروری 1977ء میں ایک بار پھر اٹھ کھڑا ہوا۔ جب ہفت روزہ ''اسلامی جمہوریہ'' لاہور نے اپنی اشاعت 2 تا 8 جنوری 1977ء کی اشاعت میں 19 اکتوبر 1976ء کے یروشلم پوسٹ کے شمارے میں چھپی ہوئی ایک تصویر شائع کردی جو کہ ایک اسرائیلی تقریب کے دوران لی گئی تھی۔ ایک قادیانی وفد نے اسرائیلی صدر سے ملاقات کی اور اس کے ساتھ تصاویر بنوائیں۔ تصویر میں اسرائیلی صدر کے علاوہ مشیر اقلیتی امور منصور کمال اور ایک فلسطینی احمدی منصور عود اور اسرائیل میں قادیانی مبلغ جلال الدین قمر نمایاں تھے۔ پاکستان اور اسلام کے بارے میں قادیانی خلیفہ مرزا طاہر کی ہمدردیاں اس وقت شدید تنقید کی زد میں آگئیں جب انہوں نے اپنے نصب العین کی حمایت میں صیہونی امداد کے حصول کے لیے ایک خصوصی وفد اسرائیل بھیجا۔ احمدیہ مشن اسرائیل کے نئے انچارج شیخ شریف احمد امینی نے اسرائیلی صدر کی قادیانی رہنماؤں سے ملاقات کی تصویر دیتے ہوئے اس کے نیچے لکھا:

''شیخ شریف احمد امینی جو کہ احمدیہ، ہندوستانی مسلمان فرقے کا اسرائیل چھوڑ کر جانے والا انچارج ہے اور آج کل حیفہ میں مقیم ہے وہ اپنے جانشین شیخ محمد حمید کا تعارف اسرائیل کے قائم مقام صدر ہرزوگ سے بیت حناسی میں (21 نومبر 1985ء) کروا رہا ہے۔ فرقے کے نئے سربراہ نے جس کے اسرائیل میں بارہ سو پیروکار ہیں، پاکستان میں قادیانیوں پر ہونے والے مظالم کی تائید میں کئی دستاویزات صدر کو پیش کیں۔ رخصت ہونے والے شیخ امینی نے جو انڈیا واپس جارہا ہے، اپنے فرقے کو مکمل مذہبی آزادی فراہم کرنے پر اسرائیل کی تعریف کی۔'' (روزنامہ نوائے وقت لاہور، 12 جنوری 1986ء)

اپریل 1973ء میں سابق وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو نے یہ راز افشا کیا کہ اسرائیل نے پاکستان توڑنے کے لیے اہم کردار ادا کیا ہے۔ اس کی مزید وضاحت کے لیے شورش کاشمیری نے بھٹو کو کھلا خط لکھا جس میں قادیانی اسرائیلی اتحاد اجاگر کرنے کے لیے مندرجہ ذیل نکات پر روشنی ڈالی گئی:۔

(1) قادیانی پاکستان میں بالکل وہی کردار ادا کر رہے ہیں جو یہودی، امریکہ اور برطانیہ میں کر رہے ہیں۔

(2) قادیانی، اسرائیلی تعلقات کی نوعیت جاننے کے لیے ان خطوط پر تحقیقات ہونی چاہئیں۔ کیسے اور کس طرح سے اسرائیل نے پاکستانی سیاست میں مداخلت کی؟ اسرائیل کے آلہ کار کون تھے اور ان کے مذموم منصوبوں کو تکمیل تک پہنچانے کے لیے کونسی سیاسی جماعت استعمال ہوئی؟

(3) پاکستانی انٹیلی جنس کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اسرائیل کے لیے کام کرنے والے قادیانی مشن کی کارروائیوں کی تفصیلات مہیا کرے جو مذہبی مرکز کے لبادے میں ایک سیاسی شعبہ کے طور پر کام کر رہا ہے۔ یہ کس مقصد کے لیے کام کر رہا ہے؟ قادیانی کن کو تبلیغ کرتے ہیں؟ اسرائیل، عیسائی مبلغین کو اپنے عقائد کی تبلیغ کی اجازت نہیں دیتا، اس نے قادیانیوں کو کھلے عام اپنے عقائد کی تبلیغ کی اجازت کیوں دے رکھی ہے؟ کتنے یہودیوں نے قادیانیت قبول کی ہے؟ کیا یہ واضح نہیں ہے کہ قادیانی سامراجی قوتوں کے آلہ کار ہیں اور عالم اسلام کے استحکام کے درپے ہیں۔

حقیقت میں قادیانی امت ایک مستبد اور ظالم اقتدار کے سائے میں پروان چڑھی ہے۔ سامراج نے اسے جنم دیا اور بیوروکریسی نے اسے تحفظ دے کر نشوونما کے مراحل طے کرائے، اب بھی اسی کے سہارے قائم ہے اور اپنے اقتدار کے حصول کے لیے درپردہ سازشوں کا جال بچھائے ہوئے ہے۔ اس کے اثر ونفوذ اور اس کی قوت و طاقت کا اصل منبع اندرون ملک بیوروکریسی اور بیرون ملک برطانوی سامراج ہے۔ جب تک اس کے یہ دو سہارے قائم ہیں۔ اس وقت تک اس کا وجود بھی قائم ہے اور جب اس کے یہ سہارے ختم ہو جائیں گے، اسی لمحے یہ فتنہ بھی اپنی موت آپ مر جائے گا۔

اے محبان پاکستان! یہ پیارا ملک اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا۔ اس کے حصول کے لیے بے شمار جانی و مالی قربانیاں دی گئیں۔ قادیانی اپنے خلیفہ کے حکم پر پاکستان کو تباہ و برباد کرنے کے درپے ہیں۔ لہٰذا اس کی نظریاتی اور جغرافیائی سرحدوں کی حفاظت کرنا ہر محب وطن کا اوّلین فریضہ ہے۔ قادیانیوں کی اسلام اور پاکستان مخالف سرگرمیوں پر کڑی نظر رکھنا وقت کی ضرورت

ہے۔اس میں ذرا سی غفلت یا لاپروائی بہت بڑے نقصان کا باعث ہوسکتی ہے۔ پاکستان کے دشمن قادیانیوں کو پہچاننا، ان کے عزائم کو ناکام بنانا، ان کی زہریلی سازشوں اور تخریبی کارروائیوں پر کڑی نظر رکھنا ہر محب وطن پاکستانی کی ذمہ داری ہے۔کیا آپ اس ذمہ داری کے لیے تیار ہیں؟؟؟

وہ سنگ گراں جو حائل ہیں، رستے سے ہٹا کر دم لیں گے
ہم راہ وفا کے رہرو ہیں، منزل ہی پہ جا کر دم لیں گے
یہ بات عیاں ہے دنیا پر، ہم پھول بھی ہیں تلوار بھی ہیں
یا بزم جہاں مہکائیں گے یا خوں میں نہا کر دم لیں گے
ہم ایک خدا کے قائل ہیں، پندار کا ہر بت توڑیں گے
ہم حق کا نشاں ہیں دنیا میں، باطل کو مٹا کر دم لیں گے
جو سینہ دشمن چاک کرے، باطل کو مٹا کر خاک کرے
یہ روز کا قصہ پاک کرے، وہ ضرب لگا کر دم لیں گے
یہ فتنہ و شر کے پروردہ، تخریب کے ساماں لاکھ کریں
ہم بزم سجانے آئے ہیں، ہم بزم سجا کر دم لیں گے

یا ربنا یا ارحم الراحمین
رحم کن برحال ما یا رحمة اللعالمین

تصویریں بولتی ہیں

یہ مرزا قادیانی کی تصویر ہے جس کا دعویٰ ہے کہ وہ نبی اور رسول ہے، تمام انبیاء کرام کا مجموعہ ہے، بلکہ خود محمد رسول اللہ ہے (نعوذ باللہ) اللہ کا نبی اپنے دور میں تمام انسانوں سے زیادہ خوبصورت اور حسین وجمیل ہوتا ہے۔ وہ اپنے حسن کی زکوٰۃ تقسیم کرے تو پوری کائنات صاحب حیثیت ہو جائے۔

آپ خود فیصلہ کریں کہ کیا نبی اس شکل کے ہوتے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے خود مبعوث کیا ہو اور اُن کی موت بیت الخلا میں ہوئی ہو۔ (نعوذ باللہ)! ہمیں تو یہ رنجیت سنگھ کی تصویر لگتی ہے۔ (مہاراجا رنجیت سنگھ سے معذرت کے ساتھ)!

یہ ملکہ وکٹوریہ کی تصویر ہے جس کی تعریف وتوصیف میں زمین وآسمان کے قلابے ملاتے ہوئے نبوت کے دعویدار آنجہانی مرزا قادیانی نے اپنی کتابوں کے ہزاروں صفحات سیاہ کیے

پوسٹ مارٹم

✡	قادیان	....	قبلہ
✡	ربوہ	....	اعصابی مرکز
✡	تل ابیب	....	تربیتی کیمپ
✡	لندن	....	آماجگاہ
✡	بھارت	....	استاد
✡	جرمنی	....	پناہ گاہ
		اور	
✡	واشنگٹن	....	اس کا بینک ہے

دہشت گرد کون؟

تمام صوبوں کے ہوم سیکرٹریوں کے نام وزارت داخلہ پاکستان کا خط کہ قادیانیوں کے خلیفہ مرزا طاہر نے لندن سے اپنے پیروکاروں کو پیغام بھیجا ہے کہ پاکستان میں امن و امان کی صورتحال کو خراب کریں۔

No.4/9/92-Poll.I(2)
Government of Pakistan
Ministry of Interior & Narcotics Control
(Interior Division)
....

No. 7344
Date 15/8

5587/C
15/8

Islamabad, the 13th Aug, 1992.

From: Muhammad Munir Butt,
Section Officer.

To: Mr. Muhammad Saeed Mehdi,
Chief Commissioner, ICT,
Islamabad.

Mr. Nasir Ahmad Ch.,
Home Secretary, Punjab,
Lahore.

Mr. Muhammad Asadullah Sh.,
Home Secretary, Sindh,
Karachi.

Mr. Gulzar Khan,
Home Secretary, NWFP,
Peshawar.

Mirza Qamar Beg,
Home Secretary, Baluchistan,
Quetta.

SUBJECT: SECTARIAN/RELIGIOUS ACTIVITIES.

Sir,

I am directed to say that it is reliably learnt that Mirza Tahir Ahmed (Chief of Jamat Ahmedi) has sent a special message to his organisation leaders in Pakistan from London and has reprimanded all the Qadianis for their complete silence in Pakistan indicative of their weakness and indifference. Reportedly he has instructed them to resort to posters/pamphlets campaign against alleged obscenity, deteriorating law and order situation in Sindh and corruption.

2. It is requested that necessary vigilance may please be exercised to avert such campaign.

Your obedient servant,

(Muhammad Munir Butt)
Section Officer

قادیانیت
برطانوی سامراج کا خود کاشتہ پودا
عکسی شہادتیں

مجھے ضرور پڑھیے!!!

مناظرہ کی کتاب

(196) ''اس پراگندہ وقت میں وہی مناظرہ کی کتاب روحانی جمعیت بخش سکتی ہے کہ جو بذریعہ تحقیق عمیق کے اصل ماہیت کے باریک دقیقہ کی تہہ کو کھولتی ہو اور اس حقیقت کے اصل قرار گاہ تک پہنچاتی ہو کہ جس کے جاننے پر دلوں کی تشفی موقوف ہے۔''

(مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ 56 طبع جدید از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 643 پر)

زبانی تبلیغ نہیں بلکہ تحریر پیش کرنی چاہیے

(197) ''وہ لوگ جو اشاعت اور تبلیغ کے واسطے باہر جاویں۔ وہ ایسے نہ ہوں کہ اُلٹ پلٹ کر ہماری باتوں کو کچھ اَور کا اَور ہی بناتے رہیں اور بات تو کچھ اَور ہو سمجھانے کچھ اور لگ جاویں۔ دوسروں کو تو ہمارے دعویٰ سے آگاہ کریں اور خود ہماری کتابوں کو کبھی پڑھا بھی نہ ہو۔ اس طرح سے ہی تحریف ہوا کرتی ہے۔ ایسے وقتوں میں صرف زبانی فیصلہ نہیں ہونا چاہیے بلکہ تحریر پیش کرنی چاہیے۔''

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 328 طبع جدید از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 644 پر)

غور و فکر کرنے کی نصیحت

(198) ''اصل بات یہ ہے کہ جب تک انسان کسی بات کو خالی الذہن ہو کر نہیں سوچتا اور تمام پہلوؤں پر توجہ نہیں کرتا اور غور سے نہیں سُنتا، اس وقت تک پُرانے خیالات نہیں چھوڑ سکتا۔ اس لیے جب آدمی کسی نئی بات کو سُنے تو اُسے یہ نہیں چاہیے کہ سُنتے ہی اُس کی مخالفت کے لیے تیار ہو جائے بلکہ اس کا فرض ہے کہ اُس کے سارے پہلوؤں پر پورا فکر کرے اور انصاف اور

دیانت اور سب سے بڑھ کر خدا تعالیٰ کے خوف کو مدنظر رکھ کر تنہائی میں اس پر سوچے۔"
(ملفوظات جلد دوم صفحہ 355 طبع جدید، از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 645 پر)

مسخ شدہ لوگوں کی علامت

(199) "یہودی لوگ جو مورد لعنت ہو کر بندر اور سور ہو گئے تھے۔ ان کی نسبت بھی تو بعض تفسیروں میں یہی لکھا ہے کہ بظاہر وہ انسان ہی تھے لیکن ان کی باطنی حالت بندروں اور سوروں کی طرح ہو گئی تھی اور حق کے قبول کرنے کی توفیق بکلی اُن سے سلب ہو گئی تھی اور مسخ شدہ لوگوں کی یہی تو علامت ہے کہ اگر حق کھل بھی جائے تو اس کو قبول نہیں کر سکتے۔"
(مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ 325، طبع جدید از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ 646 پر)

تعصب

(200) "تعصب ایک ایسی بلا ہے جو غور کرنے نہیں دیتا"
(چشمہ معرفت ص 68 مندرجہ روحانی خزائن ج 23 ص 436، از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 647 پر)

جہاں سے نکلے تھے......

(201) "جھوٹے آدمی کی یہ نشانی ہے کہ جاہلوں کے روبرو تو بہت گزاف مارتے ہیں مگر جب کوئی دامن پکڑ کر پوچھے کہ ذرا ثبوت دے کر جاؤ تو جہاں سے نکلے تھے، وہیں داخل ہو جاتے ہیں۔"
(حیات احمد، حضرت مسیح موعود کے سوانح حیات جلد دوم نمبر اول صفحہ 25 از یعقوب علی عرفانی ایڈیٹر الحکم قادیان)
(عکس صفحہ نمبر 648 پر)

وہ شرم ہے، کہ ان کو ہے آئینے سے نفرت
خود دیکھنا اپنا بھی گوارا نہیں کرتے
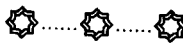
تذکرہ

مجموعہ

الہامات، کشوف و رؤیا

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

مکتوباتِ احمد

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی
مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام
کے
خطوط اور مکاتیب

جلد اوّل

مکتوباتِ احمد

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام

کے

خطوط اور مکاتیب

جلد دوم

ملفوظات

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

مسیح موعود و مہدی معہود

بانی جماعت احمدیہ

جلد اوّل

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

مسیح موعود و مہدی معہود

بانی جماعت احمدیہ

جلد دوم

ملفوظات

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی
مسیح موعود و مہدی معہود
بانی جماعت احمدیہ

آغاز مئی ۱۹۰۴ء تا اواخر ۱۹۰۵ء

جلد چہارم

ملفوظات

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

مسیح موعود و مہدی معہود

بانی جماعت احمدیہ

جنوری ۱۹۰۶ء تا مئی ۱۹۰۸ء

جلد پنجم

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

جلد اوّل

مجموعہ اشتہارات

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

جلد دوم

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ

سیرت المہدی

(حصہ دوم)

تالیف لطیف حضرت صاحبزادہ میرزا بشیر احمد صاحب ایم اے

جسے

مینیجر بک ڈپو تالیف و اشاعت قادیان دارالامان

نے

ماہ دسمبر سنہ ۱۹۲۷ء میں شائع کیا

اسلامیہ سٹیم پریس [illegible] لاہور میں باہتمام [illegible] منیجر کے چھپا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

سیرت المہدی

حصہ سوم

(مرتبہ فرمودہ)

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے

جسے

خاکسار

محمد اسمٰعیل مولوی فاضل و منشی فاضل نے قادیان دار الامان سے

شائع کیا

ایڈیشن اوّل صفر ۱۳۵۸ھ اپریل ۱۹۳۹ء

ٹائیٹل پیج بار اوّل

جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ۔ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا

بفضلہٖ تعالےٰ

یہ رسائل اربعہ جن کے نام بہ تفصیل ذیل ہیں

انجام آتھم

خدائی فیصلہ ۔ دعوت قوم

مکتوب عربی بنام علماء

مطبع ضیاء الاسلام میں طبع ہو کر عام فائدہ کے لئے شائع کئے گئے

بمقام قادیان

قیمت فی جلد عہ

تصنیفات

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی
مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

جلد ۱

براہین احمدیہ
چہار حصص

نقل ٹائیٹل بار اوّل

حصہ اوّل

دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسے قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دیگا

اِزالۂ اوہام

فِيهِ بَأْسٌ شَدِيدٌ وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ

الحمد والمنت کہ بماہ مبارک ذی الحجہ ۱۳۰۸ھ کتاب

جامع معارف قرآنی و شارح اسرار کلام ربانی از

تالیفات مرسل یزدانی و مامور رحمانی

جناب میرزا غلام احمد صاحب قادیانی

مطبع ریاض ہند امرتسر باہتمام و سعی شیخ نور احمد مالک مطبع مطبوع گردید

تعداد جلد ۷۰۰ قیمت فی جلد عہر

ٹائیٹل پیج بار اول

اصنع الفلک باعیننا ووحینا ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیھم

رسالہ آسمانی ٹیکا جو طاعون کے بارے میں اپنی جماعت کیلئے تیار کیا گیا

کشتی نوح

اور دوسرا نام

دعوت الایمان

اور تیسرا نام

تقویۃ الایمان

ارکبوا فیھا بسم اللہ مجرٖھا ومرسٰھا لا عاصم الیوم من امر اللہ الا من رحم

۵ اکتوبر سنہ ۱۹۰۲ء

تعداد جلد ۵۰۰

ٹائیٹل بار اول

الحمد للہ و المنّہ

کہ تمام مخالفوں پر الٰہی حجّت پوری کرنے کیلئے

یہ رسالہ

جس کا نام ہے

لاتمام الحجّۃ علی المخالفین

بمقام قادیان مطبع ضیاء الاسلام میں باہتمام حکیم فضلدین صاحب

مالک مطبع چھپکر

شائع ہوا

جلد ۷۰۰ قیمت ۵ر

۱۵- دسمبر ۱۹۰۰ء

جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل کان زھوقا

آنانکہ بردعاوئ ما حملہ ہا کنند — وز راہِ جہل عربدہ ہا برملا کنند

گر یک نظر کنند دریں نسخہ کتاب — ہست ایں یقیں کہ ترکِ عناد و ابا کنند

باور نمی کنم کہ نیایند عذر خواہ — ویں امر دیگر است کہ ترکِ حیا کنند

براہین احمدیہ

حصہ پنجم (۵)

ملقب

بالبراہین الاحمدیہ علی حقیقۃ کتاب اللہ القرآن والنبوۃ المحمدیہ

مؤلفہ

حضرت اقدس مرزا غلام احمد مسیح موعود علیہ السلام

يَاأَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ۔

الحمد للہ الموفق انی کتبت ھذہ الرسالۃ والصحیفۃ الجالۃ لعلاج مرض المتنصرین الذی امتد مداہ وعرقتھم مداہ واکلتھم نار انکار الفرقان۔ والمعول علیٰ کتاب اللہ القرآن۔ واردنا ان ننجیھم من مخلب الحمام۔ ونریھم سوء داءھم ونھدیھم الی دواء السقام۔ فالفنا ھذا الکتاب مع انعام کثیر لمن اجاب۔ وھو خمسۃ الاف من الدراھم لکل من اتی بمثلہ واری العجائب۔ وھو بفضل اللہ حسن وطیب والطف وادق۔ وسمیتہ الحصۃ الاولیٰ من

نور الحقّ

"عسیٰ ربّکم ان یرحمکم
وان عدتم عدنا وجعلنا جھنم
للکافرین حصیرا ان ھذا القرآن
یھدی للتی ھی اقوم ویبشر المؤمنین
الذین یعملون الصالحات انّ لھم
اجرًا کبیرًا ہ"

قد طبع فی المطبع المصطفائی پریس فی لاھور سنہ ۱۳۱۱ ھجری

(نقل ٹائیٹل پیج اول)

بغیر دستخط مہتمم کتب خانہ کے کتاب مسروقہ سمجھی جاویگی

قد فرغنا من الرد علی قوم یسمّون آریہ فالحمد للّٰہ ربّ العلمین
انا اذا نزلنا بساحة قوم فساء صباح المنذرین

(ترجمہ)

ہم آریوں کا رد لکھنے سے فراغت کر چکے سو اس خدا کو سب تعریف ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے۔ ہم جب ایک قوم پر چڑھائی کرتے ہیں اور انکے صحن میں اُترتے ہیں تو وہ صبح ان کی ایک بری صبح ہوتی ہے جو تباہی کی خبر دیتی ہے

یہ کتاب آریہ صاحبوں کے اس مضمون کے جواب میں ہے جسکو اُنہوں نے اپنے مذہبی جلسہ میں دسمبر ۱۹۰۷ء میں بمواجہ چار سو معزز ہماری جماعت کے مسلمانوں کے خود اُنکو اپنے گھر میں بلا کر سُنایا تھا جو ہمارے سید و مولیٰ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین اور دشنام دہی سے پُر تھا جس میں دین اسلام پر بیجا توہین اور ہنسی اور ٹھٹھا کیا گیا تھا اور نہایت شوخی سے گندی گالیاں دے کر اور بے جا تہمتیں ہمارے مقدس ذات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر لگا کر صدہا مسلمانوں کو خود مدعو کر کے نہایت دکھ دیا تھا اور اس کتاب کا نام ہے

چشمۂ معرفت

از مؤلفات حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود

جو ۱۵ رمئی ۱۹۰۸ء کو

مطبع انوار احمدیہ مشین پریس قادیان ضلع گورداسپور میں طبع ہوئی
باہتمام شیخ یعقوب علی تراب مینیجر

دو ہزار چار قیمت فی جلد عہ

اور قیمت مجلد تین روپے

(ٹائیٹل پیج بار اوّل)

قادر کے کاروبار نمودار ہو گئے ۔ کافر جو کہتے تھے وہ گرفتار ہو گئے

وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِيْنَ اِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنْصُوْرُوْنَ وَاِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ الْغَالِبُوْنَ (سورۃ صافات)

وَكَفَانِيْ مِمَّا اُوْحِيَ اِلَيَّ هٰذَا الْوَحْيُ الْمُبَشِّر

قال ربك انه نازل من السماء ما يرضيك وما نتنزل الا بامر ربك ما ارسل نبی الا اخزی به الله قوما لا يؤمنون. ان الله مع الذين اتقوا والذين هم محسنون. وبشر الذين امنوا ان لهم الفتح. والله متم نوره ولو كره الكافرون كتب الله لاغلبن انا ورسلى لا تخف انى لا يخاف لدی المرسلون۔)

حقیقۃ الوحی

خدا تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ یہ کتاب جامع جسمیں ہر ایک قسم کے حقائق اور معارف اور بہت سے آسمانی نشان درج ہیں محض اسی کے فضل اور کرم اور خاص اسکی توفیق اور تائید سے مرتب و تالیف ہو کر

مطبع میگزین قادیان میں باہتمام مینیجر مطبع کے چھپی

تعداد ایک ہزار جلد تاریخ اشاعت ۱۵ ؍ مئی ۱۹۰۷ء

(ٹائیٹل طبع اوّل)

الحمد للہ والمنت کہ بتائید و توفیق آں نعم المولیٰ و نعم النصیر و عنایات
آں ذاتِ جلیل و عظیم و کبیر حصہ اولیٰ کتاب لاجواب موسوم بہ

آئینہ کمالاتِ اسلام

جس کا دوسرا نام دافع الوساوس بھی ہے

بماہ فروری سنہ ۱۸۹۳ء

مطبع ریاض ہند قادیان میں باہتمام شیخ نور احمد مہتمم
و مالک مطبع طبع ہو کر شائع ہوا

ٹائٹل طبع اوّل

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْۤا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ وَجَاهِدُوْا فِيْ سَبِيْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ

وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَسْتَ مُرْسَلًا

قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ وَمَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ

کہ یہ رسالہ جس کا نام ہے

ضرورۃ الامام

صرف ڈیڑھ دن میں طیار ہو کر

مطبع

ضیاء الاسلام قادیان میں

قیمت ۲؍ محصول علاوہ جلد ۷۰۰

باہتمام حکیم فضل الدین صاحب بھیروی مالک و مہتمم مطبع طبع ہوئی

ٹائٹل بار اول

هذا هو الكتاب الذی الهمت حصة منه من رب العباد۔ فی یوم عید من الاعیاد۔ فقرأته علی الحاضرین۔
بانطاق الروح الامین۔ من غیر مدد الترقیم والتدوین۔ فلا شك انه آیة من الآیات۔ وما كان لبشر ان
ینطق كمثلی مرتجلا مستحضرًا فی مثل هذه العبارات۔ وكان الناس یرقبون طبعه رقبة یوم العید
ویستطلعون بعیون المشتاق المرید۔ فالحمد لله الذی اراهم مقصودهم بعد الانتظار۔
ووجدوا مطلوبهم كبستان مذللة اغصانه من الثمار۔ وانه صنیعة احسان
الحضرة۔ وعطیة تبلیغ الناس الی السعادة وانه غیث من الله بعدما
اَمْحَلَتِ البلادُ وعم الفساد۔ ولن تجد هذه المعارف فی الآثار المنقولة
المدوّنة من الثقات۔ بل هی حقائق اوحیت الیّ من رب
الكائنات۔ وانه اظهار تام۔ وهل بعد المسیح كتم۔ وهل
بعد خاتم الخلفاء علی السرّ ختم۔ ولیس من العجب
ان تسمع من خاتم الائمة۔ نكاتا ما سمعت من
قبل من علماء الملة۔ بل العجب كل العجب ان
یأتی المسیح الموعود والامام المنتظر ویكلّم
الناس وخاتم الخلفاء۔ ثم لا یأتی بمعرفة
جدیدة من حضرة الكبریاء۔ ویتكلم
كتكلم العامة من انطاء۔ ولا
یُری فرقا بینا بین الظلمة
والضیاء۔ وانی سمیت
هذه الرسالة

خُطْبَةً اِلْهَامِیَّةً

وَاِنّی عُلّمتُها اِلْهَامًا مِنْ رَّبّی وَكَانَتْ آیَةً

تعداد الاشاعة ۲۱۰۰

ثمن فی نسخة واحد [illegible]

وانها طبع فی مطبع ضیاء الاسلام قادیان باهتمام الحكیم فضل الدین
البهیروی فی سنة ۱۳۱۹ من الهجرة المقدسة

ٹائیٹل پیج طبع اوّل

الحمد للّٰہ والمنّۃ

کہ یہ رسالہ پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی اور ان کے مریدوں اور ہمخیال لوگوں پر اتمام حجت کے لئے محض نصیحتاً للّٰہ شائع کیا گیا ہے اور بغرض اس کے کہ عام لوگوں پر حق واضح ہو جائے اس رسالہ کے ساتھ پچاس روپیہ کے انعام کا اشتہار بھی دیا گیا ہے جو اسی ٹائیٹل پیج کے دوسرے صفحہ پر مندرج ہے اور یہ رسالہ موسوم بہ

ہو کر

مطبع ضیاء الاسلام قادیان ضلع گورداسپور میں باہتمام حکیم حافظ فضل الدین صاحب بھیروی مالک مطبع چھپکر یکم ستمبر ۱۹۰۲ء کو شائع ہوا

قیمت ۱۰/ محصول ۲/ جلد ۷۰۰ دکھائی ۱/ کل ۱۳/

(ٹائٹل پیج طبع بار ثانی)

الحمد للہ والمنّت کہ رسالہ طیبہ مبارکہ

المسماۃ بہ

شہادۃ القرآن

علیٰ

نزول المسیح الموعود فی آخر الزمان

مطبع پنجاب پریس سیالکوٹ میں

باہتمام

منشی غلام قادر صاحب

فصیح کے چھپا

ٹائیٹل طبع اول

کیف انتم اذا نزل فیکم ابن مریم و امامکم منکم

خدائے تعالیٰ کے بے انتہا احسانوں میں سے یہ بھی ایک عظیم الشان فضل و احسان ہے۔
کہ کتاب مستطاب منبع ایقان و عرفان مسمّٰی بہ

صد در علم و ہدیٰ بر روئے من بکشادہ اند		صادقم و ز طرف مولیٰ باشانہا آمدم

نزول المسیح

فی آخر الزمان

این دو شاہد از پئے تصدیق من استادہ اند		آسمان بارد نشان الوقت میگوید زمین

خود مسیح موعود علیہ السلام کے قلم سے نکلی ہوئی جس کا نزول جمالی اور جلالی رنگوں میں حضرت ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق (جو آخری زمانہ کے متعلق تھیں) اسوقت کے اولوا الالباب و اولوا الابصار نے برأی العین مشاہدہ کیا

مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں چھپکر کمترین مہدی حسین مہتمم کتب خانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زیر نگرانی شائع ہوئی ٭ ٹائیٹل پیج مطبع میگزین قادیان میں چھپ کر طیار ہوا۔

بار اول تعداد اشاعت ۲۹۰۰

ماہ اگست ۱۹۰۹ء — شعبان المعظم ۱۳۲۷ ہجری

قیمت ۴ر

ٹائیٹل طبع اوّل

مطبوعہ ضیاء الاسلام

سنہ ۱۳۱۲

سِراجِ مُنیر

مشتمل بر نشانہائے ربِ قدیر

قادیان دارالامن و الامان

مئی ۱۸۹۷ء

اے قادر خدا!

اس گورنمنٹ عالیہ انگلشیہ کو ہماری طرف سے نیک جزا دے اور
اس سے نیکی کر جیسا کہ اس نے ہم سے نیکی کی۔
آمین۔

کشف الغطاء

یعنے

ایک اسلامی فرقہ کے پیشوا مرزا غلام احمد قادیانی کی طرف سے

بحضور گورنمنٹ عالیہ اس فرقہ کے حالات اور خیالات کے بارے میں اطلاع اور
نیز اپنے خاندان کا کچھ ذکر اور اپنے مشن کے اصولوں اور ہدایتوں اور تعلیموں کا بیان اور
نیز ان لوگوں کی خلاف واقعہ باتوں کا ردّ جو اس فرقہ کی نسبت غلط خیالات پھیلانا
چاہتے ہیں

اور یہ مؤلف

تلج عزّت جناب ملکہ معظمہ قیصرہ ہند دام اقبالہا کا واسطہ ڈال کر
بخدمت گورنمنٹ عالیہ انگلشیہ کے اعلیٰ افسروں اور معزز حکّام کے باادب گذارش
کرتا ہے کہ براہِ غریب پروری و کرم گستری اس رسالہ کو اوّل سے آخر تک پڑھا جائے یا سُن لیا جائے۔

یہ رسالہ تالیف ہو کر ۲۷ دسمبر ۱۸۹۸ء کو مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں باہتمام حکیم فضل الدین صاحب
مالک مطبع کے مطبوع ہوا۔

تعداد ۲۵۰

ان ھذا الکتاب یدفع وساوس الخناس۔ وفیہ
شفاءٌ للناس۔ وھو یھب السکینۃ
ویجلو الکروب۔ وسمیتہ۔

تصنیف

امام ربانی حضرت میرزا غلام احمد صاحب قادیانی
مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم و علی عبدہ المسیح الموعود

ما علی الرسول الا البلاغ

البلاغ

جس کا دوسرا نام ہے

فریاد درد

تصنیف منیف حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

جسے

باجازت حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ

مینیجر بکڈپو تالیف و اشاعت قادیان نے شائع کیا

۲۹ جون ۱۹۲۲ء تعداد ۱۰۰۰ سنہ ۱۳۴۰ ہجری

ٹائیٹل پیج طبع اول

دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا۔ الہام

هذا كتاب يحكم بين الشيعة واهل السنة ويهدى
الى الحق فى امر الخلافة وانه يقطع معاذير المخالفين
ويبرز دقارير المفترين ولا يستنكره الا من لبس
الصّفاقة وخلع الصدق والصداقة واتبع الكاذبين

كتاب عزيز محكم يفحم العدا
فنحمد بارءنا على ما اسعدا

وسمّيتهٗ بسرّ الخلافة حجّةً
بما جاء فى تلك المقاصد ارشدا

هذا كتاب سر الخلافة لمن يبغى سبل الثقافة

وقد طبع فى المطبع رياض الهند امرتسر
فى الشهر المبارك محرم سنه ۱۳۱۲ھ

یہ کتاب شیخ محمد حسین بطالوی اور دوسرے علماء مکفرین کے الزام اور افحام اور انکی مولویت کی حقیقت کھولنے کے لئے بوعدہ انعام ستائیس روپیہ شائع ہوئی ہے۔ ستائیس ۲۷ دن بالمقابل رسالہ بنانے کیلئے مہلت دیگئی ہے اور یہ ستائیس دن روز اشاعت سے محسوب ہونگے۔

ٹائیٹل بار اوّل

الحمد للہ والمنة

کہ

یہ رسالہ مبارکہ جس میں حضرت ملکہ معظمہ قیصرہ دام اقبالہا
کی برکات کا ذکر ہے اور یہ بیان ہے کہ جناب ملکہ ممدوحہ کے
عہد عدالت مہد میں اور اُن کے نہایت روشن ستارہ کی
تاثیر سے انواع اقسام کی زمینی اور آسمانی برکتیں ظہور میں
آئی ہیں منطبع ہو کر انہی وجوہ کی مناسبت سے نام اس کا

رکھا گیا

اور یہ رسالہ مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں باہتمام حکیم فضل دین
صاحب مالک مطبع کے چھپ کر ۲۴ اگست ۱۸۹۹ء کو
شائع ہوا

تعداد جلد ۲۵۰   قیمت ۲ر

ٹائیٹل طبع اوّل

فِیہِ شِفَاءٌ لِّلنَّاسِ

محمدؐ است امام و چراغ ہر دو جہاں | محمدؐ است فروزندۂ زمین و زماں
خدا نگویمش از ترس حق مگر بخدا | خدانماست وجودش برائے عالمیاں

اِسلام اور اِس ملک کے دوسرے مذاہب

پر

حضرت مجدد الوقت امام الزمان مسیح موعود جناب میرزا غلام احمد صاحب

رئیس قادیان کا لیکچر

جو ۳ ستمبر ۱۹۰۴ء کو بمقام لاہور ایک عظیم الشان جلسہ میں پڑھا گیا

اور جسکو

انجمن فرقانیہ لاہور کیلئے

میاں معراج الدین عمر جنرل کنٹریکٹر و سیکرٹری انجمن مذکور و حکیم شیخ نور محمد
منشی عالم مالک ہمدم صحت لاہور

نے

رفاہ عام سٹیم پریس لاہور میں خلق اللہ کے فائدہ کے لئے چھپوا کر
شائع کیا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

لیکچر لدھیانہ

جو
حضور علیہ السلام نے ۴؍ نومبر ۱۹۰۵ء کو ہزاروں آدمیوں کی موجودگی میں دیا

اوّل مَیں اللہ تعالیٰ کا شکر کرتا ہوں جس نے مجھے یہ موقعہ دیا کہ مَیں پھر اس شہر میں تبلیغ کرنے کے لئے آؤں۔ مَیں اس شہر میں ۱۴ برس کے بعد آیا ہوں اور مَیں ایسے وقت اس شہر سے گیا تھا جبکہ میرے ساتھ چند آدمی تھے اور تکفیر تکذیب اور دجّال کہنے کا بازار گرم تھا اور مَیں لوگوں کی نظر میں اس انسان کی طرح تھا جو مطرود اور مخذول ہوتا ہے اور ان لوگوں کے خیال میں تھا کہ تھوڑے ہی دنوں میں یہ جماعت مردود ہو کر منتشر ہو جائیگی اور اس سلسلہ کا نام و نشان مٹ جائیگا۔ چنانچہ اس غرض کے لئے بڑی بڑی کوششیں اور منصوبے کئے گئے اور ایک بڑی بھاری سازش میرے خلاف یہ کی گئی کہ مجھ پر اور میری جماعت پر کفر کا فتویٰ لکھا گیا۔ اور سارے ہندوستان میں اس فتویٰ کو پھرایا گیا۔ مَیں افسوس سے ظاہر کرتا ہوں کہ سب سے اوّل مجھ پر کفر کا فتویٰ اس شہر کے چند مولویوں نے دیا مگر مَیں دیکھتا ہوں اور آپ دیکھتے ہیں کہ وہ کافر کہنے والے موجود نہیں اور خدا تعالیٰ نے

احمدی اور غیر احمدی میں کیا فرق ہے؟

تقریر

حضرت مسیح موعود علیہ السلام

بر موقعہ

جلسہ سالانہ جماعت احمدیہ ۱۹۰۵

الناشر

ہتمم نشر و اشاعت صدر انجمن احمدیہ ربوہ (پاکستان)

الہدیۃ المبارکہ

یعنی کتاب

بمقام قادیان

مطبع ضیاء الاسلام میں چھپا

۲۵ رمئی ۱۸۹۷ء

رسالہ نمبر

معیار المذاہب

فطرتی معیار سے مذاہب کا مقابلہ

از تصنیف

حضرت مسیح موعود علیہ السلام

ٹائٹل بار اول

ولمن انتصر بعد ظلمہ فاولٰئک ما علیہم من سبیل

جو شخص مظلوم ہو کے بدلہ لے اس پر کوئی الزام نہیں

ست بچن

آریہ دھرم

مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں حکیم فضل دین مالک مطبع

کی اہتمام سے چھپے

قیمت فی جلد [illegible]

[illegible] جلد چھپی

ٹائیٹل بار اوّل

هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ

گورنمنٹ انگریزی

اور

جہاد

۲۲ر مئی ۱۹۰۰

مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں باہتمام حکیم فضل الدین صاحب چھپا
تعداد ...

ٹائیٹل طبع اول

يٰٓايها الناس قد جاءكم برهان من ربكم وانزلنا اليكم نورا مبينا

احاط الناس من طغوى ظلام | علامات بها عرف الامام
فلا تعجب بما جئنا بنور | بدت عين اذا اشتد الاوام

بشرى لطلبة النور ان هذا المكتوب من الامام المغفور

سماه كاتبه

حجة النور

الى علماء

العرب والشام والبغداد والعراق والخراسان

لتجري انهار الايقان والعرفان في زروع الايمان

وقد اتفق لطبعه في مطبع ضياء الاسلام واشاعته من البلد ذي القدر
بيد الخادم الفقير مهدي حسين مهتمم دار الكتب للمسيح الموعود في قاديان دار الامان

في شهر محرم الحرام سنه ۱۳۲۸ من الهجرة

بعهد خليفة المسيح
نور الدين بهيروي

عدد [illegible] نسخة ۲۱۰۰ و ثمن نسخة واحدة [illegible]

یہ رسالہ مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں حکیم فضل الدین کے اہتمام سے طبع ہوا تھا۔ ٹائیٹل پیج مطبع بدر
قادیان میں مفتی محمد صادق کے اہتمام سے طبع ہوا ماہ فروری ۱۹۱۰ء

انوارِ خلافت

(مجموعہ تقاریر جلسہ سالانہ 1915ء)

از

سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد

خلیفۃ المسیح الثانی

تحفۃ الملوک

(والیٔ ریاست حیدر آباد دکن کو دعوت الی اللہ)

از

سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد

خلیفۃ المسیح الثانی

جماعت احمدیہ

کا

حکومت وقت کی اطاعت کے بارے میں صحیح مؤقف

از

سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد
خلیفۃ المسیح الثانی

برکاتِ خلافت

(جلسہ سالانہ ۱۹۱۴ء کے خطابات)

از

سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد
خلیفۃ المسیح الثانی

بدین زمان برکت نشان بعون خالق کون و مکان

کتاب مستطاب

مسمّٰی بہ

عسلِ مصفّٰی

جس میں حضرت مسیح ناصری کی وفات اور حضرت مسیح موعود کے دعاوی کا ثبوت
بدلائل عقلیہ و نقلیہ بوضاحت تمام کیا گیا ہے

از تالیف

ابو العطا مرزا خدا بخش احمدی قادیانی یکے از کمترین خادمان مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

بماہ اپریل سنہ ۱۹۰۱ء مطابق غرہ ذی الحجہ سنہ ۱۳۱۸ھ

در مطبع اسلامیہ واقع لاہور طبع گردید

میں تاج عزت عالی جناب حضرت مکرمہ ملکہ معظمہ قیصرہ ہند دام اقبالہا کا واسطہ ڈالتا ہوں کہ اس رسالہ کو ہمارے عالی مرتبہ حکام توجہ سے اوّل سے آخر تک پڑھیں۔ ﴿۱﴾

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

چونکہ میں جس کا نام غلام احمد اور باپ کا نام مرزا غلام مرتضیٰ قادیان ضلع گورداسپورہ پنجاب کا رہنے والا ایک مشہور فرقہ کا پیشوا ہوں جو پنجاب کے اکثر مقامات میں پایا جاتا ہے اور نیز ہندوستان کے اکثر اضلاع اور حیدر آباد اور بمبئی اور مدراس اور ملک عرب اور شام اور بخارا میں بھی میری جماعت کے لوگ موجود ہیں۔ لہٰذا میں قرین مصلحت سمجھتا ہوں کہ یہ مختصر رسالہ اس غرض سے لکھوں کہ اس محسن گورنمنٹ کے اعلیٰ افسر میرے حالات اور میری جماعت کے خیالات سے واقفیت پیدا کرلیں۔ کیونکہ میں دیکھتا ہوں کہ یہ نیا فرقہ ان ملکوں میں دن بدن ترقی پر ہے یہاں تک کہ بہت سے دیسی افسر اور معزز رئیس اور جاگیردار اور نامی تاجر اس فرقہ میں داخل ہوگئے ہیں اور ہوتے جاتے ہیں اس لئے عام خیال کے مسلمانوں اور ان کے مولویوں کو اس فرقہ سے دلی عناد اور حسد ہے۔ اور ممکن ہے کہ اس حسد کی وجہ سے خلاف واقعہ امور گورنمنٹ تک پہنچائے جائیں سو اسی لئے میں نے ارادہ کیا ہے کہ اس رسالہ کے ذریعہ سے اپنے سچے واقعات اور اپنے مشن کے اصولوں سے اس محسن گورنمنٹ کو مطلع کروں۔

اب میں صفائی بیان کے لئے ان امور کے ذکر کو پانچ شاخ پر منقسم کرتا ہوں اوّل یہ کہ میں کون ہوں اور کس خاندان سے ہوں؟ سو اس بارے میں اس قدر ظاہر کرنا کافی ہے کہ میرا خاندان ایک خاندان ریاست ہے اور میرے بزرگ والیانِ ملک اور خودسر امیر تھے جو سکھوں کے وقت میں یکدفعہ تباہ ہوئے۔ اور سرکار انگریزی کا ﴿۲﴾

کشف الغطاء صفحہ 3 مندرجہ روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 179 از مرزا قادیانی | یہ حوالہ صفحہ 68 پر درج ہے

﴿۱﴾

بحضور عالی شان قیصرہ ہند ملکہ معظّمہ

شہنشاہ ہندوستان و انگلستان

ادام اللّٰہ اقبالھا

سب سے پہلے یہ دُعا ہے کہ خدائے قادر مطلق اس ہماری عالیجاہ قیصرہ ہند کی عمر میں بہت بہت برکت بخشے اور اقبال اور جاہ وجلال میں ترقی دے اور عزیزوں اور فرزندوں کی عافیت سے آنکھ ٹھنڈی رکھے۔ اس کے بعد اس عریضہ کے لکھنے والا جس کا نام **میرزا غلام احمد قادیانی** ہے جو پنجاب کے ایک چھوٹے سے گاؤں **قادیان** نام میں رہتا ہے جو لاہور سے تخمیناً بفاصلہ ستّر میل مشرق اور شمال کے گوشہ میں واقع اور گورداسپورہ کے ضلع میں ہے یہ عرض کرتا ہے کہ اگرچہ اِس ملک کے عموماً تمام رہنے والوں کو بوجہ اُن آراموں کے جو حضور قیصرہ ہند کے عدل عام اور رعایا پروری اور دادگستری سے حاصل ہو رہے ہیں اور بوجہ اُن تدابیر امن عامہ اور تجاویز آسائش جمیع طبقات رعایا کے جو کروڑہا روپیہ کے خرچ اور بے انتہا فیاضی سے ظہور میں آئی ہیں۔ جناب ملکہ معظمہ دام اقبالہا سے بقدر اپنی فہم اور عقل اور شناخت احسان کے درجہ بدرجہ محبت اور دلی اطاعت ہے بجز بعض قلیل الوجود افراد کے جو میں گمان کرتا ہوں کہ در پردہ کچھ ایسے بھی ہیں جو وحشیوں اور درندوں کی طرح بسر کرتے ہیں لیکن اس عاجز کو بوجہ اُس معرفت اور علم کے جو اس گورنمنٹ عالیہ کے حقوق کی نسبت مجھے حاصل ہے جس کو میں اپنے رسالہ **تحفہ قیصریہ** میں مفصل لکھ چکا ہوں وہ اعلیٰ درجہ کا

اخلاص اور محبت اور جوش اطاعت حضور ملکہ معظمہ اور اس کے معزز افسروں کی نسبت حاصل ہے جو میں ایسے الفاظ نہیں پاتا جن میں اس اخلاص کا اندازہ بیان کرسکوں ﴿۲﴾ اس سچی محبت اور اخلاص کی تحریک سے جشن شصت سالہ جوبلی کی تقریب پر میں نے ایک رسالہ حضرت قیصرہ ہند دام اقبالہا کے نام سے تالیف کر کے اور اس کا نام تحفہ قیصریہ رکھ کر جناب ممدوحہ کی خدمت میں بطور درویشانہ تحفہ کے ارسال کیا تھا اور مجھے قوی یقین تھا کہ اس کے جواب سے مجھے عزت دی جائے گی اور اُمید سے بڑھ کر میری سرافرازی کا موجب ہوگا۔ اور اس امید اور یقین کا موجب حضور قیصرہ ہند کے وہ اخلاق فاضلہ تھے جن کی تمام ممالک مشرقیہ میں دھوم ہے اور جو جناب ملکہ معظمہ کے وسیع ملک کی طرح وسعت اور کشادگی میں ایسے بے مثل ہیں جو ان کی نظیر دوسری جگہ تلاش کرنا خیال محال ہے مگر مجھے نہایت تعجب ہے کہ ایک کلمہ شاہانہ سے بھی میں ممنون نہیں کیا گیا اور میرا کانشنس ہرگز اِس بات کو قبول نہیں کرتا کہ وہ ہدیہ عاجزانہ یعنی رسالہ تحفہ قیصریہ حضور ملکہ معظمہ میں پیش ہوا ہو اور پھر میں اس کے جواب سے ممنون نہ کیا جاؤں۔ یقیناً کوئی اور باعث ہے جس میں جناب ملکہ معظمہ قیصرہ ہند دام اقبالہا کے ارادہ اور مرضی اور علم کو کچھ دخل نہیں۔ لہٰذا اس حسنِ ظن نے جو میں حضور ملکہ معظمہ دام اقبالہا کی خدمت میں رکھتا ہوں۔ دوبارہ مجھے مجبور کیا کہ میں اُس تحفہ یعنی رسالہ تحفہ قیصریہ کی طرف جناب ممدوحہ کو توجہ دلاؤں اور شاہانہ منظوری کے چند الفاظ سے خوشی حاصل کروں۔ اسی غرض سے یہ عریضہ روانہ کرتا ہوں۔ اور میں حضور عالی حضرت جناب قیصرہ ہند دام اقبالہا کی خدمت میں یہ چند الفاظ بیان کرنے کے لئے جرأت کرتا ہوں کہ میں پنجاب کے ایک معزز خاندان مغلیہ میں سے ہوں اور سکھوں

ستارہ قیصرہ صفحہ 1 تا 3 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 111 تا 113 از مرزا قادیانی	یہ حوالہ صفحہ 68 پر درج ہے

کے زمانہ سے پہلے میرے بزرگ ایک خودمختار ریاست کے والی تھے اور میرے پردادا صاحب **مرزا گل محمد** اس قدر دانا اور مدبر اور عالی ہمت اور نیک مزاج اور ملک داری کی خوبیوں سے موصوف تھے کہ جب دہلی کے چغتائی بادشاہوں کی سلطنت بباعث نالیاقتی اور عیاشی اور سستی اور کم ہمتی کے کمزور ہوگئی تو بعض وزراء اس کوشش میں لگے تھے کہ مرزا صاحب موصوف کو جو تمام شرائط بیدار مغزی اور رعایا پروری کے اپنے اندر رکھتے تھے اور خاندان شاہی میں سے تھے دہلی کے تخت پر بٹھایا جائے لیکن چونکہ چغتائی سلاطین کی قسمت اور عمر کا پیالہ لبریز ہو چکا تھا۔ اس لئے یہ تجویز عام منظوری میں نہ آئی اور ہم پر سکھوں کے عہد میں بہت سی سختیاں ہوئیں اور ہمارے بزرگ تمام دیہات ریاست سے بے دخل کر دیئے گئے اور ایک ساعت بھی امن کی نہیں گذرتی تھی اور انگریزی سلطنت کے قدم مبارک کے آنے سے پہلے ہی ہماری تمام ریاست خاک میں مل چکی تھی اور صرف پانچ گاؤں باقی رہ گئے تھے اور میرے والد صاحب مرزا غلام مرتضیٰ مرحوم جنہوں نے سکھوں کے عہد میں بڑے بڑے صدمات دیکھے تھے۔ انگریزی سلطنت کے آنے کے ایسے منتظر تھے جیسا کہ کوئی سخت پیاسا پانی کا منتظر ہوتا ہے۔ اور پھر جب گورنمنٹ انگریزی کا اس ملک پر دخل ہو گیا، تو وہ اس نعمت یعنی انگریزی حکومت کی قائمی سے ایسے خوش ہوئے کہ گویا ان کو ایک جواہرات کا خزانہ مل گیا اور وہ سرکار انگریزی کے بڑے خیرخواہ جان نثار تھے اسی وجہ سے انہوں نے ایام غدر ۱۸۵۷ء میں پچاس گھوڑے مع سواران بہم پہنچا کر سرکار انگریزی کو بطور مدد دیئے تھے۔ اور وہ بعد اس کے بھی ہمیشہ اس بات کے لئے مستعد رہے کہ اگر پھر بھی کسی وقت ان کی مدد کی ضرورت ہو تو بدل و جان اس گورنمنٹ کو مدد دیں۔ اور اگر ۵۷ء کے غدر کا کچھ اور بھی طول ہوتا تو وہ سو سوار تک اور بھی ﴿۳﴾

ستارہ قیصرہ صفحہ 1 تا 3 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 111 تا 113 از مرزا قادیانی | یہ حوالہ صفحہ 68 پر درج ہے

ایک ظلم عظیم ہے۔ میں ایک ایسے خاندان سے ہوں کہ جو اس گورنمنٹ کا پکا خیر خواہ ہے۔ میرا والد میرزا غلام مرتضٰی گورنمنٹ کی نظر میں ایک وفادار اور خیر خواہ آدمی تھا جن کو دربار گورنری میں کرسی ملتی تھی اور جن کا ذکر مسٹر گریفن صاحب کی تاریخ رئیسان پنجاب میں ہے اور ۱۸۵۷ء میں انہوں نے اپنی طاقت سے بڑھ کر سرکار انگریزی کو مدد دی تھی یعنی پچاس سوار اور گھوڑے بہم پہنچا کر عین زمانہ غدر کے وقت سرکار انگریزی کی امداد میں دیئے تھے۔ ان خدمات کی وجہ سے جو چٹھیاتِ خوشنودی حکام ان کو ملی تھیں۔ مجھے افسوس ہے کہ بہت سی ان میں سے گم ہوگئیں مگر تین چٹھیات جو مدت سے چھپ چکی ہیں ان کی نقلیں حاشیہ میں درج کی گئی ہیں☆۔ پھر میرے والد صاحب کی وفات

﴿۴﴾

نقل مراسلہ

(ولسن صاحب)

نمبر ۳۵۳

تہور پناہ شجاعت دستگاہ مرزا غلام مرتضٰی رئیس قادیان حفظہ

عریضہ شما مشعر بریاد دہانی خدمات و حقوق خود و خاندان خود بملاحظہ حضور اینجانب درآمد ماخوب میدانیم کہ بلاشک شما و خاندان شما از ابتدائے دخل وحکومت سرکار انگریزی جان نثار و وفا کیش ثابت قدم ماندہ اید۔ وحقوق شما دراصل قابل قدر اند۔ بہر نہج تسلی و تشفی دارید۔ سرکار انگریزی حقوق و

Translation of Certificate of J. M. Wilson

To,

Mirza Ghulam Murtaza Khan Chief of Qadian

I have persued your application reminding me of your and your family's past services and rights I am well aware that since the introduction of the British Govt. you and your family have certainly remained devoted faithful and steady subjects and that your rights are really worthy of regard. In every respect you may rest assured and satisfied that the

کتاب البریہ صفحہ 3 تا 6 مندرجہ روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 4 تا 6 از مرزا قادیانی | یہ حوالہ صفحہ 69 پر درج ہے

حوالہ نمبر 3

کے بعد میرا بڑا بھائی میرزا غلام قادر خدمات سرکاری میں مصروف رہا۔ اور جب تموں کے گذر پر مفسدوں کا سرکار انگریزی کی فوج سے مقابلہ ہوا تو وہ سرکار انگریزی کی طرف سے لڑائی

خدمات خاندان شما را ہرگز فراموش نہ خواہد کرد بموقعہ مناسب برحقوق و خدمات شما غور و توجہ کردہ خواہد شد۔ باید کہ ہمیشہ ہوا خواہ و جان نثار سرکار انگریزی بمانند کہ دریں امر خوشنودی سرکار و بہبودی شما متصور است۔ فقط

المرقوم ۱۱؍ جون ۱۸۴۹ء مقام لاہور انارکلی

British Govt. will never forget your family's rights and services which will receive due consideration when a favourable oppurtunity offers itself.

You must continue to be faithful and devoted objects as in it lies the satisfaction of the Govt. and your welfare.

11.6.1849 Lahore.

کتاب البریہ صفحہ 3 تا 6 مندرجہ روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 4 تا 6 از مرزا قادیانی | یہ حوالہ صفحہ 69 پر درج ہے

میں شریک تھا۔ پھر میں اپنے والد اور بھائی کی وفات کے بعد ایک گوشہ نشین آدمی تھا۔ تاہم ﴿۶﴾
سترہ برس سے سرکار انگریزی کی امداد اور تائید میں اپنی قلم سے کام لیتا ہوں۔ اس سترہ[۱۷]

نقل مراسلہ

(رابرٹ کسٹ صاحب بہادر کمشنر لاہور)

تہور و شجاعت دستگاہ مرزا غلام مرتضیٰ رئیس قادیان بعافیت باشند۔

از آنجا کہ ہنگام مفسدہ ہندوستان موقوعہ ۱۸۵۷ء از جانب آپ کے رفاقت و خیرخواہی و مدد دہی سرکار دولتمدار انگلشیہ در باب نگاہداشت سواران و بہم رسانی اسپان بخوبی بمنصہ ظہور پہنچی اور شروع مفسدہ سے آج تک آپ بدل ہوا خواہ سرکار رہے اور باعث خوشنودی سرکار ہوا لہٰذا بجلدوی اس خیرخواہی اور خیر سگالی کے خلعت مبلغ دو صد روپیہ کا سرکار سے آپ کو عطا ہوتا ہے اور حسب منشاء چٹھی صاحب چیف کمشنر بہادر نمبری ۵۷۶ مورخہ ۱۰ر اگست ۱۸۵۸ء پروانہ ہذا باظہار خوشنودی سرکار و نیکنامی و وفاداری بنام آپ کے لکھا جاتا ہے۔

مرقومہ تاریخ ۲۰ر ستمبر ۱۸۵۸ء

Translation of
Mr. Robert Cast's Certificate

To,
Mirza Ghulam Murtaza Khan,
Chief of Qadian.

As you rendered great help in enlisting sowars and supplying horses to Govt. in the mutiny of 1857 and maintained loyalty since its beginning upto date and thereby gained the favour of Govt. a *Khilat* worth Rs. 200/- is presented to you in recognition of good services, and as a reward for your loyalty. ﴿۶﴾

Moreover in accordance with the wishes of Chief Commissioner as conveyed in his no. 576 dt. 10th August 58. This parwana is addressed to you as a token of satisfaction of Govt. for your fidelity and repute.

کتاب البریہ صفحہ 3 تا 6 مندرجہ روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 4 تا 6 از مرزا قادیانی | یہ حوالہ صفحہ 69 پر درج ہے

﴿۱﴾

ضمیمہ نمبر ۳ منسلکہ کتاب تریاق القلوب

حضور گورنمنٹ عالیہ میں ایک عاجزانہ درخواست

جبکہ ہماری یہ محسن گورنمنٹ ہر ایک طبقہ اور درجہ کے انسانوں کی بلکہ غریب سے غریب اور عاجز سے عاجز خدا کے بندوں کی ہمدردی کر رہی ہے یہاں تک کہ اس ملک کے پرندوں اور چرندوں اور بے زبان مویشیوں کے بچاؤ کے لئے بھی اس کے عدل گستر قوانین موجود ہیں اور ہر ایک قوم اور فرقہ کو مساوی آنکھ سے دیکھ کر اُن کی حق رسی میں مشغول ہے تو اِس انصاف اور دادگستری اور عدل پسندی کی خصلت پر نظر کر کے یہ عاجز بھی اپنی ایک تکلیف کے رفع کے لئے حضور گورنمنٹ عالیہ میں یہ عاجزانہ عریضہ پیش کرتا ہے اور پہلے اس سے کہ اصل مقصود کو ظاہر کیا جائے اِس محسن اور قدر شناس گورنمنٹ کی خدمت میں اس قدر بیان کرنا بے محل نہ ہوگا کہ یہ عاجز گورنمنٹ کے اُس قدیم خیر خواہ خاندان میں سے ہے جس کی خیر خواہی کا گورنمنٹ

تریاق القلوب صفحہ 359 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 488,487 از مرزا قادیانی	یہ حوالہ صفحہ 70 پر درج ہے

کے عالی مرتبہ حکام نے اعتراف کیا ہے اور اپنی چٹھیوں سے گواہی دی ہے کہ وہ خاندان ابتدائی انگریزی عملداری سے آج تک خیر خواہی گورنمنٹ عالیہ میں برابر سرگرم رہا ہے۔ میرے والد مرحوم میرزا غلام مرتضیٰ اس محسن گورنمنٹ کے ایسے مشہور خیر خواہ اور دِلی جان نثار تھے کہ وہ تمام حکام جو اُن کے وقت میں اس ضلع میں آئے سب کے سب اِس بات کے گواہ ہیں کہ انہوں نے میرے والد موصوف کو ضرورت کے وقتوں میں گورنمنٹ کی خدمت کرنے میں کیسا پایا اور اِس بات کے بیان کرنے کی ضرورت نہیں کہ انہوں نے ۱۸۵۷ء کے مفسدہ کے وقت اپنی تھوڑی سی حیثیت کے ساتھ پچاس گھوڑے مع پچاس جوانوں کے اس محسن گورنمنٹ کی امداد کے لئے دیئے اور ہر وقت امداد اور خدمت کے لئے کمربستہ رہے یہاں تک کہ اس دنیا سے گذر گئے۔ والد مرحوم گورنمنٹ عالیہ کی نظر میں ایک معزز اور ہردلعزیز رئیس تھے جن کو دربار گورنری میں کرسی ملتی تھی اور وہ خاندان مغلیہ میں سے ایک تباہ شدہ ریاست کے بقیہ تھے جنہوں نے بہت سی مصیبتوں کے بعد گورنمنٹ انگریزی کے عہد میں آرام پایا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ وہ دل سے اِس گورنمنٹ سے پیار کرتے تھے اور اس گورنمنٹ کی خیر خواہی ایک میخ فولادی کی طرح اُن کے دل میں دھنس گئی تھی اُن کی وفات کے بعد مجھے خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح علیہ السلام کی طرح بالکل دنیا سے الگ کر کے اپنی طرف کھینچ لیا اور میں نے اُس کے فضل سے آسمانی مرتبت اور عزت کو اپنے لئے پسند کر لیا لیکن میں اِس بات کا فیصلہ نہیں کر سکتا کہ اِس گورنمنٹ محسنہ انگریزی کی خیر خواہی اور ہمدردی میں مجھے زیادتی ہے یا میرے والد مرحوم کو۔ بیس برس کی مدت سے میں اپنے دلی جوش سے ایسی کتابیں زبان فارسی اور عربی اور اردو اور انگریزی میں شائع کر رہا ہوں جن میں بار بار یہ لکھا گیا ہے کہ مسلمانوں کا فرض ہے جس کے ترک سے وہ خدا تعالیٰ کے گنہگار

تریاق القلوب صفحہ 359 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 487,488 از مرزا قادیانی	یہ حوالہ صفحہ 70 پر درج ہے

آراؤها فی أرض مقاصدها فتفری أدیمَ الأرضین، وکلُّ عقل عندها إلا
نہیں کر سکتی جس وقت گورنمنٹ اپنے راؤں کو مقاصد کی زمین میں دوڑاتی ہے تو وہ رائیں روئے زمین کو کاٹتی ہوئی چلی
عقل الدین. ونرجو أن یفتح اللّٰه علیها هذا الباب أیضا کما فتح أبوابا
جاتی ہیں اور ہر یک عقل بجز دینی عقل کے اس گورنمنٹ کو حاصل ہے اور ہم امید رکھتے ہیں کہ
أخری، واللّٰه أرحم الراحمین.
یہ دروازہ بھی اس پر کھل جائے اور خدا ارحم الراحمین ہے۔

ولا یخفی علٰی هٰذه الدولة المبارکة أنّا من خُدّامها ونُصحائها
اور گورنمنٹ پر پوشیدہ نہیں کہ ہم قدیم سے اس کی خدمت کرنے والے اور اس کے ناصح اور
ودواعی خیرها مِن قدیم، وجئناها فی کل وقت بقلب صمیم، وکان
خیر خواہوں میں سے ہیں اور ہر ایک وقت پر دلی عزم سے ہم حاضر ہوتے رہے ہیں اور
لأبی عندها زُلفٰی وخطاب التحسین. ولنا لدی هٰذه الدولة أیدی الخدمة
میرا باپ گورنمنٹ کے نزدیک صاحب مرتبہ اور قابل تحسین تھا اور اس سرکار میں ہماری خدمات نمایاں ہیں
ولا نظن أن تنساها فی حین. وکان والدی المیرزا غلام مرتضٰی ابن
اور میں گمان نہیں کرتا کہ یہ گورنمنٹ کبھی ان خدمات کو بھلا دے گی اور میرا والد میرزا غلام مرتضٰی ابن
میرزا عطاء محمد القادیانی من نُصحاء الدولة وذوی الخُلّة وعندها
میرزا عطا محمد رئیس قادیان اس گورنمنٹ کے خیر خواہوں اور مخلصوں میں سے تھا اور اس کے
من أرباب القُربة، وکان یُصدَّر علی تکرمة العزة، وکانت الدولة تعرفه
نزدیک صاحب مرتبہ تھا اور صدر نشین بالین عزت سمجھا گیا تھا اور یہ گورنمنٹ اس کو خوب
غایة المعرفة. وما کُنّا قطُّ من ذوی الظِّنّة، بل ثبت إخلاصنا فی أعین
پہچانتی تھی اور ہم پر کبھی کوئی بدگمانی نہیں ہوئی بلکہ ہمارا اخلاص تمام
الناس کلهم وانکشف علی الحاکمین، ولُتسطلع الدولةُ حکّامَها
لوگوں کی نظروں میں ثابت ہوگیا اور حکام پر کھل گیا۔ اور سرکار انگریزی اپنے ان حکام سے

نور الحق صفحہ 36، 37 مندرجہ روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 36، 37 از مرزا قادیانی | یہ حوالہ صفحہ 70 پر درج ہے

حوالہ نمبر 5

الـذين جاء ونا ولبثوا بيننا كيف عشنا أمام أعينهم وكيف سبقْنا فی كل
دریافت کر لیوے جو ہماری طرف آئے اور ہم میں رہے اور ہم نے ان کی آنکھوں کے سامنے کیسی زندگی بسر کی اور کس

خدمة مع السابقين.
طرح ہم ہر یک خدمت میں سبقت کرنے والوں کے گروہ میں رہے۔

ولا حاجة إلى تفصيل هذه الحقائق، فإن الدولة البريطانية
اور ان حقیقتوں کے مفصل بیان کرنے کی کچھ حاجت نہیں کیونکہ سرکار انگریزی ہمارے مراتب

مُطّلِعة على مراتب خلوصنا وشؤون خدماتنا والإعانات التی كانت
خلوص اور انواع خدمات پر اطلاع رکھتی ہے اور ان اعانتوں کو جانتی ہے جو وقتاً فوقتاً ہم سے

ترى منّا وقتًا بعد وقت وفى أيام فساد المفسدين. وتعلم الدولة أنّ أبى
ظہور میں آئیں خاص کر دہلی کے مفسدہ کے وقت میں۔ اور اس گورنمنٹ

كيف أمدّها فى حينِ محارباتٍ مشتدّةِ الهبوب وفتنٍ مشتطّةِ اللّهوب،
کو یہ معلوم ہے کہ میرے والد نے کیونکر اس کو ایسے وقت میں مدد دی کہ جب لڑائیوں کی ایک سخت

وأنه آتى الدولة خمسين خيلا مع الفوارس مددًا منه فى أيام المفسدة،
آندھی چل رہی تھی اور فتنے بھڑک رہے تھے اور حد سے تجاوز کر گئے تھے سو میرے والد نے اس مفسدہ

وسبَق السابقين فى إمدادات المال عند حلول الأهوال، مع أيام العُسر
کے دنوں میں پچاس گھوڑے معہ سوار اس گورنمنٹ کو امداد کے طور پر دیئے اور اپنی حیثیت کے لحاظ سے امداد

والإقلال، وذهابِ عهد الإمارات الآبائية وانقلاب الأحوال. فلينظر
میں سب سے بڑھ گیا باوجودیکہ وہ زمانہ تنگی اور ناداری کا زمانہ تھا اور آبائی ریاست کا دور ختم ہو کر گردش کے

من كان له نظر صحيح أو قلبٌ أمين.
دن آ گئے تھے پس جو شخص ایک نظر صحیح اور دل امین رکھتا ہے اس کو چاہیئے کہ سوچے؟

ولـم يزل كان أبى مشغوف الخدمات حتى شاخ وجاء وقت الوفاة
اور میرا باپ اسی طرح خدمات میں مشغول رہا یہاں تک کہ پیرانہ سالی تک پہنچ گیا اور سفر آخرت

نور الحق صفحہ 36،37 مندرجہ روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 36،37 از مرزا قادیانی	یہ حوالہ صفحہ 70 پر درج ہے

اگرچہ سب پر احسان ہے مگر میرے بزرگوں پر سب سے زیادہ احسان ہے کہ انہوں نے اس گورنمنٹ کے سایۂ دولت میں آکر ایک آتشی تنور سے خلاصی پائی اور خطرناک زندگی سے امن میں آ گئے۔ میرا باپ میرزا غلام مرتضٰی اس نواح میں ایک نیک نام رئیس تھا اور گورنمنٹ کے اعلیٰ افسروں نے پُر زور تحریروں کے ساتھ لکھا کہ وہ اس گورنمنٹ کا سچا مخلص اور وفادار ہے اور میرے والد صاحب کو دربار گورنری میں کرسی ملتی تھی اور ہمیشہ اعلیٰ حکام عزّت کی نگہ سے ان کو دیکھتے تھے اور اخلاق کریمانہ کی وجہ سے حکام ضلع اور قسمت کبھی کبھی ان کے مکان پر ملاقات کے لئے بھی آتے تھے کیونکہ انگریزی افسروں کی نظر میں وہ ایک وفادار رئیس تھے اور میں یقین رکھتا ہوں کہ گورنمنٹ ان کی اس خدمت کو کبھی نہیں بھولے گی کہ انہوں نے ۵۷ء کے ایک نازک وقت میں اپنی حیثیت سے بڑھ کر پچاس گھوڑے اپنی گرہ سے خرید کر اور پچاس سوار اپنے عزیزوں اور دوستوں میں سے مہیا کر کے گورنمنٹ کی امداد کے لئے دیئے تھے چنانچہ ان سواروں میں سے کئی عزیزوں نے ہندوستان میں مردانہ وار لڑائی مفسدوں سے کر کے اپنی جانیں دیں۔ اور میرا بھائی مرزا غلام قادر مرحوم تِمّوں کے پتن کی لڑائی میں شریک تھا اور بڑی جان فشانی سے مدد دی۔ غرض اسی طرح میرے ان بزرگوں نے اپنے خون سے اپنے مال سے اپنی جان سے اپنی متواتر خدمتوں سے اپنی وفاداری کو گورنمنٹ کی نظر میں ثابت کیا ہے۔ سوانہی خدمات کی وجہ سے میں یقین رکھتا ہوں کہ گورنمنٹ عالیہ ہمارے خاندان کو معمولی رعایا میں سے نہیں سمجھے گی اور اس کے اس حق کو کبھی ضائع نہیں کرے گی جو بڑے فتنہ کے وقت میں ثابت ہو چکا ہے۔ سرلیپل گریفن صاحب نے بھی اپنی کتاب تاریخ رئیسان پنجاب میں میرے والد صاحب اور میرے بھائی مرزا غلام قادر کا ذکر کیا ہے۔ اور میں ذیل میں اُن چند چٹھیات حکام بالا دست کو درج کرتا ہوں جن میں میرے والد صاحب اور میرے بھائی کی خدمات کا کچھ ذکر ہے۔

کشف الغطاء صفحہ 4، مندرجہ روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 180 از مرزا قادیانی | یہ حوالہ صفحہ 71 پر درج ہے

الـذين جاء ونا ولبثوا بيننا كيف عشنا أمام أعينهم وكيف سبقنا فی كل خدمة مع السابقين. ﴿۲۷﴾

دریافت کر لیوے جو ہماری طرف آئے اور ہم میں رہے اور ہم نے ان کی آنکھوں کے سامنے کیسی زندگی بسر کی اور کس طرح ہم ہر یک خدمت میں سبقت کرنے والوں کے گروہ میں رہے۔

ولا حـاجة إلـى تـفـصـيـل هـذه الـحقائق، فإن الدولة البريطانية مُطّلِعة على مراتب خلوصنا وشؤون خدماتنا والإعانات التى كانت ترى منّا وقتًا بعد وقت وفى أيام فساد المفسدين. وتعلم الدولة أنّ أبى كيف أمدّها فى حينِ محارباتٍ مشتدّةِ الهبوب وفتنٍ مشتطّةِ اللّهوب، وأنه آتى الدولة خمسين خيلا مع الفوارس مددًا منه فى أيام المفسدة، وسبَق السابقين فى إمدادات المال عند حلول الأهوال، مع أيام العُسر والإقلال، وذهـابِ عهـد الإمارات الآبائية وانقلاب الأحوال. فلينظر من كان له نظر صحيح أو قلبٌ أمين.

اور ان حقیقتوں کے مفصل بیان کرنے کی کچھ حاجت نہیں کیونکہ سرکار انگریزی ہمارے مراتب خلوص اور انواع خدمات پر اطلاع رکھتی ہے اور ان اعانتوں کو جانتی ہے جو وقتاً فوقتاً ہم سے ظہور میں آئیں خاص کر دہلی کے مفسدہ کے وقت میں۔ اور اس گورنمنٹ کو یہ معلوم ہے کہ میرے والد نے کیونکر اس کو ایسے وقت میں مدد دی کہ جب لڑائیوں کی ایک سخت آندھی چل رہی تھی اور فتنے بھڑک رہے تھے اور حد سے تجاوز کر گئے تھے سو میرے والد نے اس مفسدہ کے دنوں میں پچاس گھوڑے معہ سوار اس گورنمنٹ کو امداد کے طور پر دیئے اور اپنی حیثیت کے لحاظ سے امداد میں سب سے بڑھ گیا باوجودیکہ وہ زمانہ تنگی اور ناداری کا زمانہ تھا اور آبائی ریاست کا دور ختم ہو کر گردش کے دن آ گئے تھے پس جو شخص ایک نظر صحیح اور دل امین رکھتا ہے اس کو چاہیئے کہ سوچے؟

ولـم يزل كان أبى مشغوف الخدمات حتى شاخ وجاء وقت الوفاة

اور میرا باپ اسی طرح خدمات میں مشغول رہا یہاں تک کہ پیرانہ سالی تک پہنچ گیا اور سفر آخرت

نورالحق حصہ اوّل صفحہ 27، 28 مندرجہ روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 37، 38 از مرزا قادیانی	یہ حوالہ صفحہ 72 پر درج ہے

و وجب الارتحال، ولو قصدنا ذكر خدماته لضاق بنا المجال، وعجزنا
کا وقت آ گیا اور اگر ہم اس کی تمام خدمات لکھنا چاہیں تو اس جگہ سما نہ سکیں اور ہم لکھنے سے
عن التدوين. فالملخص أن أبي لم يزل كان شائِمَ برقِ الدولة، وقائمًا
عاجز رہ جائیں۔ پس خلاصہ کلام یہ ہے کہ میرا باپ سرکار انگریزی کے مراحم کا ہمیشہ امید وار رہا
على الخدمة عند الضرورة، حتى أعزّته الدولة بمكاتيب رضائها،
اور عند الضرورت خدمتیں بجالاتا رہا یہاں تک کہ سرکار انگریزی نے اپنی خوشنودی کی چٹھیات سے اس کو معزز
وخصّته في كل وقتٍ بعطائها، وأسمحت له بمواساتها، وتفضلت عليه
کیا اور ہر ایک وقت اپنے عطاؤں کے ساتھ اس کو خاص فرمایا اور اس کی غم خواری فرمائی اور اس کی رعایت رکھی
بمراعاتها، وحسبته من دواعي الخيّر ومن المخلصين. ثم إذا تُوفي أبي
اور اس کو اپنے خیر خواہوں اور مخلصوں میں سے سمجھا۔ پھر جب میرا باپ وفات پا گیا تب ان خصلتوں میں
فقام مقامه في هذه السِّيَر أخي الميرزا غلام قادر، وغمرته مواهب
اس کا قائم مقام میرا بھائی ہوا جس کا نام میرزا غلام قادر تھا اور سرکار انگریزی کی عنایات ایسی ہی اس کے
الدولة كما غمرت والدي، وتُوفي أخي بعد أبي في بضع سنين. ثم بعد
شامل حال ہو گئیں جیسی کہ میرے باپ کے شامل حال تھیں اور میرا بھائی چند سال بعد اپنے والد کے فوت ہو گیا
وفاتهما قفوتُ أثرهما واقتديتُ سِيَرَهما وذكرت عصرهما، ولكنى ما
پھر ان دونوں کی وفات کے بعد میں ان کے نقش قدم پر چلا اور ان کی سیرتوں کی پیروی کی اور ان کے زمانہ کو یاد کیا
كنت ذا خصب ونعمة وسعة وثروة ولا ذا أملاك وأرضين، بل تبتّلتُ
لیکن میں صاحب مال اور صاحب املاک نہیں تھا۔ بلکہ میں ان کی وفات کے
إلى الله بعد ارتحالهما ولحقتُ بقوم منقطعين. وجذبني ربّي إليه
بعد اللہ جلّ شانہٗ کی طرف جھک گیا اور ان میں جاملا جنہوں نے دنیا کا تعلق توڑ دیا۔ اور میرے رب نے اپنی طرف
وأحسن مثواى، وأسبغ عليّ من نعماء الدّين. وقادني مِن تدنّسات
مجھے کھینچ لیا اور مجھے نیک جگہ دی اور اپنی نعمتوں کو مجھ پر کامل کیا اور مجھے دنیا کی آلودگیوں اور مکروہات سے

نور الحق حصہ اوّل صفحہ 27، 28 مندرجہ روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 37، 38 از مرزا قادیانی	یہ حوالہ صفحہ 72 پر درج ہے

آ کر چارپائی پر بیٹھتے ہی جان کندن کا غرغرہ شروع ہوا۔ اُسی غرغرہ کی حالت میں اُنہوں نے مجھے کہا کہ دیکھا یہ کیا ہے اور پھر لیٹ گئے اور پہلے اس سے مجھے کبھی اِس بات کے دیکھنے کا اتفاق نہیں ہوا کہ کوئی شخص غرغرہ کے وقت میں بول سکے اور غرغرہ کی حالت میں صفائی اور استقامت سے کلام کر سکے۔ بعد اس کے عین اس وقت جب کہ آفتاب غروب ہوا وہ اس جہان فانی سے انتقال فرما گئے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن ۔ اور یہ اُن سب الہاموں سے پہلا الہام اور پہلی پیشگوئی تھی جو خدا نے مجھ پر ظاہر کی دو پہر کے وقت خدا نے مجھے اِس کی اطلاع دی کہ ایسا ہونے والا ہے اور غروب کے بعد یہ خبر پوری ہو گئی اور مجھے فخر کی جگہ ہے اور میں اِس بات کو فراموش نہیں کروں گا کہ میرے والد صاحب کی وفات کے وقت خدا تعالیٰ نے میری عزاپُرسی کی اور میرے والد کی وفات کی قسم کھائی جیسا کہ آسمان کی قسم کھائی۔ جن لوگوں میں شیطانی روح جوش زن ہے وہ تعجب کریں گے کہ ایسا کیونکر ہو سکتا ہے کہ خدا کسی کو اس قدر عظمت دے کہ اُس کے والد کی وفات کو ایک عظیم الشان صدمہ قرار دے کر اُس کی قسم کھاوے مگر میں پھر دوبارہ خدائے عزّوجلّ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہ واقعہ حق ہے اور وہ خدا ہی تھا جس نے عزاپُرسی کے طور پر مجھے خبر دی اور کہا کہ والسماء والطارق اور اسی کے موافق ظہور میں آیا۔ فالحمدللّٰہ علٰی ذالک۔

۲۲۔ بائیسواں نشان۔ یہ ہے کہ جیسا کہ میں ابھی لکھ چکا ہوں جب مجھے یہ خبر دی گئی کہ میرے والد صاحب آفتاب غروب ہونے کے بعد فوت ہو جائیں گے تو بموجب مقتضائے بشریت کے مجھے اِس خبر کے سننے سے درد پہنچا اور چونکہ ہماری معاش کے اکثر وجوہ اُنہیں کی زندگی سے وابستہ تھے اور وہ سرکار انگریزی کی طرف سے پنشن پاتے تھے اور نیز ایک رقم کثیر انعام کی پاتے تھے۔ جو اُن کی حیات سے مشروط تھی۔ اس لئے یہ خیال گذرا کہ اُن کی وفات کے بعد کیا ہوگا اور دل میں خوف پیدا ہوا کہ شائد تنگی اور تکلیف کے دن ہم پر آئیں گے اور یہ سارا خیال بجلی کی چمک کی طرح ایک سیکنڈ سے بھی کم عرصہ میں دل میں گذر گیا تب اُسی وقت غنودگی ہو کر یہ دوسرا الہام ہوا الیس اللّٰہ بکافٍ عبدہٗ یعنی کیا خدا اپنے بندہ کے لئے کافی نہیں ہے

یہ حوالہ صفحہ 73 پر درج ہے	حقیقۃ الوحی صفحہ 219 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 219 از مرزا قادیانی

(۲۲۳) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے مرزا سلطان احمد صاحب نے بواسطہ مولوی رحیم بخش صاحب ایم۔ اے۔ کہ دادا صاحب کا تکیہ کلام یہ بات کہ نہیں" تھا جو جلدی میں "ہے باکہ نہیں" سمجھا جاتا تھا۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ اسکے متعلق اور بھی کئی لوگوں سے سُنا گیا ہے۔

(۲۲۴) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے مرزا سلطان احمد صاحب نے بواسطہ مولوی رحیم بخش صاحب ایم۔ اے کہ ایک دفعہ قادیان میں ایک بغدادی مولوی آیا دادا صاحب نے اس کی بڑی خاطر و مدارات کی۔ اس مولوی نے دادا صاحب سے کہا۔ مرزا صاحب آپ نماز نہیں پڑھتے؟ دادا صاحب نے اپنی کمزوری کا اعتراف کیا۔ اور کہا کہ ہاں بیشک میری غلطی ہے مولوی صاحب نے پھر بار بار اصرار کے ساتھ کہا اور ہر دفعہ دادا صاحب یہی کہتے گئے کہ میرا قصور ہے۔ آخر مولوی نے کہا آپ نماز نہیں پڑھتے۔ اللہ آپ کو دوزخ میں ڈال دیگا۔ اسپر دادا صاحب کو جوش آگیا اور کہا "تمہیں کیا معلوم ہے کہ وہ مجھے کہاں ڈالیگا۔ مَیں اللہ تعالیٰ پر ایسا بدظن نہیں ہوں میری امید وسیع ہے۔ خدا فرماتا ہے لا تقنطوا من رحمۃ اللہ تم مایوس ہوگئے مَیں مایوس نہیں ہوں۔ اتنی بے اعتقادی مَیں تو نہیں کرتا" پھر کہا "اسوقت میری عمر ۷۵ سال کی ہے۔ آجتک خدا نے میری پیٹھ نہیں لگنے دی۔ تو کیا اب وہ مجھے دوزخ میں ڈال دیگا؟" خاکسار عرض کرتا ہے کہ پیٹھ لگنا پنجابی کا محاورہ ہے۔ جسکے معنی دشمن کے مقابلہ میں ذلیل و رسوا ہونیکے ہیں۔ حالانکہ ویسے مصائب تو دادا صاحب پر بہت آئے ہیں۔

(۲۲۵) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے والدہ صاحبہ نے کہ جب سے تمہاری دادی فوت ہوئیں۔ تمہارے دادا نے اندر زنانہ میں آنا چھوڑ دیا تھا۔ دن میں صرف ایک دفعہ تمہاری پھوپھی کو ملنے آتے تھے۔ اور پھوپھی کے فوت ہونیکے بعد تو بالکل نہیں آتے تھے۔ باہر مردانے میں رہتے تھے۔ (خاکسار عرض کرتا ہے کہ یہ روایت حضرت والدہ صاحبہ نے کسی اور سے سُنی ہوگی۔ کیونکہ یہ واقعہ حضرت اماں جان کے قادیان تشریف لانیسے پہلے زمانہ سے تعلق رکھتا ہے)

یہ حوالہ صفحہ 74 پر درج ہے	سیرت المہدی، جلد اوّل صفحہ 231 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی

تھی کہ وہ دل سے اس گورنمنٹ سے پیار کرتے تھے اور اس گورنمنٹ کی خیر خواہی ایک میخ فولادی کی طرح ان کے دل میں دھنس گئی تھی۔ اُن کی وفات کے بعد مجھے خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح علیہ السلام کی طرح بالکل دُنیا سے الگ کر کے اپنی طرف کھینچ لیا اور مَیں نے اس کے فضل سے آسمانی مرتبت اور عزت کو اپنے لیے پسند کر لیا۔ لیکن میں اس بات کا فیصلہ نہیں کر سکتا کہ اس گورنمنٹ محسنہ انگریزی کی خیر خواہی اور ہمدردی میں مجھے زیادتی ہے یا میرے والد مرحوم کو۔ بیس برس کی مدت سے مَیں اپنے دلی جوش سے ایسی کتابیں زبان فارسی اور عربی اور اردو اور انگریزی میں شائع کر رہا ہوں جن میں بار بار یہ لکھا گیا ہے کہ مسلمانوں پر یہ فرض ہے جس کے ترک سے وہ خدا تعالیٰ کے گنہگار ہوں گے کہ اس گورنمنٹ کے سچے خیر خواہ اور دلی جاں نثار ہو جائیں اور جہاد اور خونی مہدی کے انتظار وغیرہ بیہودہ خیالات سے جو قرآن شریف سے ہرگز ثابت نہیں ہو سکتے دست بردار ہو جائیں۔ اور اگر وہ اس غلطی کو چھوڑنا نہیں چاہتے تو کم سے کم یہ اُن کا فرض ہے کہ اس گورنمنٹ محسنہ کے ناشکر گذار نہ بنیں اور نمک حرامی سے خدا کے گنہگار نہ ٹھہریں کیونکہ یہ گورنمنٹ ہمارے مال اور خون اور عزت کی محافظ ہے اور اس کے مبارک قدم سے ہم جلتے ہوئے تنور میں سے نکالے گئے ہیں۔ یہ کتابیں ہیں جو مَیں نے اس ملک اور عرب اور شام اور فارس اور مصر وغیرہ ممالک میں شائع کی ہیں۔ چنانچہ شام کے ملک کے بعض عیسائی فاضلوں نے بھی میری کتابوں کے شائع ہونے کی گواہی دی ہے۔ اور میری بعض کتابوں کا ذکر کیا ہے[1]۔ اب میں اپنی گورنمنٹ محسنہ کی خدمت میں جرأت سے کہہ سکتا ہوں کہ یہ وہ بست سالہ میری خدمت ہے جس کی نظیر برٹش انڈیا میں ایک بھی اسلامی خاندان پیش نہیں کر سکتا۔

یہ بھی ظاہر ہے کہ اس قدر لمبے زمانہ تک کہ جو بیس برس کا زمانہ ہے۔ ایک مسلسل طور پر تعلیم مذکورہ بالا پر زور دیتے جانا کسی منافق اور خود غرض کا کام نہیں ہے بلکہ ایسے شخص کا کام ہے جس کے دل میں اس گورنمنٹ کی سچی خیر خواہی ہے۔ ہاں میں اس بات کا اقرار کرتا ہوں کہ مَیں نیک نیتی سے دوسرے مذاہب کے لوگوں سے مباحثات بھی کیا کرتا ہوں اور ایسا ہی پادریوں کے مقابل پر بھی مباحثات کی کتابیں شائع کرتا رہا ہوں۔ اور میں اس بات کا بھی اقراری ہوں کہ جبکہ بعض پادریوں اور عیسائی مشنریوں کی تحریر نہایت سخت ہو گئی اور

---

[1] خر بسطفور حیدہ نام ایک دمشق کا رہنے والا فاضل عیسائی اپنی کتاب خلاصۃ الادیان کے صفحہ چوالیس[۴۴] میں میری کتاب حمامۃ البشریٰ کا ذکر کرتا ہے اور حمامۃ البشریٰ میں سے چھ سطریں بطور نقل کے لکھتا ہے اور میری نسبت لکھتا ہے کہ یہ کتاب ایک ہندی فاضل کی ہے جو تمام ملک ہند میں مشہور ہے۔ دیکھو خلاصۃ الادیان وزبدۃ الادیان صفحہ ۴۴ چودھویں سطر سے اکیسویں سطر تک۔ منہ

مجموعہ اشتہارات جلد دوم، صفحہ 355 طبع جدید، از مرزا قادیانی | یہ حوالہ صفحہ 74 پر درج ہے

ہیں اور ایسی کتابوں کے چھاپنے اور شائع کرنے میں ہزارھا روپیہ خرچ کیا گیا۔ مگر بااین ہمہ میری طبیعت نے کبھی نہیں چاہا کہ ان متواتر خدمات کا اپنے حکام کے پاس ذکر بھی کروں کیونکہ میں نے کسی صلہ اور انعام کی خواہش سے نہیں بلکہ ایک حق بات کو ظاہر کرنا اپنا فرض سمجھا اور درحقیقت وجود سلطنت انگلشیہ خدا تعالےٰ کی طرف سے ہمارے لیے ایک نعمت تھی جو مدت دراز کی تکلیفات کے بعد ہم کو ملی اس لیے ہمارا فرض تھا کہ اُس نعمت کا بار بار اظہار کریں۔ ہمارا خاندان سکھوں کے ایام میں ایک سخت عذاب میں تھا اور نہ صرف یہی تھا کہ انہوں نے ظلم سے ہماری ریاست کو تباہ کیا اور ہمارے صدہا دیہات اپنے قبضہ میں کئے بلکہ ہماری اور تمام پنجاب کے مسلمانوں کی دینی آزادی کو بھی روک دیا ایک مسلمان کو بانگ نماز پر بھی مارے جانے کا اندیشہ تھا چہ جائیکہ اور رسوم عبادت آزادی سے بجالا سکتے۔ پس یہ اس گورنمنٹ محسنہ کا ہی احسان تھا کہ ہم نے اس جلتے ہوئے تنور سے خلاصی پائی اور خدا تعالےٰ نے ایک ابر رحمت کی طرح اس گورنمنٹ کو ہمارے آرام کے لیے بھیج دیا پھر کس قدر بد ذاتی ہوگی کہ ہم اس نعمت کا شکر بجا نہ لاویں۔ اس نعمت کی عظمت تو ہمارے دل اور جان اور رگ و ریشہ میں منقوش ہے اور ہمارے بزرگ ہمیشہ اس راہ میں اپنی جان دینے کے لیے طیار رہے۔ پھر نعوذ باللہ کیونکر ممکن ہے کہ ہم اپنے دلوں میں مفسدانہ ارادے رکھیں۔ ہمارے پاس تو وہ الفاظ نہیں جن کے ذریعہ سے ہم اس آرام اور راحت کا ذکر کر سکیں جو اس گورنمنٹ سے ہم کو حاصل ہوئی۔ ہماری تو یہی دُعا ہے کہ خدا اس گورنمنٹ مُحسنہ کو جزاء خیر دے اور اس سے نیکی کرے جیسا کہ اس نے ہم سے نیکی کی۔ یہی وجہ ہے کہ میرا باپ اور میرا بھائی اور خود مَیں بھی رُوح کے جوش سے اس بات میں مصروف رہے کہ اس گورنمنٹ کے فوائد اور احسانات کو عام لوگوں پر ظاہر کریں اور اس کی اطاعت کی فرضیت کو دلوں میں جمادیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ مَیں اٹھارہ برس سے ایسی کتابوں کی تالیف میں مشغول ہوں کہ جو مسلمانوں کے دلوں کو گورنمنٹ انگلشیہ کی محبت اور اطاعت کی طرف مائل کر رہے ہیں گو اکثر جاہل مولوی ہماری اس طرز اور رفتار اور ان خیالات سے سخت ناراض ہیں اور اندر ہی اندر جلتے اور دانت پیستے ہیں مگر مَیں جانتا ہوں کہ وہ اسلام کی اس اخلاقی تعلیم سے بھی بے خبر ہیں جس میں یہ لکھا ہے کہ جو شخص انسان کا شکر نہ کرے وہ خدا کا شکر بھی نہیں کرتا یعنی اپنے مُحسن کا شکر کرنا ایسا فرض ہے جیسا کہ خدا کا۔

یہ تو ہمارا عقیدہ ہے مگر افسوس کہ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ اس لمبے سلسلہ اٹھارہ برس کی تالیفات کو جن میں بہت سی پُرزور تقریریں اطاعت گورنمنٹ کے بارے میں ہیں کبھی ہماری گورنمنٹ محسنہ نے توجہ سے نہیں دیکھا اور کئی مرتبہ میں نے یاد دلایا مگر اُس کا اثر محسوس نہیں ہوا۔ لہٰذا مَیں پھر یاد دلاتا ہوں کہ مفصلہ ذیل کتابوں اور اشتہاروں کو توجہ سے دیکھا جاتے اور وہ مقامات پڑھے جائیں جن کے نمبر صفحات مَیں نے ذیل میں لکھ دیتے ہیں۔

قابلِ توجہ گورنمنٹ ہند

انا قرأنا فی جریدة سِوِل ملتری انه یشکومنّا فی حضرة الدّولة البرطانیة. ویظن کانّا اعداء هذه الدولة المبارکة. وینبّه الدولة علی سوء نیاتنا وشرعوا قبنا یحثّها علی ان تضیق علینا الحرّیة التی شملت طوائف الاقوام علی اختلاف مذاهبهم. وتبائن مشاربهم. وهذه هی الشیٔ الذی یثنی به علی الدولة بخصوصیّتها ومزیّتها علی دُول اخریٰ اعنی انّها اعطت نسبة المساوات کل مذهب فی نظر القانون. وما خصّ احدًا لیکون محل الظنون. وهذا امر لا نری نظیره فی زمن الاولین.

وقد کتبنا غیر مِرة انا نحن من خدام مصالح الدولة. وخادمیه من کمال الصدق والامانة وامتلأت قلوبنا شکرًا. وصدورنا اخلاصًا. بمارئینا منها من انواع الاحسان. والمنة والامتنان. وانا لسنا من قوم یعصون ولی النعمة. ویخفون فی قلوبهم امور الغش والخیانة. ویثیرون الفتن من خبث القریحة. بل نحن بفضل اللّٰه نشکر الدولة علی مننها. وندعوا اللّٰه ان ننجینا بها من شر الدنیا وفتنتها. وقد نجونا بها من البلایا والمحن. وانواع الخسران والفتن. ونعیش بالامن والعافیة تحت ظلها الظلیل. وحُفظنا من آفات الاشرار بعد له الدمیل. انها انارت سبلنا وسدت خللنا. وانا نری فی لیالیها آمنًا مارئینا فی نهارٍ قبل هذا الدولة. فما جزاء هذا الاحسان الا الشکر بخلوص النیة. و شکرهم شیٔ قد ملأبه روحنا. وجناننا وضمیر نا ولساننا. ولسنا کافری نعم المنعمین. ولنا علی هذا الدعوی براهین ساطعة. ودلائل قاطعة. وهی انا لانثنی علی الدولة من هذا الیوم فقط بل فی هذا نفدت اعمارنا. وذابت عظامنا. وعلیه توفت کبارنا. وکانوا عند الدولة من المکرمین وطالما قمنا للحمایة بخلوص القلب والمُهجة واشعنا الکتب فی حمایة اغراض الدولة الی بلاد الشام والروم وغیرها من الدیار البعیدة. وهذا امر لن تجد الدولة نظیرها فی غیرنا من المخلصین. فلا نعباء بمفتریات جریدة. ولا نخشی تحریر انامل مفسدة. ویا اسفا علی الذی یخوّف الدولة من غوائل عواقبنا. ویرغّبها فی تعاقبنا. الم یفکر انّنا ذریة آباء انفدوا اعمارهم فی خدمات هذه الدولة افنسیت الدولة مساعیهم بهذه السرعة. لِمَ لا تمنع الدولة اولئک الطغاة المفسدین عن نشر مثل تلک الاکاذیب. واشاعة هذا البهتان العجیب. فانها سم زعاف للذین لا یعرفون الحقیقة. ولا یفتشون الاصلیة. فکاد ان یصدقوها کالمخدوعین. انه یبکی علی حرّیّتنا ولا یری حرّیته التی تصول

انجام آتھم صفحہ 283 مندرجہ روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 283 از مرزا قادیانی | یہ حوالہ صفحہ 75 پر درج ہے

(۱۶۸)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

عریضہ بعالی خدمت گورنمنٹ عالیہ انگریزی

اس عریضہ میں پہلے یہ گذارش کرنا چاہتا ہوں کہ مَیں کون ہوں۔ سو مختصر عرض یہ ہے کہ مَیں اس نواح کے ایک رئیس اور سرکار انگریزی کے سچّے خیر خواہ کا بیٹا ہوں جن کا نام میرزا غلام مرتضیٰ تھا جن کا ذکر کتاب رئیسان پنجاب مسٹر گریفن میں موجود ہے۔ وہ گورنمنٹ کے وفادار خیر خواہ تھے جنہوں نے ۱۸۵۷ء میں پچاس گھوڑوں سے مع سواروں کے سرکار انگریزی کو مدد دی اور وہ اس ضلع میں ہر یک موقعہ مدد کے وقت سرکار انگریزی کو کام آتے رہے ہیں اور ہر یک مدد کے کام میں اپنی حیثیت کے موافق اس ضلع میں ان کا قدم سبقت رکھتا تھا۔ اور حکّامِ وقت اُن کو بڑے لطف اور مہربانی کی نظر سے دیکھتے تھے اور گورنر جنرل کے دربار میں ان کو کرسی ملتی تھی اور ۱۸۵۷ء کی خیرخواہی کے عوض سرکار انگریزی نے ان کو انعام بھی دیا تھا۔ تموّن کے گذر پر جو گورداسپورہ کے قریب واقع ہے۔ جب باغیوں کا عبور ہوا تو اُن مفسدوں کے مقابلہ میں جن لوگوں نے سپاہیانہ بہادری دکھلائی تھی اُن میں سے میرا حقیقی بھائی میرزا غلام قادر مرحوم تھا جس کو اس شجاعت پر خوشنودی مزاج کی حکّام کی طرف سے چٹھیاں ملی تھیں۔ اور مَیں بذات خود سترہ برس سے سرکار انگریزی کی ایک ایسی خدمت میں مشغول ہوں کہ درحقیقت وہ ایک ایسی خیر خواہی گورنمنٹ عالیہ کی مجھ سے ظہور میں آئی ہے کہ میرے بزرگوں سے زیادہ ہے اور وہ یہ کہ مَیں نے بیسیوں کتابیں عربی اور فارسی اور اُردو میں اس غرض سے تالیف کی ہیں کہ اس گورنمنٹ محسنہ سے ہرگز جہاد درست نہیں بلکہ سچے دل سے اطاعت کرنا ہر ایک مسلمان کا فرض ہے۔ چنانچہ مَیں نے یہ کتابیں بصرف زر کثیر چھاپ کر بلاد اسلام میں پہنچائی ہیں۔ اور مَیں جانتا ہوں کہ ان کتابوں کا بہت سا اثر اس مُلک پر بھی پڑا ہے۔ اور جو لوگ میرے ساتھ مریدی کا تعلق رکھتے ہیں۔ وہ ایک ایسی جماعت طیار

مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 67،66 طبع جدید، از مرزا قادیانی	یہ حوالہ صفحہ 75 پر درج ہے

٦٧

ہوتی جاتی ہے کہ جن کے دل اس گورنمنٹ کی سچی خیر خواہی سے لبالب ہیں۔ ان کی اخلاقی حالت اعلیٰ درجہ پر ہے اور میں خیال کرتا ہوں کہ وہ تمام اس ملک کے لیے بڑی برکت ہیں اور گورنمنٹ کے لیے دلی جان نثار۔

اب اس تمہید کے بعد میں اصل مطلب کو لکھتا ہوں۔ اور وہ یہ ہے کہ جب سے لیکھرام پشاوری جو آریہ صاحبوں کا ایک واعظ تھا۔ لاہور میں کسی کے ہاتھ سے قتل کیا گیا ہے۔ عجیب طرح پر آریوں اور ہندوؤں کا شور و غوغا عام مسلمانوں کی نسبت عموماً اور میری نسبت خصوصاً پھیل رہا ہے۔ اور بغیر کسی ثبوت کے کھلے کھلے طور پر قتل کی تہمتیں میری نسبت لگا رہے ہیں۔ اور اُن کی تیز تحریروں سے پایا جاتا ہے کہ وہ ایک ایسے حملہ کی طیاری کر رہے ہیں جو نہ صرف میرے لیے بلکہ عام مسلمانوں کے لیے اور گورنمنٹ کے انتظام کے لیے خطرناک ہے اور اخبارات اور خطوط سے معلوم ہوتا ہے کہ ان مفسدانہ ارادوں کے بانی مبانی صرف چند آدمی ہیں۔ جو لاہور اور گوجرانوالہ اور امرتسر اور بٹالہ اور چند دوسرے قصبوں کے باشندے ہیں۔ غالباً وہ اپنی تعداد میں پچاس سے زیادہ نہیں ہوں گے اور باقی لوگ درحقیقت انہیں سرغنوں کے افروختہ ہیں اور انہیں کی بھڑکائی ہوئی آگ کے شعلے ہیں۔ جس وقت میں خیال کرتا ہوں کہ ان دنوں میں یہ آریہ صاحبان عام مسلمانوں کو کیا کیا دھمکیاں دے رہے ہیں اور جیسا کہ اخبار رہبر ہند ۱۵ مارچ ۱۸۹۷ء میں افواہاً بیان کیا گیا ہے۔ پشاور کے سکھوں کی پلٹنوں کو کس طور سے اغوا کرنے کے لیے کوشش کی گئی ہے تو میں دیکھتا ہوں کہ اس وقت سرکار انگریزی کا بڑا فرض ہے کہ قبل اس کے جو اس ارادہ فساد کا کوئی خطرناک اشتعال پیدا ہو اپنی احسن تدبیر سے اس کو روک دے۔ گورنمنٹ کو یہ امید نہیں رکھنی چاہیئے کہ آریہ صاحبان اس وقت نرمی اور دلجوئی اور حکمت عملی کے نیک سلوک سے امن کے طالب ہو جائیں گے۔ بلکہ اس وقت سیاست مدنی کے قوانین کو پورے طور پر استعمال کرنا عین علاج ہے۔ یہ سوچنے کا مقام ہے کہ جبکہ آریہ صاحبوں میں ایک جھوٹے اور ناحق کے الزام پر جو مسلمانوں پر لگایا جاتا ہے اس قدر جوش پیدا ہو گیا ہے۔ پھر اگر یہ لوگ واقعی طور پر جیسا کہ دھمکیاں دیتے ہیں کسی نامی مسلمان کو قتل کر دیں گے یا قتل کا اقدام کریں گے تو اس جوش کا کیا حال ہو گا جو مسلمانوں میں ہندوؤں کے مقابل پر پیدا ہو سکتا ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ اب تک مسلمانوں نے بہت صبر کیا ہے۔ انہوں نے بہت سی گندی گالیاں اس فرقہ کی سُنیں اور اشتہار دیکھے مگر وہ چُپ رہے۔ لیکن آخر وہ بھی انسان ہیں۔ کیا تعجب کہ بہت دُکھائے جانے سے اُن میں بھی اشتعال پیدا ہو! پس کیا حفظ ماتقدم کے طور پر اس کا تدارک ضروری نہیں ہے؟!!

مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 67،66 طبع جدید، از مرزا قادیانی | یہ حوالہ صفحہ 75 پر درج ہے

کسی ذاتی غرض کے سبب سے جھوٹی مخبری پر کربستہ ہو جاتے ہیں۔ صرف یہ التماس ہے کہ سرکار دولتمدار ایسے خاندان کی نسبت جس کو پچاس برس کے متواتر تجربہ سے ایک وفادار جان نثار خاندان ثابت کر چکی ہے اور جس کی نسبت گورنمنٹ عالیہ کے معزز حکام نے ہمیشہ مستحکم رائے سے اپنی چٹھیات میں یہ گواہی دی ہے کہ وہ قدیم سے سرکار انگریزی کے پکے خیر خواہ اور خدمت گذار ہیں اس خود کاشتہ پودہ کی نسبت نہایت حزم اور احتیاط اور تحقیق اور توجہ سے کام لے اور اپنے ماتحت حکام کو اشارہ فرمائے کہ وہ بھی اس خاندان کی ثابت شدہ وفاداری اور اخلاص کا لحاظ رکھ کر مجھے اور میری جماعت کو ایک خاص عنایت اور مہربانی کی نظر سے دیکھیں۔ ہمارے خاندان نے سرکار انگریزی کی راہ میں اپنے خون بہانے اور جان دینے سے فرق نہیں کیا اور نہ اب فرق ہے۔ لہٰذا ہمارا حق ہے کہ ہم خدمات گذشتہ کے لحاظ سے سرکار دولتمدار کی پوری عنایات اور خصوصیت توجہ کی درخواست کریں تا ہر ایک شخص بیوجہ ہماری آبرو ریزی کے لیے دلیری نہ کر سکے۔ اب کسی قدر اپنی جماعت کے نام ذیل میں لکھتا ہوں۔

۱۔ خانصاحب نواب محمد علی خانصاحب رئیس مالیر کوٹلہ جنکے خاندان کی خدمات گورنمنٹ عالیہ کو معلوم ہیں۔

۲۔ مولوی سید محمد عسکری خانصاحب رئیس کڑا ضلع الہ آباد پنشنر ڈپٹی کلکٹر و نائب مدار المہام ریاست بھوپال جن کی نمایاں خدمات پر سرکار سے لقب عطا ہوا اور چٹھیات خوشنودی میں۔

۳۔ مرزا خدا بخش صاحب ایچ پی سابق مترجم چیف کورٹ پنجاب حال تحصیلدار علاقہ نواب محمد علی خاں صاحب ریاست مالیر کوٹلہ

۴ منشی نبی بخش صاحب سب ہیڈ دفتر اگزیمنیر ریلوے لاہور

۵۔ بابو عبد الرحمٰن صاحب کلرک دفتر لوکو محکمہ ریلوے لاہور

۶۔ مولوی سید تفضل حسین صاحب ڈپٹی کلکٹر علی گڑھ ضلع فرخ آباد

۷۔ میاں چراغدین صاحب پبلک ورکس ڈیپارٹمنٹ پنجاب و رئیس لاہور

۸۔ قاضی غلام مرتضیٰ صاحب پنشنر اکسٹرا اسسٹنٹ مظفر گڑھ

۹ منشی عبد العزیز صاحب ملازم محکمہ بندوبست ضلع گورداسپور

۱۰ ڈاکٹر سید منصب علی صاحب پنشنر الہ آباد

۱۱۔ منشی حمید الدین صاحب ملازم محکمہ پولیس ضلع لدھیانہ

۱۲۔ منشی تاجدین صاحب اکونٹنٹ محکمہ ریلوے لاہور

۱۳۔ بابو محمد صاحب ہیڈ کلرک دفتر سپرنٹنڈنگ انجنیئر محکمہ انہار انبالہ

۱۴۔ ڈاکٹر بوڑے خانصاحب ایل ایم ایس انچارج شفاخانہ قصور

۱۵۔ محمد افضل خانصاحب
۱۶۔ گامے خانصاحب
۱۷۔ امام بخش خانصاحب
} سواران رسالہ نمبر ۱۲ تر ب ۸ جو اب سرحدی خدمات پر مامور ہیں۔

مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 198 طبع جدید، از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 76 پر درج ہے

حوالہ نمبر 15

اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے اُترنے کے لئے جو زمانہ انجیل میں بیان فرمایا ہے یعنی یہ کہ وہ حضرت نوح کے زمانہ کی طرح امن اور آرام کا زمانہ ہوگا درحقیقت اسی مضمون پر سورۃ الزلزال جس کی تفسیر ابھی کی گئی ہے دلالت التزامی کے طور پر شہادت دے رہی ہے کیونکہ علوم وفنون کے پھیلنے اور انسانی عقول کی ترقیات کا زمانہ درحقیقت ایسا ہی چاہیئے جس میں غایت درجہ کا امن وآرام ہو کیونکہ لڑائیوں اور فسادوں اور خوف جان اور خلاف امن زمانہ میں ہرگز ممکن نہیں کہ لوگ عقلی وعملی امور میں ترقیات کرسکیں یہ باتیں تو کامل طور پر تبھی سوجھتی ہیں کہ جب کامل طور پر امن حاصل ہو۔

ہمارے علماء نے جو ظاہری طور پر اس سورۃ الزلزال کی یہ تفسیر کی ہے کہ درحقیقت

بقیہ حاشیہ

ہم لوگ ایسے ذلیل وخوار تھے کہ ایک گائے کا بچہ جو دو یا ڈیڑھ روپے کو آ سکتا ہے صدہا درجہ زیادہ ہماری نسبت بنظر عزت دیکھا جاتا تھا اور اس جانور کو ایک ادنیٰ خراش پہنچانے کی وجہ سے انسان کا خون کرنا مباح سمجھا گیا تھا صدہا آدمی ناکردہ گناہ صرف اس شک سے قتل کئے جاتے تھے کہ انہوں نے اس جانور کے ذبح کرنے کا ارادہ کیا ہے اور ظاہر ہے کہ ایسی جاہل ریاست کہ جو حیوان کے قتل کے عوض انسان کو قتل کر ڈالنا اپنا فرض سمجھتی تھی اس لائق نہیں تھی کہ خدائے تعالیٰ بہت عرصہ تک اس کو مہلت دیتا اس لئے خدائے تعالیٰ نے اس تنبیہ کی صورت کو مسلمانوں کے سر پر سے بہت جلد اُٹھا لیا اور ابر رحمت کی طرح ہمارے لئے انگریزی سلطنت کو دُور سے لایا اور وہ تلخی اور مرارت جو سکھوں کے عہد میں ہم نے اُٹھائی تھی گورنمنٹ برطانیہ کے زیر سایہ آ کر ہم سب بھول گئے۔ اور ہم پر اور ہماری ذرّیت پر یہ فرض ہو گیا کہ اس مبارک گورنمنٹ برطانیہ کے ہمیشہ شکر گذار رہیں۔ انگریزی سلطنت میں تین گاؤں تعلقداری اور ملکیت قادیان کا حصہ جدّی والد صاحب مرحوم کو ملے جو اب تک ہیں اور حراث کے لفظ کے مصداق کے لئے کافی ہیں۔ والد صاحب مرحوم اس ملک کے ممیز زمینداروں میں شمار کئے گئے تھے گورنری دربار میں اُن کو کرسی ملتی تھی۔ اور

ازالہ اوہام صفحہ 132 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 166 از مرزا قادیانی	یہ حوالہ صفحہ 77 پر درج ہے

اگر چہ سب پر احسان ہے مگر میرے بزرگوں پر سب سے زیادہ احسان ہے کہ انہوں نے اس گورنمنٹ کے سایۂ دولت میں آ کر ایک آتشی تنور سے خلاصی پائی اور خطرناک زندگی سے امن میں آ گئے ۔میرا باپ میرزا غلام مرتضیٰ اس نواح میں ایک نیک نام رئیس تھا اور گورنمنٹ کے اعلیٰ افسروں نے پُر زور تحریروں کے ساتھ لکھا کہ وہ اس گورنمنٹ کا سچا مخلص اور وفادار ہے اور میرے والد صاحب کو دربار گورنری میں کرسی ملتی تھی اور ہمیشہ اعلیٰ حکّام عزت کی نگہ سے ان کو دیکھتے تھے اور اخلاق کریمانہ کی وجہ سے حکام ضلع اور قسمت کبھی کبھی ان کے مکان پر ملاقات کے لئے بھی آتے تھے کیونکہ انگریزی افسروں کی نظر میں وہ ایک وفادار رئیس تھے اور میں یقین رکھتا ہوں کہ گورنمنٹ ان کی اس خدمت کو کبھی نہیں بھولے گی کہ انہوں نے ۵۷ء کے ایک نازک وقت میں اپنی حیثیت سے بڑھ کر پچاس گھوڑے اپنی گرہ سے خرید کر اور پچاس سوار اپنے عزیزوں اور دوستوں میں سے مہیا کر کے گورنمنٹ کی امداد کے لئے دیئے تھے چنانچہ ان سواروں میں سے کئی عزیزوں نے ہندوستان میں مردانہ وار لڑائی مفسدوں سے کر کے اپنی جانیں دیں۔اور میرا بھائی مرزا غلام قادر مرحوم تِمّوں کے پتن کی لڑائی میں شریک تھا اور بڑی جان فشانی سے مدد دی۔غرض اسی طرح میرے ان بزرگوں نے اپنے خون سے اپنے مال سے اپنی جان سے اپنی متواتر خدمتوں سے اپنی وفاداری کو گورنمنٹ کی نظر میں ثابت کیا ہے۔سوانہی خدمات کی وجہ سے میں یقین رکھتا ہوں کہ گورنمنٹ عالیہ ہمارے خاندان کو معمولی رعایا میں سے نہیں سمجھے گی اور اس کے اس حق کو کبھی ضائع نہیں کرے گی جو بڑے فتنہ کے وقت میں ثابت ہو چکا ہے۔سرلیپل گریفن صاحب نے بھی اپنی کتاب تاریخ رئیسان پنجاب میں میرے والد صاحب اور میرے بھائی مرزا غلام قادر کا ذکر کیا ہے۔ اور میں ذیل میں اُن چند چٹھیات حکام بالا دست کو درج کرتا ہوں جن میں میرے والد صاحب اور میرے بھائی کی خدمات کا کچھ ذکر ہے۔

کشف الغطاء صفحہ 4 تا 9 مندرجہ روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 180 تا 185 از مرزا قادیانی	یہ حوالہ صفحہ 78 پر درج ہے

نقل مراسلہ
(ولسن صاحب) نمبر ۳۵۳

تہور پناہ شجاعت دستگاہ مرزا غلام مرتضیٰ رئیس قادیان حفظۂ

عریضہ شما مشعر بر یاددہانی خدمات وحقوق خود وخاندانِ خود بملاحظہ حضور ایں جانب درآمد۔ ماخوب میدانیم کہ بلا شک شما وخاندان شما از ابتدائے دخل وحکومت سرکار انگریزی جان نثار ووفاکیش ثابت قدم ماندہ اید وحقوق شما دراصل قابلِ قدر اند۔ بہرنہج تسلی وتشفی دارید۔ سرکار انگریزی حقوق و خدمات خاندان شمارا ہرگز فراموش نہ خواہد کرد۔ بموقعہ مناسب برحقوق و خدمات شما غور و توجہ کردہ خواہد شد۔ باید کہ ہمیشہ ہوا خواہ و

Translation of certificate of
J. M. Wilson

To,
Mirza Ghulam Murtaza Khan
Chief of Qadian.

I have perused your application reminding me of your and your family's past services and rights. I am well aware that since the introduction of the British Govt you & your family have certainly remained devoted, faithful & steady subjects & that your rights are really worthy of regard. In every respect you may rest assured and satisfied that the British Govt will never forget your family's rights and services which will receive due consideration when a favourable opportunity offers itself. You must continue to be faithful and

جان نثار سرکار انگریزی بمانند کہ درایں امر خوشنودی سرکار و بہبودی شما متصور است۔

فقط

المرقوم ۱۱ر جون ۱۸۴۹ء

مقام لاہور انارکلی

devoted subjects as in it lies the satisfaction of the Govt. and your welfare.

11.6.1849 Lahore

نقل مراسلہ

(رابرٹ کسٹ صاحب بہادر کمشنر لاہور)

تہور و شجاعت دستگاہ مرزا غلام مرتضٰے رئیس قادیان بعافیت باشند

از آنجا کہ ہنگام مفسدہ ہندوستان موقوعہ ۱۸۵۷ء از جانب آپ کے رفاقت و خیر خواہی و مدد دہی سرکار دولتمدار انگلشیہ درباب نگاہداشت سواران و بہمرسانی

Transtation of Mr. Robert Cast's Cretificate

To,

Mriza Ghulam Murtaza Khan Chief of Qadian

As you rendered great help in enlisting sowars and supplying horses to Govt, in the mutiny of 1857 and maintained loyalty since its begining

اسپان بخوبی بمنصۂ ظہور پہنچی اور شروع مفسدہ سے آج تک آپ بدل ہوا خواہ سرکار رہے اور باعث خوشنودی سرکار ہوا۔ لہٰذا بجلدوے اس خیر خواہی اور خیر سگالی کے خلعت مبلغ دو صد روپیہ کا سرکار سے آپ کو عطا ہوتا ہے اور حسب منشاء چٹھی صاحب چیف کمشنر بہادر نمبری ۵۷۶ مورخہ ۱۰؍اگست ۱۸۵۸ء پروانہ ھٰذا باظہار خوشنودی سرکار و نیک نامی و وفاداری بنام آپ کے لکھا جاتا ہے۔

مرقومہ

تاریخ ۲۰؍ستمبر ۱۸۵۸ء

up to date and thereby gained the fovour of Govt, a khilat worth Rs.200/-is presented to you in recognition of good services and as a reward for your loyalty. Moreover in accordance with the wishes of chief commissioner as conveyed in his No.576.Dated.10th August 1858.This parwana is addressed to you as a token of satisfaction of Govt,for your fidelity and repute.

یہ حوالہ صفحہ 78 پر درج ہے	کشف الغطاء صفحہ 4 تا 9 مندرجہ روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 180 تا 185 از مرزا قادیانی

نقل مراسلہ

فنانشل کمشنر پنجاب

مشفق مہربان دوستان مرزا غلام قادر رئیس قادیان حفظہٗ

آپ کا خط ۲ ماہ حال کا لکھا ہوا ملاحظہ حضور اینجانب میں گذرا۔

مرزا غلام مرتضیٰ صاحب آپ کے والد کی وفات سے ہم کو بہت افسوس ہوا۔ مرزا غلام مرتضیٰ سرکار انگریزی کا اچھا خیر خواہ اور وفادار رئیس تھا۔

ہم آپ کی خاندانی لحاظ سے اسی طرح عزت کریں گے جس طرح تمہارے باپ وفادار کی کی جاتی تھی۔ ہم کو کسی اچھے موقعہ کے نکلنے پر تمہارے خاندان کی بہتری اور پابجائی کا خیال رہے گا۔

Translation of Sir Robert Egerton

Financial Commr's:

Murasala Dated.29 June 1876

My dear friend

Ghulam Qadir,

I have perused your letter of the 2nd instant & deeply regret the death of your father Mirza Ghulam Murtaza who was a great well wisher and faithful chief of Govt.

In consideration of your family services.I will esteem you with the same respect as that bestowed on your loyal father. I will keep in mind the restoration and welfare of your family when a favourable opportunity occurs.

کشف الغطاء صفحہ 4 تا 9 مندرجہ روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 180 تا 185 از مرزا قادیانی | یہ حوالہ صفحہ 78 پر درج ہے

	الرقوم ۲۹ر جون ۱۸۷۶ء الراقم سر رابرٹ ایجرٹن صاحب بہادر فنانشل کمشنر پنجاب

یہ تو میرے باپ اور میرے بھائی کا حال ہے اور چونکہ میری زندگی فقیرانہ اور درویشانہ طور پر ہے اس لئے میں اسی درویشانہ طرز سے گورنمنٹ انگریزی کی خیر خواہی اور امداد میں مشغول رہا ہوں۔ قریباً انیس 19 برس سے ایسی کتابوں کے شائع کرنے میں مَیں نے اپنا وقت بسر کیا ہے جن میں یہ ذکر ہے کہ مسلمانوں کو سچے دل سے اس گورنمنٹ کی خدمت کرنی چاہیے اور اپنی فرمانبرداری اور وفاداری کو دوسری قوموں سے بڑھ کر دکھلانا چاہیے اور میں نے اسی غرض سے بعض کتابیں عربی زبان میں لکھیں اور بعض فارسی زبان میں اور ان کو دور دور ملکوں تک شائع کیا۔ اور اُن سب میں مسلمانوں کو بار بار تاکید کی اور معقول وجوہ سے ان کو اس طرف جھکایا کہ وہ گورنمنٹ کی اطاعت بدل و جان اختیار کریں اور یہ کتابیں عرب اور بلاد شام اور کابل اور بخارا میں پہنچائی گئیں۔ اگرچہ میں سنتا ہوں کہ بعض نادان مولویوں نے ان کے دیکھنے سے مجھے کافر قرار دیا ہے اور میری تحریروں کو اس بات کا ایک نتیجہ ٹھہرایا ہے کہ گویا مجھے سلطنت انگریزی سے ایک اندرونی اور خفیہ تعلق ہے اور گویا میں ان تحریروں کے عوض میں گورنمنٹ سے کوئی انعام پاتا ہوں لیکن مجھے یقیناً معلوم ہوا ہے کہ بعض دانشمندوں کے دلوں پر ان تحریروں کا نہایت نیک اثر ہوا ہے اور انہوں نے ان وحشیانہ عقائد سے توبہ کی ہے جن میں وہ برخلاف اغراض اس گورنمنٹ کے مبتلا تھے۔ ان نیک تاثیرات کے لئے میری مذہبی تحریریں جو پادریوں کے مخالف تھیں بڑی محرک ہوئی ہیں ورنہ جس زور کے ساتھ میں نے مسلمانوں کو اس گورنمنٹ کی اطاعت کے لئے بلایا ہے اور جابجا سرحدی نادان ملاؤں کو جو ناحق آئے دن فتنہ انگیزی کرتے اور افغانوں کو مخالفت کے لئے ابھارتے ہیں سرزنش کی ہے یہ

﴿۳﴾ ﴿۴﴾ ﴿۵﴾ ﴿۶﴾

کشف الغطاء صفحہ 4 تا 9 مندرجہ روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 180 تا 185 از مرزا قادیانی | یہ حوالہ صفحہ 78 پر درج ہے

میں شریک تھا۔ پھر میں اپنے والد اور بھائی کی وفات کے بعد ایک گوشہ نشین آدمی تھا۔ تاہم سترہ برس سے سرکار انگریزی کی امداد اور تائید میں اپنی قلم سے کام لیتا ہوں۔ اس سترہ [۱۷]

نقل مراسلہ

(رابرٹ کسٹ صاحب بہادر کمشنر لاہور)

تہور و شجاعت دستگاہ مرزا غلام مرتضیٰ رئیس قادیان بعافیت باشند۔

ازآنجا کہ ہنگام مفسدہ ہندوستان موقوعہ ۱۸۵۷ء از جانب آپ کے رفاقت و خیرخواہی و مدد دہی سرکار دولتمدار انگلشیہ در باب نگاہداشت سواران و بہم رسانی اسپان بخوبی بمنصہ ظہور پہنچی اور شروع مفسدہ سے آج تک آپ بدل ہوا خواہ سرکار رہے اور باعث خوشنودی سرکار ہوا لہٰذا بجلد وی اس خیرخواہی اور خیر سگالی کے خلعت مبلغ دوصد روپیہ کا سرکار سے آپ کو عطا ہوتا ہے اور حسب منشاء چٹھی صاحب چیف کمشنر بہادر نمبری ۵۷۶ مورخہ ۱۰ر اگست ۱۸۵۸ء پروانہ ہذا باظہار خوشنودی سرکار و نیکنامی و وفاداری بنام آپ کے لکھا جاتا ہے۔

مرقومہ تاریخ ۲۰ر ستمبر ۱۸۵۸ء

Translation of
Mr. Robert Cast's Certificate

To,
Mirza Ghulam Murtaza Khan,
Chief of Qadian.

As you rendered great help in enlisting sowars and supplying horses to Govt. in the mutiny of 1857 and maintained loyalty since its beginning upto date and thereby gained the favour of Govt. a *Khilat* worth Rs. 200/- is presented to you in recognition of good services, and as a reward for your loyalty.

Moreover in accordance with the wishes of Chief Commissioner as conveyed in his no. 576 dt. 10th August 58. This parwana is addressed to you as a token of satisfaction of Govt. for your fidelity and repute.

برس کی مدت میں جس قدر میں نے کتابیں تالیف کیں ان سب میں سرکار انگریزی کی اطاعت اور ہمدردی کے لئے لوگوں کو ترغیب دی اور جہاد کی ممانعت کے بارے میں نہایت مؤثر تقریریں لکھیں۔اور پھر میں نے قرین مصلحت سمجھ کر اسی امر ممانعت جہاد کو عام ملکوں میں پھیلانے کے لئے عربی اور فارسی میں کتابیں تالیف کیں جن کی چھپوائی اور اشاعت پر ہزار ہا روپیہ

نقل مراسلہ

فنانشل کمشنر پنجاب

مشفق مہربان دوستان مرزا غلام قادر رئیس قادیان حفظہ۔

آپ کا خط ۲۔ ماہ حال کا لکھا ہوا ملاحظہ حضور اینجانب میں گذرا مرزا غلام مرتضٰی صاحب آپ کے والد کی وفات سے ہم کو بہت افسوس ہوا مرزا غلام مرتضٰی سرکار انگریزی کا اچھا خیر خواہ اور وفادار رئیس تھا۔

ہم آپ کی خاندانی لحاظ سے اسی طرح پر عزت کریں گے جس طرح تمہارے باپ وفاداری کی جاتی تھی ہم کو کسی اچھے موقعہ کے نکلنے پر تمہارے خاندان کی بہتری اور پابجائی کا خیال رہیگا۔

المرقوم ۲۹ جون ۱۸۷۶ء الراقم سر رابرٹ ایجرٹن صاحب بہادر فنانشل کمشنر پنجاب

Translation of Sir Robert Egerton Financial Commr's;

Murasala dt. 29 June 1876

My dear friend Ghulam Qadir

I have persued your letter of the 2nd instant and deeply regret the death of your father Mirza Ghulam Murtza who was a great well wisher and faithful Chief of Govt.

In consideration of your family services I will esteem you with the same respect as that bestowed on your loyal father. I will keep in mind the restoration and wellfare of your family when a favourable opportunity occurs.

کتاب البریہ صفحہ 5 تا 8 مندرجہ روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 6 تا 9 از مرزا قادیانی | یہ حوالہ صفحہ 81 پر درج ہے

خرچ ہوئے اور وہ تمام کتابیں عرب اور بلاد شام اور روم اور مصر اور بغداد اور افغانستان میں شائع کی گئیں۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ کسی نہ کسی وقت ان کا اثر ہوگا۔ کیا اس قدر بڑی کارروائی اور اس قدر دور دراز مدت تک ایسے انسان سے ممکن ہے جو دل میں بغاوت کا ارادہ رکھتا ہو؟ پھر میں پوچھتا ہوں کہ جو کچھ میں نے سرکار انگریزی کی امداد اور حفظ امن اور جہادی خیالات کے روکنے کے لئے برابر سترہ سال تک پورے جوش سے پوری استقامت سے کام لیا۔ کیا اس کام کی اور اس خدمت نمایاں کی اور اس مدت دراز کی دوسرے مسلمانوں میں جو میرے مخالف ہیں کوئی نظیر ہے؟ اگر میں نے یہ اشاعت گورنمنٹ انگریزی کی سچی خیر خواہی سے نہیں کی تو مجھے ایسی کتابیں عرب اور بلاد شام اور روم وغیرہ بلاد اسلامیہ میں شائع کرنے سے کس انعام کی توقع تھی؟ یہ سلسلہ ایک دو دن کا نہیں بلکہ برابر سترہ سال کا ہے اور اپنی کتابوں اور رسالوں کے جن مقامات میں مَیں نے یہ تحریریں لکھیں ہیں ان کتابوں کے نام معہ ان کے نمبر صفحوں کے یہ ہیں۔ جن میں سرکار انگریزی کی خیر خواہی اور اطاعت کا ذکر ہے۔

نمبر	نام کتاب	تاریخ طبع	نمبر صفحہ
۱	براہین احمدیہ حصہ سوم	۱۸۸۲ء	الف سے ب تک (شروع کتاب)
۲	براہین احمدیہ حصہ چہارم	۱۸۸۴ء	الف سے د تک ایضاً
۳	آریہ دھرم (نوٹس) در بارہ توسیع دفعہ ۲۹۸	۲۲ر ستمبر ۱۸۹۵ء	۵۷ سے ۶۴ تک آخر کتاب
۴	التماس شامل آریہ دھرم ایضاً	۲۲ر ستمبر ۱۸۹۵ء	۱ سے ۴ تک آخر کتاب
۵	درخواست شامل آریہ دھرم ایضاً	۲۲ر ستمبر ۱۸۹۵ء	۶۹ سے ۷۲ تک آخر کتاب
۶	خط در بارہ توسیع دفعہ ۲۹۸	۲۱ر اکتوبر ۱۸۹۵ء	۱ سے ۸ تک
۷	آئینہ کمالات اسلام	فروری ۱۸۹۳ء	۱۷ سے ۲۰ تک اور ۵۱۱ سے ۵۲۸ تک
۸	نور الحق حصہ اوّل (اعلان)	۱۳۱۱ھ	۲۳ سے ۵۴ تک

﴿۸﴾

کتاب البریہ صفحہ 5 تا 8 مندرجہ روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 6 تا 9 از مرزا قادیانی — یہ حوالہ صفحہ 81 پر درج ہے

۹	شہادۃ القرآن (گورنمنٹ کی توجہ کے لائق)	۲۲؍ستمبر ۱۸۹۳ء	الف سے ع تک آخر کتاب
۱۰	نور الحق حصہ دوم	۱۳۱۱ھ	۴۹ سے ۵۰ تک
۱۱	سر الخلافہ	۱۳۱۲ھ	۷۱ سے ۷۳ تک
۱۲	اتمام الحجہ	۱۳۱۱ھ	۲۵ سے ۲۷ تک
۱۳	حمامة البشریٰ	۱۳۱۱ھ	۳۹ سے ۴۲ تک
۱۴	تحفہ قیصریہ	۲۵؍مئی ۱۸۹۷ء	تمام کتاب
۱۵	ست بچن	نومبر ۱۸۹۵ء	۱۵۳ سے ۱۵۴ تک اور ٹائٹل پیج
۱۶	انجام آتھم	جنوری ۱۸۹۷ء	۲۸۳ سے ۲۸۴ تک آخر کتاب
۱۷	سراج منیر	مئی ۱۸۹۷ء	صفحہ ۷۴
۱۸	تکمیل تبلیغ معہ شرائط بیعت	۱۲؍جنوری ۱۸۸۹ء	صفحہ ۴ حاشیہ اور صفحہ ۶ شرط چہارم
۱۹	اشتہار قابل توجہ گورنمنٹ اور عام اطلاع کیلئے	۲۷؍فروری ۱۸۹۵ء	تمام اشتہار یک طرفہ
۲۰	اشتہار درباره سفیر سلطان روم	۲۴؍مئی ۱۸۹۷ء	ا سے ۳ تک
۲۱	اشتہار جلسہ احباب برجشن جوبلی بمقام قادیان	۲۳؍جون ۱۸۹۷ء	ا سے ۴ تک
۲۲	اشتہار جلسہ شکریہ جشن جوبلی حضرت قیصرہ دام ظلہا	۷؍جون ۱۸۹۷ء	تمام اشتہار یک ورق
۲۳	اشتہار متعلق بزرگ	۲۵؍جون ۱۸۹۷ء	صفحہ ۱۰
۲۴	اشتہار لائق توجہ گورنمنٹ معہ ترجمہ انگریزی	۱۰؍دسمبر ۱۸۹۴ء	تمام اشتہار ا سے ۷ تک

اور حال میں جب حسین کامی سفیر روم قادیان میں میری ملاقات کے لئے آیا اور اس نے مجھے اپنی گورنمنٹ کے اغراض سے مخالف پا کر ایک سخت مخالفت ظاہر کی وہ تمام حال بھی میں نے اپنے اشتہار مورخہ ۲۴؍مئی ۱۸۹۷ء میں شائع کر دیا ہے وہی اشتہار تھا جس کی وجہ سے بعض مسلمان اڈیٹروں نے بڑی مخالفت ظاہر کی اور بڑے جوش میں آ کر مجھ کو

کتاب البریہ صفحہ 5 تا 8 مندرجہ روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 6 تا 9 از مرزا قادیانی | یہ حوالہ صفحہ 81 پر درج ہے

عربوں کو مکہ اور مدینہ کی طرف بھیجا اور بعض بلاد فارس کی طرف بھیجے گئے اور اسی طرح مصر میں بھی کتابیں بھیجیں۔ اور یہ ہزارہا روپیہ کا خرچ تھا جو محض نیک نیتی سے کیا گیا۔

شاید اس جگہ ایک نادان سوال کرے گا کہ اس قدر خیر خواہی غیر ممکن ہے کہ ہزارہا روپیہ اپنی گرہ سے خرچ کرکے اس گورنمنٹ کی خوبیوں کو تمام ملکوں میں پھیلایا جاوے۔ لیکن ایک عقلمند جانتا ہے کہ احسان ایک ایسی چیز ہے کہ جب ایک شریف اور ایمان دار آدمی اس سے تمتع اٹھاتا ہے تو بالطبع اس میں عشق اور محبت کے رنگ میں ایک جوش پیدا ہوتا ہے کہ تا اس احسان کا معاوضہ دے۔ ہاں کمینہ آدمی اس طرف التفات نہیں کرتا۔ پس مجھے طبعی جوش نے ان کارروائیوں کے لیے مجبور کیا۔ مجھے افسوس ہے کہ اگر سول ملٹری گزٹ کے ایڈیٹر کو ان واقعات کی کچھ بھی اطلاع ہوتی تو وہ ایسی تحریر جو انصاف اور سچائی کے برخلاف ہے ہرگز شائع نہ کرتا۔

میرے اس دعویٰ پر کہ میں گورنمنٹ برطانیہ کا سچا خیر خواہ ہوں دو ایسے شاہد ہیں کہ اگر سول ملٹری جیسا لاکھ پرچہ بھی ان کے مقابلہ پر کھڑا ہو تب بھی وہ دروغگو ثابت ہوگا۔ (اوّل) یہ کہ علاوہ اپنے والد مرحوم کی خدمت کے میں سولہ برس سے برابر اپنی تالیفات میں اس بات پر زور دے رہا ہوں کہ مسلمانانِ ہند پر اطاعت گورنمنٹ برطانیہ فرض اور جہاد حرام ہے۔

۲۔ دوسری یہ کہ میں نے کئی کتابیں عربی فارسی تالیف کرکے غیر ملکوں میں بھیجی ہیں جن میں برابر یہی تاکید اور یہی مضمون ہے۔ پس اگر کوئی نااندیش یہ خیال کرے کہ سولہ برس کی کارروائی میری کسی نفاق پر مبنی ہے تو اس بات کا اس کے پاس کیا جواب ہے کہ جو کتابیں عربی و فارسی روم اور شام اور مصر اور مکہ اور مدینہ وغیرہ ممالک میں بھیجی گئیں اور ان میں نہایت تاکید سے گورنمنٹ انگریزی کی خوبیاں بیان کی گئی ہیں وہ کارروائی کیونکر نفاق پر محمول ہو سکتی ہے۔ کیا ان ملکوں کے باشندوں سے بجز کافر کہنے کے کسی اور انعام کی توقع تھی۔ کیا سول ملٹری گزٹ کے پاس کسی ایسی خیر خواہ گورنمنٹ کی کوئی اور بھی نظیر ہے؟ اگر ہے تو پیش کریں۔ لیکن میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ جس قدر میں نے کارروائی گورنمنٹ کی خیر خواہی کے لیے کی ہے اس کی نظیر نہیں ملے گی۔ ہاں یہ سچ ہے کہ عیسائی مذہب کو میں اس کی موجودہ صورت کے لحاظ سے ہرگز صحیح نہیں سمجھتا کوئی انسان کیسا ہی برگزیدہ ہو اس کو ہم کسی طرح خدا نہیں کہہ سکتے۔ بلاشبہ وہ تعلیم جو انسان کو سچی توحید سکھاتی اور حقیقی خدا کی طرف رجوع دیتی ہے وہ قرآن کریم میں پائی جاتی ہے۔ قرآن بڑی سلوکی سے اسی خدا کو خدا قرار دیتا ہے جو قدیم سے اور ازل سے قانون قدرت کے آئینہ میں نظر آتا رہا ہے اور آرہا ہے پس جس مذہب کی خدا دانی ہی غلط ہے اس مذہب سے عقلمند کو پرہیز کرنا چاہیے۔ جو لوگ نفسانی ہستی سے فنا ہو گئے ان کو ہم کہہ سکتے ہیں کہ وہ خدا سے ہی نکلے ہیں کیونکہ انہوں نے خدا میں ہو کر ایک نئی اور

تھی کہ وہ دل سے اس گورنمنٹ سے پیار کرتے تھے اور اس گورنمنٹ کی خیر خواہی ایک میخ فولادی کی طرح ان کے دل میں دھنس گئی تھی۔ اُن کی وفات کے بعد مجھے خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح علیہ السلام کی طرح بالکل دُنیا سے الگ کرکے اپنی طرف کھینچ لیا اور مَیں نے اس کے فضل سے آسمانی مرتبت اور عزت کو اپنے لیے پسند کر لیا۔ لیکن مَیں اس بات کا فیصلہ نہیں کر سکتا کہ اس گورنمنٹ محسنہ انگریزی کی خیر خواہی اور ہمدردی میں مجھے زیادتی ہے یا میرے والد مرحوم کو۔ بیس برس کی مدت سے مَیں اپنے دلی جوش سے ایسی کتابیں زبان فارسی اور عربی اور اردو اور انگریزی میں شائع کر رہا ہوں جن میں بار بار یہ لکھا گیا ہے کہ مسلمانوں پر یہ فرض ہے جس کے ترک سے وہ خدا تعالیٰ کے گنہگار ہوں گے کہ اس گورنمنٹ کے سچے خیر خواہ اور دلی جان نثار ہو جائیں اور جہاد اور خونی مہدی کے انتظار وغیرہ بیہودہ خیالات سے جو قرآن شریف سے ہرگز ثابت نہیں ہو سکتے دست بردار ہو جائیں۔ اور اگر وہ اس غلطی کو چھوڑنا نہیں چاہتے تو کم سے کم یہ اُن کا فرض ہے کہ اس گورنمنٹ محسنہ کے ناشکر گذار نہ بنیں اور نمک حرامی سے خدا کے گنہگار نہ ٹھہریں کیونکہ یہ گورنمنٹ ہمارے مال اور خون اور عزت کی محافظ ہے اور اس کے مبارک قدم سے ہم جلتے ہوئے تنور میں سے نکالے گئے ہیں۔ یہ کتابیں ہیں جو مَیں نے اس ملک اور عرب اور شام اور فارس اور مصر وغیرہ ممالک میں شائع کی ہیں۔ چنانچہ شام کے ملک کے بعض عیسائی فاضلوں نے بھی میری کتابوں کے شائع ہونے کی گواہی دی ہے۔ اور میری بعض کتابوں کا ذکر کیا ہے[1]۔ اب میں اپنی گورنمنٹ محسنہ کی خدمت میں جرأت سے کہہ سکتا ہوں کہ یہ وہ بست سالہ میری خدمت ہے جس کی نظیر برٹش انڈیا میں ایک بھی اسلامی خاندان پیش نہیں کر سکتا۔

یہ بھی ظاہر ہے کہ اس قدر لمبے زمانہ تک کہ جو بیس برس کا زمانہ ہے۔ ایک مسلسل طور پر تعلیم مذکورہ بالا پر زور دیتے جانا کسی منافق اور خود غرض کا کام نہیں ہے بلکہ ایسے شخص کا کام ہے جس کے دل میں اس گورنمنٹ کی سچی خیر خواہی ہے۔ ہاں میں اس بات کا اقرار کرتا ہوں کہ مَیں نیک نیتی سے دوسرے مذاہب کے لوگوں سے مباحثات بھی کیا کرتا ہوں اور ایسا ہی پادریوں کے مقابل پر بھی مباحثات کی کتابیں شائع کرتا رہا ہوں۔ اور میں اس بات کا بھی اقراری ہوں کہ جبکہ بعض پادریوں اور عیسائی مشنریوں کی تحریر نہایت سخت ہو گئی اور

---

[1] نخر بسطفور جیادہ نام ایک دمشق کا رہنے والا فاضل عیسائی اپنی کتاب خلاصۃ الادیان کے صفحہ چوالیس ۴۴ میں میری کتاب حمامۃ البشریٰ کا ذکر کرتا ہے اور حمامۃ البشریٰ میں سے چھ سطریں بطور نقل کے لکھتا ہے اور میری نسبت لکھتا ہے کہ یہ کتاب ایک ہندی فاضل کی ہے جو تمام ملک ہند میں مشہور ہے۔ دیکھو خلاصۃ الادیان وزبدۃ الادیان صفحہ ۴۴ چودھویں سطر سے اکیسویں سطر تک۔ منہ

بیان کروں گا جاہلوں اور وحشیوں کی جماعت نہیں ہے بلکہ اکثر اُن میں سے اعلیٰ درجہ کے تعلیم یافتہ اور علوم مروّجہ کے حاصل کرنے والے اور سرکاری معزز عہدوں پر سرفراز ہیں اور مَیں دیکھتا ہوں کہ انہوں نے چال چلن اور اخلاقی فاضلہ میں بڑی ترقی کی ہے اور مَیں اُمید رکھتا ہوں کہ تجربہ کے وقت سرکار انگریزی ان کو اوّل درجہ کے خیر خواہ پائے گی۔

(۴) چوتھی گذارش یہ ہے کہ جس قدر لوگ میری جماعت میں داخل ہیں اکثر اُن میں سے سرکار انگریزی کے معزز عہدوں پر ممتاز اور یا اس ملک کے نیک نام رئیس اوران کے خدام اور احباب اور یا تاجر اور یا وکلاء اور یا نو تعلیم یافتہ انگریزی خوان اور یا ایسے نیک نام علماء اور فضلاء اور دیگر شرفاء ہیں جو کسی وقت سرکار انگریزی کی نوکری کر چکے ہیں یا اب نوکری پر ہیں یا اُن کے اقارب اور رشتہ دار اور دوست ہیں جو اپنے بزرگ مخدوموں سے اثر پذیر ہیں اور یا سجادہ نشینان غریب طبع۔ غرض یہ ایک ایسی جماعت ہے جو سرکار انگریزی کی نمک پروردہ اور نیکنامی حاصل کردہ اور مورد مراحم گورنمنٹ ہیں اور یا وہ لوگ جو میرے اقارب یا خدام میں سے ہیں۔ ان کے علاوہ ایک بڑی تعداد علماء کی ہے جنہوں نے میری اتباع میں اپنے وعظوں سے ہزاروں دلوں میں گورنمنٹ کے احسانات جما دیئے ہیں۔ اور مَیں مناسب دیکھتا ہوں کہ اُن میں سے اپنے چند مُریدوں کے نام بطور نمونہ آپ کے ملاحظہ کے لیے ذیل میں لکھ دوں۔

(۵) میرا اس درخواست سے جو حضور کی خدمت میں مع اسماء مُریدین روانہ کرتا ہوں مدعا یہ ہے کہ اگرچہ مَیں ان خدمات خاصہ کے لحاظ سے جو مَیں نے اور میرے بزرگوں نے محض صدق دل اور اخلاص اور جوش وفاداری سے سرکار انگریزی کی خوشنودی کے لیے کی ہیں عنایت خاص کا مستحق ہوں، لیکن یہ سب امور گورنمنٹ عالیہ کی توجہات پر چھوڑ کر بالفعل ضروری استغاثہ یہ ہے کہ مجھے متواتر اس بات کی خبر ملی ہے کہ بعض حاسد بد اندیش جو بوجہ اختلاف عقیدہ یا کسی اور وجہ سے مجھ سے بغض اور عداوت رکھتے ہیں یا جو میرے دوستوں کے دشمن ہیں میری نسبت اور میرے دوستوں کی نسبت خلاف واقعہ امور گورنمنٹ کے معزز حکام تک پہنچاتے ہیں۔ اس لیے اندیشہ ہے کہ اُن کی ہر روز کی مفتریانہ کارروائیوں سے گورنمنٹ عالیہ کے دل میں بدگمانی پیدا ہو کر وہ تمام جانفشانیاں پچاس سالہ میرے والد مرحوم میرزا غلام مرتضیٰ اور میرے حقیقی بھائی مرزا غلام قادر مرحوم کی جن کا تذکرہ سرکاری چٹھیات اور سر لیپل گرفن کی کتاب تاریخ رئیسان پنجاب میں ہے اور نیز میری قلم کی وہ خدمات جو میرے اٹھارہ سال کی تالیفات سے ظاہر ہیں سب کی سب ضایع اور برباد نہ جائیں اور خدانخواستہ سرکار انگریزی اپنے ایک قدیم وفادار اور خیر خواہ خاندان کی نسبت کوئی تکدر خاطر اپنے دل میں پیدا کرے۔ اس بات کا علاج تو غیر ممکن ہے کہ ایسے لوگوں کا مُنہ بند کیا جائے کہ جو اختلاف مذہبی کی وجہ سے یا نفسانی حسد اور بغض اور

مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 197 طبع جدید از مرزا قادیانی | یہ حوالہ صفحہ 85 پر درج ہے

۱۹۰

جائے گی۔

اور سر لیپل گرفن صاحب نے اپنی کتاب تاریخ رئیسان پنجاب میں ہمارے خاندان کا ذکر کر کے میرے بھائی مرزا غلام قادر کی خدمات کا خاص کر کے ذکر کیا ہے جو اُن سے تمّو کے پُل پر باغیوں کی سرزنش کے لیے ظہور میں آئیں۔

ان تمام تحریرات سے ثابت ہے کہ میرے والد صاحب اور میرا خاندان ابتدا سے سرکار انگریزی کے بدل و جان ہوا خواہ اور وفادار رہے ہیں اور گورنمنٹ عالیہ انگریزی کے معزز افسروں نے مان لیا ہے کہ یہ خاندان کمال درجہ پر خیر خواہ سرکار انگریزی ہے۔ اور اس بات کے یاد دلانے کی ضرورت نہیں کہ میرے والد صاحب مرزا غلام مرتضیٰ اُن کرسی نشین رئیسوں میں سے تھے کہ جو ہمیشہ گورنری دربار میں عزت کے ساتھ بُلائے جاتے تھے اور تمام زندگی اُن کی گورنمنٹ عالیہ کی خیر خواہی میں بسر ہوئی۔

(۲) دوسرا امر قابل گذارش یہ ہے کہ میں ابتدائی عُمر سے اس وقت تک جو قریباً ساٹھ برس کی عُمر تک پہنچا ہوں اپنی زبان اور قلم سے اس اہم کام میں مشغول ہوں کہ تا مسلمانوں کے دلوں کو گورنمنٹ انگلشیہ کی سچی محبت اور خیر خواہی اور ہمدردی کی طرف پھیروں اور اُن کے بعض کم فہموں کے دلوں سے غلط خیال جہاد وغیرہ کے دُور کروں جو اُن کو دلی صفائی اور مخلصانہ تعلقات سے روکتے ہیں۔ اور اس ارادہ اور قصد کی اوّل وجہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ نے مجھے بصیرت بخشی اور اپنے پاس سے مجھے ہدایت فرمائی کہ تا میں اُن وحشیانہ خیالات کو سخت نفرت اور بیزاری سے دیکھوں جو بعض نادان مسلمانوں کے دلوں میں مخفی تھے جن کی وجہ سے وہ نہایت بیوقوفی سے اپنی گورنمنٹ محسنہ کے ساتھ ایسے طور سے صاف دل اور سچے خیر خواہ نہیں ہو سکتے تھے جو صاف دلی اور خیر خواہی کی شرط ہے بلکہ بعض جاہل مُلّاؤں کے ورغلانے کی وجہ سے شرائط اطاعت اور وفاداری کا پورا جوش نہیں رکھتے تھے۔ سو میں نے نہ کسی بناوٹ اور ریاکاری سے بلکہ محض اس اعتقاد کی تحریک سے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے میرے دل میں ہے بڑے زور سے بار بار اس بات کو مسلمانوں میں پھیلایا ہے کہ اُن کو گورنمنٹ برطانیہ کی جو درحقیقت اُن کی محسن ہے سچی اطاعت اختیار کرنی چاہیئے اور وفاداری کے ساتھ اُس کی شکر گذاری کرنی چاہیئے ورنہ خدا تعالیٰ کے گنہگار ہوں گے اور میں دیکھتا ہوں کہ مسلمانوں کے دلوں پر میری تحریروں کا بہت ہی اثر ہوا ہے اور لاکھوں انسانوں میں تبدیلی پیدا ہو گئی۔

اور میں نے نہ صرف اسی قدر کام کیا کہ برٹش انڈیا کے مسلمانوں کو گورنمنٹ انگلشیہ کی سچی اطاعت کی طرف جھکایا بلکہ بہت سی کتابیں عربی اور فارسی اور اردو میں تالیف کر کے ممالک اسلامیہ کے لوگوں کو بھی مطلع کیا کہ ہم لوگ کیونکر امن اور آرام اور آزادی سے گورنمنٹ انگلشیہ کے سایہ عاطفت میں زندگی بسر کر رہے

ہیں اور ایسی کتابوں کے چھاپنے اور شائع کرنے میں ہزارہا روپیہ خرچ کیا گیا۔ مگر باایں ہمہ میری طبیعت نے کبھی نہیں چاہا کہ ان متواتر خدمات کا اپنے حکام کے پاس ذکر بھی کروں کیونکہ میں نے کسی صلہ اور انعام کی خواہش سے نہیں بلکہ ایک حق بات کو ظاہر کرنا اپنا فرض سمجھا اور درحقیقت وجود سلطنت انگلشیہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہمارے لیے ایک نعمت تھی جو مدت دراز کی تکلیفات کے بعد ہم کو ملی اس لیے ہمارا فرض تھا کہ اُس نعمت کا بار بار اظہار کریں۔ ہمارا خاندان سکھوں کے ایام میں ایک سخت عذاب میں تھا اور نہ صرف یہی تھا کہ انہوں نے ظلم سے ہماری ریاست کو تباہ کیا اور ہمارے صدہا دیہات اپنے قبضہ میں کئے بلکہ ہماری اور تمام پنجاب کے مسلمانوں کی دینی آزادی کو بھی روک دیا ایک مسلمان کو بانگ نماز پر بھی مارے جانے کا اندیشہ تھا چہ جائیکہ اور رسوم عبادت آزادی سے بجا لا سکتے۔ پس یہ اس گورنمنٹ محسنہ کا ہی احسان تھا کہ ہم نے اس جلتے ہوئے تنور سے خلاصی پائی اور خدا تعالےٰ نے ایک ابر رحمت کی طرح اس گورنمنٹ کو ہمارے آرام کے لیے بھیج دیا پھر کس قدر بد ذاتی ہوگی کہ ہم اس نعمت کا شکر بجا نہ لاویں۔ اس نعمت کی عظمت تو ہمارے دل اور جان اور رگ و ریشہ میں منقوش ہے اور ہمارے بزرگ ہمیشہ اس راہ میں اپنی جان دینے کے لیے طیار رہے۔ پھر نعوذ باللہ کیونکر ممکن ہے کہ ہم اپنے دلوں میں مفسدانہ ارادے رکھیں۔ ہمارے پاس تو وہ الفاظ نہیں جن کے ذریعہ سے ہم اس آرام اور راحت کا ذکر کر سکیں جو اس گورنمنٹ سے ہم کو حاصل ہوئی۔ ہماری تو یہی دُعا ہے کہ خدا اس گورنمنٹ محسنہ کو جزاء خیر دے اور اس سے نیکی کرے جیسا کہ اس نے ہم سے نیکی کی۔ یہی وجہ ہے کہ میرا باپ اور میرا بھائی اور خود میں بھی رُوح کے جوش سے اس بات میں مصروف رہے کہ اس گورنمنٹ کے فوائد اور احسانات کو عام لوگوں پر ظاہر کریں اور اس کی اطاعت کی فرضیت کو دلوں میں جما دیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ میں اٹھارہ برس سے ایسی کتابوں کی تالیف میں مشغول ہوں کہ جو مسلمانوں کے دلوں کو گورنمنٹ انگلشیہ کی محبت اور اطاعت کی طرف مائل کر رہے ہیں گو اکثر جاہل مولوی ہماری اس طرز اور رفتار اور ان خیالات سے سخت ناراض ہیں اور اندر ہی اندر جلتے اور دانت پیستے ہیں مگر میں جانتا ہوں کہ وہ اسلام کی اس اخلاقی تعلیم سے بھی بے خبر ہیں جس میں یہ لکھا ہے کہ جو شخص انسان کا شکر نہ کرے وہ خدا کا شکر بھی نہیں کرتا یعنی اپنے محسن کا شکر کرنا ایسا فرض ہے جیسا کہ خدا کا۔

یہ تو ہمارا عقیدہ ہے مگر افسوس کہ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ اس لمبے سلسلہ اٹھارہ برس کی تالیفات کو جن میں بہت سی پُرزور تقریریں اطاعت گورنمنٹ کے بارے میں ہیں کبھی ہماری گورنمنٹ محسنہ نے توجہ سے نہیں دیکھا اور کئی مرتبہ میں نے یاد دلایا مگر اُس کا اثر محسوس نہیں ہوا۔ لہٰذا میں پھر یاد دلاتا ہوں کہ مفصلہ ذیل کتابوں اور اشتہاروں کو توجہ سے دیکھا جاتے اور وہ مقامات پڑھے جائیں جن کے نمبر صفحات میں نے ذیل میں لکھ دیتے ہیں۔

ہمارا کوئی الہام پیش کرنا چاہیئے۔ اجتہادی غلطی نبیوں اور رسولوں سے بھی ہو جاتی ہے۔ جس پر وہ قائم نہیں رکھے جاتے۔ ذرہ صحیح بخاری کو کھولو اور حدیث ذھب وھلی کو غور سے پڑھو۔ ایسا اعتراض کرنا جو دوسرے پاک نبیوں پر بلکہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی وہی اعتراض آوے مسلمانوں اور نیک آدمیوں کا کام نہیں ہے بلکہ لعنتیوں اور شیطانوں کا کام ہے۔ اگر دل میں فساد نہیں تو قوم کا تفرقہ دور کرنے کے لئے ایک جلسہ کرو اور مجلس عام میں میرے پر اعتراض کرو کہ فلاں پیشگوئی جھوٹی نکلی۔ پھر اگر حاضرین نے قسم کھا کر کہہ دیا کہ فی الواقع جھوٹی نکلی اور میرے جواب کو سن کر مدلل بیان اور شرعی دلیل سے رد کر دیا تو اُسی وقت مَیں توبہ کروں گا۔ ورنہ چاہیئے کہ سب توبہ کر کے اس جماعت میں داخل ہو جائیں اور درندگی اور بدزبانی چھوڑ دیں۔

﴿۱۵﴾ اے مسلمانوں کی ذرّیت! میں نے آپ لوگوں کا کیا گناہ کیا ہے کہ آپ لوگ انواع اقسام کے منصوبوں سے میری ایذا کے درپئے ہو گئے۔ تم میں سے جو مولوی ہیں وہ ہر وقت یہی وعظ کرتے ہیں کہ یہ شخص کافر بے دین دجّال ہے اور انگریزوں کی سلطنت کی حد سے زیادہ تعریف کرتا ہے اور رُومی سلطنت کا مخالف ہے۔ اور تم میں سے جو ملازمت پیشہ ہیں وہ اِس کوشش میں ہیں کہ مجھے اِس محسن سلطنت کا باغی ٹھہراویں۔ میں سنتا ہوں کہ ہمیشہ خلاف واقعہ خبریں میری نسبت پہنچانے کے لئے ہر طرف سے کوشش کی جاتی ہے حالانکہ آپ لوگوں کو خوب معلوم ہے کہ میں باغیانہ طریق کا آدمی نہیں ہوں۔ میری عمر کا اکثر حصہ اس سلطنت انگریزی کی تائید اور حمایت میں گذرا ہے اور میں نے ممانعت جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارے میں اِس قدر کتابیں لکھی ہیں اور اشتہار شائع کئے ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں۔ میں نے ایسی کتابوں کو تمام ممالک عرب اور مصر اور شام اور کابل اور روم تک پہنچا دیا ہے۔ میری ہمیشہ کوشش رہی ہے کہ مسلمان اس سلطنت کے سچے خیر خواہ ہو جائیں اور مہدی خونی اور مسیح خونی کی بے اصل روایتیں اور جہاد کے

تریاق القلوب صفحہ 27، 28 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 155، 156 از مرزا قادیانی | یہ حوالہ صفحہ 86 پر درج ہے

جوش دلانے والے مسائل جو احمقوں کے دلوں کو خراب کرتے ہیں۔ ان کے دلوں سے معدوم ہو جائیں پھر کیونکر ممکن تھا کہ میں اس سلطنت کا بدخواہ ہوتا یا کوئی ناجائز باغیانہ منصوبے اپنی جماعت میں پھیلاتا جبکہ میں بیس برس تک یہی تعلیم اطاعت گورنمنٹ انگریزی کی دیتا رہا۔ اور اپنے مریدوں میں یہی ہدایتیں جاری کرتا رہا تو کیونکر ممکن تھا کہ ان تمام ہدایتوں کے برخلاف کسی بغاوت کے منصوبے کی میں تعلیم کروں۔ حالانکہ میں جانتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے میری اور میری جماعت کی پناہ اس سلطنت کو بنا دیا ہے۔ یہ امن جو اس سلطنت کے زیر سایہ ہمیں حاصل ہے نہ یہ امن مکہ معظمہ میں مل سکتا ہے نہ مدینہ میں اور نہ سلطان روم کے پایہ تخت قسطنطنیہ میں۔ پھر میں خود اپنے آرام کا دشمن بنوں۔ اگر اس سلطنت کے بارے میں کوئی باغیانہ منصوبہ دل میں مخفی رکھوں اور جو لوگ مسلمانوں میں سے ایسے بدخیال جہاد اور بغاوت کے دلوں میں مخفی رکھتے ہوں میں ان کو سخت نادان بدقسمت ظالم سمجھتا ہوں۔ کیونکہ ہم اس بات کے گواہ ہیں کہ اسلام کی دوبارہ زندگی انگریزی سلطنت کے امن بخش سایہ سے پیدا ہوئی ہے۔ تم چاہو دل میں مجھے کچھ کہو۔ گالیاں نکالو یا پہلے کی طرح کافر کا فتویٰ لکھو۔ مگر میرا اصول یہی ہے کہ ایسی سلطنت سے دل میں بغاوت کے خیالات رکھنا یا ایسے خیال جن سے بغاوت کا احتمال ہو سکے سخت بدذاتی اور خدا تعالیٰ کا گناہ ہے۔ بہتیرے ایسے مسلمان ہیں جن کے دل کبھی صاف نہیں ہوں گے۔ جب تک اُن کا یہ اعتقاد نہ ہو کہ خونی مہدی اور خونی مسیح کی حدیثیں تمام افسانہ اور کہانیاں ہیں۔

اے مسلمانو اپنے دین کی ہمدردی تو اختیار کرو مگر سچی ہمدردی۔ کیا اس معقولیت کے زمانہ میں دین کے لئے یہ بہتر ہے کہ ہم تلوار سے لوگوں کو مسلمان کرنا چاہیں۔ کیا جبر کرنا اور زور اور تعدی سے اپنے دین میں داخل کرنا اِس بات کی دلیل ہو سکتی ہے کہ وہ دین خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے؟ خدا سے ڈرو اور یہ بیہودہ الزام دین اسلام پر مت لگاؤ کہ اس نے جہاد کا مسئلہ سکھایا ہے اور زبردستی اپنے مذہب میں داخل کرنا اس کی تعلیم ہے۔ معاذ اللہ ہرگز

تریاق القلوب صفحہ 27، 28 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 155، 156 از مرزا قادیانی	یہ حوالہ صفحہ 86 پر درج ہے

سے مجھ سے اور میرے بزرگوں سے گورنمنٹ ممدوحہ کی نسبت ظہور میں آئی، اگر آپ کے وجود اور آپ کے بزرگوں کے وجود میں کوئی شخص اس کا نمونہ تلاش کرنا چاہے تو تضییع اوقات ہے۔ اس سے زیادہ اور کیا خیر خواہی ہوگی کہ میں سچے دل سے نہ منافقانہ طور پر اس گورنمنٹ کی نسبت بغاوت کا خیال بھی دل میں لانا گناہ سمجھتا ہوں اور اس بات کو فرض جانتا ہوں کہ اس کی شکر گذاری کی جائے۔ اور اس کی خدمت گذاری میں قصور نہ کریں اور اس کی اطاعت میں دریغ نہ کریں۔ اور میں آپ کی طرح کسی خونی مہدی کا منتظر بھی نہیں تا گورنمنٹ کی نظر میں میرے اصول خطرناک ہوں۔ آپ لوگ جو دلوں میں خیالات رکھتے ہیں اس دانا گورنمنٹ پر پوشیدہ نہیں۔ آپ لوگوں کے عقیدے کچھ چھپے ہوئے نہیں۔ مگر میں تو ایسے عقیدہ پر لعنت بھیجتا ہوں کہ کسی وقت بھی اس محسن گورنمنٹ کی نسبت کوئی بغاوت کا ارادہ مخفی طور پر بھی دل میں رکھا جاوے۔ کئی ہزار روپیہ کی کتابیں اس غرض کے لیے شائع کر چکا ہوں کہ تا لوگ اس غلطی سے بچ جائیں کہ ناحق اس گورنمنٹ کو غیر مذہب کی گورنمنٹ تصور کر کے درندگی اور خونخواری کے خیالات ظاہر کریں اور ہر وقت یہی چاہتا ہوں کہ مسلمانوں کے دلوں میں سچی محبت اس گورنمنٹ کی پیدا ہو۔ بیشک میں جیسا کہ میرے خدا نے میرے پر ظاہر کیا صرف اسلام کو دُنیا میں سچا مذہب سمجھتا ہوں، لیکن اسلام کی سچی پابندی اسی میں دیکھتا ہوں کہ ایسی گورنمنٹ جو درحقیقت محسن اور مسلمانوں کے خون اور آبرو کی محافظ ہے اس کی سچی اطاعت کی جائے میں گورنمنٹ سے ان باتوں کے ذریعہ سے کوئی انعام نہیں چاہتا۔ میں اُس سے درخواست نہیں کرتا کہ اس خیر خواہی کی پاداش میں میرا کوئی لڑکا کسی معزز عہدہ پر ہو جائے۔ یہ میرا ایک عقیدہ ہے جو سچائی اور شکر گذاری کی پابندی سے رکھتا ہوں نہ کسی اور غرض سے میری رائے قدیم سے گورنمنٹ کی نسبت یہی ہے جو میں نے بیان کی۔ سو تم خدا تعالیٰ سے ڈرو۔ اور ناحق کی تہمتیں مت لگاؤ کہ یہ دنیوی زندگی معہ اپنے تمام لوازم کے بہت جلد ختم ہو جائیگی۔ اور جلد تر ایک تبدیلی ہو کر دوسرے عالم میں پہنچائے جاؤگے اور اس سچے حاکم کی جناب میں پیش کئے جاؤگے جس کی دلوں اور جانوں پر حکومت ہے۔ سوچو اور خوب سوچو کہ عنقریب اس ذات سے معاملہ ہے جو دلوں کے مخفی در مخفی بھیدوں کو جانتا ہے۔ ولمقت اللہ اکبر من مقتکم لو کنتم تعلمون۔

خدا تعالیٰ ہدایت دے اور وہ باتیں الہام کرے جن سے وہ راضی ہو جائے۔ آمین

نوٹ: میں نے صدہا کتابیں جہاد کے مخالف تحریر کر کے عرب اور مصر اور بلاد شام اور افغانستان میں گورنمنٹ کی تائید میں شائع کی ہیں۔ کیا آپ نے بھی ان ملکوں میں کوئی ایسی کتاب شائع کی۔ باوجود اس کے میری یہ خواہش نہیں کہ اس خدمت گذاری کی گورنمنٹ کو اطلاع کردوں یا اس سے کچھ صلہ مانگوں جو انصاف کی رو سے اعتقاد تھا۔ وہ ظاہر کر دیا۔ منہ

یہ حوالہ صفحہ 88 پر درج ہے	مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ 518 (حاشیہ) طبع جدید از مرزا قادیانی

(۱۶۸)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

عریضہ بعالی خدمت گورنمنٹ عالیہ انگریزی

اس عریضہ میں پہلے یہ گذارش کرنا چاہتا ہوں کہ مَیں کون ہوں۔ سو مختصر عرض یہ ہے کہ مَیں اس نواح کے ایک رئیس اور سرکار انگریزی کے سچے خیر خواہ کا بیٹا ہوں جن کا نام میرزا غلام مرتضیٰ تھا جن کا ذکر کتاب رئیسان پنجاب مسٹر گریفن میں موجود ہے۔ وہ گورنمنٹ کے وفادار خیر خواہ تھے جنہوں نے ۱۸۵۷ء میں پچاس گھوڑوں سے مع سواروں کے سرکار انگریزی کو مدد دی اور وہ اس ضلع میں ہر یک موقعہ مدد کے وقت سرکار انگریزی کو کام آتے رہے ہیں اور ہر یک مدد کے کام میں اپنی حیثیت کے موافق اس ضلع میں ان کا قدم سبقت رکھتا تھا۔ اور حکّامِ وقت اُن کو بڑے لطف اور مہربانی کی نظر سے دیکھتے تھے اور گورنر جنرل کے دربار میں ان کو کرسی ملتی تھی اور ۱۸۵۷ء کی خیرخواہی کے عوض سرکار انگریزی نے ان کو انعام بھی دیا تھا۔ تموّن کے گذر پر جو گورداسپورہ کے قریب واقع ہے۔ جب باغیوں کا عبور ہوا تو اُن مفسدوں کے مقابلہ میں جن لوگوں نے سپاہیانہ بہادری دکھلائی تھی اُن میں سے میرا حقیقی بھائی میرزا غلام قادر مرحوم تھا جس کو اس شجاعت پر خوشنودی مزاج کی حکّام کی طرف سے چٹھیاں ملی تھیں۔ اور مَیں بذات خود سترہ برس سے سرکار انگریزی کی ایک ایسی خدمت میں مشغول ہوں کہ درحقیقت وہ ایک ایسی خیر خواہی گورنمنٹ عالیہ کی مجھ سے ظہور میں آئی ہے کہ میرے بزرگوں سے زیادہ ہے اور وہ یہ کہ مَیں نے بیسیوں کتابیں عربی اور فارسی اور اُردو میں اس غرض سے تالیف کی ہیں کہ اس گورنمنٹ محسنہ سے ہرگز جہاد درست نہیں بلکہ سچے دل سے اطاعت کرنا ہر ایک مسلمان کا فرض ہے۔ چنانچہ مَیں نے یہ کتابیں بصرف زرِ کثیر چھاپ کر بلاد اسلام میں پہنچائی ہیں۔ اور مَیں جانتا ہوں کہ ان کتابوں کا بہت سا اثر اس مُلک پر بھی پڑا ہے۔ اور جو لوگ میرے ساتھ مریدی کا تعلق رکھتے ہیں۔ وہ ایک ایسی جماعت تیار

مدد دینے کو تیار رہتے تھے۔ غرض اس طرح ان کی زندگی گذری۔ اور پھر اُن کے انتقال کے بعد یہ عاجز دنیا کے شغلوں سے بکلی علیحدہ ہو کر خدا تعالیٰ کی طرف مشغول ہوا اور مجھ سے سرکار انگریزی کے حق میں جو خدمت ہوئی وہ یہ تھی کہ میں نے پچاس ہزار کے قریب کتابیں اور رسائل اور اشتہارات چھپوا کر اس ملک اور نیز دوسرے بلاد اسلامیہ میں اِس مضمون کے شائع کئے کہ گورنمنٹ انگریزی ہم مسلمانوں کی محسن ہے لہٰذا ہر ایک مسلمان کا یہ فرض ہونا چاہئے کہ اس گورنمنٹ کی سچی اطاعت کرے اور دل سے اس دولت کا شکر گذار اور دعا گو رہے۔ اور یہ کتابیں میں نے مختلف زبانوں یعنی اردو فارسی۔ عربی میں تالیف کر کے اسلام کے تمام ملکوں میں پھیلا دیں یہاں تک کہ اسلام کے دو[۲] مقدس شہروں مکہ اور مدینہ میں بھی بخوبی شائع کر دیں۔ اور روم کے پایۂ تخت قسطنطنیہ اور بلاد شام اور مصر اور کابل اور افغانستان کے متفرق شہروں میں جہاں تک ممکن تھا اشاعت کر دی گئی جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ لاکھوں انسانوں نے جہاد کے وہ غلط خیالات چھوڑ دیئے جو نافہم ملاؤں کی تعلیم سے اُن کے دِلوں میں تھے۔ یہ ایک ایسی خدمت مجھ سے ظہور میں آئی کہ مجھے اس بات پر فخر ہے کہ برٹش انڈیا کے تمام مسلمانوں میں سے اس کی نظیر کوئی مسلمان دکھلا نہیں سکا اور میں اس قدر خدمت کر کے جو بائیس برس تک کرتا رہا ہوں اس محسن گورنمنٹ پر کچھ احسان نہیں کرتا کیونکہ مجھے اِس بات کا اقرار ہے کہ اس بابرکت گورنمنٹ کے آنے سے ہم نے اور ہمارے بزرگوں نے ایک لوہے کے جلتے ہوئے تنور سے نجات پائی ہے اس لئے میں مع اپنے تمام عزیزوں کے دونوں ہاتھ اُٹھا کر دعا کرتا ہوں کہ یاالٰہی اس مبارکہ قیصرہ ہند دام ملکہا کو دیر گاہ تک ہمارے سروں پر سلامت رکھ اور اس کے ہر ایک قدم کے ساتھ اپنی مدد کا سایہ شامل حال فرما اور اس کے اقبال کے دن بہت لمبے کر۔

ستارہ قیصرہ صفحہ 4 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 114 از مرزا قادیانی	یہ حوالہ صفحہ 88 پر درج ہے

مدد دینے کو تیار تھے۔ غرض اس طرح ان کی زندگی گذری۔ اور پھر اُن کے انتقال کے بعد یہ عاجز دنیا کے شغلوں سے بکلی علیحدہ ہو کر خدا تعالیٰ کی طرف مشغول ہوا اور مجھ سے سرکار انگریزی کے حق میں جو خدمت ہوئی وہ یہ تھی کہ میں نے پچاس ہزار کے قریب کتابیں اور رسائل اور اشتہارات چھپوا کر اس ملک اور نیز دوسرے بلاد اسلامیہ میں اِس مضمون کے شائع کئے کہ گورنمنٹ انگریزی ہم مسلمانوں کی محسن ہے لہٰذا ہر ایک مسلمان کا یہ فرض ہونا چاہیئے کہ اس گورنمنٹ کی سچی اطاعت کرے اور دل سے اس دولت کا شکر گذار اور دعا گو رہے۔ اور یہ کتابیں میں نے مختلف زبانوں یعنی اردو فارسی۔ عربی میں تالیف کر کے اسلام کے تمام ملکوں میں پھیلا دیں یہاں تک کہ اسلام کے دو مقدس شہروں مکہ اور مدینہ میں بھی بخوبی شائع کر دیں۔ اور روم کے پایۂ تخت قسطنطنیہ اور بلاد شام اور مصر اور کابل اور افغانستان کے متفرق شہروں میں جہاں تک ممکن تھا اشاعت کر دی گئی جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ لاکھوں انسانوں نے جہاد کے وہ غلط خیالات چھوڑ دیئے جو نافہم ملاؤں کی تعلیم سے اُن کے دِلوں میں تھے۔ یہ ایک ایسی خدمت مجھ سے ظہور میں آئی کہ مجھے اس بات پر فخر ہے کہ برٹش انڈیا کے تمام مسلمانوں میں سے اس کی نظیر کوئی مسلمان دکھلا نہیں سکا اور میں اس قدر خدمت کر کے جو بائیس برس تک کرتا رہا ہوں اس محسن گورنمنٹ پر کچھ احسان نہیں کرتا کیونکہ مجھے اِس بات کا اقرار ہے کہ اس بابرکت گورنمنٹ کے آنے سے ہم نے اور ہمارے بزرگوں نے ایک لوہے کے جلتے ہوئے تنور سے نجات پائی ہے اس لئے میں مع اپنے تمام عزیزوں کے دونوں ہاتھ اُٹھا کر دعا کرتا ہوں کہ یا الٰہی اس مبارکہ قیصرہ ہند دام ملکھا کو دیرگاہ تک ہمارے سروں پر سلامت رکھ اور اس کے ہر ایک قدم کے ساتھ اپنی مدد کا سایہ شامل حال فرما اور اس کے اقبال کے دن بہت لمبے کر۔

ستارہ قیصرہ صفحہ 4 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 114، از مرزا قادیانی	یہ حوالہ صفحہ 89 پر درج ہے

۱۱۴

پاس سے تیل دیا گیا۔ اور علاوہ اس کے اظہار مسرت کے لیے عام دعوت میں لوگوں کو شامل کیا گیا۔

غرض یہ مبارک جلسہ تمام احباب کا جنہوں نے بڑی خوشی سے باہم چندہ کرکے اس کا اہتمام کیا۔ ۲۰ جون ۱۸۹۷ء سے شروع ہوا۔ اور ۲۲ جون ۱۸۹۷ء کی شام تک بڑی دھوم دھام سے اس کا اہتمام رہا۔ چنانچہ پہلے روز میں تمام جماعت نے جو ہمارے مریدوں کی جماعت ہے جن کے ذیل میں نام درج ہوں گے بڑے صدق دل سے حضور قیصرہ اور خاندان شاہی اور برٹش گورنمنٹ کے حق میں اقبال اور شمول فضل الٰہی کی دعائیں کیں اور پھر جیسا کہ بیان کیا گیا وقتاً فوقتاً تمام مراسم ادا کئے گئے اور خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ ہماری جماعت نے جس میں معزز ملازم سرکاری بھی شامل تھے۔ ایسے صدق دل اور محبت اور پوری ارادت اور پورے شوق اور انبساط سے دعائیں کیں اور شکر گذاری ظاہر کی اور اہتمام غرباء کی دعوت میں چندے دیئے اور ایک رقم کثیر باہمی چندہ سے جمع کرکے بڑی سرگرمی اور مستعدی اور دلی خوشی سے تمام تجاویز جنرل کمیٹی کو انجام تک پہنچایا کہ اس سے بڑھ کر خیال میں نہیں آسکتا۔

اور وہ تقریر جو دعا اور شکر گذاری جناب ملکہ معظمہ قیصرہ ہند میں سنائی گئی جس پر لوگوں نے بڑی خوشی سے آمین کے نعرے مارے وہ چھ زبانوں میں بیان کی گئی تا ہمارے پنجاب کے ملک میں جس قدر مسلمان کسی زبان میں دسترس رکھتے ہیں ان تمام زبانوں سے شکر ادا ہو۔ ان میں سے ایک اردو میں تقریر تھی جو شکر اور دعا پر مشتمل تھی جو عام جلسہ میں سنائی گئی اور پھر عربی اور فارسی اور انگریزی اور پنجابی اور پشتو میں تقریریں قلمبند ہو کر پڑھی گئیں۔ اردو میں اس لیے کہ وہ عدالت کی بولی اور شاہی تجویز کے موافق دفتروں میں رواج یافتہ ہے اور عربی میں اس لیے کہ وہ خدا کی بولی ہے جس سے دنیا کی تمام زبانیں نکلیں اور جو امّ الالسنہ اور دنیا کی تمام زبانوں کی ماں ہے جس میں خدا کی آخری کتاب قرآن شریف خلقت کی ہدایت کے لیے آیا۔ اور فارسی میں اس لیے کہ وہ گذشتہ اسلامی بادشاہوں کی یادگار ہے۔ جنہوں نے اس ملک میں قریباً سات سو برس تک فرمانروائی کی۔ اور انگریزی میں اس لیے کہ وہ ہماری جناب ملکہ معظمہ قیصرہ ہند اور اس کے معزز ارکان کی زبان ہے جس کے عدل اور احسان کے ہم شکر گذار ہیں۔ اور پنجابی میں اس لیے کہ وہ ہماری مادری زبان ہے جس میں شکر کرنا واجب ہے اور پشتو میں اس لیے کہ وہ ہماری زبان اور فارسی زبان میں ایک برزخ اور سرحدی اقبال کا نشان ہے۔

اسی تقریب پر ایک کتاب شکر گذاری جناب قیصرہ ہند کے لیے تالیف کرکے اور چھاپ کر اس کا نام تحفہ قیصریہ رکھا گیا اور چند جلدیں اس کی نہایت خوبصورت مجلد کراکے ان میں سے ایک حضرت قیصرہ ہند کے حضور میں بھیجنے کے لیے بخدمت صاحب ڈپٹی کمشنر بھیجی گئی اور ایک کتاب بحضور وائسرائے گورنر جنرل کشور ہند روانہ ہوئی اور ایک بحضور جناب نواب لفٹنٹ گورنر پنجاب

مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 115,114 طبع جدید از مرزا قادیانی | یہ حوالہ صفحہ 91 پر درج ہے

بھیجدی گئی۔ اب وہ دُعائیں جو چھ زبانوں میں کی گئیں۔ ذیل میں لکھی جاتی ہیں۔ اور بعد اس کے اُن تمام دوستوں کے نام درج کئے جائیں گے جو تکالیف سفر اُٹھا کر اس جلسہ کے لیے قادیان میں تشریف لائے اور اس سخت گرمی میں اس خوشی کے جوش میں مشقتیں اُٹھائیں یہاں تک کہ باعث ایک گروہ کثیر جمع ہونے کے اس قدر چار پائیاں نہ مل سکیں تو بڑی خوشی سے تین دن تک اکثر احباب زمین پر سوتے رہے۔ جس اخلاص اور محبت اور صدق دل کے ساتھ میری جماعت کے معزز اصحاب نے اس خوشی کی رسم کو ادا کیا میرے پاس وہ الفاظ نہیں کہ میں بیان کر سکوں۔

میں پہلے اپنے بیان میں یہ ذکر بھول گیا تھا کہ اس تقریب جلسہ میں ۲۲ر جون ۱۸۹۷ء کو ہماری جماعت کے چار مولوی صاحبان نے اُٹھ کر عام لوگوں کو جناب ملکہ معظمہ قیصرہ ہند کی اطاعت اور سچی وفاداری کی ترغیب دی۔ چنانچہ پہلے اخویم مولوی عبدالکریم صاحب نے اُٹھ کر اس بارے میں بہت تقریر کی۔ پھر اخویم حضرت مولوی حکیم نورالدین صاحب بھیروی نے تقریر کی اور پھر بعد اُن کے اخویم مولوی برہان الدین صاحب جہلمی اُٹھے اور انہوں نے پنجابی میں تقریر کر کے عام لوگوں کو اطاعت ملکہ معظمہ کے لیے بہت ترغیب دی۔ بعد اُن کے مولوی جمال الدین صاحب سیّد والا ضلع منٹگمری نے اُٹھ کر پنجابی میں تقریر کی۔ مگر انہوں نے اس بات پر زور دیا کہ حضرت مسیح علیہ السلام جن کو نادان مسلمان اب تک خونریزی کی صورت میں انتظار کر رہے ہیں وہ درحقیقت فوت ہو گئے ہیں۔ یعنے ایسے خیال کہ کسی وقت مہدی اور مسیح کے آنے سے مسلمان خونریزیاں کریں گے صحیح نہیں ہے۔ اور عام لوگوں کو نیک بختی اور نیک چلنی کی ترغیب دی گئی۔ اور اس مبارک موقعہ پر ساٹھ ستر آدمیوں نے ہر ایک گناہ اور بدچلنی سے رو رو کر توبہ کی۔ یہاں تک کہ اُن کی گریہ وزاری سے مسجد گونج رہی تھی۔

اب ذیل میں وہ دُعائیں چھ زبانوں میں درج کی جاتی ہیں

الراقم میرزا غلام احمد قادیانی

۲۳ر جون ۱۸۹۷ء

نوٹ:- دعائیں اگلے صفحات پر ملاحظہ کریں۔

مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 115,114 طبع جدید از مرزا قادیانی | یہ حوالہ صفحہ 91 پر درج ہے

و وجب الارتحال، ولو قصدنا ذكر خدماته لضاق بنا المجال، وعجزنا
کا وقت آ گیا اور اگر ہم اس کی تمام خدمات لکھنا چاہیں تو اس جگہ سما نہ سکیں اور ہم لکھنے سے
عن التدوين. فالملخص أن أبى لم يزل كان شائِمَ برقِ الدولة، وقائمًا
عاجز رہ جائیں۔ پس خلاصہ کلام یہ ہے کہ میرا باپ سرکار انگریزی کے مراحم کا ہمیشہ امید وار رہا
على الخدمة عند الضرورة، حتى أعزّته الدولة بمكاتيب رضائها،
اور عند الضرورت خدمتیں بجا لاتا رہا یہاں تک کہ سرکار انگریزی نے اپنی خوشنودی کی چٹھیات سے اس کو معزز
وخصّته فى كل وقتٍ بعطائها، وأسمحت له بمواساتها، وتفضلت عليه
کیا اور ہر ایک وقت اپنے عطاؤں کے ساتھ اس کو خاص فرمایا اور اس کی غم خواری فرمائی اور اس کی رعایت رکھی
بمراعاتها، وحسبته من دواعى الخير ومن المخلصين. ثم إذا تُوفى أبى ﴿۲۸﴾
اور اس کو اپنے خیر خواہوں اور مخلصوں میں سے سمجھا۔ پھر جب میرا باپ وفات پا گیا تب ان خصلتوں میں
فقام مقامه فى هذه السِّيَر أخى الميرزا غلام قادر، وغمرته مواهب
اس کا قائم مقام میرا بھائی ہوا جس کا نام میرزا غلام قادر تھا اور سرکار انگریزی کی عنایات ایسی ہی اس کے
الدولة كما غمرت والدى، وتُوفى أخى بعد أبى فى بضع سنين. ثم بعد
شامل حال ہو گئیں جیسی کہ میرے باپ کے شامل حال تھیں اور میرا بھائی چند سال بعد اپنے والد کے فوت ہو گیا
وفاتهما قفوتُ أثرهما واقتديتُ سِيَرَهما وذكرت عصرهما، ولكنى ما
پھر ان دونوں کی وفات کے بعد میں ان کے نقش قدم پر چلا اور ان کی سیرتوں کی پیروی کی اور ان کے زمانہ کو یاد کیا
كنت ذا خصب ونعمة وسعة وثروة ولا ذا أملاك وأرضين، بل تبتّلتُ
لیکن میں صاحب مال اور صاحب املاک نہیں تھا۔ بلکہ میں ان کی وفات کے
إلى اللّٰه بعد ارتحالهما ولحقتُ بقوم منقطعين. وجذبنى ربّى إليه
بعد اللہ جلّ شانہٗ کی طرف جھک گیا اور ان میں جا ملا جنہوں نے دنیا کا تعلق توڑ دیا۔ اور میرے رب نے اپنی طرف
وأحسن مثواى، وأسبغ علىّ من نعماء الدّين. وقادنى مِن تدنّسات
مجھے کھینچ لیا اور مجھے نیک جگہ دی اور اپنی نعمتوں کو مجھ پر کامل کیا اور مجھے دنیا کی آلودگیوں اور مکروہات سے

نورالحق حصہ اوّل صفحہ 28،29 مندرجہ روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 38،39 از مرزا قادیانی	یہ حوالہ صفحہ 93 پر درج ہے

الـدنيـا إلٰى حـظيرة قدسه، وأعطاني ما أعطاني، وجعلني من الملهَمين
نکال کر اپنی مقدس جگہ میں لے آیا اور مجھے اس نے دیا جو کچھ دیا اور مجھے ملہموں اور
الـمُـحـدَّثين. فما كان عندي من مال الدنيا وخيلها وأفراسها، غير أني
محدثوں میں سے کر دیا۔ سو میرے پاس دنیا کا مال اور دنیا کے گھوڑے اور دنیا کے سوار تو نہیں تھے بجز اس کے کہ
أُعـطيتُ جِياد الأقلام ورُزقتُ جواهر الكلام، وأُعطيتُ مِن نورٍ يؤمّنني
عمدہ گھوڑے قلموں کے مجھ کو عطا کئے گئے اور کلام کے جواہر مجھ کو دیئے گئے اور وہ نور مجھ کو عطا ہوا جو مجھے
العثار، ويبيّن لي الآثار. فهذه الدولة الإلهية السماوية قد أغنتْني،
لغزش سے بچاتا اور راست روی کے آثار مجھ پر ظاہر کرتا ہے پس اس الٰہی اور آسمانی دولت نے مجھے
وجبرت عَيْلتي وأضاءتني ونوّرت ليلتي، وأدخلتني في المنعَمين.
غنی کر دیا اور میرے افلاس کا تدارک کیا اور مجھے روشن کیا اور میری رات کو منور کر دیا اور مجھے منعموں
فقصدت أن أعين الدولة البرطانية بهذا المال وإن لم يكن لي من
میں داخل کیا سو میں نے چاہا کہ اس مال کے ساتھ گورنمنٹ برطانیہ کی مدد کروں اگرچہ
الدراهم والخيل والبغال، وما كنت من المتموّلين.
میرے پاس روپیہ اور گھوڑے اور خچریں تو نہیں اور نہ میں مالدار ہوں۔

فقمتُ لإمدادها بقلمي ويدي، وكان الله في مددي، وعاهدت الله
سو میں اس کی مدد کے لئے اپنے قلم اور ہاتھ سے اٹھا اور خدا میری مدد پر تھا اور میں نے اسی زمانہ سے
تعالى مُذ ذلك العهد أن لا أؤلّف كتابًا مبسوطًا مِن بعد إلا وأذكر فيه ذكرَ
خدا تعالیٰ سے یہ عہد کیا کہ کوئی مبسوط کتاب بغیر اس کے تالیف نہیں کروں گا جو اس میں احسانات قیصرہ ہند کا ذکر
إحساناتِ قيصرة الهند وذكرَ مننِها التي وجب شكرها على المسلمين.
نہ ہو اور نیز اس کے ان تمام احسانوں کا ذکر ہو جن کا شکر مسلمانوں پر واجب ہے۔
ومع ذلك كان في خاطري أنْ أدعو القيصرة المكرمة إلى الإسلام
اور باوجود اس کے میرے دل میں یہ بھی تھا کہ میں قیصرہ مکرمہ کو دعوت اسلام کروں

نور الحق حصہ اوّل صفحہ 28، 29 مندرجہ روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 38، 39 از مرزا قادیانی | یہ حوالہ صفحہ 93 پر درج ہے

دیا کہ اس نے سلطنت انگریزی میں ہم کو پیدا کیا۔

احسان کی قدر کرنا ہماری سرشت میں ہے

محسن کے احسانات کی شکر گذاری کے اصول سے ناواقف جاہل ہمارے اس قسم کے بیانات اور تحریروں کو خوشامد کہتے ہیں، مگر ہمارا خدا بہتر جانتا ہے کہ ہم دُنیا میں کسی انسان کی خوشامد کر سکتے ہی نہیں۔ یہ قوت ہی ہم میں نہیں ہے۔ ہاں احسان کی قدر کرنا ہماری سرشت میں ہے اور محسن کُشی اور غداری کا ناپاک مادہ اُس نے اپنے فضل سے ہم میں نہیں رکھا۔ ہم گورنمنٹ انگلشیہ کے احسانات کی قدر کرتے ہیں اور اس کو خدا کا فضل سمجھتے ہیں کہ اس نے ایک عادل گورنمنٹ کو سکھوں کے پُر جفا زمانہ سے نجات دلانے کے لیے ہم پر حکومت کرنے کو کئی ہزار کوس سے بھیج دیا۔ اگر اس سلطنت کا وجُود نہ ہوتا، تو مَیں سچ کہتا ہوں کہ ہم اس قسم کے اعتراضوں کی بابت ذرا بھی سوچ نہ سکتے چہ جائیکہ ہم اُن کا جواب دے سکتے۔

اب ہم اُن اعتراضوں کا جواب بڑی آزادی سے دے سکتے ہیں۔ پھر ہم اگر اللہ تعالیٰ کے اس فضل کی قدر نہ کریں تو یقیناً سمجھو کہ بڑے ناقدر شناس اور ناشکر گذار ہوں گے۔ ہم کو غور اور فکر کا موقع ملا، دُعاؤں کا موقع ملا اور اس طرح پر خدا تعالیٰ نے اپنے فضل کے ابواب ہم پر کھولے؛ اگرچہ مبدءِ فیض وُہی ہے، لیکن انسان اپنے میں ایک شئے قابل بناتا ہے۔ اس پر بلحاظ اس کی استعداد اور ظرف کے فیض ملتا ہے۔ یہ خوشی کی بات ہے کہ اس تقریب کی وجہ سے ہندوستان اور پنجاب کے رہنے والے جوہرِ قابل بن رہے ہیں اور ان کی علمی طاقتیں بھی ترقی کر رہی ہیں۔

اس زمانہ کا ہتھیار قلم ہے

مختصر یہ کہ یہ مقام دُار الحرب ہے پادریوں کے مقابلہ میں۔ اس لیے ہم کو چاہیے کہ ہرگز بیکار نہ بیٹھیں۔ مگر یاد رکھو کہ ہماری حرب اُن کے ہمرنگ ہو جس قسم کے ہتھیار لے کر میدان میں وہ آئے ہیں، اُسی طرز کے ہتھیار ہم کو لے کر نکلنا چاہیے اور وہ ہتھیار ہے قلم۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس عاجز کا نام سُلطان القلم اور میرے قلم کو ذُوالفقارِ علی فرمایا۔ اس میں یہی سِر ہے کہ زمانہ جنگ وجدل کا نہیں ہے، بلکہ قلم کا زمانہ ہے۔

فتح کے لیے تقویٰ کی ضرورت ہے

پھر جب یہ بات ہے تو یاد رکھو کہ حقائق اور معارف کے دروازوں کے کھلنے کے لیے ضرورت ہے تقویٰ کی، اس لیے تقویٰ اختیار کرو، کیونکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِیْنَ ھُمْ مُّحْسِنُوْنَ۔ (النحل: ۱۲۹) اور مَیں گن نہیں سکتا کہ یہ الہام مجھے کتنی مرتبہ ہوا ہے۔ بہت ہی کثرت سے ہوا ہے۔

اگر ہم نِری باتیں ہی باتیں کرتے ہیں، تو یاد رکھو کہ کچھ فائدہ نہیں ہے۔ فتح کے لیے ضرورت ہے تقویٰ کی۔ فتح

ملفوظات جلد اول، صفحہ 151، طبع جدید از مرزا قادیانی | یہ حوالہ صفحہ 94 پر درج ہے

اب اس کا اثر تم خود سوچ لو گے۔ کیا پڑے گا یہی کہ انسان اعمال کی ضرورت محسوس کریگا اور نیک عمل کرنے کی سعی کرے گا۔ برخلاف اس کے جب یہ کہا جاوے گا کہ انسان اعمال سے نجات نہیں پا سکتا، تو یہ اصول انسان کی ہمت اور سعی کو پست کر دیگا اور اس کو بالکل مایوس اور بے دست و پا بنا دے گا۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ کفارہ کا اصول انسانی قویٰ کی بھی بے حرمتی کرتا ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انسانی قویٰ میں ایک ترقی کا مادہ رکھا ہے، لیکن کفارہ اس کو ترقی سے روکتا ہے۔ ابھی میں نے کہا ہے کہ کفارہ کا اعتقاد رکھنے والوں کے حالات آزادی اور بے قیدی کو جو دیکھتے ہیں تو یہ اسی اصول کی وجہ سے ہے کہ کتے اور کتیوں کی طرح بدکاریاں ہوتی ہیں۔ لنڈن کے ہائیڈ پارک میں علانیہ بدکاریاں ہوتی ہیں اور حرامی بچے پیدا ہوتے ہیں پس ہم کو صرف قیل و قال تک ہی محدود نہ رکھنا چاہئے بلکہ اعمال ساتھ ہونے چاہئیں۔ جو اعمال کی ضرورت نہیں سمجھتا وہ سخت ناعاقبت اندیش اور نادان ہے۔ قانونِ قدرت میں اعمال اور ان کے نتائج کی نظیریں تو موجود ہیں۔ کفارہ کی نظیر کوئی موجود نہیں۔ مثلاً بھوک لگتی ہے، تو کھانا کھا لینے کے بعد وہ فرو ہو جاتی ہے یا پیاس لگتی ہے، پانی سے جاتی رہتی ہے تو معلوم ہوا کہ کھانا کھانے یا پانی پینے کا نتیجہ بھوک کا جاتے رہنا یا پیاس کا بجھ جانا ہوا۔ مگر یہ تو نہیں ہوتا کہ بھوک لگے زید کو اور بکر روٹی کھائے اور زید کی بھوک جاتی رہے۔ اگر قانونِ قدرت میں اس کی کوئی نظیر موجود ہوتی، تو شاید کفارہ کا مسئلہ مان لینے کی گنجائش نکل آتی، لیکن جب قانونِ قدرت میں اس کی کوئی نظیر ہی نہیں ہے تو انسان جو نظیر دیکھ کر ماننے کا عادی ہے اسے کیونکر تسلیم کر سکتا ہے۔ عام قانونِ انسانی میں بھی تو اس کی نظیر نہیں ملتی ہے۔ کبھی نہیں دیکھا گیا کہ زید نے خون کیا ہو اور خالد کو پھانسی ملی ہو۔ غرض یہ ایک ایسا اصول ہے، جس کی کوئی نظیر ہرگز موجود نہیں۔

اعمالِ صالحہ اور تقویٰ

میں اپنی جماعت کو مخاطب کرکے کہتا ہوں کہ ضرورت ہے اعمالِ صالحہ کی۔ خدا تعالیٰ کے حضور اگر کوئی چیز جا سکتی ہے، تو وہ یہی اعمالِ صالحہ ہیں۔

اِلَیۡہِ یَصۡعَدُ الۡکَلِمُ الطَّیِّبُ (سورۃ فاطر: ۱۱) خود خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ اس وقت ہمارے قلم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلواروں کے برابر ہیں، لیکن فتح اور نصرت اسی کو ملتی ہے جو متقی ہو خدا تعالیٰ نے یہ وعدہ فرمایا ہے۔ کَانَ حَقًّا عَلَیۡنَا نَصۡرُ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ (الروم: ۴۸) مومنوں کی نصرت ہمارے ذمہ ہے۔ اور لَنۡ یَّجۡعَلَ اللّٰہُ لِلۡکٰفِرِیۡنَ عَلَی الۡمُؤۡمِنِیۡنَ سَبِیۡلًا (النساء: ۱۴۲) اللہ مومنوں پر کافروں کو راہ نہیں دیتا، اس لیے یاد رکھو کہ تمہاری فتح تقویٰ سے ہے اور نہ عرب تو بڑے لکھار اور خطیب اور شاعر ہی تھے۔ انہوں نے تقویٰ اختیار کیا خدا تعالیٰ نے اپنے فرشتے ان کی امداد کے لیے نازل کیے۔ تاریخ کو اگر انسان پڑھے تو اُسے نظر آ جائے گا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے جس قدر فتوحات کیں وہ انسانی طاقت اور سعی کا نتیجہ نہیں ہو سکتا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تک بیس سال کے اندر ہی اندر اسلامی سلطنت عالمگیر ہو گئی۔ اب ہم کو کوئی بتا دے کہ انسان ایسا کر سکتا

یہ حوالہ صفحہ 94 پر درج ہے	ملفوظات جلد اوّل صفحہ 114 طبع جدید از مرزا قادیانی

اس وقت قلم کی ضرورت ہے

اس وقت جو ضرورت ہے وہ یقیناً سمجھ لو سیف کی نہیں بلکہ قلم کی ہے۔ ہمارے مخالفین نے اسلام پر جو شبہات وارد کئے ہیں اور مختلف سائنسوں اور مکائد کی رُو سے اللہ تعالیٰ کے سچے مذہب پر حملہ کرنا چاہا ہے اُس نے مجھے متوجہ کیا ہے کہ میں قلمی اسلحہ پہن کر اس سائنس اور علمی ترقی کے میدانِ کارزار میں اُتروں اور اسلام کی رُوحانی شجاعت اور باطنی قوت کا کرشمہ بھی دکھلاؤں۔ میں کب اس میدان کے قابل ہو سکتا تھا یہ تو صرف اللہ تعالیٰ کا فضل ہے اور اس کی بے حد عنایت ہے کہ وہ چاہتا ہے کہ میرے جیسے عاجز انسان کے ہاتھ سے اُس کے دین کی عزت ظاہر ہو۔ میں نے ایک وقت ان اعتراضات اور حملات کو شمار کیا تھا جو اسلام پر ہمارے مخالفین نے کئے ہیں تو اُن کی تعداد میرے خیال اور اندازہ میں تین ہزار ہوئی تھی اور میں سمجھتا ہوں کہ اب تو تعداد اور بھی بڑھ گئی ہوگی۔ کوئی یہ نہ سمجھ لے کہ اسلام کی بنا ایسی کمزور باتوں پر ہے کہ اس پر تین ہزار اعتراض وارد ہو سکتا ہے۔ نہیں ایسا ہرگز نہیں ہے۔ یہ اعتراضات تو کوتاہ اندیشوں اور نادانوں کی نظر میں اعتراض ہیں، مگر میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں کہ میں نے جہاں ان اعتراضات کو شمار کیا، وہاں یہ بھی غور کیا ہے کہ ان اعتراضات کی تہہ میں درحقیقت بہت ہی نادر صداقتیں موجود ہیں۔ جو عدم بصیرت کی وجہ سے معترضین کو دکھائی نہیں دیں اور درحقیقت یہ خدا تعالیٰ کی حکمت ہے کہ جہاں نابینا معترض اٹکا ہے وہیں حقائق و معارف کا مخفی خزانہ رکھا ہے۔

مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کی غرض

اور خدا تعالیٰ نے مجھے مبعوث فرمایا کہ میں ان خزائن مدفونہ کو دُنیا پر ظاہر کروں اور ناپاک اعتراضات کا کیچڑ جو اُن درخشاں جواہرات پر تھوپا گیا ہے اس سے اُن کو پاک صاف کروں۔ خدا تعالیٰ کی غیرت اِس وقت بڑی جوش میں ہے کہ قرآنِ شریف کی عزت کو ہر ایک خبیث دشمن کے داغِ اعتراض سے مُنزّہ و مقدس کرے۔

الغرض ایسی صورت میں کہ مخالفین قلم سے ہم پر وار کرنا چاہتے ہیں اور کرتے ہیں۔ کس قدر بیوقوفی ہوگی کہ ہم اُن سے مقابل ہونے کو تیار ہو جائیں۔ میں تمہیں کھول کر بتاتا ہوں کہ ایسی صورت میں اگر کوئی اسلام کا نام لیکر جنگ و جدال کا طریق جواب میں اختیار کرے۔ تو وہ اسلام کا بدنام کرنے والا ہوگا۔ اور اسلام کا کبھی ایسا منشاء نہ تھا کہ بے مطلب اور بلا ضرورت تلوار اُٹھائی جائے۔ اب لڑائیوں کی اغراض جیسا کہ میں نے کہا ہے فن کی شکل میں آ کر دینی نہیں رہیں۔ بلکہ دنیوی اغراض ان کا موضوع ہو گیا ہے پس کس قدر ظلم ہوگا کہ اعتراض کرنے والوں کو جواب دینے کی بجائے تلوار دکھائی جائے۔ اب زمانہ کے ساتھ حرب کا پہلو بدل گیا ہے۔ اس لیے ضرورت ہے کہ سب سے پہلے اپنے دل اور دماغ سے کام لیں اور نفوس کا تزکیہ کریں۔ راستبازی اور تقویٰ سے خدا تعالیٰ سے امداد اور فتح چاہیں۔ یہ خدا تعالیٰ کا ایک اٹل قانون اور مستحکم اُصول ہے اور اگر مسلمان صرف قیل و قال اور باتوں سے مقابلہ میں کامیابی اور فتح پانا چاہیں تو یہ ممکن نہیں۔ اللہ تعالیٰ لاف و گزاف اور لفظوں کو نہیں چاہتا۔ وُہ تو حقیقی تقویٰ کو چاہتا اور سچی طہارت کو پسند

ملفوظات جلد اوّل صفحہ 38، طبع جدید از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 94 پر درج ہے

دوسری مرتبہ چودہ گھوڑے نذر کئے۔ اور اسی طرح وہ اور وقتوں میں بھی خدمات گورنمنٹ میں مشغول رہے اور وقتاً فوقتاً خوشنودی کی چٹھیات پاتے رہے اور انعام بھی ملتے رہے[۱] اور چالیس برس اپنی عمر عزیز کے انہی خدمات میں انہوں نے بسر کئے اور پھر بعد اُن کے انتقال کے میرا بڑا بھائی میرزا غلام قادر خدمات گورنمنٹ میں مشغول رہا۔ اور پھر ان کے بعد مَیں ایک گوشہ نشین آدمی تھا جس کی دنیوی طریق پر زندگی نہیں تھی اور نہ اس کے کامل اسباب مہیا تھے۔ تاہم میں نے برابر ۱۶ برس سے یہ اپنے پر حق واجب ٹھیرا لیا کہ اپنی قوم کو اس گورنمنٹ کی خیر خواہی کی طرف بُلاؤں اور ان کو سچی اطاعت کی طرف ترغیب دوں۔ چنانچہ مَیں نے اس مقصد کی انجام دہی کے لیے اپنی ہر یک تالیف میں یہ لکھنا شروع کیا[۲] کہ اس گورنمنٹ کے ساتھ کسی طرح مسلمانوں کو جہاد درست نہیں۔ اور نہ صرف اس قدر بلکہ بار بار اس بات پر زور دیا کہ چونکہ گورنمنٹ برطانیہ برٹش انڈیا کی رعایا کی محسن ہے اس لیے مسلمانانِ ہند پر لازم ہے کہ نہ صرف اتنا ہی کریں کہ گورنمنٹ برطانیہ کے مقابل پر بد ارادوں سے رُکیں بلکہ اپنی سچی شکر گذاری اور ہمدردی کے نمونے بھی گورنمنٹ کو دکھلا دیں کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ☆ یعنی احسان کا بدلہ بجز احسان کے اور کچھ نہیں۔ اور یہ بات قطعی اور فیصلہ شدہ ہے کہ گورنمنٹ برطانیہ مسلمانانِ ہند کی محسن ہے کیونکہ سکھوں کے زمانہ میں ہمارے دین اور دُنیا دونوں پر مصیبتیں تھیں۔ خدا تعالیٰ اس گورنمنٹ کو دُور سے ابرِ رحمت کی طرح لایا اور ان مصیبتوں سے اس گورنمنٹ کے عہدِ دولت نے ایک دم میں ہمیں چھوڑا دیا۔ پس اس گورنمنٹ کا شکر نہ کرنا بد ذاتی ہے اور جو شخص ایسے احسانات دیکھ کر پھر نفاق سے زندگی بسر کرے اور سچے دل سے شکر گذار نہ ہو تو بلاشبہ کافرِ نعمت ہے[۳]۔ ہماری ایمانداری کا یہ تقاضا ہونا چاہیئے کہ ہم تہ دل سے اقرار کریں کہ درحقیقت یہ گورنمنٹ ہماری مُحسن ہے۔ ہم اس گورنمنٹ

---

[۱] نوٹ: سر لیپل گریفن کی کتاب تذکرہ رئیسان پنجاب میں میرے والد صاحب کا مفصل ذکر ہے۔ یاد رہے کہ میرے والد صاحب کا نام میرزا غلام مرتضیٰ اور ان کے والد کا نام میرزا عطا محمد ہے۔ منہ

نوٹ [۲] دیکھو براہین احمدیہ، شہادۃ القرآن۔ سرمہ چشم آریہ۔ آئینہ کمالاتِ اسلام حمامۃ البشریٰ۔ نور الحق وغیرہ

نوٹ [۳]۔ اس زمانہ میں اکثر عیسائی معلموں نے یہ اعتراض غلط فہمی سے اسلام پر کیا ہے کہ اسلام جبر اور تلوار کے زور سے پھیلایا گیا ہے۔ مگر افسوس کہ ایسے معترضوں نے قرآن کریم کی ان تعلیموں پر غور نہیں کی جن میں لکھا ہے کہ تم دوسری قوموں کے ظلم اور ایذا کی برداشت کر کے نرمی کے ساتھ دعوتِ حق کرو۔ خاص کر عیسائیوں کے مقابل پر یہ حکم تھا کہ اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ☆☆ یعنی جب تو کسی عیسائی معلم کے ساتھ بحث کرے تو حکمت اور نیک نصیحتوں کے ساتھ بحث کر جو نرمی اور تہذیب سے ہو۔ ہاں یہ سچ ہے کہ بہتیرے اس زمانہ کے عیسائی اور

☆ الرحمٰن: ۶۱ ☆☆ النحل: ۱۲۶

حوالہ نمبر 33

(۱۶۸)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عریضہ بعالی خدمت گورنمنٹ عالیہ انگریزی

اس عریضہ میں پہلے یہ گذارش کرنا چاہتا ہوں کہ میں کون ہوں۔ سو مختصر عرض یہ ہے کہ میں اس نواح کے ایک رئیس اور سرکار انگریزی کے سچے خیر خواہ کا بیٹا ہوں جن کا نام میرزا غلام مرتضیٰ تھا جن کا ذکر کتاب رئیسان پنجاب مسٹر گریفن میں موجود ہے۔ وہ گورنمنٹ کے وفادار خیر خواہ تھے جنہوں نے ۱۸۵۷ء میں پچاس گھوڑوں سے مع سواروں کے سرکار انگریزی کو مدد دی اور وہ اس ضلع میں ہر یک موقعہ مدد کے وقت سرکار انگریزی کو کام آتے رہے ہیں اور ہر یک مدد کے کام میں اپنی حیثیت کے موافق اس ضلع میں ان کا قدم سبقت رکھتا تھا۔ اور حکامِ وقت اُن کو بڑے لطف اور مہربانی کی نظر سے دیکھتے تھے اور گورنر جنرل کے دربار میں ان کو کرسی ملتی تھی اور ۱۸۵۷ء کی خیر خواہی کے عوض سرکار انگریزی نے ان کو انعام بھی دیا تھا۔ تموّن کے گذر پر جو گورداسپورہ کے قریب واقع ہے۔ جب باغیوں کا عبور ہوا تو اُن مفسدوں کے مقابلہ میں جن لوگوں نے سپاہیانہ بہادری دکھلائی تھی اُن میں سے میرا حقیقی بھائی میرزا غلام قادر مرحوم تھا جس کو اس شجاعت پر خوشنودی مزاج کی حکام کی طرف سے چٹھیاں ملی تھیں۔ اور میں بذات خود سترہ برس سے سرکار انگریزی کی ایک ایسی خدمت میں مشغول ہوں کہ درحقیقت وہ ایک ایسی خیر خواہی گورنمنٹ عالیہ کی مجھ سے ظہور میں آئی ہے کہ میرے بزرگوں سے زیادہ ہے اور وہ یہ کہ میں نے بیسیوں کتابیں عربی اور فارسی اور اُردو میں اس غرض سے تالیف کی ہیں کہ اس گورنمنٹ محسنہ سے ہرگز جہاد درست نہیں بلکہ سچے دل سے اطاعت کرنا ہر ایک مسلمان کا فرض ہے۔ چنانچہ میں نے یہ کتابیں بصرف زر کثیر چھاپ کر بلاد اسلام میں پہنچائی ہیں۔ اور میں جانتا ہوں کہ ان کتابوں کا بہت سا اثر اس ملک پر بھی پڑا ہے۔ اور جو لوگ میرے ساتھ مریدی کا تعلق رکھتے ہیں۔ وہ ایک ایسی جماعت طیار

یہ حوالہ صفحہ 96 پر درج ہے	مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 66 طبع جدید، از مرزا قادیانی

ہیں اور ایسی کتابوں کے چھاپنے اور شائع کرنے میں ہزارہا روپیہ خرچ کیا گیا۔ مگر بااین ہمہ میری طبیعت نے کبھی نہیں چاہا کہ ان متواتر خدمات کا اپنے حکام کے پاس ذکر بھی کروں کیونکہ میں نے کسی صلہ اور انعام کی خواہش سے نہیں بلکہ ایک حق بات کو ظاہر کرنا اپنا فرض سمجھا اور درحقیقت وجود سلطنت انگلشیہ خدا تعالےٰ کی طرف سے ہمارے لیے ایک نعمت تھی جو مدت دراز کی تکلیفات کے بعد ہم کو ملی اس لیے ہمارا فرض تھا کہ اُس نعمت کا بار بار اظہار کریں۔ ہمارا خاندان سکھوں کے ایام میں ایک سخت عذاب میں تھا اور نہ صرف یہی تھا کہ انہوں نے ظلم سے ہماری ریاست کو تباہ کیا اور ہمارے صدہا دیہات اپنے قبضہ میں کئے بلکہ ہماری اور تمام پنجاب کے مسلمانوں کی دینی آزادی کو بھی روک دیا ایک مسلمان کو بانگ نماز پر بھی مارے جانے کا اندیشہ تھا چہ جائیکہ اور رسوم عبادت آزادی سے بجالا سکتے۔ پس یہ اس گورنمنٹ محسنہ کا ہی احسان تھا کہ ہم نے اس جلتے ہوئے تنور سے خلاصی پائی اور خدا تعالےٰ نے ایک ابر رحمت کی طرح اس گورنمنٹ کو ہمارے آرام کے لیے بھیج دیا پھر کس قدر بدذاتی ہوگی کہ ہم اس نعمت کا شکر بجا نہ لاویں۔ اس نعمت کی عظمت تو ہمارے دل اور جان اور رگ و ریشہ میں منقوش ہے اور ہمارے بزرگ ہمیشہ اس راہ میں اپنی جان دینے کے لیے طیار رہے۔ پھر نعوذ باللہ کیونکر ممکن ہے کہ ہم اپنے دلوں میں مفسدانہ ارادے رکھیں۔ ہمارے پاس تو وہ الفاظ نہیں جن کے ذریعہ سے ہم اس آرام اور راحت کا ذکر کر سکیں جو اس گورنمنٹ سے ہم کو حاصل ہوئی۔ ہماری تو یہی دُعا ہے کہ خدا اس گورنمنٹ محسنہ کو جزاء خیر دے اور اس سے نیکی کرے جیسا کہ اس نے ہم سے نیکی کی یہی وجہ ہے کہ میرا باپ اور میرا بھائی اور خود مَیں بھی رُوح کے جوش سے اس بات میں مصروف رہے کہ اس گورنمنٹ کے فوائد اور احسانات کو عام لوگوں پر ظاہر کریں اور اس کی اطاعت کی فرضیت کو دلوں میں جماویں۔ اور یہی وجہ ہے کہ مَیں اٹھارہ برس سے ایسی کتابوں کی تالیف میں مشغول ہوں کہ جو مسلمانوں کے دلوں کو گورنمنٹ انگلشیہ کی محبت اور اطاعت کی طرف مائل کر رہے ہیں گو اکثر جاہل مولوی ہماری اس طرز و رفتار اور ان خیالات سے سخت ناراض ہیں اور اندر ہی اندر جلتے اور دانت پیستے ہیں مگر مَیں جانتا ہوں کہ وہ اسلام کی اس اخلاقی تعلیم سے بھی بے خبر ہیں جس میں یہ لکھا ہے کہ جو شخص انسان کا شکر نہ کرے وہ خدا کا شکر بھی نہیں کرتا یعنی اپنے محسن کا شکر کرنا ایسا فرض ہے جیسا کہ خدا کا۔

یہ تو ہمارا عقیدہ ہے مگر افسوس کہ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ اس لمبے سلسلہ اٹھارہ برس کی تالیفات کو جن میں بہت سی پُر زور تقریریں اطاعت گورنمنٹ کے بارے میں ہیں کبھی ہماری گورنمنٹ محسنہ نے توجہ سے نہیں دیکھا اور کئی مرتبہ میں نے یاد دلایا مگر اُس کا اثر محسوس نہیں ہوا۔ لہٰذا مَیں پھر یاد دلاتا ہوں کہ مفصلہ ذیل کتابوں اور اشتہاروں کو توجہ سے دیکھا جائے اور وہ مقامات پڑھے جائیں جن کے نمبر صفحات مَیں نے ذیل میں لکھ دیئے ہیں۔

مجموعہ اشتہارات طبع جدید جلد دوم صفحہ 191 از مرزا قادیانی | یہ حوالہ صفحہ 97 پر درج ہے

المرقوم ۲۹؍ جون ۱۸۹۷ء

الراقم سر رابرٹ ایجرٹن صاحب بہادر

فنانشل کمشنر پنجاب

یہ تو میرے باپ اور میرے بھائی کا حال ہے اور چونکہ میری زندگی فقیرانہ اور درویشانہ طور پر ہے اس لئے میں اسی درویشانہ طرز سے گورنمنٹ انگریزی کی خیر خواہی اور امداد میں مشغول رہا ہوں۔ قریباً انیس 19 برس سے ایسی کتابوں کے شائع کرنے میں مَیں نے اپنا وقت بسر کیا ہے جن میں یہ ذکر ہے کہ مسلمانوں کو سچے دل سے اس گورنمنٹ کی خدمت کرنی چاہیے اور اپنی فرمانبرداری اور وفاداری کو دوسری قوموں سے بڑھ کر دکھلانا چاہیے اور میں نے اسی غرض سے بعض کتابیں عربی زبان میں لکھیں اور بعض فارسی زبان میں اور ان کو دور دور ملکوں تک شائع کیا۔ اور اُن سب میں مسلمانوں کو بار بار تاکید کی اور معقول وجوہ سے ان کو اس طرف جھکایا کہ وہ گورنمنٹ کی اطاعت بدل و جان اختیار کریں اور یہ کتابیں عرب اور بلاد شام اور کابل اور بخارا میں پہنچائی گئیں۔ اگرچہ میں سنتا ہوں کہ بعض نادان مولویوں نے ان کے دیکھنے سے مجھے کافر قرار دیا ہے اور میری تحریروں کو اس بات کا ایک نتیجہ ٹھہرایا ہے کہ گویا مجھے سلطنت انگریزی سے ایک اندرونی اور خفیہ تعلق ہے اور گویا میں ان تحریروں کے عوض میں گورنمنٹ سے کوئی انعام پاتا ہوں لیکن مجھے یقیناً معلوم ہوا ہے کہ بعض دانشمندوں کے دلوں پر ان تحریروں کا نہایت نیک اثر ہوا ہے اور انہوں نے ان وحشیانہ عقائد سے توبہ کی ہے جن میں وہ برخلاف اغراض اس گورنمنٹ کے مبتلا تھے۔ ان نیک تاثیرات کے لئے میری مذہبی تحریریں جو پادریوں کے مخالف تھیں بڑی محرک ہوئی ہیں ورنہ جس زور کے ساتھ میں نے مسلمانوں کو اس گورنمنٹ کی اطاعت کے لئے بلایا ہے اور جا بجا سرحدی نادان ملّاؤں کو جو ناحق آئے دن فتنہ انگیزی کرتے اور افغانوں کو مخالفت کے لئے ابھارتے ہیں سرزنش کی ہے یہ

کشف الغطاء صفحہ 9 مندرجہ روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 185 از مرزا قادیانی	یہ حوالہ صفحہ 97 پر درج ہے

جوش دلانے والے مسائل جو احمقوں کے دلوں کو خراب کرتے ہیں۔ ان کے دلوں سے معدوم ہو جائیں پھر کیونکر ممکن تھا کہ میں اس سلطنت کا بدخواہ ہوتا یا کوئی ناجائز باغیانہ منصوبے اپنی جماعت میں پھیلاتا جبکہ میں بیس برس تک یہی تعلیم اطاعت گورنمنٹ انگریزی کی دیتا رہا۔ اور اپنے مریدوں میں یہی ہدایتیں جاری کرتا رہا تو کیونکر ممکن تھا کہ ان تمام ہدایتوں کے برخلاف کسی بغاوت کے منصوبے کی میں تعلیم کروں۔ حالانکہ میں جانتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے میری اور میری جماعت کی پناہ اس سلطنت کو بنا دیا ہے۔ یہ امن جو اس سلطنت کے زیر سایہ ہمیں حاصل ہے نہ یہ امن مکہ معظمہ میں مل سکتا ہے نہ مدینہ میں اور نہ سلطان روم کے پایہ تخت قسطنطنیہ میں۔ پھر میں خود اپنے آرام کا دشمن بنوں۔ اگر اس سلطنت کے بارے میں کوئی باغیانہ منصوبہ دل میں مخفی رکھوں اور جو لوگ مسلمانوں میں سے ایسے بدخیال جہاد اور بغاوت کے دلوں میں مخفی رکھتے ہوں میں ان کو سخت نادان بدقسمت ظالم سمجھتا ہوں۔ کیونکہ ہم اِس بات کے گواہ ہیں کہ اِسلام کی دوبارہ زندگی انگریزی سلطنت کے امن بخش سایہ سے پیدا ہوئی ہے۔ تم چاہو دل میں مجھے کچھ کہو۔ گالیاں نکالو یا پہلے کی طرح کافر کا فتویٰ لکھو۔ مگر میرا اصول یہی ہے کہ ایسی سلطنت سے دِل میں بغاوت کے خیالات رکھنا یا ایسے خیال جن سے بغاوت کا احتمال ہو سکے سخت بدذاتی اور خدا تعالیٰ کا گناہ ہے۔ بہتیرے ایسے مسلمان ہیں جن کے دل کبھی صاف نہیں ہوں گے۔ جب تک اُن کا یہ اعتقاد نہ ہو کہ خونی مہدی اور خونی مسیح کی حدیثیں تمام افسانہ اور کہانیاں ہیں۔

اے مسلمانوں اپنے دین کی ہمدردی تو اختیار کرو مگر سچی ہمدردی۔ کیا اِس معقولیت کے زمانہ میں دین کے لئے یہ بہتر ہے کہ ہم تلوار سے لوگوں کو مسلمان کرنا چاہیں۔ کیا جبر کرنا اور زور اور تعدی سے اپنے دین میں داخل کرنا اِس بات کی دلیل ہو سکتی ہے کہ وہ دین خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے؟ خدا سے ڈرو اور یہ بیہودہ الزام دین اسلام پر مت لگاؤ کہ اس نے جہاد کا مسئلہ سکھایا ہے اور زبردستی اپنے مذہب میں داخل کرنا اس کی تعلیم ہے۔ معاذ اللہ ہرگز

تریاق القلوب صفحہ 28، مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 156 از مرزا قادیانی	یہ حوالہ صفحہ 98 پر درج ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ و نصلّی علٰی رسولہ الکریم

المنار

قاہرہ سے ایک اخبار نکلتا ہے جس کا نام منار ہے۔ جب فروری ۱۹۰۱ء میں ہماری طرف سے پیر گولڑوی صاحب کے مقابل پر رسالہ اعجاز المسیح لکھا گیا جو فصیح بلیغ عربی میں ہے اور اس کے جواب سے نہ صرف پیر صاحب موصوف عاجز رہ گئے بلکہ پنجاب اور ہندوستان کے تمام علماء بھی عاجز آگئے تو میں نے مناسب سمجھا کہ اس رسالہ کو بلاد عرب یعنی حرمین اور شام اور مصر وغیرہ میں بھی بھیجدوں کیونکہ اس کتاب کے صفحہ ۱۵۲ میں جہاد کی مخالفت میں ایک مضمون لکھا گیا ہے اور میں نے بائیس ۲۲ برس سے اپنے ذمہ یہ فرض کر رکھا ہے کہ ایسی کتابیں جن میں جہاد کی ممانعت ہو اسلامی ممالک میں ضرور بھیجدیا کرتا ہوں اسی وجہ سے میری عربی کتابیں عرب کے ملک میں بھی بہت شہرت پا گئی ہیں۔ جو لوگ درندہ طبع ہیں اور جہاد کی مخالفت کے بارے میں میری تحریریں پڑھتے ہیں وہ فی الفور چڑ جاتے ہیں اور میرے دشمن ہو جاتے ہیں۔ مگر جن میں انسانیت ہے وہ معقول بات کو پسند کر لیتے ہیں۔ پھر دشمنی کی حالت میں کون کسی کی کتاب کی تعریف کر سکتا ہے۔ سو اسی خیال سے یہ رسالہ کئی جگہ مصر میں بھیجا گیا۔ چنانچہ منجملہ ان کے ایڈیٹر المنار کو بھی پہنچا دیا گیا تا اس سے جہاد کے غلط خیالات کی بھی اصلاح ہو۔ اور مجھے معلوم ہے کہ اس مسئلہ جہاد کی غلط فہمی میں ہر ایک ملک میں کسی قدر گروہ مسلمانوں کا ضرور مبتلا ہے بلکہ جو شخص سچے دل سے جہاد کا مخالف ہو اس کو یہ علماء کافر سمجھتے ہیں بلکہ واجب القتل بھی۔ لیکن چونکہ اسلام کی تعلیم میں یہ بات داخل ہے کہ جو شخص انسان کا شکر نہیں کرتا وہ خدا کا شکر بھی نہیں کرتا۔ اس لیے ہم لوگ اگر ایمان اور تقویٰ کو نہ چھوڑیں تو ہمارا یہ فرض ہے کہ اپنے قول اور فعل سے ہر طرح اس گورنمنٹ برطانیہ کی نصرت کریں۔ کیونکہ ہم اس گورنمنٹ کے مبارک قدم سے پہلے ایک جلتے ہوئے تنور میں تھے۔ یہی گورنمنٹ ہے جس نے اس تنور سے ہمیں باہر نکالا۔ غرض اسی خیال سے جو میرے دل میں مستحکم جما ہوا ہے۔ اعجاز المسیح

مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 533 طبع جدید، از مرزا قادیانی	یہ حوالہ صفحہ 98 پر درج ہے

(۲۸۷)

جہاں جہاں یہ اشتہار پہنچے وہاں جماعت کے لوگوں کو چاہیئے کہ حسب ضرورت اور حسب مقدرت اس کی اور کاپیاں چھپوا کر تقسیم کریں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

اپنی تمام جماعت کے لیے ضروری نصیحت

چونکہ میں دیکھتا ہوں کہ ان دنوں میں بعض جاہل اور شریر لوگ اکثر ہندوؤں میں سے اور کچھ مسلمانوں میں سے گورنمنٹ کے مقابل پر ایسی ایسی حرکتیں ظاہر کرتے ہیں جن سے بغاوت کی بُو آتی ہے بلکہ مجھے شک ہوتا ہے کہ کسی وقت باغیانہ رنگ ان کی طبائع میں پیدا ہو جائے گا۔ اس لیے میں اپنی جماعت کے لوگوں کو جو مختلف مقامات پنجاب اور ہندوستان میں موجود ہیں جو بفضلہٖ تعالیٰ کئی لاکھ تک ان کا شمار پہنچ گیا ہے۔ نہایت تاکید سے نصیحت کرتا ہوں کہ وہ میری اس تعلیم کو خوب یاد رکھیں۔ جو قریباً ۲۶ برس سے تقریری اور تحریری طور پر اُن کے ذہن نشین کرتا آیا ہوں یعنی یہ کہ اس گورنمنٹ انگریزی کی پوری اطاعت کریں۔ کیونکہ وہ ہماری محسن گورنمنٹ ہے ان کی ظلّ حمایت میں ہمارا فرقہ احمدیہ چند سال میں لاکھوں تک پہنچ گیا ہے اور اس گورنمنٹ کا احسان ہے کہ اس کے زیر سایہ ہم ظالموں کے پنجہ سے محفوظ ہیں۔ خدا تعالیٰ کی حکمت اور مصلحت ہے کہ اس نے گورنمنٹ کو اس بات کے لیے چُن لیا تاکہ یہ فرقہ احمدیہ اس کے زیر سایہ ہو کر ظالموں کے خونخوار حملوں سے اپنے تئیں بچاوے اور ترقی کرے۔ کیا تم یہ خیال کر سکتے ہو کہ تم سلطانِ روم کی عملداری میں رہ کر یا مکّہ اور مدینہ ہی میں اپنا گھر بنا کر شریر لوگوں کے حملوں سے بچ سکتے ہو۔ نہیں ہرگز نہیں بلکہ ایک ہفتہ میں ہی تم تلوار سے ٹکڑے ٹکڑے کیے جاؤ گے تم سُن چکے ہو کہ کس طرح صاحبزادہ مولوی عبداللطیف جو ریاست کابل کے ایک معزز اور بزرگوار اور نامور رئیس تھے جن کے مُرید پچاس ہزار کے قریب تھے وہ جب میری جماعت میں داخل ہوتے تو محض اسی قصور سے کہ میری تعلیم کے موافق جہاد کے مخالف ہو گئے تھے، امیر حبیب اللہ خاں نے نہایت بے رحمی سے ان کو سنگسار کرا دیا۔ پس کیا تمہیں کچھ توقع ہے کہ تمہیں اسلامی سلاطین کے ماتحت کوئی خوشحالی میسّر آئیگی بلکہ تم تمام اسلامی مخالف علماء کے فتووں کی رو سے واجب القتل ٹھہر چکے ہو۔ سو خدا تعالیٰ کا یہ فضل اور احسان ہے کہ اس

۱۹۰

جائے گی۔

اور سر لیپل گرفن صاحب نے اپنی کتاب تاریخ رئیسانِ پنجاب میں ہمارے خاندان کا ذکر کر کے میرے بھائی مرزا غلام قادر کی خدمات کا خاص کر کے ذکر کیا ہے جو اُن سے تموں کے پُل پر باغیوں کی سرزنش کے لیے ظہور میں آئیں۔

ان تمام تحریرات سے ثابت ہے کہ میرے والد صاحب اور میرا خاندان ابتدا سے سرکار انگریزی کے بدل وجان ہوا خواہ اور وفادار رہے ہیں اور گورنمنٹ عالیہ انگریزی کے معزز افسروں نے مان لیا ہے کہ یہ خاندان کمال درجہ پر خیر خواہ سرکار انگریزی ہے۔ اور اس بات کے یاد دلانے کی ضرورت نہیں کہ میرے والد صاحب مرزا غلام مرتضیٰ اُن کرسی نشین رئیسوں میں سے تھے کہ جو ہمیشہ گورنری دربار میں عزت کے ساتھ بلائے جاتے تھے اور تمام زندگی اُن کی گورنمنٹ عالیہ کی خیر خواہی میں بسر ہوئی۔

(۲) دوسرا امر قابل گذارش یہ ہے کہ میں ابتدائی عمر سے اس وقت تک جو قریباً ساٹھ برس کی عمر تک پہنچا ہوں اپنی زبان اور قلم سے اس اہم کام میں مشغول ہوں کہ تا مسلمانوں کے دلوں کو گورنمنٹ انگلشیہ کی سچی محبت اور خیر خواہی اور ہمدردی کی طرف پھیروں اور اُن کے بعض کم فہموں کے دلوں سے غلط خیال جہاد وغیرہ کے دُور کروں جو اُن کو دلی صفائی اور مخلصانہ تعلقات سے روکتے ہیں۔ اور اس ارادہ اور قصد کی اوّل وجہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ نے مجھے بصیرت بخشی اور اپنے پاس سے مجھے ہدایت فرمائی کہ تا میں اُن وحشیانہ خیالات کو سخت نفرت اور بیزاری سے دیکھوں جو بعض نادان مسلمانوں کے دلوں میں مخفی تھے جن کی وجہ سے وہ نہایت بیوقوفی سے اپنی گورنمنٹ محسنہ کے ساتھ ایسے طور سے صاف دل اور سچے خیر خواہ نہیں ہو سکتے تھے جو صاف دلی اور خیر خواہی کی شرط ہے بلکہ بعض جاہل مُلّاؤں کے ورغلانے کی وجہ سے شرائط اطاعت اور وفاداری کا پورا جوش نہیں رکھتے تھے۔ سو میں نے نہ کسی بناوٹ اور ریاکاری سے بلکہ محض اس اعتقاد کی تحریک سے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے میرے دل میں ہے بڑے زور سے بار بار اس بات کو مسلمانوں میں پھیلایا ہے کہ اُن کو گورنمنٹ برطانیہ کی جو درحقیقت اُن کی محسن ہے سچی اطاعت اختیار کرنی چاہیے اور وفاداری کے ساتھ اُس کی شکرگذاری کرنی چاہیے ورنہ خدا تعالیٰ کے گنہگار ہوں گے اور میں دیکھتا ہوں کہ مسلمانوں کے دلوں پر میری تحریروں کا بہت ہی اثر ہوا ہے اور لاکھوں انسانوں میں تبدیلی پیدا ہو گئی۔

اور میں نے نہ صرف اسی قدر کام کیا کہ برٹش انڈیا کے مسلمانوں کو گورنمنٹ انگلشیہ کی سچی اطاعت کی طرف جھکایا بلکہ بہت سی کتابیں عربی اور فارسی اور اردو میں تالیف کر کے ممالک اسلامیہ کے لوگوں کو بھی مطلع کیا کہ ہم لوگ کیونکر امن اور آرام اور آزادی سے گورنمنٹ انگلشیہ کے سایہ عاطفت میں زندگی بسر کر رہے

مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 190 طبع جدید، از مرزا قادیانی | یہ حوالہ صفحہ 99 پر درج ہے

گورنمنٹ ان احسانوں کو یاد کر کے جواب تک ہم پر کئے ہیں ایک یہ بھی ہماری جانوں اور آبروؤں اور ہمارے ٹوٹے ہوتے دلوں پر احسان کرے کہ اس مضمون کا ایک قانون پاس کر دیوے یا کوئی سرکلر جاری کرے کہ آئندہ جو مناظرات اور مجادلات اور مباحثات مذہبی امور میں ہوں ان کی نسبت ہر یک قوم مسلمانوں اور عیسائیوں اور آریوں وغیرہ میں سے دو امر کے ضرور پابند رہیں۔

(۱) اوّل یہ کہ ایسا اعتراض جو خود معترض کے ہی الہامی کتاب یا کتابوں پر جن کے الہامی ہونے پر وہ ایمان رکھتا ہے، وارد ہو سکتا ہو۔ یعنی وہ امر جو بناء اعتراض کے ہے ان کتابوں میں بھی پایا جاتا ہو جن پر معترض کا ایمان ہے۔ ایسے اعتراض سے چاہیئے کہ ہر یک ایسا معترض پرہیز کرے۔

(۲) دوم اگر بعض کتابوں کے نام بذریعہ چھپے ہوئے اشتہار کے کسی فریق کی طرف سے اس غرض سے شائع ہو گئے ہوں کہ درحقیقت وہی کتابیں اُن کی مسلّم اور مقبول ہیں تو چاہیئے کہ کوئی معترض ان کتابوں سے باہر نہ جائے۔ اور ہر یک اعتراض جو اس مذہب پر کرنا ہو، انہیں کتابوں کے حوالہ سے کرے اور ہرگز کسی ایسی کتاب کا نام نہ لیوے جس کے مسلّم اور مقبول ہونے کے بارے میں اشتہار میں ذکر نہیں۔ اور اگر اس قانون کی خلاف ورزی کرے تو بلا تامل اس سزا کا مستوجب ہو جو دفعہ ۲۹۸ تعزیرات ہند میں مندرج ہے۔ یہ التماس ہے جس کا پاس ہونا ہم بذریعہ کسی ایکٹ یا سرکلر کے گورنمنٹ عالیہ سے چاہتے ہیں۔ اور ہماری زیرک گورنمنٹ اس بات کو سمجھتی ہے کہ اس قانون کے پاس کرنے میں کسی خاص قوم کی رعایت نہیں بلکہ ہر یک قوم پر اس کا اثر مساوی ہے۔ اور اس قانون کے پاس کرنے میں بے شمار برکتیں ہیں جن سے عامہ خلائق کے لیے امن وعافیت کی راہ کھلتی ہیں۔ اور صدہا بیہودہ نزاعوں اور جھگڑوں کی صف لپیٹی جاتی ہے اور اخیر نتیجہ صلحکاری اور اُن شرارتوں کا دُور ہو جانا ہے جو فتنوں اور بغاوتوں کی جڑھ ہوتے ہیں اور دن بدن مفاسد کو ترقی دیتے ہیں۔ اور ہماری قلم جو ہر یک وقت اس گورنمنٹ عالیہ کی مدح وثنا میں چل رہی ہے اس قانون کے پاس ہونے سے اپنی گورنمنٹ کو دوسروں پر ترجیح دینے کے لیے ایک ایسا وسیع مضمون پائے گی جو آفتاب کی طرح چمکے گا۔ اور اگر ایسا نہ ہوا تو خدا معلوم کہ روز کی لڑائیوں اور بیہودہ جھگڑوں کی کہاں تک نوبت پہنچے گی۔ بیشک اس سے پہلے توہین کے لیے دفعہ ۲۹۸ تعزیرات میں موجود ہے لیکن وہ ان مراتب کے تصفیہ پا جانے سے پہلے فضول اور نکمی ہے اور خیانت پیشہ لوگوں کے لیے گریز گاہ وسیع ہے۔

اور پھر ہم اپنے مخالف فریقوں کی طرف متوجہ ہو کر کہتے ہیں کہ آپ لوگ بھی برائے خدا ایسی تدبیر کو منظور کریں جس کا نتیجہ سراسر امن اور عافیت ہے۔ اور اگر یہ احسن انتظام نہ ہوا تو علاوہ اور مفاسد اور فتنوں کے ہمیشہ سچائی کا خون ہوتا رہے گا۔ اور صادقوں اور راستبازوں کی کوششوں کا کوئی عمدہ نتیجہ نہیں نکلے

مجموعہ اشتہارات جلد اوّل، صفحہ 484، طبع جدید از مرزا قادیانی | یہ حوالہ صفحہ 100 پر درج ہے

۵۱۸

سے مجھ سے اور میرے بزرگوں سے گورنمنٹ ممدوحہ کی نسبت ظہور میں آئی ، اگر آپ کے وجود اور آپ کے بزرگوں کے وجود میں کوئی شخص اس کا نمونہ تلاش کرنا چاہے تو تضیع اوقات ہے۔ اس سے زیادہ اور کیا خیر خواہی ہوگی کہ ہم سچے دل سے نہ منافقانہ طور پر اس گورنمنٹ کی نسبت بغاوت کا خیال بھی دل میں لانا گناہ سمجھتا ہوں اور اس بات کو فرض جانتا ہوں کہ اس کی شکر گذاری کی جائے۔ اور اس کی خدمت گذاری میں قصور نہ کریں اور اس کی اطاعت میں دریغ نہ کریں۔ اور میں آپ کی طرح کسی خونی مہدی کا منتظر بھی نہیں تا گورنمنٹ کی نظر میں میرے اصول خطرناک ہوں۔ آپ لوگ جو دلوں میں خیالات رکھتے ہیں اس دانا گورنمنٹ پر پوشیدہ نہیں۔ آپ لوگوں کے عقیدے کچھ چھپے ہوئے نہیں مگر میں تو ایسے عقیدہ پر لعنت بھیجتا ہوں کہ کسی وقت بھی اس محسن گورنمنٹ کی نسبت کوئی بغاوت کا ارادہ مخفی طور پر بھی دل میں رکھا جاوے۔ کئی ہزار روپیہ کی کتابیں اس غرض کے لیے شائع کر چکا ہوں کہ تا لوگ اس غلطی سے بچ جائیں کہ ناحق اس گورنمنٹ کو غیر مذہب کی گورنمنٹ تصور کر کے درندگی اور خونخواری کے خیالات ظاہر کریں اور ہر وقت یہی چاہتا ہوں کہ مسلمانوں کے دلوں میں سچی محبت اس گورنمنٹ کی پیدا ہو۔ بیشک میں جیسا کہ میرے خدا نے میرے پر ظاہر کیا صرف اسلام کو دنیا میں سچا مذہب سمجھتا ہوں، لیکن اسلام کی سچی پابندی اسی میں دیکھتا ہوں کہ ایسی گورنمنٹ جو درحقیقت محسن اور مسلمانوں کے خون اور آبرو کی محافظ ہے اس کی سچی اطاعت کی جائے میں گورنمنٹ سے ان باتوں کے ذریعہ سے کوئی انعام نہیں چاہتا۔ میں اس سے درخواست نہیں کرتا کہ اس خیر خواہی کی پاداش میں میرا کوئی لڑکا کسی معزز عہدہ پر ہو جائے۔ یہ میرا ایک عقیدہ ہے جو سچائی اور شکر گذاری کی پابندی سے رکھتا ہوں نہ کسی اور غرض سے میری رائے قدیم سے گورنمنٹ کی نسبت یہی ہے جو میں نے بیان کی۔ سو تم خدا تعالیٰ سے ڈرو۔ اور ناحق کی تہمتیں مت لگاؤ کہ یہ دنیوی زندگی معہ اپنے تمام لوازم کے بہت جلد ختم ہو جائیگی۔ اور جلد تر ایک تبدیلی ہو کر دوسرے عالم میں پہنچائے جاؤ گے اور اس سچے حاکم کی جناب میں پیش کئے جاؤ گے جس کی دلوں اور جانوں پر حکومت ہے۔ سوچو اور خوب سوچو کہ عنقریب اس ذات سے معاملہ ہے جو دلوں کے مخفی در مخفی بھیدوں کو جانتا ہے۔ ولمقت اللہ اکبر من مقتکم لو کنتم تعلمون۔

خدا تعالیٰ ہدایت دے اور وہ باتیں الہام کرے جن سے وہ راضی ہو جائے۔ آمین

نوٹ: میں نے صدہا کتابیں جہاد کے مخالف تحریر کر کے عرب اور مصر اور بلاد شام اور افغانستان میں گورنمنٹ کی تائید میں شائع کی ہیں۔ کیا آپ نے بھی ان ملکوں میں کوئی ایسی کتاب شائع کی۔ باوجود اس کے میری یہ خواہش نہیں کہ اس خدمت گذاری کی گورنمنٹ کو اطلاع کروں یا اس سے کچھ صلہ مانگوں جو انصاف کی رو سے اعتقاد تھا۔ وہ ظاہر کر دیا۔ منہ

عفو یا انتقام کا مقید نہیں بلکہ خدا کی طرف سے ہو کر مناسب وقت کام کرتا ہے۔ کیونکہ خدا بھی ہر ایک کے مناسب حال کام کرتا ہے۔ جو سزا کے لائق ہے اُس کو سزا دیتا ہے جو معافی کے لائق ہے اس کو معافی دیتا ہے۔ جَزٰٓؤُا سَیِّئَۃٍ سَیِّئَۃٌ مِّثْلُھَا فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُہٗ عَلَی اللّٰہِ [1]۔ ﴿۶۲﴾

دنیا میں دو فرقے بہت ہیں۔ ایک تو وہ جو عدل کو پسند کرتے ہیں۔ اور دوسرے وہ جو احسان کو بنظر استحسان دیکھتے ہیں۔ اور تیسرا فرقہ وہ ہے جو سچی ہمدردی اِس قدر اُن پر غالب آجاتی ہے کہ وہ عدل اور احسان کا پابند نہیں رہتا۔ بلکہ سچی ہمدردی کی رہنمائی سے مناسب وقت عمل کرتا ہے۔ جیسا کہ ماں اپنے بچے کے ساتھ سلوک کرتی ہے۔ کہ شیریں اور لذیذ غذائیں بھی اُس کو اور پھر مناسب وقت پر تلخ ادویہ بھی دیتی ہے۔ اور دونوں حالتوں میں اُس کی ....☆

میرے بیان میں کوئی ایسا لفظ نہیں ہوگا جو کہ گورنمنٹ انگریزی کے برخلاف ہو اور ہم اس گورنمنٹ کے شکر گذار ہوں۔ کیونکہ ہم نے اس سے امن اور آرام پایا ہے۔ میں اپنے دعویٰ کی نسبت اِس قدر بیان کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ میں اپنی طرف سے نہیں بلکہ خدا کے انتخاب سے بھیجا گیا ہوں تا میں مغالطوں کو رفع کروں اور پیچیدہ مسائل کو صاف کردوں اور اسلام کی روشنی دُوسری قوموں کو دکھلاؤں اور یاد رہے کہ جیسا کہ ہمارے مخالف ایک مکروہ صورت اسلام کی دکھلا رہے ہیں۔ یہ صورت اسلام کی نہیں ہے بلکہ وہ ایسا چمکتا ہوا ہیرا ہے جس کا ہر ایک گوشہ چمک رہا ہے۔ ایک بڑے محل میں بہت سے چراغ ہوں اور کوئی چراغ کسی دریچہ

☆ یہاں بھی عبارت چھوٹی ہوئی ہے۔ (مصحح)

[1] الشوریٰ: ۴۱

پیغام صلح صفحہ 63، مندرجہ روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 484 از مرزا قادیانی	یہ حوالہ صفحہ 101 پر درج ہے

ہمارا کوئی الہام پیش کرنا چاہیئے۔ اجتہادی غلطی نبیوں اور رسولوں سے بھی ہو جاتی ہے۔ جس پر وہ قائم نہیں رکھے جاتے۔ ذرہ صحیح بخاری کو کھولو اور حدیث ذھب وھلی کو غور سے پڑھو۔ ایسا اعتراض کرنا جو دوسرے پاک نبیوں پر بلکہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی وہی اعتراض آوے مسلمانوں اور نیک آدمیوں کا کام نہیں ہے بلکہ لعنتیوں اور شیطانوں کا کام ہے۔ اگر دل میں فساد نہیں تو قوم کا تفرقہ دور کرنے کے لئے ایک جلسہ کرو اور مجلس عام میں میرے پر اعتراض کرو کہ فلاں پیشگوئی جھوٹی نکلی۔ پھر اگر حاضرین نے قسم کھا کر کہہ دیا کہ فی الواقع جھوٹی نکلی اور میرے جواب کو سن کر مدلل بیان اور شرعی دلیل سے ردّ کر دیا تو اُسی وقت مَیں توبہ کروں گا۔ ورنہ چاہیئے کہ سب توبہ کر کے اس جماعت میں داخل ہو جائیں اور درندگی اور بدزبانی چھوڑ دیں۔

﴿۱۵﴾ اے مسلمانوں کی ذریّت! میں نے آپ لوگوں کا کیا گناہ کیا ہے کہ آپ لوگ انواع اقسام کے منصوبوں سے میری ایذا کے درپے ہو گئے۔ تم میں سے جو مولوی ہیں وہ ہر وقت یہی وعظ کرتے ہیں کہ یہ شخص کافر بے دین دجّال ہے اور انگریزوں کی سلطنت کی حد سے زیادہ تعریف کرتا ہے اور رُومی سلطنت کا مخالف ہے۔ اور تم میں سے جو ملازمت پیشہ ہیں وہ اِس کوشش میں ہیں کہ مجھے اِس محسن سلطنت کا باغی ٹھہراویں۔ میں سنتا ہوں کہ ہمیشہ خلافِ واقعہ خبریں میری نسبت پہنچانے کے لئے ہر طرف سے کوشش کی جاتی ہے حالانکہ آپ لوگوں کو خوب معلوم ہے کہ میں باغیانہ طریق کا آدمی نہیں ہوں۔ میری عمر کا اکثر حصہ اس سلطنت انگریزی کی تائید اور حمایت میں گذرا ہے اور میں نے ممانعت جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارے میں اِس قدر کتابیں لکھی ہیں اور اشتہار شائع کئے ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں۔ میں نے ایسی کتابوں کو تمام ممالک عرب اور مصر اور شام اور کابل اور روم تک پہنچا دیا ہے۔ میری ہمیشہ کوشش رہی ہے کہ مسلمان اس سلطنت کے سچے خیر خواہ ہو جائیں اور مہدی خونی اور مسیح خونی کی بے اصل روایتیں اور جہاد کے

تریاق القلوب صفحہ 27 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 155 از مرزا قادیانی	یہ حوالہ صفحہ 101 پر درج ہے

چھاپا جائے اور پھر دس بیس نسخہ اسکے گورنمنٹ میں اور باقی نسخہ جات متفرق مواضع پنجاب و ہندوستان خاص کر سرحدی ملکوں میں تقسیم کئے جائیں۔ یہ سچ ہے کہ بعض غمخوار مسلمانوں نے ڈاکٹر ہنٹر صاحب کے خیالات کا رد لکھا ہے۔ مگر یہ دو چار مسلمانوں کا ردّ جمہوری ردّ کا ہرگز قائم مقام نہیں ہوسکتا۔ بلاشبہ جمہوری ردّ کا اثر ایسا قوی اور پرزور ہوگا جس سے ڈاکٹر صاحب کی تمام غلط تحریریں خاک سے مل جائیں گی اور بعض ناواقف مسلمان بھی اپنے سچے اور پاک اصول سے بخوبی مطلع ہو جائیں گے اور گورنمنٹ انگلشیہ پر بھی صاف باطنی مسلمانوں کی اور خیر خواہی اس رعیت کی کماحقہ کھل جائے گی اور بعض کوہستانی جہلا کے خیالات کی اصلاح بھی بذریعہ اسی کتاب کی وعظ اور نصیحت کے ہوتی رہے گی۔ بالآخر یہ بات بھی ظاہر کرنا ہم اپنے نفس پر واجب سمجھتے ہیں کہ اگرچہ تمام ہندوستان پر یہ حق واجب ہے کہ بنظر اُن احسانات کے کہ جو سلطنت انگلشیہ سے اس کی حکومت اور آرام بخش حکمت کے ذریعہ سے عامۂ خلائق پر وارد ہیں۔ سلطنت ممدوحہ کو خداوند تعالیٰ کی ایک نعمت سمجھیں اور مثل اور نعماء الٰہی کے اس کا شکر بھی ادا کریں۔ لیکن پنجاب کے مسلمان بڑے ناشکر گزار ہوں گے اگر وہ اس سلطنت کو جو ان کے حق میں خدا کی ایک عظیم الشان رحمت ہے نعمت عظمیٰ یقین نہ کریں۔ ان کو سوچنا چاہیئے کہ اس سلطنت سے پہلے وہ کس حالت پرملالت میں تھے اور پھر کیسے امن وامان میں آگئے۔ پس فی الحقیقت یہ سلطنت ان کیلئے ایک آسمانی برکت کا حکم رکھتی ہے جسکے آنے سے سب تکلیفیں ان کی دور ہوئیں اور ہر یک قسم کے ظلم اور تعدی سے نجات حاصل ہوئی اور ہر یک ناجائز روک اور مزاحمت سے آزادی میسر آئی۔ کوئی ایسا مانع نہیں کہ جو ہم کو نیک کام کرنے سے روک سکے یا ہماری آسائش میں خلل ڈال سکے۔ پس حقیقت میں خداوند کریم ورحیم نے اس سلطنت کو مسلمانوں کیلئے ایک باران رحمت بھیجا ہے جس سے پودہ اسلام کا پھر اس ملک پنجاب میں سرسبز ہوتا جاتا ہے اور جس کے فوائد کا اقرار حقیقت میں خدا کے احسانوں کا اقرار ہے۔ یہی سلطنت ہے جس کی آزادی ایسی بدیہی اور مسلّم الثبوت ہے کہ بعض دوسرے ملکوں سے مظلوم مسلمان ہجرت کر کے اس ملک میں آنا بدل وجان پسند کرتے ہیں۔ جس صفائی سے اس سلطنت کے ظلّ حمایت میں مسلمانوں کی اصلاح کے لئے

براہین احمدیہ جلد اوّل تا چہارم صفحہ 140 مندرجہ روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 140 از مرزا قادیانی | یہ حوالہ صفحہ 101 پر درج ہے

حوالہ نمبر 45

دوسری مرتبہ چودہ گھوڑے نذر کئے۔ اور اسی طرح وہ اور وقتوں میں بھی خدمات گورنمنٹ میں مشغول رہے اور وقتاً فوقتاً خوشنودی کی چٹھیات پاتے رہے اور انعام بھی ملتے رہے[1] اور چالیس برس اپنی عمر عزیز کے انہی خدمات میں انہوں نے بسر کئے اور پھر بعد اُن کے انتقال کے میرا بڑا بھائی میرزا غلام قادر خدمات گورنمنٹ میں مشغول رہا۔ اور پھر ان کے بعد مَیں ایک گوشہ نشین آدمی تھا جس کی دنیوی طریق پر زندگی نہیں تھی اور نہ اس کے کامل اسباب مہیا تھے۔ تاہم میں نے برابر ۱۶ برس سے یہ اپنے پر حق واجب ٹھیرا لیا کہ اپنی قوم کو اس گورنمنٹ کی خیر خواہی کی طرف بلاؤں اور ان کو سچی اطاعت کی طرف ترغیب دوں۔ چنانچہ مَیں نے اس مقصد کی انجام دہی کے لیے اپنی ہر یک تالیف میں یہ لکھنا شروع کیا[2] کہ اس گورنمنٹ کے ساتھ کسی طرح مسلمانوں کو جہاد درست نہیں۔ اور نہ صرف اس قدر بلکہ بار بار اس بات پر زور دیا کہ چونکہ گورنمنٹ برطانیہ برٹش انڈیا کی رعایا کی محسن ہے اس لیے مسلمانان ہند پر لازم ہے کہ نہ صرف اتنا ہی کریں کہ گورنمنٹ برطانیہ کے مقابل پر بدارادوں سے رُکیں بلکہ اپنی سچی شکرگذاری اور ہمدردی کے نمونے بھی گورنمنٹ کو دکھلا دیں کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ☆ یعنی احسان کا بدلہ بجز احسان کے اور کچھ نہیں۔ اور یہ بات قطعی اور فیصلہ شدہ ہے کہ گورنمنٹ برطانیہ مسلمانان ہند کی محسن ہے کیونکہ سکھوں کے زمانہ میں ہمارے دین اور دُنیا دونوں پر مصیبتیں تھیں۔ خدا تعالیٰ اس گورنمنٹ کو دُور سے ابر رحمت کی طرح لایا اور ان مصیبتوں سے اس گورنمنٹ کے عہدِ دولت نے ایک دم میں ہمیں چھوڑا دیا۔ پس اس گورنمنٹ کا شکر نہ کرنا بد ذاتی ہے اور جو شخص ایسے احسانات دیکھ کر پھر نفاق سے زندگی بسر کرے اور سچے دل سے شکر گذار نہ ہو تو بلاشبہ کافر نعمت ہے[3]۔ ہماری ایمانداری کا یہ تقاضا ہونا چاہیئے کہ ہم تہ دل سے اقرار کریں کہ درحقیقت یہ گورنمنٹ ہماری محسن ہے۔ ہم اس گورنمنٹ

---

[1] نوٹ: سرلیپل گریفن کی کتاب تذکرہ رئیسان پنجاب میں میرے والد صاحب کا مفصل ذکر ہے۔ یاد رہے کہ میرے والد صاحب کا نام میرزا غلام مرتضیٰ اور ان کے والد کا نام میرزا عطا محمد ہے۔ منہ

نوٹ [2] دیکھو براہین احمدیہ، شہادۃ القرآن۔ سرمہ چشم آریہ۔ آئینہ کمالات اسلام۔ حمامۃ البشریٰ۔ نور الحق وغیرہ

نوٹ [3]۔ اس زمانہ میں اکثر عیسائی معترضوں نے یہ اعتراض غلط فہمی سے اسلام پر کیا ہے کہ اسلام جبر اور تلوار کے زور سے پھیلایا گیا ہے۔ مگر افسوس کہ ایسے معترضوں نے قرآن کریم کی ان تعلیموں پر غور نہیں کی جن میں لکھا ہے کہ تم دوسری قوموں کے ظلم اور ایذا کی برداشت کرکے نرمی کے ساتھ دعوتِ حق کرو۔ خاص کر عیسائیوں کے مقابل پر یہ حکم تھا کہ اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ☆☆ یعنی جب تو کسی عیسائی معلم کے ساتھ بحث کرے تو حکمت اور نیک نصیحتوں کے ساتھ بحث کر جو نرمی اور تہذیب سے ہو۔ ہاں یہ سچ ہے کہ بہتیرے اس زمانہ کے جاہل اور

☆ الرحمٰن: ۶۱ ☆☆ النحل: ۱۲۶

مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ 460,459 طبع جدید از مرزا قادیانی | یہ حوالہ صفحہ 102 پر درج ہے

کے قدوم میمنت لزوم سے ہزاروں بلاؤں سے بچے اور ہمیں وہ آزادی ملی جس کے ذریعہ سے ہم دین اور دُنیا دونوں درست کرسکتے ہیں۔ پس اگر اب بھی ہم اس گورنمنٹ کے سچے خیر خواہ نہ ہوں تو خدا تعالےٰ کے سامنے ناشکرے ٹھہرینگے۔ یہ وہ تمام باتیں ہیں جن کو مَیں نے مختلف کتابوں میں شائع کیا اور ۱۶ سولہ برس تک برابر میں اس خدمت کو بجالاتا رہا۔ مگر نہ اس خیال سے کہ ریاکاروں کی طرح گورنمنٹ کو خوش کروں بلکہ میں نے ایمانداری کی راہ سے فی الحقیقت گورنمنٹ برطانیہ کے احسانات کو ایسا ہی پایا کہ جن کے شکر میں مجھ سے اب تک یہی ہو سکا کہ مَیں بذریعہ ان تالیفات کے مسلمانوں کے خیالات کو درست کروں اور ان کے دل

بقیہ حاشیہ:۔ نادان مولوی اپنی حماقت سے یہی خیال رکھتے ہیں کہ جہاد اور تلوار سے دین کو پھیلانا نہایت ثواب کی بات ہے اور وہ پردہ اور نفاق سے زندگی بسر کرتے ہیں لیکن وہ ایسے خیال میں سخت غلطی پر ہیں اور ان کی غلط فہمی سے الٰہی کتاب پر الزام نہیں آسکتا۔ واقعی سچائیاں اور حقیقی صداقتیں کسی جبر کی محتاج نہیں ہوتیں بلکہ جبر اس بات پر دلیل ٹھہرتا ہے کہ رُوحانی دلائل کمزور ہیں کیا وہ خدا جس نے اپنے پاک رسول پر یہ وحی نازل کی کہ فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ أُولُو الْعَزْمِ یعنی تو ایسا صبر کر کہ جو تمام اولوالعزم رسولوں کے صبر کے برابر ہو۔ یعنی اگر تمام نبیوں کا صبر اکٹھا کر دیا جائے تو وہ تیرے صبر سے زیادہ نہ ہو اور پھر فرمایا کہ لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ[1] یعنی دین میں جبر نہیں چاہیئے اور پھر فرمایا کہ اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ[2] یعنی عیسائیوں کے ساتھ حکمت اور نیک وعظوں کے ساتھ مباحثہ کرنا چاہئے۔ اور پھر فرمایا وَالْكَاظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ[3]۔ یعنی مومن وہی ہیں جو غصہ کو کھا جاتے ہیں اور یاوہ گو اور ظالم طبع لوگوں کے حملوں کو معاف کر دیتے ہیں اور بیہودگی کا بیہودگی سے جواب نہیں دیتے۔ کیا ایسا خُدا یہ تعلیم دے سکتا تھا کہ تم اپنے دین کے منکروں کو قتل کر دو اور ان کے مال لُوٹ لو اور اُن کے گھروں کو ویران کر دو بلکہ اسلام کی ابتدائی کارروائی جو حکمِ الٰہی کے موافق تھی صرف اتنی تھی کہ جنہوں نے ظالمانہ طور سے تلوار اُٹھائی وہ تلوار ہی سے مارے گئے اور جیسا کیا ویسا اپنا پاداش پالیا یہ کہاں لکھا ہے کہ تلوار کے ساتھ منکروں کو قتل کرتے پھرو یہ تو جاہل مولویوں اور نادان پادریوں کا خیال ہے جس کی کچھ بھی اصلیت نہیں۔ اس لئے خُدا نے جو راستی کا حامی ہے اور کسی صداقت کو ضائع کرنا نہیں چاہتا۔ اس زمانہ میں اس عاجز کو مامور کر کے ارادہ کیا کہ جہاد کا الزام اسلام پر سے اُٹھا دے اور لوگوں کو دکھا دے کہ اسلام اپنی ترقیوں میں جبر اور تلوار کا ہرگز محتاج نہیں بلکہ اپنی رُوحانی طاقت سے دلوں پر اثر کرتا ہے۔ اور جو نادان مولوی جہاد کے مسئلہ کا وِرد زبان پر رکھتے ہیں گویا وہ چاہتے ہیں کہ اسلام کے دامن پاک کو چار طرفہ اعتراضوں کی پلیدی سے آلودہ کریں۔ یہ معقول روشنی کا وقت اسلام کی بریّت ظاہر کرنے کا وقت ہے اور بخدا وہ حقیقت میں بری اور نہایت اعلیٰ شان کا مذہب ہے جو اسی خُدا کو پیش کرتا ہے جو درحقیقت خدا ہے اور نجات کو کسی

---

[1] البقرۃ: ۲۵۷ [2] النحل: ۱۲۶ [3] اٰل عمران: ۱۳۵

مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ 460,459 طبع جدید از مرزا قادیانی | یہ حوالہ صفحہ 102 پر درج ہے

چھاپا جائے اور پھر دس بیس نسخہ اسکے گورنمنٹ میں اور باقی نسخہ جات متفرق مواضع پنجاب و ہندوستان خاص کر سرحدی ملکوں میں تقسیم کئے جائیں۔ یہ سچ ہے کہ بعض غمخوار مسلمانوں نے ڈاکٹر ہنٹر صاحب کے خیالات کا رد لکھا ہے۔ مگر یہ دو چار مسلمانوں کا ردّ جمہوری ردّ کا ہرگز قائم مقام نہیں ہوسکتا۔ بلاشبہ جمہوری ردّ کا اثر ایسا قوی اور پرزور ہوگا جس سے ڈاکٹر صاحب کی تمام غلط تحریریں خاک سے مل جائیں گی اور بعض ناواقف مسلمان بھی اپنے سچے اور پاک اصول سے بخوبی مطلع ہو جائیں گے اور گورنمنٹ انگلشیہ پر بھی صاف باطنی مسلمانوں کی اور خیرخواہی اس رعیت کی کماحقہ کھل جائے گی اور بعض کوہستانی جہلا کے خیالات کی اصلاح بھی بذریعہ اسی کتاب کی وعظ اور نصیحت کے ہوتی رہے گی۔ بالآخر یہ بات بھی ظاہر کرنا ہم اپنے نفس پر واجب سمجھتے ہیں کہ اگرچہ تمام ہندوستان پر یہ حق واجب ہے کہ بنظر اُن احسانات کے کہ جو سلطنت انگلشیہ سے اس کی حکومت اور آرام بخش حکمت کے ذریعہ سے عامۂ خلائق پر وارد ہیں۔ سلطنت ممدوحہ کو خداوند تعالیٰ کی ایک نعمت سمجھیں اور مثل اور نعماء الٰہی کے اس کا شکر بھی ادا کریں۔ لیکن پنجاب کے مسلمان بڑے ناشکرگزار ہوں گے اگر وہ اس سلطنت کو جو ان کے حق میں خدا کی ایک عظیم الشان رحمت ہے نعمت عظمٰی یقین نہ کریں۔ ان کو سوچنا چاہئیے کہ اس سلطنت سے پہلے وہ کس حالت پر ملالت میں تھے اور پھر کیسے امن وامان میں آ گئے۔ پس فی الحقیقت یہ سلطنت ان کیلئے ایک آسمانی برکت کا حکم رکھتی ہے جسکے آنے سے سب تکلیفیں ان کی دور ہوئیں اور ہریک قسم کے ظلم اور تعدی سے نجات حاصل ہوئی اور ہریک ناجائز روک اور مزاحمت سے آزادی میسر آئی۔ کوئی ایسا مانع نہیں کہ جو ہم کو نیک کام کرنے سے روک سکے یا ہماری آسائش میں خلل ڈال سکے۔ پس حقیقت میں خداوند کریم ورحیم نے اس سلطنت کو مسلمانوں کیلئے ایک باران رحمت بھیجا ہے جس سے پودہ اسلام کا پھر اس ملک پنجاب میں سرسبز ہوتا جاتا ہے اور جس کے فوائد کا اقرار حقیقت میں خدا کے احسانوں کا اقرار ہے۔ یہی سلطنت ہے جس کی آزادی ایسی بدیہی اور مسلم الثبوت ہے کہ بعض دوسرے ملکوں سے مظلوم مسلمان ہجرت کر کے اس ملک میں آنا بدل وجان پسند کرتے ہیں۔ جس صفائی سے اس سلطنت کے ظل حمایت میں مسلمانوں کی اصلاح کے لئے

یہ حوالہ صفحہ 104 پر درج ہے	براہین احمدیہ حصہ اول تا چہارم صفحہ 140، مندرجہ روحانی خزائن جلد 1، صفحہ 140 از مرزا قادیانی

گورنمنٹ نے ایسا ہی تمہیں اپنے سایہ پناہ کے نیچے لے لیا جیسا کہ نجاشی بادشاہ نے جو کہ عیسائی تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو پناہ دی تھی۔ مَیں اس گورنمنٹ کی کوئی خوشامد نہیں کرتا جیسا کہ نادان لوگ خیال کرتے ہیں نہ اس سے کوئی صلہ چاہتا ہوں۔ بلکہ مَیں انصاف اور ایمان کے رو سے اپنا فرض دیکھتا ہوں کہ اس گورنمنٹ کی شکر گذاری کروں اور اپنی جماعت کو اطاعت کے لیے نصیحت کرتا رہوں۔ سو یاد رکھو اور خوب یاد رکھو کہ ایسا شخص میری جماعت میں داخل نہیں رہ سکتا جو اس گورنمنٹ کے مقابلہ پر کوئی باغیانہ خیال دل میں رکھے۔ اور میرے نزدیک یہ سخت بد ذاتی ہے کہ جس گورنمنٹ کے ذریعہ سے ہم ظالموں کے پنجے سے بچائے جاتے ہیں اور اس کے زیر سایہ ہماری جماعت ترقی کر رہی ہے اس کے احسان کے ہم شکر گذار نہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ[1] یعنی احسان کا بدلہ احسان ہے۔ اور حدیث شریف میں بھی ہے کہ جو انسان کا شکر نہیں کرتا وہ خدا کا شکر بھی نہیں کرتا۔ یہ تو سوچو کہ اگر تم اس گورنمنٹ کے سایہ سے باہر نکل جاؤ تو پھر تمہارا ٹھکانہ کہاں ہے۔ ایسی سلطنت کا بھلا نام تو لو جو تمہیں اپنی پناہ میں لے لیگی۔ ہر ایک اسلامی سلطنت تمہارے قتل کے لیے دانت پیس رہی ہے۔ کیونکہ ان کی نگاہ میں تم کافر اور مُرتد ٹھہر چکے ہو۔ سو تم اس خداداد نعمت کی قدر کرو اور تم یقیناً سمجھ لو کہ خدا تعالےٰ نے سلطنت انگریزی تمہاری بھلائی کے لیے ہی اس ملک میں قائم کی ہے اور اگر اس سلطنت پر کوئی آفت آئے تو وہ آفت تمہیں بھی نابود کر دے گی۔ یہ مسلمان لوگ جو اس فرقہ احمدیہ کے مخالف ہیں تم ان کے علماء کے فتوے سُن چکے ہو یعنی یہ کہ تم ان کے نزدیک واجب القتل ہو اور ان کی آنکھ میں ایک کُتا بھی رحم کے لائق ہے مگر تم نہیں ہو۔ تمام پنجاب اور ہندوستان کے فتوے بلکہ تمام ممالک اسلامیہ کے فتوے تمہاری نسبت یہ ہیں۔ کہ تم واجب القتل ہو اور تمہیں قتل کرنا اور تمہارا مال لوٹ لینا اور تمہاری بیویوں پر جبر کر کے اپنے نکاح میں لے آنا اور تمہاری میت کی توہین کرنا اور مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہ ہونے دینا نہ صرف جائز بلکہ بڑا ثواب کا کام ہے۔ سو یہی انگریز ہیں جن کو لوگ کافر کہتے ہیں جو تمہیں ان خونخوار دشمنوں سے بچاتے ہیں اور ان کی تلوار کے خوف سے تم قتل کئے جانے سے بچے ہوئے ہو۔ ذرا کسی اور سلطنت کے زیر سایہ رہ کر دیکھ لو کہ تم سے کیا سلوک کیا جاتا ہے۔ سو انگریزی سلطنت تمہارے لیے ایک رحمت ہے، تمہارے لیے ایک برکت ہے اور خدا کی طرف سے تمہاری سپر ہے۔ پس تم دل و جان سے اس سپر کی قدر کرو اور تمہارے مخالف جو مسلمان ہیں ہزارہا درجہ اُن سے انگریز بہتر ہیں۔ کیونکہ وہ تمہیں واجب القتل نہیں سمجھتے۔ وہ تمہیں بے عزت کرنا نہیں چاہتے کچھ بہت دن نہیں گذرے کہ ایک پادری نے کپتان ڈگلس کی عدالت میں میرے پر اقدام قتل کا مقدمہ کیا تھا۔ اس دانشمند اور منصف مزاج ڈپٹی کمشنر نے معلوم کر لیا کہ وہ مقدمہ سراسر جھوٹا اور بناوٹی ہے اس لیے مجھے عزت کے ساتھ

---

[1] الرحمٰن : ٦١

مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 709 طبع جدید، از مرزا قادیانی | یہ حوالہ صفحہ 105 پر درج ہے

﴿۳۰﴾ خاندان میں دستیاب ہوسکتی ہوں گی۔ بعد اس کے گورنمنٹ انگریزی کا زمانہ آیا۔ یہ زمانہ نہایت پُرامن ہے۔ اور سچ تو یہ ہے کہ اگر ہم خالصہ قوم کی عملداری کے دنوں کو امن عامہ اور آسائش کے لحاظ سے انگریزی عملداری کی راتوں سے بھی برابر قرار دیں تو یہ بھی ایک ظلم اور خلاف واقعہ ہوگا۔ یہ زمانہ روحانی اور جسمانی برکات کا مجموعہ ہے۔ اور آنے والی برکتیں اس کی ابتدائی بہار سے ظاہر ہیں۔ ہاں یہ زمانہ ایک عجیب جانور کی طرح کئی منہ رکھتا ہے۔ بعض منہ تو حقیقی خداشناسی اور راستبازی کے برخلاف ہونے کی وجہ سے خوفناک ہیں۔ اور بعض منہ بہت بابرکت اور راستبازی کے مؤید ہیں۔ مگر اس میں کچھ شک نہیں کہ انگریزی حکومت نے انواع واقسام کے علوم کو اس ملک میں بہت ترقی دی ہے۔ اور کتابوں کے چھاپنے اور شائع کرنے کے لئے ایسے سہل اور آسان طریق نکل آئے ہیں کہ زمانہ گذشتہ میں اُن کی کہیں نظیر نہیں ملتی۔ اور جو ہزارہا مخفی کتب خانے اس ملک میں تھے وہ بھی ظاہر ہو گئے اور تھوڑے ہی دنوں میں علمی رنگ میں زمانہ ایسا بدل گیا کہ گویا ایک نئی قوم پیدا ہوگئی۔ یہ سب کچھ ہوا مگر عملی حالتیں دن بدن کالعدم ہوتی گئیں اور اندر ہی اندر دہریت کا پودا بڑھنے لگا۔ گورنمنٹ انگریزی کے احسان میں کچھ شک نہیں۔ اِس قدر اپنی رعایا کو احسان پہنچایا اور معدلت گستری کی اور جابجا امن قائم کیا کہ اس کی نظیر دوسری گورنمنٹوں میں تلاش کرنا عبث ہے مگر وہ آزادی جو امن کا دائرہ پورا وسیع کرنے کے لئے رعایا کو دی گئی وہ اکثر لوگوں کو ہضم نہیں ہوسکی اور اس کے عوض میں جو خدا اور اس گورنمنٹ کا شکر بجالانا چاہئے تھا بجائے اس شکر کے اکثر دلوں میں اس قدر غفلت اور دنیا پرستی اور دنیا طلبی اور لاپرواہی بڑھ گئی کہ گویا یہ سمجھا گیا کہ دنیا ہی ہمارے لئے ہمیشہ رہنے کا مقام ہے اور گویا کہ ہم پر کسی کا بھی احسان نہیں اور نہ کسی کی حکومت ہے اور جیسا کہ دستور ہے کہ اکثر گناہ امن کی حالت میں ہی پیدا ہوتے ہیں۔

لیکچر لاہور صفحہ 30 مندرجہ روحانی خزائن، جلد 20 صفحہ 176، از مرزا قادیانی | یہ حوالہ صفحہ 105 پر درج ہے

طور سے خبر دے سکتا ہے کہ گویا وہ موجود ہے۔ کیا چھ سال کی میعاد بیان کرنا اور عید کے دوسرے دن کا پتہ دینا اور صورت موت بیان کر دینا یہ خدا سے ہونا محال ہے؟ اگر خدا سے محال ہے تو ان قیدوں کے ساتھ انسان کی اپنی پیشگوئی کیونکر ممکن ہے۔ کیا دور دراز عرصہ سے ایسی صحیح خبریں دینا انسان کا کام ہے؟ اگر ہے تو اس کی دنیا میں کوئی نظیر پیش کرو۔ گورنمنٹ کو یہ فخر ہونا چاہئے کہ اس ملک میں اور اس کے زمانہ بادشاہت میں خدا اپنے بعض بندوں سے وہ تعلق پیدا کر رہا ہے کہ جو قصوں اور کہانیوں کے طور پر کتابوں میں لکھا ہوا ہے۔ اس ملک پر یہ رحمت ہے کہ آسمان زمین سے نزدیک ہو گیا ہے۔ ورنہ دوسرے ملکوں میں اس کی نظیر نہیں!

یہ بھی ظاہر کر دینا ضروری ہے کہ مختلف مقامات پنجاب سے کئی خط میرے پاس پہنچے ہیں جن میں بعض آریہ صاحبوں کے جوشوں اور نامناسب منصوبوں کا تذکرہ ہے۔ میرے پاس وہ خط بحفاظت موجود ہیں۔ اور اس جگہ کے بعض آریہ کو میں نے وہ خط دکھلا دیئے ہیں۔ چنانچہ ایک خط جو گوجرانوالہ سے ایک معزز اور رئیس کا مجھ کو پہنچا ہے اس کا مضمون یہ ہے کہ ’’اس جگہ دو دن تک جلسہ ماتم لیکھرام ہوتا رہا اور قاتل کے گرفتار کنندہ کے لئے ہزار روپیہ انعام قرار پایا ہے اور دو سو اس کے لئے جو نشان دہی کرے۔ اور خارجاً سنا گیا ہے کہ ایک خفیہ انجمن آپ کے قتل کے لئے منعقد ہوئی ہے☆ اور اس انجمن کے ممبر قریب قریب شہروں کے لوگ (جیسے لاہور، امرتسر، بٹالہ اور خاص گوجرانوالہ کے ہیں) منتخب ہوئے ہیں۔ اور تجویز یہ ہے کہ بیس ہزار روپیہ چندہ ہو کر کسی شریر طامع کو اس کام کیلئے مامور کریں تا وہ موقعہ پا کر قتل کر دے☆☆ چنانچہ دو ہزار روپیہ تک چندہ کا بندوبست ہو بھی گیا ہے۔ باقی دوسرے شہروں اور دیہات سے وصول کیا جائے گا‘‘۔ پھر بعد اس کے ﴿۲۰﴾

☆ یہی خبر اجمالاً پیسہ اخبار میں بھی لکھی ہے۔ منہ

☆☆ براہین احمدیہ کا وہ الہام یعنی یا عیسٰی انّی متوفیک جو سترہ برس سے شائع ہو چکا ہے اس کے اس وقت خوب معنے کھلے یعنی یہ الہام حضرت عیسیٰ کو اس وقت بطور تسلی ہوا تھا جب یہود ان کے مصلوب کرنے کے لئے کوشش کر رہے تھے۔ اور اس جگہ بجائے یہود ہنود کوشش کر رہے ہیں اور الہام کے یہ معنے ہیں کہ میں تجھے ایسی ذلیل اور لعنتی موتوں سے بچاؤں گا۔ دیکھو اس واقعہ نے عیسیٰ کا نام اس عاجز پر کیسے چسپاں کر دیا ہے۔ منہ

سراج منیر صفحہ 21 مندرجہ روحانی خزائن جلد 12، صفحہ 23، از مرزا قادیانی | یہ حوالہ صفحہ 105 پر درج ہے

یہ کیسا زمانہ ہے۔یہی قیامت کی نشانیاں ہیں۔اگر یہ مولوی صاحب پہلے ہمارے مخالفوں کو اسلام پر حملہ کرنے سے روکتے اُن کی کتابیں اور رسالے اور اخباریں شائع ہونے سے بند کرا دیتے اور پھر ہمیں بھی بند کرنے کے لیے کہتے یا بالمقابل ان سے بھی بند کرنے کا وعدہ لے لیتے تو ایک بات بھی تھی مگر یہ کس قسم کا حکم ہے کہ ہم تو پانچ چھ سال تک جب تک گورنمنٹ قانون پاس نہ کرے مخالفوں کی گالیاں اور جھوٹے الزام سُن کر ان کے زہرناک اثر روکنے کے لیے مجاز نہ ہوں مگر وہ لوگ جو چاہیں سو کریں۔

پھر جس حالت میں ہماری کتابوں میں صرف واقعات صحیحہ کا بیان ہے اور تمام مخالفوں کی کتابیں بیجا افتراؤں سے بھری ہوئی ہیں تو کیا ہماری کتابوں کو شائع ہونے سے روکنا اور اُن کی کتابوں کے شائع ہونے پر رضامندی ظاہر کرنا کسی سچے مسلمان کا کام ہے۔اگر مولوی صاحب آریوں اور پادریوں کے وکیل بن کر ہماری کتابوں پر کوئی نکتہ چینی کریں اور کوئی افتراء ثابت کرنا چاہیں تو ہرگز انکو میسّر نہ ہوگا مگر ہم آریوں اور پادریوں کے صدہا افتراء ثابت کرتے ہیں۔

اب حاصل کلام یہ کہ اس طرح پر مولوی صاحب موصوف نے ہماری اس کارروائی کو برباد کیا۔لوگ اس انتظار میں ہوں گے کہ مولوی صاحب کچھ کام کر رہے ہیں۔مگر مولوی صاحب کا مطلب صرف دین کو نقصان پہنچانا تھا اور ہمارے کام میں حرج ڈالنا تھا۔اُن کو ہماری کتابوں کے تلف کرنے کی کیوں فکر پڑ گئی اور مخالفوں کی وہ کروڑہا کتابیں اُن کو بھول گئیں جو گالیوں اور بہتانوں سے بھری ہوئی ہیں۔یہ تو ظاہر تھا کہ قانون پاس ہونے سے ایسے لوگوں کی کتابیں خود ردّی ہو جائیں گی جو خلاف واقعہ باتوں پر مشتمل ہونگی اور اُن کی اشاعت ایک جرم میں داخل ہوگی۔انہیں اغراض کے لیے تو قانون کی حاجت تھی۔غرض مولوی محمد حسین صاحب کی حقیقت معلوم ہوگئی۔اُن سے یہ کام ہونا ممکن نہیں اگر ان میں ایک ذرہ اسلام کی خیرخواہی باقی ہے تو چاہیئے کہ اپنا استعفاء اسی طرح شائع کریں جس طرح ہم نے شائع کیا تھا اور خدا تعالیٰ سے اس گناہ کی معافی چاہیں جو ناحق فضول گوئی سے چلتے کام کو روک دیا اور ہم یہ وعدہ نہیں کرتے کہ ضرور قانون کو پاس کرادیں گے۔یہ امر تو اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے،لیکن ہم مولوی صاحب کی طرح فارغ نہیں بیٹھیں گے اور جہاں تک بشری طاقت ہے اس کام کے لیے کوشش کریں گے۔

اب اے بھائیو ایک دوسرا کام ہے جو میں شروع کرنا چاہتا ہوں۔آپ لوگ یقیناً سمجھیں کہ سرکار انگریزی اس درخت کی طرح ہے جو پھلوں سے لدا ہوا ہو۔اور ہر ایک شخص جو میوہ چینی کے قواعد کی رعایت سے اس درخت کی طرف ہاتھ لمبا کرتا ہے تو کوئی نہ کوئی پھل اس کے ہاتھ میں آجاتا ہے۔ہماری بہت سی مرادیں ہیں جن کا مرجع اور مدار خدا تعالیٰ نے اس گورنمنٹ کو بنا دیا ہے۔اور ہم یقین رکھتے ہیں کہ رفتہ رفتہ وہ ساری مرادیں اس مہربان گورنمنٹ سے ہمیں حاصل ہوں۔مگر اس مقصد کے بعد جو دفعہ ۲۹۸ کی

امرنا نصر من اللہ و فتح مبین - و اٰخر دعونا ان الحمد للہ ربّ العالمین -

المشتہر مرزا غلام احمد مسیح موعود از قادیان

۷ / جون ۱۹۰۰ء

(یہ اشتہار ۲۰ × ۲۶ / ۴ کے ۴ صفحہ پر ہے) مطبوعہ ضیاء الاسلام پریس قادیان

(ترجمہ از مرتب)

اے مسلمانو! (اللہ تم پر رحم کرے) جان لو کہ اللہ تعالیٰ ہی اسلام کی حفاظت کا ذمہ دار ہے اور وہی اس کے اہم امور کا کفیل ہے۔ اس نے اپنے اس دین کو اپنی حکمتوں اور اپنے علوم کے لیے تعلق کا ذریعہ بنایا ہے اور اس نے اس کے ظاہر و باطن میں معارف رکھ دیئے ہیں۔ اور ان حکمتوں میں سے جو اس نے اس دین میں ہدایت پانے والوں کی ہدایت کی زیادتی کے لیے ودیعت کی ہیں ایک حکمت جہاد ہے جس کا ابتدائے اسلام میں حکم دیا گیا اور پھر اس زمانہ میں اسے ممنوع قرار دیا گیا۔ اور اس میں راز یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ابتدائے اسلام میں ان مسلمانوں کو جن پر حملے کئے جا رہے تھے کفار کے حملوں سے دفاع کے لیے اور دین اسلام اور صحابہ کی جانوں کی حفاظت کے لیے جہاد کی اجازت دے دی تھی لیکن سلطنت برطانیہ کے دور میں وہ زمانہ بدل گیا☆ اور مسلمانوں کو امن نصیب ہوا۔ اور اس طرح تلواروں اور نیزوں کی حاجت نہ رہی۔ پس اس وقت مخالفوں نے مجاہدین کو گنہگار ٹھیرایا۔ اور انہیں ظالموں اور خون بہانے والوں کے مسلک پر چلنے والا قرار دیا اور اللہ تعالیٰ نے ان سے غازیوں کے راز کو مخفی رکھا۔ اس لیے انہوں نے دین کی تمام لڑائیوں کو نکتہ چینی کی نظر سے دیکھا اور ہر مجاہد کو جبر، سرکشی اور گمراہی کی طرف منسوب کیا۔ پس اللہ تعالیٰ کی مصلحتوں نے اس بات کا تقاضا کیا کہ وہ لڑائی اور جہاد کو منسوخ کر دے اور اسی طرح اپنے بندوں پر رحم کرے اور اللہ تعالیٰ کی یہ سنت پہلے لوگوں میں بھی جاری رہی ہے۔ چنانچہ اس سے قبل بنو اسرائیل پر بھی ان کے جہاد کی وجہ سے طعن کیا گیا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کے زمانہ کے آخر میں حضرت مسیح کو مبعوث کیا اور اس طرح اس نے یہ دکھا دیا کہ نکتہ چینی کرنے والے ہی خطا کار تھے۔ اب میرے رب نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے آخر میں مجھے مبعوث کیا اور اس زمانہ کی مقدار کو حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کے درمیانی زمانہ کی مقدار کے مشابہ بنا دیا اور اس میں سوچ بچار کرنے والوں کے لیے ایک بڑا نشان ہے اور میری بعثت اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بعثت کا مقصد ایک ہی

☆ نوٹ: بیشک ہم اس سلطنت برطانیہ کے زیر سایہ پوری آزادی سے زندگی بسر کر رہے ہیں اور اس حکومت کی مہربانی سے ہمارے اموال ہماری جانیں ہماری عزت اور ہماری عزتیں ظالموں کے ہاتھوں سے محفوظ ہیں۔ پس ہم پر واجب ہے کہ ہم اس کی مہربانی کی وجہ سے اور اس وجہ سے کہ اس نے ہمکو اپنی عمدہ خصال کی وجہ سے راحت کا جام پلایا ہے تہ دل سے اس کا شکریہ ادا کریں اور ہم پر یہ بھی واجب ہے کہ ہم اس کے دشمنوں کو تلواروں کی چمک دکھائیں اور اس کے خلاف نہیں بلکہ اس کی خاطر اپنے غصہ کی آگ کو بھڑکائیں۔ منہ

مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 417 طبع جدید از مرزا قادیانی	یہ حوالہ صفحہ 106 پر درج ہے

جوش دلانے والے مسائل جو احمقوں کے دِلوں کو خراب کرتے ہیں۔ ان کے دلوں سے معدوم ہو جائیں پھر کیونکر ممکن تھا کہ میں اس سلطنت کا بدخواہ ہوتا یا کوئی ناجائز باغیانہ منصوبے اپنی جماعت میں پھیلاتا جبکہ میں بیس برس تک یہی تعلیم اطاعت گورنمنٹ انگریزی کی دیتا رہا۔ اور اپنے مریدوں میں یہی ہدایتیں جاری کرتا رہا تو کیونکر ممکن تھا کہ ان تمام ہدایتوں کے برخلاف کسی بغاوت کے منصوبے کی میں تعلیم کروں۔ حالانکہ میں جانتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے میری اور میری جماعت کی پناہ اس سلطنت کو بنا دیا ہے۔ یہ امن جو اس سلطنت کے زیر سایہ ہمیں حاصل ہے نہ یہ امن مکہ معظمہ میں مل سکتا ہے نہ مدینہ میں اور نہ سلطان روم کے پایہ تخت قسطنطنیہ میں۔ پھر میں خود اپنے آرام کا دشمن بنوں۔ اگر اس سلطنت کے بارے میں کوئی باغیانہ منصوبہ دل میں مخفی رکھوں اور جو لوگ مسلمانوں میں سے ایسے بدخیال جہاد اور بغاوت کے دلوں میں مخفی رکھتے ہوں میں ان کو سخت نادان بدقسمت ظالم سمجھتا ہوں۔ کیونکہ ہم اِس بات کے گواہ ہیں کہ اِسلام کی دوبارہ زندگی انگریزی سلطنت کے امن بخش سایہ سے پیدا ہوئی ہے۔ تم چاہو دل میں مجھے کچھ کہو۔ گالیاں نکالو یا پہلے کی طرح کافر کا فتویٰ لکھو۔ مگر میرا اصول یہی ہے کہ ایسی سلطنت سے دِل میں بغاوت کے خیالات رکھنا یا ایسے خیال جن سے بغاوت کا احتمال ہو سکے سخت بدذاتی اور خدا تعالیٰ کا گناہ ہے۔ بہتیرے ایسے مسلمان ہیں جن کے دل کبھی صاف نہیں ہوں گے۔ جب تک اُن کا یہ اعتقاد نہ ہو کہ خونی مہدی اور خونی مسیح کی حدیثیں تمام افسانہ اور کہانیاں ہیں۔

اے مسلمانوں اپنے دین کی ہمدردی تو اختیار کرو مگر سچی ہمدردی۔ کیا اِس معقولیت کے زمانہ میں دین کے لئے یہ بہتر ہے کہ ہم تلوار سے لوگوں کو مسلمان کرنا چاہیں۔ کیا جبر کرنا اور زور اور تعدّی سے اپنے دین میں داخل کرنا اِس بات کی دلیل ہوسکتی ہے کہ وہ دین خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے؟ خدا سے ڈرو اور یہ بیہودہ الزام دین اسلام پر مت لگاؤ کہ اس نے جہاد کا مسئلہ سکھایا ہے اور زبردستی اپنے مذہب میں داخل کرنا اس کی تعلیم ہے۔ معاذ اللہ ہرگز

تریاق القلوب صفحہ 28 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15، صفحہ 156 از مرزا قادیانی	یہ حوالہ صفحہ 110 پر درج ہے

کے بدن کو توڑا تھا اور زخمی کیا تھا۔ مگر جس وقت حضرت مسیح کا بدن صلیب کی کیلوں سے توڑا گیا اس زخم اور شکست کے لئے تو خدا نے مرہم عیسیٰ طیار کر دی تھی جس سے چند ہفتوں میں ہی حضرت عیسیٰ شفا پا کر اس ظالم ملک سے ہجرت کر کے کشمیر جنت نظیر کی طرف چلے آئے۔ لیکن اس صلیب کا توڑنا جو اُس پاک بدن کے عوض میں توڑا جائے گا جیسا کہ صحیح بخاری میں ذکر ہے ایسا نہیں ہے جیسا کہ مسیح کا مبارک بدن صلیب پر توڑا گیا جو آخر مرہم عیسیٰ کے استعمال سے اچھا ہو گیا بلکہ اس کے لئے کوئی بھی مرہم نہیں جب تک کہ عدالت کا دن آئے۔ یہ خدا کا کام ہے جو اُس نے اپنا ارادہ اس نہایت عاجز بندہ کے ذریعہ سے پورا کیا۔ مگر اِس بات کو یاد رکھنا چاہئے کہ بخاری کی یہ حدیث کہ مسیح آئے گا اور صلیب کو توڑے گا وہ معنے نہیں رکھتے جو ہمارے قابلِ رحم علماء بیان کرتے ہیں۔ کیونکہ انہوں نے اپنی کوتہ اندیشی سے یہ سمجھا ہوا ہے کہ مسیح دنیا میں آکر ایک بڑے جہاد کا دروازہ کھولے گا۔ اور محمد مہدی خلیفہ سے مل کر دین پھیلانے کے لئے لڑائیاں کرے گا۔ اور تلوار اُٹھائے گا اور ایک بڑی خونریزی ہوگی جو دنیا کے ابتدا سے اس وقت تک کبھی نہیں ہوئی ہوگی۔ اور یہاں تک خونریزی کرے گا جو زمین کو خون سے بھر دے گا سو یاد رہے کہ یہ عقیدہ سراسر باطل ہے بلکہ وہ حق محض جو خدا نے ہمیں سمجھایا ہے یہ ہے کہ مسیح جس کا دوسرا نام مہدی ہے دنیا کی بادشاہت سے ہرگز حصہ نہیں پائے گا بلکہ اس کے لئے آسمانی بادشاہت ہوگی۔ اور یہ جو حدیثوں میں آیا ہے کہ مسیح حکم ہو کر آئے گا اور وہ اسلام کے تمام فرقوں پر حاکم عام ہوگا جس کا ترجمہ انگریزی میں گورنر جنرل ہے سو یہ گورنری اُس کی زمین کی نہیں ہوگی بلکہ ضرور ہے کہ وہ حضرت عیسیٰ ابن مریم کی طرح غربت اور خاکساری سے آوے۔ سو ایسا ہی وہ ظاہر ہوا تا وہ سب باتیں پوری ہوں جو صحیح بخاری میں ہیں کہ یضع الحرب یعنی وہ مذہبی جنگوں کو موقوف کر دے گا اور اُس کا زمانہ امن اور صلح کاری کا ہوگا۔ جیسا کہ یہ بھی لکھا ہے کہ اُس کے زمانہ میں

﴿۹﴾

تریاق القلوب صفحہ 16، 17 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15، صفحہ 144، 145 از مرزا قادیانی | یہ حوالہ صفحہ 110 پر درج ہے

شیر اور بکری ایک گھاٹ سے پانی پئیں گے اور سانپوں سے بچے کھیلیں گے اور بھیڑیئے اپنے حملوں سے باز آئیں گے۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ وہ ایک ایسی سلطنت کے زیر سایہ پیدا ہوگا جس کا کام انصاف اور عدل گستری ہوگا۔ سو اِن حدیثوں سے صریح اور کھلے طور پر انگریزی سلطنت کی تعریف ثابت ہوتی ہے کیونکہ وہ مسیح اِسی سلطنت کے ماتحت پیدا ہوا ہے اور یہی سلطنت ہے جو اپنے انصاف سے سانپوں کو بچوں کے ساتھ ایک جگہ جمع کر رہی ہے اور ایسا امن ہے کہ کوئی کسی پر ظلم نہیں کر سکتا۔ اس لئے مجھے جو میں مسیح موعود ہوں زمین کی بادشاہت سے کچھ تعلق نہیں بلکہ ضرور تھا کہ میں غربت اور مسکینی سے آتا۔ تا اس اعتراض کو دنیا پر سے اُٹھا دیتا کہ "اسلام تلوار سے پھیلا ہے نہ آسمانی نشانوں سے" کیونکہ مسیح موعود کا آنا عیسائی خیالات کی شکست کے لئے تھا۔ پھر جبکہ مسیح نے خود ہی جبر کرنا شروع کیا اور تلوار سے لوگوں کو مسلمان کرنے لگا اور ایسی تعلیم دینے لگا تو اس صورت میں وہ عیسائیوں کے اُن اعتراضات کو اور پختہ کرے گا جو جہاد کے بارے میں اسلام کی نسبت وہ رکھتے ہیں۔ نہ یہ کہ ان کو دُور کر دے گا۔ اِس لئے خدا کے سچے مسیح اور مہدی کے لئے ضروری ہے کہ آسمانی نشانوں کے ساتھ دین کو پھیلاوے تا وہ لوگ شرمندہ ہوں جنہوں نے خدا کے دین اسلام پر ناحق جھوٹے الزام لگائے۔ سو اسی وجہ سے میں نشانوں کے ساتھ بھیجا گیا ہوں اور ایک بڑا بھاری معجزہ میرا یہ ہے کہ میں نے حسی بدیہی ثبوتوں کے ذریعہ سے حضرت عیسٰی علیہ السلام کی وفات کو ثابت کر دیا ہے اور ان کی جائے وفات اور قبر کا پتہ دے دیا ہے۔ چنانچہ جو شخص میری کتاب **مسیح ہندوستان میں** اوّل سے آخر تک پڑھے گا۔ گو وہ مسلمان ہو یا عیسائی یا یہودی یا آریہ۔ ممکن نہیں کہ اس کتاب کے پڑھنے کے بعد اس بات کا وہ قائل نہ ہو جائے کہ مسیح کے آسمان پر جانے کا خیال لغو اور جھوٹ اور افترا ہے۔ غرض یہ ثبوت نظری حد تک محدود نہیں بلکہ نہایت صاف اور اجلیٰ بدیہیات ہے جس سے انکار کرنا نہ صرف بعید از انصاف بلکہ انسانی حیا سے دُور ہے۔

تریاق القلوب صفحہ 16، 17 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15، صفحہ 144، 145 از مرزا قادیانی	یہ حوالہ صفحہ 110 پر درج ہے

نجاست اور ہڈیوں کی فروخت سے وہ فوائد حاصل کرتے ہیں کہ اس سے پہلے زمانوں میں اعلیٰ درجہ کے غلوں کی فروخت میں وہ فوائد حاصل نہیں ہو سکتے تھے اور نہ صرف یہی آرام کی صورتیں ہیں بلکہ نظر اُٹھا کر دیکھو تو تمام اسباب معاشرت وحاجات سفر وحضر کے متعلق وہ آرام کی سبیلیں نکل آئی ہیں جو اس سے پہلے وقتوں میں شاید کسی نے خواب میں بھی نہ دیکھی ہوں گی ﴿۵۷﴾ پس اس مبارک گورنمنٹ کے زمانہ کو اگر اُس امن کے زمانہ میں[1] سے مشابہت دیں جو حضرت نوح کے وقت میں تھا تو یہ زمانہ بلا وجہ[2] اس کا مثیل غالب ہوگا۔

اب جب کہ یہ ثابت ہو چکا کہ سچے مسیح نے اُس زمانہ میں آنے کا ہرگز وعدہ نہیں کیا جو جنگ وجدل اور جور وجفا کا زمانہ ہو جس میں کوئی شخص امن سے زندگی بسر نہ کر سکے اور نیک لوگ پکڑیں جائیں اور عدالتوں میں سپرد کئے جائیں اور قتل کئے جائیں بلکہ مسیح نے صاف لفظوں میں فرما دیا کہ اُن پُر فتنہ زمانوں میں جھوٹے مسیح عیسائیوں اور یہودیوں میں پیدا ہوں گے جیسا کہ اُن پہلے زمانوں میں کئی لوگ ایسے پیدا بھی ہو چکے ہیں جنہوں نے مسیح ہونے کا دعویٰ کیا تھا اِسی وجہ سے مسیح نے تاکید سے کہا کہ میرا آنا اُن اوائل زمانوں میں ہرگز نہیں ہوگا اور شور اور فساد اور جور وجفا اور لڑائیوں کے دنوں میں ہرگز نہیں آؤں گا بلکہ امن کے دنوں میں آؤں گا ہاں اُس وقت بباعث غایت درجہ کے امن وآرام کے بے دینی پھیلی ہوئی ہوگی اور ﴿۵۸﴾ محبت الٰہی دلوں سے اُٹھی ہوئی ہوگی جیسا کہ نوح کے وقت میں تھا سو یہ ایک نہایت عمدہ نشان ہے جو مسیح نے اپنے آنے کے لئے پیش کیا ہے اگر چاہو تو اس کو قبول کر سکتے ہو۔

اِس جگہ اس سوال کا حل کرنا بھی ضروری ہے کہ مسیح کس عمدہ اور اہم کام کے لئے آنے والا ہے۔ اگر یہ خیال کیا جائے کہ دجّال کے قتل کرنے کے لئے آئے گا تو یہ خیال نہایت ضعیف اور بودا ہے۔ کیونکہ صرف ایک کافر کا قتل کرنا کوئی ایسا بڑا کام نہیں جس کے لئے ایک نبی کی ضرورت ہو خاص کر اس صورت میں کہ کہا گیا ہے کہ اگر مسیح قتل بھی نہ کرتا تب بھی دجّال خود بخود پگھل کر نابود ہو جاتا۔ بلکہ سچ تو یہ ہے کہ مسیح کا آنا اس لئے خدائے تعالیٰ کی طرف سے

[1] میں زائد لگتا ہے۔ (ناشر) [2] نقل مطابق اصل ہے۔ سہو کتابت معلوم ہوتا ہے۔ صحیح ’’بلا شبہ‘‘ ہے (ناشر)

ازالہ اوہام صفحہ 58 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 131 از مرزا قادیانی | یہ حوالہ صفحہ 111 پر درج ہے

اس مقدمہ میں میری مخالفت میں سارا زور لگایا گیا اور یہ سمجھ لیا گیا تھا کہ بس اب سلسلہ کا خاتمہ ہے۔ اور حقیقت میں اگر خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ سلسلہ نہ ہوتا اور وہی اس کی تائید اور نصرت کیلئے کھڑا نہ ہوتا تو اس کے مٹنے میں کوئی شک وشبہ ہی نہ رہا تھا۔ ملک کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک کرم دین کی حمایت کی گئی۔ اور ہر طرح سے اس کو مدد دی گئی۔ یہاں تک کہ اس مقدمہ میں بعض نے مولوی کہلا کر میرے خلاف وہ گواہیاں دیں جو سراسر خلاف تھیں۔ اور یہاں تک بیان کیا کہ زانی ہو۔ فاسق ہو۔ فاجر ہو پھر بھی وہ متقی ہوتا ہے۔ یہ مقدمہ ایک لمبے عرصہ تک ہوتا رہا۔ اس اثنا میں بہت سے نشانات ظاہر ہوئے۔ آخر مجسٹریٹ نے جو ہندو تھا مجھ پر پانچسو روپیہ جرمانہ کر دیا۔ مگر خدا تعالیٰ نے پہلے سے یہ اطلاع دی ہوئی تھی۔

"عدالتِ عالیہ نے اس کو بَری کر دیا۔"

اس لئے جب وہ اپیل ڈویژنل جج کے سامنے پیش ہوا تو خدا داد فراست سے انہوں نے فوراً ہی مقدمہ کی حقیقت کو سمجھ لیا اور قرار دیا کہ کرم دین کے حق میں مَیں نے جو کچھ لکھا تھا وہ بالکل درست تھا یعنی مجھے اس کے لکھنے کا حق حاصل تھا۔ چنانچہ اس نے جو فیصلہ لکھا ہے وہ شائع ہو چکا ہے۔ آخر اس نے مجھے بَری ٹھہرایا اور جرمانہ واپس کیا اور ابتدائی عدالت کو بھی مناسب تنبیہ کی کہ کیوں اتنی دیر تک یہ مقدمہ رکھا گیا۔

[غرض جب کوئی موقع میرے مخالفوں کو ملا ہے انہوں نے میرے کچل دینے اور ہلاک کر دینے میں کوئی دقیقہ باقی نہیں رکھا اور کوئی کسر نہیں چھوڑی مگر خدا تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے مجھے ہر آگ سے بچایا اُسی طرح جس طرح پر وہ اپنے رسولوں کو بچاتا آیا ہے۔ مَیں ان واقعات کو مدنظر رکھ کر بڑے زور سے کہتا ہوں کہ یہ گورنمنٹ بمراتب اس رومی گورنمنٹ سے بہتر ہے جس کے زمانہ میں مسیحؑ کو دُکھ دیا گیا۔ پیلاطوس گورنر جس کے روبرو پہلے مقدمہ پیش ہوا وہ دراصل مسیح کا مرید تھا اور اس کی بیوی بھی مرید تھی۔ اسی وجہ سے اس نے]

لیکچر لدھیانہ صفحہ 24،23 مندرجہ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 272,271 از مرزا قادیانی	یہ حوالہ صفحہ 111 پر درج ہے

مسیح کے خون سے ہاتھ دھوئے مگر باوجود اس کے کہ وہ مرید تھا اور گورنر تھا اُس نے اِس جرأت سے کام نہیں لیا جو کپتان ڈگلس نے دکھائی۔ وہاں بھی مسیح بے گناہ تھا اور یہاں بھی مَیں بے گناہ تھا۔ مَیں سچ کہتا ہوں اور تجربہ سے کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے اس قوم کو حق کے لئے ایک جرأت دی ہے۔ پس مَیں اس جگہ پر تمام مسلمانوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ ان پر فرض ہے کہ وہ **سچے دل سے گورنمنٹ کی اطاعت کریں**۔ یہ بخوبی یاد رکھو کہ جو شخص اپنے محسن انسان کا شکر گزار نہیں ہوتا وہ خدا تعالیٰ کا شکر بھی نہیں کر سکتا۔ جس قدر آسائش اور آرام اس زمانہ میں حاصل ہے اس کی نظیر نہیں ملتی۔ ریل۔ تار۔ ڈاکخانہ۔ پولیس وغیرہ کے انتظام دیکھو کہ کس قدر فوائد ان سے پہنچتے ہیں۔ آج سے ساٹھ ستر برس پہلے بتاؤ کیا ایسا آرام اور آسانی تھی؟ پھر خود ہی انصاف کرو جب ہم پر ہزاروں احسان ہیں تو ہم کیونکر شکر نہ کریں۔

اکثر مسلمان مجھ پر حملہ کرتے ہیں کہ تمہارے سلسلہ میں یہ عیب ہے کہ تم جہاد کو موقوف کرتے ہو۔ مجھے افسوس ہے کہ وہ نادان اس کی حقیقت سے محض ناواقف ہیں۔ وہ اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بدنام کرتے ہیں۔ آپ نے کبھی اشاعت مذہب کیلئے تلوار نہیں اُٹھائی۔ جب آپ پر اور آپ کی جماعت پر مخالفوں کے ظلم انتہا تک پہنچ گئے اور آپ کے مخلص خدام میں سے مَردوں اور عورتوں کو شہید کر دیا گیا اور پھر مدینہ تک آپ کا تعاقب کیا گیا اُس وقت مقابلہ کا حکم ملا۔ آپؐ نے تلوار نہیں اُٹھائی مگر دشمنوں نے تلوار اُٹھائی بعض اوقات آپ کو ظالم طبع کفار نے سر سے پاؤں تک خون آلود کر دیا تھا مگر آپؐ نے مقابلہ نہیں کیا۔ خوب یاد رکھو کہ اگر تلوار اسلام کا فرض ہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکّہ میں اُٹھاتے مگر نہیں وہ تلوار جس کا ذکر ہے وہ اُس وقت اٹھی جب موذی کفار نے مدینہ تک تعاقب کیا۔ اس وقت مخالفین کے ہاتھ میں تلوار تھی مگر اب تلوار نہیں اور

لیکچر لدھیانہ صفحہ 23،24 مندرجہ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 271،272 از مرزا قادیانی | یہ حوالہ صفحہ 111 پر درج ہے

ہیں اور ایسی کتابوں کے چھاپنے اور شائع کرنے میں ہزارہا روپیہ خرچ کیا گیا۔ مگر باایں ہمہ میری طبیعت نے کبھی نہیں چاہا کہ ان متواتر خدمات کا اپنے حکام کے پاس ذکر بھی کروں کیونکہ میں نے کسی صلہ اور انعام کی خواہش سے نہیں بلکہ ایک حق بات کو ظاہر کرنا اپنا فرض سمجھا اور درحقیقت وجود سلطنت انگلشیہ خدا تعالےٰ کی طرف سے ہمارے لیے ایک نعمت تھی جو مدت دراز کی تکلیفات کے بعد ہم کو ملی اس لیے ہمارا فرض تھا کہ اُس نعمت کا بار بار اظہار کریں۔ ہمارا خاندان سکھوں کے ایام میں ایک سخت عذاب میں تھا اور نہ صرف یہی تھا کہ انہوں نے ظلم سے ہماری ریاست کو تباہ کیا اور ہمارے صدہا دیہات اپنے قبضہ میں کئے بلکہ ہماری اور تمام پنجاب کے مسلمانوں کی دینی آزادی کو بھی روک دیا ایک مسلمان کو بانگ نماز پر بھی مارے جانے کا اندیشہ تھا چہ جائیکہ اور رسوم عبادت آزادی سے بجا لا سکتے۔ پس یہ اس گورنمنٹ محسنہ کا ہی احسان تھا کہ ہم نے اس جلتے ہوئے تنور سے خلاصی پائی اور خدا تعالےٰ نے ایک ابر رحمت کی طرح اس گورنمنٹ کو ہمارے آرام کے لیے بھیج دیا پھر کس قدر بد ذاتی ہوگی کہ ہم اس نعمت کا شکر بجا نہ لاویں۔ اس نعمت کی عظمت تو ہمارے دل اور جان اور رگ و ریشہ میں منقوش ہے اور ہمارے بزرگ ہمیشہ اس راہ میں اپنی جان دینے کے لیے طیار رہے۔ پھر نعوذ باللہ کیونکر ممکن ہے کہ ہم اپنے دلوں میں مفسدانہ ارادے رکھیں۔ ہمارے پاس تو وہ الفاظ نہیں جن کے ذریعہ سے ہم اس آرام اور راحت کا ذکر کر سکیں جو اس گورنمنٹ سے ہم کو حاصل ہوئی۔ ہماری تو یہی دُعا ہے کہ خدا اس گورنمنٹ محسنہ کو جزاء خیر دے اور اس سے نیکی کرے جیسا کہ اس نے ہم سے نیکی کی یہی وجہ ہے کہ میرا باپ اور میرا بھائی اور خود میں بھی رُوح کے جوش سے اس بات میں مصروف رہے کہ اس گورنمنٹ کے فوائد اور احسانات کو عام لوگوں پر ظاہر کریں اور اس کی اطاعت کی فرضیت کو دلوں میں جماویں۔ اور یہی وجہ ہے کہ مَیں اٹھارہ برس سے ایسی کتابوں کی تالیف میں مشغول ہوں کہ جو مسلمانوں کے دلوں کو گورنمنٹ انگلشیہ کی محبت اور اطاعت کی طرف مائل کر رہے ہیں گو اکثر جاہل مولوی ہماری اس طرز اور رفتار اور ان خیالات سے سخت ناراض ہیں اور اندر ہی اندر جلتے اور دانت پیستے ہیں مگر مَیں جانتا ہوں کہ وہ اسلام کی اس اخلاقی تعلیم سے بھی بے خبر ہیں جس میں یہ لکھا ہے کہ جو شخص انسان کا شکر نہ کرے وہ خدا کا شکر بھی نہیں کرتا یعنی اپنے محسن کا شکر کرنا ایسا فرض ہے جیسا کہ خدا کا۔

یہ تو ہمارا عقیدہ ہے مگر افسوس کہ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ اس لمبے سلسلہ اٹھارہ برس کی تالیفات کو جن میں بہت سی پُرزور تقریریں اطاعت گورنمنٹ کے بارے میں ہیں کبھی ہماری گورنمنٹ محسنہ نے توجہ سے نہیں دیکھا اور کئی مرتبہ میں نے یاد دلایا مگر اُس کا اثر محسوس نہیں ہوا۔ لہٰذا مَیں پھر یاد دلاتا ہوں کہ مفصلہ ذیل کتابوں اور اشتہاروں کو توجہ سے دیکھا جائے اور وہ مقامات پڑھے جائیں جن کے نمبر صفحات مَیں نے ذیل میں لکھ دیئے ہیں۔

گورنمنٹ کی توجہ کے لائق

یہ عاجز صاف اور مختصر لفظوں میں گذارش کرتا ہے کہ بباعث اس کے کہ گورنمنٹ انگریزی کے احسانات میرے والد بزرگوار میرزا غلام مرتضٰی مرحوم کے وقت سے آج تک اس خاندان کے شامل حال ہیں اس لئے نہ کسی تکلف سے بلکہ میرے رگ و ریشہ میں شکر گذاری اِس معزز گورنمنٹ کی سمائی ہوئی ہے۔ میرے والد مرحوم کی سوانح میں سے وہ خدمات کسی طرح الگ ہو نہیں سکتیں جو وہ خلوص دل سے اِس گورنمنٹ کی خیر خواہی میں بجا لائے۔ اُنہوں نے اپنی حیثیت اور مقدرت کے موافق ہمیشہ گورنمنٹ کی خدمت گذاری میں اس کی مختلف حالتوں اور ضرورتوں کے وقت وہ صدق اور وفاداری دکھلائی کہ جب تک انسان سچے دِل اور ته دل سے کسی کا خیر خواہ نہ ہو ہرگز دکھلا نہیں سکتا۔ سن ستاون[۵۷] کے مفسدہ میں جبکہ بے تمیز لوگوں نے اپنی محسن گورنمنٹ کا مقابلہ کر کے ملک میں شور ڈال دیا تب میرے والد بزرگوار نے پچاس گھوڑے اپنی گرہ سے خرید کر کے اور پچاس سوار بہم پہنچا کر گورنمنٹ کی خدمت میں پیش کئے اور پھر ایک دفعہ چودہ[۱۴] سوار سے خدمت گذاری کی اور انہیں مخلصانہ خدمات کی وجہ سے وہ اس گورنمنٹ میں ہر دلعزیز ہو گئے چنانچہ جناب گورنر جنرل کے دربار میں عزّت کے ساتھ اُن کو کرسی ملتی تھی اور ہریک درجہ کے حکام انگریزی بڑی عزّت اور دلجوئی سے پیش آتے تھے انھوں نے میرے بھائی کو صرف گورنمنٹ کی خدمت گذاری کے لئے بعض لڑائیوں پر بھیجا اور ہر ایک باب میں گورنمنٹ کی خوشنودی حاصل کی اور اپنی تمام عمر نیک نامی کے ساتھ بسر کر کے اِس ناپائدار دُنیا سے گذر گئے بعد اِس کے اِس عاجز کا بڑا بھائی میرزا غلام قادر جس قدر مدّت تک زندہ رہا اُس نے بھی اپنے والد مرحوم کے قدم پر قدم مارا اور گورنمنٹ کی مخلصانہ خدمت میں بدل و جان مصروف رہا پھر وہ بھی اِس مسافر خانہ سے گذر گیا۔ مَیں امید رکھتا ہوں کہ اَب بھی بہت سے حکّام انگریز بقید حیات ہوں گے جنھوں نے میرے والد صاحب کو دیکھا اور اُنکی مخلصانہ خدمات کو بچشم خود مشاہدہ کیا ہے

شہادۃ القرآن صفحہ 82، مندرجہ روحانی خزائن جلد 6، صفحہ 378 از مرزا قادیانی | یہ حوالہ صفحہ 112 پر درج ہے

کہ انگلستان کو رحم اور امن کے ساتھ انسان پرستی سے پاک کر دیا جائے تا فرشتوں کی روحیں بھی بول اٹھیں کہ اے موحدہ صدیقہ تجھے آسمان سے بھی مبارکباد جیسا کہ زمین سے!! ﴿۳﴾

یہ دعا گو کہ جو دنیا میں عیسیٰ مسیح کے نام سے آیا ہے اسی طرح وجود ملکہ معظمہ قیصرہ ہند اور اس کے زمانہ سے فخر کرتا ہے جیسا کہ سیّد الکونین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے نوشیروان عادل کے زمانہ سے فخر کیا تھا۔ سو اگرچہ جلسۂ جوبلی کی مبارک تقریب پر ہر ایک شخص پر واجب ہے کہ ملکہ معظمہ کے احسانات کو یاد کر کے مخلصانہ دعاؤں کے ساتھ مبارکباد دے اور حضور قیصرہ ہند و انگلستان میں شکر گذاری کا ہدیہ گذرانے۔ مگر میں دیکھتا ہوں کہ مجھ پر سب سے زیادہ واجب ہے۔ میرے لئے خدا نے پسند کیا کہ میں آسمانی کارروائی کیلئے ملکہ معظمہ کی پُرامن حکومت کی پناہ لوں۔ سو خدا نے مجھے ایسے وقت میں اور ایسے ملک میں مامور کیا جس جگہ انسانوں کی آبرو اور مال اور جان کی حفاظت کیلئے حضرت قیصرہ مبارکہ کا عہد سلطنت ایک فولادی قلعہ کی تاثیر رکھتا ہے۔ جس امن کے ساتھ میں نے اس ملک میں بود و باش کر کے سچائی کو پھیلایا اس کا شکر کرنا میرے پر سب سے زیادہ واجب ہے۔ اور اگرچہ میں نے اس شکر گزاری کیلئے بہت سی کتابیں اردو اور عربی اور فارسی میں تالیف کر کے اور ان میں جناب ملکہ معظمہ کے تمام احسانات کو جو برٹش انڈیا کے مسلمانوں کے شامل حال ہیں اسلامی دنیا میں پھیلائی ہیں اور ہر ایک مسلمان کو سچی اطاعت اور فرمانبرداری کی ترغیب دی ہے۔ لیکن میرے لئے ضروری تھا کہ یہ تمام کارنامہ اپنا جناب ملکہ معظمہ کے حضور میں بھی پہنچاؤں۔ سو اسی بناء پر آج مجھے جناب ملکہ معظمہ قیصرہ ہند کی جوبلی کے مبارک موقعہ پر جو سچی وفادار رعایا کیلئے بیشمار شکر اور خوشی کا محل ہے اس

تحفہ قیصریہ صفحہ 3، مندرجہ روحانی خزائن جلد 12، صفحہ 255 از مرزا قادیانی	یہ حوالہ صفحہ 112 پر درج ہے

جائے گی۔

اور سر لیپل گرفن صاحب نے اپنی کتاب تاریخ رئیسانِ پنجاب میں ہمارے خاندان کا ذکر کرکے میرے بھائی مرزا غلام قادر کی خدمات کا خاص کرکے ذکر کیا ہے جو اُن سے تموّ کے پُل پر باغیوں کی سرزنش کے لیے ظہور میں آئیں۔

ان تمام تحریرات سے ثابت ہے کہ میرے والد صاحب اور میرا خاندان ابتداء سے سرکار انگریزی کے بدل وجان ہوا خواہ اور وفادار رہے ہیں اور گورنمنٹ عالیہ انگریزی کے معزز افسروں نے مان لیا ہے کہ یہ خاندان کمال درجہ پر خیر خواہ سرکار انگریزی ہے۔ اور اس بات کے یاد دلانے کی ضرورت نہیں کہ میرے والد صاحب مرزا غلام مرتضیٰ اُن کُرسی نشین رئیسوں میں سے تھے کہ جو ہمیشہ گورنری دربار میں عزت کے ساتھ بُلائے جاتے تھے اور تمام زندگی اُن کی گورنمنٹ عالیہ کی خیر خواہی میں بسر ہوئی۔

(۲) دوسرا امر قابل گذارش یہ ہے کہ مَیں ابتدائی عُمر سے اس وقت تک جو قریباً ساٹھ برس کی عُمر تک پہنچا ہوں اپنی زبان اور قلم سے اس اہم کام میں مشغول ہوں کہ تا مسلمانوں کے دلوں کو گورنمنٹ انگلشیہ کی سچی محبت اور خیر خواہی اور ہمدردی کی طرف پھیروں اور اُن کے بعض کم فہموں کے دلوں سے غلط خیال جہاد وغیرہ کے دُور کروں جو اُن کو دلی صفائی اور مخلصانہ تعلقات سے روکتے ہیں۔ اور اس ارادہ اور قصد کی اوّل وجہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ نے مجھے بصیرت بخشی اور اپنے پاس سے مجھے ہدایت فرمائی کہ تا مَیں اُن وحشیانہ خیالات کو سخت نفرت اور بیزاری سے دیکھوں جو بعض نادان مسلمانوں کے دلوں میں مخفی تھے جن کی وجہ سے وہ نہایت بیوقوفی سے اپنی گورنمنٹ محسنہ کے ساتھ ایسے طور سے صاف دل اور سچے خیر خواہ نہیں ہو سکتے تھے جو صاف دلی اور خیر خواہی کی شرط ہے بلکہ بعض جاہل مُلّاؤں کے ورغلانے کی وجہ سے شرائط اطاعت اور وفاداری کا پورا جوش نہیں رکھتے تھے۔ سو مَیں نے نہ کسی بناوٹ اور ریاکاری سے بلکہ محض اس اعتقاد کی تحریک سے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے میرے دل میں ہے بڑے زور سے بار بار اس بات کو مسلمانوں میں پھیلایا ہے کہ اُن کو گورنمنٹ برطانیہ کی جو درحقیقت اُن کی محسن ہے سچی اطاعت اختیار کرنی چاہیئے اور وفاداری کے ساتھ اُس کی شکر گذاری کرنی چاہیئے ورنہ خدا تعالیٰ کے گنہگار ہوں گے اور مَیں دیکھتا ہوں کہ مسلمانوں کے دلوں پر میری تحریروں کا بہت ہی اثر ہوا ہے اور لاکھوں انسانوں میں تبدیلی پیدا ہو گئی۔

اور مَیں نے نہ صرف اسی قدر کام کیا کہ برٹش انڈیا کے مسلمانوں کو گورنمنٹ انگلشیہ کی سچی اطاعت کی طرف جُھکایا بلکہ بہت سی کتابیں عربی اور فارسی اور اردو میں تالیف کرکے ممالک اسلامیہ کے لوگوں کو بھی مطلع کیا کہ ہم لوگ کیونکر امن اور آرام اور آزادی سے گورنمنٹ انگلشیہ کے سایہ عاطفت میں زندگی بسر کر رہے

مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 191,190 طبع جدید، از مرزا قادیانی | یہ حوالہ صفحہ 113 پر درج ہے

حوالہ نمبر59

ہیں اور ایسی کتابوں کے چھاپنے اور شائع کرنے میں ہزارھا روپیہ خرچ کیا گیا۔ مگر باایں ہمہ میری طبیعت نے کبھی نہیں چاہا کہ ان متواتر خدمات کا اپنے حکام کے پاس ذکر بھی کروں کیونکہ میں نے کسی صلہ اور انعام کی خواہش سے نہیں بلکہ ایک حق بات کو ظاہر کرنا اپنا فرض سمجھا اور درحقیقت وجود سلطنت انگلشیہ خدا تعالےٰ کی طرف سے ہمارے لیے ایک نعمت تھی جو مدت دراز کی تکلیفات کے بعد ہم کو ملی اس لیے ہمارا فرض تھا کہ اُس نعمت کا بار بار اظہار کریں۔ ہمارا خاندان سکھوں کے ایام میں ایک سخت عذاب میں تھا اور نہ صرف یہی تھا کہ انہوں نے ظلم سے ہماری ریاست کو تباہ کیا اور ہمارے صدہا دیہات اپنے قبضہ میں کئے بلکہ ہماری اور تمام پنجاب کے مسلمانوں کی دینی آزادی کو بھی روک دیا ایک مسلمان کو بانگ نماز پر بھی مارے جانے کا اندیشہ تھا چہ جائیکہ اور رسوم عبادت آزادی سے بجالا سکتے۔ پس یہ اس گورنمنٹ محسنہ کا ہی احسان تھا کہ ہم نے اس جلتے ہوئے تنور سے خلاصی پائی اور خدا تعالےٰ نے ایک ابر رحمت کی طرح اس گورنمنٹ کو ہمارے آرام کے لیے بھیج دیا پھر کس قدر بد ذاتی ہوگی کہ ہم اس نعمت کا شکر بجا نہ لاویں۔ اس نعمت کی عظمت تو ہمارے دل اور جان اور رگ و ریشہ میں منقوش ہے اور ہمارے بزرگ ہمیشہ اس راہ میں اپنی جان دینے کے لیے طیار رہے۔ پھر نعوذ باللہ کیونکر ممکن ہے کہ ہم اپنے دلوں میں مفسدانہ ارادے رکھیں۔ ہمارے پاس تو وہ الفاظ نہیں جن کے ذریعہ سے ہم اس آرام اور راحت کا ذکر کر سکیں جو اس گورنمنٹ سے ہم کو حاصل ہوئی۔ ہماری تو یہی دُعا ہے کہ خدا اس گورنمنٹ مُحسنہ کو جزاء خیر دے اور اس سے نیکی کرے جیسا کہ اس نے ہم سے نیکی کی یہی وجہ ہے کہ میرا باپ اور میرا بھائی اور خود میں بھی رُوح کے جوش سے اس بات میں مصروف رہے کہ اس گورنمنٹ کے فوائد اور احسانات کو عام لوگوں پر ظاہر کریں اور اس کی اطاعت کی فرضیت کو دلوں میں جمادیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ میں اٹھارہ برس سے ایسی کتابوں کی تالیف میں مشغول ہوں کہ جو مسلمانوں کے دلوں کو گورنمنٹ انگلشیہ کی محبت اور اطاعت کی طرف مائل کر رہے ہیں گو اکثر جاہل مولوی ہماری اس طرز اور رفتار اور ان خیالات سے سخت ناراض ہیں اور اندر ہی اندر جلتے اور دانت پیستے ہیں مگر میں جانتا ہوں کہ وہ اسلام کی اس اخلاقی تعلیم سے بھی بے خبر ہیں جس میں یہ لکھا ہے کہ جو شخص انسان کا شکر نہ کرے وہ خدا کا شکر بھی نہیں کرتا یعنی اپنے مُحسن کا شکر کرنا ایسا فرض ہے جیسا کہ خدا کا۔

یہ تو ہمارا عقیدہ ہے مگر افسوس کہ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ اس لمبے سلسلہ اٹھارہ برس کی تالیفات کو جن میں بہت سی پُرزور تقریریں اطاعت گورنمنٹ کے بارے میں ہیں کبھی ہماری گورنمنٹ محسنہ نے توجہ سے نہیں دیکھا اور کئی مرتبہ میں نے یاد دلایا مگر اُس کا اثر محسوس نہیں ہوا۔ لہٰذا میں پھر یاد دلاتا ہوں کہ مفصلہ ذیل کتابوں اور اشتہاروں کو توجہ سے دیکھا جائے اور وہ مقامات پڑھے جائیں جن کے نمبر صفحات میں نے ذیل میں لکھ دیتے ہیں۔

یہ حوالہ صفحہ 113 پر درج ہے	مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 191,190 طبع جدید، از مرزا قادیانی

لوگوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ آپ لوگ ہر ایک مفسدہ اور فتنہ کے طریق سے مجتنب رہیں اور صبر اور برداشت کی عادت کو اور بھی ترقی دیں اور بدی کی تمام راہوں سے اپنے تئیں دور رکھیں اور ایسا نمونہ دکھلائیں جس سے آپ لوگوں کی ہر ایک نیک خلق میں زیادت ثابت ہو۔ اور میں امید رکھتا ہوں کہ آپ لوگ جو اہل علم اور فاضل اور تربیت یافتہ اور نیک مزاج ہیں ایسا ہی کریں گے۔ مگر یاد رہے اور خوب یاد رہے کہ جو شخص ان وصیتوں پر کاربند نہ ہو وہ ہم میں سے نہیں ہے☆۔

ہماری تمام نصیحتوں کا خلاصہ تین امر ہیں اوّل یہ کہ خدا تعالیٰ کے حقوق کو یاد کر کے اس کی عبادت اور اطاعت میں مشغول رہنا۔ اس کی عظمت کو دل میں بٹھانا اور اس سے سب سے زیادہ محبت رکھنا اور اس سے ڈر کر نفسانی جذبات کو چھوڑنا اور اس کو واحد لاشریک جاننا اور اس کے لئے پاک زندگی رکھنا اور کسی انسان یا دوسری مخلوق کو اس کا مرتبہ نہ دینا۔ اور درحقیقت اس کو تمام روحوں اور جسموں کا پیدا کرنے والا اور مالک یقین کرنا۔ دوم یہ کہ تمام بنی نوع سے ہمدردی کے ساتھ پیش آنا۔ اور حتی المقدور ہر ایک سے بھلائی کرنا اور کم سے کم یہ کہ بھلائی کا ارادہ رکھنا۔ سوم یہ کہ جس گورنمنٹ کے زیر سایہ خدا نے ہم کو کر دیا ہے یعنی گورنمنٹ برطانیہ جو ہماری آبرو اور جان اور مال کی محافظ ہے اس کی سچی خیر خواہی کرنا اور ایسے مخالف امن امور سے دور رہنا جو اس کو تشویش میں ڈالیں۔ یہ اصول ثلاثہ ہیں جن کی محافظت ہماری جماعت کو کرنی چاہیے اور جن میں اعلیٰ سے اعلیٰ نمونے دکھلانے چاہئیں۔ ﴿۱۳﴾

اور یاد رہے کہ یہ اشتہار مخالفین کے لئے بھی بطور نوٹس ہے۔ چونکہ ہم نے

☆ میری جماعت میں بڑے بڑے معزز اہل اسلام داخل ہیں۔ جن میں بعض تحصیلدار اور بعض اکسٹرا اسسٹنٹ اور ڈپٹی کلکٹر اور بعض وکلاء اور بعض تاجر اور بعض رئیس اور جاگیردار اور نواب اور بعض بڑے بڑے فاضل اور ڈاکٹر اور بی اے اور ایم اے اور بعض سجادہ نشین ہیں۔ منہ

کتاب البریہ صفحہ 14، مندرجہ روحانی خزائن جلد 13، صفحہ 14 از مرزا قادیانی | یہ حوالہ صفحہ 114 پر درج ہے

دجال اُسی دجّال کے رنگ میں ہو کر قوت کے ساتھ خروج کر رہا ہے اور گویا مثالی اور ظلّی وجود کے ساتھ وہی ہے اور جیسا کہ وہ اوّل زمانہ میں گرجا میں جکڑا ہوا نظر آیا تھا اب وہ اس بند سے مخلصی پا کر عیسائیوں کے گرجا سے ہی نکلا ہے اور دنیا میں ایک آفت برپا کر رہا ہے۔

ایسا ہی یاجوج ماجوج کا حال بھی سمجھ لیجئے۔ یہ دونوں پرانی قومیں ہیں جو پہلے زمانوں میں دوسروں پر کھلے طور پر غالب نہیں ہو سکیں اور اُن کی حالت میں ضعف رہا لیکن خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ آخری زمانہ میں یہ دونوں قومیں خروج کریں گی یعنی اپنی جلالی قوت کے ساتھ ظاہر ہوں گی۔ جیسا کہ سورۂ کہف میں فرماتا ہے وَتَرَكْنَا بَعْضَهُمْ يَوْمَئِذٍ يَّمُوْجُ فِيْ بَعْضٍ[1] یعنی یہ دونوں قومیں دوسروں کو مغلوب کر کے پھر ایک دوسرے پر حملہ کریں گی اور جس کو خدائے تعالیٰ چاہے گا فتح دے گا۔ چونکہ ان دونوں قوموں سے مراد انگریز اور رُوس ہیں اس ﴿۵۰۹﴾ لئے ہر یک سعادتمند مسلمان کو دعا کرنی چاہیئے کہ اُس وقت انگریزوں کی فتح ہو۔ کیونکہ یہ لوگ ہمارے محسن ہیں۔ اور سلطنت برطانیہ کے ہمارے سر پر بہت احسان ہیں۔ سخت جاہل اور سخت نادان اور سخت نالائق وہ مسلمان ہے۔ جو اس گورنمنٹ سے کینہ رکھے اگر ہم ان کا شکر نہ کریں تو پھر ہم خدائے تعالیٰ کے بھی ناشکر گزار ہیں کیونکہ ہم نے جو اس گورنمنٹ کے زیر سایہ آرام پایا اور پا رہے ہیں وہ آرام ہم کسی اسلامی گورنمنٹ میں بھی نہیں پا سکتے۔ ہرگز نہیں پا سکتے۔

﴿۵۱۰﴾ ایسا ہی دابۃ الارض یعنی وہ علماء و واعظین جو آسمانی قوت اپنے اندر نہیں رکھتے ابتدا سے چلے آتے ہیں لیکن قرآن کا مطلب یہ ہے کہ آخری زمانہ میں ان کی حد سے زیادہ کثرت ہو گی اور اُن کے خروج سے مراد وہی اُن کی کثرت ہے۔

اور یہ نکتہ بھی یاد رکھنے کے لائق ہے کہ جیسی ان چیزوں کے بارے میں جو آسمانی قوت

ازالہ اوہام صفحہ 510 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 373 از مرزا قادیانی	یہ حوالہ صفحہ 115 پر درج ہے

اگر کسی کی بیعت لے بھی لوں تو کیا اس وقت تک وہ احمدی ہو سکتا ہے جب تک کہ خدا کی نظر میں احمدی نہ ہو۔ احمدی اصل میں وہی ہے جو خدا کی نظر میں احمدی ہے۔ میرے احمدی کر لینے سے کوئی احمدی نہیں بن جاتا۔ پس تم خدا تعالیٰ کی نظر میں احمدی بنو۔ اور وہ اس طرح کہ حضرت مسیح موعودؑ کے تمام احکام کو پوری پوری طرح بجالاؤ۔ خدا تعالیٰ تمہیں توفیق دے۔

گورنمنٹ کی وفاداری

ایک اور خاص بات ہے جس کا بیان کر دینا بھی نہایت ضروری ہے کیونکہ اس کے متعلق بھی حضرت صاحب نے بار بار تاکید فرمائی ہے۔ میں نے پچھلے جلسہ پر اس کے متعلق بیان کیا تھا اور وہ گورنمنٹ کی وفاداری ہے۔ اس گورنمنٹ کے ہم پر بڑے بڑے احسان ہیں۔ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مونہہ سے بار ہا سنا ہے کہ اس گورنمنٹ کے ہم پر اتنے احسان ہیں کہ اگر ہم اس کی وفاداری نہ کریں اور اسے مدد نہ دیں تو ہم بڑے ہی بے وفا ہوں گے۔ میں بھی یہی کہتا ہوں کہ گورنمنٹ کی وفاداری ہمیں دل و جان سے کرنی چاہئے۔ میں اگر کسی سے کوئی ایسی بات سنتا ہوں جو گورنمنٹ کے خلاف ہوتی ہے تو کانپ جاتا ہوں۔ کیونکہ اس قسم کی کوئی بات کرنا بہت ہی نمک حرامی ہے یہ بات اچھی طرح یاد رکھنی چاہئے کہ اگر یہ گورنمنٹ نہ ہوتی تو نہ معلوم ہمارے لئے کیا کیا مشکلات ہوتیں۔ ابھی چند دنوں کا ہی ذکر ہے کہ ہمارے مالا بار کے احمدیوں کی حالت بہت تشویش ناک ہو گئی تھی ان کے لڑکوں کو سکولوں میں آنے سے بند کر دیا گیا۔ ان کے مردے دفن کرنے سے روک دیئے گئے چنانچہ ایک مردہ کئی دن تک پڑا رہا۔ مسجدوں سے روک دیا گیا۔ تجارت کو بند کر دیا لیکن اس گورنمنٹ نے ایسی مدد کی ہے کہ اگر ہماری اپنی سلطنت بھی ہوتی تو بھی ہم اس سے زیادہ نہ کر سکتے۔ اور وہ یہ کہ گورنمنٹ نے احمدیوں کی تکلیف دیکھ کر اپنے پاس سے زمین دی ہے کہ اس میں مسجد اور قبرستان بنالو۔ لیکن وہاں کا راجہ اس پر بھی باز نہیں آیا اور اس نے یہ سوال اٹھایا کہ یہ زمین تو میری ہے میں نہیں دیتا۔ اور یہ بھی لکھا کہ خبردار اگر تم نے اس پر کوئی عمارت بنائی تو سزا پاؤ گے۔ اور یہ بھی کہا کہ تم لوگ حاضر ہو کر بتاؤ کہ کیوں تمہارا بائیکاٹ نہ کر دیا جائے کیونکہ علماء نے فتویٰ دیا ہے کہ تم مسلمان نہیں ہو۔ اس پر احمدیوں نے گورنمنٹ کی خدمت میں

انوار خلافت صفحہ 65، 66 مندرجہ انوار العلوم جلد 3 صفحہ 152، 153 از مرزا بشیر الدین محمود	یہ حوالہ صفحہ 115 پر درج ہے

درخواست دی تو ڈپٹی کمشنر صاحب نے یہ حکم دیا کہ اگر اب احمدیوں کو کوئی تکلیف ہوئی تو مسلمانوں کے جتنے لیڈر ہیں ان سب کو نئے قانون کے ماتحت ملک بدر کر دیا جائے گا اس طرح کا حکم کسی کے مونہہ سے نہیں نکل سکتا مگر اسی کے مونہہ سے جس کے دل میں بنی نوع انسان کی ہمدردی ہو۔ تو یہ تازہ سلوک اس گورنمنٹ نے تمہارے مالاباری بھائیوں کے ساتھ کیا ہے۔ اور جو کسی کے بھائی پر احسان کرتا ہے وہ اسی پر کرتا ہے۔ پس جب مالاباری احمدی ہمارے بھائی ہیں تو ہمیں گورنمنٹ کا کس قدر احسان مند ہونا چاہئے۔ پھر ماریشس میں ہمارے ایک مبلغ گئے ہیں جو جہاں لیکچر دینا چاہتے غیر احمدی بند کروا دیتے۔ آخر انہوں نے گورنمنٹ سے سرکاری ہال کے لئے درخواست کی تو وہاں کے گورنر نے حکم دیا کہ آپ ہفتہ میں تین دن اس ہال میں لیکچر دے سکتے ہیں۔ گویا گورنمنٹ نے ہفتہ کے نصف دن ہمارے مبلغ کو دے دیئے اور نصف اپنے لئے رکھے۔

پس جو گورنمنٹ ایسی مہربان ہو اس کی جس قدر بھی فرمانبرداری کی جائے تھوڑی ہے۔ ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر مجھ پر خلافت کا بوجھ نہ ہوتا تو میں مؤذن بنتا۔ اسی طرح میں کہتا ہوں کہ اگر میں خلیفہ نہ ہوتا۔ تو والنٹیر ہو کر جنگ میں چلا جاتا۔ اس وقت گورنمنٹ کو آدمیوں کی بہت ضرورت ہے۔ اس لئے جس کسی سے کوئی خدمت ادا ہو سکے ضرور کرے۔ اس جنگ سے تو ہمیں بہت فائدہ پہنچا ہے۔ ہمارے بہت سے احمدی احباب میدان جنگ میں گئے ہوئے ہیں لیکن خدا کا فضل ہے کہ ابھی تک ایک بھی فوت نہیں ہوا۔ پھر وہ احباب جو فرانس کے میدان جنگ میں ہیں وہ تو تبلیغ کا کام بھی خوب کر رہے ہیں۔ انہوں نے ٹیچنگز آف اسلام کا فرانسیسی میں ترجمہ کروا کر شائع کر دیا ہے۔ اس کے علاوہ اور بھی کئی ٹریکٹ فرانسیسی میں لکھا کر شائع کرائے ہیں۔ پس اگر کوئی میدان جنگ میں جائے گا تو گویا گورنمنٹ کے خرچ پر ہمارا مفت کا مبلغ ہو گا۔ اس لئے اگر کوئی جانا چاہے تو ضرور جائے بہت عمدہ کام ہے۔ مجھ سے اب تک جتنے احمدیوں نے لڑائی پر جانے کے لئے پوچھا ہے میں نے بڑی خوشی سے انہیں اجازت دی ہے۔ اور کہا ہے کہ اگر تم اس نیک نیتی سے جاؤ گے کہ ہم گورنمنٹ کی خدمت کرنے کے لئے جا رہے ہیں اور ساتھ ہی دین کی تبلیغ بھی کریں گے تو خدا تعالیٰ تمہارا حافظ ہو گا اور تمہیں ہر ایک تکلیف سے محفوظ رکھے گا۔

پس یہ گورنمنٹ کی مدد کا ایک موقعہ ہے جس کو خدا تعالیٰ توفیق دے۔ شامل ہو جائے۔

انوار خلافت صفحہ 65، 66 مندرجہ انوار العلوم جلد 3 صفحہ 152، 153 از مرزا بشیر الدین محمود | یہ حوالہ صفحہ 115 پر درج ہے

اور مَیں اس وقت ضروری نہیں دیکھتا کہ جو آریوں کو میری نسبت اشتعال پیدا ہوا ہے اسکی وجہ بیان کروں کیونکہ ابھی مَیں اپنے ایک بڑے اشتہار[1] میں مفصل وجوہ بیان کرچکا ہوں۔ لیکن اس جگہ اس قدر لکھنا فائدہ سے خالی نہ ہوگا کہ یہ پیشگوئی جس کی میعاد کے اندر اور عین تاریخ مقررہ میں لیکھرام بموت قتل راہیٔ مُلک بقا ہوا ہے وہ صرف چھ برس سے نہیں ہے جیسا کہ آریہ صاحبوں کا خیال ہے بلکہ یہ پیشگوئی سترہ برس سے ہے جو براہین احمدیہ میں درج ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ عرصہ سترہ برس کا ہوا ہے کہ براہین احمدیہ میں تین پیشگوئیاں تین مختلف فرقوں کی نسبت درج ہوئی تھیں اور تین فتنوں کا ذکر کیا گیا تھا (۱) ایک پادری صاحبوں اور ان کے شور و غوغا کی نسبت جوانہوں نے ڈپٹی آتھم صاحب کی میعاد گذرنے پر کیا۔ (۲) دوسری پنجاب اور ہندوستان کے مولویوں اور ان کے سرغنہ محمد حسین اور ان کے اتباع مسلمانوں کی نسبت جوانہوں نے مجھ پر تکفیر کا فتنہ برپا کیا۔ (۳) تیسری پیشگوئی اس چمکدار نشان کی نسبت جو لیکھرام کی موت سے وقوع میں آیا۔ اور اس کے فتنہ کا ذکر۔ یہ تینوں پیشگوئیاں تین فتنوں کے ساتھ سترہ برس پہلے شائع ہوچکی ہیں۔ پس اب سوچنا چاہیئے کہ کس انسان کو یہ طاقت ہے کہ ان واقعات کی اُس زمانہ میں خبر دے سکتا جبکہ ان واقعات کا

اطلاع۔ براہین احمدیہ کے صفحہ ۲۴۱ میں ایک پیشگوئی گورنمنٹ برطانیہ کے متعلق ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ۔ اَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ۔ یعنی خدا ایسا نہیں ہے کہ اس گورنمنٹ کو کچھ تکالیف پہنچاوے حالانکہ تو اُن کی عملداری میں رہتا ہو۔ جدھر تیرا مُنہ خدا کا اسی طرف مُنہ ہے چونکہ خدا تعالیٰ جانتا تھا کہ مجھے اس گورنمنٹ کی پُرامن سلطنت اور ظلِ حمایت میں دل خوش ہے اور اس کے لیے مَیں دُعا میں مشغول ہوں کیونکہ مَیں اپنے اس کام کو نہ مکہ میں اچھی طرح چلا سکتا ہوں نہ مدینہ میں نہ روم میں نہ شام میں نہ ایران میں نہ کابل میں۔ مگر اس گورنمنٹ میں جس کے اقبال کے لیے دُعا کرتا ہوں۔ لہٰذا وہ اس الہام میں اشارہ فرماتا ہے کہ اس گورنمنٹ کے اقبال اور شوکت میں تیرے وجود اور تیری دُعا کا اثر ہے اور اس کی فتوحات تیرے سبب سے ہیں۔ کیونکہ جدھر تیرا منہ اُدھر خدا کا مُنہ ہے۔ اب گورنمنٹ شہادت دے سکتی ہے کہ اس کو میرے زمانہ میں کیا کیا فتوحات نصیب ہوئیں۔ یہ الہام سترہ برس کا ہے۔ کیا یہ انسان کا فعل ہوسکتا ہے؟

غرض میں گورنمنٹ کے لیے بمنزلہ حرزِ سلطنت ہوں۔ منہ

---

[1] دیکھئے جلد ھذا صفحہ ۴۹، اشتہار نمبر ۱۶۷ (المرتب)

بعضَ العلماء، وكفّروني كالجهلاء، فما باليتُهم بعد تفهُّم الحق
بعض علماء کے غضب ناک ہونے کا موجب ہوئیں اور جہالت سے مجھے کافر ٹھہرایا سو میں نے حق کے سمجھنے کے بعد اور
وانكشاف طريق الاهتداء، ورأيت أن هذا هو الحق فبيّنتُها ولو كان
ہدایت کا رستہ کھلنے کے پیچھے ان کی کچھ بھی پروا نہ کی اور میں نے دیکھا کہ یہی حق ہے سو میں نے بیان کر دیا اگرچہ میری
قومي كارهين. فإذا ثبت خلوصي إلى هذا المقدار، و برهنتُ عليه
قوم کراہت کرتی رہی۔ پس جبکہ میرا اخلوص اس گورنمنٹ سے اس قدر ثابت ہوا اور میں نے اس قدر دلائل سے اس کو
بقدرٍ كافٍ لأولي الأبصار، فمن يظن ظن السوء في أمري بعد إلا الذي
ثابت کر دیا جو دانشمندوں کے لئے کافی ہیں پس جو شخص اس کے بعد میرے پر بدگمانی کرے ایسا آدمی بجز ناپاک فطرت
خبُث عِرقه كالفُجّار، وتدرّبَ بالشرّ واللّذْعِ والأَبْرِ وسِير الأشرار،
اور بجز ایسے شخص کے جس کی عادت میں نیش زنی اور شرارت داخل ہے اور کون ہو در حقیقت یہ اسی کا کام ہے جو شرارت کو
وترَكَ سِير الصالحين.
پسند کرتا اور نیک بختی کی راہ کو چھوڑتا ہے۔

وما كان تأليفي في العربية إلا لمثل هذه الأغراض العظيمة، ولم
اور میرا عربی کتابوں کا تالیف کرنا تو انہیں عظیم الشان غرضوں کے لئے تھا اور میری کتابیں عرب کے لوگوں کو
يَخلُ تنتاب العربيّين كتبي حتى رأيت فيهم آثار التأثير، وجاء ني بعض منهم
برابر پے در پے پہنچتی رہیں یہاں تک کہ میں نے ان میں تاثیر کے نشان پائے اور بعض عرب میرے پاس آئے اور بعضوں
وراسلني بعض، وبعضهم هجّنوا، وبعضهم صلُحوا ووافقوا كالمسترشدين.
نے خط و کتابت کی اور بعضوں نے بدگوئی کی اور بعض صلاحیت پر آ گئے اور موافق ہو گئے جیسا کہ حق کے طالبوں کا کام ہے۔

وإني صرفتُ زمانا طويلا في هذه الإمدادات حتى مضت عليَّ
اور میں نے ان امدادوں میں ایک زمانہ طویل صرف کیا ہے یہاں تک کہ گیارہ برس
إحدى عشر سنة في شغل الإشاعات، وما كنت من القاصرين. فلي
انہی اشاعتوں میں گذر گئے اور میں نے کچھ کوتاہی نہیں کی۔ پس میں

أن أدّعی التفردَ فی هذه الخدمات، ولی أن أقول إننی وحید فی هذه
یہ دعویٰ کرسکتا ہوں کہ میں ان خدمات میں یکتا ہوں اور میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ میں ان
التأییدات، ولی أن أقول إننی حِرْزٌ لها وحصنٌ حافظٌ من الآفات، وبشّرنی
تائیدات میں یگانہ ہوں اور میں کہہ سکتا ہوں کہ میں اس گورنمنٹ کے لئے بطور ایک تعویذ کے ہوں اور بطور ایک پناہ کے ہوں جو
ربی وقال ما کان اللّٰہ لیعذّبهم وأنت فیهم. فلیس للدولة نظیری ومثیلی
آفتوں سے بچاوے اور خدا نے مجھے بشارت دی اور کہا کہ خدا ایسا نہیں کہ ان کو دکھ پہنچاوے اور تو ان میں ہو۔ پس اس گورنمنٹ کی
فی نصری وعونی، وستعلم الدولة إن کانت من المتوسّمین.
خیر خواہی اور مدد میں کوئی دوسرا شخص میری نظیر اور مثیل نہیں عنقریب یہ گورنمنٹ جان لے گی اگر مردم شناسی کا اس میں مادہ ہے۔

وأمّا الذین دخلوا فی الملة النصرانیة تارکین دین الإسلام،
مگر وہ لوگ جو عیسائی دین میں داخل ہوئے اور دین اسلام اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ دیا سو ہم ان کو
وباعدین عن ظل خیر الأنام، فما نجدهم قائمین لخدمة الدولة
ایسے نہیں دیکھتے کہ سرکار انگریزی کی کچھ خدمت کرتے ہوں یا مخلص ہوں بلکہ ہم تو دیکھتے ہیں کہ
والمخلصین لهذه الحضرة، بل نجدهم مداهنین منافقین، وما دخلوا
وہ مداہنہ اور نفاق سے زندگی بسر کرتے ہیں۔ اور اکثر لوگ دین عیسائی میں محض اسی لئے داخل ہوئے ہیں تا اپنی
أکثرُهم فی دینهم إلا لیستطبّوا لوجعِ الجوع، ولیُفعِموا کأس الولوع،
درد گرسنگی کا علاج کریں اور اپنے حرص کے پیالوں کو لبالب بھر دیں سو کسی صبح یہ لوگ تتر بتر
فسینتشرون ذات بُکرة إذا رأوا أنهم أُخرجوا من روض الرتوع، ویعجبون
ہو جائیں گے جب دیکھیں گے چراگاہ سے نکالے گئے اور لوگوں کو اپنے جلد پھرنے
الناس من وشک الرجوع. ونحن نراهم مذ أعوام مناجین للإخفار کلنام،
سے تعجب میں ڈالیں گے اور ہم تو ان کو کئی برسوں سے دیکھ رہے ہیں کہ وہ اپنا مذہبی قول و اقرار توڑنے کو تیار
ولا نجد فیهم شیئا من الأوصاف إلا عشق الصّعُف والصّحاف وإلفِ الجیفة
ہیں اور ہم ان میں بجز اس کے کوئی خوبی نہیں پاتے کہ وہ شراب اور خوش مزہ کھانوں کے جو پیالوں میں بھرے ہوئے ہوں

نور الحق صفحہ 33، مندرجہ روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 44، 45 از مرزا قادیانی	یہ حوالہ صفحہ 118 پر درج ہے

علیها فی الآباد والخصام۔ وانا نشکر الله علی ما من علینا بعهد
در نافرمانی و پیکار کردن ۔ و ما سپاس خدا بجامی آریم کہ مارا در زیر سایہ عہد
اور جھگڑے میں ہے اور ہم خدا کا شکر کرتے ہیں کہ اس نے ہمیں
السلطنة البرطانیه و افاض علینا بتوسلها انواع الآلاء بالالطاف
سعادت عہد دولت برطانیہ بکرامت فرمودہ و بتوسط ایں دولت بزرگ درحق ما مہربانی با کردہ
سلطنت برطانیہ کا عہد بخشا اور اس کے ذریعہ سے بڑی بڑی مہربانیاں اور فضل ہم پر کئے ہم نے اس
الرحمانیة فوجدنا بقدومها انواع النعم وهذب قومنا وعلموا
از قدوم ایں دولت عظمیٰ نعمتہا دیدیم قوم ما بحلیہ علم و ادب
سلطنت کے آنے سے انواع اقسام کی نعمتیں پائیں ہماری قوم نے علم اور تہذیب سیکھی
واخرجوا من عیشة النعم ونقلوا الی الکمالات الانسانیة من الجذبات
آراستہ شدہ و از طور زندگی بہائم بیرون آمدن ویرا میسر آمد و پوشش جذبات
اور بہائم کی زندگی سے نکلنا انہیں نصیب ہوا اور حیوانی جذبوں سے نکل کر انسانی کمالات پر پہنچنا
الحیوانیة۔ تحصل لنا امن وامان فوق الامل بل فوق حدود الافکار وطفقنا
حیوانیہ را از تن بردن کردہ حلہ فاخرہ کمالات انسانی دربرکردہ مارا فی الحقیقت از طفیل ایں دولت کبریٰ بیرون
میسر آیا سو ہمیں اس گورنمنٹ کے طفیل امید اور فکر سے بڑھکر امن اور امان ملا۔ اب ہم زمین
ندرج علی الارض درج الصوار بل کالعشار۔ بالتؤدة والهون والوقار
از وہم وگمان امن وامان حاصل شدہ کنوں ما می توانیم کہ چوں گاواں بلکہ چوں شتران بآرام و آسانی بر روئے زمین
پر گایوں کی طرح نہیں بلکہ باردار اونٹنیوں کی مانند بڑے وقار اور سہولت سے سفر کرتے ہیں
من غیر خوف المتخطفین والشانئین من الاشرار وندلج ونُدلج
سیر و سیاحت کنیم و مارا ہیچ باک از رہزناں و بداندیشاں نیست و در پارہ اول شب و آخری آں
اور ہمیں ڈاکوؤں اور بدذات دشمنوں کا کچھ بھی ڈر نہیں ہوتا اور ہم رات کے پہلے حصہ میں اور
وحدانا فی الفلا وبلا خوف من الاغیار۔ واجری الوابورة فما بقی حاجة
تنہا بے خوف وخطر از اغیار و شکار می توانیم کہ راہ بردیم ۔ و جاری شدن گاری آتشیں شتران و قافلہ
پچھلے میں اکیلے بلاخوف وخطر سفر کرتے ہیں۔ اور ریل گاڑی کے چلنے سے اونٹوں اور قافلوں
الی الافائیل والقوافل والحصاد فاصلحوا نیاتکم واحسنوا الظن فی
و اسپاں را از کار برانداختہ ہیچ احتیاجے بآنہا نماندہ اکنوں باید کہ نیتہائے خود را راست بکنید و درحق ایں
اور گھوڑوں کی کوئی ضرورت نہیں رہی۔ اب مناسب ہے کہ اپنی نیتوں کو درست کرو اور اس سلطنت کی نسبت

مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 542 تا 544 طبع جدید از مرزا قادیانی	یہ حوالہ صفحہ 118 پر درج ہے

هذه الدولة - وأتوها مطيعين بصفاء الطوية ولا تعثوا في

دولت بزرگ گمان نیک بکنید وبادل صاف و پاک در حضور وے حاضر بیائید وچوں باغیاں در

نیک گمان کرو اور صاف دل اور پاک نیت سے اس کے حضور حاضر ہو اور زمین میں

الارض باغين ولا تشردوا كالطاغين واعلموا ان هذه الدولة كفت

زمین فتنہ وغوغا برپا نگیرید۔ و مانند تبہ کاران راہ گریز پیش نگیرید وبدانید کہ ایں سلطنت دست ستمگاران

باغیوں کی طرح فساد کرتے اور شریروں کی طرح بھاگے بھاگے نہ پھرو اور خوب سمجھ لو کہ سلطنت نے تمہیں ایذا

عنكم اكف الظالمين وايقظتكم بعد ماكنتم نائمين - وقامت

از آزار و ایذائی شما بربست شما در خواب بودید ایں سلطنت شمارا بیدار ساخت ودر سفر و

دینے سے ظالموں کے ہاتھ بند کر دیئے اور تم سوتے تھے اور اس نے تمہیں جگایا اور تمہارے سفر

لحفظكم في تربتكم وغربتكم وجعلت عليكم حافظين عند نجعتكم

حضر پاسبانی شما کرد وچوں شما بیروں برائے طلب رزق می روید و بسوے خانہ باز می آید در ہر دو

اور حضر میں تمہاری پوری نگہبانی کی اور جب تم کہیں کار روزگار کرنے اور معاش کی تلاش میں جاتے ہو

ورجعتكم وكلاءت عرضكم وعرضكم - وتولت صحتكم ومرضكم

صورت از طرف حکومت برائے شما محافظان متعین اند حکومت نگہبانی مال وآبروئے شما کرد۔ چنانچہ باید نمود ودر حالت

اور پھر وطن کو واپس آتے ہو دونوں صورتوں میں گورنمنٹ کی طرف سے تم پر محافظ مقرر ہیں اور اس نے تمہاری آبرو اور مال

وأمنكم نضارت سببا لزيادة عددكم - وعدة عدكم - و

بیماری و تندرستی از خبر گیری شما کوتاہی نکرد وشمارا امنے بخشید کہ از واسطہ آں در مال و دولت وکثرت نفوس وسامان شما

کی خوب نگہداشت کی اور صحت میں اور بیماری میں تمہاری خبر گیری کی اور تمکو امن بخشا جسکے سبب سے تم دولت اور مال میں اور کثرت میں ترقی کر گئے

قامت في كل مواطن لمددكم وحسن سلوكها في سكنكم و

افزونی پدید آمد۔ وایں سلطنت در ہر میدان بجہت اعانت شما قدم محکم نشرد و بایاران شما و جاہائے شما حسن سلوک

اور یہ سلطنت ہر میدان میں تمہاری مدد کو کھڑی ہوئی اور تمہارے یاروں اور دوستوں اور مکانوں کی نسبت خوب

مسكنكم - واثبتت انها لكم كموئلكم وما منكم وقد حقت

بجا آورد و آشکار کرد کہ او برائے شما جائے پناہ وامن است برگردن شما حقوق

سلوک کیا اور ثابت کر دیا کہ وہ تمہاری پناہ اور جائے امن ہے اب تم پر اس کے

لها عليكم حقوق المن وحفظتكم من الاغارة والشن - وادت حق

منت وے ثابت است او شمارا محفوظ داشت از غارتگران و ناگہ برسر ریزندگان ودر حق مال و

احسان کے حقوق ثابت ہیں اور اس نے تمہیں ڈاکوؤں اور چوروں سے بچایا اور تمہارے مال و

حوالہ نمبر65

الحلاءة فی مالکم وعیالکم - وصارطولها سببا لطول آجالکم - و
عیال شما حق پاسداری ادا کرد - و مہربانی دفضل وے سبب درازی عمرھائے شماشد
عیال کی نسبت نگہبانی کا حق ادا کردیا - اوراس کی مہربانی تمہاری عمروں کی درازی کا سبب ہوئی اور
نالتکم منها عافیة غیرعافیة - ورزقتم رفاهیة بدرجة کافیة۔
وازوے شمارا عافیتے بدست آمد کہ ناپدید کنندہ نشانہانیست - وآرامی ہرچہ تمامتر در بہرۂ شما آمد
اس سے تمہیں ایسی عافیت ملی جو تباہ وبرباد کرنے والی نہیں اورتمہیں پرلے درجہ کی رفاہیت حاصل ہوئی
وکفئتکم مخاشی اللأواء وکنفتکم بغواشی الآلاء حتی ماظفر بکم
وشمارا رستگاری بخشید ازجاھائے وہشتناک درد ورنج وباغاشیہ ہائے نعمت وکرمت شمادرپناہ وسایہ
اوراس نے تمہیں دکھوں اور دردوں کی خوفناک جگہوں سے بچایا اوراپنے فضل وکرم کی حمایت اور پناہ میں لیا۔ اب
اظفار الاعداء فلا تخرسنکم غشیة فی اداء شکرها ولا لکنة فی
خویش درآورد تا ایں کہ اکنوں ناخن بیداد دشمنان بشمانی رسد۔ پس گنگ نسازد شمارا بیہوشی درادائے شکروے ودرا گنگلاجی در
یہ حال ہے کہ دشمنوں کے ناخن بیداد کی تم تک رسائی نہیں ہوسکتی۔ سو مناسب ہے کہ اس گورنمنٹ کے شکرادا کرنے میں
تکرار ذکرها - فان جزاء الاحسان احسان - والتغافل من الشکر کفران -
تکرار ذکر وے - چہ کہ کیفر نیکی نیکی است - وچشم برہم بستن از سپاس گذاری ناسپاسی است
اورذکر وتذکرہ میں گونگے اوربیہوش نہ بن جاؤ۔ اسلیئے کہ احسان کا بدلہ احسان ہے - اور شکر سے غفلت کرنا کفران ہے
ووالله انها لکم من ایمن العوذ - واغنی عنکم من لابسی الخوذ
وسوگند بخدا کہ ایں سلطنت بجہت شما تعویذے شگرف وبہالیں است وباوجود وے ہیچ حاجت بہ یاوران خودپوش نماندہ
اورمیں اللہ کی قسم کھاکر کہتا ہوں کہ یہ سلطنت تمہارے لیے بڑا امن بخش تعویذ ہے اوراسکے ہوتے کسی خودپوش مددگار کی ہمیں ضرورت
والمحامد کلها لله علی ما آتانا قیصرا لا یقصر فی تفقد احوالنا - و
ودرحقیقت ہرگونہ حمد مرخدا راست کہ مارا قیصر عطا فرمودہ کہ ازبازجستن احوال ما دمے غفلت نمی ورزد - و
نہیں۔ اورحقیقت میں ساری حمدیں خدا کیلئے ہیں جس نے ہمیں ایسا قیصر عطا فرمایا جو ہمارے حال کی خبرگیری اور پرداخت میں کوئی قصور
یسعی لیخرجنا من ادحالنا - ورد الینا دیننا بعد ما زالت الملة
می کوشد کہ مارا ازمغاک پستی بابرون آرد و ایزد مہربان دین مارا ہماباز داد وبعد ازاں کہ ملت
اورکوتاہی نہیں کرتا اورکوشش کرتا ہے کہ ہمیں پستی سے باہر لاتے۔ اپنے اس نے ہمارا دین ہمیں پھیر دیا بعد اس کے کہ
عن اماکنها وجعل قیصرة الهند وقیصرها کمثل مامنها فهذه
ازمکان خود زائل گردیدہ بود وقیصرۂ ہند وقیصر را مامن وے گردانید پس ایں ہم
مذہب مکانوں سے اکھڑ چکا تھا اوراسی نے قیصرۂ ہند اور قیصر کو اس کا مامن بنایا سو یہ

مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 542 تا 544 طبع جدید از مرزا قادیانی | یہ حوالہ صفحہ 118 پر درج ہے

طرح یک دفعہ پھوٹتا ہے اور فی الفور ایک شعلہ نور آسمان سے گرتا اور اس سے اتصال پاتا ہے اور ایسے وقت میں جب دُعا کی جاتی ہے تو ضرور قبول ہو جاتی ہے۔سو یہی وقت مجھے اس بزرگ کے لیے میسر آیا۔ میں ان لوگوں کی روز کی تکذیبوں اور لعنت اور ٹھٹھے اور ہنسی کے دیکھنے سے تھک گیا۔ میری رُوح اب رب العرش کی جناب میں رو رو کر فیصلہ چاہتی ہے۔ اگر میں درحقیقت خدا تعالےٰ کی نظر میں مردُود اور مخذول ہوں جیسا کہ ان لوگوں نے سمجھا تو میں خود ایسی زندگی نہیں چاہتا جو لعنتی زندگی ہو۔ اگر میرے پر آسمان سے بھی لعنت ہے جیسا کہ زمین سے لعنت ہے تو میری رُوح اُوپر کی لعنت کی برداشت نہیں کر سکتی اگر میں سچا ہوں تو اُس بزرگ کی خدا تعالیٰ سے ایسے طور سے پردہ دری چاہتا ہوں جو بطور نشان ہو اور جس سے سچائی کو مدد ملے ورنہ لعنتی زندگی سے میرا مرنا بہتر ہے میرے صادق یا کاذب ہونے کا یہ آخری معیار ہے جس کو فیصلہ ناطق کی طرح سمجھنا چاہیئے۔ مَیں خدا سے دونوں ہاتھ اُٹھا کر دُعا کرتا ہوں کہ اگر مَیں اُس کی نظر میں عزیز ہوں تو وہ اس بزرگ کی ایسے طور سے پردہ دری کرے جو اب تک کسی کے خیال و گمان میں نہ ہو۔ مَیں جانتا ہوں کہ میرا خدا قادر اور ہر ایک قوت کا مالک ہے وہ اُن کے لیے جو اُس کے ہوتے ہیں بڑے بڑے عجائبات دکھلاتا ہے۔

ایڈیٹر چودھویں صدی کی جس قدر شوخی ہے اُس بزرگ کی حمایت سے ہے اور اس کی تمام توہین اور تحقیر کی تحریریں اسی بزرگ کی گردن پر ہیں۔ وہ ہنسی سے لکھتا ہے کہ "مَیں مخالفت سے نکالا جاؤں" خدا سے ہنسی کرنا کسی نیک انسان کا کام نہیں انسان ہر ایک وقت اس کے قبضہ قدرت میں ہے۔

اور گورنمنٹ انگریزی کی خیر خواہی کی نسبت جو میرے پر حملہ کیا گیا ہے۔ یہ حملہ بھی محض شرارت ہے۔ سلطان روم کے حقوق بجائے خود ہیں۔ مگر اس گورنمنٹ کے حقوق بھی ہمارے سر پر ثابت شدہ ہیں اور ناشکر گذاری ایک بے ایمانی کی قسم ہے۔ اے نادانو! گورنمنٹ انگریزی کی تعریف تمہاری طرح میری قلم سے منافقانہ نہیں نکلتی۔ بلکہ مَیں اپنے اعتقاد اور یقین سے جانتا ہوں کہ درحقیقت خدا تعالیٰ کے فضل سے اس گورنمنٹ کی پناہ ہمارے لیے بالواسطہ خدا تعالیٰ کی پناہ ہے۔ اس سے زیادہ اس گورنمنٹ کی پُر امن سلطنت ہونے کا اور کیا میرے نزدیک ثبوت ہو سکتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے یہ پاک سلسلہ اسی گورنمنٹ کے ماتحت برپا کیا ہے۔ وہ لوگ میرے نزدیک سخت نمک حرام ہیں جو حکام انگریزی کے روبرو اُن کی خوشامدیں کرتے ہیں۔ اُن کے آگے گرتے ہیں اور پھر گھر میں آکر کہتے ہیں کہ جو شخص اس گورنمنٹ کا شکر کرتا ہے وہ کافر ہے۔ یاد رکھو، اور خوب یاد رکھو کہ ہماری یہ کارروائی جو اس گورنمنٹ کی نسبت کی جاتی ہے منافقانہ نہیں ہے وَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْمُنَافِقِيْنَ بلکہ ہمارا یہی عقیدہ ہے جو ہمارے دل میں ہے۔

مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 148 طبع جدید از مرزا قادیانی	یہ حوالہ صفحہ 119 پر درج ہے

﴿۵۱۷﴾

ذکر الدولة البرطانية و قيصرة الهند

جزاها اللّٰه عنا خير الجزاء

اعلموا أيها الإخوان أننا قد نجونا من ايدی الظالمين فی ظل دولة هذه الملیکة التی نمّقنا اسمها فی العنوان. التی نضرنا فی حکومتها کنضارة الأرض فی ايام التهتان. هی اعزّ من الزَّبّاء بملکها و ملکوتها اللهم بارک لنا وجودها و جودها واحفظ ملکها من مکائد الروس و مما يصنعون. قد رأينا منها الاحسان الکثير والعيش النضير فان فرطنا فی جنبها فقد فرطنا فی جنب اللّٰه

ترجمہ

ذکر دولت عظیمہ برطانیہ وقیصرہ ہند

جزاہا اللہ عنا خیر الجزاء

برادران برشما مخفی نماند کہ ما در عہد سعادت مہد وظل ممدود این ملکہ معظّمہ کہ لقب مبارکش را زیب عنوان ساختیم از پنجۂ آہنین ستمگاران تیرہ درون رستگار شدیم۔ بخت ما درین زمان برکت توامان بمثابۂ فرخندگی و بہروزی دریافتہ کہ روئے زمین

آئینہ کمالات اسلام صفحہ 517 مندرجہ روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 517 از مرزا قادیانی | یہ حوالہ صفحہ 120 پر درج ہے

ثم أشعتموه في الأغيار والأحباب، كأنّكم مبرَّؤون من المؤاخذة والحساب. ولكن الله أتمّ نورًا أردتم إطفاءه، وملأ بحرًا تمنّيتم أن تغيض ماؤه، ودعوتم لنا أرضًا جدبة، فآوانا الله إلى ربوة☆ وواد خضر وروضة، ورزقنا نعماءً وآلاءً وبركاتٍ ما رأيتموها ولا آباؤكم. أهذا جزاء الفرية؟ أأعثرتم على مثله في زمان من الأزمنة؟

﴿۴۶﴾ فاعلموا، رحمكم الله، أن صدق دعواي وموت عيسى ما كان أمرًا متعسّر المعرفة، ولكن طوّعَتْ لكم أنفسكم تكذيب إمامكم، فزاغت قلوبكم، وما فكّرتم حقّ الفكرة. وقد جئتكم بالآيات والشواهد والبيّنات، وقد فتح الله عليّ أمرًا أخفاه عليكم في ابن مريم، وذالك فضله أنه فهّمني أمرًا ما أعثركم عليه وما فهّم. أم حسبتم أن أصحاب الكهف والرقيم كانوا من آياتنا عجبًا+ إن الله أخفانا من أعينكم إلى قرون، وأسبَلَ عليها حجبا، فكنتم تنتظرون نزول المسيح من السماء، وصرف الله أفكاركم عن الحقيقة الغرّاء، ليظهر عليكم عجزكم في أسرار حضرة الكبرياء. ذالك من سنن الله ليعلّمكم أدبًا عند إظهار الآراء. فما تشابه الأمر عليكم إلّا من فتنة أراد الله ليبتليكم بها، فأظهرها بعد هذا الإخفاء.

☆ قد قال الله عزّوجلّ في القرآن: وَاٰوَيْنٰهُمَآ اِلٰى رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّمَعِيْنٍ[1] ولمّا جعلني الله مثيل عيسى جعل لي السلطنة البرطانية ربوةَ أمنٍ وراحةٍ ومستقرًّا حسنًا. فالحمد لله ماوى المظلومين. ولله الحِكَم والمصالح، ما كان لأحدٍ أن يؤذي من عصمه الله، والله خير العاصمين. منه

+ هذا ما أُوحيَ إليّ ربي بوحي القرآن، وكذالك أخفاني ربي كما أخفى أصحاب الكهف، وإن ذالك من سنن الله أنه يخفي بعض أسراره من أعين الناس ليعلموا أن علمهم قاصر، وليبتلي الله عباده، وليرى المؤمنين منهم والمجرمين. منه

[1] المؤمنون:۵۱

حقیقت الوحی، ضمیمہ الاستفتاء صفحہ 46، مندرجہ روحانی خزائن، جلد 22 صفحہ 668، از مرزا قادیانی | یہ حوالہ صفحہ 120 پر درج ہے

﴿۱۸﴾ علیّ ۔ و اَرْسَلَ فی اقطار العالم ریاحًا تحشر الناس الینا کانه فوج نوریّ یقود القلوب الی الدین المتین

اَوْ عَبْقَرِیٌّ بهیرویٌ نُوْرُ الدِّیْن

یعنی اخویم مولوی حکیم نوردین بھیروی کہ ہمدردی اسلام برایشان غالب ست از ین وجہ بانتشار نورانیت سماوی مشابہت دارند و ہذا فضل اللہ

فهذا رحمة ربی و حقٌّ صُراحٌ ما یُبطله بطالویّ و غیره وان نجع نفسه مِن حسراتٍ و یطیر من القالب طیره و واللّٰه ان البطالوی (ای بٹالوی) ما قصر فی مکائده بل ضمّ بطالیّته (ای بٹالوی) بفحشِ لسانه و حصائده۔

[و لو لا هیبة سیفٍ سَلّه عدلُ سلطنة البرطانیة لَحثّ الناسَ علی سفک دمی و جلب رَجِله] و خیله لحسمی و حطمی ولکن منعه من هذا رعب هذه الدّولة و لَمعان تلک الطاقة فنشکر اللّٰه کل الشکر علٰی ما اٰمَنَنَا مِن کلِّ خوفٍ تحت ظلّ هذه الدّولة البرطانیة المبارکة للضّعفاءِ و کهف اللّٰه لِلْفقراءِ

آئینہ کمالات اسلام صفحہ 18 مندرجہ روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 18 از مرزا قادیانی	یہ حوالہ صفحہ 120 پر درج ہے

نمبر ۴۲ جلد ۶ — الفضل قادیان دارالامان ۷- دسمبر ۱۹۱۸ء — ۹

خدا کی چمکار اور فتح سرکار

ضمیمہ تحفہ گولڑویہ کے صفحہ ۲۰ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تحریر فرماتے ہیں: ان الہامات کے سلسلہ میں بعض اور الہام بھی ہیں جن میں سے کسی قدر ذیل میں لکھے جاتے ہیں۔ ایک عزت کا خطاب۔ ایک عزت کا خطاب۔ لک خطاب العزة۔ ایک بڑا نشان اس کے ساتھ ہوگا (عزت کے خطاب سے مراد یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایسے اسباب پیدا ہو جائیں گے کہ اکثر لوگ پہچان لیں گے اور وقت کا منتظر رہیں گے) اور یہ تب ہوگا جب ایک نشان ظاہر ہوگا۔ اور پھر فرمایا کہ خدا نے ارادہ کیا ہے کہ تیرا نام بڑھاوے اور آفاق میں تیرے نام کی خوب چمک دکھلاوے۔ میں اپنی چمکار دکھلاؤں گا۔ اور قدرت نمائی سے تجھے اٹھاؤں گا۔ آسمان سے کئی تخت اترے۔ مگر سب سے اونچا تیرا تخت بچھایا گیا۔ دشمنوں سے ملاقات کرتے وقت فرشتوں نے تیری مدد کی۔ آپ کے ساتھ انگریزوں کا نرمی کے ساتھ ہاتھ تھا۔ اسی طرف خدا تعالیٰ تھا جو آپ کے ساتھ تھا۔ آسمان پر دیکھنے والوں کو ایک رائی برابر غم نہیں ہوتا۔"

یہ الہامات میں نے موجودہ جنگ کو دیکھ کر ایک کاپی میں لکھ رکھے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے چمکار کے متعلق میرے دل میں ڈالا کہ مراد اس سے یہی عظیم الشان جنگ ہے۔ پھر یہ آسمان پر دیکھنے والوں کو ایک رائی برابر غم نہیں ہوا۔ اس سے الہام "آپ کے ساتھ انگریزوں کا نرمی کے ساتھ ہاتھ تھا۔ اسی طرف خدا تعالیٰ تھا جو آپ کے ساتھ تھا" مجھے پہلے اس کاپی میں یہ لکھ دیا تھا کہ اس جنگ میں آخر انگلستان و برطانیہ کی فتح ہوگی۔ کیونکہ جس طرف خدا ہو اس کو شکست نہیں ہو سکتی۔ آج فتح کی خبر سن کر مجھے خوشی حاصل ہوئی۔ امید کہ میرے وہ احمدی بھائی جو الہامات سے ناواقف ہیں۔ اخبار میں اس الہام کو پڑھ کر اپنے ایمان کو تازہ کریں گے۔ ان الہامات کے ساتھ ملہم میں یہ الہام بھی ہے۔ "لوگ آئے اور دعوے کر بیٹھے۔ شیر خدا نے ان کو پکڑا شیر خدا نے فتح پائی" اس سے آگے معنی لکھے ہیں "دینی جہاد کی ممانعت [illegible] موعود کی طرف سے ہے۔"

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال
دیں کے لئے حرام ہے اب جنگ اور قتال

اسی جگہ حاشیہ میں ایک اور الہام تحریر فرمایا:

قادر کے کاروبار نمودار ہو گئے
کافر جو کہتے تھے وہ گرفتار ہو گئے

اس سلسلہ میں یہ اشارہ ہے کہ سلطنت ترکی بھی اس جنگ میں شریک ہوگی۔ جو مسلمان غلطی سے اس لڑائی کو دینی جہاد سمجھ کر کسی قسم کی مدد دینا چاہیں گے اور مسیح موعود کو معاذ اللہ کافر جان کر اس فتوے کی پرواہ نہ کریں گے ایسے لوگ گرفتار کئے جائیں گے۔ اور شیر خدا جری اللہ فی حلل الانبیاء اپنی ان دعاؤں کے سبب جو اس نے نہایت خلوص دل سے اپنی اس گورنمنٹ کے لئے کیں آخر فتح پائیگا۔ یعنی اس گورنمنٹ کے زیر سایہ مدد کر دنیا میں اس کے سلسلہ کو ترقی ہوگی۔ اور انگلستان وغیرہ یورپ کے لوگ اسلام کو قبول کریں گے۔ اور کوئی خونی مہدی ظاہر نہ ہوگا جو تلوار کے ساتھ دین اسلام کو دنیا میں پھیلائے۔ یہی اس جنگ میں گورنمنٹ برطانیہ کا فتح پانا مسیح موعود کی صداقت کا ایک زبردست ثبوت ہے۔ مہدی کی نسبت یہ جو لکھا ہے۔ علمائے وقت کہ خوگر تقلید شعار اقتدار و مشائخ و آباء خود باشند۔ گویند ایں مرد مہدی ما نیست [illegible] مخالف دین و ملت ما است بمخالفت برخیزند و حسب عادت خود حکم تکفیر و تضلیل وے کنند۔ لہٰذا از سطوت سیف او و جلال شوکتش کار ایشاں پیش نہ رود (حجج الکرامہ صفحہ ۳۶۳) حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں کہ میں وہ مسیح موعود ہوں اور گورنمنٹ برطانیہ میری وہ تلوار ہے جس کے مقابلہ میں ان علماء کی کچھ پیش نہیں جاتی۔ اب غور کرنے کا مقام ہے کہ پھر ہم احمدیوں کو اس فتح سے کیوں خوشی نہ ہو۔ عراق عرب ہو یا شام ہم ہر جگہ اپنی تلوار کی چمک دیکھنا چاہتے ہیں۔ جب لوگوں نے حضرت اقدس پر یہ اعتراض کیا کہ یہ شخص گورنمنٹ کے ملک میں رہتا ہے۔ اس کی خوشامد کرتا ہے۔ تو اس کے جواب میں آپ نے تحریر فرمایا:۔ اے نادانوں میں اس گورنمنٹ کی خوشامد نہیں کرتا بلکہ اصل بات یہ ہے کہ ایسی گورنمنٹ سے جو دین اسلام اور دینی رسوم پر کچھ دست اندازی نہیں کرتی اور نہ اپنے دین کو ترقی دینے کے لئے ہم پر تلواریں چلاتی ہے قرآن شریف کی رو سے جنگ مذہبی کرنا حرام ہے کیونکہ وہ بھی کوئی مذہبی جہاد نہیں کرتی۔ اور ان کا شکر کرنا ہمیں اس لئے لازم ہے کہ ہم اپنا کام مکہ اور مدینہ میں بھی نہیں کر سکتے تھے مگر ان کے ملک میں۔ یہ خدا کی طرف سے حکمت تھی کہ مجھے اس ملک میں پیدا کیا۔ پس کیا میں خدا کی حکمت کی کسر شان کروں اور جیسا کہ قرآن شریف کی آیت وآويناهما الى ربوة ذات قرار ومعين میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں سمجھاتا ہے کہ صلیب کے واقعہ کے بعد ہم نے عیسیٰ مسیح کو صلیبی بلا سے بچا کر اس کو اور اس کی ماں کو ایک ایسے اونچے ٹیلے پر جگہ دی تھی جو آرام کی جگہ تھی۔ اور اس میں چشمے جاری تھے۔ یعنی سری نگر کشمیر۔ اسی طرح خدا نے مجھے اس گورنمنٹ کے اونچے ٹیلے پر جہاں مفسدین کا ہاتھ نہیں پہنچ سکتا۔ جگہ دی جو آرام کی جگہ ہے۔ اور اس ملک میں سچے علوم کے چشمے جاری ہیں اور مفسدوں کے حملے سے امن اور قرار ہے پھر کیا واجب نہ تھا کہ ہم اس گورنمنٹ کے احسانات کا شکر کرتے۔ (کشتی نوح صفحہ ۷۵) ہم احمدی جو حضرت مرزا صاحب کو مسیح موعود مانتے ہیں۔ ہمارے نزدیک بموجب آیت ربوۃ ذات قرار و معین کے یہ گورنمنٹ ایک بلند ٹیلہ ہے۔ اس بلند ٹیلے سے سب لکھنے والوں کا جیسا کہ پہلی کتابوں میں لکھا تھا سب پانی خشک ہوگیا۔ مزید مکاشفہ ۱۶:۱۲ کو پڑھو۔ اور چھٹے نے اپنا پیالہ دریائے فرات پر الٹا اور اس کا پانی سوکھ گیا تاکہ مشرق سے آنے والے بادشاہوں کے لئے راہ تیار ہو جائے۔ اگر چہ کہ اب دریا خشک ہو گیا ہے بادشاہ و لشکر پاک شوند کاہل تعبیر فتح بغداد کے وقت پائی فوجیں مشرق سے داخل ہوئیں۔ دیکھئے کس زمانہ میں اس فتح کی خبر دی گئی۔ ہماری گورنمنٹ برطانیہ نے جو بصرہ کی طرف چڑھائی کی۔ اور تمام اقوام سے لوگوں کو جمع کر کے اس کی طرف بھیجا۔ دراصل اس کے محرک خدا تعالیٰ کے وہ فرشتے تھے جن کو اس گورنمنٹ کی مدد کے لئے اس نے [illegible]

[illegible]

یہ حوالہ صفحہ 121 پر درج ہے	قادیانی خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود کی تقریر، روزنامہ الفضل قادیان جلد 6 نمبر 42 صفحہ 9 مورخہ 7 دسمبر 1918ء

رجسٹرڈ نمبر ایل نمبر ۸۳۵

قل ان الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ واسع علیم

عسی ان یبعثک ربک مقاما محمودا

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کردیگا۔ (الہام مسیح موعود)

الفضل

میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤنگا۔ (الہام مسیح موعود)

جلد ۶ | ۲۷- جولائی ۱۹۱۸ء | شنبہ | ۲۷- شوال ۱۳۳۶ ہجری | نمبر ۸

فہرست مضامین

مدینۃ المسیح

...دن سے آسمان پر بادل گھر گھر کر آتے رہے لیکن ابھی بارش ...ہوئی۔ جس سے گرمی کی شدت میں کمی نہیں ہوئی۔

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے امداد جنگ کے ... کمیٹی تجویز فرمائی ہے ۲۲- جولائی کو بعد نماز ظہر اس کا ... جلسہ ہوا اور طریق عمل کا نقشہ تیار کیا گیا جس کے مطابق کام ... ہو گیا ہے۔

...نماز ظہر حدیث: اور بعد نماز عصر قرآن کریم کا ... ہوتا ہے۔

...سکول کی تعطیلات ختم ہونے کے بعد ... ماہ حال ... میں۔ ... لڑکیاں تعلیم پاتی ہیں۔

امداد جنگ کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح کا فرمان جماعت احمدیہ کے نام

برادران۔ السلام علیکم۔ دل میں تو بہت کچھ ہے جو آپ لوگوں کو سنانا چاہتا ہوں۔ مگر ابھی وقت نہیں آیا۔ اور ابھی میری صحت جو الحمد للہ کہ روزانہ ترقی کر رہی ہے۔ ابھی اس بوجھ کو برداشت نہیں کر سکتی۔ مگر ایک بات جس کا فوراً آپ لوگوں تک پہنچانا ضروری ہے اس وقت کہنی چاہتا ہوں۔ اور وہ یہ کہ سلسلہ احمدیہ کا گورنمنٹ برطانیہ سے جو تعلق ہے۔ وہ باقی تمام جماعتوں سے نرالا ہے۔ ہمارے حالات ہی اس قسم کے ہیں کہ گورنمنٹ اور ہمارے فوائد ایک ہوئے ہوئے ہیں۔ گورنمنٹ برطانیہ کی ترقی کے ساتھ ساتھ ہمیں بھی آگے قدم بڑھانے کا موقع ہے۔ اور اس کو خدانخواستہ اگر کوئی نقصان پہنچے۔ تو اس صدمہ سے ہم بھی محفوظ نہیں رہ سکتے۔ اس لئے شریعت اسلام۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے احکام کے ماتحت اور خود اپنے فوائد کی حفاظت کے لئے۔ اس وقت جبکہ جنگ وجدال کی گرم بازاری ہے۔ ہماری جماعت کا فرض ہے کہ وہ ہر ممکن طریق سے گورنمنٹ کی مدد کرے اور چونکہ ہر ایک شخص نہیں سمجھ سکتا کہ وہ کس کس طریق سے گورنمنٹ کی مدد کر سکتا ہے۔ اور فطرت انسانی کے مطابق انسان کو بار بار یاد دلانے کی بھی ضرورت ہے۔ اس لئے اس کام کو باحسن انجام تک پہنچانے کے لئے میں نے ایک کمیٹی بنائی ہے۔ جس کے گیارہ ممبر ...یان میں ہونگے۔ اور ان کے مددگار کے طور پر ہر ضلع

امن پسند اور اول درجہ کے خیر خواہ سرکار انگریزی ہیں۔ اور با ایں ہمہ معزز اور شریف ہیں۔

اور بعض نادانوں کا یہ خیال کہ گویا میں نے افترا کے طور پر الہام کا دعویٰ کیا ہے غلط ہے بلکہ درحقیقت یہ کام اس قادر خدا کا ہے جس نے زمین و آسمان کو پیدا کیا اور اس جہان کو بنایا ہے۔ جس زمانہ میں لوگوں کا ایمان خدا پر کم ہو جاتا ہے اس وقت میرے جیسا ایک انسان پیدا کیا جاتا ہے اور خدا اس سے ہمکلام ہوتا ہے اور اس کے ذریعہ سے اپنے عجائب کام دکھلاتا ہے۔ یہاں تک کہ لوگ سمجھ جاتے ہیں کہ خدا ہے۔ میں عام اطلاع دیتا ہوں کہ کوئی انسان خواہ ایشیائی ہو خواہ یوروپین اگر میری صحبت میں رہے تو وہ ضرور کچھ عرصہ کے بعد میری ان باتوں کی سچائی معلوم کر لے گا۔

یاد رہے کہ یہ باتیں حفظ امن کے مخالف نہیں۔ ہم دنیا میں فروتنی کے ساتھ زندگی بسر کرنے آئے ہیں اور بنی نوع کی ہمدردی اور اس گورنمنٹ کی خیر خواہی جس کے ہم ماتحت ہیں یعنی گورنمنٹ برطانیہ ہمارا اصول ہے۔ ہم ہرگز کسی مَفسَدہ اور نقضِ امن کو پسند نہیں کرتے اور اپنی گورنمنٹ انگریزی کی ہر ایک وقت میں مدد کرنے کے لئے طیّار ہیں۔ اور خدا تعالیٰ کا شکر کرتے ہیں جس نے ایسی گورنمنٹ کے زیر سایہ ہمیں رکھا ہے۔ فقط المرقوم ۲۰ ستمبر ۱۸۹۷ء

المشتہر

میرزا غلام احمد از قادیان

کتاب البریہ صفحہ 17، مندرجہ روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 18 از مرزا قادیانی | یہ حوالہ صفحہ 121 پر درج ہے

میں تو دِلوں کو اندر ہی اندر دے دی ہے بہر حال جبکہ ہمارے نظام بدنی اور امور دنیوی میں خدا تعالیٰ نے اِس قوم میں سے ہمارے لئے گورنمنٹ قائم کی اور ہم نے اس گورنمنٹ کے وہ احسانات دیکھے جن کا شکر کرنا کوئی سہل بات نہیں اس لئے ہم اپنی معزز گورنمنٹ کو یقین دلاتے ہیں کہ ہم اِس گورنمنٹ کے اسی طرح مخلص اور خیر خواہ ہیں جس طرح کہ ہمارے بزرگ تھے۔ ہمارے ہاتھ میں بجز دعا کے اور کیا ہے۔ سو ہم دُعا کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ اِس گورنمنٹ کو ہر یک شر سے محفوظ رکھے اور اس کے دشمن کو ذلت کے ساتھ پسپا کرے۔ خدا تعالیٰ نے ہم پر محسن گورنمنٹ کا شکر ایسا ہی فرض کیا ہے جیسا کہ اس کا شکر کرنا۔ سو اگر ہم اِس محسن گورنمنٹ کا شکر ادا نہ کریں یا کوئی شر اپنے ارادہ میں رکھیں تو ہم نے خُدا تعالیٰ کا بھی شکر ادا نہیں کیا کیونکہ خدا تعالیٰ کا شکر اور کسی محسن گورنمنٹ کا شکر جس کو خدائے تعالیٰ اپنے بندوں کو بطور نعمت کے عطا کرے درحقیقت یہ دونوں ایک ہی چیز ہیں اور ایک دوسری سے وابستہ ہیں اور ایک کے چھوڑنے سے دوسری کا چھوڑنا لازم آجاتا ہے بعض احمق اور نادان سوال کرتے ہیں کہ اِس گورنمنٹ سے جہاد کرنا درست ہے یا نہیں۔ سو یاد رہے کہ یہ سوال اُن کا نہایت حماقت کا ہے کیونکہ جس کے احسانات کا شکر کرنا عین فرض اور واجب ہے اُس سے جہاد کیسا۔ مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ محسن کی بدخواہی کرنا ایک حرامی اور بدکار آدمی کا کام ہے۔ سو میرا مذہب جس کو مَیں بار بار ظاہر کرتا ہوں یہی ہے کہ اسلام کے دو حصے ہیں۔ ایک یہ کہ خدا تعالیٰ کی اطاعت کریں دُوسرے اِس سلطنت کی جس نے امن قائم کیا ہو جس نے ظالموں کے ہاتھ سے اپنے سایہ میں ہمیں پناہ دی ہو۔ سو وہ سلطنت حکومت برطانیہ ہے اگرچہ یہ سچ ہے کہ ہم یورپ کی قوموں کے ساتھ اختلافِ مذہب رکھتے ہیں اور ہم ہرگز خدا تعالیٰ کی نسبت وہ باتیں پسند نہیں رکھتے جو اُنھوں نے پسند کی ہیں۔ لیکن اِن مذہبی امور کو رعیت اور گورنمنٹ کے رشتہ سے کچھ علاقہ نہیں۔ ﴿۸۴﴾

یہ حوالہ صفحہ 122 پر درج ہے	شہادۃ القرآن صفحہ 84 مندرجہ روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 380 از مرزا قادیانی

اور مَیں اس وقت ضروری نہیں دیکھتا کہ جو آریوں کو میری نسبت اشتعال پیدا ہوا ہے اسکی وجہ بیان کروں کیونکہ ابھی مَیں اپنے ایک بڑے[1] اشتہار میں مفصل وجوہ بیان کر چکا ہوں۔ لیکن اس جگہ اس قدر لکھنا فائدہ سے خالی نہ ہوگا کہ یہ پیشگوئی جس کی میعاد کے اندر اور عین تاریخ مقررہ میں لیکھرام بموت قتل راہیٔ ملک بقا ہوا ہے وہ صرف چھ برس سے نہیں ہے جیسا کہ آریہ صاحبوں کا خیال ہے بلکہ یہ پیشگوئی سترہ برس سے ہے جو براہین احمدیہ میں درج ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ عرصہ سترہ برس کا ہوا ہے کہ براہین احمدیہ میں تین پیشگوئیاں تین مختلف فرقوں کی نسبت درج ہوئی تھیں اور تین فتنوں کا ذکر کیا گیا تھا (۱) ایک پادری صاحبوں اور ان کے شور و غوغا کی نسبت جو انہوں نے ڈپٹی آتھم صاحب کی میعاد گذرنے پر کیا۔ (۲) دوسری پنجاب اور ہندوستان کے مولویوں اور ان کے سرغنہ محمد حسین اور ان کے اتباع مسلمانوں کی نسبت جو انہوں نے مجھ پر تکفیر کا فتنہ برپا کیا۔ (۳) تیسری پیشگوئی اس چمکدار نشان کی نسبت جو لیکھرام کی موت سے وقوع میں آیا۔ اور اس کے فتنہ کا ذکر۔ یہ تینوں پیشگوئیاں تین فتنوں کے ساتھ سترہ برس پہلے شائع ہو چکی ہیں۔ پس اب سوچنا چاہیئے کہ کس انسان کو یہ طاقت ہے کہ ان واقعات کی اُس زمانہ میں خبر دے سکتا جبکہ ان واقعات کا

اطلاع۔ براہین احمدیہ کے صفحہ ۲۴۱ میں ایک پیشگوئی گورنمنٹ برطانیہ کے متعلق ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ وَمَا کَانَ اللّٰہُ لِیُعَذِّبَہُمْ وَاَنْتَ فِیْہِمْ۔ اَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْہُ اللّٰہِ۔ یعنی خدا ایسا نہیں ہے کہ اس گورنمنٹ کو کچھ تکلیف پہنچاوے حالانکہ تو اُن کی عملداری میں رہتا ہو۔ جدھر تیرا مُنہ خدا کا اسی طرف مُنہ ہے چونکہ خدا تعالےٰ جانتا تھا کہ مجھے اس گورنمنٹ کی پُرامن سلطنت اور ظلِ حمایت میں دلی خوشی ہے اور اس کے لیے مَیں دُعا میں مشغول ہوں کیونکہ مَیں اپنے اس کام کو نہ مکہ میں اچھی طرح چلا سکتا ہوں نہ مدینہ میں نہ روم میں نہ شام میں نہ ایران میں نہ کابل میں۔ مگر اس گورنمنٹ میں جس کے اقبال کے لیے دُعا کرتا ہوں۔ لہٰذا وہ اس الہام میں اشارہ فرماتا ہے کہ اس گورنمنٹ کے اقبال اور شوکت میں تیرے وجود اور تیری دُعا کا اثر ہے اور اس کی فتوحات تیرے سبب سے ہیں۔ کیونکہ جدھر تیرا منہ اُدھر خدا کا مُنہ ہے۔ اب گورنمنٹ شہادت دے سکتی ہے کہ اس کو میرے زمانہ میں کیا کیا فتوحات نصیب ہوئیں۔ یہ الہام سترہ برس کا ہے۔ کیا یہ انسان کا فعل ہو سکتا ہے؟

غرض میں گورنمنٹ کے لیے بمنزلہ حرزِ سلطنت ہوں۔ منہ

---

[1] دیکھئے جلد ھذا صفحہ ۴۹، اشتہار نمبر ۱۶۷ (المرتب)

مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 69، طبع جدید، از مرزا قادیانی | یہ حوالہ صفحہ 122 پر درج ہے

جوش دلانے والے مسائل جو احمقوں کے دِلوں کو خراب کرتے ہیں۔ ان کے دلوں سے معدوم ہو جائیں پھر کیونکر ممکن تھا کہ میں اس سلطنت کا بدخواہ ہوتا یا کوئی ناجائز باغیانہ منصوبے اپنی جماعت میں پھیلاتا جبکہ میں بیس برس تک یہی تعلیم اطاعت گورنمنٹ انگریزی کی دیتا رہا۔ اور اپنے مریدوں میں یہی ہدایتیں جاری کرتا رہا تو کیونکر ممکن تھا کہ ان تمام ہدایتوں کے برخلاف کسی بغاوت کے منصوبے کی میں تعلیم کروں۔ حالانکہ میں جانتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے میری اور میری جماعت کی پناہ اس سلطنت کو بنا دیا ہے۔ یہ امن جو اس سلطنت کے زیر سایہ ہمیں حاصل ہے نہ یہ امن مکہ معظمہ میں مل سکتا ہے نہ مدینہ میں اور نہ سلطان روم کے پایہ تخت قسطنطنیہ میں۔ پھر میں خود اپنے آرام کا دشمن بنوں۔ اگر اس سلطنت کے بارے میں کوئی باغیانہ منصوبہ دل میں مخفی رکھوں اور جو لوگ مسلمانوں میں سے ایسے بدخیال جہاد اور بغاوت کے دلوں میں مخفی رکھتے ہوں میں ان کو سخت نادان بدقسمت ظالم سمجھتا ہوں۔ کیونکہ ہم اِس بات کے گواہ ہیں کہ اِسلام کی دوبارہ زندگی انگریزی سلطنت کے امن بخش سایہ سے پیدا ہوئی ہے۔ تم چاہو دل میں مجھے کچھ کہو۔ گالیاں نکالو یا پہلے کی طرح کافر کا فتویٰ لکھو۔ مگر میرا اصول یہی ہے کہ ایسی سلطنت سے دِل میں بغاوت کے خیالات رکھنا یا ایسے خیال جن سے بغاوت کا احتمال ہو سکے سخت بدذاتی اور خدا تعالیٰ کا گناہ ہے۔ بہتیرے ایسے مسلمان ہیں جن کے دل کبھی صاف نہیں ہوں گے۔ جب تک اُن کا یہ اعتقاد نہ ہو کہ خونی مہدی اور خونی مسیح کی حدیثیں تمام افسانہ اور کہانیاں ہیں۔

اے مسلمانوں اپنے دین کی ہمدردی تو اختیار کرو مگر سچی ہمدردی۔ کیا اس معقولیت کے زمانہ میں دین کے لئے یہ بہتر ہے کہ ہم تلوار سے لوگوں کو مسلمان کرنا چاہیں۔ کیا جبر کرنا اور زور اور تعدّی سے اپنے دین میں داخل کرنا اِس بات کی دلیل ہو سکتی ہے کہ وہ دین خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے؟ خدا سے ڈرو اور یہ بیہودہ الزام دین اسلام پر مت لگاؤ کہ اس نے جہاد کا مسئلہ سکھایا ہے اور زبردستی اپنے مذہب میں داخل کرنا اس کی تعلیم ہے۔ معاذ اللہ ہرگز

تریاق القلوب صفحہ 28، مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 156 از مرزا قادیانی | یہ حوالہ صفحہ 124 پر درج ہے

میں درج کرا کر گورنمنٹ انگریزی کو اُکساتے اور میرے پر بدظن کرنا چاہتے ہیں۔ ایسی شرارتوں سے کیا ہوسکتا ہے۔ آپ یاد رکھیں کہ ان شرارتوں میں آپ ہمیشہ نامراد رہیں گے۔ کوئی امر زمین پر نہیں ہوسکتا جب تک آسمان پر قرار نہ پاوے۔

اور اس گورنمنٹ محسن کی نسبت میرے دل میں کوئی بد ارادہ نہیں ہے۔ میں جوان تھا اور اب بوڑھا ہوگیا۔ قدیم سے میں نے اپنی بہت سی کتابوں میں بار بار یہی شائع کیا ہے کہ اس گورنمنٹ کے ہمارے سر پر احسان ہیں کہ اس کے زیر سایہ ہم آزادی سے اپنی خدمت تبلیغ پوری کرتے ہیں۔ اور آپ جانتے ہیں کہ ظاہری اسباب کی رُو سے آپ کے رہنے کے لئے اور بھی ملک ہیں اور اگر آپ اس ملک کو چھوڑ کر مکہ میں یا مدینہ میں یا قسطنطنیہ میں چلے جائیں تو سب ممالک آپ کے مذہب اور مشرب کے موافق ہیں۔ لیکن اگر مَیں جاؤں تو میں دیکھتا ہوں کہ وہ سب لوگ میرے لئے بطور درندوں کے ہیں اِلّا ما شاء اللّٰہ۔ اس صورت میں ظاہر ہے کہ یہ خدا تعالیٰ کا میرے پر احسان ہے کہ ایسی گورنمنٹ کے زیر سایہ مجھے مبعوث فرمایا ہے جس کا مسلک دلآزاری نہیں اور اپنی رعایا کو امن دیتی ہے مگر باوجود اس کے میں صرف ایک ہی ذات پر توکل رکھتا ہوں اور اُسی کے پوشیدہ تصرفات میں سے جانتا ہوں کہ اُس نے اِس گورنمنٹ کو میری نسبت مہربان بنا رکھا ہے اور کسی شریر مخبر کی پیش چلنے نہیں دی اور مَیں امید رکھتا ہوں کہ قبل اس کے جو مَیں اس دنیا سے گذر جاؤں۔ مَیں اپنے اُس حقیقی آقا کے سوا دوسرے کا محتاج نہیں ہوں گا اور وہ ہر ایک دشمن سے مجھے اپنی پناہ میں رکھے گا۔ فالحمد للّٰہ اوّلًا و اٰخرًا و ظاھرًا و باطنًا ھو ولیّ فی الدّنیا و الاٰخرۃ وھو نعم المولٰی و نعم النّصیر۔ اور مَیں یقین رکھتا ہوں کہ وہ میری مدد کرے گا اور وہ مجھے ہرگز ہرگز ضائع نہیں کرے گا۔ اگر تمام دنیا میری مخالفت میں درندوں سے بدتر ہو جائے تب بھی وہ میری حمایت کرے گا۔ مَیں نامرادی کے ساتھ ہرگز قبر میں نہیں اُتروں گا کیونکہ میرا خدا میرے ہر قدم میں میرے ساتھ ہے اور مَیں اس کے ساتھ ہوں۔ میرے اندرون کا جو اُس کو علم ہے کسی کو بھی علم

﴿۱۲۸﴾

براہین احمدیہ، حصہ پنجم ضمیمہ صفحہ 128 مندرجہ روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 294 از مرزا قادیانی	یہ حوالہ صفحہ 125 پر درج ہے

﴿۱﴾

رسالہ معیار المذاہب

فطرتی معیار سے مذاہب کا مقابلہ

اور گورنمنٹ انگریزی کے احسان کا کچھ تذکرہ

میرے خیال میں مذاہب کے پرکھنے اور جانچنے اور کھرے کھوٹے میں تمیز کرنے کے لئے اس سے بہتر کسی ملک کے باشندوں کو موقعہ ملنا ممکن نہیں جو ہمارے ملک پنجاب اور ہندوستان کو ملا ہے اس موقع کے حصول کے لئے پہلا فضل خدا تعالیٰ کا گورنمنٹ برطانیہ کا ہمارے اس ملک پر تسلّط ہے۔ ہم نہایت ہی ناسپاس اور منکر نعمت ٹھہریں گے اگر ہم سچے دل سے اس محسن گورنمنٹ کا شکر نہ کریں جس کے بابرکت وجود سے ہمیں دعوت اور تبلیغ اسلام کا وہ موقعہ ملا جو ہم سے پہلے کسی بادشاہ کو بھی نہ مل سکا کیونکہ اس علم دوست گورنمنٹ نے اظہار رائے میں وہ آزادی دی ہے جس کی نظیر اگر کسی اور موجودہ عملداری میں تلاش کرنا چاہیں تو لاحاصل ہے کیا یہ عجیب بات نہیں کہ ہم لنڈن کے بازاروں میں

رسالہ معیار المذاہب صفحہ 2،3 مندرجہ روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 461,460 از مرزا قادیانی	یہ حوالہ صفحہ 125 پر درج ہے

دین اسلام کی تائید کے لئے وہ وعظ کر سکتے ہیں جس کا خاص مکہ معظمہ میں میسر آنا ہمارے لئے غیر ممکن ہے اور اس گورنمنٹ نے نہ صرف اشاعت کتب اور اشاعت مذہب میں ہر یک قوم کو آزادی دی بلکہ خود بھی ہر یک فرقہ کو بذریعہ اشاعت علوم وفنون کے مدد دی اور تعلیم اور تربیت سے ایک دنیا کی آنکھیں کھول دیں۔ پس اگرچہ اس محسن گورنمنٹ کا یہ احسان بھی کچھ تھوڑا نہیں کہ وہ ہمارے مال اور آبرو اور خون کی جہاں تک طاقت ہے سچے دل سے محافظت کر رہی ہے اور ہمیں اس آزادی سے فائدہ پہنچا رہی ہے جس کے لئے ہم سے پہلے بہتیرے نوع انسان کے سچے ہمدرد ترستے گذر گئے۔ لیکن یہ دوسرا احسان گورنمنٹ کا اس سے بھی بڑھ کر ہے کہ وہ جنگلی وحشیوں اور نام کے انسانوں کو انواع واقسام کی تعلیم کے ذریعہ سے اہل علم وعقل بنانا چاہتی ہے ہم دیکھتے ہیں کہ اس گورنمنٹ کی متواتر کوششوں سے وہ لوگ جو قریب قریب مویشی اور چارپایوں کے تھے کچھ کچھ حصہ انسانیت اور فہم وفراست کا لے چکے ہیں اور اکثر دلوں اور دماغوں میں ایک ایسی روشنی پیدا ہوگئی ہے جو علوم کے حصول کے بعد پیدا ہوا کرتی ہے۔ معلومات کی وسعت نے گویا یک دفعہ دنیا کو بدل دیا ہے لیکن جس طرح شیشے میں سے روشنی تو اندر گھر کے آسکتی ہے مگر پانی نہیں آسکتا۔ اسی طرح علمی روشنی تو دلوں اور دماغوں میں آگئی ہے۔ مگر ہنوز وہ مصفا پانی اخلاص اور روبحق ہونے کا اندر نہیں آیا جس سے روح کا پودہ نشوونما پاتا اور اچھا پھل لاتا لیکن یہ گورنمنٹ کا قصور نہیں ہے بلکہ ابھی ایسے اسباب مفقود یا قلیل الوجود ہیں جو سچی روحانیت کو جوش میں لاویں۔ یہ عجیب بات ہے کہ علمی ترقی سے مکر اور فریب کی بھی کچھ ترقی معلوم ہوتی ہے اور اہل حق کو

﴿۲﴾

رسالہ معیار المذاہب صفحہ 2،3 مندرجہ روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 460،461 از مرزا قادیانی | یہ حوالہ صفحہ 125 پر درج ہے

کے لئے اپنی محسن گورنمنٹ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں اور وہ یہ ہے کہ اس مُلک کے مولوی مسلمان اور ان کی جماعتوں کے لوگ حد سے زیادہ مجھے ستاتے اور دُکھ دیتے ہیں۔ میرے قتل کے لئے ان لوگوں نے فتوے دیئے ہیں۔ مجھے کافر اور بے ایمان ٹھہرایا ہے اور بعض ان میں سے حیا اور شرم کو ترک کر کے اِس قسم کے اشتہار میرے مقابل پر شائع کرتے ہیں کہ یہ شخص اِس وجہ سے بھی کافر ہے کہ اس نے انگریزی سلطنت کو سلطنت روم پر ترجیح دی ہے اور ہمیشہ انگریزی سلطنت کی تعریف کرتا ہے۔ اور ایک باعث یہ بھی ہے کہ یہ لوگ مجھے اِس وجہ سے بھی کافر ٹھہراتے ہیں کہ میں نے خدا تعالیٰ کے سچے الہام سے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور اِس خونی مہدی کے آنے سے انکار کیا ہے جس کے یہ لوگ منتظر ہیں۔ بے شک میں اقرار کرتا ہوں کہ میں نے اُن لوگوں کا بڑا نقصان کیا ہے کہ میں نے ایسے خونی مہدی کا آنا سراسر جھوٹ ثابت کر دیا ہے جس کی نسبت ان لوگوں کا خیال تھا کہ وہ آکر بے شمار روپیہ اُن کو دے گا مگر میں معذور ہوں۔ قرآن اور حدیث سے یہ بات بپایہ ثبوت نہیں پہنچتی کہ دُنیا میں کوئی ایسا مہدی آئے گا جو زمین کو خون میں غرق کر دے گا۔ پس میں نے ان لوگوں کا بجز اس کے کوئی گناہ نہیں کیا کہ اس خیالی لوٹ مار کے روپیہ سے میں نے ان کو محروم کر دیا ہے۔ میں خدا سے پاک الہام پا کر یہ چاہتا ہوں کہ ان لوگوں کے اخلاق اچھے ہو جائیں اور وحشیانہ عادتیں دور ہو جائیں اور نفسانی جذبات سے اُن کے سینے دھوئے جائیں اور ان میں آہستگی اور سنجیدگی اور حلم اور میانہ روی اور انصاف پسندی پیدا ہو جائے اور یہ اپنی اس گورنمنٹ کی ایسی اطاعت کریں کہ دوسروں کے لئے نمونہ بن جائیں۔ اور یہ ایسے ہو جائیں کہ کوئی بھی فساد کی رگ ان میں باقی نہ رہے۔ چنانچہ کسی قدر یہ مقصود مجھے حاصل بھی ہو گیا ہے اور میں دیکھتا ہوں کہ دس ہزار

﴿۵﴾

تریاق القلوب صفحہ 265,264 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 493,492 از مرزا قادیانی | یہ حوالہ صفحہ 128 پر درج ہے

یا اس سے بھی زیادہ ایسے لوگ پیدا ہو گئے ہیں جو میری ان پاک تعلیموں کے دل سے پابند ہیں☆ اور یہ نیا فرقہ مگر گورنمنٹ کے لئے نہایت مبارک فرقہ برٹش انڈیا میں زور سے ترقی کر رہا ہے۔ اگر مسلمان ان تعلیموں کے پابند ہو جائیں تو میں قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں کہ وہ فرشتے بن جائیں۔ اور اگر وہ اس گورنمنٹ کی سب قوموں سے بڑھ کر خیر خواہ ہو جائیں تو تمام قوموں سے زیادہ خوش قسمت ہو جائیں۔ اگر وہ مجھے قبول کرلیں اور مخالفت نہ کریں تو یہ سب کچھ انہیں حاصل ہوگا اور ایک نیکی اور پاکیزگی کی روح اُن میں پیدا ہو جائے گی۔ اور جس طرح ایک انسان خوجہ ہو کر گندے شہوات کے جذبات سے الگ ہو جاتا ہے اسی طرح میری تعلیم سے ان میں تبدیلی پیدا ہوگی۔ مگر میں نہیں کہتا کہ گورنمنٹ عالیہ جبراً ان کو میری جماعت میں داخل کرے اور نہ میں اِس وقت یہ استغاثہ کرتا ہوں کہ کیوں وہ ہر وقت میرے قتل کے درپے ہیں اور کیوں میرے قتل کے لئے جھوٹے فتوے شائع کر رہے ہیں اور میں جانتا ہوں کہ یہ بد ارادے اُن کے عبث ہیں کیونکہ کوئی چیز زمین پر نہیں ہوسکتی جب تک آسمان پر نہ ہولے۔ اور میں اُن کی بدی کے عوض میں اُن کے حق میں دعا کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ اُن کی آنکھیں کھولے اور وہ خدا اور مخلوق کے حقوق کے شناسا ہو جائیں۔ مگر چونکہ ان لوگوں کی عداوت حد سے بڑھ گئی ہے اس لئے میں نے ان کی اصلاح کے لئے اور ان کی بھلائی کے لئے بلکہ

☆ میں نے اپنی کسی کتاب میں لکھا تھا کہ میری جماعت تین سَو آدمی ہے لیکن اب وہ شمار بہت بڑھ گیا ہے کیونکہ زور سے ترقی ہو رہی ہے۔ اب میں یقین رکھتا ہوں کہ میری جماعت کے لوگ دس ہزار سے بھی کچھ زیادہ ہوں گے اور میری فراست یہ پیشگوئی کرتی ہے کہ تین سال تک ایک لاکھ تک میری اِس جماعت کا عدد پہنچ جاوے گا۔ منہ

تریاق القلوب صفحہ 265,264 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 493,492 از مرزا قادیانی	یہ حوالہ صفحہ 128 پر درج ہے

بہت کچھ عام مسلمانوں کی طرف سے یہ فرقہ ایذا بھی پا رہا ہے لیکن چونکہ اہلِ عقل دیکھتے ہیں کہ خدا سے پوری صفائی اور اس کی مخلوق سے پوری ہمدردی اور حکام کی اطاعت میں پوری طیاری کی تعلیم اسی فرقہ میں دی جاتی ہے اس لئے وہ لوگ طبعًا اِس فرقہ کی طرف مائل ہوتے جاتے ہیں اور یہ خدا کا فضل ہے کہ بہت کچھ مخالفوں کی طرف سے کوششیں بھی ہوئیں کہ اِس فرقہ کو کسی طرح نابود کر دیں مگر وہ سب کوششیں ضائع گئیں کیونکہ جو کام خدا کے ہاتھ سے اور آسمان سے ہو اِنسان اس کو ضایع نہیں کر سکتا۔ اور اِس فرقہ کا نام **مسلمان فرقہ احمدیہ** اس لئے رکھا گیا کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دو نام تھے ایک **محمد** صلی اللہ علیہ وسلم۔ دوسرا احمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اسم **محمد** جلالی نام تھا اور اس میں یہ مخفی پیشگوئی تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُن دشمنوں کو تلوار کے ساتھ سزا دیں گے جنہوں نے تلوار کے ساتھ اسلام پر حملہ کیا اور صدہا مسلمانوں کو قتل کیا۔ لیکن اسم احمد جمالی نام تھا جس سے یہ مطلب تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں آشتی اور صلح پھیلائیں گے۔ سو خدا نے اِن دو ناموں کی اِس طرح پر تقسیم کی کہ اوّل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مکہ کی زِندگی میں اسم احمد کا ظہور تھا اور ہر طرح سے صبر اور شکیبائی کی تعلیم تھی۔ اور پھر مدینہ کی زندگی میں اسمِ محمد کا ظہور ہوا اور مخالفوں کی سرکوبی خدا کی حکمت اور مصلحت نے ضروری سمجھی۔ لیکن یہ پیشگوئی کی گئی تھی کہ آخری زمانہ میں پھر اسم احمد ظہور کرے گا اور ایسا شخص ظاہر ہوگا جس کے ذریعہ سے احمدی صفات یعنی جمالی صفات ظہور میں آئیں گی اور تمام لڑائیوں کا خاتمہ ہو جائے گا۔ پس اسی وجہ سے مناسب معلوم ہوا کہ اس فرقہ کا نام فرقہ احمدیہ رکھا جائے تا اِس نام کو سنتے ہی ہر ایک شخص سمجھ لے کہ یہ فرقہ دنیا میں آشتی اور صلح پھیلانے آیا ہے اور جنگ اور لڑائی سے اِس فرقہ کو کچھ سروکار نہیں۔ سوائے دوستو

تریاق القلوب صفحہ 399، مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 527 از مرزا قادیانی | یہ حوالہ صفحہ 129 پر درج ہے

حوالہ نمبر 80

کے لیے وہ کتابیں اکثر مسلمانوں میں تقسیم کی ہیں جن کا ایک ذخیرہ میرے پاس بھی موجود ہے جن میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بدکار۔ زانی۔ شیطان۔ ڈاکو۔ لٹیرا۔ دغا باز۔ دجّال وغیرہ دلآزار ناموں سے یاد کیا ہے۔ اور گو ہماری گورنمنٹ محسنہ اس بات سے روکتی نہیں کہ مسلمان بالمقابل جواب دیں لیکن اسلام کا مذہب مسلمانوں کو اجازت نہیں دیتا کہ وہ کسی مقبول القوم نبی کو بُرا کہیں بالخصوص حضرت عیسٰی علیہ السلام کی نسبت جو پاک اعتقاد عام مسلمان رکھتے ہیں اور جس قدر محبت اور تعظیم سے اُن کو دیکھتے ہیں وہ ہماری گورنمنٹ پر پوشیدہ نہیں میرے نزدیک ایسی فتنہ انگیز تحریروں کے روکنے کے لیے بہتر طریق یہ ہے کہ گورنمنٹ عالیہ یا تو یہ تدبیر کرے کہ ہر ایک فریق مخالف کو ہدایت فرماوے کہ وہ اپنے حملہ کے وقت تہذیب اور نرمی سے باہر نہ جاوے اور صرف اُن کتابوں کی بناء پر اعتراض کرے جو فریق مقابل کی مسلّم اور مقبول ہوں اور اعتراض بھی وہ کرے جو اپنی مسلّم کتابوں پر وارد نہ ہو سکے۔ اور اگر گورنمنٹ عالیہ یہ نہیں کر سکتی تو یہ تدبیر عمل میں لاوے کہ یہ قانون صادر فرماوے کہ ہر ایک فریق صرف اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کیا کرے اور دوسرے فریق پر ہرگز حملہ نہ کرے۔ میں دل سے چاہتا ہوں کہ ایسا ہو اور میں یقیناً جانتا ہوں کہ قوموں میں صلحکاری پھیلانے کے لیے اس سے بہتر اور کوئی تدبیر نہیں کہ کچھ عرصہ کے لیے مخالفانہ حملے روک دیئے جائیں۔ ہر ایک شخص صرف اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کرے اور دوسرے کا ذکر زبان پر نہ لاوے اگر گورنمنٹ عالیہ میری اس درخواست کو منظور کرے تو میں یقیناً کہتا ہوں کہ چند سال میں تمام قوموں کے کینے دُور ہو جائیں گے اور بجائے بغض محبت پیدا ہو جائے گی۔ ورنہ کسی دوسرے قانون سے اگرچہ مجرموں سے تمام جیلخانے بھر جائیں مگر اس قانون کا اُن کی اخلاقی حالت پر نہایت ہی کم اثر پڑیگا۔

(۳) تیسرا امر جو قابل گذارش ہے یہ ہے کہ میں گورنمنٹ عالیہ کو یقین دلاتا ہوں کہ یہ فرقہ جدیدہ جو برٹش انڈیا کے اکثر مقامات میں پھیل گیا ہے جس کا میں پیشوا اور امام ہوں گورنمنٹ کے لیے ہرگز خطرناک نہیں ہے اور اس کے اُصول ایسے پاک اور صاف اور امن بخش اور صلحکاری کے ہیں کہ تمام اسلام کے موجودہ فرقوں میں اس کی نظیر گورنمنٹ کو نہیں ملے گی۔ جو ہدایتیں اس فرقہ کے لیے میں نے مرتب کی ہیں جن کو میں نے ہاتھ سے لکھ کر اور چھاپ کر ہر ایک مُرید کو دیا ہے کہ اُن کو اپنا دستور العمل رکھے۔ وہ ہدایتیں میرے اُس رسالہ میں مندرج ہیں جو ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء میں چھپ کر عام مُریدوں میں شائع ہوا ہے جس کا نام تکمیل تبلیغ مع شرائط بیعت[۱] ہے جس کی ایک کاپی اسی زمانہ میں گورنمنٹ میں بھی بھیجی گئی تھی

[۱] ان شرائط میں سے چند شرطوں کی یہاں نقل کی جاتی ہے۔ شرط دوم یہ کہ جھوٹ اور زنا اور بدنظری اور ہر ایک فسق و فجور اور ظلم اور خیانت اور فساد اور بغاوت کے طریقوں سے بچتا رہیگا اور نفسانی جوشوں کے وقت اُن کا مغلوب نہیں ہوگا اگرچہ کیسا ہی جذبہ پیش آوے۔ شرط چہارم یہ کہ عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز

مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 195 طبع جدید، از مرزا قادیانی | یہ حوالہ صفحہ 130 پر درج ہے

ان کتابوں کے دیکھنے کے بعد ہر ایک شخص اس نتیجہ تک پہنچ سکتا ہے کہ جو شخص برابر اٹھارہ برس سے ایسے جوش سے کہ جس سے زیادہ ممکن نہیں گورنمنٹ انگلشیہ کی تائید میں ایسے پُرزور مضمون لکھ رہا ہے اور اُن مضمونوں کو نہ صرف انگریزی عملداری میں بلکہ دوسرے ممالک میں بھی شائع کر رہا ہے کیا اس کے حق میں یہ گمان ہو سکتا ہے کہ وہ اس گورنمنٹ محسنہ کا خیر خواہ نہیں؟ گورنمنٹ متوجہ ہو کر سوچے کہ یہ مسلسل کارروائی جو مسلمانوں کو اطاعت گورنمنٹ برطانیہ پر آمادہ کرنے کے لیے برابر اٹھارہ برس سے ہو رہی ہے اور غیر ملکوں کے لوگوں کو بھی آگاہ کیا گیا ہے کہ ہم کیسے امن اور آزادی سے زیر سایہ گورنمنٹ برطانیہ زندگی بسر کرتے ہیں یہ کارروائی کیوں اور کس غرض سے ہے اور غیر ملک کے لوگوں تک ایسی کتابیں اور ایسے اشتہارات کے پہنچانے سے کیا مدعا تھا؟ گورنمنٹ تحقیق کرے کہ کیا یہ سچ نہیں کہ ہزاروں مسلمانوں نے جو مجھے کافر قرار دیا اور مجھے اور میری جماعت کو جو ایک گروہ کثیر پنجاب اور ہندوستان میں موجود ہے ہر ایک طور کی بدگوئی اور بداندیشی سے ایذاء دینا اپنا فرض سمجھا۔ اس تکفیر اور ایذا کا ایک مخفی سبب یہ ہے کہ ان نادان مسلمانوں کے پوشیدہ خیالات کے برخلاف دل وجان سے گورنمنٹ انگلشیہ کی شکر گذاری کے لیے ہزارہا اشتہارات شائع کئے گئے اور ایسی کتابیں بلاد عرب وشام وغیرہ تک پہنچائی گئیں؟ یہ باتیں بے ثبوت نہیں۔ اگر گورنمنٹ توجہ فرماوے تو نہایت بدیہی ثبوت میرے پاس ہیں۔ مَیں زور سے کہتا ہوں اور مَیں دعویٰ سے گورنمنٹ کی خدمت میں اعلان دیتا ہوں کہ باعتبار مذہبی اصول کے مسلمانوں کے تمام فرقوں میں سے گورنمنٹ کا اوّل درجہ کا وفادار اور جان نثار یہی نیا فرقہ ہے جس کے اصولوں میں سے کوئی اصول گورنمنٹ کے لیے خطرناک نہیں۔ ہاں اس بات کا بھی ذکر کرنا ضروری ہے کہ مَیں نے بہت سی مذہبی کتابیں تالیف کر کے عملی طور پر اس بات کو بھی دکھلایا ہے کہ ہم لوگ سکھوں کے عہد میں کیسے مذہبی امور میں مجبور کئے گئے اور فرائض دعوت دین اور تائید اسلام سے روکے گئے تھے اور پھر اس گورنمنٹ محسنہ کے وقت میں کس قدر مذہبی آزادی بھی ہمیں حاصل ہوئی کہ ہم پادریوں کے مقابل پر بھی جو گورنمنٹ کی قوم میں داخل ہیں پورے زور سے اپنی حقانیت کے دلائل پیش کر سکتے ہیں۔ مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ ایسی کتابوں کی تالیف سے جو پادریوں کے مذہب کے ردّ میں لکھی جاتی ہیں گورنمنٹ کے عادلانہ اصولوں کا اعلیٰ نمونہ لوگوں کو ملتا ہے اور غیر ملکوں کے لوگ خاص کر اسلامی بلاد کے نیک فطرت جب ایسی کتابوں کو دیکھتے ہیں جو ہمارے ملک سے اُن ملکوں میں جاتی ہیں تو اُن کو اس گورنمنٹ سے نہایت اُنس پیدا ہو جاتا ہے یہاں تک کہ بعض خیال کرتے ہیں کہ شاید یہ گورنمنٹ در پردہ مسلمان ہے۔ اور اس طرح پر ہماری قلموں کے ذریعہ سے گورنمنٹ ہزاروں دلوں کو فتح کرتی جاتی ہے۔

دیسی پادریوں کے نہایت دل آزار حملے اور توہین آمیز کتابیں درحقیقت ایسی تھیں کہ اگر آزادی کے ساتھ اُن کی مدافعت نہ کی جاتی اور ان کے سخت کلمات کے عوض میں کسی قدر مہذبانہ سختی استعمال

یہ حوالہ صفحہ 130 پر درج ہے	مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 193 طبع جدید، از مرزا قادیانی

(۱۸۷)

یہ وہ درخواست ہے جس کا ترجمہ انگریزی بحضور نواب لفٹینٹ گورنر بہادر بالقابہ روانہ کیا گیا ہے

{ اُمید رکھتا ہوں کہ اس درخواست کو جو میرے اور میری جماعت کے حالات پر مشتمل ہے غور اور توجہ سے پڑھا جائے }

بحضور نواب لفٹینٹ گورنر بہادر دام اقبالہ

چونکہ مسلمانوں کا ایک نیا فرقہ جس کا پیشوا اور امام اور پیر یہ راقم ہے پنجاب اور ہندوستان کے اکثر شہروں میں زور سے پھیلتا جاتا ہے اور بڑے بڑے تعلیم یافتہ مہذب اور معزز عہدہ دار اور نیک نام رئیس اور تاجر پنجاب اور ہندوستان کے اس فرقہ میں داخل ہوتے جاتے ہیں اور عموماً پنجاب کے شریف مسلمانوں کے نو تعلیم یاب جیسے بی اے اور ایم اے اس فرقہ میں داخل ہیں اور داخل ہو رہے ہیں اور یہ ایک گروہ کثیر ہو گیا ہے جو اس مُلک میں روز بروز ترقی کر رہا ہے اس لیے مَیں نے قرین مصلحت سمجھا کہ اس فرقہ جدیدہ اور نیز اپنے تمام حالات سے جو اس فرقہ کا پیشوا ہوں حضور لفٹینٹ گورنر بہادر کو آگاہ کروں۔ اور یہ ضرورت اس لیے بھی پیش آئی کہ یہ ایک معمولی بات ہے کہ ہر ایک فرقہ جو ایک نئی صورت سے پیدا ہوتا ہے گورنمنٹ کو حاجت پڑتی ہے کہ اس کے اندرونی حالات دریافت کرے اور بسا اوقات ایسے نئے فرقہ کے دشمن اور خود غرض جن کی عداوت اور مخالفت ہر ایک نئے فرقہ کے لیے ضروری ہے گورنمنٹ میں خلاف واقعہ خبریں پہنچاتے ہیں اور مفتریانہ مخبریوں سے گورنمنٹ کو پریشانی میں ڈالتے ہیں۔ پس چونکہ گورنمنٹ عالم الغیب نہیں ہے اس لیے ممکن ہے کہ گورنمنٹ عالیہ ایسی مخبریوں کی کثرت کی وجہ سے کسی قدر بدظنی پیدا کرے یا بدظنی کی طرف مائل ہو جائے لہٰذا گورنمنٹ عالیہ کی اطلاع کے لیے چند ضروری امور ذیل میں لکھتا ہوں۔

(۱) سب سے پہلے مَیں یہ اطلاع دینا چاہتا ہوں کہ مَیں ایک ایسے خاندان میں سے ہوں جس کی نسبت گورنمنٹ نے ایک مدت دراز سے قبول کیا ہوا ہے کہ وہ خاندان اول درجہ پر سرکار دولت مدار انگریزی کا خیر خواہ ہے۔ چنانچہ صاحب چیف کمشنر بہادر پنجاب کی چٹھی نمبری ۵۷۶ مورخہ ۱۰ اگست ۱۸۵۸ء میں یہ مفصل بیان ہے کہ میرے والد مرزا غلام مرتضیٰ رئیس قادیان کیسے سرکار انگریزی کے سچے وفادار اور نیکنام

(۲۳۳)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

اشتہار واجب الاظہار

اپنی جماعت کیلئے اور گورنمنٹ عالیہ کی توجہ کے لیے

چونکہ اب مردم شماری کی تقریب پر سرکاری طور پر اس بات کا التزام کیا گیا ہے کہ ہر ایک فرقہ جو دوسرے فرقوں سے اپنے اصولوں کے لحاظ سے امتیاز رکھتا ہے علیحدہ خانہ میں اس کی خانہ پُری کی جائے اور جس نام کو اس فرقہ نے اپنے لیے پسند اور تجویز کیا ہے وہی نام سرکاری کاغذات میں اس کا لکھا جائے۔ اس لیے ایسے وقت میں قرین مصلحت سمجھا گیا ہے کہ اپنے فرقہ کی نسبت ان دونوں باتوں کو گورنمنٹ عالیہ کی خدمت میں یاد دلایا جائے اور نیز اپنی جماعت کو ہدایت کی جائے کہ وہ مندرجہ ذیل تعلیم کے موافق استفسار کے وقت لکھوائیں۔ اور جو شخص بیعت کرنے کے لیے مستعد ہے گو ابھی بیعت نہیں کی اس کو بھی چاہیئے کہ اس ہدایت کے موافق اپنا نام لکھواتے اور پھر مجھے کسی وقت اپنی بیعت سے اطلاع دیدے۔

[یاد رہے کہ مسلمانوں کے فرقوں میں سے یہ فرقہ جس کا خدا نے مجھے امام اور پیشوا اور رہبر مقرر فرمایا ہے ایک بڑا امتیازی نشان اپنے ساتھ رکھتا ہے اور وہ یہ کہ اس فرقہ میں تلوار کا جہاد بالکل نہیں اور نہ اس کی انتظار ہے۔ بلکہ یہ مبارک فرقہ نہ ظاہر طور پر اور نہ پوشیدہ طور پر جہاد کی تعلیم کو ہرگز جائز نہیں سمجھتا اور قطعاً اس بات کو حرام جانتا ہے کہ دین کی اشاعت کے لیے لڑائیاں کی جائیں یا دین کے بغض اور دشمنی کی وجہ سے کسی کو قتل کیا جائے یا کسی اور نوع کی ایذا دی جائے یا کسی انسانی ہمدردی کا حق بوجہ کسی اجنبیت مذہب کے ترک کیا جائے۔ یا کسی قسم کی بے رحمی اور تکبر اور لاپرواہی دکھلائی جائے بلکہ جو شخص عام]

مسلمانوں میں سے ہماری جماعت میں داخل ہو جائے اس کا پہلا فرض یہی ہے کہ جیسا کہ وہ قرآن شریف کے سورہ فاتحہ میں پنجوقت اپنی نماز میں یہ اقرار کرتا ہے کہ خدا رب العالمین ہے اور خدا رحمان

بعض وحشی مسلمانوں کو خوش کیا گیا۔ اور میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ میں تمام مسلمانوں میں سے اوّل درجہ کا خیر خواہ گورنمنٹ انگریزی کا ہوں۔ کیونکہ مجھے تین باتوں نے خیر خواہی میں اوّل درجہ پر بنا دیا ہے۔ (۱) اوّل والد مرحوم کے اثر نے (۲) دوم اس گورنمنٹ عالیہ کے احسانوں نے (۳) تیسرے خدا تعالیٰ کے الہام نے۔

اب میں اس گورنمنٹ محسنہ کے زیر سایہ ہر طرح سے خوش ہوں۔ صرف ایک رنج اور درد و غم ہر وقت مجھے لاحق حال ہے جس کا استغاثہ پیش کرنے کے لیے اپنی محسن گورنمنٹ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔ اور وہ یہ ہے کہ اس ملک کے مولوی مسلمان اور ان کی جماعتوں کے لوگ حد سے زیادہ مجھے ستاتے اور دکھ دیتے ہیں۔ میرے قتل کے لیے ان لوگوں نے فتوے دیئے ہیں۔ مجھے کافر اور بے ایمان ٹھہرایا ہے اور بعض ان میں سے حیا اور شرم کو ترک کر کے اس قسم کے اشتہار میرے مقابل پر شائع کرتے ہیں کہ یہ شخص اس وجہ سے بھی کافر ہے کہ اس نے انگریزی سلطنت کو سلطنت روم پر ترجیح دی ہے اور ہمیشہ سلطنت انگریزی کی تعریف کرتا ہے اور ایک باعث یہ بھی ہے کہ یہ لوگ مجھے اس وجہ سے بھی کافر ٹھیراتے ہیں کہ میں نے خدا تعالیٰ کے سچے الہام سے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور اس خونی مہدی کے آنے سے انکار کیا ہے جس کے یہ لوگ منتظر ہیں۔ بیشک میں اقرار کرتا ہوں کہ میں نے ان لوگوں کا بڑا نقصان کیا ہے کہ میں نے ایسے خونی مہدی کا آنا سراسر جھوٹ ثابت کر دیا ہے جس کی نسبت ان لوگوں کا خیال تھا کہ وہ آ کر بے شمار روپیہ ان کو دے گا مگر میں معذور ہوں۔ قرآن اور حدیث سے یہ بات بپایۂ ثبوت نہیں پہنچتی کہ دنیا میں کوئی ایسا مہدی آئے گا جو زمین کو خون میں غرق کر دے گا۔ پس میں نے ان لوگوں کا بجز اس کے کوئی گناہ نہیں کیا کہ اس خیالی لوٹ مار کے روپیہ سے میں نے ان کو محروم کر دیا ہے۔ میں خدا سے پاک الہام پا کر یہ چاہتا ہوں کہ ان لوگوں کے اخلاق اچھے ہو جائیں اور وحشیانہ عادتیں دُور ہو جائیں اور نفسانی جذبات سے اُن کے سینے دھوتے جائیں اور ان میں آہستگی اور سنجیدگی اور حلم اور میانہ روی اور انصاف پسندی پیدا ہو جائے اور یہ اپنی اس گورنمنٹ کی ایسی اطاعت کریں کہ دوسروں کے لیے نمونہ بن جائیں اور یہ ایسے ہو جائیں کہ کوئی بھی فساد کی رگ ان میں باقی نہ رہے۔ چنانچہ کسی قدر یہ مقصود مجھے حاصل بھی ہو گیا ہے اور میں دیکھتا ہوں کہ دس ہزار یا اس سے بھی زیادہ ایسے لوگ پیدا ہو گئے ہیں جو میری ان پاک تعلیموں کے دل سے پابند ہیں[1]۔ اور یہ نیا فرقہ مگر گورنمنٹ کے لیے نہایت مبارک فرقہ برٹش انڈیا میں زور سے ترقی کر رہا ہے اگر مسلمان ان تعلیموں کے پابند ہو جائیں تو میں قسم کھا کر

---

[1] میں نے اپنی کسی کتاب میں لکھا تھا کہ میری جماعت تین سو آدمی ہیں، لیکن اب وہ شمار بہت بڑھ گیا ہے کیونکہ زور سے ترقی ہو رہی ہے۔ اب میں یقین رکھتا ہوں کہ میری جماعت کے لوگ دس ہزار سے بھی کچھ زیادہ ہوں گے۔ اور میری فراست یہ پیشگوئی کرتی ہے کہ تین سال تک ایک لاکھ تک میری اس جماعت کا عدد پہنچے گا۔ منہ

یہ حوالہ صفحہ 132 پر درج ہے	مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 357، 358 طبع جدید، از مرزا قادیانی

کہہ سکتا ہوں کہ وہ فرشتے بن جائیں۔ اور اگر وہ اس گورنمنٹ کی سب قوموں سے بڑھ کر خیر خواہ ہو جائیں تو تمام قوموں سے زیادہ خوش قسمت ہو جائیں۔ اگر وہ مجھے قبول کریں اور مخالفت نہ کریں تو یہ سب کچھ انہیں حاصل ہوگا اور ایک نیکی اور پاکیزگی کی رُوح ان میں پیدا ہو جائے گی۔ اور جس طرح ایک انسان خوجہ ہو کر گندے شہوات کے جذبات سے الگ ہو جاتا ہے۔ اسی طرح میری تعلیم سے ان میں تبدیلی پیدا ہوگی۔ مگر میں نہیں کہتا کہ گورنمنٹ عالیہ جبراً ان کو میری جماعت میں داخل کرے اور نہ میں اس وقت یہ استغاثہ کرتا ہوں کہ کیوں وہ ہر وقت میرے قتل کے درپے ہیں اور کیوں میرے قتل کے لیے جھوٹے فتوے شائع کر رہے ہیں۔ اور میں جانتا ہوں کہ یہ بدارادے ان کے عبث ہیں۔ کیونکہ کوئی چیز زمین پر نہیں ہو سکتی جب تک آسمان پر نہ ہو لے۔ اور میں ان کی بدی کے عوض میں اُن کے حق میں دُعا کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ ان کی آنکھیں کھولے اور وہ خدا اور مخلوق کے حقوق کے شناسا ہو جائیں مگر چونکہ ان لوگوں کی عداوت حد سے بڑھ گئی ہے اس لیے میں نے اُن کی اصلاح کے لیے اور ان کی بھلائی کے لیے بلکہ تمام مخلوق کی خیر خواہی کے لیے ایک تجویز سوچی ہے جو ہماری گورنمنٹ کی امن پسند پالیسی کے مناسب حال ہے جس کی تعمیل اس گورنمنٹ عالیہ کے ہاتھ میں ہے اور وہ یہ ہے کہ یہ محسن گورنمنٹ جس کے احسانات سب سے زیادہ مسلمانوں پر ہیں، ایک یہ احسان کرے کہ اس ہر روزہ تکفیر اور تکذیب اور قتل کے فتووں اور منصوبوں کے روکنے کے لیے خود درمیان میں ہو کر یہ ہدایت فرما دے کہ اس تنازعہ کا فیصلہ اس طرح پر ہو کہ مدعی یعنی یہ عاجز جس کو مسیح ہونے کا دعویٰ ہے اور جس کو یہ دعویٰ ہے کہ جس طرح نبیوں سے خدا تعالیٰ ہمکلام ہوتا تھا اسی طرح مجھ سے ہمکلام ہوتا ہے اور غیب کے بھید مجھ پر ظاہر کیے جاتے ہیں اور آسمانی نشان دکھلائے جاتے ہیں۔ یہ مدعی یعنے یہ عاجز گورنمنٹ کے حکم سے ایک سال کے اندر ایک ایسا آسمانی نشان دکھلاوے ایسا نشان جس کا مقابلہ کوئی قوم اور کوئی فرقہ جو زمین پر رہتے ہیں نہ کر سکے اور مسلمانوں کی قوموں یا دوسری قوموں میں سے کوئی ایسا ملہم اور خواب بین اور معجزہ نما پیدا نہ ہو سکے جو اس نشان کے ایک سال کے اندر نظیر پیش کرے اور ایسا ہی ان تمام مسلمانوں بلکہ ہر ایک قوم کے پیشواؤں کو جو ملہم اور خدا کے مقرب ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں ہدایت اور فہمائش ہو کہ اگر وہ اپنے تئیں سچ پر اور خدا کے مقبول سمجھتے ہیں اور ان میں کوئی ایسا پاک دل ہے جس کو خدا نے ہمکلام ہونے کا شرف بخشا ہے اور الٰہی طاقت کے نمونے اس کو دیئے گئے ہیں تو وہ بھی ایک سال تک کوئی نشان دکھلادیں۔ پھر بعد اس کے اگر ایک سال تک اس عاجز نے ایسا کوئی نشان نہ دکھلایا جو انسانی طاقتوں سے بالاتر اور انسانی ہاتھ کی ملونی سے بھی بلند تر ہو یا یہ کہ نشان تو دکھلایا مگر اس قسم کے نشان اور مسلمانوں یا اور قوموں سے بھی ظہور میں آ گئے تو یہ سمجھا جائے کہ میں خدا کی طرف سے نہیں ہوں اور اس صورت میں مجھ کو کوئی سخت سزا دی جائے گو موت

مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 357، 358 طبع جدید، از مرزا قادیانی | یہ حوالہ صفحہ 132 پر درج ہے

گالیاں دیں کہ یہ شخص سلطنت انگریزی کو سلطان روم پر ترجیح دیتا ہے اور رومی سلطنت کو قصوروار ٹھہراتا ہے۔ اب ظاہر ہے کہ جس شخص پر خود قوم اس کی ایسے ایسے خیالات رکھتی ہے اور نہ صرف اختلاف اعتقاد کی وجہ سے بلکہ سرکار انگریزی کی خیر خواہی کے سبب سے بھی ملامتوں کا نشانہ بن رہا ہے کیا اس کی نسبت یہ ظن ہو سکتا ہے کہ وہ سرکار انگریزی کا بدخواہ ہے؟ یہ بات ایک ایسی واضح تھی کہ ایک بڑے سے بڑے دشمن کو بھی جو محمد حسین بٹالوی ہے صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کے حضور میں اسی مقدمہ ڈاکٹر ہنری کلارک میں اپنی شہادت کے وقت میری نسبت بیان کرنا پڑا کہ یہ سرکار انگریزی کا خیر خواہ اور سلطنت روم کے مخالف ہے۔ اب اس تمام تقریر سے جس کے ساتھ میں نے اپنی سترہ سالہ مسلسل تقریروں سے ثبوت پیش کئے ہیں صاف ظاہر ہے کہ میں سرکار انگریزی کا بدل و جان خیر خواہ ہوں۔ اور میں ایک شخص امن دوست ہوں اور اطاعت گورنمنٹ اور ہمدردی بندگان خدا کی میرا اصول ہے اور یہ وہی اصول ہے جو میرے مریدوں کی شرائط بیعت میں داخل ہے۔ چنانچہ پرچہ شرائط بیعت جو ہمیشہ مریدوں میں تقسیم کیا جاتا ہے اس کی دفعہ چہارم میں ان ہی باتوں کی تصریح ہے۔ ہاں یہ سچ ہے کہ میں نے بعض اشخاص کی موت وغیرہ کی نسبت پیش گوئی کی ہے لیکن نہ اپنی طرف سے بلکہ اس وقت اور اس حالت میں کہ جب کہ ان لوگوں نے اپنی رضا و رغبت سے ایسی پیشگوئی کے لئے مجھے تحریری اجازت دی چنانچہ ان کے ہاتھ کی تحریریں اب تک میرے پاس موجود ہیں جن میں سے بعض ڈاکٹر کلارک کے مقدمہ میں شامل مثل کی گئی ہیں۔ مگر چونکہ باوجود اجازت دینے کے پھر بھی ڈاکٹر کلارک صاحب نے ان پیشگوئیوں کا ذکر کیا اور اصل واقعات کو چھپایا اس لئے آئندہ☆

☆ بعض ہمارے مخالف جن کو افترا اور جھوٹ بولنے کی عادت ہے لوگوں کے پاس کہتے ہیں کہ صاحب ڈپٹی کمشنر نے آئندہ پیشگوئیاں کرنے سے منع کر دیا ہے خاص کر ڈرانے والی پیشگوئیوں اور عذاب کی پیشگوئیوں سے سخت ممانعت کی ہے۔ سو واضح رہے کہ یہ باتیں سراسر جھوٹی ہیں ہم کو کوئی ممانعت نہیں ہوئی اور عذابی پیشگوئیوں میں جس طریق کو ہم نے اختیار کیا ہے یعنی رضامندی لینے کے بعد پیشگوئی کرنا اس طریق پر عدالت اور قانون کا کوئی اعتراض نہیں۔ منہ

کتاب البریہ صفحہ 9 مندرجہ روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 10 از مرزا قادیانی | یہ حوالہ صفحہ 135 پر درج ہے

(۱۷۶)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ٭ نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

حسین کامی سفیر سلطان روم

پرچہ اخبار ۱۵ رمئی ۱۸۹۷ء ناظم الہند لاہور میں جو ایک شیعہ اخبار ہے سفیر مذکور العنوان کا ایک خط چھپا ہے جو بالکل گندہ اور خلاف تہذیب اور انسانیت ہے اور اس خط کے عنوان میں یہ لکھا ہے کہ سفیر صاحب متواتر درخواستوں کے بعد قادیان میں تشریف لے گئے۔ اور پھر متاسف اور مکدر اور ملول خاطر واپس آئے۔ اور پھر یہی ایڈیٹر لکھتا ہے کہ یہ سُنا گیا تھا کہ سفیر صاحب کو اس لیے قادیان بُلایا تھا کہ اُن کے ہاتھ پر توبہ کریں کیونکہ وہ نائب حضرت خلیفۃ المسلمین ہیں۔ ان افتراؤں کا بجز اس کے کیا جواب دیں کہ لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِيْنَ۔ اللہ تعالیٰ اس بات پر گواہ ہے کہ مجھے دنیاداروں اور منافقوں کی ملاقات سے اس قدر بیزاری اور نفرت ہے جیسا کہ نجاست سے مجھے نہ کچھ سُلطان روم کی طرف حاجت ہے اور نہ اس کے کسی سفیر کی ملاقات کا شوق ہے میرے لیے ایک سلطان کافی ہے جو آسمان اور زمین کا حقیقی بادشاہ ہے۔ اور مَیں اُمید رکھتا ہوں کہ قبل اس کے کہ کسی دوسرے کی طرف مجھے حاجت پڑے اس عالم سے گذر جاؤں۔ آسمان کی بادشاہت کے آگے دُنیا کی بادشاہت اس قدر بھی مرتبہ نہیں رکھتی جیسا کہ آفتاب کے مقابل پر ایک کیڑا مرا ہوا۔ پھر جب کہ ہمارے بادشاہ کے آگے سُلطان رُوم ہیچ ہے تو اس کا سفیر کیا چیز!

[میرے نزدیک واجب التعظیم اور واجب الاطاعت اور شکر گذاری کے لائق گورنمنٹ انگریزی ہے جس کے زیر سایہ امن کے ساتھ یہ آسمانی کارروائی مَیں کر رہا ہوں۔ ترکی سلطنت آجکل تاریکی سے بھری ہوئی ہے اور وہی شامتِ اعمال بھگت رہی ہے اور ہرگز ممکن نہیں کہ اس کے زیر سایہ رہ کر ہم کسی راستی کو پھیلا سکیں۔]شاید بہت سے لوگ اس فقرہ سے ناراض ہوں گے مگر یہی حق ہے یہی باتیں ہیں کہ سفیر مذکور کے ساتھ خلوت میں کی گئی تھیں جو سفیر کو بُری معلوم ہوئیں۔ سفیر مذکور نے خلوت کی ملاقات کے لیے خود التجا کی اور اگرچہ مجھ کو اس کی اوّل ملاقات میں ہی دُنیا پرستی کی بدبُو آئی تھی

(۲۸۷)

جہاں جہاں یہ اشتہار پہنچے وہاں جماعت کے لوگوں کو چاہیئے کہ حسب ضرورت اور حسب مقدرت اس کی اور کاپیاں چھپوا کر تقسیم کریں

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ   نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

اپنی تمام جماعت کے لیے ضروری نصیحت

چونکہ مَیں دیکھتا ہوں کہ ان دنوں میں بعض جاہل اور شریر لوگ اکثر ہندوؤں میں سے اور کچھ مسلمانوں میں سے گورنمنٹ کے مقابل پر ایسی ایسی حرکتیں ظاہر کرتے ہیں جن سے بغاوت کی بُو آتی ہے بلکہ مجھے شک ہوتا ہے کہ کسی وقت باغیانہ رنگ ان کی طبائع میں پیدا ہو جائے گا۔ اس لیے مَیں اپنی جماعت کے لوگوں کو جو مختلف مقامات پنجاب اور ہندوستان میں موجود ہیں جو بفضلہٖ تعالیٰ کئی لاکھ تک ان کا شمار پہنچ گیا ہے۔ نہایت تاکید سے نصیحت کرتا ہوں کہ وہ میری اس تعلیم کو خوب یاد رکھیں۔ جو قریباً ۲۶ برس سے تقریری اور تحریری طور پر اُن کے ذہن نشین کرتا آیا ہوں یعنی یہ کہ اس گورنمنٹ انگریزی کی پوری اطاعت کریں۔ کیونکہ وہ ہماری محسن گورنمنٹ ہے ان کی ظلِّ حمایت میں ہمارا فرقہ احمدیہ چند سال میں لاکھوں تک پہنچ گیا ہے اور اس گورنمنٹ کا احسان ہے کہ اس کے زیر سایہ ہم ظالموں کے پنجہ سے محفوظ ہیں۔ خدا تعالیٰ کی حکمت اور مصلحت ہے کہ اس نے گورنمنٹ کو اس بات کے لیے چُن لیا تاکہ یہ فرقہ احمدیہ اس کے زیر سایہ ہو کر ظالموں کے خونخوار حملوں سے اپنے تئیں بچاوے اور ترقی کرے۔ کیا تم یہ خیال کر سکتے ہو کہ تم سلطانِ روم کی عملداری میں رہ کر یا مکّہ اور مدینہ ہی میں اپنا گھر بنا کر شریر لوگوں کے حملوں سے بچ سکتے ہو۔ نہیں ہرگز نہیں بلکہ ایک ہفتہ میں ہی تم تلوار سے ٹکڑے ٹکڑے کئے جاؤ گے تم سُن چکے ہو کہ کس طرح صاحبزادہ مولوی عبداللطیف جو ریاست کابل کے ایک معزز اور بزرگوار اور نامور رئیس تھے جن کے مُرید پچاس ہزار کے قریب تھے وہ جب میری جماعت میں داخل ہوئے تو محض اسی قصور سے کہ میری تعلیم کے موافق جہاد کے مخالف ہو گئے تھے، امیر حبیب اللہ خاں نے نہایت بے رحمی سے ان کو سنگسار کرا دیا۔ پس کیا تمہیں کچھ توقع ہے کہ تمہیں اسلامی سلاطین کے ماتحت کوئی خوشحالی میسّر آئیگی بلکہ تم تمام اسلامی مخالف علماء کے فتووں کی رو سے واجب القتل ٹھہر چکے ہو۔ سو خدا تعالیٰ کا یہ فضل اور احسان ہے کہ اس

غرض یہ ایسا ثبوت ہے کہ اگر اس کے تمام دلائل یکجائی نظر سے دیکھے جائیں تو ہماری قوم کے غلط کار مولویوں کے خیالات اس سے پاش پاش ہو جاتے ہیں اور امن اور صلح کاری کی مبارک عمارت اپنی چمک دکھلاتی ہے جس سے ضروری طور پر یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ نہ کوئی آسمان پر گیا اور نہ وہ لڑنے کے لئے مہدی کے ساتھ شامل ہو کر شورِ قیامت ڈالے گا بلکہ وہ کشمیر میں اپنے خدا کی رحمت کی گود میں سو گیا۔

اے معزز ناظرین! اب میں نے جو کچھ میرے اصول اور ہدایتیں اور تعلیم تھی سب گورنمنٹ عالیہ کی خدمت میں ظاہر کر دیں میری ہدایتوں کا خلاصہ یہی ہے کہ صلح کاری اور غریبی سے زندگی بسر کرو اور جس گورنمنٹ کے ہم ماتحت ہیں یعنی گورنمنٹ برطانیہ اس کے سچے خیر خواہ اور تابعدار ہو جاؤ نہ نفاق اور دنیاداری سے۔ آخر دعا پر ختم کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ ہماری ملکہ معظمہ قیصرہ ہند دام اقبالہا کا اقبال دن بدن بڑھاوے اور ہمیں توفیق دے کہ ہم سچے دل سے اس کے تابعدار اور امن پسند انسان ہوں۔ آمین

راقم خاکسار مرزا غلام احمد از قادیاں

۲۷/ دسمبر ۱۸۹۸ء

کشف الغطاء صفحہ 37 مندرجہ روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 213 از مرزا قادیانی | یہ حوالہ صفحہ 137 پر درج ہے
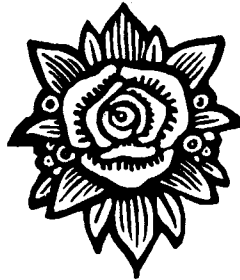
جواب لکھنے اور عیسائی مذہب کی تردید میں کتابیں لکھنے کا اختیار ہے۔

اسلامی غیرت کا تقاضا

مَیں حلفاً کہتا ہوں کہ جب کوئی ایسی کتاب نظر پڑتی ہے تو دُنیا اور مافیہا ایک مکھی کے برابر نظر نہیں آتی۔ مَیں پوچھتا ہوں کہ جس کو وقت پر جوش نہیں آتا، کیا وُہ مسلمان ٹھہر سکتا ہے۔ کسی کے باپ کو بُرا بھلا کہا جائے، تو وہ مرنے مارنے کو تیار ہو جاتا ہے، لیکن اگر رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دی جائیں، تو ان کی رگِ حمیت میں جنبش بھی نہ آوے اور پروا بھی نہ کریں۔ یہ کیا ایمان ہے؟ پھر کس مُنہ سے مرکر خدا کے پاس جائیں گے۔ اگر مسلمانوں کا نمونہ دیکھنا چاہو، تو صحابہ کرامؓ کی جماعت کو دیکھو۔ جنھوں نے اپنے جان و مال کے کسی قسم کے نقصان کی پروا نہیں کی۔ اللہ اور اُس کے رسولؐ کی رضا کو مقدم کر لیا۔ خدا تعالیٰ کی رضا پر راضی ہو جانا ہی ایک فعل تھا جو سارا قرآن شریف ان کی تعریف سے بھرا ہوا ہے اور رضی اللہ عنہم کا تمغہ ان کو مل گیا۔ پس جب تک تم اپنے اندر وُہ امتیاز۔ وہ جوشِ حمیتِ اسلام کے لیے محسوس نہ کرو۔ ہرگز اپنے آپ کو کامل نہ سمجھو۔

ہماری جماعت یاد رکھے کہ ہم ہندوستان کو بلحاظ حکومت ہرگز ہرگز دَارُالحَرب قرار نہیں دیتے۔ بلکہ اس اُمن اور برکات کی وجہ سے جو اس حکومت میں ہم کو ملی ہیں اور اس آزادی سے جو اپنے مذہب کے ارکان کی بجا آوری اور اس کی اشاعت کے لیے گورنمنٹ نے ہم کو دے رکھی ہے۔ ہمارا دل عطر کے شیشہ کی طرح وفاداری اور شکرگذاری کے جوش سے بھرا ہوا ہے، لیکن پادریوں کی وجہ سے ہم اس کو دارُالحرب قرار دیتے ہیں۔ پادریوں نے چھ کروڑ کے قریب کتابیں اسلام کے خلاف شائع کی ہیں۔ میرے نزدیک وہ لوگ مُسلمان نہیں ہیں جو ان حملوں کو دیکھیں اور سُنیں اور اپنے ہی ہم و غم میں مبتلا رہیں۔ اس وقت جو کچھ کسی سے ممکن ہو، وُہ اسلام کی تائید کے لیے کرے اور اس قلمی جنگ میں اپنی وفاداری دکھاتے، جبکہ خود عادل گورنمنٹ نے ہم کو منع نہیں کیا ہے کہ ہم اپنے مذہب کی تائید اور غیر قوموں کے اعتراضوں کی تردید میں کتابیں شائع کریں، بلکہ پریس، ڈاک خانے اور اشاعت کے دوسرے ذریعوں سے مدد دی ہے، تو ایسے وقت میں خاموش رہنا سخت گناہ ہے۔ ہاں ضرورت ہے اس امر کی کہ جو بات پیش کی جاوے، وہ معقول ہو۔ اس کی غرض دل آزاری نہ ہو۔ جو اسلام کے لیے سینہ بریاں اور چشم گریاں نہیں رکھتا، وہ یاد رکھے کہ خدا تعالیٰ ایسے انسان کا ذمہ دار نہیں ہوتا۔ اس کو سوچنا چاہیے کہ جس قدر خیالات اپنی کامیابی کے آتے ہیں اور جتنی تدابیر اپنی دنیوی اغراض کے لیے کرتا ہے۔ اسی سوزش اور جلن اور دردِ دل کے ساتھ کبھی یہ خیال بھی آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک ذات پر حملے ہو رہے ہیں، مَیں ان کے دفاع کی بھی سعی کروں؟ اور اگر کچھ اور نہیں ہو سکتا تو کم از کم پُرسوز دل کے ساتھ خدا تعالیٰ کے حضور دُعا کروں؟ اگر اس قسم کی جلن اور دَرد دل میں ہو تو ممکن نہیں کہ سچی محبت کے آثار ظاہر نہ ہوں۔ اگر ٹوٹی ہانڈی

ملفوظات جلد اوّل صفحہ 142، طبع جدید از مرزا قادیانی | یہ حوالہ صفحہ 137 پر درج ہے

﴿۶۸﴾ وجہ سے گورنمنٹ انگریزی میں جھوٹی شکائتیں میری نسبت لکھتے رہے اور اپنی عداوت باطنی کو چھپا کر مخبروں کے لباس میں نیش زنی کرتے رہے اور کر رہے ہیں جیسا کہ شیخ بطالوی عَلَیْہِ مَا یَسْتَحِقُّہٗ اگر ایسے لوگ خدا تعالیٰ کی جناب سے ردشدہ نہ ہوتے تو مجھے دکھ دینے کیلئے مخلوق کی طرف التجا نہ لے جاتے۔ یہ نادان نہیں جانتے کہ کوئی بات زمین پر نہیں ہوسکتی جب تک کہ آسمان پر نہ ہو جائے اور گورنمنٹ انگریزی میں یہ کوشش کرنا کہ گویا میں مخفی طور پر گورنمنٹ کا بدخواہ ہوں یہ نہایت سفلہ پن کی عداوت ہے۔ یہ گورنمنٹ خدا کی گناہ گار ہوگی اگر میرے جیسے خیر خواہ اور سچے وفادار کو بدخواہ اور باغی تصور کرے۔ میں نے اپنی قلم سے گورنمنٹ کی خیر خواہی میں ابتدا سے آج تک وہ کام کیا ہے جس کی نظیر گورنمنٹ کے ہاتھ میں ایک بھی نہیں ہوگی اور میں نے ہزار ہا روپیہ کے صرف سے کتابیں تالیف کر کے ان میں جابجا اس بات پر زور دیا ہے کہ مسلمانوں کو اس گورنمنٹ کی سچی خیر خواہی چاہیئے اور رعایا ہو کر بغاوت کا خیال بھی دل میں لانا نہایت درجہ کی بدذاتی ہے اور میں نے ایسی کتابوں کو نہ صرف برٹش انڈیا میں پھیلایا ہے بلکہ عرب اور شام اور مصر اور روم اور افغانستان اور دیگر اسلامی بلاد میں محض للّٰہی نیت سے شائع کیا ہے نہ اس خیال سے کہ یہ گورنمنٹ میری تعظیم کرے یا مجھے انعام دے کیونکہ یہ میرا مذہب اور میرا عقیدہ ہے جس کا شائع کرنا میرے پر حق واجب تھا۔

تعجب ہے کہ یہ گورنمنٹ میری کتابوں کو کیوں نہیں دیکھتی اور کیوں ایسی ظالمانہ تحریروں سے ایسے مفسدوں کو منع نہیں کرتی۔ ان ظالم مولویوں کو میں کس سے مثال دوں۔ یہ ان یہودیوں سے مشابہ ہیں جنہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ناحق دکھ دینا شروع کیا اور جب کچھ پیش نہ گئی تو گورنمنٹ روم میں مخبری کی کہ یہ شخص باغی ہے۔ سو میں بار بار اس گورنمنٹ عادلہ کو یاد دلاتا ہوں کہ میری مثال مسیح کی مثال ہے میں اس دنیا کی حکومت اور ریاست کو نہیں چاہتا اور بغاوت کو سخت بدذاتی سمجھتا ہوں میں کسی خونی مسیح کے آنے کا قائل نہیں اور نہ خونی مہدی کا منتظر۔ صلح کاری سے حق کو پھیلانا میرا مقصد ہے۔ اور میں تمام ان باتوں سے بیزار ہوں جو فتنہ کی باتیں ہوں یا جوش دلانے والے منصوبے ہوں۔ گورنمنٹ کو چاہیئے کہ بیدار طبعی سے میری حالت کو جانچے اور گورنمنٹ روم کی شتاب کاری سے عبرت پکڑے اور خود غرض مولویوں یا دوسرے لوگوں کی باتوں کو سند نہ سمجھ لیوے کہ میرے اندر کھوٹ نہیں اور میرے لبوں پر نفاق نہیں۔

اب میں پھر اپنے کلام کو اصل مقصد کی طرف رجوع دے کر ان مولوی صاحبوں کا نام ذیل میں درج

انجام آتھم صفحہ 68 مندرجہ روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 68، از مرزا قادیانی	یہ حوالہ صفحہ 137 پر درج ہے

سے کام نہیں لیتے ورنہ ایسے شریر لوگوں کے شر سے محفوظ رہتے جو ہماری باتوں کو تراش خراش کر افتراء کے ساتھ لوگوں کے سامنے پیش کرتے ہیں۔

کتاب حقیقۃ الوحی کیلئے قسم

فرمایا:- کتاب حقیقۃ الوحی میں ہم نے تمام قسم کی باتوں کو مختصر طور پر جمع کر دیا ہے اور اس میں قسم دی ہے کہ لوگ کم از کم اول سے آخر تک اس کو پڑھ لیں۔ دوسرے کی قسم کا نہ ماننا بھی تقویٰ کے برخلاف ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی دوسرے کی قسم پوری ہونے دی تھی اور حضرت عیسیٰؑ نے بھی دوسرے آدمی کی قسم کو پورا کیا تھا۔ غرض ہم ایک نیک کام کے واسطے قسم دیتے ہیں کہ وہ بلا سوچے سمجھے گالیاں نہ دیں اور مخالفت نہ کریں کم از کم ہمارے دلائل کو ایک دفعہ بغور مطالعہ کریں خواہ تھوڑا تھوڑا کر کے پڑھیں۔ پھر انکو معلوم ہو جاوے گا کہ حق کس بات میں ہے۔

(بوقت ظہر)

طلباء کی سٹرائیک

علیگڑھ کالج کے طالب علم مولوی غلام محمد صاحب نے وہاں کے طلباء کی سٹرائیک اور اپنے استادوں کی مخالفت کا ذکر کرتے ہوئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں عرض کیا کہ اس جماعت (فرقہ احمدیہ) کا کوئی لڑکا اس سٹرائیک میں شامل نہیں ہوا میاں محمد دین، عبد الغفار خان وغیرہ سب علیحدہ رہے لیکن عزیز احمد ان طلباء کے ساتھ شریک رہا اور باوجود ہمارے سمجھانے کے باز نہ آیا اور چونکہ بعض اخباروں میں اس قسم کے مضمون نکلے تھے کہ مسیح موعود کا پوتا علیگڑھ کالج میں ہے اس وجہ سے عام طور پر عزیز احمد کا رشتہ حضور کے ساتھ سب کو معلوم ہونے کے سبب وہاں کے اراکین نے اس امر پر تعجب ظاہر کیا کہ عزیز احمد اس مفسدہ میں ایسا حصہ لیتا ہے۔ اس پر حضرت اقدس نے فرمایا کہ

عزیز احمد نے اپنے استادوں اور افسروں کی مخالفت میں مفسد طلباء کے ساتھ شمولیت کا جو طریق اختیار کیا ہے یہ ہماری تعلیم اور ہمارے مشورہ کے بالکل مخالف ہے لہٰذا وہ اس دن سے وہ اس بغاوت میں شریک ہے ہماری جماعت سے علیحدہ اور ہماری بیعت سے خارج کیا جاتا ہے۔ ہم ان لڑکوں پر خوش ہیں جنہوں نے اس موقعہ پر ہماری تعلیم پر عمل کیا بہت سے لوگ بیعت میں آکر داخل ہو جاتے لیکن جب وہ شرائط بیعت پر عمل نہیں کرتے تو خود بخود اس سے خارج ہو جاتے ہیں۔ یہی حال عزیز احمد کا تھا۔ اس میں خصوصیت نہ تھی اور یہ امر کہ ہمارا دہ

ملفوظات جلد پنجم صفحہ 172، طبع جدید از مرزا قادیانی	یہ حوالہ صفحہ 138 پر درج ہے

اور مجھے خو اور بو اور رنگ اور روپ کے لحاظ سے حضرت عیسیٰ مسیح کا اوتار کر کے بھیجا ایسا ہی اُس نے حقوق خالق کے تلف کے لحاظ سے میرا نام محمد اور احمد رکھا اور مجھے توحید پھیلانے کے لئے تمام خو اور بو اور رنگ اور روپ اور جامہ محمدی پہنا کر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اوتار بنا دیا۔ سو میں ان معنوں کر کے عیسیٰ مسیح بھی ہوں اور محمد مہدی بھی۔ مسیح ایک لقب ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیا گیا تھا جس کے معنے ہیں خدا کو چھونے والا اور خدائی انعام میں سے کچھ لینے والا۔ اور اس کا خلیفہ اور صدق اور راستبازی کو اختیار کرنے والا۔ اور مہدی ایک لقب ہے جو ﴿۷﴾ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا گیا تھا جس کے معنے ہیں کہ فطرتاً ہدایت یافتہ اور تمام ہدایتوں کا وارث اور اسم ہادی کے پورے عکس کا محل۔ سو خدا تعالیٰ کے فضل اور رحمت نے اس زمانہ میں ان دونوں لقبوں کا مجھے وارث بنا دیا اور یہ دونوں لقب میرے وجود میں اکٹھے کر دیئے سو میں ان معنوں کے رو سے عیسیٰ مسیح بھی ہوں اور محمد مہدی بھی اور یہ وہ طریق ظہور ہے جس کو اسلامی اصطلاح میں بروز کہتے ہیں سو مجھے دو بروز عطا ہوئے ہیں بروز عیسیٰ و بروز محمدؐ۔ غرض میرا وجود ان دونوں نبیوں کے وجود سے بروزی طور پر ایک معجون مرکب ہے۔ عیسیٰ مسیح ہونے کی حیثیت سے میرا کام یہ ہے کہ مسلمانوں کو وحشیانہ حملوں اور خونریزیوں سے روک دوں جیسا کہ حدیثوں میں صریح طور سے وارد ہو چکا ہے کہ جب مسیح دوبارہ دنیا میں آئے گا تو تمام دینی جنگوں کا خاتمہ کر دے گا۔ سو ایسا ہی ہوتا جاتا ہے۔ آج کی تاریخ تک تیس ہزار کے قریب یا کچھ زیادہ میرے ساتھ جماعت ہے☆ جو برٹش انڈیا کے متفرق مقامات میں آباد ہے اور ہر ایک شخص جو میری بیعت کرتا ہے اور مجھ کو مسیح موعود مانتا ہے اُسی روز سے اُس کو یہ عقیدہ رکھنا پڑتا ہے کہ اس زمانہ میں جہاد قطعاً حرام ہے کیونکہ مسیح آ چکا۔ خاص کر میری تعلیم

☆ اگرچہ خاص آدمی جو علم اور فہم سے کافی بہرہ رکھتے ہیں دس ہزار کے قریب ہوں گے مگر ہر ایک قسم کے لوگ جن میں ناخواندہ بھی ہیں تیس ہزار سے کم نہیں ہیں بلکہ شائد زیادہ ہوں۔ منہ

گورنمنٹ انگریزی اور جہاد ضمیمہ، صفحہ 6،7، مندرجہ روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 28، 29 از مرزا قادیانی | یہ حوالہ صفحہ 138 پر درج ہے

کے لحاظ سے اس گورنمنٹ انگریزی کا سچا خیر خواہ اس کو بننا پڑتا ہے نہ محض نفاق سے اور یہ وہ صلح کاری کا جھنڈا کھڑا کیا گیا ہے کہ اگر ایک لاکھ مولوی بھی چاہتا کہ وحشیانہ جہادوں کے روکنے کے لئے ایسا پُر تاثیر سلسلہ قائم کرے تو اس کے لئے غیر ممکن تھا اور میں امید رکھتا ہوں کہ اگر خدا تعالیٰ نے چاہا تو چند سال میں ہی یہ مبارک اور امن پسند جماعت جو جہاد اور غازی پن کے خیالات کو مٹا رہی ہے کئی لاکھ تک پہنچ جائے گی اور وحشیانہ جہاد کرنے والے اپنا چولہ بدل لیں گے۔

اور محمد مہدی ہونے کی حیثیت سے میرا کام یہ ہے کہ آسمانی نشانوں کے ساتھ خدائی توحید کو دنیا میں دوبارہ قائم کروں کیونکہ ہمارے سیّد و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے محض آسمانی نشان دکھلا کر خدائی عظمت اور طاقت اور قدرت عرب کے بُت پرستوں کے دلوں میں قائم کی تھی۔ سو ایسا ہی مجھے رُوح القدس سے مدد دی گئی ہے۔ وہ خدا جو تمام نبیوں پر ظاہر ہوتا رہا اور حضرت موسیٰ کلیم اللہ پر بمقام طور ظاہر ہوا اور حضرت مسیح پر شعیر کے پہاڑ پر طلوع فرمایا اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر فاران کے پہاڑ پر چمکا وہی قادر قدوس خدا میرے پر تجلّی فرما ہوا ہے اُس نے مجھ سے باتیں کیں اور مجھے فرمایا کہ وہ اعلیٰ وجود جس کی پرستش کے لئے تمام نبی بھیجے گئے میں ہوں۔ میں اکیلا خالق اور مالک ہوں اور کوئی میرا شریک نہیں اور میں پیدا ہونے اور مرنے سے پاک ہوں اور میرے پر ظاہر کیا گیا کہ جو کچھ مسیح کی نسبت دنیا کے اکثر عیسائیوں کا عقیدہ ہے یعنی تثلیث و کفارہ وغیرہ یہ سب انسانی غلطیاں ہیں اور حقیقی تعلیم سے انحراف ہے۔ خدا نے اپنے زندہ کلام سے بلا واسطہ مجھے یہ اطلاع دی ہے اور مجھے اُس نے کہا ہے کہ اگر تیرے لئے یہ مشکل پیش آوے کہ لوگ کہیں کہ ہم کیونکر سمجھیں کہ تو خدا کی طرف سے ہے تو انہیں کہہ دے کہ اس پر یہ دلیل کافی ہے کہ اُس کے آسمانی نشان میرے گواہ ہیں دُعائیں قبول ہوتی ہیں۔ پیش از وقت غیب کی باتیں بتلائی جاتی ہیں اور وہ اسرار جن کا علم خدا کے سوا کسی کو نہیں وہ قبل از وقت ظاہر کئے جاتے ہیں اور دوسرا یہ نشان ہے کہ اگر کوئی ان باتوں میں مقابلہ کرنا چاہے مثلاً کسی دُعا کا قبول ہونا اور پھر پیش از وقت اس

گورنمنٹ انگریزی اور جہاد ضمیمہ، صفحہ 6، 7، مندرجہ روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 28، 29، از مرزا قادیانی | یہ حوالہ صفحہ 138 پر درج ہے

ہیں اور اس ارادہ اور قصد کی اول وجہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ نے مجھے بصیرت بخشی اور اپنے پاس سے مجھے ہدایت فرمائی کہ تا میں ان وحشیانہ خیالات کو سخت نفرت اور بیزاری سے دیکھوں جو بعض نادان مسلمانوں کے دلوں میں مخفی تھے۔ جن کی وجہ سے وہ نہایت بیوقوفی سے اپنی گورنمنٹ محسنہ کے ساتھ ایسے طور سے صاف دل اور سچے خیر خواہ نہیں ہو سکتے تھے جو صاف دلی اور خیر خواہی کی شرط ہے بلکہ بعض **جاہل ملاؤں** کے ورغلانے کی وجہ سے شرائط اطاعت اور وفاداری کا پورا جوش نہیں رکھتے تھے۔ ﴿۴﴾ سو میں نے نہ کسی بناوٹ اور ریاکاری سے بلکہ محض اس اعتقاد کی تحریک سے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے میرے دل میں ہے بڑے زور سے بار بار اس بات کو مسلمانوں میں پھیلایا ہے کہ ان کو گورنمنٹ برطانیہ کی جو درحقیقت ان کی **محسن** ہے سچی اطاعت اختیار کرنی چاہئیے اور **وفاداری** کے ساتھ اس کی شکرگذاری کرنی چاہیئے ۔ ورنہ خدا تعالیٰ کے گنہگار ہوں گے۔ اور میں دیکھتا ہوں کہ مسلمانوں کے دلوں پر میری تحریروں کا بہت ہی اثر ہوا ہے۔ اور لاکھوں انسانوں میں تبدیلی پیدا ہوگئی۔

اور میں نے نہ صرف اسی قدر کام کیا کہ برٹش انڈیا کے مسلمانوں کو گورنمنٹ انگلشیہ کی سچی اطاعت کی طرف جھکایا بلکہ بہت سی کتابیں عربی اور فارسی اور اردو میں تالیف کر کے ممالک اسلامیہ کے لوگوں کو بھی مطلع کیا کہ ہم لوگ کیونکر امن اور آرام اور آزادی سے گورنمنٹ انگلشیہ کے سایہ عاطفت میں زندگی بسر کر رہے ہیں اور ایسی کتابوں کے چھاپنے اور شائع کرنے میں ہزار ہا روپیہ خرچ کیا گیا مگر باایں ہمہ میری طبیعت نے کبھی نہیں چاہا کہ ان متواتر **خدمات** کا اپنے حکام کے پاس ذکر بھی کروں کیونکہ میں نے کسی صلہ اور انعام کی خواہش سے نہیں بلکہ ایک حق بات کو ظاہر کرنا اپنا فرض سمجھا۔ اور درحقیقت وجود سلطنت انگلشیہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہمارے لئے ایک نعمت تھی جو مدت دراز کی تکلیفات کے بعد ہم کو ملی۔ اس لئے ہمارا فرض تھا کہ اس نعمت کا بار بار اظہار کریں۔ ہمارا خاندان سکھوں کے ایام میں ایک سخت عذاب میں تھا اور نہ صرف یہی تھا کہ انہوں نے ظلم سے ہماری ریاست کو تباہ کیا اور ہمارے صدہا دیہات اپنے قبضہ میں کئے بلکہ ہماری اور تمام پنجاب کے مسلمانوں کی دینی آزادی کو بھی روک دیا۔ ایک مسلمان کو بانگ نماز پر بھی

یہ حوالہ صفحہ 140 پر درج ہے	**کتاب البریہ صفحہ 4 مندرجہ روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 340، از مرزا قادیانی**

حوالہ نمبر 94

فخر اسلام ہیں اس خدائے عزّ و جلّ کی قسم دیتا ہوں جس کی قسم کو کبھی انبیاء علیہم السلام نے بھی رد نہیں کیا کہ اپنی رائے سے جو سراسر دینی ہمدردی پر مشتمل ہو مجھے ضرور ممنون فرمائیں گو کم فرصتی کی وجہ سے دو چار سطر ہی لکھ سکیں لیکن اس تمام مضمون کو پڑھ کر تحریر فرماویں۔ میں امید رکھتا ہوں کہ جس قدر اسلام کے سچے ہمدرد اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت رکھنے والے ہیں وہ ایسی رائے کے لکھنے سے جس میں قوم کی بھلائی اور ہزارہا فتنوں سے نجات ہے دریغ نہیں فرمائیں گے۔ لیکن یاد رہے کہ اس رائے میں تین ۳ امر کی تشریح ضرور چاہیئے۔ (۱) اوّل یہ کہ وہ اپنی دانست میں کس کو اس کام کے لئے منتخب کرتے ہیں۔ اور اس بزرگ کا نام کیا ہے اور کہاں کے رہنے والے ہیں۔ (۲) دوم یہ کہ وہ خود اس عظیم الشان کام کے انجام دینے کے لئے کس قدر مدد دینے کو طیار ہیں۔ (۳) سوم یہ کہ یہ رقم کثیر جو اس کام کے لئے جمع ہوگی وہ کہاں اور کس جگہ مد امانت میں رکھی جائے گی اور وقتاً فوقتاً کس کی اجازت سے خرچ ہوگی۔ یہ تین امر ضروری التفصیل ہیں۔

اس جگہ ایک اور امر قابل ذکر ہے اور وہ یہ کہ شاید بعض صاحبوں کے دلوں میں یہ خیال پیدا ہو کہ ممکن ہے کہ اس کام میں دخل دینا گورنمنٹ عالیہ کے منشاء کے مخالف ہو تو میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ ہماری گورنمنٹ محسنہ جو ہماری جان اور مال کی حفاظت کر رہی ہے اس نے پہلے سے اشتہار دے رکھا ہے کہ وہ کسی کے دینی امور اور دینی تدابیر میں مداخلت نہیں کرے گی جب تک کوئی ایسا کاروبار نہ ہو جس سے بغاوت کی بدبو آوے۔ ہماری محسن گورنمنٹ برطانیہ کی یہی ایک قابل تعریف خصلت ہے جس کے ساتھ ہم تمام دنیا کے مقابل پر فخر کر سکتے ہیں۔ بیشک ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم اس گورنمنٹ محسنہ کے سچے دل سے خیر خواہ ہوں اور ضرورت کے وقت جان فدا کرنے کو بھی طیار رہوں۔ لیکن ہم اس طرح پر بھی غیر قوموں اور غیر ملکوں میں اپنی محسن گورنمنٹ کی نیک نامی پھیلانی چاہتے ہیں کہ کس طرح اس عادل گورنمنٹ نے دینی امور میں ہمیں پوری آزادی دی ہے۔ عملی نمونے ہزاروں کوسوں

البلاغ صفحہ 20 مندرجہ روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 400 از مرزا قادیانی | یہ حوالہ صفحہ 141 پر درج ہے

﴿۱۲﴾ تفصیل سے لکھا کہ کیونکر مسلمانان برٹش انڈیا اس گورنمنٹ برطانیہ کے نیچے آرام سے زندگی بسر کرتے ہیں اور کیونکر آزادگی سے اپنے مذہب کی تبلیغ کرنے پر قادر ہیں اور تمام فرائض منصبی بے روک ٹوک بجالاتے ہیں۔ پھر اس مبارک اور امن بخش گورنمنٹ کی نسبت کوئی خیال بھی جہاد کا دل میں لانا کس قدر ظلم اور بغاوت ہے۔ یہ کتابیں ہزار ہا روپیہ کے خرچ سے طبع کرائی گئیں اور پھر اسلامی ممالک میں شائع کی گئیں۔ اور میں جانتا ہوں کہ یقیناً ہزار ہا مسلمانوں پر ان کتابوں کا اثر پڑا ہے۔ بالخصوص وہ جماعت جو میرے ساتھ تعلق بیعت و مریدی رکھتی ہے وہ ایک ایسی سچی مخلص اور خیرخواہ اس گورنمنٹ کی بن گئی ہے کہ میں دعویٰ سے کہہ سکتا ہوں کہ اُن کی نظیر دوسرے مسلمانوں میں نہیں پائی جاتی۔ وہ گورنمنٹ کیلئے ایک وفادار فوج ہے جن کا ظاہر و باطن گورنمنٹ برطانیہ کی خیرخواہی سے بھرا ہوا ہے۔

میں نے اپنی تالیف کردہ کتابوں میں اس بات پر بھی زور دیا ہے کہ جو کچھ نادان مولوی تلوار کے ذریعہ سے حاصل کرنا چاہتے ہیں وہ امر سچے مذہب کیلئے دوسرے رنگ میں گورنمنٹ برطانیہ میں حاصل ہے۔ یعنی ہر ایک شخص بتمام تر آزادی اپنے مذہب کا اثبات اور دوسرے مذہب کا ابطال کر سکتا ہے۔ اور میری رائے میں مسلمانوں کیلئے مذہبی خیالات کے اظہار میں قانونی حد تک وسیع اختیارات ہونے میں بڑی پُر خیر مصلحت ہے کیونکہ وہ اس طور سے اپنی اصل غرض کو پا کر جنگجوئی کی عادات کو جو کتاب اللہ کی غلط فہمی سے بعضوں میں پائی جاتی ہیں بھلا دیں گے۔ وجہ یہ کہ جیسا کہ ایک منشی چیز کا استعمال کرنا دوسری منشی چیز سے فارغ کر دیتا ہے۔ ایسا ہی جب ایک مقصد ایک پہلو سے نکلتا ہے تو دوسرا پہلو خود سست ہو جاتا ہے۔

انہیں اغراض سے میں اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ مذہبی مباحثات کے بارے میں

تحفہ قیصریہ صفحہ 12 مندرجہ روحانی خزائن جلد 12، صفحہ 264 از مرزا قادیانی	یہ حوالہ صفحہ 141 پر درج ہے

بیان کروں گا جاہلوں اور وحشیوں کی جماعت نہیں ہے بلکہ اکثر اُن میں سے اعلیٰ درجہ کے تعلیم یافتہ اور علوم مروجہ کے حاصل کرنے والے اور سرکاری معزز عہدوں پر سرفراز ہیں اور مَیں دیکھتا ہوں کہ انہوں نے چال چلن اور اخلاقی فاضلہ میں بڑی ترقی کی ہے اور مَیں اُمید رکھتا ہوں کہ تجربہ کے وقت سرکار انگریزی ان کو اول درجہ کے خیر خواہ پائے گی۔

(۴) چوتھی گذارش یہ ہے کہ جس قدر لوگ میری جماعت میں داخل ہیں اکثر اُن میں سے سرکار انگریزی کے معزز عہدوں پر ممتاز اور یا اس ملک کے نیک نام رئیس اور ان کے خدام اور احباب اور یا تاجر اور یا وکلاء اور یا نو تعلیم یافتہ انگریزی خوان اور یا ایسے نیک نام علماء اور فضلاء اور دیگر شرفاء ہیں جو کسی وقت سرکار انگریزی کی نوکری کر چکے ہیں یا اب نوکری پر ہیں یا اُن کے اقارب اور رشتہ دار اور دوست ہیں جو اپنے بزرگ مخدوموں سے اثر پذیر ہیں اور یا سجادہ نشینان غریب طبع۔ غرض یہ ایک ایسی جماعت ہے جو سرکار انگریزی کی نمک پروردہ اور نیکنامی حاصل کردہ اور مورد مراحم گورنمنٹ ہیں اور یا وہ لوگ جو میرے اقارب یا خدام میں سے ہیں۔ ان کے علاوہ ایک بڑی تعداد علماء کی ہے جنہوں نے میری اتباع میں اپنے وعظوں سے ہزاروں دلوں میں گورنمنٹ کے احسانات جما دیئے ہیں۔ اور مَیں مناسب دیکھتا ہوں کہ اُن میں سے اپنے چند مُریدوں کے نام بطور نمونہ آپ کے ملاحظہ کے لیے ذیل میں لکھ دوں۔

(۵) میرا اس درخواست سے جو حضور کی خدمت میں مع اسماء مُریدین روانہ کرتا ہوں مدعا یہ ہے کہ اگرچہ مَیں ان خدمات خاصہ کے لحاظ سے جو مَیں نے اور میرے بزرگوں نے محض صدق دل اور اخلاص اور جوشِ وفاداری سے سرکار انگریزی کی خوشنودی کے لیے کی ہیں عنایت خاص کا مستحق ہوں، لیکن یہ سب امور گورنمنٹ عالیہ کی توجہات پر چھوڑ کر بالفعل ضروری استغاثہ یہ ہے کہ مجھے متواتر اس بات کی خبر ملی ہے کہ بعض حاسد بد اندیش جو بوجہ اختلاف عقیدہ یا کسی اور وجہ سے مجھ سے بغض اور عداوت رکھتے ہیں یا جو میرے دوستوں کے دشمن ہیں میری نسبت اور میرے دوستوں کی نسبت خلاف واقعہ امور گورنمنٹ کے معزز حکام تک پہنچاتے ہیں۔ اس لیے اندیشہ ہے کہ اُن کی ہر روز کی مفتریانہ کارروائیوں سے گورنمنٹ عالیہ کے دل میں بدگمانی پیدا ہو کر وہ تمام جانفشانیاں پچاس سالہ میرے والد مرحوم میرزا غلام مرتضیٰ اور میرے حقیقی بھائی مرزا غلام قادر مرحوم کی جن کا تذکرہ سرکاری چٹھیات اور سر لیپل گرفن کی کتاب تاریخ رئیسان پنجاب میں ہے اور نیز میری قلم کی وہ خدمات جو میرے اٹھارہ سال کی تالیفات سے ظاہر ہیں سب کی سب ضائع اور برباد نہ جائیں اور خدانخواستہ سرکار انگریزی اپنے ایک قدیم وفادار اور خیر خواہ خاندان کی نسبت کوئی تکدر خاطر اپنے دل میں پیدا کرے۔ اس بات کا علاج تو غیر ممکن ہے کہ ایسے لوگوں کا مُنہ بند کیا جائے کہ جو اختلاف مذہبی کی وجہ سے یا نفسانی حسد اور بغض اور

(۱۴۹)

قابل توجہ گورنمنٹ از طرف مہتمم کاروبار تجویز تعطیل جمعہ

میرزا غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

چونکہ قرین مصلحت ہے کہ سرکار انگریزی کی خیرخواہی کے لیے ایسے نافہم مسلمانوں کے نام بھی نقشہ جات میں درج کئے جائیں جو درپردہ اپنے دلوں میں برٹش انڈیا کو دارالحرب قرار دیتے ہیں اور ایک چھپی ہوئی بغاوت کو اپنے دلوں میں رکھ کر اسی اندرونی بیماری کی وجہ سے فرضیت جمعہ سے منکر ہو کر اس کی تعطیل سے گریز کرتے ہیں۔ لہٰذا یہ نقشہ اسی غرض کے لیے تجویز کیا گیا کہ تا اس میں ان ناحق شناس لوگوں کے نام محفوظ رہیں کہ جو ایسے باغیانہ سرشت کے آدمی ہیں۔ اگرچہ گورنمنٹ کی خوش قسمتی سے برٹش انڈیا میں مسلمانوں میں ایسے آدمی بہت ہی تھوڑے ہیں جو ایسے مفسدانہ عقیدہ کو اپنے دل میں پوشیدہ رکھتے ہوں لیکن چونکہ اس امتحان کے وقت بڑی آسانی سے ایسے لوگ معلوم ہو سکتے ہیں۔ جن کے نہایت مخفی ارادے گورنمنٹ کے برخلاف ہیں اس لیے ہم نے اپنی محسن گورنمنٹ کی پولیٹیکل خیرخواہی کی نیت سے اس مبارک تقریب پر یہ چاہا کہ جہاں تک ممکن ہو ان شریر لوگوں کے نام ضبط کئے جائیں جو اپنے عقیدہ سے اپنی مفسدانہ حالت کو ثابت کرتے ہیں کیونکہ جمعہ کی تعطیل کی تقریب پر اُن لوگوں کا شناخت کرنا ایسا آسان ہے کہ اس کی مانند ہمارے ہاتھ میں کوئی بھی ذریعہ نہیں۔ وجہ یہ کہ جو ایک ایسا شخص ہو جو اپنی نادانی اور جہالت سے برٹش انڈیا کو دارالحرب قرار دیتا ہے۔ وہ جمعہ کی فرضیت سے ضرور منکر ہوگا اور اسی علامت سے شناخت کیا جائے گا کہ وہ درحقیقت اس عقیدہ کا آدمی ہے لیکن ہم گورنمنٹ میں باادب اطلاع کرتے ہیں کہ ایسے نقشے ایک پولیٹیکل راز کی طرح اس وقت تک ہمارے پاس محفوظ رہیں گے جب تک گورنمنٹ ہم سے طلب کرے۔ اور ہم اُمید رکھتے ہیں کہ ہماری گورنمنٹ حکیم مزاج بھی اُن نقشوں کو ایک ملکی راز کی طرح اپنے کسی دفتر میں محفوظ رکھے گی۔ اور بالفعل یہ نقشے جن میں ایسے لوگوں کے نام مندرج ہیں گورنمنٹ میں نہیں بھیجے جائیں گے۔ صرف اطلاع دہی کے طور پر ان میں سے ایک سادہ نقشہ چھپا ہوا جس پر کوئی نام درج نہیں فقط یہی مضمون درج ہے ہمراہ درخواست بھیجا جاتا ہے اور ایسے لوگوں کے نام معہ پتہ و نشان یہ ہیں:۔

یہ حوالہ صفحہ 142 پر درج ہے	مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ 555 تا 557 طبع جدید از مرزا قادیانی

حوالہ نمبر 97

نمبر شمار	نام معہ لقب و عہدہ	سکونت	ضلع	کیفیت

ہدایت۔ اگر اس نقشہ کی دستخطوں سے خانہ پوری ہو چکے تو چاہئے کہ اسی طرح کے اور اسی نمونہ کے اور قلمی نقشے بنا کر ان پر جہاں تک ممکن ہو دستخط کرائے جائیں مگر یہ یاد رہے کہ ہر ایک صاحب اپنا نام اور پتہ خوشخط لکھیں کہ تا پڑھنے میں دقت نہ ہو اور ہر ایک نقشہ کے آخر پر کل دستخطوں کی میزان لکھ دیں۔

مطبع ضیاء الاسلام قادیان

(یہ اشتہار $\frac{۲۰\times۲۶}{۸}$ کے چار صفحوں پر معہ نقشہ درج ہے)

مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ 555 تا 557 طبع جدید از مرزا قادیانی | یہ حوالہ صفحہ 142 پر درج ہے

ان وفادار رعایا کے دستخط اور مواہیر جو حسب تفصیل عرضداشت منسلکہ نقشہ ہذا گورنمنٹ عالیہ انگریزی میں اس بات کے لئے ملتجی ہیں کہ آئندہ کل دفاتر محکمہ جات اور سرکاری مدارس اور کالجوں کے لئے اتوار کے ساتھ جمعہ کی تعطیل بھی دی جائے۔

نمبر شمار	نام معہ لقب و عہدہ	سکونت	ضلع	کیفیت

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ مولوی غلام حسین صاحب ڈنگوی سابق کلرک محکمہ ریلوے لاہور نے بواسطہ مولوی عبدالرحمن صاحب مبشر بذریعہ تحریر بیان کیا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک دفعہ ایک سفر میں لاہور اسٹیشن پر اُترے تو ایک مسجد میں جو ایک چبوترے کی شکل میں تھی۔ آرام کے لئے بیٹھ گئے۔ یہ مسجد اس جگہ تھی جہاں اب پلیٹ فارم نمبر ۴ ہے۔ پنڈت لیکھرام وہاں آیا اور اس نے حضرت صاحب کو جھک کر سلام کیا۔ تو حضور نے اس سے منہ پھیر لیا۔ دوسری مرتبہ پھر اس نے اسی طرح کیا۔ پھر بھی آپ نے توجہ نہ فرمائی۔ اس پر بعض خدام نے عرض کیا۔ کہ حضور! پنڈت لیکھرام سلام کے لئے حاضر ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ ہمارے سید و مولیٰ محمد مصطفیٰؐ کو گالیاں دینے والے کا ہم سے کیا تعلق ہے؟ اسی طرح وہ سلام کا جواب حاصل کرنے میں ناکام چلا گیا۔

خاکسار عرض کرتا ہے۔ کہ اسی واقعہ کا ذکر روایت شیخ یعقوب علی صاحبؓ عرفانی کی روایت نمبر ۱۶۲ میں بھی ہو چکا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ مولوی غلام حسین صاحب ڈنگوی نے بواسطہ مولوی عبدالرحمن صاحب مبشر بذریعہ تحریر بیان کیا۔ کہ ایک دفعہ شیخ رحمت اللہ صاحب مرحوم تاجر لاہور نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعوت کی۔ اور دعوت کا اہتمام خاکسار کے سپرد کیا۔ پلاؤ نرم پکا۔ غفلت باورچیوں کی تھی۔ شیخ صاحب کھانا کھلانے کے وقت عذر خواہی کرنے لگے۔ کہ بھائی غلام حسین کی غفلت سے پلاؤ خراب ہو گیا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ گوشت۔ چاول۔ مصالحہ اور گھی سب کچھ اس میں ہے۔ اور میں گلے ہوئے چاولوں کو پسند کرتا ہوں۔ یہ آپ کی ذرہ نوازی کی دلیل ہے۔ کہ غلطی پر بھی خوشی کا اظہار فرمایا۔ ممکن ہے کہ حضور واقعی دار پلاؤ کو پسند فرماتے ہوں۔ لیکن خاکسار کو ملامت سے بچانے کے لئے ایسا فرمایا ہو۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ مرزا دین محمد صاحب ساکن لنگروال ضلع گورداسپور نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ ایک مرتبہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مجھے صبح کے قریب جگایا۔ اور فرمایا۔ کہ مجھے ایک خواب آیا ہے۔ میں نے پوچھا کیا خواب ہے۔ فرمایا۔ میں نے دیکھا ہے کہ میرے تخت پوش کے چاروں طرف نمک چُنا ہوا ہے۔ میں نے تعبیر پوچھی۔ تو کتاب دیکھ کر فرمایا۔ کہ کہیں سے بہت سا روپیہ آئیگا اس کے بعد میں چار دن یہاں رہا۔ میرے سامنے ایک منی آرڈر آیا جس میں ہزار سے زائد روپیہ تھا

سیرت المہدی جلد سوم صفحہ 102,101 از مرزا بشیر احمد ابن مرزا قادیانی | یہ حوالہ صفحہ 144 پر درج ہے

[مجھے اصل رقم یاد نہیں۔ جب مجھے خواب سُنائی۔ تو ملاوامل اور شرمپت کو بھی بلا کر سُنائی۔ جب منی آرڈر آیا۔ تو ملاوامل و شرمپت کو بلایا۔ اور فرمایا۔ کہ لو بھئی یہ منی آرڈر آیا ہے جا کر ڈاکخانہ سے لے آؤ۔ ہم نے دیکھا تو منی آرڈر بھیجنے والا کا پتہ اس پر درج نہیں تھا۔ حضرت صاحب کو بھی پتہ نہیں لگا کہ کس نے بھیجا ہے۔]

خاکسار عرض کرتا ہے کہ آجکل کے قواعد کے رُو سے رقم ارسال کنندہ کو اپنا پتہ درج کرنا ضروری ہوتا ہے ممکن ہے اس زمانہ میں یہ قاعدہ نہ ہو۔ یا مرزا دین محمد صاحب کو پتہ نہ لگا ہو۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ میاں خیرالدین صاحب سیکھوانی نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ مَیں اپنے گاؤں سیکھواں سے قادیان آیا۔ حضور علیہ السلام کی عادت تھی۔ کہ گرم موسم میں عموماً شام کے وقت مسجد مبارک کے شاہ نشین پر تشریف فرما ہوتے اور حضور کے اصحاب بھی حاضر رہتے۔ اس روز عشاء کی نماز کے بعد آپ شاہ نشین پر تشریف فرما ہُوئے۔ میر ناصر نواب صاحب نے قادیان کے بعض گنوار طبقہ کی بیعت کا ذکر کیا۔ اور کہا کہ یہ لوگ حضرت صاحب سے کوئی خاص تعلق پیدا نہیں کرتے مولوی عبدالکریم صاحبؓ نے میر صاحب موصوف کے کلام کے جواب میں کہا۔ کہ دیہاتی لوگ اسی طرح کے ہوتے ہیں۔ اسی اثنا میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی توجہ ہوگئی۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ کیا بات ہے مولوی صاحب نے میر صاحب اور ان کی گفتگو کا تذکرہ کر دیا۔ اس پر حضرت صاحب نے مولوی عبدالکریم صاحب کی تائید فرمائی اور فرمایا۔ کہ میر صاحب دیہات کے لوگ ایسے ہی ہوتے ہیں۔ مَیں اس وقت مجلس میں اپنی کمزوریوں کو یاد کر کے اور یہ خیال کر کے کہ مَیں بھی دیہاتی ہُوں مغموم و محزون بیٹھا ہُوا تھا لیکن اسی وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ میاں جمال الدین و میاں امام الدین و میاں خیر دین تو ایسے نہیں ہیں۔ جب حضور نے ہم تین بھائیوں کو عام دیہاتیوں سے مستثنیٰ کر دیا۔ تو میرے تمام ہموم دور ہو گئے۔ اور میرا دل خوشی سے بھر گیا۔

خاکسار عرض کرتا ہے۔ کہ آنحضرت صلعم کے زمانہ میں بھی اعراب لوگوں کا ایمان اسی طرح کا ہوتا تھا۔ مگر ان سے وہ لوگ مستثنیٰ ہوتے ہیں۔ جو نبی کی صحبت سے مستفید ہوتے رہتے ہیں۔ اور خدا کے فضل سے ہماری جماعت کے اکثر دیہاتی نہایت مخلص ہیں۔ دراصل ایمان کی پختگی کا مدار شہری یا دیہاتی ہونے پر نہیں بلکہ صحبت اور استقامت اور بصیرِ علم و عرفان پر ہے۔ لیکن چونکہ نبی سے دُور رہنے والے

حوالہ نمبر 99

(۱۴۸)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

درخواست بحضور نواب گورنر جنرل و وائسرائے کشور ہند بالقابہ
براد منظوری تعطیل جُمعہ

یہ عرضداشت مسلمانان برٹش انڈیا کی طرف سے جن کے نام ذیل میں درج ہیں بحضور جناب گورنر جنرل ہند دام اقبالہ اس غرض سے بھیجی گئی ہے کہ تا گورنمنٹ عالیہ معروضات ذیل پر توجہ فرما کر تمام برٹش انڈیا کے مسلمانوں کے لیے جمعہ کی تعطیل منظور فرماوے۔ وجوہات عرضداشت یہ ہیں۔

(۱) اوّل یہ کہ جمعہ کا دن مسلمانوں کے لیے مذہبی عبادات اور دینی فرائض کے ادا کرنے کے لحاظ سے بعینہٖ ایسا ہے جیسا کہ اتوار عیسائیوں اور ہندوؤں کے لیے۔ پس چونکہ گورنمنٹ عالیہ نے عیسائیوں اور ہندوؤں کی بجا آوری رسوم عبادت وغیرہ کے لیے اتوار کی تعطیل مقرر کر رکھی ہے تو اس صورت میں یہ گروہ کثیر مسلمانوں کا جو گورنمنٹ کے تلطف اور احسان کا ایسا ہی امیدوار ہے جیسا کہ عیسائی اور ہندو گروہ یہ حق رکھتا ہے کہ گورنمنٹ عالیہ ان کے لیے بھی جمعہ کے دن کی تعطیل عطا فرماوے۔

(۲) دوسرے یہ کہ صرف یہی بات نہیں کہ جمعہ کا دن مسلمانوں کے لیے بعض خاص عبادات اور رُسُوم کی بجا آوری کے لیے مقرر ہے۔ بلکہ اس کے ترک کرنے کی حالت میں قرآن شریف اور احادیث میں سخت وعید ہے۔ لہٰذا مذہبی حیثیت سے جمعہ ترک کرنے میں ہر ایک مسلمان دیندار اپنے تئیں ایک گناہ عظیم کا مرتکب خیال کرتا ہے اور ہر ایک بڑے جوش سے اس بات کا خواہاں ہے کہ سرکار انگریزی ضرور یہ تعطیل برٹش انڈیا میں منظور فرماوے۔

(۳) تیسرے یہ کہ تمام نیک دل اور پاک طبع مسلمان جو گورنمنٹ عالیہ کے سچے خیر خواہ ہیں التزام جمعہ کی رسم کو اس محسن گورنمنٹ کی سچی خیر خواہی اور دلی وفاداری کے لیے ایک علامت ٹھہراتے ہیں۔

مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ 552,551 طبع جدید از مرزا قادیانی | یہ حوالہ صفحہ 145 پر درج ہے

مگر بعض دوسرے نالائق نام کے مسلمان جن کی تعداد قلیل ہے اس ملک برٹش انڈیا کو دار الحرب قرار دے کر اپنے خود تراشیدہ خیالات کے رُو سے جمعہ کی فرضیت سے منکر ہیں۔ کیونکہ ان کا گمان ہے جو برٹش انڈیا دار الحرب ہے اور دار الحرب میں جمعہ فرض نہیں رہتا۔ پس کچھ شک نہیں کہ جمعہ کی تعطیل سے ایسے بدباطن کمال صفائی سے شناخت کئے جائیں گے۔ کیونکہ اگر باوجود تعطیل کے پھر بھی وہ جمعہ کی نمازوں میں حاضر نہ ہوتے تو یہ بات کھل جائے گی کہ درحقیقت وہ نالائق اس گورنمنٹ کے ملک کو دار الحرب ہی قرار دیتے ہیں۔ تبھی تو جمعہ کی پابندی سے عمداً گریز کرتے ہیں۔ سو اس صورت میں یہ مبارک دن نہ صرف مسلمانوں کی عباداتِ خاصہ کا ایک دن ہوگا بلکہ گورنمنٹ کے لیے بھی ایک سچے مخبر کا کام دے گا اور ایک معیار کی طرح کھرے اور کھوٹے میں فرق کر کے دکھلاتا رہے گا۔ چنانچہ اس درخواست پر بھی صرف انہیں سچے خیر خواہوں کے دستخط درج ہیں جو اس ملک کو دار الحرب قرار نہیں دیتے۔ اور دلی سچائی سے گورنمنٹ کی حکومت کو قبول کر لیا ہے اور اپنے لیے سراسر برکت اور رحمت سمجھا ہے اور کچھ شک نہیں کہ جمعہ کی تعطیل سے ایسے لوگ جو غلطیوں میں پڑے ہوتے ہیں اثر پذیر بھی ہوں گے اور گورنمنٹ کے دلی خیر خواہ بہت ترقی پذیر ہوں گے اور بدباطن تارک الجمعہ بڑی آسانی سے شناخت کئے جائیں گے یہ بات دوبارہ گورنمنٹ کو یاد دلائی جاتی ہے کہ ایک جمعہ ہی مسلمانوں میں اس بات کی علامت ہے کہ کون شخص اس ملک گورنمنٹ کو دار الحرب قرار دیتا ہے اور کون اس کی نفی کرتا ہے۔ سو جو شخص گورنمنٹ برطانیہ کی رعیت ہو کر جمعہ کی فرضیت کا قائل ہے اور اس کا ترک کرنا معصیت سمجھتا ہے وہ ہرگز اس ملک کو دار الحرب قرار نہیں دے گا اور سچے دل سے گورنمنٹ کا خیر خواہ ہوگا لیکن جو شخص برٹش انڈیا میں جمعہ کی فرضیت کا منکر ہے وہ در پردہ اس ملک کو دار الحرب قرار دیتا ہے اور سچا خیر خواہ نہیں۔ سو جمعہ ان دونوں فریقوں کے پرکھنے کے لیے ایک معیار ہے۔

(۴) چوتھے یہ کہ اسلامی تعطیلیں ہندوؤں کی تعطیلوں سے نصف سے بھی کم ہیں پس اس صورت میں بھی گورنمنٹ کے مراحم خسروانہ کا یہی تقاضا ہونا چاہیئے کہ جمعہ کی تعطیل کرنے سے اس نقصان کا جبر کرے۔

(۵) پانچویں یہ کہ چونکہ جمعہ کی تعطیل ہم مسلمانوں کے لیے نہایت ضروری ہے۔ اس لیے ہم یہ بھی باادب التماس کرتے ہیں کہ اگر ہماری محسن گورنمنٹ اتوار کی تعطیل کو ہمارے لیے موقوف رکھ کر اس کی عوض ہمیں صرف جمعہ کی تعطیل دے دے تو ہم تب بھی بصدقِ دل راضی ہیں۔ مگر بہرحال ہم رعایا کی درخواست یہی ہے کہ جمعہ کی تعطیل ہو۔

(۶) چھٹے یہ کہ ہماری مہربان گورنمنٹ کو اس بات کا خوب علم ہے کہ تمام اسلامی سلطنتیں اور ریاستیں

قدیم نے جمعہ کی تعطیل کرتے ہیں۔ سلطنت روم میں جمعہ کی تعطیل ہے اور حیدر آباد کی ریاست وغیرہ میں بھی جمعہ کی تعطیل ہی مقرر ہے تو اس صورت میں گورنمنٹ کے احسانات پر ہمیں یہی توقع ہے کہ ہم اس فیاض گورنمنٹ کی رعایا ہو کر پھر ایسے بدقسمت نہ ٹھیریں کہ دوسرے مسلمانوں کی یہ خوش قسمتی دیکھ کر کہ وہ دوسری ریاستوں میں اس عظیم الشان مذہبی دن کی تعطیل سے مذہبی فرائض کو بخوبی بجالاتے ہیں آتش رشک میں جلا کریں۔ چونکہ ہم سچے دل سے گورنمنٹ کے اور گورنمنٹ ہماری ہے اور دائمی تعلقات اور بقاء دولت۔ گورنمنٹ کے لیے سچے دل سے دُعا کرتے ہیں تو کیا ہم گوارا کر سکتے ہیں کہ ہمیشہ اور ہر زمانہ میں یہ ارمان ہمارے دل میں چلا جاتے کہ کیوں ہمارے لیے وہ بات حاصل نہیں جو دوسری ریاستوں کی رعایا کو حاصل ہے۔ یہ بھی عاجزانہ عرض ہے کہ ہم رعایا نے اب تک گورنمنٹ میں اس بات کی کبھی تحریک نہیں کی کیونکہ یہی رعیتانہ ادب کا تقاضا دیکھا کہ صبر اور آہستگی سے اس درخواست کو پیش کریں۔ سو اب بڑی امید کے ساتھ پیش کی گئی۔

(۷) ساتویں یہ بات بھی گورنمنٹ عالیہ میں عرض کر دینے کے لائق ہے کہ یہ روز جمعہ جس کی تعطیل کے لیے ہم مسلمان رعایا یہ عرضداشت بھیجتے ہیں۔ اگرچہ بہت اہم کام اس میں عبادات کا خاص طور پر ادا کرنا اور اسلامی ہدایات کو اپنے علماء سے سُننا ہے، لیکن اور کئی رسوم مذہبی بھی اسی دن میں ادا ہوتی ہیں۔ اور خدا نے ہمیں قرآن میں اس دن کے التزام کی اس قدر تاکید کی ہے کہ خاص اسی کے التزام کے لیے ایک سُورت قرآن میں ہے جس کا نام سورۃ الجمعہ ہے اور حکم ہے کہ سب کام چھوڑ کر جمعہ کے لیے مسجدوں میں حاضر ہو جاؤ۔ سو ہر یک دیندار کو یہی غم ہے کہ ہم ہمیشہ کے لیے خدا کے نافرمان نہ ٹھیریں۔

(۸) آٹھویں یہ کہ اسلامی سلطنت کے زمانہ میں ہمیشہ اس ملک میں جمعہ کی ہی تعطیل ہوتی تھی۔

(۹) ہم رعایا کی یہ بھی تمنا ہے کہ جس طرح اسلامی ریاستوں میں ان سلاطین کا شکر کے ساتھ خطبہ میں ذکر ہوتا ہے جو مذہبی اُمور میں قرآن کے منشا کے موافق مسلمانوں کو آزادی دیتے ہیں۔ ہم بھی جمعہ کی تعطیل کے شکریہ میں اور بلاد کے مسلمانوں کی طرح یہ دائمی شکر جمعہ کے ممبروں پر اپنا وظیفہ کر لیں کہ سرکار انگریزی نے علاوہ اور مراحم اور الطاف کے ہم پر یہ بھی عنایت کی نظر کی جو ہمارے دینی عظیم الشان دن کو جو مدت سے اس ملک برٹش انڈیا میں مردہ کی طرح پڑا تھا پھر نئے سرے سے زندہ کر دیا۔ سو بلاشبہ یہ ایسا احسان ہوگا کہ مسلمانوں کی ذریت کبھی اس کو فراموش نہیں کرے گی اور اسلامی تاریخ میں ہمیشہ عزت کے ساتھ یہ شکر ادا کیا جائے گا۔

بالآخر ہم رعایا کی دُعا ہے کہ ہماری گورنمنٹ کو خدا تعالیٰ ہمارے سروں پر رکھے اور ہماری اس

مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ 553 طبع جدید از مرزا قادیانی | یہ حوالہ صفحہ 146 پر درج ہے

(۲۱۹)

اپنی جماعت کیلئے
ایک ضروری اشتہار

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ٭ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

چونکہ مسلمانان ہند پر علی العموم اور مسلمانان پنجاب پر بالخصوص گورنمنٹ برطانیہ کے بڑے بڑے احسانات ہیں۔ لہٰذا مسلمان اپنی اس مہربان گورنمنٹ کا جس قدر شکریہ ادا کریں اتنا ہی تھوڑا ہے کیونکہ مسلمانوں کو ابھی تک وہ زمانہ نہیں بھولا جبکہ وہ سکھوں کی قوم کے ہاتھوں ایک دہکتے ہوئے تنور میں مبتلا تھے اور ان کے دست تعدّی سے نہ صرف مسلمانوں کی دُنیا ہی تباہ تھی بلکہ ان کے دین کی حالت اس سے بھی بدتر تھی۔ دینی فرائض کا ادا کرنا تو درکنار بعض اذان نماز کہنے پر جان سے مارے جاتے تھے۔ ایسی حالت زار میں اللہ تعالیٰ نے دُور سے اس مبارک گورنمنٹ کو ہماری نجات کے لیے ابر رحمت کی طرح بھیج دیا جس نے ان کو نہ صرف اُن ظالموں کے پنجہ سے بچایا بلکہ ہر طرح کا امن قائم کرکے ہر قسم کے سامان آسایش مہیا کئے اور مذہبی آزادی یہاں تک دی کہ ہم بلا دریغ اپنے دین متین کی اشاعت نہایت خوش اسلوبی سے کر سکتے ہیں۔

ہم نے عید الفطر کے موقع پر اس مضمون پر مفصل تقریر کی تھی جس کی مختصر کیفیت تو انگریزی اخباروں میں جا چکی ہے اور باقی مفصل کیفیت عنقریب مرزا خدا بخش صاحب شائع کرنے والے ہیں۔ ہم نے اس مبارک عید کے موقع پر گورنمنٹ کے احسانات کا ذکر کرکے اپنی جماعت کو جو اس گورنمنٹ سے دلی اخلاص رکھتی اور دیگر لوگوں کی طرح منافقانہ زندگی بسر کرنا گناہ عظیم سمجھتی ہے توجہ دلائی کہ سب لوگ تہ دل سے اپنی مہربان گورنمنٹ کے لیے دُعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس کو اس جنگ میں جو ٹرینسوال میں ہو رہی ہے فتح عظیم بخشے اور نیز یہ بھی کہا کہ حق اللہ کے بعد اسلام کا اعظم ترین فرض ہمدردی خلائق ہے اور بالخصوص ایسی مہربان گورنمنٹ کے خادموں سے ہمدردی کرنا کار ثواب ہے جو ہماری جانوں اور مالوں اور سب سے بڑھ کر ہمارے

دین کی محافظ ہے۔ اس لیے ہماری جماعت کے لوگ جہاں جہاں ہیں اپنی توفیق اور مقدور کے موافق سرکارِ برطانیہ کے ان زخمیوں کے واسطے جو جنگ ٹرنسوال میں مجروح ہوتے ہیں چندہ دیں۔ لہٰذا بذریعہ اشتہار ہذا اپنی جماعت کے لوگوں کو مطلع کیا جاتا ہے کہ ہر ایک شہر میں فہرست مکمل کرکے اور چندہ کو وصول کرکے یکم مارچ سے پہلے مرزا خدا بخش صاحب کے پاس بمقام قادیان بھیج دیں کیونکہ یہ ڈیوٹی ان کے سپرد کی گئی ہے۔ جب آپ کا روپیہ مع فہرستوں کے آجائے گا تو اس فہرست چندہ کو اس رپورٹ میں درج کیا جائے گا جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے۔ ہماری جماعت اس کام کو ضروری سمجھ کر بہت جلد اس کی تعمیل کرے۔

والسلام

راقم

مرزا غلام احمد از قادیان

۱۰ر فروری ۱۹۰۰ء

مطبوعہ ضیاء الاسلام پریس قادیان

(یہ اشتہار ۲۶×۲۰/۸ کے ایک صفحہ پر ہے)

مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 363, 364 طبع جدید از مرزا قادیانی | یہ حوالہ صفحہ 147 پر درج ہے

میں بالکل ناممکن تھا۔ جس سے عیاں ہے کہ اس علام الغیوب قادر خدا نے اسی زمانہ کیلئے ظہور مہدی و مسیح کا وقت مقرر کیا ہوا تھا۔ خدا تعالیٰ کا بڑا شکر کرنا چاہیئے کہ ہمارے زمانہ ہی میں ایسے وسایل پیدا کر دیے گئے کہ ہم گنہگاروں کو مسیح و مہدی کی زیارت سے مشرف ہونے کا موقع عطا کیا اور معرفت کی توفیق بخشی گیا ریل۔ دخانی جہاز۔ مذہبی آزادی۔ ڈاکخانہ۔ چھاپخانہ کاغذات تار وغیرہ وغیرہ ایسے وسایل نہیں ہیں جنہوں نے ہماری مشکلات کو آسان کر دیا ہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اس کثرت سے اور ایسے ارزاں پیدا کر دیے گئے ہیں کہ عقلِ انسانی حیرت میں آجاتی ہے ؎

مسیح کے وقت کی سلطنت کیسی ہونی چاہیئے تھی

(۲۵) سلطنت عادل کا ہونا۔ یہ کیسی بڑی نعمت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مسیح و مہدی کو ایک ایسی گورنمنٹ کے سایہ میں رکھا ہے جس نے تمام مذہبی آزادی دے رکھی ہے اور مسیح کا آنا ایسی ہی سلطنت کو چاہتا تھا۔ اگر یہ سلطنت نہ آئی ہوتی تو مسیح ہرگز نہیں آسکتا تھا۔ وجہ یہ کہ مسیح کے ظہور کا جو زمانہ بتایا گیا تھا وہ نہایت ہی خطرناک تھا۔ کیونکہ تمام مذاہب میں فتور عظیم کی خبر دی گئی تھی حتٰی کہ علماء و فقراء و فقہاء اسلام کی نسبت مخبر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرما دیا تھا کہ روئے زمین پر آسمان کے نیچے اُن سے بدتر کوئی مخلوقات نہ ہوگی۔ گویا از روئے مذہب تمام مخلوقات مسخ ہو کر درندوں اور وحشیوں کی طرح ہو گئی ہوگی۔ اور ہر ایک دوسرے کے مذہب و اعتقاد پر حملہ کرتا ہوگا تو ایسی حالت میں مسیح کے آنے پر کیونکر ممکن ہو سکتا تھا کہ وہ کسی فرقہ کے اعتقاد کے برخلاف کہے اور وہ اُن کے شر سے محفوظ رہ سکے اسی واسطے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے خبر بھی دیدی تھی کہ لوگ مسیح پر کفر کے فتوی بھی لگائینگے۔ جیسے کہ آثار سے ظاہر ہے۔ اور اگر بس چلا تو اُس کے قتل کی بھی کوشش کرینگے۔ چنانچہ قتل کے فتوے بھی دئے گئے اور مقدمات بھی برپا کرے گئے۔ اور پھر اگر گورنمنٹ بھی کسی خاص مذہب کی حامی یا طرفدار ہوتی جس کے زیر سایہ مسیح کو زندگی بسر کرنا تھی تو مسیح کے لئے مخلوقات کے شر سے بھی گورنمنٹ کا زیادہ خطرہ کا مقام تھا۔ کیونکہ گورنمنٹ کے لئے کونسا مشکل امر ہوتا ہے کہ وہ جسکو چاہے پکڑ کر توپ

۱۷۷

کے آگے اُڑا دے۔ یا جس طرح چاہے ہلاک کردے +

اور یہ تاریخ سے واضح ہے کہ اکثر بادشاہوں نے نبیوں اور ولیوں کو اپنے اعتقاد کے مخالف پاکر ہلاک بھی کیا ہے۔ لہذا اشد ضروری تھا کہ وہ گورنمنٹ جس کے زمانہ میں مسیح کو آنا چاہیئے تھا۔ وہ ایسی ہی گورنمنٹ ہوتی جیسی کہ موجودہ سرکار برطانیہ ہے۔ جس نے مذہب کی عام آزادی دے رکھی ہے جس طرح کوئی چاہے بپابندی قانون اپنی تعلیم مذہبی کو پھیلائے۔ اور جس طریق پر چاہے ترویج دے ان کسی خلل امن عامہ کا مرتکب نہ ہو پس یہی مبارک گورنمنٹ ہے جس کے عہد معدلت مہد میں مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نزول فرما ہوئے۔ کیا ہی مبارک اقدام فرخندہ فرجام۔ قیصرہ وکٹوریہ تھی جس کے زمانہ کو خدائے قدوس نے ازل ہی سے چن لیا تھا اور یقیناً یقیناً یہی باعث ہی کہ اس ملکہ معظمہ قیصرہ ہند کو تخت پر بیٹھتے ہی اقبال نے ساتھ دیا اور وہ روز افزوں ترقی کرتی گئیں۔ وہ اقبال کیا تھا یہی کہ اس نے تخت پر بیٹھنے کے ساتھ ہی مسیح موعود کا تولد شریف ہوا۔ اور جوں جوں اس مبارک قدم مسیح کی عمر میں ترقی ہوتی گئی۔ اس مبارک نصیب وخوش اقبال ملکہ کو بھی ترقی ہوتی گئی۔ اور جب مسیح علیہ السلام اپنی عمر کے کمال کو پہنچے اور مسیحیت کے عہدہ پر مامور ہوئے تو قیصرہ مبارکہ بھی اپنے اقبال کے انتہائی نقطہ تک پہنچ گئیں۔ اور اب اس کی سلطنت کا دائرہ اس قدر وسیع ہو گیا ہے کہ ہم بلا دریغ کہہ سکتے ہیں کہ اس کی سلطنت پہ سورج کبھی بھی غروب نہیں ہوتا لہذا اس مبارکہ قیصرہ اور اس کی اولاد کو چاہیئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا خاص شکریہ ادا کریں کہ ان کو وہ زمانہ عطا کیا گیا جسکو مسیح کے مبارک انفاس نے اُن کے لئے بابرکت اور مثمر بہ ثمرات عظیمہ کر دیا ایہ گو افسوس ہی کہ جناب ملکہ معظمہ قیصرہ ہند ایک بڑی مقبول طویل عمر پاکر اس جہان سے رخصت ہوگئیں اور ان کے بعد ان کا بیٹا ایڈورڈ ہفتم ایک خاصہ عرصہ تک تخت شاہی پر متمکن رہ کر اور امن اور راحت کی زندگی بسر کر کے اس دنیا سے چل بسے اور عنان حکومت ایک لائق اور عقلمند بیٹے کے سپرد کر گئے۔ اگرچہ ایڈورڈ ہفتم کے آخری زمانہ میں بعض حکام اعلیٰ نے حضرت مسیح علیہ السلام کی قدر نہ کی اور میرا ایمان ہے کہ انہی وجوہات سے ہندوستان کے مختلف صوبوں میں آثار تشویش پیدا ہو گئے لیکن بڑا باعث یہ بھی ہے کہ مسیح موعود جو گورنمنٹ برطانیہ کے اقبال کا محافظ تھا وہ اس

۲۳

عسل مصفیٰ صفحہ 176 تا 179 جلد دوم، از مرزا خدا بخش قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 148 پر درج ہے

دُنیا سے انکے آخری زمانہ ہی میں رحلت فرما گئے اور اب موجودہ بادشاہ کو پریشانی کا مُنہ دیکھنا پڑا
مینیٹر لیسٹ خواہ کچھ ہی کہیں ہم کہتے ہیں کہ کیا وجہ ہے کہ مسیح علیہ السلام کی زندگی میں ملکہ معظمہ
وکٹوریہ کا اقبال روزافزوں ترقی کرتا گیا اور اُن کی وفات کے بعد اُن کے بیٹے اور پوتے کو
تشویش اُٹھانی پڑی اور ظاہر ہے کہ کوئی علت بغیر معلول کے نہیں ہوسکتی اور کوئی سبب بغیر
مسبب کے نہیں ہوسکتا پھر کیا وجہ کہ مسیح کی موجودگی میں ترقی ہوتی جائے اور اُس کی وفات کے ساتھ ہی خلل پیدا
ہوجائے تو بعد نے حالات موجودہ بجز اس کے اور کیا سمجھا جاسکتا ہے کہ یہ سارا معاملہ اُسی بابرکت
انسان کی موجودگی اور عدم موجودگی کی وجہ سے ہے اور ہماری جماعت کو یعنے اُن لوگوں کو
جو خدا کے مرسل خدا کے فرستادہ۔ خدا کے دست پروردہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے پیارے جانشین۔ پیارے رسول اللہ کے خلیفہ یعنے مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سچا تسلیم
کرکے اُن پر ایمان لاچکے ہیں۔ اس مبارک ملکہ معظمہ قیصرہ ہند اور اُن کے جانشین سے دلی
خلوص اور محبت سے پیش آویں اور صدق دل سے ہر وقت اُن کی وفاداری کا دم بھریں
اور اُن کے روزافزوں اقبال کے لئے دعا کریں۔ کیونکہ خود خداوند قادر مطلق نے اس قیصرہ کو
مسیح کے زمانہ میں ملکہ ہونے کے لئے روز ازل سے چن لیا تھا یعنے یوں کہنا چاہئے کہ
امن کے شاہزادے مسیح اور اس مبارک امن پسند قیصرہ کا ایک ہی زمانہ میں لازم وملزوم
ہونا ضروری تھا۔ ورنہ جب نظرِ غور سے دیکھتے ہیں تو کہیں بھی امن کی جگہ نظر نہیں آتی
کیا ہمارا مسیح روس میں امن اور عافیت کے ساتھ ایسی تبلیغ کرسکتا تھا۔ ہرگز نہیں۔
کیا روم میں سلطان عبدالحمید جیسے بااقبال اور باخبر متدین اور پاکباز بادشاہ کے زیر حکومت
اس عظیم الشان طور سے حق تبلیغ ادا کرسکتا تھا ہرگز نہیں بلکہ اگر سلطان اپنی نیک نیتی سے انکو اپنے حدود
سلطنت میں جگہ بھی دینے کا ارادہ کرتا تو خود اُس سلطان کو بھی قتل کئے بغیر لوگ نہ رہتے
کیا بیت اللہ جیسے پُرامن مقام میں اس آزادی سے مراسم تبلیغ بجا لاسکتے تھے۔ ہرگز نہیں
بلکہ ایکدم ہی [illegible] زمیں خاتمہ کردیا جاتا۔ بنا برآں نہایت ضروری بلکہ اشد ضروری تھا کہ قیصرہ
مبارکہ کا مبارک زمانہ ہی ہوتا کہ جس میں مسیح کا نزول ہوتا۔ والحمد للہ کہ ایسا ہی ہوا۔ اے ملکہ
معظمہ قیصرہ ہند تجھ کو مبارکی ہو۔ تو کیسی ہی خوش نصیب تھی کہ مسیح کی روح نے تیرے زمانہ
میں تیری ہی سلطنت کے اندر نزول کے لئے جوش کیا۔ اور وہ تیرے لئے تیرے ہی اقبال

کا زیور ہوا تجھ کو اور تیری اولاد کو خاص اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرنا چاہئے۔ یہ کل اقبال اس
فانی فی اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے انفاس طیبات کی برکت کا نتیجہ ہے کہ تو
دنیا کے سلاطین سے سبقت لے گئی۔ تجھ کو چاہیئے کہ تو اس مبارک قدم انسان کی قدر کرے
اور اس کی خاص حمایت میں سعی کرے۔ کیا تجھ کو حال ہی میں تجربہ نہیں ہوا۔ کہ ٹرنسوال میں
جب شکست پر شکست تیری افواج کو ہو رہی تھی تو اس خدا کے فرستادہ نے اپنی جماعت
کے لوگوں کو قادیان میں طلب کیا اور عید کے روز ایک وسیع میدان میں کھڑے ہو کر تیری
فوجوں کی فتح کے لئے دعا کی پس ادھر دعا کا ہونا تھا ادھر لارڈ رابرٹس بہادر کو فتوحات
پر فتوحات ہونی شروع ہو گئیں۔ یہ رابرٹس کی کوئی ذاتی لیاقت و بہادری کا نتیجہ نہیں ہے۔
یہ صرف اِسی مردِ خدا کی دعا کا اثر ہے۔ کہ بندوقوں اور توپوں سے زیادہ اثر کر گئی۔ ورنہ
یہی بندوقیں تھیں۔ اور یہی توپیں تھیں اور یہی آدمی تھے جو ایک مدت سے بے اثر اور
بیکار ثابت ہو چکے تھے۔ بتاؤ وہ کیوں غیر مؤثر ہو رہے تھے۔ اس لئے کہ خدا تعالیٰ نے ایک
نشان دکھلانا تھا۔ اور وہ بالآخر دعا کے بعد ظاہر ہوا۔ کون ہے جو کہ اُس کا انکار کر سکتا
ہے۔ اب بھی گورنمنٹ کو چاہیئے کہ اُس کے جانشین کی قدر کرے تا کہ وہ اُس کے اقبال کے
لئے دعا کرے تا کہ وہ تمام آفات زمانہ سے محفوظ رہے +

(۳۶) انکار فارسی النسل ہونا کیونکہ آخری زمانہ میں فارسیوں ہی کے لئے بشارت
دی گئی ہے۔ اور کسی کے لئے نہیں دی گئی۔ چنانچہ جب آیت وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ
نازل ہوئی تو صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے دریافت کیا کہ وہ کون لوگ ہیں تو رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے سلمان فارسی کے کندھے پر ہاتھ رکھکر فرمایا کہ وہ لوگ اس کی قوم میں
سے ہونگے۔ ایسا ہی آیت وَيَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ میں بھی سلمان فارسی کو پیش کر کے فرمایا
کہ وہ قوم اس شخص کی قوم ہوگی۔ اور یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمادیا يُسْلَبُ
الْمُلْكُ مِنْ قُرَيْشٍ یعنے اُس زمانہ میں قریش کے ملک کا خاتمہ ہو جائیگا۔ اور یہ نصیب
اہل فارس کو مقدر ہے۔ اِسی واسطے مخبر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اَعْظَمُ النَّاسِ
نَصِيبًا فِي الْإِسْلَامِ اَهْلُ فَارِسَ رَوَاهُ الْحَاكِمُ فِي تَارِيخِهِ وَالدَّيْلَمِي عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ
یعنے حاکم نے اپنی تاریخ اور دیلمی نے حضرت ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ اسلام میں بڑے

حوالہ نمبر 103

اچھوت اقوام کو کیا کرنا چاہئے

گاندھی جی نے اس وقت تک چونکہ اچھوت اقوام سے صرف زبانی ہمدردی کی ہے۔ اور عملی طور پر ان کے لئے کچھ کرنے کے لئے تیار نہیں۔ اس لئے اچھوت بھی تنگ آکر ان سے فیصلہ کن بات کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ چنانچہ جنوبی ہند کی اچھوت اقوام نے حال ہی میں ایک کانفرنس منعقد کر کے حسب ذیل قرارداد پاس کی:۔

"مندروں میں داخلہ کے متعلق اسمبلی میں جو مسودہ قانون [illegible] ہے۔ اس کے ضمن میں مہاتما گاندھی کی روش بڑی افسوسناک اور یاس انگیز ہے۔ مہاتما جی سے درخواست [illegible] ہے۔ کہ وہ زیر بحث مسئلہ کے متعلق اپنے خیالات [illegible] کوشش ہو جائیں۔ اور مہربانی فرما کر اس بات کی کوشش کریں کہ یہ معاملہ (مندروں میں داخلہ کا مسودہ) اسمبلی میں پیش [illegible] کرے۔ خواہ اس کا نتیجہ کچھ نکلے۔ اگر گاندھی جی مندروں [illegible] داخلہ کے متعلق اپنے موجودہ خیالات تبدیل نہ کریں۔ [illegible] کانفرنس کا ارادہ ہے کہ ملک کی تمام اچھوت قوموں سے [illegible] مستدعا کی جائے۔ کہ وہ اسلام یا عیسائیت کی حلقہ بگوش [illegible] جائیں۔ یا وزیر اعظم برطانیہ کے فیصلے کے مطابق جداگانہ انتخاب کے لئے ایجی ٹیشن جاری کریں"۔

اس کا نہایت مایوس کن جواب گاندھی جی نے اپنے اخبار [illegible] میں یہ دیا ہے۔ کہ مندروں کے دروازے ہریجنوں [illegible] کھلوانے کے لئے جو کچھ مناسب سمجھونگا۔ کرتا رہونگا لیکن [illegible]

[illegible] اقوام کو چاہئیے۔ کہ اپنے مذہب کو جنس تجارت نہ بنائیں [illegible] بے شک یہ درست ہے کہ مذہب کو جنس تجارت نہیں بنانا [illegible] چاہیئے۔ اور اچھوت اقوام کی بڑی غلطی ہے۔ کہ وہ گاندھی جی کے [illegible] سامنے یہ شرط پیش کر رہے ہیں۔ کہ اگر ان کے لئے مندروں [illegible] دروازے نہ کھول دیئے گئے۔ تو وہ اپنا مذہب تبدیل [illegible] لیں گے۔ حالانکہ جب ہندو صدیوں سے ان کے ساتھ انسانیت [illegible] سلوک کرتے چلے آ رہے ہیں۔ اور وہ اپنے دھرم کے رو سے [illegible] ہیں کہ اچھوتوں کو انسانیت کا درجہ نہ دیں۔ تو پھر مندروں [illegible] دروازے کس طرح کھول سکتے ہیں۔ زیادہ سے زیادہ وہ یہ کر دیں گے [illegible] چند مندر بنوا دیں۔ لیکن اس طرح اچھوت پن دور نہیں ہو سکتا [illegible] مضبوط ہوتا ہے۔ اچھوت اقوام کو چاہیئے کہ آزمودہ را [illegible] ان پر عمل کرنا چھوڑ کر وہ راہ اختیار کریں۔ جو ان کے ماتھے [illegible] چھوت پن کا داغ دھو دے۔ اور وہ یہی ہے۔ کہ اسلام قبول [illegible] اسلام جو ہر فرد بشر کو انسانیت کے لحاظ سے مساوی قرار دیتا ہے۔ اور اس گئے گزرے زمانہ میں بھی جبکہ عام طور پر مسلمان [illegible] کی اصل تعلیم سے ناواقف ہو چکے ہیں ان میں یہ بات پائی جاتی ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

نمبر ۱۳۳ | قادیان دارالامان مورخہ ۳ محرم ۱۳۵۴ھ | جلد ۲۲

شہنشاہ معظم کی سلور جوبلی اور جماعت احمدیہ

سرکاری طور پر یہ اعلان ہو چکا ہے۔ کہ ۶ مئی ۱۹۳۵ء کو ان تمام ممالک میں جن کے لوگ [illegible] جو حکومت برطانیہ کے جھنڈے کے نیچے آباد ہیں۔ اور جو ملک معظم کو اپنا حکمران تسلیم کرتے ہیں ملک معظم کی تخت نشینی کی پچیسویں سالگرہ کی تقریب خوشی اور مسرت سے منائی جائے گی۔ جماعت احمدیہ نے اپنے بانی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی تعلیم اور آپ کے اسوہ حسنہ کے ماتحت آج تک حکومت برطانیہ کے ساتھ وفاداری اور حقیقی خیرخواہی کا جو ثبوت پیش کیا ہے۔ اس کا تقاضا ہے کہ خوشی اور مسرت کی اس شاندار تقریب میں بھی جماعت احمدیہ حسب استطاعت پوری طرح حصہ لے۔ اور ثابت کر دے کہ ملک معظم کے اس طویل اور شاندار دور حکومت میں اہل ہند کو جو فوائد حاصل ہوئے۔ انہیں جماعت احمدیہ نہایت قدر اور عزت کی نظر سے دیکھتی۔ اور جن کے متعلق شکر گزاری کے جذبات اپنے قلوب میں رکھتی ہے۔ ان کو مقدور بھر عملی صورت میں پہلے بھی پیش کرتی رہی ہے۔ اور اب بھی [illegible]

چونکہ جماعت احمدیہ ایک چھوٹی سی اور غریب جماعت ہے اس لئے یہ تو ممکن نہیں کہ مالی لحاظ سے وہ دولت مند اور [illegible] لوگوں کا مقابلہ کر سکے۔ لیکن ایک بات ایسی ہے [illegible] وہ اپنی خصوصیت قائم رکھ سکتی ہے۔ اور وہ یہ ہے [illegible] جماعت احمدیہ کے ہر آمدنی رکھنے والے اور کمانے والے فرد کو [illegible] اور گنجائش کے مطابق ضرور اس فنڈ میں حصہ [illegible] چاہیئے۔ جو سلور جوبلی کی تقریب میں جمع کیا جا رہا ہے [illegible] نہایت مفید اغراض و مقاصد پر صرف کیا جائے گا [illegible] ظاہر ہو کہ ہر احمدی اپنے دل میں شہنشاہ معظم [illegible] جذبات شکر گزاری رکھتا ہے۔ اور ان کا اظہار [illegible]

[illegible] کے موقعہ پر اظہار خوشی و مسرت کی مثال حضرت [illegible] قائم فرما گئے ہیں۔ چنانچہ ملکہ [illegible] وکٹوریہ کے جشن جوبلی کے موقعہ پر آپ نے قادیان میں ایک جلسہ منعقد فرمایا۔ مبارکباد کا تار وائسرائے ہند کی وساطت سے ارسال کیا۔ غریبوں اور محتاجوں کو کھانا کھلایا اور جشن کی آخری رات چراغاں بھی کیا گیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے عہد مبارک کی یہ مثال جماعت احمدیہ کے لئے ایک ایسا اسوہ ہے۔ کہ جب کبھی اس رنگ میں تاج برطانیہ سے وفاداری اور خلوص کے اظہار کا موقعہ ہو۔ جماعت احمدیہ کو پورے جوش کے ساتھ اس میں حصہ لینا چاہیئے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ قبل ازیں الفضل اور نظارت بیت المال جماعت احمدیہ کو شہنشاہ معظم کی سلور جوبلی کی تقریب میں حسب مقدور شریک ہونے کی تحریک کر چکی ہے اور اب پھر اس بارے میں تاکید کی جاتی ہے۔

پس اس تقریب کے سلسلہ میں چندہ فراہم کرنے کے لئے جو صوبائی فہرست کھولی گئی ہے۔ اور جس کا اعلان ہز ایکسی لنسی گورنر صاحب پنجاب کر چکے ہیں۔ تمام احمدیوں کو چاہیئے۔ کہ اس میں حصہ لیں۔ اور اپنے اپنے ضلع کے انتظام کے ماتحت اپنے چندہ کی رقوم اس فنڈ میں جمع کرائیں۔ البتہ ضلع گورداسپور کی احمدی جماعتیں بوجہ اس کے کہ اس ضلع کے بعض حکام کا رویہ آج کل احمدیوں کے متعلق افسوسناک رنگ اختیار کئے ہوئے ہے۔ اپنا چندہ براہ راست آنریری خزانچی دی ہزمیجسٹیز سلور جوبلی فنڈ لاہور کو بھیج دیں۔

چونکہ اس تقریب کی مقررہ تاریخ بالکل قریب آ چکی ہے اور ضروری ہے۔ کہ ہر احمدی حتی المقدور اس میں حصہ لے اس لئے تمام احمدی جماعتوں کے کارکنوں کو فوری طور پر اس طرف توجہ کرنی چاہیئے۔ اس چندہ میں احمدیوں کی شرکت خاص طور پر اس لئے بھی مناسب اور ضروری ہے۔ کہ اول تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے اپنے زمانہ میں جشن جوبلی کے موقعہ پر چندہ دیا۔ اور خوشی منائی۔ دوسرے اس موقعہ پر جمع شدہ چندہ رفاہ عام کے نہایت مفید اور ضروری کاموں میں صرف کیا جائے گا۔ تیسرے ملک معظم سے اظہار وفاداری کا یہ ایک عمدہ موقعہ ہے۔ جس میں ضرور شریک ہونا چاہیئے۔

روزنامہ الفضل قادیان جلد 22، شمارہ 133 بتاریخ 7 اپریل 1935 | یہ حوالہ صفحہ 151 پر درج ہے

پر زور تحریریں گورنمنٹ انگریزی کی حمایت میں متعصب اور نادان مسلمانوں کے لئے قابل برداشت نہ تھیں اور اب اہل عقل جب ایک طرف دینی حمایت کے مضمون میری تحریروں میں پاتے ہیں اور دوسری طرف میری یہ نصیحتیں سنتے ہیں کہ اس گورنمنٹ کی سچی خیر خواہی اور اطاعت کرنی چاہیے تو وہ میرے پر کوئی بدظنی نہیں کر سکتے اور کیونکر کریں یہ ایک واقعی امر ہے کہ مسلمانوں کو خدا اور رسول کا حکم ہے کہ جس گورنمنٹ کے ماتحت ہوں وفاداری سے اس کی اطاعت کریں۔ میں نے اپنی کتابوں میں یہ شرعی احکام مفصل بیان کر دیئے ہیں۔ اب گورنمنٹ غور فرما سکتی ہے کہ جس حالت میں میرا باپ گورنمنٹ کا ایسا سچا خیر خواہ تھا اور میرا بھائی بھی اُسی کے قدم پر چلا تھا اور میں بھی انیس برس سے یہی خدمت اپنی قلم کے ذریعہ سے بجا لاتا ہوں تو پھر میرے حالات کیونکر مشتبہ ہو سکتے ہیں۔ میری تمام جوانی اسی راہ میں گذری اور اب دائم المرض اور پیرانہ سالی کے کنارے پر پہنچ گیا ہوں اور ساٹھ سال کے قریب ہوں۔ وہ شخص سخت ظلم کرتا ہے کہ جو میرے وجود کو گورنمنٹ کے لئے خطرناک ٹھہراتا ہے۔ میں اس سے انکار نہیں کر سکتا کہ مذہبی امور کے متعلق بھی میں نے کتابیں تالیف کی ہیں اور نہ مجھے اس سے انکار ہے کہ پادری صاحبوں کے عقائد کے مخالف بھی میری تحریریں شائع ہوئی ہیں جن کو وہ اپنے مذہبی خیالات کے لحاظ سے پسند نہیں کر سکتے۔ لیکن میرے لئے میری نیک نیتی کافی ہے جس کو خدا تعالیٰ جانتا ہے اور میری مخالفت عام مسلمانوں کی طرز مخالفت سے علیحدہ ہے۔ میں ہرگز نہیں چاہتا کہ مذہبی امور میں اس قدر غصہ بڑھایا جائے کہ مخالفوں کے حملوں کو قانونی جرائم کے نیچے لا کر گورنمنٹ سے ان کو سزا دلائی جائے یا اُن سے کینہ رکھا جائے بلکہ میرا اصول یہ ہے کہ مذہبی مباحثات میں صبر اور اخلاق سے کام لینا چاہیے۔ اسی وجہ سے جب عام مسلمانوں نے مصنف کتاب امہات المومنین کے سزا دلانے کے لئے انجمن حمایت اسلام کے ذریعہ سے گورنمنٹ میں میموریل بھیجے تو میں نے ان سے اتفاق نہیں کیا بلکہ اُن کے برخلاف میموریل بھیجا اور صاف طور پر لکھا کہ مذہبی امور میں اگر کوئی رنج دِہ امر پیش آوے تو اسلام کا اصول عفو

کشف الغطاء صفحہ 11,10 مندرجہ روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 187,186 از مرزا قادیانی | یہ حوالہ صفحہ 153 پر درج ہے

اور درگزر رہے۔ قرآن ہمیں صاف ہدایت کرتا ہے کہ اگر مذہبی گفتگو میں سخت لفظوں سے تمہیں تکلیف دی جائے تو تنگ ظرف لوگوں کی طرح عدالتوں تک مت پہنچو اور صبر اور اخلاق سے کام لو۔ قرآن نے ہمیں صاف کہا ہے کہ عیسائیوں سے محبت اور خلق سے پیش آؤ اور نیکی کرو ہاں نیک نیتی سے اور ہمدردی کی راہ سے اور سچائی کے پھیلانے کی غرض سے اور صلح کی بناڈالنے کے ارادے سے مذہبی مباحثات قابل اعتراض نہیں۔

دوسری شاخ جو میرے مشن کے متعلق ہے میری تعلیم ہے۔ میں اپنی تعلیم کو قریباً انیس ۱۹ برس سے شائع کر رہا ہوں۔ اور پھر خلاصہ کے طور پر اشتہار ۲۹رمئی ۱۸۹۸ء اور نیز ۲۷رفروری ۱۸۹۵ء کے اشتہار میں ان تعلیموں کو میں نے شائع کیا ہے اور یہ تمام کتابیں اور اشتہار چھپ کر پنجاب اور ہندوستان میں خوب شہرت پا چکے ہیں۔ اس تعلیم کا خلاصہ یہی ہے کہ خدا کو واحد لاشریک سمجھو اور خدا کے بندوں سے ہمدردی اختیار کرو۔ اور نیک چلن اور نیک خیال انسان بن جاؤ۔ ایسے ہو جاؤ کہ کوئی فساد اور شرارت تمہارے دل کے نزدیک نہ آسکے۔ جھوٹ مت بولو، افترا مت کرو اور زبان اور ہاتھ سے کسی کو ایذا مت دو اور ہر ایک قسم کے گناہ سے بچتے رہو اور نفسانی جذبات سے اپنے تئیں روکے رکھو۔ کوشش کرو کہ تا تم پاک دل اور بے شر ہو جاؤ۔ وہ گورنمنٹ یعنی گورنمنٹ برطانیہ جس کے زیر سایہ تمہارے مال اور آبروئیں اور جانیں محفوظ ہیں بصدق اس کے وفادار تابعدار رہو اور چاہیئے کہ تمام انسانوں کی ہمدردی تمہارا اصول ہو۔ اور اپنے ہاتھوں اور اپنی زبانوں اور اپنے دل کے خیالات کو ہر ایک ناپاک منصوبہ اور فساد انگیز طریقوں اور خیانتوں سے بچاؤ۔ خدا سے ڈرو اور پاک دلی سے اس کی پرستش کرو۔ اور ظلم اور تعدّی اور غبن اور رشوت اور حق تلفی اور بے جا طرفداری سے باز رہو۔ اور بدصحبت سے پرہیز کرو اور آنکھوں کو بدنگاہوں سے بچاؤ اور کانوں کو غیبت سننے سے محفوظ رکھو اور کسی مذہب اور کسی قوم اور کسی گروہ کے آدمی کو بدی اور نقصان رسانی کا ارادہ مت کرو اور ہر ایک کے لئے ﴿۸﴾

کشف الغطاء صفحہ 11,10 مندرجہ روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 187,186 از مرزا قادیانی | یہ حوالہ صفحہ 153 پر درج ہے

(۱۹۰)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

میموریل

بحضور نواب لفٹیننٹ گورنر صاحب بہادر بالقابہ

یہ میموریل اس غرض سے بھیجا جاتا ہے کہ ایک کتاب اُمہات المومنین نام ڈاکٹر احمد شاہ صاحب عیسائی کی طرف سے مطبع آر پی مشن پریس گوجرانوالہ میں چھپ کر ماہ اپریل ۱۸۹۸ء میں شائع ہوئی تھی اور مصنف نے ٹائٹل پیج کتاب پر لکھا ہے کہ "یہ کتاب ابوسعید محمد حسین بٹالوی کی تحدی اور ہزار روپیہ کے انعام کے وعدہ کے معارضہ میں شائع کی گئی ہے" جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اصل محرک اس کتاب کی تالیف کا محمد حسین مذکور ہے چونکہ اس کتاب میں ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت سخت الفاظ استعمال کئے ہیں جن کو کوئی مسلمان سُن کر رنج سے رُک نہیں سکتا۔ اس لیے لاہور کی انجمن حمایت اسلام نے اس بارے میں حضور گورنمنٹ میں میموریل روانہ کیا تاگورنمنٹ ایسی تحریر کی نسبت جس طرح مناسب سمجھے کارروائی کرے اور جس طرح چاہے کوئی تدبیر امن عمل میں لائے مگر میں مع اپنی جماعت کثیر اور مع دیگر معزز مسلمانوں کے اس میموریل کا سخت مخالف ہوں۔ اور ہم سب لوگ اس بات پر افسوس کرتے ہیں کہ کیوں اس انجمن کے ممبروں نے محض شتاب کاری سے یہ کارروائی کی۔ اگرچہ یہ سچ ہے کہ کتاب اُمہات المومنین کے مؤلف نے نہایت دل دُکھانے والے الفاظ سے کام لیا ہے اور زیادہ تر افسوس یہ ہے کہ باوجود ایسی سختی اور بدگوئی کے اپنے اعتراضات میں اسلام کی معتبر کتابوں کا حوالہ بھی نہیں دے سکا۔ مگر ہمیں ہرگز نہیں چاہیئے کہ بجائے اس کے کہ ایک خطار کار کو نرمی اور آہستگی سے سمجھاویں اور معقولیت کے ساتھ اس کتاب کا جواب لکھیں یہ حیلہ سوچیں کہ گورنمنٹ اس کتاب کو شائع ہونے سے روک دے تا اس طرح پر ہم فتح پالیں کیونکہ یہ فتح واقعی فتح نہیں ہے بلکہ ایسے حیلوں کی طرف دوڑنا ہمارے عجز اور درماندگی کی نشانی ہوگی اور ایک طور سے ہم جبر سے مُنہ بند کرنے والے

لہ انجمن کا ایسے وقت میں میموریل بھیجنا جبکہ ہزار کاپی امہات المومنین کی مسلمانوں میں مفت تقسیم کی گئی اور خدا جانے کئی ہزار اور قوموں میں شائع کی گئی بیہودہ حرکت ہے کیونکہ اشاعت جس کا بند کرنا مقصود تھا کامل طور پر ہو چکی ہے۔ منہ

ٹھہریں گے۔ اور گو گورنمنٹ اس کتاب کو جلا دے تلف کرے کچھ کرے مگر ہم ہمیشہ کے لیے اس الزام کے نیچے آجائیں گے کہ عاجز آکر گورنمنٹ کی حکومت سے چارہ جوئی چاہی۔ اور وہ کام کیا جو مغلوب الغضب اور جواب سے عاجز آجانے والے لوگ کیا کرتے ہیں۔ ہاں جواب دینے کے بعد ہم ادب کے ساتھ اپنی گورنمنٹ میں التماس کر سکتے ہیں کہ ہر ایک فریق اس پیرایہ کو جو حال میں اختیار کیا جاتا ہے ترک کر کے تہذیب اور ادب اور نرمی سے باہر نہ جاتے۔ مذہبی آزادی کا دروازہ کسی حد تک کھلا رہنا ضروری ہے تا مذہبی علوم اور معارف میں لوگ ترقی کریں اور چونکہ اس عالم کے بعد ایک اور عالم بھی ہے جس کے لیے ابھی سے سامان چاہیئے اس لیے ہر ایک حق رکھتا ہے کہ نیک نیتی کے ساتھ ہر ایک مذہب پر بحث کرے اور اس طرح اپنے تئیں اور نیز بنی نوع کو نجات اخروی کے متعلق جہانتک سمجھ سکتا ہے اپنی عقل کے مطابق فائدہ پہنچا دے۔ لہٰذا گورنمنٹ عالیہ میں اس وقت ہماری یہ التماس ہے کہ جو انجمن حمایت اسلام لاہور نے میموریل گورنمنٹ میں اس بارے میں روانہ کیا ہے وہ ہمارے مشورہ اور اجازت سے نہیں لکھا گیا بلکہ چند شتاب کاروں نے جلدی سے یہ جرأت کی ہے جو درحقیقت قابل اعتراض ہے۔ ہم ہرگز نہیں چاہتے کہ ہم تو جواب نہ دیں اور گورنمنٹ ہمارے لیے عیسائی صاحبوں سے کوئی بازپرس کرے یا اُن کتابوں کو تلف کرے بلکہ جب ہماری طرف سے آہستگی اور نرمی کے ساتھ اس کتاب کا رد شائع ہوگا تو خود وہ کتاب اپنی قبولیت اور وقعت سے گر جائے گی اور اس طرح پر وہ خود تلف ہو جائے گی۔ اس لیے ہم بادب ملتمس ہیں کہ اس میموریل کی طرف جو انجمن مذکور کی طرف سے بھیجا گیا ہے گورنمنٹ عالیہ ابھی کچھ توجہ نہ فرماوے[1] کیونکہ اگر ہم گورنمنٹ عالیہ سے یہ فائدہ اٹھاویں کہ وہ کتابیں تلف کی جائیں یا اور کوئی انتظام ہو تو اس کے ساتھ ایک نقصان بھی ہمیں اٹھانا پڑتا ہے۔ کہ ہم اس صورت میں دین اسلام کو ایک عاجز اور فرو ماندہ دین قرار دیں گے کہ جو معقولیت سے حملہ کرنے والوں کا جواب نہیں دے سکتا۔ اور نیز یہ ایک بڑا نقصان ہوگا کہ اکثر لوگوں کے نزدیک یہ امر مکروہ اور نامناسب سمجھا جائے گا کہ ہم گورنمنٹ کے ذریعہ سے اپنے انصاف کو پہنچ کر پھر کبھی اس کتاب کا رد لکھنا بھی شروع کر دیں۔ اور در حالت نہ لکھنے جواب کے اس کے فضول اعتراضات ناواقفوں کی نظر میں فیصلہ ناطق کی طرح سمجھے جائیں گے اور خیال کیا جائے گا کہ ہماری طاقت میں یہی تھا جو ہم نے کر لیا سو اس سے

---

[1] ہم دوبارہ عرض کرتے ہیں کہ انجمن کا یہ میموریل بعد از وقت ہے کیونکہ مؤلف اُمہات المومنین کی طرف سے جو ضرر روکنے کے لائق تھا وہ ہمیں پہنچ چکا اور پورے طور پر پنجاب ہندوستان میں اس کتاب کی اشاعت ہو گئی۔ سو ہم نہیں سمجھ سکتے کہ اب ہم اپنی گورنمنٹ محسنہ سے کیا مانگیں اور وہ کیا کرے۔ منہ

ہماری دینی عزت کو اس سے بھی زیادہ ضرر پہنچتا ہے جو مخالف نے گالیوں سے پہنچانا چاہا ہے اور ظاہر ہے کہ جس کتاب کو ہم نے عمداً تلف کرایا یا رو کا پھر اسی کو مخاطب ٹھہرا کر اپنی کتاب کے ذریعہ سے پھر شائع کرنا نہایت نامعقول اور بیہودہ طریق ہوگا۔ اور ہم گورنمنٹ عالیہ کو یقین دلاتے ہیں کہ ہم دردناک دل سے اُن تمام گندے اور سخت الفاظ پر صبر کرتے ہیں جو صاحب اُمّہات المومنین نے استعمال کئے ہیں اور ہم اس مؤلف اور اس کے گروہ کو ہرگز کسی قانونی مواخذہ کا نشانہ بنانا نہیں چاہتے کہ یہ امر اُن لوگوں سے بہت ہی بعید ہے کہ جو واقعی نوع انسان کی ہمدردی اور سچی اصلاح کے جوش کا دعویٰ رکھتے ہیں۔

یہ بات بھی گورنمنٹ عالیہ کی خدمت میں عرض کر دینے کے لائق ہے کہ اگرچہ ہماری جماعت بعض امور میں دوسرے مسلمانوں سے ایک جزئی اختلاف رکھتی ہے مگر اس مسئلہ میں کسی سمجھدار مسلمان کو اختلاف نہیں کہ دینی حمایت کے لیے ہمیں کسی جوش یا اشتعال کی تعلیم نہیں دی گئی بلکہ ہمارے لیے قرآن میں یہ حکم ہے وَلَا تُجَادِلُوْٓا اَهْلَ الْكِتٰبِ اِلَّا بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ[1] اور دوسری جگہ یہ حکم ہے کہ جَادِلْهُمْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ[2] اس کے معنی یہی ہیں کہ نیک طور پر اور ایسے طور پر جو مفید ہو عیسائیوں سے مجادلہ کرنا چاہیئے اور حکیمانہ طریق اور ایسے ناصحانہ طور کا پابند ہونا چاہیئے کہ اُن کو فائدہ بخشے۔ لیکن یہ طریق کہ ہم گورنمنٹ کی مدد سے یا نعوذ باللہ خود اشتعال ظاہر کریں ہرگز ہمارے اصل مقصود کو مفید نہیں ہے۔ یہ دنیاوی جنگ وجدل کے نمونے ہیں اور سچے مسلمان اور اسلامی طریقوں کے عارف ہرگز ان کو پسند نہیں کرتے کیونکہ اُن سے وہ نتائج جو ہدایت بنی نوع کے لیے مفید ہیں پیدا نہیں ہو سکتے۔ چنانچہ حال میں پرچہ مخبر دکن میں جو مسلمانوں کا ایک اخبار ہے ماہ اپریل کے ایک پرچہ میں اسی بات پر بڑا زور دیا گیا ہے کہ رسالہ اُمّہات المومنین کے تلف کرنے یا روکنے کے لیے گورنمنٹ سے ہرگز التجا کرنی نہیں چاہیئے کہ یہ دوسرے پیرایہ میں اپنے مذہب کی کمزوری کا اعتراف ہے۔ جہاں تک ہمیں علم ہے ہم جانتے ہیں کہ اخبار مذکورہ کی اس رائے کی کوئی مخالفت نہیں ہوئی جس سے ہم سمجھتے ہیں کہ عام مسلمانوں کی یہی رائے ہے کہ اس طریق کو جس کا انجمن مذکور نے ارادہ کیا ہے ہرگز اختیار نہ کیا جائے کہ اس میں کوئی حقیقی اور واقعی فائدہ ایک ذرہ برابر بھی نہیں ہے۔ اہل علم مسلمان اس بات کو خوب جانتے ہیں کہ قرآن شریف میں آخری زمانہ کے بارے میں ایک پیشگوئی ہے اور اس کے ساتھ خدا تعالیٰ کی طرف سے وصیت کے طور پر ایک حکم ہے جس کو ترک کرنا سچے مسلمانوں کا کام نہیں ہے اور وہ یہ ہے لَتُبْلَوُنَّ فِیْٓ اَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِیْنَ اَشْرَكُوْٓا اَذًى كَثِیْرًا وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ ذٰلِكَ

[1] العنکبوت: ۴۷ [2] النحل: ۱۲۶

مِن عَزمِ الاُمُورِ۔ سورۃ آل عمران۔ ترجمہ یہ ہے کہ خدا تمہارے مالوں اور جانوں پر بلا بھیج کر تمہاری آزمائش کرے گا اور تم اہل کتاب اور مشرکوں سے بہت سی دُکھ دینے والی باتیں سُنوگے سو اگر تم صبر کروگے اور اپنے تئیں ہر ایک ناکردنی امر سے بچاؤگے تو خدا کے نزدیک اولوالعزم لوگوں میں سے ٹھہروگے۔ یہ مدنی سورۃ ہے اور یہ اس زمانہ کے لیے مسلمانوں کو وصیت کی گئی ہے کہ جب ایک مذہبی آزادی کا زمانہ ہوگا کہ جو کوئی کچھ سخت گوئی کرنا چاہے وہ کرسکے گا۔ جیسا کہ یہ زمانہ ہے۔ سو کچھ شک نہیں کہ یہ پیشگوئی اسی زمانہ کے لیے تھی اور اسی زمانہ میں پوری ہوئی۔ کون ثابت کرسکتا ہے کہ جو اس آیت میں اَذًی کثیراً کا لفظ ایک عظیم الشان ایذاء لسانی کو چاہتا ہے وہ کبھی کسی صدی میں اس سے پہلے اسلام نے دیکھی ہے؟ اس صدی سے پہلے عیسائی مذہب کا یہ طریق نہ تھا کہ اسلام پر گندے اور ناپاک حملے کرے بلکہ اکثر ان کی تحریریں اور تالیفیں اپنے مذہب تک ہی محدود تھیں۔ قریباً تیرھویں صدی ہجری سے اسلام کی نسبت بدگوئی کا دروازہ کھلا جس کے اول بانی ہمارے ملک میں پادری فنڈل صاحب تھے۔ بہرحال اس پیشگوئی میں مسلمانوں کو یہ حکم تھا کہ جب تم دلآزار کلمات سے دُکھ دیئے جاؤ اور گالیاں سُنو تو اس وقت صبر کرو یہ تمہارے لیے بہتر ہوگا۔ سو قرآنی پیشگوئی کے مطابق ضرور تھا کہ ایسا زمانہ بھی آتا کہ ایک مقدس رسول کو جس کی اُمت سے ایک کثیر حصہ دُنیا کا پُر ہے: عیسائی قوم جیسے لوگ جن کا تہذیب کا دعویٰ تھا گالیاں دیتے اور اس بزرگ نبی کا نام نعوذ باللہ زانی اور ڈاکو اور چور رکھتے اور دُنیا کے سب بدتروں سے بدتر ٹھہراتے۔ بیشک یہ اُن لوگوں کے لیے بڑے رنج کی بات ہے جو اس پاک رسول کی راہ میں فدا ہیں اور ایک دانشمند عیسائی بھی احساس کرسکتا ہے کہ جب مثلاً ایسی کتاب اُمّہات المومنین میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نعوذ باللہ زناکار کے نام سے پُکارا گیا اور گندے سے گندے تحقیر کے الفاظ آنجناب کے حق میں استعمال کئے گئے اور پھر عمداً ہزار کاپی اس کتاب کی محض دلوں کے دکھانے کے لیے عام اور خاص مسلمانوں کو پہنچائی گئی اس سے کس قدر دردناک زخم عام مسلمانوں کو پہنچے ہونگے اور کیا کچھ اُن کے دلوں کی حالت ہوئی ہوگی۔ اگرچہ بدگوئی میں یہ کچھ پہلی ہی تحریر نہیں ہے بلکہ ایسی تحریروں کی پادری صاحبوں کی طرف سے کروڑہا تک نوبت پہنچ گئی ہے مگر یہ طریق دل دُکھانے کا ایک نیا طریق ہے کہ خواہ نخواہ غافل اور بےخبر لوگوں کے گھروں میں یہ کتابیں پہنچائی گئیں۔ اور اسی وجہ سے اس کتاب پر بہت شور بھی اُٹھا ہے۔ باوجود اس بات کے کہ پادری عمادالدین اور پادری ٹھاکرداس کی کتابیں اور نور افشاں کی پچیس سال کی مسلسل تحریریں سختی میں اس سے کچھ کم نہیں ہیں۔ یہ تو سب کچھ ہوا مگر ہمیں تو آیت موصوفہ بالا میں یہ تاکیدی حکم ہے کہ جب ہم ایسی بدزبانی کے کلمات سُنیں جس سے ہمارے دلوں کو دُکھ پہنچے تو ہم صبر کریں۔ اور کچھ شک نہیں کہ جلد تر حکام کو اس طرف متوجہ کرنا یہ بھی ایک بےصبری کی قسم ہے اسلیئے عقلمند

لہ آل عمران : ۱۸۷

مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 215 تا 219 طبع جدید از مرزا قادیانی | یہ حوالہ صفحہ 153 پر درج ہے

اور دُور اندیش مسلمان ہرگز اس طریق کو پسند نہیں کرتے کہ گورنمنٹ عالیہ تک اس بات کو پہنچایا جائے۔ ہمیں خدا تعالیٰ نے قرآن میں یہ بھی تعلیم دی ہے کہ دین اسلام میں اکراہ اور جبر نہیں۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے لَآ اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ[1] اور جیسا کہ فرماتا ہے اَفَاَنْتَ تُکْرِہُ النَّاسَ[2] لیکن اس قسم کے حیلے اکراہ اور جبر میں داخل ہیں جس سے اسلام جیسا پاک اور معقول مذہب بدنام ہوتا ہے۔

غرض اس بارے میں مَیں اور میری جماعت اور تمام اہلِ علم اور صاحب تدبر مسلمانوں میں سے اس بات پر اتفاق رکھتے ہیں کہ کتاب اُمّہات المؤمنین کی لغو گوئی کی یہ سزا نہیں ہے کہ ہم اپنی گورنمنٹ محسنہ کو دست اندازی کے لیے توجہ دلاویں۔ گو خود دانا گورنمنٹ اپنے قوانین کے لحاظ سے جو چاہے کرے۔ مگر ہمارا امر یہ فرض ہونا چاہیئے کہ ہم ایسے اعتراضات کا کہ جو درحقیقت نہایت نادانی یا دھوکہ دہی کی غرض سے کئے گئے ہیں خوبی اور شائستگی کے ساتھ جواب دیں اور پبلک کو اپنی حقیت اور اخلاق کی روشنی دکھلائیں۔ اسی غرض کی بنا پر یہ میموریل روانہ کیا گیا ہے اور تمام جماعت ہماری معزز مسلمانوں کی اسی پر متفق ہے۔

الراقم

خاکسار میرزا غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور

۴؍ ماہ مئی ۱۸۹۸ء

[1] البقرۃ: ۲۵۷ [2] یونس: ۱۰۰

مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 215 تا 219 طبع جدید از مرزا قادیانی | یہ حوالہ صفحہ 153 پر درج ہے

حوالہ نمبر 106

ایک معمولی بات ہے کمال میں داخل نہیں۔ کمال انسانیت یہ ہے کہ ہم حتی الوسع گالیوں کے مقابل پر اعراض اور درگذر کی خو اختیار کریں۔

یہ بھی تو سوچو کہ پادری صاحبوں کا مذہب ایک شاہی مذہب ہے۔ لہٰذا ہمارے ادب کا یہ تقاضا ہونا چاہئیے کہ ہم اپنی مذہبی آزادی کو ایک طفیلی آزادی تصور کریں اور اس طرح پر ایک حد تک پادری صاحبوں کے احسان کے بھی قائل رہیں۔ گورنمنٹ اگر ان کو باز پُرس کرے تو ہم کس قدر باز پُرس کے لائق ٹھہریں گے۔ اگر سبز درخت کاٹے جائیں تو پھر خشک کی کیا بنیاد ہے۔ کیا ایسی صورت میں ہمارے ہاتھ میں قلم رہ سکے گی؟ سو ہوشیار ہو کر طفیلی آزادی کو غنیمت سمجھو اور اس محسن گورنمنٹ کو دعائیں دو جس نے تمام رعایا کو ایک ہی نظر سے دیکھا۔ یہ بالکل نامناسب اور سخت نامناسب ہے کہ پادریوں کی نسبت گورنمنٹ میں شکایت کریں۔ ہاں جو شبہات اور اعتراض اٹھائے گئے اور جو بہتان شائع کئے گئے ان کو جڑ سے اکھاڑنا چاہئیے اور وہ بھی نرمی سے اور حق اور حکمت کے معاون ہو کر دنیا کو فائدہ پہنچانا چاہئیے اور ہزاروں دلوں کو شبہات کے زندان سے نجات بخشنا چاہئیے۔ یہی کام ہے جس کی اب ہمیں اشد ضرورت ہے۔ یہ سچ ہے کہ مسلمانوں نے تائید اسلام کے دعوے پر جا بجا انجمنیں قائم کر رکھی ہیں۔ لاہور میں بھی تین انجمنیں ہیں۔ لیکن سوال تو یہ ہے کہ باوجودیکہ عیسائیوں کی طرف سے دس کروڑ کے قریب مخالفانہ کتابیں اور رسائل نکل چکے ہیں اور تین ہزار کے قریب ایسے اعتراضات شائع ہو چکے جن کا جواب دینا مولویوں اور ان انجمنوں کا فرض تھا جنہوں نے ہر ایک رسالہ میں یہ دعویٰ کیا ہے کہ ہم مخالفوں کے سوالات کے جواب دیں گے ان حملوں کا ان انجمنوں نے کیا بندوبست کیا اور کون کونسی مفید کتاب دنیا میں پھیلائی۔ ہم بقول ان کے کافر سہی دجال سہی سخت گو سہی مگر ان لوگوں نے باوجود ہزارہا روپیہ اسلام کا جمع کرنے کے اسلام کی حقیقی مدد کیا کی۔ علوم مروّجہ کی تعلیم کا شاید بڑے سے بڑا نتیجہ یہ ہوگا کہ تا لڑکے تعلیم پا کر کوئی معقول نوکری پاویں۔ اور یتیموں کی پرورش کا نتیجہ بھی اس سے بڑھ کر

البلاغ صفحہ 24 مندرجہ روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 392 از مرزا قادیانی	یہ حوالہ صفحہ 155 پر درج ہے

گا گو وہ شرقی ہو یا مغربی۔ یہ وہ نشان ہیں جو مجھ کو دیئے گئے ہیں تا اُن کے ذریعہ سے اس سچے خدا کی طرف لوگوں کو کھینچوں جو درحقیقت ہماری رُوحوں اور جسموں کا خدا ہے جس کی طرف ایک دن ہر ایک کا سفر ہے۔ یہ سچ ہے کہ وہ مذہب کچھ چیز نہیں جس میں الٰہی طاقت نہیں۔ تمام نبیوں نے سچے مذہب کی یہی نشانی ٹھیرائی ہے کہ اُس میں الٰہی طاقت ہو۔ یہ بات بھی یاد رکھنے کے لائق ہے کہ یہ دونوں نام جو خدا تعالیٰ نے میرے لیے مقرر فرمائے یہ صرف چند روز سے نہیں ہیں بلکہ میری کتاب براہین احمدیہ میں جس کو شائع کئے قریباً بیس برس گذر گئے یہ دونوں نام خدا تعالیٰ کے الہام میں میری نسبت ذکر فرمائے گئے ہیں یعنی عیسیٰ مسیح اور محمد مہدی تا میں ان دونوں گروہ مسلمانوں اور عیسائیوں کو وہ پیغام پہنچا دوں جس کا میں نے اوپر ذکر کیا ہے کاش اگر دلوں میں طلب ہوتی اور آخرت کے دن کا خوف ہوتا تو ہر ایک سچائی کے طالب کو یہ موقعہ دیا گیا تھا کہ وہ مجھ سے تسلی پاتا۔ سچا مذہب وہ مذہب ہے جو الٰہی طاقت اپنے اندر رکھتا ہے اور فوق العادت کاموں سے خدا تعالیٰ کا چہرہ دکھاتا ہے۔ سو میں اس بات کا گواہ رویت ہوں کہ ایسا مذہب توحید کا مذہب ہے جو اسلام ہے جس میں مخلوق کو خالق کی جگہ نہیں دی گئی اور عیسائی مذہب بھی خدا کی طرف سے تھا مگر افسوس کہ اب وہ اس تعلیم پر قائم نہیں رہا اور اس زمانہ کے مسلمانوں پر بھی افسوس ہے کہ وہ شریعت کے اس دوسرے حصہ سے محروم ہو گئے ہیں جو ہمدردی نوع انسان اور محبت اور خدمت پر موقوف ہے اور وہ توحید کا دعویٰ کر کے پھر ایسے وحشیانہ اخلاق میں مبتلا ہیں جو قابل شرم ہیں۔ میں نے بارہا کوشش کی جو اُن کو ان عادات سے چھڑاؤں لیکن افسوس کہ بعض ایسی تحریکیں ان کو پیش آجاتی ہیں کہ جن سے وحشیانہ جذبات ان کے زندہ ہو جاتے ہیں اور وہ بعض کم سمجھ پادریوں کی تحریرات ہیں جو زہر ہلاہل اثر رکھتی ہیں مثلاً پادری عماد الدین کی کتابیں اور پادری ٹھاکر داس کی کتابیں اور صفدر علی کی کتابیں اور امہات المومنین اور پادری ریواڑی کا رسالہ جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نہایت درجہ کی توہین اور تکذیب سے پُر ہیں۔ یہ ایسی کتابیں ہیں کہ جو شخص مسلمانوں میں سے ان کو پڑھے گا اگر اس کو صبر اور حلم سے اعلیٰ درجہ کا حصہ نہیں تو بے اختیار جوش میں آجائے گا کیونکہ ان کتابوں میں علمی بیان کی نسبت سخت کلامی بہت ہے جس کی عام مسلمان برداشت نہیں کر سکتے۔ چنانچہ ایک معزز پادری صاحب اپنے ایک پرچہ میں جو لکھنؤ سے شائع ہوتا تھا لکھتے ہیں کہ اگر ۱۸۵۷ء کا دوبارہ آنا ممکن ہے تو پادری عماد الدین کی کتابوں سے اس کی تحریک ہوگی۔ اب سوچنے کے لائق ہے کہ پادری عماد الدین کا کیسا خطرناک کلام ہے جس پر ایک معزز مشنری صاحب یہ رائے ظاہر کرتے ہیں۔ اور گذشتہ دلوں میں مَیں نے بھی مسلمانوں میں ایسی تحریروں سے ایک جوش دیکھ کر چند دفعہ ایسی تحریریں شائع کی تھیں جن میں ان سخت کتابوں کا جواب کسی قدر سخت تھا۔ ان تحریروں سے میرا مدعا یہ تھا کہ عوض معاوضہ کی صورت دیکھ کر مسلمانوں کا جوش رُک جائے۔ سو اگرچہ اس حکمت عملی کی تحریروں سے مسلمانوں کو فائدہ تو ہوا۔ اور وہ ایسے رنگ کا جواب پا کر ٹھنڈے ہو گئے لیکن مشکل یہ ہے کہ اب بھی آئے دن پادری صاحبوں کی طرف سے ایسی

یہ حوالہ صفحہ 155 پر درج ہے	مجموعہ اشتہارات، جلد دوم صفحہ 435 طبع جدید، از مرزا قادیانی

راہ سے زنا کی تہمت لگائی۔ اگر غیرت مند مسلمانوں کو اپنی محسن گورنمنٹ کا پاس نہ ہوتا تو ایسے شریروں کو جن کے افترا میں یہاں تک نوبت پہنچی وہ جواب دیتے جو ان کی بد اصلی کے مناسب حال ہوتا۔ مگر شریف انسانوں کو گورنمنٹ کی پاسداریاں ہر وقت روکتی ہیں اور وہ طمانچہ جو ایک گال کے بعد دوسری گال پر عیسائیوں کو کھانا چاہئے تھا ہم لوگ گورنمنٹ کی اطاعت میں محو ہو کر پادریوں اور ان کے ہاتھ کے اکسائے ہوئے آریوں سے کھا رہے ہیں۔ یہ سب بُردباریاں ہم اپنی محسن گورنمنٹ کے لحاظ سے کرتے ہیں اور کریں گے کیونکہ ان احسانات کا ہم پر شکر کرنا واجب ہے جو سکھوں کے زوال کے بعد ہی خدا تعالیٰ کے فضل نے اس مہربان گورنمنٹ کے ہاتھ سے ہمارے نصیب کئے اور نہایت بدذاتی ہوگی اگر ایک لحظہ کے لئے بھی کوئی ہم میں سے ان نعمتوں کو فراموش کر دے جو اس گورنمنٹ کے ذریعہ سے مسلمانوں کو ملی ہیں بلاشبہ ہمارا جان و مال گورنمنٹ انگریزی کی خیرخواہی میں فدا ہے اور ہوگا۔ اور ہم غائبانہ اس کے اقبال کے لئے دعاگو ہیں اور اگرچہ گورنمنٹ ﴿۵۹﴾

بقیہ حاشیہ

لیکن ہرگز یہ درست نہیں ہوگا کہ بغیر ان دونوں قسم کے التزام کے اپنے ہی خیال اور رائے سے معنی کریں کاش اگر پادری عمادالدین وغیرہ اس طریق کا التزام کرتے تو نہ آپ ہلاک ہوتے اور نہ دوسروں کی ہلاکت کا موجب ٹھہرتے۔ ﴿۵۹﴾

دوسری نصیحت اگر پادری صاحبان سنیں تو یہ ہے کہ وہ ایسے اعتراض سے پرہیز کریں جو خود ان کی کتب مقدسہ میں بھی پایا جاتا ہے مثلاً ایک بڑا اعتراض جس سے بڑھ کر شاید ان کی نظر میں اور کوئی اعتراض ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نہیں ہے وہ لڑائیاں ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو باذن اللہ ان کفار سے کرنی پڑیں جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر مکہ میں تیرہ برس تک انواع اقسام کے ظلم کئے اور ہر یک طریق سے ستایا اور دکھ دیا اور پھر قتل کا ارادہ کیا جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معہ اپنے اصحاب کے مکہ چھوڑنا پڑا اور پھر بھی باز نہ آئے اور تعاقب کیا اور ہر یک بے ادبی اور تکذیب کا حصہ لیا اور جو مکہ میں ضعفاء مسلمانوں میں سے رہ گئے تھے ان کو غایت درجہ دکھ دینا شروع کیا لہذا وہ لوگ خدا تعالیٰ کی نظر میں

آریہ دھرم صفحہ 59 مندرجہ روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 81 از مرزا قادیانی	یہ حوالہ صفحہ 156 پر درج ہے

ہوں گے کہ اس گورنمنٹ کے سچے خیر خواہ اور دلی جان نثار ہو جائیں اور جہاد اور خونی مہدی کے انتظار وغیرہ بیہودہ خیالات سے جو قرآن شریف سے ہرگز ثابت نہیں ہو سکتے دست بردار ہو جائیں اور اگر وہ اِس غلطی کو چھوڑنا نہیں چاہتے تو کم سے کم یہ ان کا فرض ہے کہ اِس گورنمنٹ محسنہ کے ناشکر گذار نہ بنیں اور نمک حرامی سے خدا کے گنہگار نہ ٹھہریں کیونکہ یہ گورنمنٹ ہمارے مال اور خون اور عزت کی محافظ ہے اور اس کے مبارک قدم سے ہم جلتے ہوئے تنور میں سے نکالے گئے ہیں۔ یہ کتابیں ہیں جو میں نے اس ملک اور عرب اور شام اور فارس اور مصر وغیرہ ممالک میں شائع کی ہیں چنانچہ شام کے ملک کے بعض عیسائی فاضلوں نے بھی میری کتابوں کے شائع ہونے کی گواہی دی ہے اور میری بعض کتابوں کا ذکر کیا ہے☆۔ اب میں اپنی گورنمنٹ محسنہ کی خدمت میں جرأت سے کہہ سکتا ہوں کہ یہ وہ بست سالہ میری خدمت ہے جس کی نظیر برٹش انڈیا میں ایک بھی اسلامی خاندان پیش نہیں کرسکتا۔ یہ بھی ظاہر ہے کہ اِس قدر لمبے زمانہ تک کہ جو بیس برس کا زمانہ ہے ایک مسلسل طور پر تعلیم مذکور بالا پر زور دیتے جانا کسی منافق اور خود غرض کا کام نہیں ہے بلکہ ایسے شخص کا کام ہے جس کے دِل میں اِس گورنمنٹ کی سچی خیر خواہی ہے۔ ہاں میں اِس بات کا اقرار کرتا ہوں کہ میں نیک نیتی سے دوسرے مذاہب کے لوگوں سے مباحثات بھی کیا کرتا ہوں اور ایسا ہی پادریوں کے مقابل پر بھی مباحثات کی کتابیں شائع کرتا

☆ خریسطفور جبارہ نام ایک دمشق کا رہنے والا فاضل عیسائی اپنی کتاب خلاصۃ الادیان کے صفحہ چوالیس۴۴ میں میری کتاب حمامۃ البشریٰ کا ذکر کرتا ہے اور حمامۃ البشریٰ میں سے چھ۶ سطریں بطور نقل کے لکھتا ہے اور میری نسبت لکھتا ہے کہ یہ کتاب ایک ہندی فاضل کی ہے جو تمام ملک ہند میں مشہور ہے دیکھو خلاصۃ الادیان و زبدۃ الادیان صفحہ ۴۴ چودھویں سطر سے اکیسویں سطر تک۔ منہ

رہا ہوں اور میں اِس بات کا بھی اقراری ہوں کہ جبکہ بعض پادریوں اور عیسائی مشنریوں کی تحریر نہایت سخت ہوگئی اور حدِ اعتدال سے بڑھ گئی اور بالخصوص پرچہ نُور افشاں میں جو ایک عیسائی اخبار لدھیانہ سے نکلتا ہے نہایت گندی تحریریں شائع ہوئیں۔ اور ان مؤلفین نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت نعوذ باللہ ایسے الفاظ استعمال کئے کہ یہ شخص ڈاکو تھا چور تھا زنا کار تھا اور صدہا پرچوں میں یہ شائع کیا کہ یہ شخص اپنی لڑکی پر بدنیتی سے عاشق تھا اور با ایں ہمہ جھوٹا تھا اور لوٹ مار اور خون کرنا اُس کا کام تھا تو مجھے ایسی کتابوں اور اخباروں کے پڑھنے سے یہ اندیشہ دل میں پیدا ہوا کہ مبادا مسلمانوں کے دلوں پر جو ایک جوش رکھنے والی قوم ہے ان کلمات کا کوئی سخت اشتعال دینے والا اثر پیدا ہو۔ تب میں نے اُن جوشوں کو ٹھنڈا کرنے کے لئے اپنی صحیح اور پاک نیّت سے یہی مناسب سمجھا کہ اس عام جوش کے دبانے کے لئے حکمت عملی یہی ہے کہ ان تحریرات کا کسی قدر سختی سے جواب دیا جائے تا سریع الغضب انسانوں کے جوش فرو ہو جائیں اور ملک میں کوئی بے امنی پیدا نہ ہو☆۔ تب میں نے بمقابل ایسی کتابوں کے جن میں کمال سختی سے بدزبانی کی گئی تھی چند ایسی کتابیں لکھیں جن میں کسی قدر بالمقابل سختی تھی کیونکہ میرے کانشنس نے قطعی طور پر مجھے فتویٰ دیا کہ اسلام میں جو بہت سے وحشیانہ جوش والے آدمی موجود ہیں ان کے غیظ و غضب کی آگ بجھانے کے لئے یہ طریق کافی ہوگا کیونکہ عوض معاوضہ کے بعد کوئی گلہ باقی نہیں رہتا۔ سو یہ میری پیش بینی کی تدبیر صحیح نکلی اور ان کتابوں کا یہ اثر ہوا کہ

☆ ان مباحثات کی کتابوں سے ایک یہ بھی مطلب تھا کہ برٹش انڈیا اور دوسرے ملکوں پر بھی اس بات کو واضح کیا جاوے کہ ہماری گورنمنٹ نے ہر یک قوم کو مباحثات کیلئے آزادی دے رکھی ہے کوئی خصوصیت پادریوں کی نہیں ہے۔ منہ

تریاق القلوب صفحہ 361 تا 363 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 489 تا 491 از مرزا قادیانی | یہ حوالہ صفحہ 156 پر درج ہے

ہزار ہا مسلمان جو پادری عماد الدین وغیرہ لوگوں کی تیز اور گندی تحریروں سے اشتعال میں آچکے تھے یکدفعہ اُن کے اشتعال فرو ہو گئے کیونکہ انسان کی یہ عادت ہے کہ جب سخت الفاظ کے مقابل پر اُس کا عوض دیکھ لیتا ہے تو اُس کا وہ جوش نہیں رہتا۔ باایں ہمہ میری تحریر پادریوں کے مقابل پر بہت نرم تھی گویا کچھ بھی نسبت نہ تھی۔ ہماری محسن گورنمنٹ خوب سمجھتی ہے کہ مسلمان سے یہ ہرگز نہیں ہوسکتا کہ اگر کوئی پادری ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دے تو ایک مسلمان اُس کے عوض میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو گالی دے کیونکہ مسلمانوں کے دِلوں میں دُودھ کے ساتھ ہی یہ اثر پہنچایا گیا ہے کہ وہ جیسا کہ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھتے ہیں ایسا ہی وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے محبت رکھتے ہیں۔ سوکسی مسلمان کا یہ حوصلہ ہی نہیں کہ تیز زبانی کو اس حد تک پہنچائے جس حد تک ایک متعصب عیسائی پہنچا سکتا ہے اور مسلمانوں میں یہ ایک عمدہ سیرت ہے جو فخر کرنے کے لائق ہے کہ وہ تمام نبیوں کو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے ہو چکے ہیں ایک عزت کی نگہ سے دیکھتے ہیں اور حضرت مسیح علیہ السلام سے بعض وجوہ سے ایک خاص محبت رکھتے ہیں جس کی تفصیل کے لئے اس جگہ موقع نہیں۔ سو مجھ سے پادریوں کے مقابل پر جو کچھ وقوع میں آیا یہی ہے کہ حکمت عملی سے بعض وحشی مسلمانوں کو خوش کیا گیا۔ اور میں دعوے سے کہتا ہوں کہ میں تمام مسلمانوں میں سے اوّل درجہ کا خیر خواہ گورنمنٹ انگریزی کا ہوں کیونکہ مجھے تین باتوں نے خیر خواہی میں اوّل درجہ پر بنا دیا ہے۔ (۱) اوّل والد مرحوم کے اثر نے۔ (۲) دوم اِس گورنمنٹ عالیہ کے احسانوں نے۔ (۳) تیسرے خدا تعالیٰ کے الہام نے۔

اب میں اِس گورنمنٹ محسنہ کے زیر سایہ ہر طرح سے خوش ہوں صرف ایک رنج اور درد و غم ہر وقت مجھے لاحق حال ہے جس کا استغاثہ پیش کرنے

حوالہ نمبر 110

عزت کرے۔ اسی طرح اس قوم کا جس کے جوشیلے آدمی قتل کرتے
ہیں۔ خواہ انبیاء کی توہین کی وجہ سے ہی وہ ایسا کریں۔ فرض ہے
کہ پورے تعاون کے ساتھ ایسے لوگوں کو دبا سکے اور ان سے
اظہار برأت کرے۔ انبیاء کی عزت کی حفاظت قانون شکنی سے
نہیں ہو سکتی۔ وہ نبی بھی کیسا نبی ہے جس کی عزت کو بچانے کیلئے

خون سے ہاتھ رنگنے

پڑیں۔ جس کے بچانے کے لئے اپنا دین تباہ کرنا پڑے۔ یہ سمجھنا کہ
محمد رسول اللہ کی عزت کے لئے قتل کرنا جائز ہے سخت نادانی ہے
کیا محمد رسول اللہ کی عزت اتنی ہی ہے کہ ایک شخص کے خون سے
اس کی ہتک دھوئی جا سکے۔ بعض نادان کہہ دیا کرتے ہیں۔ کہ
محمد رسول اللہ کی ہتک کی سزا قتل ہے۔ میں کہتا ہوں۔ تاریخ کوئی

ایک مثال

بھی ایسی پیش کی جائے۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ
میں کسی ایک انسان کو بھی محض آپ کو برا کہنے کی وجہ سے قتل
کیا گیا ہو۔ اور اس قتل میں کسی

پولیٹیکل جرم کا دخل

نہ ہو۔ کوئی ثابت کرے کہ محض اس جرم میں کسی کو قتل کیا گیا۔ ہاں اگر
کسی کے متعلق یہ شبہ ہوا۔ کہ وہ غیر قوموں کو مسلمانوں پر چڑھا لائیگا
اور سازشیں کر کے مسلمانوں کو نقصان پہنچائیگا۔ تو یہ اور بات ہے
صرف توہین رسول کے جرم میں کبھی کوئی ایک شخص بھی قتل نہیں کیا گیا
اگر ایسا کرنا جائز ہوتا۔ تو عبد اللہ بن ابی بن سلول کو کیوں زندہ چھوڑ
دیا جاتا۔ حالانکہ اس نے علی الاعلان کہا تھا۔ کہ لیخرجن الاعز
منہا الاذل کہ میں جو سب سے زیادہ معزز ہوں (نعوذ باللہ) سب سے
زیادہ ذلیل یعنی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نکال دونگا۔ محمد رسول اللہ
کے پاس ایسی باتوں کی اطلاع بھی پہنچ جاتی تھی۔ پھر صحابہ نے
یہ بھی کہا۔ کہ اس کے ساتھیوں میں سے ۔۔۔؟ جس کو قتل کر دیا
جائے۔ لیکن رسول کریم۔ نے فرمایا نہیں۔ لوگ کیا کہیں گے کہ محمد نے
اپنے ساتھیوں کو قتل کر دیا۔ اگر قتل جائز ہوتا۔ تو وہ منافق جو کئی
دفعہ آپ مسلمانوں میں [illegible] کس طرح زندہ رہ سکتے تھے۔
[illegible] ہے۔ کہ منافق لوگ۔

[illegible]

[illegible] ثابت ہے۔
[illegible] قرآن کریم سے یہ بھی ثابت ہے کہ بہت

بلکہ یہ بھی کہ آپ کی وفات کے بعد بھی تھے۔ لیکن رسول کریم صلی اللہ
علیہ وسلم کی ساری زندگی میں ان میں سے

ایک شخص بھی

قتل نہیں کیا گیا۔ سوائے ان کے جن پر کوئی پولیٹیکل جرم ثابت ہو چکا
تھا۔ خالص گستاخیاں کرنے والا ایک شخص بھی قتل نہیں ہوا۔ بلکہ صحابہ
کے زمانہ میں بھی کوئی نہیں ہوا۔ اگر ایسے لوگوں کو قتل [illegible] دینے کا
حکم ہوتا۔ تو حذیفہ کو چاہئے تھا۔ تمام مسلمانوں کو بتا دیتے کہ فلاں
فلاں لوگ منافق ہیں۔ انہیں فوراً قتل کر دو۔ دیکھو کہ اپنی قوم کا
[illegible] کرنیوالا دوسروں سے بہت زیادہ مجرم ہوتا ہے۔ ایک دفعہ
ایک یہودی نے حضرت عمرؓ کے سامنے کہا۔ میں قسم کھاتا ہوں۔
موسیٰ کی جسے خدا نے سارے انسانوں پر فضیلت دی ہے حضرت
عمرؓ نے اسے مارا۔ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر پہونچی
تو آپ نے حضرت عمرؓ سے کہا۔ کہ کیوں مارا ایسا نہیں چاہئے تھا۔
یہ نہیں کہا۔ کہ تلوار کیوں نہ چلائی۔ غرض قتل پر آمادہ ہو جانے کا
طریق غلط ہے۔ اور اس سے قوموں کے اخلاق تباہ ہو جاتے ہیں۔
پس میں مسلمانوں سے بھی اور ہندوؤں سے بھی

درخواست

کرتا ہوں۔ کہ وہ جاہل باتوں کی طرف نہ جائیں۔ مسلمانوں کو یاد رکھنا
چاہئے۔ کہ چاند پر تھوکنے سے اپنے ہی منہ پر آ کر تھوک پڑتا ہے۔
مخالف خواہ کتنی ہی کوشش کریں محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نور
کو گرد و غبار سے نہیں چھپا سکتے۔ اس

نور کی شعاعیں

دور دور پھیل رہی ہیں۔ تم یہ مت خیال کرو۔ کہ کسی کے چھپانے سے چھپ
سکیگا۔ ایک دنیا اسلام کی معتقد ہو رہی ہے۔ پادریوں کی بڑی بڑی
سوسائٹیوں نے اعتراف کیا ہے۔ کہ ہمیں سب سے زیادہ خطرہ اسلام سے
ہے۔ کیونکہ اسلام کی روشن تعلیم کی خوبیوں کے مقابلہ میں اور کوئی مذہب
نہیں ٹھیر سکتا۔ اسلام کا تمدن یورپ کو کھائے چلا جا رہا ہے اور بڑے
بڑے متعصب اسلام کی طرف مائل ہو رہے ہیں۔ جو شخص یہ خیال کرتا ہے کہ اسلام کو

گالی دینے سے

اسلام کی ہتک ہوگی۔ وہ اگر عیسائی ہے تو عیسائی مذہب کا دشمن ہے
اگر سکھ ہے تو سکھ مذہب کا دشمن ہے۔ اور اگر ہندو ہے تو ہندو دھرم
کا دشمن ہے۔ ہتک تو دراصل گالی دینے والے کی ہوتی ہے۔ جسے گالی دی جائے
اس کی کیا ہتک ہوگی۔ ہتک تو اخلاق کی بنا پر ہوتی ہے۔ اگر کوئی شخص
گالیاں دیتا ہے۔ تو وہ اپنی

خطبہ جمعہ مرزا محمود خلیفہ قادیان مندرجہ روزنامہ الفضل قادیان جلد 16 نمبر 82 صفحہ 8،9 مورخہ 19 اپریل 1929ء	یہ حوالہ صفحہ 158 پر درج ہے

حوالہ نمبر 112

إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ ۔ عَسَىٰ أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَحْمُودًا

روزنامہ الفضل قادیان

خطبہ نمبر

ٹیلیفون نمبر ۹۱

THE DAILY
AL FAZL, QADIAN

ایڈیٹر: غلام نبی

قیمت ایک آنہ

تاریخ بانی ۱۹۲۸

جلد ۲۵ | ۲۴ ربیع الاول ۱۳۵۶ھ | یوم شنبہ | مطابق ۵ جون ۱۹۳۷ء | نمبر ۱۲۹

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ جمعہ

امام کا مقام یہ ہے کہ وہ حکم دے اور ماموم کا مقام یہ ہے کہ وہ اطاعت کرے

افرادِ جماعت کو خود بخود اُن باتوں میں دخل نہیں دینا چاہیئے جن کا اثر ساری جماعت پر پڑتا ہو

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

فرمودہ ۲۸ مئی ۱۹۳۷ء

مرزا محمود کا خطبہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد 25، نمبر 129، صفحہ 6 مورخہ 5 جون 1937ء

یہ حوالہ صفحہ 160 پر درج ہے

حوالہ نمبر 112

جماعت کے نظام کی پابندی

کرو اپنے جذبات پر قابو رکھو۔ اگر تم اس خیال کے قائل نہیں تھے۔ تو پھر تمہیں ہمارے پاس بھاگ کر آنے کی کیا ضرورت ہے۔ تمہیں چاہیئے کہ تم دلیری دکھاؤ اور اپنے جرم کا اقرار کرو۔ اگر ان دونوں عقیدوں کے چالیس چالیس آدمی بھی میسر آجائیں تو ہم دنیا کو ڈرا سکتے ہیں۔ اگر چالیس آدمی ایسے مل جائیں جو مار کھانے کی طاقت اپنے اندر رکھتے ہوں۔ تو وہ دنیا کو ڈرا سکتے ہیں۔ اور اگر چالیس آدمی ایسے میسر آجائیں جو مارنے کی طاقت اپنے اندر رکھتے ہوں۔ تو وہ بھی دنیا کو ڈرا سکتے ہیں۔ مگر تمہاری حالت یہ ہے کہ جب تم میں سے بعض دشمن سے کوئی گالی سنتے ہیں تو ان کے مونہہ میں جھاگ بھر آتی ہے۔ اور وہ کود کر اس پر حملہ کر دیتے ہیں۔ لیکن اسی وقت

ان کے پیر پیچھے کی طرف

پڑے ہوتے ہیں۔ تم میں سے بعض تقریر کے لئے کھڑے ہوتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ ہم مر جائیں گے۔ مگر

سلسلہ کی ہتک

برداشت نہ کریں گے۔ لیکن جب کوئی ان پر ہاتھ اٹھاتا ہے تو پھر ادھر اُدھر دیکھنے لگتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ بھائیو! کچھ روپے ہیں۔ کہ جن سے مقدمہ لڑا جائے۔ کوئی وکیل ہے جو وکالت کرے۔ بھلا ایسے مخنثوں نے بھی کسی قوم کو فائدہ پہنچایا ہے بہادر وہ ہے۔ جو اگر مارنے کا فیصلہ کرتا ہے۔ تو مار کر پیچھے ہٹتا ہے۔ اور پکڑا جاتا ہے۔ تو دلیری سے سچ بولتا ہے اور اگر مار کھانے کا فیصلہ کرتا ہے۔ تو پھر جوش میں نہیں آتا اور اپنے نفس کو شدید اشتعال کے وقتوں میں بھی قابو میں رکھتا ہے۔ پس اگر تم جیتنا چاہتے ہو تو دونوں میں سے ایک اصل اختیار کرو۔ جو کچھ میں سمجھتا ہوں۔ اور میں جانتا ہوں۔ کہ میں سچ سمجھتا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ

بہادر بنو مگر اس طرح کہ مار کھانے کی عادت ڈالو

اور امام کے پیچھے ہو کر دشمن سے جنگ کرو۔ ہاں جب وہ کہے کہ اب لڑو اسوقت بیشک لڑو لیکن جب تک تمہیں امام لڑائی کا حکم نہیں دیتا۔ اسوقت تک دشمن کو سزا دینے کا تمہیں اختیار نہیں۔ لاٹھی اور سوٹے سے ہی نہیں بلکہ

ایک ہلکا سا تھپڑ مارنا بھی تمہارے لئے جائز نہیں

بلکہ میں کہتا ہوں۔ تھپڑ تو الگ رہا ایک گلاب کے پھول سے بھی تمہیں دشمن کو اس وقت تک مارنے کی اجازت نہیں جب تک امام تمہیں لڑائی کی اجازت نہ دے لیکن اگر تمہارا یہ عقیدہ نہیں تب بھی میں شریف انسان تمہیں تب سمجھونگا کہ اگر تمہارا یہ دعوی ہو۔ کہ گالی دینے والے دشمن کو ضرور سزا دینی چاہیئے اور تم اس گالی دینے والے کے جواب میں سخت کلامی کرتے ہو۔ اور اس سے جوش میں اگر وہ پھر اور بدکلامی کرتا ہے۔ تو پھر تم مٹ جاؤ اور اپنے آپ کو فنا کر دو۔ لیکن اس منہ کو توڑ دو جس منہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لئے گالی نکلی تھی۔ کیونکہ اس کو خاموش کرانا تمہارا ہی فرض ہے۔ کیونکہ تمہارے ہی فعل سے اس نے مزید گالیاں دی ہیں کیا تمہیں شرم نہیں آتی کہ تم ایک سخت بدلگام دشمن کا جواب دیکر اس سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو گالیاں دلواتے ہو۔ اور پھر خاموشی سے گھروں میں بیٹھ رہتے ہو اگر تم میں ایک رائی کے دانہ کے برابر بھی حیا ہے اور تمہارا سچ مچ یہ عقیدہ ہے کہ دشمن کو سزا دینی چاہیئے۔ تو پھر یا تم دنیا سے مٹ جاؤ۔ یا گالیاں دینے والوں کو مٹا ڈالو۔ مگر ایک طرف تم

جوش اور بہادری کا دعوٰی

کرتے ہو۔ اور دوسری طرف بزدلی اور دون ہمتی کا مظاہرہ کرتے ہو۔ میں تو ایسے لوگوں کے متعلق یہی کہتا ہوں کہ وہ خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو گالیاں دلواتے ہیں۔ اور

وہ اس سلسلہ کے دشمن۔ اور خطرناک دشمن ہیں

اگر کسی کو مارنا۔ پیٹنا جائز ہوتا۔ تو میں تو کہتا۔ کہ ایسے لوگوں کو بازار میں کھڑا کر کے انہیں خوب پیٹنا چاہیئے۔ کیونکہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آپ گالیاں دلواتے ہیں۔ اور پھر مخلص اور احمدی کہلاتے پھرتے ہیں۔

میں اس موقعہ پر ان لوگوں کو بھی جو انہیں اعلیٰ مخلص سمجھتے ہیں۔ کہتا ہوں کہ

مومن بے وقوف نہیں ہوتا

کیا تم سمجھتے ہو کہ گالیاں دینا کوئی بہادری ہے۔ تم کسی چوہڑے کو دو روپے دے کر دیکھ لو۔ وہ تم سے زیادہ گالیاں دے دیگا۔ پس تم بھی اگر گالیاں دیتے ہو۔ تو زیادہ سے زیادہ چوہڑوں والا کام کرتے ہو۔ یہ کوئی ایسا

پیچیدہ مسئلہ

نہیں۔ جو تمہیں سمجھ میں نہ آسکے۔ مگر میں متواتر تین سال سے سمجھا رہا ہوں اور تم ابھی تک سمجھنے میں نہیں آتے میرے سامنے کوئی آٹھ دس برس کا بچہ لے آؤ۔ میں یہ باتیں اس کے سامنے دہرا دیتا ہوں۔ تمہیں خود بخود معلوم ہو جائے گا۔ کہ وہ بچہ میری بات کو کتنا جلدی سمجھ لیتا ہے۔ مگر کیا میرے

تین سالہ خطبات

بھی تمہیں میرے منشاء سے آگاہ نہیں کر سکے۔

پس میں پھر ایک دفعہ کھول کھول کر بتا دیتا ہوں۔ کہ شریفانہ اور عقلمندانہ طریق دو ہی ہوتے ہیں۔

یا انسان کو مرنا آتا ہو۔ یا انسان کو مارنا آتا ہو۔

ہمارا طریق مرنے کا ہے۔ مارنے کا نہیں ہم کہتے ہیں۔ ہمیں اللہ تعالیٰ نے ابھی اس مقام پر رکھا ہوا ہے۔ کہ مر جاؤ۔ مگر اپنی زبان نہ کھولو۔ کیا تم نے جہاد پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نظم نہیں پڑھی اس میں کس وضاحت سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بتایا ہے۔ کہ اگر جہاد کا موقعہ ہوتا۔ تو خدا تعالیٰ تمہیں تلوار کیوں نہ دیتا۔ اس کا تلوار نہ دینا بتاتا ہے۔ کہ

یہ تلوار کے جہاد کا موقعہ نہیں

اسی طرح اگر تمہارے لئے مارنے کا مقام ہوتا۔ تو تمہیں اس مونہہ کے توڑنے کی طاقت اور اس کے سامان بھی ملتے۔ جس مونہہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو گالیاں دی جاتی ہیں۔ مگر تمہیں اس کی توفیق نہیں دی گئی۔ اور وہ سامان نہیں دیئے گئے۔ پس معلوم ہوا کہ تمہارے لئے اللہ تعالیٰ نے یہی مقام مقدر کیا ہے کہ

گالیاں سنو اور صبر کرو

اور اگر کوئی انسان سمجھتا ہے کہ اس میں لڑنے کی طاقت ہے۔ تو میں اسے کہونگا۔ اے بے شرم تو آگے کیوں نہیں جاتا اور اس مونہہ کو کیوں توڑ نہیں دیتا جس مونہہ سے تو نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو گالیاں دلوائی ہیں۔ گندے سے گندے الفاظ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق کہے جاتے ہیں تم خود دشمن سے وہ الفاظ کہلواتے ہو اور پھر

مرزا محمود کا خطبہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد 25، نمبر 129، صفحہ 6 مورخہ 5 جون 1937ء

یہ حوالہ صفحہ 160 پر درج ہے

حوالہ نمبر 113

روزنامہ الفضل قادیان

ایڈیٹر غلام نبی

The DAILY ALFAZL QADIAN

جلد ۲۳ | ۲۰ جمادی الاول ۱۳۵۴ھ | یوم سہ شنبہ | مطابق ۲۰ اگست ۱۹۳۵ء | نمبر ۴۳

مدینۃ المسیح

قادیان ۱۸ اگست۔ سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ ... کے متعلق ڈاکٹری رپورٹ ... خدا کے فضل سے اچھی ہے۔

صاحبزادی امۃ الحکیم صاحبہ ... احباب دعائیں جاری رکھیں ...

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

حفاظت کا اصل ذریعہ دعا ہی ہے

فرمایا۔ "یقیناً سمجھو کہ دعا بڑی دولت ہے۔ جو شخص دعا کو نہیں چھوڑتا۔ اس کے دین اور دنیا پر آفت نہ آئے گی۔ وہ ایک ایسے قلعہ میں محفوظ ہے۔ جس کے اردگرد مسلح سپاہی ہر وقت حفاظت کرتے ہیں۔ لیکن جو دعاؤں سے لاپرواہ ہے۔ وہ اس شخص کی طرح ہے۔ جو خود بے ہتھیار ہے اور اس پر کمزور بھی ہے اور پھر ایسے جنگل میں ہے۔ جو درندوں اور موذی جانوروں سے بھرا ہوا ہے۔ وہ سمجھ سکتا ہے۔ کہ اس کی خیر ہرگز نہیں ہے۔ ایک لمحہ میں وہ موذی جانوروں کا شکار ہو جائے گا۔ اور اس کی ہڈی بوٹی نظر نہ آئے گی۔ اس لئے یاد رکھو کہ انسان کی بڑی سعادت اور اس کی حفاظت کا اصل ذریعہ یہی دعا ہے یہی دعا اس کے لئے پناہ ہے۔ اگر وہ ہر وقت اس میں لگا رہے۔" (الحکم ۲۴ ستمبر ۱۹۰۲ء)

قادیانی خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود کی تقریر مندرجہ روزنامہ الفضل قادیان جلد 23 نمبر 43 صفحہ 5 مورخہ 20 اگست 1935ء	یہ حوالہ صفحہ 160 پر درج ہے

حوالہ نمبر 114

انّ الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء — عسٰی ان یبعثک ربک مقاماً محموداً

الفضل — قادیان — روزنامہ

THE DAILY AL FAZL, QADIAN

ایڈیٹر غلام نبی — ٹیلیفون نمبر ۹۱ — قیمت ایک آنہ

جلد ۲۵ | ۲۴ ربیع الاول ۱۳۵۶ھ | یوم شنبہ | مطابق ۵ جون ۱۹۳۷ء | نمبر ۱۲۹

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ جمعہ

امام کا مقام یہ ہے کہ وہ حکم دے اور ماموم کا مقام یہ ہے کہ وہ اطاعت کرے

افرادِ جماعت کو خود بخود اُن باتوں میں دخل نہیں دینا چاہئیے جن کا اثر ساری جماعت پر پڑتا ہو

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

فرمودہ ۲۸ مئی ۱۹۳۷ء

یہ حوالہ صفحہ 160 پر درج ہے	تقریر مرزا محمود مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد 25 نمبر 129، صفحہ 6 مورخہ 5 جون 1937ء

اور فروتنی اور حسن ظن اور محبت برادرانہ کو اٹھالیا۔ انا للّٰہ و انا الیہ راجعون

تھوڑا عرصہ گزرا ہے کہ بعض صاحبوں نے مسلمانوں میں سے اس مضمون کی بابت کہ جو حصہ سوم کے ساتھ گورنمنٹ انگریزی کے شکر کے بارے میں شامل ہے اعتراض کیا اور بعض نے خطوط بھی بھیجے اور بعض نے سخت اور درشت لفظ بھی لکھے کہ انگریزی عملداری کو دوسری عملداریوں پر کیوں ترجیح دی۔ لیکن ظاہر ہے کہ جس سلطنت کو اپنی شائستگی اور حسن انتظام کے رو سے ترجیح ہو۔ اس کو کیونکر چھپا سکتے ہیں۔ خوبی باعتبار اپنی ذاتی کیفیت کے خوبی ہی ہے گو وہ کسی گورنمنٹ میں پائی جائے۔ الحکمة ضالّة المؤمن. الخ۔ اور یہ بھی سمجھنا چاہئے کہ اسلام کا ہرگز یہ اصول نہیں ہے کہ مسلمانوں کی قوم جس سلطنت کے ماتحت رہ کر اس کا احسان اٹھاوے اس کے ظلّ حمایت میں بامن و آسائش رہ کر اپنا رزق مقسوم کھاوے۔ اس کے انعامات متواترہ سے پرورش پاوے پھر اسی پر عقرب کی طرح نیش چلاوے۔ اور اس کے سلوک اور مروّت کا ایک ذرہ شکر نہ بجالاوے۔ بلکہ ہم کو ہمارے خداوند کریم نے اپنے رسول مقبول کے ذریعہ سے یہی تعلیم دی ہے کہ ہم نیکی کا معاوضہ بہت زیادہ نیکی کے ساتھ کریں اور مُنعم کا شکر بجالاویں۔ اور جب کبھی ہم کو موقعہ ملے تو ایسی گورنمنٹ سے بدلی صدق کمال ہمدردی سے پیش آویں اور بہ طیب خاطر معروف اور واجب طور پر اطاعت اٹھاویں۔ سو اس عاجز نے جس قدر حصہ سوم کے پرچہ مشمولہ میں انگریزی گورنمنٹ کا شکر ادا کیا ہے وہ صرف اپنے ذاتی خیال سے ادا نہیں کیا بلکہ قرآن شریف و احادیث نبوی کی ان بزرگ تاکیدوں نے جو اس عاجز کے پیش نظر ہیں مجھ کو اس شکر ادا کرنے پر مجبور کیا ہے۔ سو ہمارے بعض ناسمجھ بھائیوں کی یہ افراط ہے جس کو وہ اپنی کوتہ اندیشی اور بخل فطرتی سے اسلام کا جز سمجھ بیٹھے ہیں۔

اے جفاکیش نہ عذرست طریق عشاق   ہرزہ بدنام کنی چند نکو نامے را

اور جیسا کہ ہم نے ابھی اپنے بعض بھائیوں کی افراط کا ذکر کیا ہے ایسا ہی بعض ان میں سے تفریط کی مرض میں بھی مبتلا ہیں اور دین سے کچھ غرض واسطہ ان کا نہیں رہا۔ بلکہ ان کے خیالات کا تمام زور ﴿ب﴾

براہین احمدیہ حصہ اوّل تا چہارم صفحہ 2، مندرجہ روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 316 از مرزا قادیانی | یہ حوالہ صفحہ 161 پر درج ہے

﴿۷۲۶﴾ جس سے ایسے لوگ مراد ہیں جو کذاب ہوں۔ چنانچہ قاموس میں یہی معنے لکھے ہیں کہ دجّال اس گروہ کو کہتے ہیں کہ جو باطل کو حق کو ساتھ ملانے والا اور زمین کو نجس کرنے والا ہو۔ اور مشکوٰۃ کتاب الفتن میں مسلم کی ایک حدیث لکھی ہے جس میں دجّال کے ایک گروہ ہونے کی طرف صریح اشارہ کیا گیا ہے۔

﴿۷۲۷﴾ اب جاننا چاہیئے کہ دجّال معہود کی بڑی علامتیں حدیثوں میں یہ لکھی ہیں۔

(۱) آدم کی پیدائش سے قیامت کے دن تک کوئی فتنہ دجّال کے فتنے سے بڑھکر نہیں یعنی جس قدر دین اسلام کے تخریب کے لئے فتنہ اندازی اس سے ظہور میں آنے والی ہے اور کسی سے ابتداء دنیا سے قیامت کے وقت تک ظہور میں نہیں آئیگی۔ صحیح مسلم۔

(۲) دجّال کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عالم کشف اور رویا میں دیکھا کہ دہنی آنکھ سے وہ کانا ہے اور دوسری آنکھ بھی عیب سے خالی نہیں۔ یعنی دینی بصیرت اُن کو بکلّی نہیں دی گئی اور ﴿۷۲۸﴾ تحصیل دنیا کی وجوہ بھی حلال اور طیّب نہیں۔ بخاری اور مسلم۔

بقیہ حاشیہ

کیونکہ وہ اس گورنمنٹ کی رعیت اور ان کے زیر سایہ تھے اور رعیت کا اس گورنمنٹ کے مقابل پر سر اٹھانا جس کی وہ رعیت ہے اور جس کے زیر سایہ امن اور آزادی سے زندگی بسر کرتی ہے سخت حرام اور معصیت کبیرہ اور ایک نہایت مکروہ بدکاری ہے۔ جب ہم ۱۸۵۷ء کی سوانح کو دیکھتے ہیں اور اس زمانہ کے مولویوں کے فتووں پر نظر ڈالتے ہیں جنہوں نے عام طور پر مہریں لگا دی تھیں جو انگریزوں کو قتل کر دینا چاہیئے تو ہم بحر ندامت میں ڈوب جاتے ہیں کہ یہ کیسے مولوی تھے اور کیسے اُن کے فتوے تھے۔ جن میں نہ رحم تھا نہ عقل تھی نہ اخلاق نہ انصاف۔ ان لوگوں نے ﴿۷۲۴﴾ چوروں اور قزاقوں اور حرامیوں کی طرح اپنی محسن گورنمنٹ پر حملہ کرنا شروع کیا اور اس کا نام جہاد رکھا۔ ننھے ننھے بچوں اور بے گناہ عورتوں کو قتل کیا اور نہایت بے رحمی سے انہیں پانی تک نہ دیا۔ کیا یہ حقیقی اسلام تھا یا یہودیوں کی خصلت تھی۔ کیا کوئی بتلا سکتا ہے کہ خدائے تعالےٰ نے اپنی کتاب میں ایسے جہاد کا کسی جگہ حکم دیا ہے۔ پس اس حکیم و علیم کا قرآن کریم میں یہ بیان فرمانا کہ ۱۸۵۷ء میں میرا کلام آسمان پر اُٹھایا جائیگا یہی معنے رکھتا ہے کہ مسلمان اس پر عمل نہیں کریں گے جیسا کہ

ازالہ اوہام صفحہ 724 (حاشیہ) مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 490 از مرزا قادیانی | یہ حوالہ صفحہ 161 پر درج ہے

میں تو دِلوں کو اندر ہی اندر دے دی ہے بہر حال جبکہ ہمارے نظام بدنی اور امور دنیوی میں خدا تعالیٰ نے اِس قوم میں سے ہمارے لئے گورنمنٹ قائم کی اور ہم نے اس گورنمنٹ کے وہ احسانات دیکھے جن کا شکر کرنا کوئی سہل بات نہیں اس لئے ہم اپنی معزز گورنمنٹ کو یقین دلاتے ہیں کہ ہم اِس گورنمنٹ کے اسی طرح مخلص اور خیر خواہ ہیں جس طرح کہ ہمارے بزرگ تھے۔ ہمارے ہاتھ میں بجز دعا کے اور کیا ہے۔ سو ہم دُعا کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ اِس گورنمنٹ کو ہر یک شر سے محفوظ رکھے اور اس کے دشمن کو ذلت کے ساتھ پسپا کرے۔ خدا تعالیٰ نے ہم پر محسن گورنمنٹ کا شکر ایسا ہی فرض کیا ہے جیسا کہ اس کا شکر کرنا۔ سو اگر ہم اِس محسن گورنمنٹ کا شکر ادا نہ کریں یا کوئی شر اپنے ارادہ میں رکھیں تو ہم نے خُدا تعالیٰ کا بھی شکر ادا نہیں کیا کیونکہ خدا تعالیٰ کا شکر اور کسی محسن گورنمنٹ کا شکر جس کو خدائے تعالیٰ اپنے بندوں کو بطور نعمت کے عطا کرے درحقیقت یہ دونوں ایک ہی چیز ہیں اور ایک دوسری سے وابستہ ہیں اور ایک کے چھوڑنے سے دوسری کا چھوڑنا لازم آجاتا ہے بعض احمق اور نادان سوال کرتے ہیں کہ اِس گورنمنٹ سے جہاد کرنا درست ہے یا نہیں۔ سو یاد رہے کہ یہ سوال اُن کا نہایت حماقت کا ہے کیونکہ جس کے احسانات کا شکر کرنا عین فرض اور واجب ہے اُس سے جہاد کیسا۔ مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ محسن کی بدخواہی کرنا ایک حرامی اور بدکار آدمی کا کام ہے۔ سو میرا مذہب جس کو مَیں بار بار ظاہر کرتا ہوں یہی ہے کہ اسلام کے دو حصے ہیں۔ ایک یہ کہ خدا تعالیٰ کی اطاعت کریں دُوسرے اِس سلطنت کی جس نے امن قائم کیا ہو جس نے ظالموں کے ہاتھ سے اپنے سایہ میں ہمیں پناہ دی ہو۔ سو وہ سلطنت حکومت برطانیہ ہے اگرچہ یہ سچ ہے کہ ہم یورپ کی قوموں کے ساتھ اختلاف مذہب رکھتے ہیں اور ہم ہرگز خدا تعالیٰ کی نسبت وہ باتیں پسند نہیں رکھتے جو اُنھوں نے پسند کی ہیں۔ لیکن اِن مذہبی امور کو رعیّت اور گورنمنٹ کے رشتہ سے کچھ علاقہ نہیں۔ ﴿۱۰﴾

شہادت القرآن صفحہ 84، مندرجہ روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 380 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 162 پر درج ہے

ہزار سرزنی و مشکلے نگردد حل چو پیشِ او بروی کارِ یک دعا باشد
چو شیر زندگی او بود دریں عالم ز صید او دگرانرا ہمہ غذا باشد
گہے نشاں بنماید ز بہرِ دینِ قویم گہے بمعرکہ جنگش باشقیا باشد☆
بود مظفر و منصور از خدائے کریم ز معضلاتِ شریعت گرہ کشا باشد
ز مہرِ یارِ ازل بر رخش ببارد نور ز شانِ حضرتِ اعلیٰ درو ضیا باشد
کشوفِ اہلِ کشوف از برائے او باشند ہم از نجوم پئے مقدمش صدا باشد
غرض مقامِ ولایت نشان ہا دارد نہ ہرکہ دلق بپوشد ز اولیا باشد
کلید ایں ہمہ دولت محبت ست و وفا خوشا کسیکہ چنیں دولتش عطا باشد
سخن ز فقر بدزدی ہمی تواں گفتن ولے علامتِ مرداں رہِ صفا باشد
ز مشکلاتِ رہِ راستی چہ شرح دہم کہ شرطِ ہر قدمے گریہ و بکا باشد
بسوزد آنکہ نسوزد بصدق در رہِ یار بمیرد آنکہ گریزندہ از فنا باشد
کلاہِ فتح و ظفر ہیچ سر نمی یابد مگر سرے کہ پئے حفظِ دیں فدا باشد
نشانہائے سماوی بہ ہیچکس ندہند مگر کسے کہ ز خود گم پئے خدا باشد
کسے رسد بمقامِ خوارق و اعجاز کہ در مقامِ مصافات و اصطفا باشد
ضرورت است کہ در دیں چنیں امام آید چو خلق جاہل و بیدین و مُردہ سا باشد
جہانیاں ہمہ ممنونِ منتش باشند چراکہ او پنہ ملّت الھدیٰ باشد
اگرچہ تیغ ندارد مگر بہ تیغِ دلیل ہے دردِ صف قومے کہ ناسزا باشد

﴿۲﴾

☆ جنگ سے مراد تلوار بندوق کا جنگ نہیں۔ کیونکہ یہ تو سراسر نادانی اور خلاف ہدایت قرآن ہے جو دین کے پھیلانے کے لئے جنگ کیا جائے بلکہ اس جگہ جنگ سے ہماری مراد زبانی مباحثات ہیں جو نرمی اور انصاف اور معقولیت کی پابندی کے ساتھ کئے جائیں۔ ورنہ ہم اُن تمام مذہبی جنگوں کے سخت مخالف ہیں جو جہاد کے طور پر تلوار سے کئے جاتے ہیں۔ منہ

تریاق القلوب صفحہ 2، مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 130 از مرزا قادیانی	یہ حوالہ صفحہ 162 پر درج ہے

موجب ہے۔ اس کا سبب کیا تھا؟ یہی تو تھا کہ میرا مسیح موعود ہونا اور اُن کے جہادی مسائل کے مخالف وعظ کرنا اور اُن کے خونی مسیح اور خونی مہدی کے آنے کو جس پر اُن کو لوٹ مار کی بڑی بڑی اُمیدیں تھیں سراسر باطل ٹھہرانا اُن کے غضب اور عداوت کا موجب ہو گیا مگر وہ یاد رکھیں کہ درحقیقت یہ جہاد کا مسئلہ جیسا کہ اُن کے دلوں میں ہے صحیح نہیں ہے اور اس کا پہلا قدم انسانی ہمدردی کا خون کرنا ہے۔ یہ خیال اُن کا ہرگز صحیح نہیں ہے کہ جب پہلے زمانہ میں جہاد روا رکھا گیا ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ اب حرام ہو جائے۔ اِس کے ہمارے پاس دو جواب ہیں۔ ایک یہ کہ یہ خیال قیاس مع الفارق ہے اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہرگز کسی پر تلوار نہیں اٹھائی بجز ان لوگوں کے جنہوں نے پہلے تلوار اٹھائی اور سخت بے رحمی سے بے گناہ اور پرہیزگار مردوں اور عورتوں اور بچوں کو قتل کیا اور ایسے دردانگیز طریقوں سے مارا کہ اب بھی ان قصوں کو پڑھ کر رونا آتا ہے۔ دوسرے یہ کہ اگر فرض بھی کر لیں کہ اسلام میں ایسا ہی جہاد تھا جیسا کہ ان مولویوں کا خیال ہے تاہم اس زمانہ میں وہ حکم قائم نہیں رہا کیونکہ لکھا ہے کہ جب مسیح موعود ظاہر ہو جائے گا تو سیفی جہاد اور مذہبی جنگوں کا خاتمہ ہو جائے گا کیونکہ مسیح نہ تلوار اٹھائے گا اور نہ کوئی اور زمینی ہتھیار ہاتھ میں پکڑے گا بلکہ اُس کی دعا اُس کا حربہ ہوگا اور اُس کی عقد ہمت اُس کی تلوار ہوگی وہ صلح کی بنیاد ڈالے گا اور بکری اور شیر کو ایک ہی گھاٹ پر اکٹھے کرے گا اور اس کا زمانہ صلح اور نرمی اور انسانی ہمدردی کا زمانہ ہوگا۔ ہائے افسوس کیوں یہ لوگ غور نہیں کرتے کہ تیرہ سو برس ہوئے کہ مسیح موعود کی شان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ سے کلمہ یضع الحرب جاری ہو چکا ہے جس کے یہ معنے ہیں کہ مسیح موعود جب آئے گا تو لڑائیوں کا خاتمہ کر دے گا۔ اور اسی کی طرف اشارہ اس قرآنی آیت کا ہے حَتّٰى تَضَعَ الْحَرْبُ اَوْزَارَهَا [1] یعنی اس وقت تک لڑائی کرو جب تک کہ مسیح کا وقت آ جائے۔ یہی تضع الحرب اوزارها ہے۔ دیکھو صحیح بخاری موجود ہے جو قرآن شریف کے بعد اصح الکتب مانی گئی ہے۔ اس کو غور سے پڑھو۔ اے اسلام کے عالمو اور مولویو! میری بات سنو! میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اب جہاد کا وقت نہیں ہے خدا کے

﴿۷﴾

[1] محمد:۵

گورنمنٹ انگریزی اور جہاد صفحہ:9,8 مندرجہ روحانی خزائن جلد:17، صفحہ:9,8 از مرزا قادیانی | یہ حوالہ صفحہ 163 پر درج ہے

﴿۸﴾ پاک نبی کے نافرمان مت بنو مسیح موعود جو آنے والا تھا آچکا اور اُس نے حکم بھی دیا کہ آئندہ مذہبی جنگوں سے جو تلوار اور کُشت وخون کے ساتھ ہوتی ہیں باز آجاؤ تو اب بھی خونریزی سے باز نہ آنا اور ایسے وعظوں سے مُنہ بند نہ کرنا طریق اسلام نہیں ہے جس نے مجھے قبول کیا ہے وہ نہ صرف ان وعظوں سے مُنہ بند کرے گا بلکہ اس طریق کونہایت بُرا اور موجب غضبِ الٰہی جانے گا۔

اس جگہ ہمیں یہ بھی افسوس سے لکھنا پڑا کہ جیسا کہ ایک طرف جاہل مولویوں نے اصل حقیقت جہاد کی مخفی رکھ کر لوٹ مار اور قتل انسان کے منصوبے عوام کو سکھائے اور اس کا نام جہاد رکھا ہے اِسی طرح دوسری طرف پادری صاحبوں نے بھی یہی کارروائی کی اور ہزاروں رسالے اور اشتہار اردو اور پشتو وغیرہ زبانوں میں چھپوا کر ہندوستان اور پنجاب اور سرحدی ملکوں میں اس مضمون کے شائع کئے کہ اسلام تلوار کے ذریعہ سے پھیلا ہے اور تلوار چلانے کا نام اسلام ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ عوام نے جہاد کی دو گواہیاں پاکر یعنی ایک مولویوں کی گواہی اور دوسری پادریوں کی شہادت اپنے وحشیانہ جوش میں ترقی کی۔ میرے نزدیک یہ بھی ضروری ہے کہ ہماری محسن گورنمنٹ ان پادری صاحبوں کو اس خطرناک افترا سے روک دے جس کا نتیجہ ملک میں بے امنی اور بغاوت ہے۔ یہ تو ممکن نہیں کہ پادریوں کے اِن بے جا افتراؤں سے اہل اسلام دین اسلام کو چھوڑ دیں گے ہاں ان وعظوں کا ہمیشہ یہی نتیجہ ہوگا کہ عوام کے لئے مسئلہ جہاد کی ایک یاددہانی ہوتی رہے گی اور وہ سوئے ہوئے جاگ اٹھیں گے۔ غرض اب جب مسیح موعود آگیا تو ہر ایک مسلمان کا فرض ہے کہ جہاد سے باز آوے۔ اگر مَیں نہ آیا ہوتا تو شائد اس غلط فہمی کا کسی قدر عذر بھی ہوتا مگر اب تو میں آگیا اور تم نے وعدہ کا دن دیکھ لیا۔ اس لئے اب مذہبی طور پر تلوار اٹھانے والوں کا خدا تعالیٰ کے سامنے کوئی عذر نہیں۔ جو شخص آنکھیں رکھتا ہے اور حدیثوں کو پڑھتا اور قرآن کو دیکھتا ہے وہ بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ یہ طریق جہاد جس پر اس زمانہ کے اکثر وحشی

گورنمنٹ انگریزی اور جہاد صفحہ:9,8 مندرجہ روحانی خزائن جلد:17، صفحہ:9,8 از مرزا قادیانی | یہ حوالہ صفحہ 163 پر درج ہے

کی تدبیر ہے اور تمہاری ساری نجات اس سفیدی پر موقوف ہے۔ یہی وہ بات ہے جو قرآن شریف میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے:- قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا[1] یعنی وہ نفس نجات پا گیا جو طرح طرح کے میلوں اور چرکوں سے پاک کیا گیا۔ دیکھو میں ایک حکم لے کر آپ لوگوں کے پاس آیا ہوں وہ یہ ہے کہ اب سے تلوار کے جہاد کا خاتمہ ہے مگر اپنے نفسوں کے پاک کرنے کا جہاد باقی ہے۔ اور یہ بات میں نے اپنی طرف سے نہیں کہی بلکہ خدا کا یہی ارادہ ہے صحیح بخاری کی اُس حدیث کو سوچو جہاں مسیح موعود کی تعریف میں لکھا ہے کہ یضع الحرب یعنی مسیح جب آئے گا تو دینی جنگوں کا خاتمہ کر دے گا۔ سو میں حکم دیتا ہوں کہ جو میری فوج میں داخل ہیں وہ ان خیالات کے مقام سے پیچھے ہٹ جائیں۔ دلوں کو پاک کریں اور اپنے انسانی رحم کو ترقی دیں اور دردمندوں کے ہمدرد بنیں۔ زمین پر صلح پھیلا دیں کہ اسی سے اُن کا دین پھیلے گا اور اِس سے تعجب مت کریں کہ ایسا کیونکر ہوگا۔ کیونکہ جیسا کہ خدا نے بغیر توسط معمولی اسباب کے جسمانی ضرورتوں کے لئے حال کی نئی ایجادوں میں زمین کے عناصر اور زمین کی تمام چیزوں سے کام لیا ہے اور ریل گاڑیوں کو گھوڑوں سے بھی بہت زیادہ دوڑا کر دکھلایا ہے ایسا ہی اب وہ رُوحانی ضرورتوں کے لئے بغیر توسط انسانی ہاتھوں کے آسمان کے فرشتوں سے کام لے گا۔ بڑے بڑے آسمانی نشان ظاہر ہوں گے اور بہت سی چمکیں پیدا ہوں گی جن سے بہت سی آنکھیں کھل جائیں گی۔ تب آخر میں لوگ سمجھ جائیں گے کہ جو خدا کے سوا انسانوں اور دوسری چیزوں کو خدا بنایا گیا تھا یہ سب غلطیاں تھیں۔ سو تم صبر سے دیکھتے رہو کیونکہ خدا اپنی توحید کے لئے تم سے زیادہ غیرتمند ہے اور دُعا میں لگے رہو ایسا نہ ہو کہ نافرمانوں میں لکھے جاؤ۔ اے حق کے بھوکو اور پیاسو! سُن لو کہ یہ وہ دن ہیں جن کا ابتدا سے وعدہ تھا۔ خدا ان قصوں کو بہت لمبا نہیں کرے گا اور جس طرح تم دیکھتے ہو کہ جب ایک بلند مینار پر چراغ رکھا جائے تو دور دور تک اس کی روشنی پھیل جاتی ہے اور یا جب آسمان کے ایک طرف بجلی چمکتی ہے تو سب طرفیں ساتھ ہی روشن ہو جاتی ہیں۔ ایسا ہی ان دنوں میں ہوگا کیونکہ خدا نے اپنی اس پیشگوئی کے پورا کرنے کے لئے کہ

﴿۱۵﴾

[1] الشمس: ۱۰

یہ حوالہ صفحہ 164 پر درج ہے	گورنمنٹ انگریزی اور جہاد صفحہ 15 مندرجہ روحانی خزائن جلد 17، صفحہ 15 از مرزا قادیانی

اس کے عہد مبارک میں اپنی طرف سے اور غیب سے اور آسمان سے کوئی ایسا روحانی انتظام قائم کرے جو حضور ملکہ معظّمہ کے دلی اغراض کو مدد دے۔ اور جس امن اور عافیت اور صلح کاری کے باغ کو آپ لگانا چاہتی ہیں آسمانی آبپاشی سے اس میں امداد فرماوے۔ سو اس نے اپنے قدیم وعدہ کے موافق جو مسیح موعود کے آنے کی نسبت تھا۔ آسمان سے مجھے بھیجا ہے تا میں اُس مرد خدا کے رنگ میں ہو کر جو بیت اللحم میں پیدا ہوا اور ناصرہ میں پرورش پائی۔ حضور ملکہ معظّمہ کے نیک اور بابرکت مقاصد کی اعانت میں مشغول ہوں اُس نے مجھے بے انتہا برکتوں کے ساتھ چھوا اور اپنا مسیح بنایا تا وہ ملکہ معظّمہ کے پاک اغراض کو خود آسمان سے مدد دے۔

اے قیصرہ مبارکہ خدا تجھے سلامت رکھے اور تیری عمر اور اقبال اور کامرانی سے ہمارے دلوں کو خوشی پہنچاوے۔ اس وقت تیرے عہد سلطنت میں جو نیک نیتی کے نور سے بھرا ہوا ہے مسیح موعود کا آنا خدا کی طرف سے یہ گواہی ہے کہ تمام سلاطین میں سے تیرا وجود امن پسندی اور حسنِ انتظام اور ہمدردی رعایا اور عدل اور دادگستری میں بڑھ کر ہے۔ مسلمان اور عیسائی دونوں فریق اس بات کو مانتے ہیں کہ مسیح موعود آنے والا ہے مگر اُسی زمانہ اور عہد میں جبکہ بھیڑیا اور بکری ایک ہی گھاٹ میں پانی پئیں گے اور سانپوں سے بچے کھیلیں گے۔ سو اے ملکہ مبارکہ معظّمہ قیصرہ ہند وہ تیرا ہی عہد اور تیرا ہی زمانہ ہے جس کی آنکھیں ہوں دیکھے اور جو تعصب سے خالی ہو وہ سمجھ لے۔ اے ملکہ معظّمہ یہ تیرا ہی عہد سلطنت ہے جس نے درندوں اور غریب چرندوں کو ایک جگہ جمع کر دیا ہے۔ راستباز جو بچوں کی طرح ہیں وہ شریر سانپوں کے ساتھ کھیلتے ہیں اور تیرے پُرامن سایہ کے نیچے کچھ بھی ان کو خوف نہیں۔ اب

ستارہ قیصرہ صفحہ 6، 10 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 116، 120 از مرزا قادیانی | یہ حوالہ صفحہ 165 پر درج ہے

آپ کی محبت اور عظمت ہے۔ ہماری دن رات کی دعائیں آپ کیلئے آبِ رواں کی طرح جاری ہیں اور ہم نہ سیاست قہری کے نیچے ہوکر آپ کے مطیع ہیں بلکہ آپ کی انواع اقسام کی خوبیوں نے ہمارے دلوں کو اپنی طرف کھینچ لیا ہے۔ اے بابرکت قیصرہ ہند تجھے یہ تیری عظمت اور نیک نامی مبارک ہو۔ خدا کی نگاہیں اُس ملک پر ہیں جس پر تیری نگاہیں ہیں۔ خدا کی رحمت کا ہاتھ اُس رعایا پر ہے جس پر تیرا ہاتھ ہے۔ تیری ہی پاک نیتوں ﴿۸﴾ کی تحریک سے خدا نے مجھے بھیجا ہے کہ تا پرہیزگاری اور پاک اخلاق اور صلح کاری کی راہوں کو دوبارہ دنیا میں قائم کروں۔ اے عالی جناب قیصرہ ہند۔ مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے علم دیا گیا ہے کہ ایک عیب مسلمانوں اور ایک عیب عیسائیوں میں ایسا ہے جس سے وہ سچی روحانی زندگی سے دور پڑے ہوئے ہیں اور وہ عیب اُن کو ایک ہونے نہیں دیتا بلکہ ان میں باہمی پھوٹ ڈال رہا ہے اور وہ یہ ہے کہ مسلمانوں میں یہ دو مسئلے نہایت خطرناک اور سراسر غلط ہیں کہ وہ دین کے لئے تلوار کے جہاد کو اپنے مذہب کا ایک رکن سمجھتے ہیں اور اس جنون سے ایک بے گناہ کو قتل کر کے ایسا خیال کرتے ہیں کہ گویا انہوں نے ایک بڑے ثواب کا کام کیا ہے اور گو اس ملک برٹش انڈیا میں یہ عقیدہ اکثر مسلمانوں کا بہت کچھ اصلاح پذیر ہوگیا ہے اور ہزارہا مسلمانوں کے دل میری بائیس۲۲ تیئیس۲۳ سال کی کوششوں سے صاف ہوگئے ہیں لیکن اس میں کچھ شک نہیں کہ بعض غیر ممالک میں یہ خیالات اب تک سرگرمی سے پائے جاتے ہیں گویا ان لوگوں نے اسلام کا مغز اور عطر لڑائی اور جبر کو ہی سمجھ لیا ہے۔ لیکن یہ رائے ہرگز صحیح نہیں ہے۔ قرآن میں صاف حکم ہے کہ دین کے پھیلانے کے لئے تلوار مت اُٹھاؤ اور دین کی ذاتی خوبیوں کو پیش کرو اور نیک نمونوں سے اپنی طرف کھینچو اور یہ مت خیال کرو کہ ابتدا میں

ستارہ قیصرہ صفحہ 6، 10 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 116، 120 از مرزا قادیانی	یہ حوالہ صفحہ 165 پر درج ہے

فی التوراة و الانجیل و القراٰن و من اوفٰی من

در تورات و انجیل و قرآن و کیست زیادہ تر وفا کنندہ وعدہ را

تورات اور انجیل اور قرآن میں اور وعدہ کا وفا کرنے والا اور

اللّٰہ وعدًا و اصدق قیلًا ۔ ولما کان وعد

و زیادہ تر راست گو از خدا تعالیٰ و ہرگاہ کہ وعدہ

راست گو خدا تعالیٰ سے زیادہ کون ہے اور جس وقت کہ وعدہ

المشابهة فی سلسلتی الاستخلاف وعدًا اُکّد

مشابہت در سلسلہ ہر دو خلافت بود

مشابہت خلافت کے دونوں سلسلہ میں تھا۔

بالنون الثقیلة من اللّٰہ صادق الوعد الذی

کہ از طرف خدا تعالیٰ بنون ثقیلہ مؤکد کردہ شدہ بود

اور خدا تعالیٰ کی طرف سے نون ثقیلہ کے ساتھ مؤکد کیا گیا تھا

هو اوّل من وفّٰی ۔ اقتضٰی هٰذا الامر ان

این امر تقاضا کرد کہ

اس بات نے تقاضا کیا کہ

یأتی اللّٰہ باٰخر السلسلة المحمّدیة خلیفةً

در آخر سلسلہ محمدیہ آن خلیفہ بیاید کہ

سلسلہ محمدیہ کے آخر میں وہ خلیفہ آئے

هو مثیل عیسٰی ۔ فانّ عیسٰی کان اٰخر خلفاء

او مثیل عیسیٰ علیہ السلام باشد چرا کہ عیسیٰ علیہ السلام خلیفہ آخری بود

کہ وہ عیسیٰ علیہ السلام کی مانند ہو کس لئے کہ عیسیٰ علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام کے خلیفوں میں سے آخری خلیفہ تھے

﴿۸۳﴾

خطبہ الہامیہ صفحہ 83، 84 مندرجہ روحانی خزائن جلد 16 صفحہ 83، 84، از مرزا قادیانی	یہ حوالہ صفحہ 165 پر درج ہے

ملّة موسٰی کما مضٰی - ووجب ان لایکون
از خلفاءِ سلسلۂ موسٰی علیہ السلام چنانکہ گذشت۔ و واجب شد اینکہ نباشد
جیسا کہ بیان ہوا اور واجب ہوا کہ یہ خلیفہ

هٰذا الخليفة من القريش وان لا يأتي مع
ایں خلیفہ کہ او آخر الخلفاء است از قریش و اینکہ نیاید
جو خاتم الخلفاء ہے قریش میں سے نہ ہووے اور تلوار نہ اٹھائے

السيف ولا يؤمر للوغٰی - ليتم امر المشابهة
بشمشیر و نہ حکم کند برائے جنگ تا کہ امر مشابہت بکمال رسد
اور جنگ کا حکم نہ کرے تا کہ مشابہت پوری ہو جائے

كما لايخفٰی - ووجب ان يظهر تحت حكومة
چنانکہ پوشیدہ نیست و واجب شد اینکہ ظاہر گردد زیر حکومت
جیسا کہ پوشیدہ نہیں اور یہ بھی لازم ہوا کہ وہ ایک دوسری قوم کی حکومت کے نیچے

قومٍ اٰخرين الذين هم كمثل قومٍ بعث
قومے دیگر کہ باشند ہمچو آں قوم کہ حضرت مسیح
ظاہر ہووے جو وہ قوم مثل اس قوم کے ہو کہ حضرت مسیح

المسيح في زمن حكومتهم فانظر الٰی هٰذه
علیہ السلام در زمانہ حکومت شاں ظاہر شد۔ پس بہ بیں
علیہ السلام اس کی حکومت کے زمانہ میں ظاہر ہوئے تھے۔ پس اس مشابہت کو دیکھ

المضاهاة فانها اوضح واجلٰی - وانت تعلم
ایں مشابہت را چراکہ آں واضح تر و روشن تر است و تو میدانی کہ
کہ کیسی واضح اور روشن تر ہے اور تو جانتا ہے کہ

خطبہ الہامیہ صفحہ 83، 84 مندرجہ روحانی خزائن جلد 16 صفحہ 83، 84، از مرزا قادیانی	یہ حوالہ صفحہ 165 پر درج ہے

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

دینی جہاد کی ممانعت کا فتویٰ مسیح موعود کی طرف سے

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال ۔۔۔ دیں کیلئے حرام ہے اب جنگ اور قتال
اب آگیا مسیح جو دیں کا امام ہے☆ ۔۔۔ دیں کے تمام جنگوں کا اب اختتام ہے
اب آسماں سے نورِ خدا کا نزول ہے ۔۔۔ اب جنگ اور جہاد کا فتویٰ فضول ہے

☆ نوٹ :-(ایک زبردست الہام اور کشف) آج ۲؍جون ۱۹۰۰ء کو بروز شنبہ بعد دو پہر دو بجے کے وقت مجھے تھوڑی سی غنودگی کے ساتھ ایک ورق جو نہایت سفید تھا دکھلایا گیا۔ اس کی آخری سطر میں لکھا تھا اقبال۔ میں خیال کرتا ہوں کہ آخر سطر میں یہ لفظ لکھنے سے انجام کی طرف اشارہ تھا یعنی انجام باقبال ہے۔ پھر ساتھ ہی یہ الہام ہوا:-''قادر کے کاروبار نمودار ہوگئے۔ کافر جو کہتے تھے وہ گرفتار ہوگئے۔'' اِس کے یہ معنے مجھے سمجھائے گئے کہ عنقریب کچھ ایسے زبردست نشان ظاہر ہو جائیں گے جس سے کافر کہنے والے جو مجھے کافر کہتے تھے الزام میں پھنس جائیں گے اور خوب پکڑے جائیں گے اور کوئی گریز کی جگہ اُن کے لئے باقی نہیں رہے گی۔ یہ پیشگوئی ہے۔ ہر ایک پڑھنے والا اس کو یاد رکھے۔ اس کے بعد ۳؍جون ۱۹۰۰ء کو بوقت ساڑھے گیارہ بجے یہ الہام ہوا:- کافر جو کہتے تھے وہ نگونسار ہوگئے۔ جتنے تھے سب کے سب ہی گرفتار ہوگئے۔'' یعنی کافر کہنے والوں پر خدا کی حجت ایسی پوری ہوگئی کہ اُن کے لئے کوئی عذر کی جگہ نہ رہی۔ یہ آئندہ زمانہ کی خبر ہے کہ عنقریب ایسا ہوگا اور کوئی ایسی چمکتی ہوئی دلیل ظاہر ہو جائے گی کہ فیصلہ کردے گی۔ منہ

﴿۷۷﴾

تحفہ گولڑویہ ضمیمہ صفحہ 42، مندرجہ روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 77، 78 از مرزا قادیانی | یہ حوالہ صفحہ 165 پر درج ہے

دشمن ہے وہ خدا کا جو کرتا ہے اب جہاد
منکر نبی کا ہے جو یہ رکھتا ہے اعتقاد

کیوں چھوڑتے ہو لوگو نبی کی حدیث کو
جو چھوڑتا ہے چھوڑ دو تم اس خبیث کو

کیوں بھولتے ہو تم یضع الحرب کی خبر
کیا یہ نہیں بخاری میں دیکھو تو کھول کر

فرما چکا ہے سید کونین مصطفےٰ
عیسیٰ مسیح جنگوں کا کردے گا التوا

جب آئے گا تو صلح کو وہ ساتھ لائے گا
جنگوں کے سلسلہ کو وہ یکسر مٹائے گا

پیویں گے ایک گھاٹ پہ شیر اور گوسپند
کھیلیں گے بچے سانپوں سے بےخوف و بےگزند

یعنی وہ وقت امن کا ہوگا نہ جنگ کا
بھولیں گے لوگ مشغلہ تیر و تفنگ کا

یہ حکم سن کے بھی جو لڑائی کو جائے گا
وہ کافروں سے سخت ہزیمت اُٹھائے گا

اِک معجزہ کے طور سے یہ پیشگوئی ہے
کافی ہے سوچنے کو اگر اہل کوئی ہے

القصہ یہ مسیح کے آنے کا ہے نشاں
کردے گا ختم آکے وہ دیں کی لڑائیاں

ظاہر ہیں خود نشاں کہ زماں وہ زماں نہیں
اب قوم میں ہماری وہ تاب و تواں نہیں

اب تم میں خود وہ قوت و طاقت نہیں رہی
وہ سلطنت وہ رعب وہ شوکت نہیں رہی

وہ نام وہ نمود وہ دولت نہیں رہی
وہ عزمِ مقبلانہ وہ ہمت نہیں رہی

وہ علم وہ صلاح وہ عفت نہیں رہی
وہ نور اور وہ چاند سی طلعت نہیں رہی

﴿۲۸﴾ وہ درد وہ گداز وہ رقت نہیں رہی
خلقِ خدا پہ شفقت و رحمت نہیں رہی

دل میں تمہارے یار کی اُلفت نہیں رہی
حالت تمہاری جاذب نصرت نہیں رہی

حمق آگیا ہے سر میں وہ فطنت نہیں رہی
کسل آگیا ہے دل میں جلادت نہیں رہی

وہ علم و معرفت وہ فراست نہیں رہی
وہ فکر وہ قیاس وہ حکمت نہیں رہی

دُنیا و دیں میں کچھ بھی لیاقت نہیں رہی
اب تم کو غیر قوموں پہ سبقت نہیں رہی

وہ اُنس و شوق و وجد وہ طاعت نہیں رہی
ظلمت کی کچھ بھی حدّ و نہایت نہیں رہی

ہر وقت جھوٹ۔ سچ کی تو عادت نہیں رہی
نورِ خدا کی کچھ بھی علامت نہیں رہی

تحفہ گولڑویہ ضمیمہ صفحہ 42، مندرجہ روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 77، 78 از مرزا قادیانی	یہ حوالہ صفحہ 165 پر درج ہے

سے بچ جائے۔

تیسرے وہ گھنٹہ جو اس منارہ کے کسی حصہ دیوار میں نصب کرایا جائے گا اس کے نیچے یہ حقیقت مخفی ہے کہ تالوگ اپنے وقت کو پہچان لیں یعنی سمجھ لیں کہ آسمان کے دروازوں کے کھلنے کا وقت آگیا۔ اب سے زمینی جہاد بند کئے گئے اور لڑائیوں کا خاتمہ ہو گیا جیسا کہ حدیثوں میں پہلے لکھا گیا تھا کہ جب مسیح آئے گا تو دین کے لیے لڑنا حرام کیا جائے گا۔ سو آج سے دین کے لیے لڑنا حرام کیا گیا۔ اب اس کے بعد جو دین کے لیے تلوار اُٹھاتا ہے اور غازی نام رکھا کر کافروں کو قتل کرتا ہے وہ خدا اور اس کے رسول کا نافرمان ہے۔ صحیح بخاری کو کھولو اور اس حدیث کو پڑھو کہ جو مسیح موعود کے حق میں ہے یعنے یضع الحرب جس کے یہ معنے ہیں کہ جب مسیح آئے گا تو جہادی لڑائیوں کا خاتمہ ہو جائے گا۔ سو مسیح آچکا اور یہی ہے جو تم سے بول رہا ہے۔

غرض حدیث نبوی میں جو مسیح موعود کی نسبت لکھا گیا تھا کہ وہ منارۂ بیضاء کے پاس نازل ہو گا اس سے یہی غرض تھی کہ مسیح موعود کے وقت کا یہ نشان ہے کہ اس وقت بباعث دُنیا کے باہمی میل جول کے اور نیز راہوں کے کھلنے اور سہولت ملاقات کی وجہ سے تبلیغ احکام اور دینی روشنی پہونچانا اور ندا کرنا ایسا سہل ہو گا کہ گویا یہ شخص منارہ پر کھڑا ہے۔ یہ اشارہ ریل اور تار اور اگن بوٹ اور انتظام ڈاک کی طرف تھا جس نے تمام دنیا کو ایک شہر کی مانند کر دیا۔ غرض مسیح کے زمانہ کے لیے منارہ کے لفظ میں یہ اشارہ ہے کہ اس کی روشنی اور آواز جلد تر دُنیا میں پھیلے گی اور یہ باتیں کسی اور نبی کو میسّر نہیں آئیں۔ اور انجیل میں لکھا ہے کہ مسیح کا آنا ایسے زمانہ میں ہو گا جیسا کہ بجلی آسمان کے ایک کنارہ میں چمک کر تمام کناروں کو ایک دم میں روشن کر دیتی ہے۔ یہ بھی اسی امر کی طرف اشارہ تھا۔ یہی وجہ ہے کہ چونکہ مسیح تمام دُنیا کو روشنی پہنچانے آیا ہے اس لیے اس کو پہلے سے یہ سب سامان دیئے گئے۔ وہ خون بہانے کے لیے نہیں بلکہ تمام دنیا کے لیے صلحکاری کا پیغام لایا ہے۔ اب کیوں انسانوں کے خون کئے جائیں۔ اگر کوئی سچ کا طالب ہے تو وہ خدا کے نشان دیکھے جو صدہا ظہور میں آتے اور آرہے ہیں اور اگر خدا کا طالب نہیں تو اس کو چھوڑ دو اور اس کے قتل کی فکر میں مت ہو کیونکہ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اب وہ آخری دن نزدیک ہے جس سے تمام نبی جو دُنیا میں آتے ڈراتے رہے۔

غرض یہ گھنٹہ جو وقت شناسی کے لیے لگایا جائے گا مسیح کے وقت کے لیے یاد دہانی ہے اور خود اس منارہ کے اندر ہی ایک حقیقت مخفی ہے اور وہ یہ کہ احادیث نبویہ میں متواتر آچکا ہے کہ مسیح آنے والا صاحب المنارہ ہو گا یعنی اس کے زمانہ میں اسلامی سچائی بلندی کے انتہا تک پہونچ جائے گی جو اس منارہ کی مانند ہے جو نہایت اونچا ہو اور دین اسلام سب دینوں پر غالب آجائے گا اسی کی مانند جیسا کہ کوئی شخص جب ایک بلند مینار پر اذان دیتا ہے تو وہ آواز تمام آوازوں پر غالب آجاتی ہے۔ سو مقدر تھا کہ ایسا ہی مسیح کے دنوں

ہزار ہا مسلمان جو پادری عماد الدین وغیرہ لوگوں کی تیز اور گندی تحریروں سے اشتعال میں آچکے تھے یکدفعہ اُن کے اشتعال فرو ہو گئے کیونکہ انسان کی یہ عادت ہے کہ جب سخت الفاظ کے مقابل پر اُس کا عوض دیکھ لیتا ہے تو اُس کا وہ جوش نہیں رہتا۔ بااین ہمہ میری تحریر پادریوں کے مقابل پر بہت نرم تھی گویا کچھ بھی نسبت نہ تھی۔ ہماری محسن گورنمنٹ خوب سمجھتی ہے کہ مسلمان سے یہ ہرگز نہیں ہو سکتا کہ اگر کوئی پادری ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دے تو ایک مسلمان اُس کے عوض میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو گالی دے کیونکہ مسلمانوں کے دِلوں میں دُودھ کے ساتھ ہی یہ اثر پہنچایا گیا ہے کہ وہ جیسا کہ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھتے ہیں ایسا ہی وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے محبت رکھتے ہیں۔ سو کسی مسلمان کا یہ حوصلہ ہی نہیں کہ تیز زبانی کو اس حد تک پہنچائے جس حد تک ایک متعصب عیسائی پہنچا سکتا ہے اور مسلمانوں میں یہ ایک عمدہ سیرت ہے جو فخر کرنے کے لائق ہے کہ وہ تمام نبیوں کو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے ہو چکے ہیں ایک عزت کی نگہ سے دیکھتے ہیں اور حضرت مسیح علیہ السلام سے بعض وجوہ سے ایک خاص محبت رکھتے ہیں جس کی تفصیل کے لئے اس جگہ موقع نہیں۔ سو مجھ سے پادریوں کے مقابل پر جو کچھ وقوع میں آیا یہی ہے کہ حکمت عملی سے بعض وحشی مسلمانوں کو خوش کیا گیا۔ اور میں دعوے سے کہتا ہوں کہ میں تمام مسلمانوں میں سے اوّل درجہ کا خیر خواہ گورنمنٹ انگریزی کا ہوں کیونکہ مجھے تین باتوں نے خیر خواہی میں اوّل درجہ پر بنا دیا ہے۔ (۱) اوّل والد مرحوم کے اثر نے۔ (۲) دوم اِس گورنمنٹ عالیہ کے احسانوں نے۔ (۳) تیسرے خدا تعالیٰ کے الہام نے۔

اب میں اِس گورنمنٹ محسنہ کے زیر سایہ ہر طرح سے خوش ہوں صرف ایک رنج اور درد و غم ہر وقت مجھے لاحق حال ہے جس کا استغاثہ پیش کرنے

تریاق القلوب صفحہ 363 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 491 از مرزا قادیانی	یہ حوالہ صفحہ 169 پر درج ہے

کا نزول ہے وہ دمشق میں واقع ہے بلکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس منارہ سے اُس مسجد اقصیٰ کا منارہ مراد لیا ہے جو دمشق سے شرقی طرف واقع ہے یعنی مسیح موعود کی مسجد جو حال میں وسیع کی گئی ہے اور عمارت بھی زیادہ کی گئی۔ اور یہ مسجد فی الحقیقت دمشق سے شرقی طرف واقع ہے۔ اور یہ مسجد صرف اس غرض سے وسیع کی گئی اور بنائی گئی ہے کہ تا دمشقی مفاسد کی اصلاح کرے اور یہ منارہ وہ منارہ ہے جس کی ضرورت احادیث نبویہ میں تسلیم کی گئی۔ اور اس منارۃ المسیح کا خرچ دس ہزار روپیہ سے کم نہیں ہے۔ اب جو دوست اس منارہ کی تعمیر کے لیے مدد کریں گے میں یقیناً سمجھتا ہوں کہ وہ ایک بھاری خدمت کو انجام دیں گے اور میں یقیناً جانتا ہوں کہ ایسے موقع پر خرچ کرنا ہرگز ہرگز ان کے نقصان کا باعث نہیں ہوگا۔ وہ خدا کو قرض دیں گے اور مع سود واپس لیں گے۔ کاش ان کے دل سمجھیں کہ اس کام کی خدا کے نزدیک کس قدر عظمت ہے جس خدا نے منارہ کا حکم دیا ہے اس نے اس بات کی طرف اشارہ کر دیا ہے کہ اسلام کی مُردہ حالت میں اسی جگہ سے زندگی کی رُوح پھونکی جائے گی اور یہ فتح نمایاں کا میدان ہوگا مگر یہ فتح ان ہتھیاروں کے ساتھ نہیں ہوگی جو انسان بناتے ہیں بلکہ آسمانی حربہ کے ساتھ ہے جس حربہ سے فرشتے

کام لیتے ہیں۔ آج سے انسانی جہاد جو تلوار سے کیا جاتا تھا خدا کے حکم کے ساتھ بند کیا گیا۔ اب اس کے بعد جو شخص کافر پر تلوار اُٹھاتا اور اپنا نام غازی رکھتا ہے وہ اس رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرتا ہے جس نے آج سے تیرہ سو برس پہلے فرما دیا ہے کہ مسیح موعود کے آنے پر تمام تلوار کے جہاد ختم ہو جائیں گے۔ سو اب میرے ظہور کے بعد تلوار کا کوئی جہاد نہیں۔ ہماری طرف سے امان اور صلحکاری کا سفید جھنڈا بلند کیا گیا ہے۔ خدا تعالیٰ کی طرف دعوت کرنے کی ایک راہ نہیں۔ پس جس راہ پر نادان لوگ اعتراض کر چکے ہیں خدا تعالیٰ کی حکمت اور مصلحت نہیں چاہتی کہ اسی راہ کو پھر اختیار کیا جائے اس کی ایسی ہی مثال ہے کہ جیسے جن نشانوں کی پہلے تکذیب ہو چکی وہ ہمارے سید رسول صلی

اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیئے گئے۔ لہٰذا مسیح موعود اپنی فوج کو اس ممنوع مقام سے پیچھے ہٹ جانے کا حکم دیتا ہے۔ جو بدی کا بدی کے ساتھ مقابلہ کرتا ہے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ اپنے تئیں شریر کے حملہ سے بچاؤ مگر خود شریرانہ مقابلہ مت کرو۔ جو شخص ایک

مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 408 طبع جدید از مرزا قادیانی | یہ حوالہ صفحہ 170 پر درج ہے

یاد کرو۔ تم دیکھتے ہو کہ ہر ایک سال کوئی نہ کوئی دوست تم سے رخصت ہو جاتا ہے۔ ایسا ہی تم بھی کسی سال اپنے دوستوں کو داغ جدائی دے جاؤ گے۔ سو ہوشیار ہو جاؤ اور اس پُر آشوب زمانہ کی زہر تم میں اثر نہ کرے۔ اپنی اخلاقی حالتوں کو بہت صاف کرو۔ کینہ اور بُغض اور نخوت سے پاک ہو جاؤ اور اخلاقی معجزات دنیا کو دکھلاؤ۔ تم سُن چکے ہو کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دو نام ہیں (۱) ایک محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور یہ نام توریت میں لکھا گیا ہے جو ایک آتشی شریعت ہے جیسا کہ اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے۔ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ .... ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِى التَّوْرٰىةِ[1] (۲) دوسرا نام احمد ہے صلی اللہ علیہ وسلم اور یہ نام انجیل میں ہے جو ایک جمالی رنگ میں تعلیم الٰہی ہے جیسا کہ اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے۔ وَمُبَشِّرًۢا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِىْ مِنْۢ بَعْدِى اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ[2] اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جلال اور جمال دونوں کے جامع تھے۔ مکّہ کی زندگی جمالی رنگ میں تھی اور مدینہ کی زندگی جلالی رنگ میں۔ اور پھر یہ دونوں صفتیں امت کے لئے اس طرح پر تقسیم کی گئیں کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کو جلالی رنگ کی زندگی عطا ہوئی اور جمالی رنگ کی زندگی کیلئے مسیح موعود کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مظہر ٹھہرایا۔☆ یہی وجہ ہے کہ اس کے حق میں فرمایا گیا کہ یضع الحرب یعنی

☆ جہاد یعنی دینی لڑائیوں کی شدت کو خدا تعالیٰ آہستہ آہستہ کم کرتا گیا ہے حضرت موسیٰ کے وقت میں اس قدر شدت تھی کہ ایمان لانا بھی قتل سے بچا نہیں سکتا تھا اور شیر خوار بچے بھی قتل کئے جاتے تھے۔ پھر ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت میں بچوں اور بڈھوں اور عورتوں کا قتل کرنا حرام کیا گیا اور پھر بعض قوموں کے لئے بجائے ایمان کے صرف جزیہ دے کر مواخذہ سے نجات پانا قبول کیا گیا اور پھر مسیح موعود کے وقت قطعاً جہاد کا حکم موقوف کر دیا گیا۔ منہ

[1] الفتح: ۳۰ [2] الصف: ۷

اربعین نمبر 4 صفحہ 101 مندرجہ روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 443 از مرزا قادیانی	یہ حوالہ صفحہ 170 پر درج ہے

ان ہدایتوں کو پڑھ کر اور ایسا ہی دوسری ہدایتوں کو دیکھ کر جو وقتاً فوقتاً چھپ کر مریدوں میں شائع ہوتی ہیں گورنمنٹ کو معلوم ہوگا کہ کیسے امن بخش اصولوں کی اس جماعت کو تعلیم دی جاتی ہے اور کس طرح بار بار ان کو تاکیدیں کی گئی ہیں کہ وہ گورنمنٹ برطانیہ کے سچے خیر خواہ اور مطیع رہیں اور تمام بنی نوع کے ساتھ بلا امتیاز مذہب و ملت کے انصاف اور رحم اور ہمدردی سے پیش آویں۔ یہ سچ ہے کہ میں کسی ایسے مہدی ہاشمی قرشی خونی کا قائل نہیں ہوں جو دوسرے مسلمانوں کے اعتقاد میں بنی فاطمہ میں سے ہوگا اور زمین کو کفار کے خون سے بھر دیگا میں ایسی حدیثوں کو صحیح نہیں سمجھتا اور محض ذخیرہ موضوعات جانتا ہوں۔ ہاں میں اپنے نفس کیلئے اس مسیح موعود کا ادعا کرتا ہوں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرح غربت کے ساتھ زندگی بسر کرے گا اور لڑائیوں اور جنگوں سے بیزار ہوگا اور نرمی اور صلحکاری اور امن کے ساتھ قوموں کو اس سچے ذوالجلال خدا کا چہرہ دکھائے گا جو اکثر قوموں سے چھپ گیا ہے۔ میرے اصولوں اور اعتقادوں اور ہدایتوں میں کوئی امر جنگجوئی اور فساد کا نہیں۔ اور میں یقین رکھتا ہوں کہ جیسے جیسے میرے مرید بڑھیں گے ویسے ویسے مسئلہ جہاد کے معتقد کم ہوتے جائیں گے کیونکہ مجھے مسیح اور مہدی مان لینا ہی مسئلہ جہاد کا انکار کرنا ہے۔ میں بار بار اعلان دے چکا ہوں کہ میرے بڑے اصول پانچ ہیں اول یہ کہ خدا تعالیٰ کو واحد لاشریک اور ہر ایک منقصت موت اور بیماری اور لاچاری اور درد اور دکھ اور دوسری نالائق صفات سے پاک سمجھنا۔ دوسرے یہ کہ خدا تعالیٰ کے سلسلہ نبوت کا خاتم اور آخری شریعت لانے والا اور نجات کی حقیقی راہ بتلانے والا حضرت سیدنا و مولانا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو یقین رکھنا۔ تیسرے یہ کہ دین اسلام کی دعوت محض دلائل عقلیہ اور آسمانی نشانوں سے کرنا اور خیالات غازیانہ اور جہاد[1] اور جنگجوئی کو اس زمانہ کے لیے قطعی طور پر حرام اور ممتنع سمجھنا اور ایسے خیالات کے پابند کو صریح غلطی پر قرار دینا۔ چوتھے یہ کہ اس گورنمنٹ محسنہ کی نسبت جس کے ہم زیر سایہ ہیں یعنی گورنمنٹ انگلشیہ کوئی مفسدانہ خیالات دل میں نہ لانا اور خلوص دل سے اس کی اطاعت میں مشغول رہنا۔ پانچویں یہ کہ بنی نوع سے ہمدردی کرنا اور حتی الوسع ہر ایک شخص کی دنیا اور آخرت کی بہبودی کے لیے کوشش کرتے رہنا اور امن اور صلحکاری کا مؤید ہونا اور نیک اخلاق کو دنیا میں پھیلانا۔ یہ پانچ اصول ہیں جن کی اس جماعت کو تعلیم دی جاتی ہے اور میری جماعت جیسا کہ میں آگے

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ)

تکلیف نہیں دیگا نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح سے۔ شرط نہم یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہیگا اور جہانتک بس چل سکتا ہے اپنی خدا داد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائے گا۔

---

[1] اس جہاد کے برخلاف نہایت سرگرمی سے میرے پیرو فاضل مولویوں نے ہزاروں آدمیوں میں تعلیم کی ہے اور کر رہے ہیں جس کا بہت بڑا اثر ہوا ہے۔ منہ

الصحف المطهّرة وما فيها، وليس أحدٌ أشقى من الذى يجهل مقامى، ويُعرض عن دعوتى وطعامى. وما جئتُ من نفسى بل أرسلنى ربى لِأُمَوِّن الإسلام، وأُراعى شؤونه والأحكام، وأُنزِلتُ وقد تقوّضت الآراء، وتشتت الأهواء، وأُختير الظلام وتُرِك الضياءُ، وترى الشيوخ والعلماء كرجل عارى الجلدة، بادى الجردة، وليس عندهم إلا قشرٌ من القرآن، وفتيلٌ من الفرقان. غاض دَرّهم، وضاع دُرّهم، ومع ذالك أعجبنى شدّة استكبارهم مع جهلهم ونتن عُوارهم، يؤذون الصادق بسبّ وتكذيب وبهتان عظيم، ويحسبون أنّ أجره جنّة النعيم، مع أنّه جاء هم لينجّيهم من الخنّاس، ويخلّص الناس من النعاس. يتُوقون إلى مناصب، ويتركون العليم المُحاسب، يُعرضون عن الذى جاء من الله الرحيم، وقد جاء كالأُساةِ إلى السقيم، يلعنونه بالقلب القاسى، ذالك أجرهم للمواسى. يُحبّون أن يُكرموا عند الملوك بالمدارج العلية، وقد أُمِروا أن يرفضوا علائق الدنيا الدنيّة، وينفضوا عوائق الملّة البهيّة. يجفلون نحو الأمانى إجفال النعامة، وألقوا فيها عصا الإقامة.

قد أُمِروا أن يمرّوا على الدنيا كعابر سبيل، ويجعلوا أنفسهم كغريب ذليل، فاليوم تراهم يبتغون العزّة عند الحكّام، وما العزّة إلّا من الله العلّام، وبينما نحن نُذكّر الناس أيام الرحمان، ونجذبهم إلى الله من الشيطان، إذ رأيناهم يصولون علينا كصول السرحان، ويُخوّفوننا بفحيحهم كالثعبان، وما حضروا قطّ نادينا بصحّة النيّة وصدق الطويّة.

ثم مع ذالك يعترضون كاعتراض العليم الخبير، فلا نعلم ما بالهم وأى شيء أصبرهم على السعير؟ لا يشبعون من الدنيا وفى قلبهم لها أسيس، مع أنّ حظّهم من الدين خسيس. يقرء ون غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ [1] ثم يسلكون

[1] الفاتحة: ٧

تذکرۃ الشہادتین مندرجہ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 91 از مرزا قادیانی، تذکرۃ الشہادتین (اردو ترجمہ) صفحہ 26 از مرزا قادیانی | یہ حوالہ صفحہ 172 پر درج ہے

میں تو دِلوں کو اندر ہی اندر دے دی ہے بہرحال جبکہ ہمارے نظام بدنی اور امور دنیوی میں خدا تعالیٰ نے اِس قوم میں سے ہمارے لئے گورنمنٹ قائم کی اور ہم نے اس گورنمنٹ کے وہ احسانات دیکھے جن کا شکر کرنا کوئی سہل بات نہیں اس لئے ہم اپنی معزز گورنمنٹ کو یقین دلاتے ہیں کہ ہم اِس گورنمنٹ کے اسی طرح مخلص اور خیر خواہ ہیں جس طرح کہ ہمارے بزرگ تھے۔ ہمارے ہاتھ میں بجز دعا کے اور کیا ہے۔ سو ہم دُعا کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ اِس گورنمنٹ کو ہر یک شر سے محفوظ رکھے اور اس کے دشمن کو ذلت کے ساتھ پسپا کرے۔ خدا تعالیٰ نے ہم پر محسن گورنمنٹ کا شکر ایسا ہی فرض کیا ہے جیسا کہ اس کا شکر کرنا۔ سو اگر ہم اِس محسن گورنمنٹ کا شکر ادا نہ کریں یا کوئی شر اپنے ارادہ میں رکھیں تو ہم نے خُدا تعالیٰ کا بھی شکر ادا نہیں کیا کیونکہ خدا تعالیٰ کا شکر اور کسی محسن گورنمنٹ کا شکر جس کو خدائے تعالیٰ اپنے بندوں کو بطور نعمت کے عطا کرے درحقیقت یہ دونوں ایک ہی چیز ہیں اور ایک دوسری سے وابستہ ہیں اور ایک کے چھوڑنے سے دوسری کا چھوڑنا لازم آجاتا ہے بعض احمق اور نادان سوال کرتے ہیں کہ اِس گورنمنٹ سے جہاد کرنا درست ہے یا نہیں۔ سو یاد رہے کہ یہ سوال اُن کا نہایت حماقت کا ہے کیونکہ جس کے احسانات کا شکر کرنا عین فرض اور واجب ہے اُس سے جہاد کیسا۔ مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ محسن کی بدخواہی کرنا ایک حرامی اور بدکار آدمی کا کام ہے۔ سو میرا مذہب جس کو مَیں بار بار ظاہر کرتا ہوں یہی ہے کہ اسلام کے دو حصے ہیں۔ ایک یہ کہ خدا تعالیٰ کی اطاعت کریں دُوسرے اِس سلطنت کی جس نے امن قائم کیا ہو جس نے ظالموں کے ہاتھ سے اپنے سایہ میں ہمیں پناہ دی ہو۔ سو وہ سلطنت حکومت برطانیہ ہے اگرچہ یہ سچ ہے کہ ہم یورپ کی قوموں کے ساتھ اختلافِ مذہب رکھتے ہیں اور ہم ہرگز خدا تعالیٰ کی نسبت وہ باتیں پسند نہیں رکھتے جو اُنھوں نے پسند کی ہیں۔ لیکن اِن مذہبی امور کو رعیّت اور گورنمنٹ کے رشتہ سے کچھ علاقہ نہیں۔ ﴿۸۵﴾

شہادت القرآن صفحہ 84، 85 مندرجہ روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 380، 381 از مرزا قادیانی	یہ حوالہ صفحہ 172 پر درج ہے

خدا تعالیٰ ہمیں صاف تعلیم دیتا ہے کہ جس بادشاہ کے زیر سایہ امن کے ساتھ بسر کرو اس کے شکر گزار اور فرمانبردار بنے رہو سو اگر ہم گورنمنٹ برطانیہ سے سرکشی کریں تو گویا اسلام اور خدا اور رسول سے سرکشی کرتے ہیں اِس صورت میں ہم سے زیادہ بددیانت کون ہوگا کیونکہ خدا تعالیٰ کے قانون اور شریعت کو ہم نے چھوڑ دیا۔ اِس سے انکار نہیں ہوسکتا کہ مسلمانوں میں بہت سے ایسے لوگ ہیں جن کا مذہبی تعصب اُن کے عدل اور انصاف پر غالب آ گیا ہے۔ یہاں تک کہ وہ اپنی جہالت سے ایک ایسے خونخوار مہدی کے انتظار میں ہیں کہ گویا وہ زمین کو مخالفوں کے خون سے سُرخ کر دے گا اور نہ صرف یہی بلکہ یہ بھی ان کا خیال ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام بھی آسمان سے اِسی غرض سے اتریں گے کہ جو مہدی کے ہاتھ سے یہود و نصاریٰ زندہ رہ گئے ہیں اُن کے خون سے بھی زمین پر ایک دریا بہا دیں لیکن یہ خیالات بعض مسلمانوں مثلاً شیخ محمد حسین بٹالوی اور اس کی جماعت کے سراسر غلط اور کتاب اللہ کے مخالف ہیں۔ یہ نادان خون پسند ہیں اور محبت اور خیر خواہی خلق اللہ کی سرمُو اِن میں نہیں لیکن ہمارا سچا اور صحیح مذہب جس پر ہمیں یہ لوگ کافر ٹھہراتے ہیں یہ ہے کہ مہدی کے نام پر آنے والا کوئی نہیں ہاں مسیح موعود آ گیا مگر کوئی تلوار نہیں چلے گی اور امن سے اور سچائی سے اور محبت سے زمانہ توحید کی طرف ایک پلٹا کھائے گا اور وُہ وقت آتا ہے بلکہ قریب ہے کہ زمین پر نہ رام چندر پوجا جاوے گا نہ کرشن اور نہ حضرت مسیح علیہ السلام۔ اور سچے پرستار اپنے حقیقی خدا کی طرف رُخ کرلیں گے اور یاد رہے کہ جس بادشاہ کے زیر سایہ ہم با امن زندگی بسر کریں اُس کے حقوق کو نگاہ رکھنا فی الواقعہ خدا کے حقوق ادا کرنا ہے اور جب ہم ایسے بادشاہ کی دِلی صدق سے اطاعت کرتے ہیں تو گویا اُس وقت عبادت کر رہے ہیں۔ کیا اسلام کی یہ تعلیم ہوسکتی ہے کہ ہم اپنے محسن سے بدی کریں اور جو ہمیں ٹھنڈے سایہ میں جگہ دے اُس پر آگ برساویں اور جو ہمیں روٹی دے اُسے پتھر ماریں ایسے انسان سے اور کون زیادہ بدذات ہوگا کہ جو احسان کرنیوالے کے ساتھ بدی کا خیال بھی دِل میں لاوے۔

شہادت القرآن صفحہ 84، 85 مندرجہ روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 380، 381 از مرزا قادیانی	یہ حوالہ صفحہ 172 پر درج ہے

ایک دلیل ہے اور خدا تعالیٰ کے قول کی تصدیق تبھی ہوتی ہے کہ جھوٹا دعویٰ کرنے والا ہلاک ہو جائے ورنہ یہ قول منکر پر کچھ حجت نہیں ہوسکتا اور نہ اس کے لئے بطور دلیل ٹھہر سکتا ہے بلکہ وہ کہہ سکتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تیئیس[۲۳] برس تک ہلاک نہ ہونا اس وجہ سے نہیں کہ وہ صادق ہے بلکہ اس وجہ سے ہے کہ خدا پر افترا کرنا ایسا گناہ نہیں ہے جس سے خدا اسی دنیا میں کسی کو ہلاک کرے کیونکہ اگر یہ کوئی گناہ ہوتا اور سنت اللہ اس پر جاری ہوتی کہ مفتری کو اسی دنیا میں سزا دینا چاہئے تو اس کے لئے نظیریں ہونی چاہئے تھیں۔ اور تم قبول کرتے ہو کہ اس کی کوئی نظیر نہیں بلکہ بہت سی ایسی نظیریں موجود ہیں کہ لوگوں نے تیئیس[۲۳] برس تک بلکہ اس سے زیادہ خدا پر افترا کئے اور ہلاک نہ ہوئے۔ تو اب بتلاؤ کہ اس اعتراض کا کیا جواب ہوگا؟ اور اگر کہو کہ صاحب الشریعت افترا کر کے ہلاک ہوتا ہے نہ ہر ایک مفتری۔ تو اول تو یہ دعویٰ بے دلیل ہے۔ خدا نے افترا کے ساتھ شریعت کی کوئی قید نہیں لگائی۔ ماسوا اس کے یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے جس نے اپنی وحی کے ذریعہ سے چند امر اور نہی بیان کئے اور اپنی امت کے لئے ایک قانون مقرر کیا وہی صاحب الشریعت ہوگیا۔ پس اس تعریف کے رو سے بھی ہمارے مخالف ملزم ہیں کیونکہ میری وحی میں امر بھی ہیں اور نہی بھی☆۔ مثلاً یہ الہام قل للمؤمنین

﴿۶﴾

☆ چونکہ میری تعلیم میں امر بھی ہے اور نہی بھی اور شریعت کے ضروری احکام کی تجدید ہے اس لئے خدا تعالیٰ نے میری تعلیم کو اور اس وحی کو جو میرے پر ہوتی ہے فُلک یعنی کشتی کے نام سے موسوم کیا جیسا کہ ایک الہام الٰہی کی یہ عبارت ہے۔ واصنع الفلک باعیننا و وحینا ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیھم۔ یعنی اس تعلیم اور تجدید کی کشتی کو ہماری آنکھوں کے سامنے اور ہماری وحی سے بنا۔ جو لوگ تجھ سے بیعت کرتے ہیں وہ خدا سے بیعت کرتے ہیں۔ یہ خُدا کا ہاتھ ہے جو ان کے ہاتھوں پر ہے۔ اب دیکھو خدا نے میری وحی اور میری تعلیم اور میری بیعت کو نوح کی کشتی قرار دیا اور تمام انسانوں کے لئے اس کو مدار نجات ٹھہرایا جس کی آنکھیں ہوں دیکھے اور جس کے کان ہوں سُنے۔ منہ

اربعین نمبر 4، صفحہ 93 مندرجہ روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 435 از مرزا قادیانی	یہ حوالہ صفحہ 172 پر درج ہے

باوا صاحب کے ہاتھوں کی یادگار ہے۔ اور گرنتھ کے شبد تو بہت پیچھے سے اکٹھے کئے گئے ہیں جس میں محققوں کو بہت کچھ کلام ہے۔ خدا جانے اس میں کیا کیا تصرفات ہوئے ہیں اور کن کن لوگوں کے کلام کا ذخیرہ ہے۔ خیر یہ قصہ اس جگہ کے لائق نہیں ہے۔ ہمارا اصل مطلب تو یہ ہے کہ بنی نوع انسان کا ایمان تازہ رکھنے کیلئے تازہ الہامات کی ہمیشہ ضرورت ہے۔ اور وہ الہامات اقتداری قوت سے شناخت کئے جاتے ہیں۔ کیونکہ خدا کے سوا کسی شیطان جن بھوت میں اقتداری قوت نہیں ہے۔ اور امام الزمان کے الہام سے باقی الہامات کی صحت ثابت ہوتی ہے۔

ہم بیان کر چکے ہیں کہ امام الزمان اپنی جبلّت میں قوت امامت رکھتا ہے اور دست قدرت نے اس کے اندر پیشروی کا خاصہ پھونکا ہوا ہوتا ہے۔ اور یہ سنت اللہ ہے کہ وہ انسانوں کو متفرق طور پر چھوڑنا نہیں چاہتا بلکہ جیسا کہ اس نے نظام شمسی میں بہت سے ستاروں کو داخل کر کے سورج کو اس نظام کی بادشاہی بخشی ہے ایسا ہی وہ عام مومنوں کو ستاروں کی طرح حسب مراتب روشنی بخش کر امام الزمان کو ان کا سورج قرار دیتا ہے اور یہ سنت الٰہی یہاں تک اس کی آفرینش میں پائی جاتی ہے کہ شہد کی مکھیوں میں بھی یہ نظام موجود ہے کہ ان میں بھی ایک امام ہوتا ہے جو یعسوب کہلاتا ہے۔ اور جسمانی سلطنت میں بھی یہی خدا تعالیٰ نے ارادہ فرمایا ہے کہ ایک قوم میں ایک امیر اور بادشاہ ہو۔ اور خدا کی لعنت ان لوگوں پر ہے جو تفرقہ پسند کرتے ہیں اور ایک امیر کے تحت حکم نہیں چلتے۔ حالانکہ اللہ جلّ شانہ فرماتا ہے۔ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ[1] اُولِی الْاَمْر سے مراد جسمانی طور پر بادشاہ اور روحانی طور پر امام الزمان ہے۔ اور جسمانی طور پر جو شخص ہمارے مقاصد کا مخالف نہ ہو اور اس سے مذہبی فائدہ ہمیں حاصل ہو سکے وہ ہم میں سے ہے۔ اسی لئے میری نصیحت اپنی جماعت کو یہی ہے کہ وہ انگریزوں کی بادشاہت کو اپنے اُولِی الْاَمْر میں داخل کریں اور دل کی سچائی سے ان کے مطیع رہیں ﴿۲۳﴾

[1] النسآء:۶۰

ضرورۃ الامام صفحہ 23 مندرجہ روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 493 از مرزا قادیانی | یہ حوالہ صفحہ 173 پر درج ہے

ہونے کے جناب ختم المرسلین کے وجود میں ہی داخل ہے جیسے جُز کُل میں داخل ہوتی ہے لیکن مسیح ابن مریم جس پر انجیل نازل ہوئی جس کے ساتھ جبرائیلؑ کا بھی نازل ہونا ایک لازمی امر سمجھا گیا ہے کسی طرح اُمّتی نہیں بن سکتا۔ کیونکہ اُس پر اُس وحی کا اتباع فرض ہوگا جو وقتاً فوقتاً اس پر نازل ہوگی جیسا کہ رسولوں کی شان کے لائق ہے اور جب کہ وہ اپنی ہی وحی کا متبع ہوا اور جوئی کتاب اس پر نازل ہوگی اُسی کی اُس نے پیروی کی تو پھر وہ اُمّتی کیوں کر کہلائے گا۔ اور اگر یہ کہو کہ جو احکام اُس پر نازل ہوں گے وہ احکام قرآنیہ کے مخالف نہیں ہوں گے تو میں کہتا ہوں کہ محض اس توارد کی وجہ سے وہ اُمّتی نہیں ٹھہر سکتا۔ صاف ظاہر ہے کہ بہت سا حصہ توریت کا قرآن کریم سے بکلّی مطابق ہے تو کیا نعوذ باللہ اس توارد کی وجہ سے ہمارے سید و مولیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت موسیٰ کی اُمّت میں سے شمار کئے جائیں گے۔ توارد اور چیز ہے اور محکوم بن کر تابعدار ہو جانا اور چیز ہے۔ ہم ابھی لکھ چکے ہیں کہ خدائے تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ کوئی رسول دنیا میں مطیع اور محکوم ہو کر نہیں آتا بلکہ وہ مطاع اور صرف اپنی اس وحی کا متبع ہوتا ہے جو اس پر بذریعہ جبرائیل علیہ السلام نازل ہوتی ہے اب یہ سیدھی سیدھی بات ہے کہ جب حضرت مسیح ابن مریم نازل ہوئے اور حضرت جبرائیل لگا تار آسمان سے وحی لانے لگے اور وحی کے ذریعہ سے انہیں تمام اسلامی عقائد اور صوم اور صلوٰۃ اور زکوٰۃ اور حج اور جمیع مسائل فقہ کے سکھلائے گئے۔ تو پھر بہر حال یہ مجموعہ احکام دین کا کتاب اللہ کہلائے گا۔ اگر یہ کہو کہ مسیح کو وحی کے ذریعہ سے صرف اتنا کہا جائے گا کہ تُو قرآن پر عمل کر اور پھر وحی مدت العمر تک منقطع ہو جائے گی اور کبھی حضرت جبرئیل اُن پر نازل نہیں ہوں گے بلکہ وہ بکلّی مسلوب النبوت ہو کر اُمتیوں کی طرح بن جائیں گے تو یہ طفلانہ خیال ہنسی کے لائق ہے۔ ظاہر ہے کہ اگرچہ ایک ہی دفعہ وحی کا نزول فرض کیا جائے اور صرف ایک ہی فقرہ حضرت جبرئیل لاویں اور پھر چپ ہو جاویں یہ امر بھی ختم نبوت کا منافی ہے کیونکہ جب ختمیت کی مُہر ہی ٹوٹ گئی اور وحی رسالت پھر نازل ہونی شروع ہوگئی تو پھر تھوڑا یا بہت

﴿۵۷۶﴾ ﴿۵۷۷﴾

ازالہ اوہام صفحہ 576 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 411 از مرزا قادیانی | یہ حوالہ صفحہ 175 پر درج ہے

ٹائیٹل بار اول

ای قادر خدا

اس گورنمنٹ عالیہ انگلشیہ کو ہماری طرف سے نیک جزا دے
اور اُس سے نیکی کر جیسا کہ اُس نے ہم سے نیکی کی۔ آمین

کشف الغطاء

یعنی

ایک اسلامی فرقہ کے پیشوا مرزا غلام احمد قادیانی کی طرف سے بحضور گورنمنٹ عالیہ اُس فرقہ کے حالات اور خیالات کے بارہ میں اطلاع اور نیز اپنے خاندان کا کچھ ذکر اور اپنے مشن کے اصولوں اور ہدایتوں اور تعلیموں کا بیان اور نیز اُن لوگوں کی خلاف واقعہ باتوں کا رد جو اس فرقہ کی نسبت غلط خیالات پھیلانا چاہتے ہیں۔

اور یہ مؤلف

تاج عزت جناب ملکہ معظمہ قیصرہ ہند دام اقبالہا کا واسطہ ڈالکر بخدمت گورنمنٹ عالیہ انگلشیہ کی اعلیٰ افسروں اور معزز حکام کی باادب گذارش کرتا ہے کہ براہ غریب پروری و کرم گستری اس رسالہ کو اول سے آخر تک پڑھا جائے یا سن لیا جائے

یہ رسالہ تالیف ہو کر ۲۷ دسمبر ۱۸۹۸ء کو مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں باہتمام حکیم فضل الدین صاحب مالک مطبع کے طبع ہوا

تعداد ۳۵۰

کشف الغطاء ٹائٹل پیج مندرجہ روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 177 از مرزا قادیانی	یہ حوالہ صفحہ 175 پر درج ہے

﴿۱﴾ میں تاج عزت عالی جناب حضرت مکرمہ ملکہ معظمہ قیصرہ ہند دام اقبالہا کا واسطہ ڈالتا ہوں کہ اس رسالہ کو ہمارے عالی مرتبہ حکام توجہ سے اوّل سے آخر تک پڑھیں۔

چونکہ میں جس کا نام غلام احمد اور باپ کا نام مرزا غلام مرتضٰی قادیان ضلع گورداسپورہ پنجاب کا رہنے والا ایک مشہور فرقہ کا پیشوا ہوں جو پنجاب کے اکثر مقامات میں پایا جاتا ہے اور نیز ہندوستان کے اکثر اضلاع اور حیدر آباد اور بمبئی اور مدراس اور ملک عرب اور شام اور بخارا میں بھی میری جماعت کے لوگ موجود ہیں۔ لہٰذا میں قرین مصلحت سمجھتا ہوں کہ یہ مختصر رسالہ اس غرض سے لکھوں کہ اس محسن گورنمنٹ کے اعلیٰ افسر میرے حالات اور میری جماعت کے خیالات سے واقفیت پیدا کرلیں۔ کیونکہ میں دیکھتا ہوں کہ یہ نیا فرقہ ان ملکوں میں دن بدن ترقی پر ہے یہاں تک کہ بہت سے دیسی افسر اور معزز رئیس اور جاگیردار اور نامی تاجر اس فرقہ میں داخل ہوگئے ہیں اور ہوتے جاتے ہیں اس لئے عام خیال کے مسلمانوں اور ان کے مولویوں کو اس فرقہ سے دلی عناد اور حسد ہے۔ اور ممکن ہے کہ اس حسد کی وجہ سے خلاف واقعہ امور گورنمنٹ تک پہنچائے جائیں سو اسی لئے میں نے ارادہ کیا ہے کہ اس رسالہ کے ذریعہ سے اپنے سچے واقعات اور اپنے مشن کے اصولوں سے اس محسن گورنمنٹ کو مطلع کروں۔

اب میں صفائی بیان کے لئے ان امور کے ذکر کو پانچ شاخ پر منقسم کرتا ہوں اوّل یہ کہ میں کون ہوں اور کس خاندان سے ہوں؟ سو اس بارے میں اس قدر ظاہر کرنا ﴿۲﴾ کافی ہے کہ میرا خاندان ایک خاندانِ ریاست ہے اور میرے بزرگ والیانِ ملک اور خودسر امیر تھے جو سکھوں کے وقت میں یکدفعہ تباہ ہوئے۔ اور سرکار انگریزی کا

کشف الغطاء صفحہ 3 مندرجہ روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 179 از مرزا قادیانی | یہ حوالہ صفحہ 176 پر درج ہے

ٹائیٹل بار اول

الحمد للہ والمنۃ

کہ

یہ رسالہ مبارکہ جس میں حضرت ملکہ معظمہ قیصرہ دام اقبالہا
کی برکات کا ذکر ہے۔ اور یہ بیان ہے کہ جناب ملکہ ممدوحہ کے
عہد عدالت مہد میں اور اُن کے نہایت روشن ستارہ کی تاثیر
سے انواع اقسام کی زمینی اور آسمانی برکتیں ظہور میں آئی ہیں
منطبع ہو کر انہی وجوہ کی مناسبت سے نام اس کا

ستارۂ قیصرہ

رکھا گیا

اور یہ رسالہ مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں باہتمام حکیم فضل دین
صاحب مالک مطبع کے چھپکر ۲۴ اگست ۱۸۹۹ء کو
شائع ہوا

تعداد جلد ۲۵۰

قیمت ۲ر

ستارہ قیصرہ صفحہ 1 تا 18 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 109 تا 126 از مرزا قادیانی	یہ حوالہ صفحہ 176 پر درج ہے

﴿۱﴾

بحضور عالی شان قیصرہ ہند ملکہ معظمہ شہنشاہ ہندوستان وانگلستان

ادام اللّٰہ اقبالھا

سب سے پہلے یہ دُعا ہے کہ خدائے قادر مطلق اس ہماری عالیجاہ قیصرہ ہند کی عمر میں بہت بہت برکت بخشے اور اقبال اور جاہ وجلال میں ترقی دے اور عزیزوں اور فرزندوں کی عافیت سے آنکھ ٹھنڈی رکھے۔ اس کے بعد اس عریضہ کے لکھنے والا جس کا نام **میرزا غلام احمد قادیانی** ہے جو پنجاب کے ایک چھوٹے سے گاؤں **قادیان** نام میں رہتا ہے جو لاہور سے تخمیناً بفاصلہ ستّر میل مشرق اور شمال کے گوشہ میں واقع اور گورداسپورہ کے ضلع میں ہے یہ عرض کرتا ہے کہ اگرچہ اِس ملک کے عموماً تمام رہنے والوں کو بوجہ اُن آراموں کے جو حضور قیصرہ ہند کے عدل عام اور رعایا پروری اور دادگستری سے حاصل ہو رہے ہیں اور بوجہ اُن تدابیر امن عامہ اور تجاویز آسائش جمیع طبقات رعایا کے جو کروڑہا روپیہ کے خرچ اور بے انتہا فیاضی سے ظہور میں آئی ہیں۔ جناب ملکہ معظّمہ دام اقبالہا سے بقدر اپنی فہم اور عقل اور شناخت احسان کے درجہ بدرجہ محبت اور دلی اطاعت ہے بجز بعض قلیل الوجود افراد کے جو میں گمان کرتا ہوں کہ در پردہ کچھ ایسے بھی ہیں جو وحشیوں اور درندوں کی طرح بسر کرتے ہیں لیکن اس عاجز کو بوجہ اُس معرفت اور علم کے جو اس گورنمنٹ عالیہ کے حقوق کی نسبت مجھے حاصل ہے جس کو میں اپنے رسالہ **تحفہ قیصریہ** میں مفصل لکھ چکا ہوں وہ اعلیٰ درجہ کا

اخلاص اور محبت اور جوش اطاعت حضور ملکہ معظمہ اور اس کے معزز افسروں کی نسبت حاصل ہے جو میں ایسے الفاظ نہیں پاتا جن میں اس اخلاص کا اندازہ بیان کرسکوں اس سچی محبت اور اخلاص کی تحریک سے جشن شصت سالہ جوبلی کی تقریب پر میں نے ایک رسالہ حضرت قیصرہ ہند دام اقبالہا کے نام سے تالیف کر کے اور اس کا نام تحفہ قیصریہ رکھ کر جناب ممدوحہ کی خدمت میں بطور درویشانہ تحفہ کے ارسال کیا تھا اور مجھے قوی یقین تھا کہ اس کے جواب سے مجھے عزت دی جائے گی اور اُمید سے بڑھ کر میری سرافرازی کا موجب ہوگا۔ اور اس امید اور یقین کا موجب حضور قیصرہ ہند کے وہ اخلاق فاضلہ تھے جن کی تمام ممالک مشرقیہ میں دھوم ہے اور جو جناب ملکہ معظمہ کے وسیع ملک کی طرح وسعت اور کشادگی میں ایسے بے مثل ہیں جو ان کی نظیر دوسری جگہ تلاش کرنا خیال محال ہے مگر مجھے نہایت تعجب ہے کہ ایک کلمہ شاہانہ سے بھی میں ممنون نہیں کیا گیا اور میرا کانشنس ہرگز اِس بات کو قبول نہیں کرتا کہ وہ ہدیہ عاجزانہ یعنی رسالہ تحفہ قیصریہ حضور ملکہ معظمہ میں پیش ہوا ہو اور پھر میں اس کے جواب سے ممنون نہ کیا جاؤں۔ یقیناً کوئی اور باعث ہے جس میں جناب ملکہ معظمہ قیصرہ ہند دام اقبالہا کے ارادہ اور مرضی اور علم کو کچھ دخل نہیں۔ لہٰذا اس حسنِ ظن نے جو میں حضور ملکہ معظمہ دام اقبالہا کی خدمت میں رکھتا ہوں۔ دوبارہ مجھے مجبور کیا کہ میں اُس تحفہ یعنی رسالہ تحفہ قیصریہ کی طرف جناب ممدوحہ کو توجہ دلاؤں اور شاہانہ منظوری کے چند الفاظ سے خوشی حاصل کروں۔ اسی غرض سے یہ عریضہ روانہ کرتا ہوں۔ اور میں حضور عالی حضرت جناب قیصرہ ہند دام اقبالہا کی خدمت میں یہ چند الفاظ بیان کرنے کے لئے جرأت کرتا ہوں کہ میں پنجاب کے ایک معزز خاندان مغلیہ میں سے ہوں اور سکھوں

کے زمانہ سے پہلے میرے بزرگ ایک خود مختار ریاست کے والی تھے اور میرے پردادا صاحب **مرزا گل محمد** اس قدر دانا اور مدبر اور عالی ہمت اور نیک مزاج اور ملک داری کی خوبیوں سے موصوف تھے کہ جب دہلی کے چغتائی بادشاہوں کی سلطنت بباعث نالیاقتی اور عیاشی اور سستی اور کم ہمتی کے کمزور ہوگئی تو بعض وزراء اس کوشش میں لگے تھے کہ مرزا صاحب موصوف کو جو تمام شرائط بیدار مغزی اور رعایا پروری کے اپنے اندر رکھتے تھے اور خاندان شاہی میں سے تھے دہلی کے تخت پر بٹھایا جائے لیکن چونکہ چغتائی سلاطین کی قسمت اور عمر کا پیالہ لبریز ہو چکا تھا۔ اس لئے یہ تجویز عام منظوری میں نہ آئی اور ہم پر سکھوں کے عہد میں بہت سی سختیاں ہوئیں اور ہمارے بزرگ تمام دیہات ریاست سے بے دخل کر دیئے گئے اور ایک ساعت بھی امن کی نہیں گذرتی تھی اور انگریزی سلطنت کے قدم مبارک کے آنے سے پہلے ہی ہماری تمام ریاست خاک میں مل چکی تھی اور صرف پانچ گاؤں باقی رہ گئے تھے اور میرے والد صاحب مرزا غلام مرتضی مرحوم جنہوں نے سکھوں کے عہد میں بڑے بڑے صدمات دیکھے تھے۔ انگریزی سلطنت کے آنے کے ایسے منتظر تھے جیسا کہ کوئی سخت پیاسا پانی کا منتظر ہوتا ہے۔ اور پھر جب گورنمنٹ انگریزی کا اس ملک پر دخل ہو گیا، تو وہ اس نعمت یعنی انگریزی حکومت کی قائمی سے ایسے خوش ہوئے کہ گویا ان کو ایک جواہرات کا خزانہ مل گیا اور وہ سرکار انگریزی کے بڑے خیر خواہ جان نثار تھے اسی وجہ سے انہوں نے ایام غدر ۱۸۵۷ء میں پچاس گھوڑے مع سواران بہم پہنچا کر سرکار انگریزی کو بطور مدد دیئے تھے۔ اور وہ بعد اس کے بھی ہمیشہ اس بات کے لئے مستعد رہے کہ اگر پھر بھی کسی وقت ان کی مدد کی ضرورت ہو تو بدل و جان اس گورنمنٹ کو مدد دیں۔ اور اگر ۵۷ء کے غدر کا کچھ اور بھی طول ہوتا تو وہ سو سوار تک اور بھی

﴿۳﴾

مدد دینے کو تیار تھے۔ غرض اس طرح ان کی زندگی گذری۔ اور پھر اُن کے انتقال کے بعد یہ عاجز دنیا کے شغلوں سے بکلی علیحدہ ہو کر خدا تعالیٰ کی طرف مشغول ہوا اور مجھ سے سرکار انگریزی کے حق میں جو خدمت ہوئی وہ یہ تھی کہ میں نے پچاس ہزار کے قریب کتابیں اور رسائل اور اشتہارات چھپوا کر اس ملک اور نیز دوسرے بلاد اسلامیہ میں اِس مضمون کے شائع کئے کہ گورنمنٹ انگریزی ہم مسلمانوں کی محسن ہے لہٰذا ہر ایک مسلمان کا یہ فرض ہونا چاہئے کہ اس گورنمنٹ کی سچی اطاعت کرے اور دل سے اس دولت کا شکر گذار اور دعا گو رہے۔ اور یہ کتابیں میں نے مختلف زبانوں یعنی اردو فارسی۔ عربی میں تالیف کر کے اسلام کے تمام ملکوں میں پھیلا دیں یہاں تک کہ اسلام کے دو[۲] مقدس شہروں مکہ اور مدینہ میں بھی بخوبی شائع کر دیں۔ اور روم کے پایۂ تخت قسطنطنیہ اور بلاد شام اور مصر اور کابل اور افغانستان کے متفرق شہروں میں جہاں تک ممکن تھا اشاعت کر دی گئی جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ لاکھوں انسانوں نے جہاد کے وہ غلط خیالات چھوڑ دیئے جو نافہم ملاؤں کی تعلیم سے اُن کے دِلوں میں تھے۔ یہ ایک ایسی خدمت مجھ سے ظہور میں آئی کہ مجھے اس بات پر فخر ہے کہ برٹش انڈیا کے تمام مسلمانوں میں سے اس کی نظیر کوئی مسلمان دکھلا نہیں سکا اور میں اس قدر خدمت کر کے جو بائیس برس تک کرتا رہا ہوں اس محسن گورنمنٹ پر کچھ احسان نہیں کرتا کیونکہ مجھے اِس بات کا اقرار ہے کہ اس بابرکت گورنمنٹ کے آنے سے ہم نے اور ہمارے بزرگوں نے ایک لوہے کے جلتے ہوئے تنور سے نجات پائی ہے اس لئے میں مع اپنے تمام عزیزوں کے دونوں ہاتھ اُٹھا کر دعا کرتا ہوں کہ یا الٰہی اس مبارک قیصرہ ہند دام ملکھا کو دیر گاہ تک ہمارے سروں پر سلامت رکھ اور اس کے ہر ایک قدم کے ساتھ اپنی مدد کا سایہ شامل حال فرما اور اس کے اقبال کے دن بہت لمبے کر۔

ستارہ قیصرہ صفحہ 1 تا 18 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 109 تا 126 از مرزا قادیانی | یہ حوالہ صفحہ 176 پر درج ہے

میں نے تحفہ قیصریہ میں جو حضور قیصرہ ہند کی خدمت میں بھیجا گیا یہی حالات اور خدمات اور دعوات گذارش کئے تھے اور میں اپنی جناب ملکہ معظّمہ کے اخلاق وسیعہ پر نظر رکھ کر ہر روز جواب کا امیدوار تھا اور اب بھی ہوں۔ میرے خیال میں یہ غیر ممکن ہے کہ میرے جیسے دُعا گو کا وہ عاجزانہ تحفہ جو بوجہ کمال اخلاص خون دل سے لکھا گیا تھا اگر وہ حضور ملکہ معظّمہ قیصرہ ہند دام اقبالہا کی خدمت میں پیش ہوتا تو اس کا جواب نہ آتا بلکہ ضرور آتا ضرور آتا۔ اِس لئے مجھے بوجہ اس یقین کے کہ جناب قیصرہ ہند کے پُر رحمت اخلاق پر کمال وثوق سے حاصل ہے اس یاددہانی کے عریضہ کو لکھنا پڑا اور اس عریضہ کو نہ صرف میرے ہاتھوں نے لکھا ہے بلکہ میرے دل نے یقین کا بھرا ہوا زور ڈال کر ہاتھوں کو اس پُر ارادت خط کے لکھنے کے لئے چلایا ہے۔ میں دُعا کرتا ہوں کہ خیر اور عافیت اور خوشی کے وقت میں خدا تعالیٰ اس خط کو حضور قیصرہ ہند دام اقبالہا کی خدمت میں پہنچاوے اور پھر جناب ممدوحہ کے دل میں الہام کرے کہ وہ اس سچی محبت اور سچے اخلاص کو جو حضرت موصوفہ کی نسبت میرے دل میں ہے اپنی پاک فراست سے شناخت کرلیں اور رعیت پروری کے رُو سے مجھے پُر رحمت جواب سے ممنون فرماویں اور میں اپنی عالی شان جناب ملکہ معظّمہ قیصرہ ہند کی عالی خدمت میں اس خوشخبری کو پہنچانے کے لئے بھی مامور ہوں کہ جیسا کہ زمین پر اور زمین کے اسباب سے خدا تعالیٰ نے اپنی کمال رحمت اور کمال مصلحت سے ہماری قیصرہ ہند دام اقبالہا کی سلطنت کو اس ملک اور دیگر ممالک میں قائم کیا ہے تا کہ زمین کو عدل اور امن سے بھرے۔ ایسا ہی اس نے آسمان سے ارادہ فرمایا ہے کہ اس شہنشاہ مبارکہ قیصرہ ہند کے دلی مقاصد کو پورا کرنے کے لئے جو عدل اور امن اور آسودگی عامہ خلائق اور رفع فساد اور تہذیب اخلاق اور وحشیانہ حالتوں کا دور کرنا ہے۔ ﴿۵﴾

ستارہ قیصرہ صفحہ 1 تا 18 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 109 تا 126 از مرزا قادیانی	یہ حوالہ صفحہ 176 پر درج ہے

اس کے عہد مبارک میں اپنی طرف سے اور غیب سے اور آسمان سے کوئی ایسا روحانی انتظام قائم کرے جو حضور ملکہ معظّمہ کے دلی اغراض کو مدد دے۔ اور جس امن اور عافیت اور صلح کاری کے باغ کو آپ لگانا چاہتی ہیں آسمانی آبپاشی سے اس میں امداد فرماوے۔ سو اس نے اپنے قدیم وعدہ کے موافق جو مسیح موعود کے آنے کی نسبت تھا۔ آسمان سے مجھے بھیجا ہے تا میں اُس مرد خدا کے رنگ میں ہوکر جو بیت اللحم میں پیدا ہوا اور ناصرہ میں پرورش پائی۔ حضور ملکہ معظّمہ کے نیک اور بابرکت مقاصد کی اعانت میں مشغول ہوں اُس نے مجھے بے انتہا برکتوں کے ساتھ چھوا اور اپنا مسیح بنایا تا وہ ملکہ معظّمہ کے پاک اغراض کو خود آسمان سے مدد دے۔

اے قیصرہ مبارکہ خدا تجھے سلامت رکھے اور تیری عمر اور اقبال اور کامرانی سے ہمارے دلوں کو خوشی پہنچاوے۔ اس وقت تیرے عہد سلطنت میں جو نیک نیتی کے نور سے بھرا ہوا ہے مسیح موعود کا آنا خدا کی طرف سے یہ گواہی ہے کہ تمام سلاطین میں سے تیرا وجود امن پسندی اور حسنِ انتظام اور ہمدردی رعایا اور عدل اور دادگستری میں بڑھ کر ہے۔ مسلمان اور عیسائی دونوں فریق اس بات کو مانتے ہیں کہ مسیح موعود آنے والا ہے مگر اُسی زمانہ اور عہد میں جبکہ بھیڑیا اور بکری ایک ہی گھاٹ میں پانی پئیں گے اور سانپوں سے بچے کھیلیں گے۔ سو اے ملکہ مبارکہ معظّمہ قیصرہ ہند وہ تیرا ہی عہد اور تیرا ہی زمانہ ہے جس کی آنکھیں ہوں دیکھے اور جو تعصب سے خالی ہو وہ سمجھ لے۔ اے ملکہ معظّمہ یہ تیرا ہی عہد سلطنت ہے جس نے درندوں اور غریب چرندوں کو ایک جگہ جمع کر دیا ہے۔ راستباز جو بچوں کی طرح ہیں وہ شریر سانپوں کے ساتھ کھیلتے ہیں اور تیرے پُر امن سایہ کے نیچے کچھ بھی ان کو خوف نہیں۔ اب

ستارہ قیصرہ صفحہ 1 تا 18 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 109 تا 126 از مرزا قادیانی	یہ حوالہ صفحہ 176 پر درج ہے

تیرے عہدِ سلطنت سے زیادہ پُرامن اور کونسا عہد سلطنت ہوگا جس میں مسیح موعود آئے گا؟ اے ملکہ معظمہ تیرے وہ پاک ارادے ہیں جو آسمانی مدد کو اپنی طرف کھینچ رہے ہیں اور تیری نیک نیتی کی کشش ہے جس سے آسمان رحمت کے ساتھ زمین کی طرف جھکتا جاتا ہے اس لئے تیرے عہد سلطنت کے سوا اور کوئی بھی عہد سلطنت ایسا نہیں ہے جو مسیح موعود کے ظہور کے لئے موزوں ہو۔ سو خدا نے تیرے نورانی عہد میں آسمان سے ایک نور نازل کیا کیونکہ نور نور کو اپنی طرف کھینچتا اور تاریکی تاریکی کو کھینچتی ہے اے مبارک اور بااقبال ملکۂ زمان جن کتابوں میں مسیح موعود کا آنا لکھا ہے ان کتابوں میں صریح تیرے پُرامن عہد کی طرف اشارات پائے جاتے ہیں مگر ضرور تھا کہ اسی طرح مسیح موعود دنیا میں آتا جیسا کہ ایلیا نبی یوحنّا کے لباس میں آیا تھا یعنی یوحنّا ہی اپنی خُو اور طبیعت سے خدا کے نزدیک ایلیا بن گیا۔ سو اِس جگہ بھی ایسا ہی ہوا کہ ایک کو تیرے بابرکت زمانہ میں عیسیٰ (علیہ السلام) کی خُو اور طبیعت دی گئی۔ اس لئے وہ مسیح کہلایا اور ضرور تھا کہ وہ آتا کیونکہ خدا کے پاک نوشتوں کا ٹلنا ممکن نہیں۔ اے ملکہ معظمہ اے تمام رعایا کی فخر یہ قدیم سے عادت اللہ ہے کہ جب شاہِ وقت نیک نیت اور رعایا کی بھلائی چاہنے والا ہو تو وہ جب اپنی طاقت کے موافق امن عامہ اور نیکی پھیلانے کے انتظام کر چکتا ہے اور رعیت کی اندرونی پاک تبدیلیوں کے لئے اس کا دل دردمند ہوتا ہے تو آسمان پر اس کی مدد کے لئے رحمت الٰہی جوش مارتی ہے اور اس کی ہمت اور خواہش کے مطابق کوئی روحانی انسان زمین پر بھیجا جاتا ہے اور اُس کامل ریفارمر کے وجود کو اس عادل بادشاہ کی نیک نیتی اور ہمت اور ہمدردی عامہ خلائق پیدا کرتی ہے۔ یہ تب ہوتا ہے کہ جب ایک عادل بادشاہ ایک زمینی منجی کی صورت

ستارہ قیصرہ صفحہ 1 تا 18 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 109 تا 126 از مرزا قادیانی	یہ حوالہ صفحہ 176 پر درج ہے

میں پیدا ہو کر اپنی کمال ہمت اور ہمدردی بنی نوع کے رُو سے طبعاً ایک آسمانی منجی کو چاہتا ہے۔ اسی طرح حضرت مسیح علیہ السلام کے وقت میں ہوا کیونکہ اُس وقت کا قیصر روم ایک نیک نیت انسان تھا اور نہیں چاہتا تھا کہ زمین پر ظلم ہو اور انسانوں کی بھلائی اور نجات کا طالب تھا تب آسمان کے خدا نے وہ روشنی بخشنے والا چاند ناصرہ کی زمین سے چڑھایا یعنی عیسٰی مسیح تا جیسا کہ ناصرہ کے لفظ کے معنے عبرانی میں طراوت اور تازگی اور سرسبزی ہے یہی حالت انسانوں کے دلوں میں پیدا کرے۔ سواے ہماری پیاری قیصرہ ہند خدا تجھے دیر گاہ تک سلامت رکھے۔ تیری نیک نیتی اور رعایا کی سچی ہمدردی اس قیصر روم سے کم نہیں ہے بلکہ ہم زور سے کہتے ہیں کہ اس سے بہت زیادہ ہے کیونکہ تیری نظر کے نیچے جس قدر غریب رعایا ہے جس کی تو اے ملکہ معظمہ قیصرہ ہمدردی کرنا چاہتی ہے اور جس طرح تو ہر ایک پہلو سے اپنی عاجز رعیّت کی خیر خواہ ہے اور جس طرح تو نے اپنی خیر خواہی اور رعیت پروری کے نمونے دکھلائے ہیں۔ یہ کمالات اور برکات گذشتہ قیصروں میں سے کسی میں بھی نہیں پائے جاتے اس لئے تیرے ہاتھ کے کام جو سراسر نیکی اور فیاضی سے رنگین ہیں سب سے زیادہ اس بات کو چاہتے ہیں کہ جس طرح تو اے ملکہ معظمہ اپنی تمام رعیت کی نجات اور بھلائی اور آرام کے لئے دردمند ہے اور رعیت پروری کی تدبیروں میں مشغول ہے اسی طرح خدا بھی آسمان سے تیرا ہاتھ بٹاوے سو یہ مسیح موعود جو دنیا میں آیا تیرے ہی وجود کی برکت اور دِلی نیک نیتی اور سچی ہمدردی کا ایک نتیجہ ہے۔ خدا نے تیرے عہد سلطنت میں دُنیا کے دردمندوں کو یاد کیا اور آسمان سے اپنے مسیح کو بھیجا اور وہ تیرے ہی ملک میں اور تیری ہی حدود میں پیدا ہوا تا دنیا کے لئے یہ ایک گواہی ہو کہ تیری زمین کے

ستارہ قیصرہ صفحہ 1 تا 18 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 109 تا 126 از مرزا قادیانی | یہ حوالہ صفحہ 176 پر درج ہے

سلسلہ عدل نے آسمان کے سلسلہ عدل کو اپنی طرف کھینچا اور تیرے رحم کے سلسلہ نے آسمان پر ایک رحم کا سلسلہ برپا کیا اور چونکہ اس مسیح کا پیدا ہونا حق اور باطل کی تفریق کے لئے دنیا پر ایک آخری حَکم ہے جس کے رُو سے مسیح موعود حَکَم کہلاتا ہے اس لئے ناصرہ کی طرح جس میں تازگی اور سرسبزی کے زمانہ کی طرف اشارہ تھا اس مسیح کے گاؤں کا نام اسلام پور قاضی ماجھی رکھا گیا تا قاضی کے لفظ سے خدا کے اُس آخری حَکَم کی طرف اشارہ ہو جس سے برگزیدوں کو دائمی فضل کی بشارت ملتی ہے اور تا مسیح موعود کا نام جو حَکَم ہے۔ اس کی طرف بھی ایک لطیف ایما ہو اور اسلام پور قاضی ماجھی اُس وقت اس گاؤں کا نام رکھا گیا تھا جبکہ بابر بادشاہ کے عہد میں اس ملک ماجھ کا ایک بڑا علاقہ حکومت کے طور پر میرے بزرگوں کو ملا تھا اور پھر رفتہ رفتہ یہ حکومت خود مختار ریاست بن گئی اور پھر کثرت استعمال سے قاضی کا لفظ قادی سے بدل گیا اور پھر اور بھی تغیر پا کر قادیاں ہو گیا۔ غرض ناصرہ اور اسلام پور قاضی کا لفظ ایک بڑے پُر معنی نام ہیں جو ایک ان میں سے رُوحانی سرسبزی پر دلالت کرتا ہے اور دوسرا رُوحانی فیصلہ پر جو مسیح موعود کا کام ہے۔ اے ملکہ معظّمہ قیصرہ ہند خدا تجھے اقبال اور خوشی کے ساتھ عمر میں برکت دے۔ تیرا عہدِ حکومت کیا ہی مبارک ہے کہ آسمان سے خدا کا ہاتھ تیرے مقاصد کی تائید کر رہا ہے۔ تیری ہمدردیٔ رعایا اور نیک نیتی کی راہوں کو فرشتے صاف کر رہے ہیں۔ تیرے عدل کے لطیف بخارات بادلوں کی طرح اُٹھ رہے ہیں تا تمام ملک کو رشکِ بہار بناویں۔ شریر ہے وہ انسان جو تیرے عہد سلطنت کا قدر نہیں کرتا اور بدذات ہے وہ نفس جو تیرے احسانوں کا شکر گذار نہیں۔ چونکہ یہ مسئلہ تحقیق شدہ ہے کہ دل کو دل سے راہ ہوتا ہے اس لئے مجھے ضرورت نہیں کہ میں اپنی زبان کی لفاظی سے اِس بات کو ظاہر کروں کہ میں آپ سے دِلی محبت رکھتا ہوں اور میرے دِل میں خاص طور پر

ستارہ قیصرہ صفحہ 1 تا 18 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 109 تا 126 از مرزا قادیانی	یہ حوالہ صفحہ 176 پر درج ہے

آپ کی محبت اور عظمت ہے۔ ہماری دن رات کی دعائیں آپ کیلئے آبِ رواں کی طرح جاری ہیں اور ہم نہ سیاست قہری کے نیچے ہوکر آپ کے مطیع ہیں بلکہ آپ کی انواع اقسام کی خوبیوں نے ہمارے دلوں کو اپنی طرف کھینچ لیا ہے۔ اے بابرکت قیصرہ ہند تجھے یہ تیری عظمت اور نیک نامی مبارک ہو۔ خدا کی نگاہیں اُس ملک پر ہیں جس پر تیری نگاہیں ہیں۔ خدا کی رحمت کا ہاتھ اُس رعایا پر ہے جس پر تیرا ہاتھ ہے۔ تیری ہی پاک نیتوں کی تحریک سے خدا نے مجھے بھیجا ہے کہ تا پرہیز گاری اور پاک اخلاق اور صلح کاری کی راہوں کو دوبارہ دنیا میں قائم کروں۔ اے عالی جناب قیصرہ ہند۔ مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے علم دیا گیا ہے کہ ایک عیب مسلمانوں اور ایک عیب عیسائیوں میں ایسا ہے جس سے وہ سچی روحانی زندگی سے دور پڑے ہوئے ہیں اور وہ عیب اُن کو ایک ہونے نہیں دیتا بلکہ ان میں باہمی پھوٹ ڈال رہا ہے اور وہ یہ ہے کہ مسلمانوں میں یہ دو مسئلے نہایت خطرناک اور سراسر غلط ہیں کہ وہ دین کے لئے تلوار کے جہاد کو اپنے مذہب کا ایک رکن سمجھتے ہیں اور اس جنون سے ایک بے گناہ کو قتل کر کے ایسا خیال کرتے ہیں کہ گویا انہوں نے ایک بڑے ثواب کا کام کیا ہے اور گو اس ملک برٹش انڈیا میں یہ عقیدہ اکثر مسلمانوں کا بہت کچھ اصلاح پذیر ہوگیا ہے اور ہزارہا مسلمانوں کے دل میری بائیس ۲۲ تیئیس ۲۳ سال کی کوششوں سے صاف ہو گئے ہیں لیکن اس میں کچھ شک نہیں کہ بعض غیر ممالک میں یہ خیالات اب تک سرگرمی سے پائے جاتے ہیں گویا ان لوگوں نے اسلام کا مغز اور عطر لڑائی اور جبر کو ہی سمجھ لیا ہے۔ لیکن یہ رائے ہرگز صحیح نہیں ہے۔ قرآن میں صاف حکم ہے کہ دین کے پھیلانے کے لئے تلوار مت اُٹھاؤ اور دین کی ذاتی خوبیوں کو پیش کرو اور نیک نمونوں سے اپنی طرف کھینچو اور یہ مت خیال کرو کہ ابتدا میں

﴿۸﴾

ستارہ قیصرہ صفحہ 1 تا 18 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 109 تا 126 از مرزا قادیانی | یہ حوالہ صفحہ 176 پر درج ہے

اسلام میں تلوار کا حکم ہوا کیونکہ وہ تلوار دین کو پھیلانے کے لئے نہیں کھینچی گئی تھی بلکہ دشمنوں کے حملوں سے اپنے آپ کو بچانے کیلئے اور یا امن قائم کرنے کے لئے کھینچی گئی تھی مگر دین کے لئے جبر کرنا کبھی مقصد نہ تھا۔ افسوس کہ یہ عیب غلط کار مسلمانوں میں اب تک موجود ہے جس کی اصلاح کے لئے میں نے پچاس ہزار سے کچھ زیادہ اپنے رسالے اور مبسوط کتابیں اور اشتہارات اِس ملک اور غیر ملکوں میں شائع کئے ہیں اور امید رکھتا ہوں کہ جلد تر ایک زمانہ آنے والا ہے کہ اس عیب سے مسلمانوں کا دامن پاک ہو جائے گا۔

دوسرا عیب ہماری قوم مسلمانوں میں یہ بھی ہے کہ وہ ایک ایسے خونی مسیح اور خونی مہدی کے منتظر ہیں جو اُن کے زعم میں دنیا کو خون سے بھر دے گا۔ حالانکہ یہ خیال سراسر غلط ہے۔ ہماری معتبر کتابوں میں لکھا ہے کہ مسیح موعود کوئی لڑائی نہیں کرے گا اور نہ تلوار اُٹھائے گا بلکہ وہ تمام باتوں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خُو اور خُلق پر ہوگا اور ان کے رنگ سے ایسا رنگین ہوگا کہ گویا ہُو بہو وہی ہوگا۔ یہ دو غلطیاں حال کے مسلمانوں میں ہیں جن کی وجہ سے اکثر اُن کے دُوسری قوموں سے بغض رکھتے ہیں مگر مجھے خدا نے اس لئے بھیجا ہے کہ ان غلطیوں کو دُور کر دوں اور قاضی یا حَکَم کا لفظ جو مجھے عطا کیا گیا ہے وہ اسی فیصلہ کے لئے ہے۔ ﴿۹﴾

اور ان کے مقابل پر ایک غلطی عیسائیوں میں بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ وہ مسیح جیسے مقدس اور بزرگوار کی نسبت جس کو انجیل شریف میں نور کہا گیا ہے نعوذ باللہ لعنت کا لفظ اطلاق کرتے ہیں اور وہ نہیں جانتے کہ لعن اور لعنت ایک لفظ عبرانی اور عربی میں مشترک ہے جس کے یہ معنی ہیں کہ ملعون انسان کا دل خدا سے بکلّی برگشتہ اور دُور اور مہجور ہو کر ایسا گندہ اور ناپاک ہو جائے جس طرح جذام سے جسم گندہ اور خراب ہو جاتا ہے اور عرب اور عبرانی کے اہل زبان اس

یہ حوالہ صفحہ 176 پر درج ہے	ستارہ قیصرہ صفحہ 1 تا 18 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 109 تا 126 از مرزا قادیانی

بات پر متفق ہیں کہ ملعون یا لعنتی صرف اُسی حالت میں کسی کو کہا جاتا ہے جبکہ اس کا دل درحقیقت خدا سے تمام تعلقات محبت اور معرفت اور اطاعت کے توڑ دے اور شیطان کا ایسا تابع ہو جائے کہ گویا شیطان کا فرزند ہو جائے اور خدا اس سے بیزار اور وہ خدا سے بیزار ہو جائے اور خدا اس کا دشمن اور وہ خدا کا دشمن ہو جائے اسی لئے لعین شیطان کا نام ہے۔ پس وہی نام حضرت مسیح علیہ السلام کے لئے تجویز کرنا اور ان کے پاک اور منوّر دل کو نعوذ باللہ شیطان کے تاریک دل سے مشابہت دینا اور وہ جو بقول ان کے خدا سے نکلا ہے اور وہ جو سراسر نور ہے اور وہ جو آسمان سے ہے اور وہ جو علم کا دروازہ اور خدا شناسی کی راہ اور خدا کا وارث ہے اُسی کی نسبت نعوذ باللہ یہ خیال کرنا کہ وہ لعنتی ہو کر یعنی خدا سے مردود ہو کر اور خدا کا دشمن ہو کر اور دل سیاہ ہو کر اور خدا سے برگشتہ ہو کر اور معرفت الٰہی سے نابینا ہو کر شیطان کا وارث بن گیا اور اس لقب کا مستحق ہو گیا جو شیطان کے لئے خاص ہے یعنی لعنت۔ یہ ایک ایسا عقیدہ ہے کہ اس کے سننے سے دِل پاش پاش ہوتا ہے اور بدن پر لرزہ پڑتا ہے۔ کیا خدا کے مسیح کا دِل خدا سے ایسا برگشتہ ہو گیا جیسے شیطان کا دل؟ کیا خدا کے پاک مسیح پر کوئی ایسا زمانہ آیا جس میں وہ خدا سے بیزار اور درحقیقت خدا کا دشمن ہو گیا۔ یہ بڑی غلطی اور بڑی بے ادبی ہے قریب ہے جو آسمان اس سے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے۔ غرض مسلمانوں کے جہاد کا عقیدہ مخلوق کے حق میں ایک بداندیشی ہے اور عیسائیوں کا یہ عقیدہ خود خدا کے حق میں بداندیشی ہے۔ اگر یہ ممکن ہے کہ نور کے ہوتے ہی اندھیرا ہو جائے تو یہ بھی ممکن ہے کہ نعوذ باللہ کسی وقت مسیح کے دِل نے لعنت کی زہرناک کیفیت اپنے اندر حاصل کی تھی۔ اگر انسانوں کی نجات اسی بے ادبی پر موقوف ہے تو بہتر ہے کہ کسی کی بھی نجات نہ ہو کیونکہ تمام گنہگاروں کا مرنا بہ نسبت اِس بات کے اچھا ہے کہ مسیح جیسے نور اور نورانی کو گمراہی کی تاریکی اور لعنت اور خدا

﴿۱۰﴾

کی عداوت کے گڑھے میں ڈوبنے والا قرار دیا جائے۔ سو میں یہ کوشش کر رہا ہوں کہ مسلمانوں کا وہ عقیدہ اور عیسائیوں کا یہ عقیدہ اصلاح پذیر ہو جائے۔ اور میں شکر کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے مجھے ان دونوں ارادوں میں کامیاب کیا ہے۔ چونکہ میرے ساتھ آسمانی نشان اور خدا کے معجزات تھے اس لئے مسلمانوں کے قائل کرنے کے لئے مجھے بہت تکلیف اُٹھانی نہیں پڑی اور ہزار ہا مسلمان خدا کے عجیب اور فوق العادت نشانوں کو دیکھ کر میرے تابع ہو گئے اور وہ خطرناک عقائد انہوں نے چھوڑ دیئے جو وحشیانہ طور پر ان کے دلوں میں تھے اور میرا گروہ ایک سچا خیر خواہ اس گورنمنٹ کا بن گیا ہے جو برٹش انڈیا میں سب سے اوّل درجہ پر جوشِ اطاعت دل میں رکھتے ہیں جس سے مجھے بہت خوشی ہے اور عیسائیوں کا یہ عیب دُور کرنے کے لئے خدا نے میری وہ مدد کی ہے جو میرے پاس الفاظ نہیں کہ میں شکر کر سکوں اور وہ یہ ہے کہ بہت سے قطعی دلائل اور نہایت پختہ وجوہ سے یہ ثابت ہو گیا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام صلیب پر فوت نہیں ہوئے بلکہ خدا نے اس پاک نبی کو صلیب پر سے بچا لیا اور آپ خدا تعالیٰ کے فضل سے نہ مر کر بلکہ زندہ ہی قبر میں غشی کی حالت میں داخل کئے گئے۔ اور پھر زندہ ہی قبر سے نکلے جیسا کہ آپ نے انجیل میں خود فرمایا تھا کہ میری حالت یونس نبی کی حالت سے مشابہ ہوگی۔ آپ کی انجیل میں الفاظ یہ ہیں کہ یونس نبی کا معجزہ دکھلاؤں گا سو آپ نے یہ معجزہ دکھلایا کہ زندہ ہی قبر میں داخل ہوئے اور زندہ ہی نکلے۔ یہ وہ باتیں ہیں جو انجیلوں سے ہمیں معلوم ہوتی ہیں لیکن اس کے علاوہ ایک بڑی خوشخبری جو ہمیں ملی ہے وہ یہ ہے کہ دلائل قاطعہ سے ثابت ہو گیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر سری نگر کشمیر میں موجود ہے اور یہ امر ثبوت کو پہنچ گیا ہے کہ آپ یہودیوں کے ملک سے بھاگ کر نصیبین کی راہ سے افغانستان میں آئے

ستارہ قیصرہ صفحہ 1 تا 18 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 109 تا 126 از مرزا قادیانی | یہ حوالہ صفحہ 176 پر درج ہے

اور ایک مدت تک کوہ نعمان میں رہے اور پھر کشمیر میں آئے اور ایک سو ۱۲۰ بیس برس کی عمر پا کر سری نگر میں آپ کا انتقال ہوا اور سری نگر محلہ خان یار میں آپ کا مزار ہے چنانچہ اس بارے میں مَیں نے ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام ہے **مسیح ہندوستان میں** یہ ایک بڑی فتح ہے جو مجھے حاصل ہوئی ہے اور میں جانتا ہوں کہ جلد تر یا کچھ دیر سے اس کا یہ نتیجہ ہوگا کہ یہ دو بزرگ قومیں عیسائیوں اور مسلمانوں کی جو مدّت سے بچھڑی ہوئی ہیں باہم شیر وشکر ہو جائیں گی اور بہت سے نزاعوں کو خیر باد کہہ کر محبت اور دوستی سے ایک دوسرے سے ہاتھ ملائیں گی۔ چونکہ آسمان پر یہی ارادہ قرار پایا ہے اس لئے ہماری گورنمنٹ انگریزی کو بھی قوموں کے اتفاق کی طرف بہت توجہ ہوگئی ہے جیسا کہ قانون سڈیشن کے بعض دفعات سے ظاہر ہے۔ اصل بھید یہ ہے کہ جو کچھ آسمان پر خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک تیاری ہوتی ہے زمین پر بھی ویسے ہی خیالات گورنمنٹ کے دل میں پیدا ہو جاتے ہیں۔ غرض ہماری ملکہ معظمہ کی نیک نیتی کی وجہ سے خدا تعالیٰ نے آسمان سے یہ اسباب پیدا کر دیئے ہیں کہ دونوں قوموں عیسائیوں اور مسلمانوں میں وہ اتحاد پیدا ہو جائے کہ پھر ان کو دو۲ قوم نہ کہا جائے۔ ﴿۱۱﴾

اب اس کے بعد مسیح علیہ السلام کی نسبت کوئی عقلمند یہ عقیدہ ہرگز نہیں رکھے گا کہ نعوذ باللہ کسی وقت اُن کا دِل لعنت کی زہرناک کیفیت سے رنگین ہو گیا تھا کیونکہ لعنت مصلوب ہونے کا نتیجہ تھا۔ پس جبکہ مصلوب ہونا ثابت نہ ہوا بلکہ یہ ثابت ہوا کہ آپ کی اُن دعاؤں کی برکت سے جو ساری رات باغ میں کی گئی تھیں اور فرشتے کی اُس منشاء کے موافق جو پلاطوس کی بیوی کے خواب میں حضرت مسیح علیہ السلام کے بچاؤ کی سفارش کے لئے

ستارہ قیصرہ صفحہ 1 تا 18 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 109 تا 126 از مرزا قادیانی | یہ حوالہ صفحہ 176 پر درج ہے

حوالہ نمبر 136

ظاہر ہوا تھا☆ اور خود حضرت مسیح علیہ السلام کی اس مثال کے موافق جو آپ نے یونس نبی کا تین دن مچھلی کے پیٹ میں رہنا اپنے انجام کار کا ایک نمونہ ٹھہرایا تھا آپ کو خدا تعالیٰ نے صلیب اور اس کے پھل سے جو لعنت ہے نجات بخشی اور آپ کی یہ دردناک آواز کہ ایلی ایلی لما سبقتانی* جناب الٰہی میں سنی گئی۔ یہ وہ کھلا کھلا ثبوت ہے جس سے ہر ایک حق کے طالب کا دل بے اختیار خوشی کے ساتھ اچھل پڑے گا۔ سو بلاشبہ یہ ہماری ملکہ معظمہ قیصرہ ہند کی برکات کا ایک پھل ہے جس نے حضرت مسیح علیہ السلام کے دامن کو تخمیناً انیس سو[1900] برس کی بیجا تہمت سے پاک کیا۔

اب میں مناسب نہیں دیکھتا کہ اس عریضہ نیاز کو طول دوں۔ گو میں جانتا ہوں کہ جس قدر میرے دل میں یہ جوش تھا کہ میں اپنے اخلاص اور اطاعت اور شکرگزاری کو حضور قیصرہ ہند دام ملکہا میں عرض کروں۔ پورے طور پر میں اس جوش کو ادا نہیں کر سکا ناچار دعا پر ختم کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ جو زمین و آسمان کا مالک اور نیک کاموں کی نیک جزا دیتا ہے وہ آسمان پر سے اس محسنہ قیصرہ ہند دام ملکہا کو ہماری طرف سے نیک جزا دے اور وہ فضل اُس کے شامل حال کرے جو نہ صرف دنیا تک محدود ہو بلکہ سچی اور دائمی خوشحالی جو

☆ یہ بات کسی طرح قبول کے لائق نہیں اور اس امر کو کسی دانشمند کا کانشنس قبول نہیں کرے گا کہ خدا تعالیٰ کا تو یہ ارادہ مصمم ہو کہ مسیح کو پھانسی دے مگر اس کا فرشتہ خواہ نخواہ مسیح کے چھڑانے کے لئے تڑپتا پھرے۔ کبھی پلاطوس کے دل میں مسیح کی محبت ڈالے اور اُس کے منہ سے یہ کہلاوے کہ میں یسوع کا کوئی گناہ نہیں دیکھتا اور کبھی پلاطوس کی بیوی کے پاس خواب میں جاوے اور اُس کو کہے کہ اگر یسوع مسیح پھانسی مل گیا تو پھر اس میں تمہاری خیر نہیں ہے یہ کیسی عجیب بات ہے کہ فرشتہ کا خدا سے اختلاف رائے۔ منہ

* ترجمہ یہ ہے کہ اے میرے خدا۔ اے میرے خدا تو نے کیوں مجھے چھوڑ دیا۔ منہ

ستارہ قیصرہ صفحہ 1 تا 18 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 109 تا 126 از مرزا قادیانی | یہ حوالہ صفحہ 176 پر درج ہے

آخرت کو ہوگی وہ بھی عطا فرماوے اور اس کو خوش رکھے اور ابدی خوشی پانے کے لئے اس کے لئے سامان مہیا کرے اور اپنے فرشتوں کو حکم کرے کہ تا اس مبارک قدم ملکہ معظّمہ کو کہ اس قدر مخلوقات پر نظر رحم رکھنے والی ہے اپنے اس الہام سے منوّر کریں جو بجلی کی چمک کی طرح ایک دم میں دل میں نازل ہوتا اور تمام صحن سینہ کو روشن کرتا اور فوق الخیال تبدیلی کر دیتا ہے یاالٰہی ہماری ملکہ معظّمہ قیصرہ ہند کو ہمیشہ ہر ایک پہلو سے خوش رکھ اور ایسا کر کہ تیری طرف سے ایک بالائی طاقت اس کو تیرے ہمیشہ کے نوروں کی طرف کھینچ کر لے جائے اور دائمی اور ابدی سرور میں داخل کرے کہ تیرے آگے کوئی بات انہونی نہیں اور سب کہیں کہ آمین۔

الملتمس

خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان

ضلع گورداسپورہ۔ (پنجاب)

۲۰ راگست ۱۸۹۹ء

☆☆☆

ستارہ قیصرہ صفحہ 1 تا 18 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 109 تا 126 از مرزا قادیانی	یہ حوالہ صفحہ 176 پر درج ہے

کشمیر جنت نظیر میں اُن کو پہنچا دیا۔ سو انہوں نے سچائی کے لئے صلیب سے پیار کیا اور اس طرح اُس پر چڑھ گئے جیسا کہ ایک بہادر سوار خوش عنان گھوڑے پر چڑھتا ہے سو ایسا ہی میں بھی مخلوق کی بھلائی کے لئے صلیب سے پیار کرتا ہوں اور میں یقین رکھتا ہوں کہ جس طرح خدا تعالیٰ کے فضل اور کرم نے حضرت مسیح کو صلیب سے بچالیا اور ان کی تمام رات کی دعا جو باغ میں کی گئی تھی قبول کر کے ان کو صلیب اور صلیب کے نتیجوں سے نجات دی ایسا ہی مجھے بھی بچائے گا اور حضرت مسیح صلیب سے نجات پا کر نصیبین کی طرف آئے اور پھر افغانستان کے مُلک میں ہوتے ہوئے کوہ نعمان میں پہنچے اور جیسا کہ اُس جگہ شہزادہ نبی کا چبوترہ اب تک گواہی دے رہا ہے وہ ایک مدت تک کوہ نعمان میں رہے اور پھر اس کے بعد پنجاب کی طرف آئے آخر کشمیر میں گئے اور کوہ سلیمان پر ایک مُدت تک عبادت کرتے رہے اور سکھوں کے زمانہ تک اُن کی یادگار کا کوہِ سلیمان پر کتبہ موجود تھا آخر سرینگر میں ایک سو پچیس برس کی عمر میں وفات پائی اور خان یار کے محلّہ کے قریب آپ کا مُقدس مزار ہے۔ غرض جیسا کہ اس نبی نے سچائی کے لئے صلیب کو قبول کیا ایسا ہی میں بھی قبول کرتا ہوں۔ اگر اس جلسہ کے بعد جس کی گورنمنٹ محسنہ کو ترغیب دیتا ہوں ایک سال کے اندر میرے نشان تمام دنیا پر غالب نہ ہوں تو میں خدا کی طرف سے نہیں ہوں۔ میں راضی ہوں کہ اِس جرم کی سزا میں سولی دیا جاؤں اور میری ہڈیاں توڑی جائیں۔ لیکن وہ خدا جو آسمان پر ہے جو دِل کے خیالات کو جانتا ہے جس کے الہام سے میں نے اس عریضہ کو لکھا ہے وہ میرے ساتھ ہوگا اور میرے ساتھ ہے وہ مجھے اِس گورنمنٹ عالیہ اور قوموں کے سامنے شرمندہ نہیں کرے گا۔ اُسی کی رُوح ہے جو میرے اندر بولتی ہے۔ مَیں نہ اپنی طرف سے بلکہ اُس کی طرف سے یہ پیغام پہنچا رہا ہوں تا سب کچھ جو اتمام حجت کے لئے چاہیئے

تریاق القلوب صفحہ 371، 372 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 499، 500 از مرزا قادیانی	یہ حوالہ صفحہ 188 پر درج ہے

پورا ہو۔ یہ سچ ہے کہ میں اپنی طرف سے نہیں بلکہ اُس کی طرف سے کہتا ہوں اور وہی ہے جو میرا مددگار ہوگا۔

بالآخر میں اس بات کا بھی شکر کرتا ہوں کہ ایسے عریضہ کو پیش کرنے کے لئے میں بجز اِس سلطنت محسنہ کے اور کسی سلطنت کو وسیع الاخلاق نہیں پاتا اور گو اِس مُلک کے مولوی ایک اور کفر کا فتویٰ بھی مجھ پر لگادیں مگر میں کہنے سے باز نہیں رہ سکتا کہ ایسے عرائض کے پیش کرنے کے لئے عالی حوصلہ عالی اخلاق صرف سلطنت انگریزی ہے۔ میں اِس سلطنت کے مقابل پر سلطنت روم کو بھی نہیں پاتا جو اِسلامی سلطنت کہلاتی ہے۔ اب میں اس دعا پر ختم کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ ہماری محسنہ ملکہ معظمہ قیصرہ ہند کو عمر دراز کر کے ہر ایک اقبال سے بہرہ ور کرے اور وہ تمام دعائیں جو میں نے اپنے رسالہ ستارۂ قیصرہ اور تحفۂ قیصریہ میں ملکہ موصوفہ کو دی ہیں قبول فرماوے اور میں اُمید رکھتا ہوں کہ گورنمنٹ محسنہ اس کے جواب سے مجھے مشرف فرماوے گی۔ والدعا۔

(ص)

عریضۂ خاکسار

مرزا غلام احمد از قادیاں

المرقوم ۲۷ / ستمبر ۱۸۹۹ء

تریاق القلوب صفحہ 371، 372 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 499، 500 از مرزا قادیانی | یہ حوالہ صفحہ 188 پر درج

﴿۱۴﴾ کہ یہ لوگ بنی نوع کی خونریزی سے خوش ہوتے ہیں۔ مگر یہ قرآنی تعلیم نہیں ہے اور نہ سب مسلمان اس خیال کے ہیں۔ یہ پادریوں کی بھی خیانت ہے کہ ناحق دائمی جہاد کے مسئلہ کو قرآن شریف کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ اور اس طرح پر بعض نادانوں کو دھوکہ میں ڈال کر نفسانی جوشوں کی طرف ان کو توجہ دیتے ہیں۔ اور میں نہ اپنے نفس سے اور نہ اپنے خیال سے بلکہ خدا سے مامور ہوں کہ جس گورنمنٹ کے سایہ عطوفت کے نیچے میں امن کے ساتھ زندگی بسر کر رہا ہوں اس کیلئے دعا میں مشغول رہوں اور اس کے احسانات کا شکر کروں اور اس کی خوشی کو اپنی خوشی سمجھوں۔ اور جو کچھ مجھے فرمایا گیا ہے نیک نیتی سے اس تک پہنچاؤں۔ لہٰذا اس موقعہ جوبلی پر جناب **ملکہ معظمہ** کے ان متواتر احسانات کو یاد کر کے جو ہماری جان اور مال اور آبرو کے شامل حال ہیں۔ ہدیہ شکرگزاری پیش کرتا ہوں اور وہ ہدیہ دعائے سلامتی و اقبال **ملکہ ممدوحہ** ہے جو دل سے اور وجود کے ذرّہ ذرّہ سے نکلتی ہے۔

اے **قیصرہ و ملکہ معظمہ!** ہمارے دل تیرے لئے دعا کرتے ہوئے جناب الٰہی میں جھکتے ہیں اور ہماری روحیں تیرے اقبال اور سلامتی کیلئے حضرت احدیّت میں سجدہ کرتی ہیں۔ **اے اقبال مند قیصرہ ہند!** اس جوبلی کی تقریب پر ہم اپنے دل اور جان سے تجھے مبارکباد دیتے ہیں۔ اور خدا سے چاہتے ہیں کہ خدا تجھے ان نیکیوں کی بہت بہت جزا دے جو تجھ سے اور تیری بابرکت سلطنت سے اور تیرے امن پسند حکام سے ہمیں پہنچی ہیں۔ ہم تیرے وجود کو اس ملک کیلئے خدا کا ایک بڑا فضل سمجھتے ہیں اور ہم ان الفاظ کے نہ ملنے سے شرمندہ ہیں جن سے ہم اس شکر کو پورے طور پر ادا کر سکتے۔ ہر ایک دعا جو ایک سچا شکرگزار تیرے لئے کر سکتا ہے ہماری طرف سے تیرے

تحفۂ قیصریہ صفحہ 14 تا 16 مندرجہ روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 266 تا 268 از مرزا قادیانی	یہ حوالہ صفحہ 189 پر درج ہے

﴿۱۵﴾ حق میں قبول ہو۔ خدا تیری آنکھوں کو مرادوں کے ساتھ ٹھنڈی رکھے اور تیری عمر اور صحت اور سلامتی میں زیادہ سے زیادہ برکت دے اور تیرے اقبال کا سلسلہ ترقیات جاری رکھے اور تیری اولاد اور ذرّیت کو تیری طرح اقبال کے دن دکھاوے۔ اور فتح اور ظفر عطا کرتا رہے۔ ہم اس کریم و رحیم خدا کا بہت بہت شکر کرتے ہیں جس نے اس مسرت بخش دن کو ہمیں دکھایا۔ اور جس نے ایسی محسنہ رعیّت پرور دادگستر بیدار مغز ملکہ کے زیر سایہ ہمیں پناہ دی۔ اور ہمیں اس کے مبارک عہد سلطنت کے نیچے یہ موقعہ دیا کہ ہم ہر ایک بھلائی کو جو دنیا اور دین کے متعلق ہو حاصل کر سکیں۔ اور اپنے نفس اور اپنی قوم اور اپنے بنی نوع کیلئے سچی ہمدردی کے شرائط بجا لا سکیں۔ اور ترقی کی ان راہوں پر آزادی سے قدم مار سکیں۔ جن راہوں پر چلنے سے نہ صرف ہم دنیا کی مکروہات سے محفوظ رہ سکتے ہیں بلکہ ابدی جہان کی سعادتیں بھی ہمیں حاصل ہو سکتی ہیں۔

جب ہم سوچتے ہیں کہ یہ تمام نیکیاں اور انکے وسائل جناب قیصرہ ہند کی عہد سلطنت میں ہم کو ملی ہیں۔ اور یہ سب خیر اور بھلائی کے دروازے اسی ملکہ معظّمہ مبارکہ کے ایام بادشاہت میں ہم پر کھلے ہیں تو اس سے ہمیں اس بات پر قوی دلیل ملتی ہے کہ جناب قیصرہ ہند کی نیّت رعایا پروری کیلئے نہایت ہی نیک ہے۔ کیونکہ یہ ایک مسلّم مسئلہ ہے کہ بادشاہ کی نیت رعایا کے اندرونی حالات اور انکے اخلاق اور چال چلن پر بہت اثر رکھتی ہے۔ یا یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ جب کسی حصہ زمین پر نیک نیّت اور عادل بادشاہ حکمرانی کرتا ہے تو خدا تعالیٰ کی یہی عادت ہے کہ اس زمین کے رہنے والے اچھی باتوں اور نیک اخلاق کی طرف توجہ کرتے ہیں۔ اور خدا اور خلقت کے ساتھ اخلاص کی عادت ان میں پیدا ہو جاتی ہے۔ سو یہ امر ہر ایک آنکھ کو بدیہی طور پر نظر آ رہا ہے کہ برٹش انڈیا

﴿۱۶﴾ میں اچھی حالتوں اور اچھے اخلاق کی طرف ایک انقلاب عظیم پیدا ہو رہا ہے اور وحشیانہ جذبات ملکوتی حالات کی طرف انتقال کر رہے ہیں۔ اور نئی ذرّیت نفاق کی جگہ اخلاص کو زیادہ پسند کرتی جاتی ہے۔ اور لوگوں کی استعدادیں سچائی کے قبول کرنے کیلئے بہت نزدیک آتی جاتی ہیں۔ انسانوں کی عقل اور فہم اور سوچ میں ایک بڑی تبدیلی پیدا ہوگئی ہے اور اکثر لوگ ایک سادہ اور بے لوث زندگی کیلئے طیار ہو رہے ہیں۔ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ یہ عہد سلطنت ایک ایسی روشنی کا پیش خیمہ ہے جو آسمان سے اتر کر دلوں کو روشن کرنے والی ہے۔ ہزاروں دل اس طرح پر راستی کے شوق میں اچھل رہے ہیں کہ گویا وہ ایک آسمانی مہمان کیلئے جو سچائی کا نور ہے پیشوائی کے طور پر قدم بڑھاتے ہیں۔ انسانی قویٰ کے تمام پہلوؤں میں اچھے انقلاب کا رنگ دکھائی دیتا ہے اور دلوں کی حالت اس عمدہ زمین کی طرح ہو رہی ہے جو اپنا سبزہ نکالنے کیلئے پھول گئی ہو۔ ہماری ملکہ معظمہ اگر اس بات سے فخر کریں تو بجا ہے کہ روحانی ترقیات کیلئے خدا اسی زمین سے ابتدا کرنا چاہتا ہے جو برٹش انڈیا کی زمین ہے۔ اس ملک میں کچھ ایسے روحانی انقلاب کے آثار نظر آتے ہیں کہ گویا خدا بہتوں کو سفلی زندگی سے باہر نکالنا چاہتا ہے۔ اکثر لوگ بالطبع پاک زندگی کے حاصل کرنے کیلئے میل کرتے جاتے ہیں اور بہت سی روحیں عمدہ تعلیم اور عمدہ اخلاق کی تلاش میں ہیں اور خدا کا فضل امید دے رہا ہے کہ وہ اپنی ان مرادوں کو پائیں گے۔

اگرچہ اکثر قومیں ابھی ایسی کمزور ہیں کہ سچائی کی گواہی صفائی کے ساتھ دے نہیں سکتیں بلکہ سچائی کو سمجھ نہیں سکتیں اور ان کی تحریر اور تقریر میں کم وبیش تعصب کی رنگ آمیزی پائی جاتی ہے مگر دیکھا جاتا ہے کہ انصاف پسند انسانوں میں حق شناسی کی قوت بڑھ گئی ہے۔ وہ راستی کی چمک کو بہت سے پردوں میں سے بھی دیکھ لیتے ہیں۔ یہ ایک بڑی قابل قدر

﴿۱﴾

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نحمدہ ونصلی علٰی رسولہ الکریم

یہ عریضۂ مبارکبادی

اس شخص کی طرف سے ہے جو یسوع مسیح کے نام پر طرح طرح کی بدعتوں سے دنیا کو چھڑانے کیلئے آیا ہے۔ جس کا مقصد یہ ہے کہ امن اور نرمی کے ساتھ دنیا میں سچائی قائم کرے اور لوگوں کو اپنے پیدا کنندہ سے سچی محبت اور بندگی کا طریق سکھائے۔ اور اپنے بادشاہ ملکہ معظّمہ سے جس کی وہ رعایا ہیں سچی اطاعت کا طریق سمجھائے۔ اور بنی نوع میں باہمی سچّی ہمدردی کرنے کا سبق دیوے۔ اور نفسانی کینوں اور جوشوں کو درمیان سے اٹھائے اور ایک پاک صلح کاری کو خدا کے نیک نیّت بندوں میں قائم کرے جس کی نفاق سے ملونی نہ ہو اور یہ نوشتہ ایک ہدیہ شکرگذاری ہے کہ جو عالی جناب **قیصرہ ہند ملکہ معظمہ والی انگلستان وہند دام اقبالھا بالقابھا** کے حضور میں بتقریب جلسہ **جوبلی شصت سالہ** بطور مبارکباد پیش کیا گیا ہے۔

مبارک! مبارک!! مبارک!!!

بے خبر دونوں ہیں جو کہتے ہیں بد یا نیک مرد
میرے باطن کی نہیں ان کو خبر اک ذرّہ وار

﴿۱۱۱﴾

ابنِ مریم ہوں مگر اُترا نہیں مَیں چرخ سے
نیز مہدی ہوں مگر بے تیغ اور بے کارزار

ملک سے مجھ کو نہیں مطلب نہ جنگوں سے ہے کام
کام میرا ہے دلوں کو فتح کرنا نے دیار

تاج و تختِ ہند قیصر کو مبارک ہو مدام
اُن کی شاہی میں مَیں پاتا ہوں رفاہِ روزگار

مجھ کو کیا ملکوں سے میرا ملک ہے سب سے جُدا
مجھ کو کیا تاجوں سے میرا تاج ہے رضوانِ یار

ہم تو بستے ہیں فلک پر اس زمیں کو کیا کریں
آسماں کے رہنے والوں کو زمیں سے کیا نقار

ملکِ روحانی کی شاہی کی نہیں کوئی نظیر
گو بہت دنیا میں گذرے ہیں امیر و تاجدار

داغِ لعنت ہے طلب کرنا زمیں کا عزّ و جاہ
جس کا جی چاہے کرے اس داغ سے وہ تن فگار

کام کیا عزت سے ہم کو شہرتوں سے کیا غرض
گر وہ ذلّت سے ہو راضی اس پہ سو عزت نثار

ہم اُسی کے ہوگئے ہیں جو ہمارا ہوگیا
چھوڑ کر دنیاءِ دوں کو ہم نے پایا وہ نگار

دیکھتا ہوں اپنے دل کو عرشِ ربّ العالمیں
قرب اتنا بڑھ گیا جس سے ہے اُترا مجھ میں یار

دوستی بھی ہے عجب جس سے ہوں آخر دوستی
آملی اُلفت سے اُلفت ہوکے دو دل پر سوار

دیکھ لو میل و محبت میں عجب تاثیر ہے
ایک دل کرتا ہے جھک کر دوسرے دل کو شکار

کوئی رہ نزدیک تر راہِ محبت سے نہیں
طے کریں اس راہ سے سالک ہزاروں دشتِ خار

اس کے پانے کا یہی اے دوستو اک راز ہے
کیمیا ہے جس سے ہاتھ آجائے گا زر بے شمار

تیر تاثیرِ محبت کا خطا جاتا نہیں
تیر اندازو! نہ ہونا سست اس میں زینہار

ہے یہی اک آگ تا تم کو بچاوے آگ سے
ہے یہی پانی کہ نکلیں جس سے صدہا آبشار

اِس سے خود آکر ملے گا تم سے وہ یارِ ازل
اس سے تم عرفانِ حق سے پہنو گے پھولوں کے ہار

وہ کتابِ پاک و برتر جس کا فرقاں نام ہے
وہ یہی دیتی ہے طالب کو بشارت بار بار

براہین احمدیہ جلد پنجم صفحہ 111 مندرجہ روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 141 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 192 پر درج ہے

اس خدا کا شکر ہے جس نے آج ہمیں یہ عظیم الشان خوشی کا دن دکھلایا کہ ہم نے اپنی ملکہ معظمہ قیصرہ ہند و انگلستان کی شصت سالہ جوبلی کو دیکھا۔ جس قدر اس دن کے آنے سے مسرت ہوئی کون اس کو اندازہ کر سکتا ہے؟ ہماری محسنہ قیصرہ مبارکہ کو ہماری طرف سے خوشی اور شکر سے بھری ہوئی مبارکباد پہنچے۔ خدا ملکہ معظمہ کو ہمیشہ خوشی سے رکھے!

وہ خدا جو زمین کو بنانے والا اور آسمانوں کو اونچا کرنے والا اور چمکتے ہوئے سورج اور چاند کو ہمارے لئے کام میں لگانے والا ہے۔ اس کی جناب میں ہم دعا کرتے ہیں کہ وہ ہماری ملکہ معظمہ قیصرہ ہند کو جو اپنی رعایا کی مختلف اقوام کو کنار عاطفت میں لئے ہوئے ہے جس کے ایک وجود سے کروڑہا انسانوں کو آرام پہنچ رہا ہے تا دیر گاہ سلامت رکھے اور ایسا ہو کہ جلسۂ جوبلی کی تقریب پر (جس کی خوشی سے کروڑہا دل برٹش انڈیا اور انگلستان کے جوش نشاط میں ان پھولوں کی طرح حرکت کر رہے ہیں جو نسیم صبا کی ٹھنڈی ہوا سے شگفتہ ہو کر پرندوں کی طرح اپنے پروں کو ہلاتے ہیں) جس زور شور سے زمین مبارکبادی کیلئے اچھل رہی ہے ایسا ہی آسمان بھی اپنے آفتاب و ماہتاب اور تمام ستاروں کے ساتھ مبارکبادیاں دیوے! اور عنایت صمدی ایسا کرے کہ جیسا کہ ہماری عالی شان محسنہ ملکہ معظمہ والی ہند و انگلستان اپنی رعایا کے تمام بوڑھوں اور بچوں کے دلوں میں ہر دلعزیز ہے ویسا ہی آسمانی فرشتوں کے دلوں میں بھی ہر دلعزیز ہو جائے۔ وہ قادر جس نے بیشمار دنیوی برکتیں اسکو عطا کیں دینی برکتوں سے بھی اسے مالا مال کرے۔ وہ رحیم جس نے اس جہان میں اسکو خوش رکھا اگلے جہان میں بھی خوشی کے سامان اس کیلئے عطا کرے۔ خدا کے کاموں سے کیا بعید ہے کہ ایسا مبارک وجود جس سے کروڑہا بلکہ بے شمار نیکی کے کام ہوئے اور ہو رہے ہیں اس کے ہاتھ سے یہ آخری نیکی بھی ہو جائے

تحفہ قیصریہ صفحہ 3,2 مندرجہ روحانی خزائن جلد 12، صفحہ 254، 255 از مرزا قادیانی	یہ حوالہ صفحہ 192 پر درج ہے

کہ انگلستان کو رحم اور امن کے ساتھ انسان پرستی سے پاک کر دیا جائے تا فرشتوں کی روحیں بھی بول اٹھیں کہ اے موحدہ صدیقہ تجھے آسمان سے بھی مبارکباد جیسا کہ زمین سے!! [۳]

یہ دعا گو کہ جو دنیا میں عیسیٰ مسیح کے نام سے آیا ہے اسی طرح وجود ملکہ معظمہ قیصرہ ہند اور اس کے زمانہ سے فخر کرتا ہے جیسا کہ سیّد الکونین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے نوشیروان عادل کے زمانہ سے فخر کیا تھا۔ سو اگرچہ جلسۂ جوبلی کی مبارک تقریب پر ہر ایک شخص پر واجب ہے کہ ملکہ معظمہ کے احسانات کو یاد کر کے مخلصانہ دعاؤں کے ساتھ مبارکباد دے اور حضور قیصرہ ہند و انگلستان میں شکرگذاری کا ہدیہ گذرانے۔ مگر میں دیکھتا ہوں کہ مجھ پر سب سے زیادہ واجب ہے۔ میرے لئے خدا نے پسند کیا کہ میں آسمانی کارروائی کیلئے ملکہ معظمہ کی پُرامن حکومت کی پناہ لوں۔ سو خدا نے مجھے ایسے وقت میں اور ایسے ملک میں مامور کیا جس جگہ انسانوں کی آبرو اور مال اور جان کی حفاظت کیلئے حضرت قیصرہ مبارکہ کا عہد سلطنت ایک فولادی قلعہ کی تاثیر رکھتا ہے۔ جس امن کے ساتھ میں نے اس ملک میں بود و باش کر کے سچائی کو پھیلایا اس کا شکر کرنا میرے پر سب سے زیادہ واجب ہے۔ اور اگرچہ میں نے اس شکرگزاری کیلئے بہت سی کتابیں اردو اور عربی اور فارسی میں تالیف کر کے اور ان میں جناب ملکہ معظمہ کے تمام احسانات کو جو برٹش انڈیا کے مسلمانوں کے شامل حال ہیں اسلامی دنیا میں پھیلائی ہیں اور ہر ایک مسلمان کو سچی اطاعت اور فرمانبرداری کی ترغیب دی ہے۔ لیکن میرے لئے ضروری تھا کہ یہ تمام کارنامہ اپنا جناب ملکہ معظمہ کے حضور میں بھی پہنچاؤں۔ سو اسی بناء پر آج مجھے جناب ملکہ معظمہ قیصرہ ہند کی جوبلی کے مبارک موقعہ پر جو سچی وفادار رعایا کیلئے بیشمار شکر اور خوشی کا محل ہے اس

تحفہ قیصریہ صفحہ 3,2 مندرجہ روحانی خزائن جلد 12، صفحہ 254، 255 از مرزا قادیانی | یہ حوالہ صفحہ 192 پر درج ہے

مِن نُخب الصالحين. هذه أقوالهم وفتاواهم، وما امتنعوا إلى هذا الوقت

تو وہ بڑا ہی نیک بخت اور چنے ہوئے نکوکاروں میں سے ہے۔ یہ ان کی باتیں اور یہ ان کے فتوے ہیں اور اب تک ان

من هذه الفتن الصمّاء، وما فاء وا إلى الارعواء، وما كانوا متندّمين.

نہائت پُرشر فتنوں سے باز نہیں آئے اور حیا کی طرف رجوع نہیں کیا اور نہ نادم ہوئے۔

ولولا خوف سيف الدولة البرطانية لمزّقونا كلّ ممزّق، ولكن

اور اگر انگریزی سلطنت کی تلوار کا خوف نہ ہوتا تو ہمیں ٹکڑے ٹکڑے کر دیتے لیکن

هذه الدولة القاهرة السائسة المباركة لنا - جزاها الله منّا خير الجزاء -

یہ دولت برطانیہ غالب اور باسیاست جو ہمارے لئے مبارک ہے خدا اس کو ہماری طرف سے جزاء خیر دے۔

تؤوى الضعفاءَ تحت جناح التحنّن والترحم، فما كان لقويٍّ أن يظلم

کمزوروں کو اپنی مہربانی اور شفقت کے بازو کے نیچے پناہ دیتی ہے پس ایک کمزور پر زبردست کچھ تعدی نہیں کر سکتا

الضعيف، فنعيش تحت ظلها بالأمن والعافية شاكرين. وإنّ هذا فضل

سو ہم اس سلطنت کے سایہ کے نیچے بڑے آرام اور امن سے زندگی بسر کر رہے ہیں اور شکر گذار ہیں

الله علينا وإحسانه أنه ما فوّض أمرنا إلى ملِكٍ ظالمٍ يدوسنا تحت

اور یہ خدا کا فضل اور احسان ہے جو اس نے ہمیں کسی ایسے ظالم بادشاہ کے حوالہ نہیں کیا جو ہمیں پیروں کے نیچے کچل ڈالتا

الأقدام ولا يرحم، بل أعطانا ملِكةً راحمةً التي تربينا بوابل الإحسان

اور کچھ رحم نہ کرتا بلکہ اس نے ہمیں ایک ایسی ملکہ عطا کی ہے جو ہم پر رحم کرتی ہے اور احسان کی بارش سے اور مہربانی کے مینہ سے

والإكرام، وتنهضنا من حضيض الضعف والهوان، فجزاها الله خير ما

ہماری پرورش فرماتی ہے اور ہمیں ذلت اور کمزوری کی پستی سے اوپر کی طرف اٹھاتی ہے سو خدا اس کو وہ جزاء خیر دے

جازى ملِكًا عادلًا عن رعيته، وأجزلَ لها الأجر وباركَ فيها ولها،

جو ایک عادل بادشاہ کو اس کی رعیت پروری کی وجہ سے ملتی ہے اور اس کو بہت ہی بدلہ دے اور اس میں اور اس کے لئے برکت

وتفضّلَ عليها بنعماء التوحيد والإسلام، ورحمها كما هي رحمنا ☆

نازل کرے اور اس پر یہ احسان بھی کرے کہ وہ مسلمان جائے ہو اور توحید اور اسلام کی نعمت اس کو ملے اور اس پر

☆ سهو والصحيح "رحمتنا" (الناشر)

نور الحق حصہ اوّل صفحہ 6 مندرجہ روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 6 از مرزا قادیانی | یہ حوالہ صفحہ 193 پر درج ہے

میں پیدا ہو کر اپنی کمال ہمت اور ہمدردی بنی نوع کے رُو سے طبعًا ایک آسمانی منجی کو چاہتا ہے۔اسی طرح حضرت مسیح علیہ السلام کے وقت میں ہوا کیونکہ اُس وقت کا قیصر روم ایک نیک نیت انسان تھا اور نہیں چاہتا تھا کہ زمین پر ظلم ہو اور انسانوں کی بھلائی اور نجات کا طالب تھا تب آسمان کے خدا نے وہ روشنی بخشنے والا چاند ناصرہ کی زمین سے چڑھایا یعنی عیسٰی مسیح تا جیسا کہ ناصرہ کے لفظ کے معنے عبرانی میں طراوت اور تازگی اور سرسبزی ہے یہی حالت انسانوں کے دلوں میں پیدا کرے۔سوائے ہماری پیاری قیصرہ ہند خدا تجھے دیر گاہ تک سلامت رکھے۔تیری نیک نیتی اور رعایا کی سچی ہمدردی اس قیصر روم سے کم نہیں ہے بلکہ ہم زور سے کہتے ہیں کہ اس سے بہت زیادہ ہے کیونکہ تیری نظر کے نیچے جس قدر غریب رعایا ہے جس کی تو اے ملکہ معظمہ قیصرہ ہمدردی کرنا چاہتی ہے اور جس طرح تو ہر ایک پہلو سے اپنی عاجز رعیّت کی خیر خواہ ہے اور جس طرح تو نے اپنی خیر خواہی اور رعیت پروری کے نمونے دکھلائے ہیں۔یہ کمالات اور برکات گذشتہ قیصروں میں سے کسی میں بھی نہیں پائے جاتے اس لئے تیرے ہاتھ کے کام جو سراسر نیکی اور فیاضی سے رنگین ہیں سب سے زیادہ اس بات کو چاہتے ہیں کہ جس طرح تو اے ملکہ معظّمہ اپنی تمام رعیت کی نجات اور بھلائی اور آرام کے لئے دردمند ہے اور رعیت پروری کی تدبیروں میں مشغول ہے اسی طرح خدا بھی آسمان سے تیرا ہاتھ بٹاوے سو یہ مسیح موعود جو دنیا میں آیا تیرے ہی وجود کی برکت اور دِلی نیک نیتی اور سچی ہمدردی کا ایک نتیجہ ہے۔خدا نے تیرے عہد سلطنت میں دُنیا کے دردمندوں کو یاد کیا اور آسمان سے اپنے مسیح کو بھیجا اور وہ تیرے ہی ملک میں اور تیری ہی حدود میں پیدا ہوا تا دنیا کے لئے یہ ایک گواہی ہو کہ تیری زمین کے

ستارہ قیصرہ صفحہ 10، 11 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 118، 119 از مرزا قادیانی	یہ حوالہ صفحہ 194 پر درج ہے

سلسلہ عدل نے آسمان کے سلسلہ عدل کو اپنی طرف کھینچا اور تیرے رحم کے سلسلہ نے آسمان پر ایک رحم کا سلسلہ بپا کیا اور چونکہ اس مسیح کا پیدا ہونا حق اور باطل کی تفریق کے لئے دنیا پر ایک آخری حکم ہے جس کے رُو سے مسیح موعود حَکَم کہلاتا ہے اس لئے ناصرہ کی طرح جس میں تازگی اور سرسبزی کے زمانہ کی طرف اشارہ تھا اس مسیح کے گاؤں کا نام اسلام پور قاضی ماجھی رکھا گیا تا قاضی کے لفظ سے خدا کے اُس آخری حَکَم کی طرف اشارہ ہو جس سے برگزیدوں کو دائمی فضل کی بشارت ملتی ہے اور تا مسیح موعود کا نام جو حَکَم ہے۔ اس کی طرف بھی ایک لطیف ایما ہو اور اسلام پور قاضی ماجھی اُس وقت اس گاؤں کا نام رکھا گیا تھا جبکہ بابر بادشاہ کے عہد میں اس ملک ماجھ کا ایک بڑا علاقہ حکومت کے طور پر میرے بزرگوں کو ملا تھا اور پھر رفتہ رفتہ یہ حکومت خود مختار ریاست بن گئی اور پھر کثرت استعمال سے قاضی کا لفظ قادی سے بدل گیا اور پھر اور بھی تغیر پاکر قادیاں ہو گیا۔ غرض ناصرہ اور اسلام پور قاضی کا لفظ ایک بڑے پُرمعنی نام ہیں جو ایک ان میں سے رُوحانی سرسبزی پر دلالت کرتا ہے اور دوسرا رُوحانی فیصلہ پر جو مسیح موعود کا کام ہے۔ اے ملکہ معظمہ قیصرہ ہند خدا تجھے اقبال اور خوشی کے ساتھ عمر میں برکت دے۔ تیرا عہدِ حکومت کیا ہی مبارک ہے کہ آسمان سے خدا کا ہاتھ تیرے مقاصد کی تائید کر رہا ہے۔ تیری ہمدردیٔ رعایا اور نیک نیتی کی راہوں کو فرشتے صاف کر رہے ہیں۔ تیرے عدل کے لطیف بخارات بادلوں کی طرح اُٹھ رہے ہیں تا تمام ملک کو رشک بہار بناویں۔ شریر ہے وہ انسان جو تیرے عہد سلطنت کا قدر نہیں کرتا اور بدذات ہے وہ نفس جو تیرے احسانوں کا شکر گذار نہیں۔ چونکہ یہ مسئلہ تحقیق شدہ ہے کہ دل کو دل سے راہ ہوتا ہے اس لئے مجھے ضرورت نہیں کہ میں اپنی زبان کی لفاظی سے اِس بات کو ظاہر کروں کہ میں آپ سے دِلی محبت رکھتا ہوں اور میرے دِل میں خاص طور پر

ستارہ قیصرہ صفحہ 10، 11 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 118، 119 از مرزا قادیانی	یہ حوالہ صفحہ 194 پر درج ہے

تیرے عہدِ سلطنت سے زیادہ پُر امن اور کونسا عہد سلطنت ہوگا جس میں مسیح موعود آئے گا؟ اے ملکہ معظّمہ تیرے وہ پاک ارادے ہیں جو آسمانی مدد کو اپنی طرف کھینچ رہے ہیں اور تیری نیک نیتی کی کشش ہے جس سے آسمان رحمت کے ساتھ زمین کی طرف جھکتا جاتا ہے اس لئے تیرے عہد سلطنت کے سوا اور کوئی بھی عہد سلطنت ایسا نہیں ہے جو مسیح موعود کے ظہور کے لئے موزوں ہو۔ سو خدا نے تیرے نورانی عہد میں آسمان سے ایک نور نازل کیا کیونکہ نور نور کو اپنی طرف کھینچتا اور تاریکی تاریکی کو کھینچتی ہے اے مبارک اور با اقبال ملکۂ زمان جن کتابوں میں مسیح موعود کا آنا لکھا ہے ان کتابوں میں صریح تیرے پُر امن عہد کی طرف اشارات پائے جاتے ہیں مگر ضرور تھا کہ اسی طرح مسیح موعود دنیا میں آتا جیسا کہ ایلیا نبی یوحنّا کے لباس میں آیا تھا یعنی یوحنّا ہی اپنی خُو اور طبیعت سے خدا کے نزدیک ایلیا بن گیا۔ سو اِس جگہ بھی ایسا ہی ہوا کہ ایک کو تیرے بابرکت زمانہ میں عیسیٰ (علیہ السلام) کی خُو اور طبیعت دی گئی۔ اِس لئے وہ مسیح کہلایا اور ضرور تھا کہ وہ آتا کیونکہ خدا کے پاک نوشتوں کا ٹلنا ممکن نہیں۔ اے ملکہ معظمہ اے تمام رعایا کی فخر یہ قدیم سے عادت اللہ ہے کہ جب شاہِ وقت نیک نیت اور رعایا کی بھلائی چاہنے والا ہو تو وہ جب اپنی طاقت کے موافق امن عامہ اور نیکی پھیلانے کے انتظام کر چکتا ہے اور رعیت کی اندرونی پاک تبدیلیوں کے لئے اس کا دل دردمند ہوتا ہے تو آسمان پر اس کی مدد کے لئے رحمت الٰہی جوش مارتی ہے اور اس کی ہمت اور خواہش کے مطابق کوئی روحانی انسان زمین پر بھیجا جاتا ہے اور اُس کامل ریفارمر کے وجود کو اس عادل بادشاہ کی نیک نیتی اور ہمت اور ہمدردی عامہ خلائق پیدا کرتی ہے۔ یہ تب ہوتا ہے کہ جب ایک عادل بادشاہ ایک زمینی منجّی کی صورت

﴿۶﴾

ستارہ قیصرہ صفحہ 9 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 117 از مرزا قادیانی | یہ حوالہ صفحہ 194 پر درج ہے

﴿ک ۱۱﴾

چکے اور اپنی اسی کتاب میں جس کی اشاعت ان کا شبا روزی فرض ہے وہ صاف درج کر چکے ☆ ہیں کہ گورنمنٹ انگلشیہ خدا کی نعمتوں سے ایک نعمت ہے۔ یہ ایک عظیم الشان رحمت ہے یہ سلطنت مسلمانوں کے لئے آسمانی برکت کا

☆ **حاشیہ**

اصل کلام مؤلف یہ ہے جو اس کتاب کے حصہ سیوم و چہارم سے یہ تلخیص نقل کیا جاتا ہے۔ حصہ سیوم کے ابتدائی اوراق میں آپ فرماتے ہیں۔ مسلمانوں پر جن امور کا اپنی اصلاح حال کے لئے اپنی ہمت اور کوشش سے انجام دینا لازم ہے۔ وہ انہیں فکر اور غور کے وقت آپ ہی معلوم ہو جائیں گے حاجت بیان وتشریح نہیں۔ مگر اس جگہ ان امروں میں سے یہ امر قابل تذکرہ ہے جس پر گورنمنٹ انگلشیہ کی عنایات اور توجہات موقوف ہیں کہ گورنمنٹ ممدوحہ کے دل پر اچھی طرح یہ امر مرکوز کرنا چاہیئے کہ مسلمانان ہند ایک وفادار رعیت ہے کیونکہ بعض ناواقف انگریزوں نے خصوصاً ڈاکٹر ہنٹر صاحب نے جو کمیشن تعلیم کے اب پریذیڈنٹ ہیں اپنی ایک مشہور تصنیف میں اس دعویٰ پر بہت اصرار کیا ہے کہ مسلمان لوگ سرکار انگریزی کے دلی خیر خواہ نہیں ہیں اور انگریزوں سے جہاد کرنا فرض سمجھتے ہیں گو یہ خیال ڈاکٹر صاحب کا شریعت اسلام پر نظر کرنے کے بعد ہریک شخص پر محض بے اصل اور خلاف واقعہ ثابت ہوگا لیکن افسوس کہ بعض کوہستانی اور بے تمیز سفہا کی نالائق حرکتیں اس خیال کی تائید کرتی ہیں اور شاید انہی اتفاقی مشاہدات سے ڈاکٹر صاحب موصوف کا وہم بھی مستحکم ہوگیا ہے کیونکہ کبھی کبھی جاہل لوگوں کی طرف سے اس قسم کی حرکات صادر ہوتی رہتی ہیں لیکن محقق پر یہ امر پوشیدہ نہیں رہ سکتا کہ اس قسم کے لوگ اسلامی تدین سے دور مہجور ہیں اور ایسے ہی مسلمان ہیں جیسے مکلین عیسائی تھا۔ پس ظاہر ہے کہ ان کی یہ ذاتی حرکات ہیں نہ شرعی پابندی سے۔ اور ان کے مقابل پر ان ہزارہا مسلمانوں کو دیکھنا چاہیئے جو ہمیشہ خیر خواہی دولت انگلشیہ کی کرتے رہے ہیں اور کرتے ہیں۔ ۱۸۵۷ء میں جو کچھ فساد ہوا اس میں بجز جہلا اور بدچلن لوگوں کے اور کوئی شائستہ اور نیک بخت مسلمان جو باعلم اور باتمیز تھا ہرگز مفسدہ میں شامل نہیں ہوا بلکہ پنجاب میں بھی غریب غریب مسلمانوں نے سرکار انگریزی کو اپنی طاقت سے زیادہ مدد دی چنانچہ ہمارے والد صاحب مرحوم نے بھی باوصف کم استطاعتی کے اپنے اخلاص اور جوش اور خیر خواہی سے پچاس گھوڑے اپنی گرہ سے خرید کر کے اور پچاس مضبوط اور لائق سپاہی

شہادت القرآن صفحہ 92 تا 97 مندرجہ روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 388 تا 393 از مرزا غلام احمد قادیانی | یہ حوالہ صفحہ 195 پر درج ہے

حکم رکھتی ہے خداوند رحیم نے اس سلطنت کو مسلمانوں کیلئے ایک باران رحمت بھیجا ایسی سلطنت سے لڑائی اور جہاد کرنا قطعی حرام ہے۔ اسلام کا ہرگز یہ اصول نہیں کہ مسلمانوں کی قوم جس سلطنت کے ماتحت رہ کر اس کا ﴿۱۲﴾

بقیہ حاشیہ

بہم پہنچا کر سرکار میں بطور مدد کے نذر کئے اور اپنی غریبانہ حالت سے بڑھ کر خیر خواہی دکھلائی اور جو مسلمان صاحب دولت و ملک تھے انہوں نے تو بڑی بڑی خدمات نمایاں ادا کیں۔ اب ہم پھر اس تقریر کی طرف متوجہ ہوتے ہیں کہ گو مسلمانوں کی طرف سے اخلاص اور وفاداری کے بڑے بڑے نمونہ ظاہر ہو چکے ہیں مگر ڈاکٹر صاحب نے مسلمانوں کی بدنصیبی کی وجہ سے ان تمام وفاداریوں کو نظر انداز کر دیا اور نتیجہ نکالنے کے وقت ان مخلصانہ خدمات کو نہ اپنے قیاس کے صغریٰ میں جگہ دی اور نہ کبریٰ میں۔ بہرحال ہمارے بھائی مسلمانوں پر لازم ہے کہ گورنمنٹ پر ان کے دھوکوں سے متاثر ہونے سے پہلے بے حد طور پر اپنی خیر خواہی ظاہر کریں جس حالت میں شریعت اسلام کا یہ واضح مسئلہ ہے جس پر تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ ایسی سلطنت سے لڑائی اور جہاد کرنا جس کے زیر سایہ مسلمان لوگ امن اور عافیت اور آزادی سے زندگی بسر کرتے ہوں اور جس کے عطیات سے ممنون منت اور مرہون احسان ہوں اور جس کی مبارک سلطنت حقیقت میں نیکی اور ہدایت پھیلانے کے لیے کامل مددگار ہو قطعی حرام ہے تو بڑے افسوس کی بات ہے کہ علماء اسلام اپنے جمہوری اتفاق سے اس مسئلہ کو اچھی طرح شائع نہ کر کے ناواقف لوگوں کی زبان اور قلم سے مورد اعتراض ہوتے رہیں جن اعتراضوں سے ان کے دین کی سستی پائی جائے اور ان کی دنیا کو ناحق ضرر پہنچے۔ سو اس عاجز کی دانست میں قرین مصلحت یہ ہے کہ انجمن اسلامیہ لاہور و کلکتہ و بمبئی وغیرہ یہ بندوبست کریں کہ چند نامی مولوی صاحبان جن کی فضیلت اور علم اور زہد اور تقویٰ اکثر لوگوں کی نظر میں مسلم الثبوت ہو اس امر کے لئے چن لئے جاویں کہ اطراف اکناف کے اہل علم کو جو اپنے مسکن کے گرد نواح میں کسی قدر شہرت رکھتے ہوں اپنی اپنی عالمانہ تحریریں جن میں برطبق شریعت حقہ سلطنت انگلشیہ سے جو مسلمانان ہند کی مربی و محسن ہے جہاد کرنے کی صاف ممانعت ہو۔ ان علماء کی خدمت میں بہ ثبت مواہیر بھیج دیں کہ جو بموجب قرار داد بالا اس خدمت کے لئے منتخب کئے گئے ہیں اور جب سب خطوط جمع ہو جاویں تو یہ مجموعہ خطوط جو مکتوبات علماء ہند سے موسوم ہوسکتا ہے کسی خوشخط مطبع میں

۱۴ م
احسان اٹھاوے۔ اس کے ظل حمایت میں باامن وآسائش رہ کر اپنا مقسوم کھاوے اس کے انعامات متواترہ سے پرورش پاوے پھر اسی پر عقرب کی طرح نیش چلاوے۔ اور دعا سے بھی انہوں نے اس گورنمنٹ کو بہت دفعہ

بقیہ حاشیہ
بہ صحت تمام چھاپا جاوے اور پھر دس بیس نسخے اس کے گورنمنٹ میں اور باقی نسخہ جات متفرق مواضع پنجاب و ہندوستان خاص کر سرحدی ملکوں میں تقسیم کئے جائیں۔ یہ سچ ہے کہ بعض غم خوار مسلمانوں نے ڈاکٹر ہنٹر صاحب کے خیالات کا رد لکھا ہے مگر یہ دو چار مسلمانوں کا رد جمہوری رد کا ہرگز قائم مقام نہیں ہو سکتا۔ بلاشبہ جمہوری رد کا ایسا اثر قوی اور پرزور ہوگا جس میں ڈاکٹر صاحب کی تمام غلط تحریریں خاک سے مل جائیں گی اور بعض ناواقف مسلمان بھی اپنے سچے اور پاک اصول سے بخوبی مطلع ہو جائیں گے اور گورنمنٹ انگلشیہ پر بھی صاف باطنی مسلمانوں کی اور خیر خواہی اس رعیت کی کماحقہٗ کھل جاوے گی اور بعض کوہستانی جہلا کے خیالات کی اصلاح بھی بذریعہ اسی کتاب کے وعظ و نصیحت کے ہوتی رہے گی۔ بالآخر یہ بات بھی ظاہر کرنا ہم اپنے نفس پر واجب سمجھتے ہیں کہ اگرچہ تمام ہندوستان پر یہ حق واجب ہے کہ بنظر ان احسانات کے کہ جو سلطنت انگلشیہ سے اس کی حکومت اور آرام بخش حکمت کے ذریعہ سے عامہ خلائق پر وارد ہیں سلطنت ممدوحہ کو خداوند تعالیٰ کی ایک نعمت سمجھیں اور مثل اور نعماء الٰہی کے اس کا شکر بھی ادا کریں لیکن پنجاب کے مسلمان بڑے ناشکر گذار ہوں گے اگر وہ اس سلطنت کو جو ان کے حق میں خدا کی ایک عظیم الشان رحمت ہے نعمت عظمیٰ یقین نہ کریں۔ ان کو سوچنا چاہیے کہ اس سلطنت سے پہلے وہ کس حالت پُر ملالت میں تھے اور پھر کیسے امن وامان میں آگئے۔ پس فی الحقیقت یہ سلطنت ان کے لئے ایک آسمانی برکت کا حکم رکھتی ہے جس کے آنے سے سب تکلیفیں ان کی دور ہوئیں اور ہر یک قسم کے ظلم و تعدی سے نجات حاصل ہوئی اور ہر یک ناجائز روک اور مزاحمت سے آزادی میسر آئی کوئی ایسا مانع نہیں کہ جو ہم کو نیک کام کرنے سے روک سکے یا ہماری آسائش میں خلل ڈال سکے۔ پس حقیقت میں خداوند کریم و رحیم نے اس سلطنت کو مسلمانوں کے لئے ایک باران رحمت بھیجا ہے جس سے پودہ اسلام کا پھر اس ملک پنجاب میں سرسبز ہوتا جاتا ہے اور جس کے فوائد کا اقرار حقیقت میں خدا کے احسانوں کا اقرار ہے۔ یہی سلطنت ہے جس کی آزادی ایسی بدیہی اور مسلم الثبوت ہے کہ بعض دوسرے ملکوں سے مظلوم مسلمان ہجرت کر کے

شہادت القرآن صفحہ 92 تا 97 مندرجہ روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 388 تا 393 از مرزا غلام احمد قادیانی | یہ حوالہ صفحہ 195 پر درج ہے

یاد کیا ہے۔ ان کی آخری دعا ان کے اشتہار مطبوعہ ریاض ہند پریس امرتسر میں جس کی بیس ہزار کاپی چھپوا کر ہندو اور انگلینڈ میں انہوں نے شائع کرنی چاہی ہے یہ کلمات دعائیہ مرقوم ہیں۔ انگریز جن کی شائستہ اور مہذب اور

بقیہ حاشیہ

اس ملک میں آنا بدل و جان پسند کرتے ہیں۔ جس صفائی سے اس سلطنت کی ظلِ حمایت میں مسلمانوں کی اصلاح کے لئے اور ان کی بدعات مخلوطہ دور کرنے کے لئے وعظ ہو سکتا ہے اور جن تقریبات سے علماء اسلام کو ترویج دین کے لئے اس گورنمنٹ میں جوش پیدا ہوتے ہیں اور فکر اور نظر سے اعلیٰ درجہ کا کام پڑتا ہے اور عمیق تحقیقاتوں سے تائید دین متین میں تالیفات ہو کر حجت اسلام مخالفین پر پوری کی جاتی ہے وہ میری دانست میں آج کل کسی اور ملک میں ممکن نہیں۔ یہی سلطنت ہے جس کی عادلانہ حمایت سے علماء کو مدتوں کے بعد گویا صدہا سال کے بعد یہ موقعہ ملا کہ بے دھڑک بدعات کی آلودگیوں اور شرک کی خرابیوں سے اور مخلوق پرستی کے فسادوں سے نادان لوگوں کو مطلع کریں اور اپنے رسول مقبول کا صراط مستقیم کھول کر بتلادیں۔ کیا ایسی سلطنت کی بدخواہی جس کے زیر سایہ تمام مسلمان امن اور آزادی سے بسر کرتے ہیں اور فرائض دین کو کماحقہٗ بجالاتے ہیں اور ترویج دین میں سب ملکوں سے زیادہ مشغول ہیں جائز ہو سکتی ہے حاشا وکلا ہرگز جائز نہیں اور نہ کوئی نیک اور دیندار آدمی ایسا بدخیال دل میں لاسکتا ہے۔ ہم سچ سچ کہتے ہیں کہ دنیا میں آج یہی ایک سلطنت ہے جس کے سایہ عاطفت میں بعض بعض اسلامی مقاصد ایسے حاصل ہوتے ہیں کہ جو دوسرے ممالک میں ہرگز ممکن الحصول نہیں۔ شیعوں کے ملک میں جاؤ تو وہ سنت جماعت کے وعظوں سے افروختہ ہوتے ہیں اور سنت جماعت کے ملکوں میں شیعہ اپنی رائے ظاہر کرنے سے خائف ہیں۔ ایسا ہی مقلدین موحدین کے شہروں میں اور موحدین مقلدین کے بلاد میں دم نہیں مار سکتے۔ اور گو کسی بدعت کو اپنی آنکھ سے دیکھ لیں منہ سے بات نکالنے کا موقعہ نہیں رکھتے آخر یہی سلطنت ہے جس کی پناہ میں ہر یک فرقہ امن اور آرام سے اپنی رائے ظاہر کرتا ہے اور یہ بات اہل حق کے لئے نہایت ہی مفید ہے کیونکہ جس ملک میں بات کرنے کی گنجائش ہی نہیں نصیحت دینے کا حوصلہ ہی نہیں اس ملک میں کیونکر راستی پھیل سکتی ہے۔ راستی پھیلانے کیلئے وہی ملک مناسب ہے جس میں آزادی سے اہل حق وعظ کر سکتے ہیں۔ یہ بھی سمجھنا چاہیئے کہ دینی جہادوں سے اصلی غرض آزادی کا قائم

شہادت القرآن صفحہ 92 تا 97 مندرجہ روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 388 تا 393 از مرزا غلام احمد قادیانی | یہ حوالہ صفحہ 195 پر درج ہے

﴿۱۵﴾ بارحم گورنمنٹ نے ہم کو اپنے احسانات اور دوستانہ معاملات سے ممنون کر کے اس بات کے لئے دلی جوش بخشا ہے کہ ہم ان کے دین و دنیا کیلئے دلی جوش سے بہبودی اور سلامتی چاہیں تا ان کے گورے وسپید

بقیہ حاشیہ کرنا اور ظلم کا دور کرنا تھا اور دینی جہاد انہیں ملکوں کے مقابلہ پر ہوئے تھے جن میں واعظین کو اپنے وعظ کے وقت جان کا اندیشہ تھا اور جن میں امن کے ساتھ وعظ ہونا قطعی محال تھا۔ اور کوئی شخص طریقہ حقہ کو اختیار کر کے اپنی قوم کے ظلم سے محفوظ نہیں رہ سکتا تھا لیکن سلطنت انگریزی کی آزادی نہ صرف ان خرابیوں سے خالی ہے بلکہ اسلامی ترقی کی بدرجہ غایت ناصر اور مؤید ہے۔ مسلمانوں پر لازم ہے کہ اس خداداد نعمت کی قدر کریں اور اس کے ذریعہ سے اپنی دینی ترقیات میں قدم بڑھاویں۔

اور حصہ چہارم کے ابتدائی اوراق میں آپ فرماتے ہیں۔ تھوڑا عرصہ گزرا ہے کہ بعض صاحبوں نے مسلمانوں میں سے اس مضمون کی بابت کہ جو حصہ سیوم کے ساتھ گورنمنٹ انگریزی کے شکر کے بارے میں شامل ہے اعتراض کیا اور بعض نے خطوط بھی بھیجے اور بعض نے سخت اور درشت لفظ بھی لکھے کہ انگریزی عملداری کو دوسری عملداریوں پر کیوں ترجیح دی۔ لیکن ظاہر ہے کہ جس سلطنت کو اپنی شائستگی اور حسن انتظام کے رو سے ترجیح ہو اس کو کیونکر چھپا سکتے ہیں۔ خوبی باعتبار اپنی ذاتی کیفیت کے خوبی ہی ہے گو وہ کسی گورنمنٹ میں پائی جائے الحکمۃ ضالۃ المؤمن الخ اور یہ بھی سمجھنا چاہیئے کہ اسلام کا ہرگز یہ اصول نہیں ہے کہ مسلمانوں کی قوم جس سلطنت کے ماتحت رہ کر اس کا احسان اٹھاوے اس کے ظل حمایت میں بامن و آسائش رہ کر اپنا رزق مقسوم کھاوے اس کے انعامات متواترہ سے پرورش پاوے پھر اسی پر عقرب کی طرح نیش چلاوے اور اس کے سلوک اور مروت کا ایک ذرہ شکر بجا نہ لاوے بلکہ ہمارے خداوند کریم نے اپنے رسول مقبول کے ذریعہ سے یہی تعلیم دی ہے کہ ہم نیکی کا معاوضہ بہت زیادہ نیکی کے ساتھ کریں اور منعم کا شکر بجا لاویں اور جب کبھی ہم کو موقعہ ملے تو ایسی گورنمنٹ سے بدل صدق کمال ہمدردی سے پیش آویں اور بطیب خاطر معروف اور واجب طور پر

منہ جس طرح دنیا میں خوبصورت ہیں آخرت میں بھی نورانی ومنور ہوں۔ فسئل اللہ تعالی خیرھم فی الدنیا والاخرۃ. اللھم اھدھم و ایدھم بروح منک واجعل لھم حظا کثیرا فی دینک۔الخ

پھر ایسے شخص پر یہ بہتان کہ اس کے دل میں گورنمنٹ انگلشیہ کی مخالفت ہے اور اس کی کتاب کی نسبت یہ گمان کہ وہ گورنمنٹ کے مخالف ہے پرلے سرے کی بے ایمانی اور شرارت شیطانی نہیں تو کیا ہے۔ خیر خواہان سلطنت و پیروان مذہب اسلام ان یاوہ گو حاسدوں کی ایسی باتیں ہرگز نہ سنیں اور اس کتاب یا مؤلف کی طرف سے سوءظنی کو اپنے دلوں میں جگہ نہ دیں گورنمنٹ سے تو ہم پہلے ہی مطمئن ہیں کہ وہ ان باتوں کو مؤلف کی نسبت ہرگز نہ سنے گی۔ بلکہ جو ان باتوں کو گورنمنٹ تک پہنچائے گا اس کو اس کی دروغگوئی پر سرزنش کرے گی۔

بقیہ حاشیہ اطاعت اٹھاویں۔ سو اس عاجز نے جس قدر حصہ سوم کے پرچہ مشمولہ میں انگریزی گورنمنٹ کا شکر ادا کیا ہے وہ صرف اپنے ذاتی خیال سے ادا نہیں کیا بلکہ قرآن شریف اور احادیث نبوی کی ان بزرگ تاکیدوں نے جو اس عاجز کے پیش نظر ہیں مجھ کو اس شکر ادا کرنے پر مجبور کیا ہے۔ سو ہمارے بعض ناسمجھ بھائیوں کی یہ افراط ہے جس کو وہ اپنی کوتاہ اندیشی اور بخل فطرتی سے اسلام کا جز سمجھ بیٹھے ہیں۔

اے جفا کیش نہ عذر است طریق عشاق   ہرزہ بدنام کنی چند نکو نامے را

(براہین احمدیہ)

مطبوعہ پنجاب پریس سیالکوٹ

شہادت القرآن صفحہ 92 تا 97 مندرجہ روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 388 تا 393 از مرزا غلام احمد قادیانی | یہ حوالہ صفحہ 195 پر درج ہے

میں تو دِلوں کو اندر ہی اندر دے دی ہے بہر حال جبکہ ہمارے نظام بدنی اور امور دنیوی میں خدا تعالیٰ نے اِس قوم میں سے ہمارے لئے گورنمنٹ قائم کی اور ہم نے اس گورنمنٹ کے وہ احسانات دیکھے جن کا شکر کرنا کوئی سہل بات نہیں اس لئے ہم اپنی معزز گورنمنٹ کو یقین دلاتے ہیں کہ ہم اِس گورنمنٹ کے اسی طرح مخلص اور خیر خواہ ہیں جس طرح کہ ہمارے بزرگ تھے۔ ہمارے ہاتھ میں بجز دعا کے اور کیا ہے۔ سو ہم دُعا کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ اِس گورنمنٹ کو ہر یک شر سے محفوظ رکھے اور اس کے دشمن کو ذلت کے ساتھ پسپا کرے۔ خدا تعالیٰ نے ہم پر محسن گورنمنٹ کا شکر ایسا ہی فرض کیا ہے جیسا کہ اس کا شکر کرنا۔ سو اگر ہم اِس محسن گورنمنٹ کا شکر ادا نہ کریں یا کوئی شر اپنے ارادہ میں رکھیں تو ہم نے خُدا تعالیٰ کا بھی شکر ادا نہیں کیا کیونکہ خدا تعالیٰ کا شکر اور کسی محسن گورنمنٹ کا شکر جس کو خدائے تعالیٰ اپنے بندوں کو بطور نعمت کے عطا کرے درحقیقت یہ دونوں ایک ہی چیز ہیں اور ایک دوسری سے وابستہ ہیں اور ایک کے چھوڑنے سے دوسری کا چھوڑنا لازم آجاتا ہے بعض احمق اور نادان سوال کرتے ہیں کہ اِس گورنمنٹ سے جہاد کرنا درست ہے یا نہیں۔ سو یاد رہے کہ یہ سوال اُن کا نہایت حماقت کا ہے کیونکہ جس کے احسانات کا شکر کرنا عین فرض اور واجب ہے اُس سے جہاد کیسا۔ مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ محسن کی بدخواہی کرنا ایک حرامی اور بدکار آدمی کا کام ہے۔ سو میرا مذہب جس کو مَیں بار بار ظاہر کرتا ہوں یہی ہے کہ اسلام کے دو حصے ہیں۔ ایک یہ کہ خدا تعالیٰ کی اطاعت کریں دُوسرے اِس سلطنت کی جس نے امن قائم کیا ہو جس نے ظالموں کے ہاتھ سے اپنے سایہ میں ہمیں پناہ دی ہو۔ سو وہ سلطنت حکومت برطانیہ ہے اگرچہ یہ سچ ہے کہ ہم یورپ کی قوموں کے ساتھ اختلافِ مذہب رکھتے ہیں اور ہم ہرگز خدا تعالیٰ کی نسبت وہ باتیں پسند نہیں رکھتے جو اُنھوں نے پسند کی ہیں۔ لیکن اِن مذہبی امور کو رعیّت اور گورنمنٹ کے رشتہ سے کچھ علاقہ نہیں۔ ﴿۸۴﴾

شہادت القرآن صفحہ 84 مندرجہ روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 380 از مرزا قادیانی | یہ حوالہ صفحہ 195 پر درج ہے

اور میں اس وقت ضروری نہیں دیکھتا کہ جو آریوں کو میری نسبت اشتعال پیدا ہوا ہے اسکی وجہ بیان کروں کیونکہ ابھی میں اپنے ایک بڑے اشتہار[1] میں مفصل وجوہ بیان کر چکا ہوں۔ لیکن اس جگہ اس قدر لکھنا فائدہ سے خالی نہ ہوگا کہ یہ پیشگوئی جس کی میعاد کے اندر اور عین تاریخ مقررہ میں لیکھرام بموت قتل راہیٔ مُلک بقا ہوا ہے وہ صرف چھ برس سے نہیں ہے جیسا کہ آریہ صاحبوں کا خیال ہے بلکہ یہ پیشگوئی سترہ برس سے ہے جو براہین احمدیہ میں درج ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ عرصہ سترہ برس کا ہوا ہے کہ براہین احمدیہ میں تین پیشگوئیاں تین مختلف فرقوں کی نسبت درج ہوئی تھیں اور تین فتنوں کا ذکر کیا گیا تھا (۱) ایک پادری صاحبوں اور ان کے شور و غوغا کی نسبت جو انہوں نے ڈپٹی آتھم صاحب کی میعاد گذرنے پر کیا۔ (۲) دوسری پنجاب اور ہندوستان کے مولویوں اور ان کے سرغنہ محمد حسین اور ان کے اتباع مسلمانوں کی نسبت جو انہوں نے مجھ پر تکفیر کا فتنہ برپا کیا۔ (۳) تیسری پیشگوئی اس چمکدار نشان کی نسبت جو لیکھرام کی موت سے وقوع میں آیا۔ اور اس کے فتنہ کا ذکر۔ یہ تینوں پیشگوئیاں تین فتنوں کے ساتھ سترہ برس پہلے شائع ہو چکی ہیں۔ پس اب سوچنا چاہیئے کہ کس انسان کو یہ طاقت ہے کہ ان واقعات کی اس زمانہ میں خبر دے سکتا جبکہ ان واقعات کا

اطلاع۔ براہین احمدیہ کے صفحہ ۲۴۱ میں ایک پیشگوئی گورنمنٹ برطانیہ کے متعلق ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ۔ اَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ۔ یعنی خدا ایسا نہیں ہے کہ اس گورنمنٹ کو کچھ تکالیف پہنچاتے حالانکہ تو اُن کی عملداری میں رہتا ہو۔ جدھر تیرا مُنہ خدا کا اسی طرف مُنہ ہے چونکہ خدا تعالےٰ جانتا تھا کہ مجھے اس گورنمنٹ کی پُرامن سلطنت اور ظلّ حمایت میں دل خوش ہے اور اس کے لیے میں دُعا میں مشغول ہوں کیونکہ میں اپنے اس کام کو نہ مکہ میں اچھی طرح چلا سکتا ہوں نہ مدینہ میں نہ روم میں نہ شام میں نہ ایران میں نہ کابل میں۔ مگر اس گورنمنٹ میں جس کے اقبال کے لیے دُعا کرتا ہوں۔ لہٰذا وہ اس الہام میں اشارہ فرماتا ہے کہ اس گورنمنٹ کے اقبال اور شوکت میں تیرے وجود اور تیری دُعا کا اثر ہے اور اس کی فتوحات تیرے سبب سے ہیں۔ کیونکہ جدھر تیرا منہ اُدھر خدا کا مُنہ ہے۔ اب گورنمنٹ شہادت دے سکتی ہے کہ اس کو میرے زمانہ میں کیا کیا فتوحات نصیب ہوتیں۔ یہ الہام سترہ برس کا ہے۔ کیا یہ انسان کا فعل ہو سکتا ہے؟

غرض میں گورنمنٹ کے لیے بمنزلہ حرزِ سلطنت ہوں۔ منہ

---

[1] دیکھئے جلد ھذا صفحہ ۴۹، اشتہار نمبر ۱۶۷ (المرتب)

دجال اُسی دجّال کے رنگ میں ہوکر قوت کے ساتھ خروج کر رہا ہے اور گویا مثالی اور ظلّی وجود کے ساتھ وہی ہے اور جیسا کہ وہ اوّل زمانہ میں گرجا میں جکڑا ہوا نظر آیا تھا اب وہ اس بند سے مخلصی پاکر عیسائیوں کے گرجا سے ہی نکلا ہے اور دنیا میں ایک آفت برپا کر رہا ہے۔

ایسا ہی یاجوج ماجوج کا حال بھی سمجھ لیجئے۔ یہ دونوں پرانی قومیں ہیں جو پہلے زمانوں میں دوسروں پر کھلے طور پر غالب نہیں ہوسکیں اور اُن کی حالت میں ضعف رہا لیکن خداتعالیٰ فرماتا ہے کہ آخری زمانہ میں یہ دونوں قومیں خروج کریں گی یعنی اپنی جلالی قوت کے ساتھ ظاہر ہوں گی۔ جیسا کہ سورۂ کہف میں فرماتا ہے وَتَرَكْنَا بَعْضَهُمْ يَوْمَئِذٍ يَّمُوْجُ فِيْ بَعْضٍ[1] یعنی یہ دونوں قومیں دوسروں کو مغلوب کر کے پھر ایک دوسرے پر حملہ کریں گی اور جس کو خدائے تعالیٰ چاہے گا فتح دے گا۔ چونکہ ان دونوں قوموں سے مراد انگریز اور رُوس ہیں اس﴿۵۰۹﴾ لئے ہر یک سعادتمند مسلمان کو دعا کرنی چاہیئے کہ اُس وقت انگریزوں کی فتح ہو۔ کیونکہ یہ لوگ ہمارے محسن ہیں۔ اور سلطنت برطانیہ کے ہمارے سرپر بہت احسان ہیں۔ سخت جاہل اور سخت نادان اور سخت نالائق وہ مسلمان ہے۔ جو اس گورنمنٹ سے کینہ رکھے اگر ہم ان کا شکر نہ کریں تو پھر ہم خدائے تعالیٰ کے بھی ناشکر گزار ہیں کیونکہ ہم نے جو اس گورنمنٹ کے زیر سایہ آرام پایا اور پا رہے ہیں وہ آرام ہم کسی اسلامی گورنمنٹ میں بھی نہیں پاسکتے۔ ہرگز نہیں پاسکتے۔

﴿۵۱۰﴾ ایسا ہی دابۃ الارض یعنی وہ علماء وواعظین جو آسمانی قوت اپنے اندر نہیں رکھتے ابتدا سے چلے آتے ہیں لیکن قرآن کا مطلب یہ ہے کہ آخری زمانہ میں ان کی حد سے زیادہ کثرت ہو گی اور اُن کے خروج سے مراد وہی اُن کی کثرت ہے۔

اور یہ نکتہ بھی یاد رکھنے کے لائق ہے کہ جیسی ان چیزوں کے بارے میں جو آسمانی قوت

میں تو دِلوں کو اندر ہی اندر دے دی ہے بہرحال جبکہ ہمارے نظام بدنی اور امور دنیوی میں خدا تعالیٰ نے اِس قوم میں سے ہمارے لئے گورنمنٹ قائم کی اور ہم نے اس گورنمنٹ کے وہ احسانات دیکھے جن کا شکر کرنا کوئی سہل بات نہیں اس لئے ہم اپنی معزز گورنمنٹ کو یقین دلاتے ہیں کہ ہم اِس گورنمنٹ کے اسی طرح مخلص اور خیر خواہ ہیں جس طرح کہ ہمارے بزرگ تھے۔ ہمارے ہاتھ میں بجز دعا کے اور کیا ہے۔ سو ہم دُعا کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ اِس گورنمنٹ کو ہر یک شر سے محفوظ رکھے اور اس کے دشمن کو ذلت کے ساتھ پسپا کرے۔ خدا تعالیٰ نے ہم پر محسن گورنمنٹ کا شکر ایسا ہی فرض کیا ہے جیسا کہ اس کا شکر کرنا۔ سو اگر ہم اِس محسن گورنمنٹ کا شکر ادا نہ کریں یا کوئی شر اپنے ارادہ میں رکھیں تو ہم نے خُدا تعالیٰ کا بھی شکر ادا نہیں کیا کیونکہ خدا تعالیٰ کا شکر اور کسی محسن گورنمنٹ کا شکر جس کو خدائے تعالیٰ اپنے بندوں کو بطور نعمت کے عطا کرے درحقیقت یہ دونوں ایک ہی چیز ہیں اور ایک دوسری سے وابستہ ہیں اور ایک کے چھوڑنے سے دوسری کا چھوڑنا لازم آجاتا ہے بعض احمق اور نادان سوال کرتے ہیں کہ اِس گورنمنٹ سے جہاد کرنا درست ہے یا نہیں۔ سو یاد رہے کہ یہ سوال اُن کا نہایت حماقت کا ہے کیونکہ جس کے احسانات کا شکر کرنا عین فرض اور واجب ہے اُس سے جہاد کیسا۔ مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ محسن کی بدخواہی کرنا ایک حرامی اور بدکار آدمی کا کام ہے۔ سو میرا مذہب جس کو مَیں بار بار ظاہر کرتا ہوں یہی ہے کہ اسلام کے دو حصے ہیں۔ ایک یہ کہ خدا تعالیٰ کی اطاعت کریں دُوسرے اِس سلطنت کی جس نے امن قائم کیا ہو جس نے ظالموں کے ہاتھ سے اپنے سایہ میں ہمیں پناہ دی ہو۔ سو وہ سلطنت حکومت برطانیہ ہے اگرچہ یہ سچ ہے کہ ہم یورپ کی قوموں کے ساتھ اختلافِ مذہب رکھتے ہیں اور ہم ہرگز خدا تعالیٰ کی نسبت وہ باتیں پسند نہیں رکھتے جو اُنھوں نے پسند کی ہیں۔ لیکن اِن مذہبی امور کو رعیّت اور گورنمنٹ کے رشتہ سے کچھ علاقہ نہیں۔ ﴿۱۰﴾

شہادۃ القرآن تحفہ گورنمنٹ کی توجہ کے لائق صفحہ 84 مندرجہ روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 380 از مرزا قادیانی | یہ حوالہ صفحہ 197 پر درج ہے

نے اس عریضہ کو لکھا ہے وہ میرے ساتھ ہوگا اور میرے ساتھ ہے وہ مجھے اس گورنمنٹ عالیہ اور قوموں کے سامنے شرمندہ نہیں کریگا۔ اسی کی رُوح ہے جو میرے اندر بولتی ہے۔ مَیں نہ اپنی طرف سے بلکہ اس کی طرف سے یہ پیغام پہنچا رہا ہوں تا سب کچھ جو اتمام حجت کے لیے چاہیئے پورا ہو۔ یہ سچ ہے کہ مَیں اپنی طرف سے نہیں بلکہ اس کی طرف سے کہتا ہوں اور وہی ہے جو میرا مددگار ہوگا۔

بالآخر میں اس بات کا بھی شکر کرتا ہوں کہ ایسے عریضہ کو پیش کرنے کے لیے مَیں بجز اس سلطنت محسنہ کے اور کسی سلطنت کو وسیع الاخلاق نہیں پاتا۔ اور گو اس ملک کے مولوی ایک اور کفر کا فتویٰ بھی مجھ پر لگاویں مگر مَیں کہنے سے باز نہیں رہ سکتا کہ ایسے عرائض کے پیش کرنے کے لیے عالی حوصلہ عالی اخلاق صرف سلطنت انگریزی ہی (ہے) مَیں اس سلطنت کے مقابل پر سلطنت روم کو بھی نہیں پاتا جو اسلامی سلطنت کہلاتی ہے۔ اب مَیں اس دُعا پر ختم کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ ہماری محسنہ ملکہ معظمہ قیصرۂ ہند کو عمر دراز کر کے ہر ایک اقبال سے بہرہ ور کرے اور وہ تمام دُعائیں جو مَیں نے اپنے رسالہ ستارۂ قیصرہ اور تحفۂ قیصریہ میں ملکہ موصوفہ کو لکھ دی ہیں قبول فرما دے۔ اور مَیں اُمید رکھتا ہوں کہ گورنمنٹ محسنہ اسکے جواب سے مجھے مشرف فرما دے گی۔ والدعا۔

عریضہ خاکسار

مرزا غلام احمد از قادیان

المرقوم ۲۷ دسمبر ۱۸۹۹ء

مجموعہ اشتہارات طبع جدید جلد دوم صفحہ 362 از مرزا قادیانی	یہ حوالہ صفحہ 197 پر درج ہے

کو بھی اِن دنوں میں غارش کی تکلیف ہو گئی تھی •

(۲۶۳) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت والدہ صاحبہ کا نام نصرت جہان بیگم ہے اور والدہ صاحبہ فرماتی ہیں کہ ان کا مہر میر صاحب کی تجویز پر گیارہ سو روپیہ مقرر ہوا تھا خاکسار عرض کرتا ہے کہ ہماری نانا جان صاحب کا نام میر ناصر نواب ہے۔ میر صاحب خواجہ میر درد صاحب دہلوی کے خاندان سے ہیں اور پنجاب کے محکمہ نہر میں ملازم تھے۔ اور قریباً عرصہ پچیس سال سے پنشن پر ہیں۔ شروع شروع میں میر صاحب نے حضرت مسیح موعود کی کچھ مخالفت کی تھی۔ لیکن جلد ہی تائب ہو کر بیعت میں شامل ہو گئے •

(۲۶۴) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم - بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے کہ پٹیالہ میں خلیفہ محمد حسین صاحب وزیر پٹیالہ کے مصاحبوں اور ملاقاتیوں میں ایک مولوی عبدالعزیز صاحب ہوتے تھے۔ جو کہ ضلع لدھیانہ کے رہنے والے تھے۔ اُن کا ایک دوست تھا۔ جو بڑا امیر کبیر اور صاحب جائداد تھا۔ اور لاکھوں روپے کا مالک تھا مگر اُسکے کوئی لڑکا نہ تھا۔ جو اُس کا وارث ہوتا اُسنے مولوی عبدالعزیز صاحب کہا کہ مرزا صاحب سے میرے لیئے دُعا کرواؤ کہ میرے لڑکا ہو جاوے مولوی عبدالعزیز نے مجھے بُلا کر کہا کہ ہم تمہیں کرایہ دیتے ہیں۔ تم قادیان جاؤ اور مرزا صاحب سے اس بارہ میں خاص طور پر دُعا کے لیئے کہو۔ چنانچہ مَیں قادیان آیا اور حضرت صاحب سے سارا ماجرا عرض کر کے دُعا کیلیئے کہا۔ آپ نے اسکے جواب میں ایک تقریر فرمائی۔ جس میں دُعا کا فلسفہ بیان کیا اور فرمایا کہ محض رسمی طور پر دُعا کے لیئے ہاتھ اُٹھا دینے سے دُعا نہیں ہوتی بلکہ اسکے لیئے ایک خاص قلبی کیفیت کا پیدا ہونا ضروری ہوتا ہے جب آدمی کسی کے لیئے دُعا کرتا ہے تو اُسکے لیئے ان دو باتوں میں سے ایک کا ہونا ضروری ہوتا ہے۔ یا تو اس شخص کیساتھ کوئی ایسا گہرا تعلق اور رابطہ ہو کہ اُسکی خاطر دِل میں ایک خاص درد اور گداز پیدا ہو جائے۔ جو دُعا کے لیئے ضروری ہے اور یا اس شخص نے کوئی ایسی دینی خدمت کی ہو کہ جس پر دِل سے اُسکے لیئے دعا نکلے۔ مگر یہاں نہ تو ہم اس شخص کو جانتے ہیں۔ اور نہ اس نے کوئی دینی خدمت کی ہے کہ اس کے لیئے ہمارا دل پگھلے۔ پس آپ جا کر اُسے یہ کہیں۔ کہ وہ اسلام کی خدمت کے لیئے ایک لاکھ روپیہ دے یا دینے کا وعدہ کرے۔ پھر ہم اس کیلئے دعا کرینگے۔ اور ہم یقین رکھتے ہیں۔ کہ پھر اللہ اسے ضرور لڑکا دیدیگا۔ میاں عبداللہ صاحب کہتے ہیں کہ مَیں نے جا کر یہی جواب دیدیا۔ مگر وہ خاموش ہو گئے۔ اور آخر وہ شخص لا ولد ہی مر گیا اور اسکی جائداد اسکے دور نزدیک کے رشتہ داروں میں کئی جھگڑوں اور مقدموں کے بعد تقسیم ہو گئی۔

سیرت المہدی جلد اوّل صفحہ 257 از مرزا بشیر احمد	یہ حوالہ صفحہ 198 پر درج ہے

ہیں اور ایسی کتابوں کے چھاپنے اور شائع کرنے میں ہزارہا روپیہ خرچ کیا گیا۔ مگر باایں ہمہ میری طبیعت نے کبھی نہیں چاہا کہ ان متواتر خدمات کا اپنے حکام کے پاس ذکر بھی کروں کیونکہ میں نے کسی صلہ اور انعام کی خواہش سے نہیں بلکہ ایک حق بات کو ظاہر کرنا اپنا فرض سمجھا اور درحقیقت وجود سلطنت انگلشیہ خدا تعالےٰ کی طرف سے ہمارے لیے ایک نعمت تھی جو مدت دراز کی تکلیفات کے بعد ہم کو ملی اس لیے ہمارا فرض تھا کہ اس نعمت کا بار بار اظہار کریں۔ ہمارا خاندان سکھوں کے ایام میں ایک سخت عذاب میں تھا اور نہ صرف یہی تھا کہ انہوں نے ظلم سے ہماری ریاست کو تباہ کیا اور ہمارے صدہا دیہات اپنے قبضہ میں کئے بلکہ ہماری اور تمام پنجاب کے مسلمانوں کی دینی آزادی کو بھی روک دیا ایک مسلمان کو بانگ نماز پر بھی مارے جانے کا اندیشہ تھا چہ جائیکہ اور رسوم عبادت آزادی سے بجالا سکتے۔ پس یہ اس گورنمنٹ محسنہ کا ہی احسان تھا کہ ہم نے اس جلتے ہوئے تنور سے خلاصی پائی اور خدا تعالےٰ نے ایک ابر رحمت کی طرح اس گورنمنٹ کو ہمارے آرام کے لیے بھیج دیا پھر کس قدر بد ذاتی ہوگی کہ ہم اس نعمت کا شکر بجا نہ لاویں۔ اس نعمت کی عظمت تو ہمارے دل اور جان اور رگ وریشہ میں منقوش ہے اور ہمارے بزرگ ہمیشہ اس راہ میں اپنی جان دینے کے لیے طیار رہے۔ پھر نعوذ باللہ کیونکر ممکن ہے کہ ہم اپنے دلوں میں مفسدانہ ارادے رکھیں۔ ہمارے پاس تو وہ الفاظ نہیں جن کے ذریعہ سے ہم اس آرام اور راحت کا ذکر کر سکیں جو اس گورنمنٹ سے ہم کو حاصل ہوئی۔ ہماری تو یہی دُعا ہے کہ خدا اس گورنمنٹ مُحسنہ کو جزاء خیر دے اور اس سے نیکی کرے جیسا کہ اس نے ہم سے نیکی کی یہی وجہ ہے کہ میرا باپ اور میرا بھائی اور خود مَیں بھی رُوح کے جوش سے اس بات میں مصروف رہے کہ اس گورنمنٹ کے فوائد اور احسانات کو عام لوگوں پر ظاہر کریں اور اس کی اطاعت کی فرضیت کو دلوں میں جما دیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ مَیں اٹھارہ برس سے ایسی کتابوں کی تالیف میں مشغول ہوں کہ جو مسلمانوں کے دلوں کو گورنمنٹ انگلشیہ کی محبت اور اطاعت کی طرف مائل کر رہے ہیں گو اکثر جاہل مولوی ہماری اس طرز اور رفتار اور ان خیالات سے سخت ناراض ہیں اور اندر ہی اندر جلتے اور دانت پیستے ہیں مگر مَیں جانتا ہوں کہ وہ اسلام کی اس اخلاقی تعلیم سے بھی بے خبر ہیں جس میں یہ لکھا ہے کہ جو شخص انسان کا شکر نہ کرے وہ خدا کا شکر بھی نہیں کرتا یعنی اپنے محسن کا شکر کرنا ایسا فرض ہے جیسا کہ خدا کا۔

یہ تو ہمارا عقیدہ ہے مگر افسوس کہ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ اس لمبے سلسلہ اٹھارہ برس کی تالیفات کو جن میں بہت سی پُرزور تقریریں اطاعت گورنمنٹ کے بارے میں ہیں کبھی ہماری گورنمنٹ محسنہ نے توجہ سے نہیں دیکھا اور کئی مرتبہ میں نے یاد دلایا مگر اُس کا اثر محسوس نہیں ہوا۔ لہٰذا مَیں پھر یاد دلاتا ہوں کہ مفصلہ ذیل کتابوں اور اشتہاروں کو توجہ سے دیکھا جائے اور وہ مقامات پڑھے جائیں جن کے نمبر صفحات مَیں نے ذیل میں لکھ دیئے ہیں۔

مجموعہ اشتہارات طبع جدید جلد دوم صفحہ 191 از مرزا قادیانی | **یہ حوالہ صفحہ 199 پر درج ہے**

نماز ظہر ہے۔" (تریاق القلوب صفحہ ۹۵ حاشیہ۔ روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۲۶۲ حاشیہ)

۱۴ ستمبر ۱۸۹۹ء

"۱۴ ستمبر ۱۸۹۹ء کو یہ الہام ہوا:

ایک عزت[1] کا خطاب۔ ایک عزت کا خطاب۔ لَکَ خِطَابُ الْعِزَّۃِ۔ ایک بڑا نشان اس کے ساتھ ہوگا۔

یہ تمام خدائے پاک قدیر کا کلام ہے..... مَیں اپنے اجتہاد سے اس کے یہ معنے سمجھتا ہوں کہ خدا تعالیٰ اس جھگڑے کے فیصلہ کرنے کے لئے جو کسی حد تک پُرانا ہوگیا ہے اور حد سے زیادہ تکذیب اور تکفیر ہو چکی ہے کوئی ایسا برکت اور رحمت اور فضل اور صلحکاری کا نشان ظاہر کرے گا کہ وہ انسانی ہاتھوں سے برتر اور پاک تر ہوگا تب ایسی کھلی کھلی سچائی کو دیکھ کر لوگوں کے خیالات میں ایک تبدیلی واقع ہوگی اور نیک طینت آدمیوں کے کینے یکدفعہ رفع ہو جائیں گے۔" (ضمیمہ تریاق القلوب نمبر ۴۔ روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۵۰۱ تا ۵۰۴)

۱۸ ستمبر ۱۸۹۹ء

"آج رات مَیں نے ۱۸ ستمبر ۱۸۹۹ء کو بروز دوشنبہ خواب میں دیکھا کہ بارش ہو رہی ہے آہستہ آہستہ مینہ برس رہا ہے۔ مَیں نے شاید خواب میں یہ کہا کہ ہم تو ابھی دُعا کرنے کو تھے کہ بارش ہو' سو ہو ہی گئی۔

مَیں نہیں جانتا کہ عنقریب بارش ہو جائے یا ہمارے الہام ۱۴ ستمبر ۱۸۹۹ء "ایک عزت کا خطاب۔ ایک عزت کا خطاب۔ لَکَ خِطَابُ الْعِزَّۃِ۔ ایک بڑا نشان اس کے ساتھ ہوگا" کے متعلق خدا کی رحمت اور فتح و نصرت کی بارش ہماری جماعت پر ہوگی یا دونوں ہی ہو جائیں۔ ہماری خواب سچی ہے۔ اس کا ظہور ضرور ہوگا۔ دونوں میں سے ایک بات ضرور ہوگی۔ یعنی یا تو خدا تعالیٰ کی مخلوق کے لئے باران رحمت کا دروازہ آسمان سے کھلے گا یا غیر معمولی کوئی نشان روحانی فتح اور نصرت کا ظاہر ہوگا مگر نشان ہوگا نہ معمولی بات۔" (الحکم جلد ۳ نمبر ۳۶ مورخہ ۱۰ اکتوبر ۱۸۹۹ء صفحہ ۷)

۱۹ ستمبر ۱۸۹۹ء

"۱۹ ستمبر ۱۸۹۹ء کو خدا تعالیٰ نے مجھے مخاطب کر کے اپنا کلام مجھ پر نازل کیا۔

اِنَّآ اَخْرَجْنَا لَکَ زُرُوْعًا یَّآ اِبْرَاھِیْمُ

یعنی اے ابراہیم! ہم تیرے لئے ربیع کی کھیتیاں اُگائیں گے۔ زُرُوْعٌ، زَرْعٌ کی جمع ہے اور زَرْعٌ عربی زبان میں ربیع کی کھیتی یعنی گنک و جو وغیرہ کو کہتے ہیں مگر آثار ایسے نہیں ہیں کہ یہ الہام اپنے ظاہر معنوں کے رُو سے پُورا ہو۔

---

[1] "مجھے امتیازی مرتبہ بخشنے کے لئے خدا نے میرا نام نبی رکھ دیا ہے اور مجھے یہ ایک عزت کا خطاب دیا گیا ہے۔" (مکتوب حضرت مسیح موعود علیہ السلام مورخہ ۲۳ مئی ۱۹۰۸ء مندرجہ اخبار عام ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء)

[2] نیز دیکھئے الحکم جلد ۳ نمبر ۳۳ مورخہ ۱۶ ستمبر ۱۸۹۹ء صفحہ ۶۔

اور پھر دوسرا شکر یہ ہے کہ وہ خدا جو کبھی اپنے وجود کو بے دلیل نہیں چھوڑتا وہ ﴿۳۱﴾ جیسا کہ تمام نبیوں پر ظاہر ہوا اور ابتدا سے زمین کو تاریکی میں پاکر روشن کرتا آیا ہے اس نے اس زمانہ کو بھی اپنے فیض سے محروم نہیں رکھا۔ بلکہ جب دنیا کو آسمانی روشنی سے دور پایا تب اس نے چاہا کہ زمین کی سطح کو ایک نئی معرفت سے منوّر کرے اور نئے نشان دکھائے اور زمین کو روشن کرے۔

سو اس نے مجھے بھیجا

اور میں اس کا شکر کرتا ہوں کہ اس نے مجھے ایک ایسی گورنمنٹ کے سایۂ رحمت کے نیچے جگہ دی جس کے زیر سایہ میں بڑی آزادی سے اپنا کام نصیحت اور وعظ کا ادا کر رہا ہوں۔ اگرچہ اس محسن گورنمنٹ کا ہر ایک پر رعایا میں سے شکر واجب ہے مگر میں خیال کرتا ہوں کہ مجھ پر سب سے زیادہ واجب ہے کیونکہ یہ میرے اعلیٰ مقاصد جو جناب قیصرہ ہند

یہ حوالہ صفحہ 200 پر درج ہے	تحفہ قیصریہ صفحہ 31، 32 مندرجہ روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 283، 284 از مرزا غلام احمد

﴿۳۲﴾ کی حکومت کے سایہ کے نیچے انجام پذیر ہو رہے ہیں ہرگز ممکن نہ تھا کہ وہ کسی اور گورنمنٹ کے زیر سایہ انجام پذیر ہو سکتے۔ اگرچہ وہ کوئی اسلامی گورنمنٹ ہی ہوتی۔

اب میں حضور ملکہ معظمہ میں زیادہ مصدع اوقات ہونا نہیں چاہتا۔ اور اس دعا پر یہ عریضہ ختم کرتا ہوں۔ کہ

اے قادر و کریم اپنے فضل و کرم سے ہماری ملکہ معظّمہ کو خوش رکھ جیسا کہ ہم اس کے سایۂ عاطفت کے نیچے خوش ہیں۔ اور اس سے نیکی کر جیسا کہ ہم اس کی نیکیوں اور احسانوں کے نیچے زندگی بسر کر رہے ہیں۔ اور ان معروضات پر کریمانہ توجہ کرنے کے لئے اس کے دل میں آپ الہام کر کہ ہر ایک قدرت اور طاقت تجھی کو ہے۔

آمین ثم آمین

الملتمس

خاکسار **میرزا غلام احمد** از قادیان

ضلع گورداسپورہ پنجاب

تحفہ قیصریہ صفحہ 31، 32 مندرجہ روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 283، 284 از مرزا غلام احمد	یہ حوالہ صفحہ 200 پر درج ہے

کیونکہ ربیع کے تخم ریزی کے ایام گویا گذر گئے۔ لہٰذا مجھے صرف اجتہاد سے یہ معنے معلوم ہوتے ہیں کہ تجھے کیا غم ہے۔ تیری کھیتیاں تو بہت نکلیں گی یعنی ہم تیری تمام حاجات کے متکفل ہیں۔"

(ضمیمہ تریاق القلوب نمبر ۴ صفحہ ۲ حاشیہ۔ روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۵۰۴۔ اشتہار ۲۲؍اکتوبر ۱۸۹۹ء۔ مجموعہ اشتہارات جلد ۳ صفحہ ۱۷۱ حاشیہ)

۴؍اکتوبر ۱۸۹۹ء

"ایک اَور دوسرا الہام متشابہات میں سے ہے جو ۴؍اکتوبر ۱۸۹۹ء کو مجھے ہوا اور وہ یہ ہے کہ

قیصرِ ہند کی طرف سے شکریہ

اور یہ ایسا لفظ ہے کہ حیرت میں ڈالتا ہے کیونکہ مَیں ایک گوشہ نشین آدمی ہوں اور ہر یک قابلِ پسند خدمت سے عاری اور قبل از موت اپنے تئیں مُردہ سمجھتا ہوں میرا شکریہ کیسا۔ سو ایسے الہام متشابہات میں سے ہوتے ہیں جب تک خود خدا ان کی حقیقت ظاہر نہ کرے۔"

(ضمیمہ تریاق القلوب نمبر ۴ صفحہ ۲ حاشیہ۔ روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۵۰۴ حاشیہ۔ اشتہار ۲۲؍اکتوبر ۱۸۹۹ء۔ مجموعہ اشتہارات جلد ۳ صفحہ ۱۷۱)

۲۰؍اکتوبر ۱۸۹۹ء

"۲۰؍اکتوبر ۱۸۹۹ء کو خواب میں مجھے یہ دکھایا گیا کہ ایک لڑکا[1] ہے جس کا نام عزیز ہے اور اس کے باپ کے نام کے سر پر سلطان کا لفظ ہے۔ وہ لڑکا پکڑ کر میرے پاس لایا گیا اور میرے سامنے بٹھایا گیا۔ مَیں نے دیکھا کہ وہ ایک پتلا سا لڑکا گورے رنگ کا ہے۔

مَیں نے اس خواب کی یہ تعبیر کی ہے کہ عزیز عزت پانے والے کو کہتے ہیں اور سلطان جو خواب میں اس لڑکے کا

---

[1] حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی رضی اللہ عنہ نے تحریر فرمایا ہے کہ

رؤیا مذکور اشارۃً درج ہوئی تھی ورنہ صاف طور پر آپ نے فرمایا تھا کہ عزیز احمد خلف مرزا سلطان احمد کو میں نے دیکھا ہے۔ (الحکم ۱۰؍مارچ ۱۹۰۶ء صفحہ ۱)

چنانچہ یہ رؤیا اس طرح پوری ہوئی کہ اواخر فروری ۱۹۰۶ء میں اس رؤیا کے قریباً ساڑھے چھ سال بعد حضرت مرزا عزیز احمد صاحب ابن حضرت مرزا سلطان احمد صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دست مبارک پر بیعت کر کے جماعت میں داخل ہو گئے۔

اس رؤیا میں مرزا عزیز احمد صاحب کو حضرت مرزا سلطان احمد صاحب کی طرف منسوب کرنے سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ نہ صرف مرزا عزیز احمد صاحب بلکہ حضرت مرزا سلطان احمد صاحب بھی حضورؑ کی بیعت میں داخل ہو کر جسمانی رشتہ کے علاوہ روحانی طور پر بھی فرزندی میں داخل ہو جائیں گے۔ سو الحمد للہ کہ حضرت ممدوح بھی ۲۵؍دسمبر ۱۹۳۰ء کو اپنے چھوٹے بھائی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے ہاتھ پر بیعت کر کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت میں داخل ہو گئے۔ (مرتب)

تذکرہ مجموعہ وحی والہامات، صفحہ 284 طبع چہارم از مرزا قادیانی | یہ حوالہ صفحہ 200 پر درج ہے

۲۸۰

۱۸۹۹ء "جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا اور تیری بیعت میں داخل نہیں ہوگا اور تیرا مخالف رہے گا وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا اور جہنمی ہے۔"

(از خط حضرت اقدسؑ بنام بابو الٰہی بخش صاحب ۱۶ جون ۱۸۹۹ء مجموعہ اشتہارات جلد ۳ صفحہ ۲۷۵۔ تبلیغ رسالت جلد نہم صفحہ ۲۷)

۳۰ جون ۱۸۹۹ء "۳۰ جون ۱۸۹۹ء میں مجھے یہ الہام ہوا:

پہلے بیہوشی ۔ پھر غشی ۔ پھر موت

ساتھ ہی اس کے یہ تفہیم ہوئی کہ یہ الہام ایک مخلص دوست کی نسبت ہے جس کی موت سے ہمیں رنج پہنچے گا۔ چنانچہ اپنی جماعت کے بہت سے لوگوں کو یہ الہام سنایا گیا اور الحکم نمبر ۲۲ جلد ۳۔ ۳۰ جون ۱۸۹۹ء میں درج ہو کر شائع کیا گیا۔

پھر آخر جولائی ۱۸۹۹ء میں ہمارے ایک نہایت مخلص دوست یعنی ڈاکٹر محمد بوڑے خاں اسسٹنٹ سرجن ایک ناگہانی موت سے قصور میں گذر گئے۔ اول بیہوش رہے پھر یکدفعہ غشی طاری ہوگئی۔ پھر اس ناپائیدار دنیا سے کوچ کیا۔ اور اُن کی موت اور اس الہام میں صرف بیس بائیس دن کا فرق تھا۔"

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۱۳، ۲۱۴۔ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۲۲۳، ۲۲۴)

۱۸۹۹ء "صبح حضرت اقدس کو یہ رؤیا ہوئی ہے کہ حضرت ملکہ معظمہ قیصرۂ ہند سلمہا اللہ تعالیٰ گویا حضرت اقدس کے گھر میں رونق افروز ہوئی ہیں۔ حضرت اقدس رؤیا میں عاجز راقم عبدالکریم کو جو اس وقت حضور اقدس کے پاس بیٹھا ہے فرماتے ہیں کہ حضرت ملکہ معظمہ کمال شفقت سے ہمارے ہاں قدم رنجہ فرما ہوئی ہیں اور دو روز قیام فرمایا ہے ان کا کوئی شکریہ بھی ادا کرنا چاہیئے۔ اس رؤیا کی تعبیر یہ تھی کہ حضرت کے ساتھ کوئی نصرت الٰہی شامل ہوئی چاہتی ہے۔"[1]

(از خط مولانا عبدالکریم صاحبؓ مندرجہ الحکم جلد ۳ نمبر ۲۴ مورخہ ۱۰ جولائی ۱۸۹۹ء صفحہ ۳)

---

[1] اس ہفتہ میں سب سے عجیب اور دلچسپ بات جو واقع ہوئی ...... وہ ایک چٹھی کا حضرت کے نام آنا تھا۔ اس میں پختہ ثبوت اور تفصیل سے لکھا ہے کہ جلال آباد (علاقہ کابل) کے علاقہ میں یوز آسف نبی کا چبوترہ موجود ہے اور وہاں مشہور ہے کہ دو ہزار برس ہوئے کہ یہ نبی شام سے یہاں آیا تھا اور سرکار کابل کی طرف سے کچھ جاگیر بھی اس چبوترہ کے نام ہے ... . اس خط سے حضرت اقدس اس قدر خوش ہوئے کہ فرمایا "اللہ تعالیٰ گواہ اور علیم ہے کہ اگر مجھے کوئی کروڑوں روپے لا دیتا تو میں کبھی اتنا خوش نہ ہوتا جیسا اس خط نے مجھے خوشی بخشی ہے۔" ...... خدا کا علم اور قدرت دیکھئے ظہر کے وقت

باپ سمجھا گیا ہے۔ یہ لفظ یعنی سلطان عربی زبان میں اُس دلیل کو کہتے ہیں کہ جو ایسی بیّن الظہور ہو جو باعث اپنے نہایت درجہ کے روشن ہونے کے دلوں پر اپنا تسلط کرے۔ گویا سلطان کا لفظ تسلط سے لیا گیا ہے اور سلطان عربی زبان میں ہر ایک قسم کی دلیل کو نہیں کہتے بلکہ ایسی دلیل کو کہتے ہیں جو اپنی قبولیت اور روشنی کی وجہ سے دلوں پر قبضہ کرلے اور طبائع سلیمہ پر اُس کا تسلطِ تام ہو جائے۔ پس اِس لحاظ سے کہ خواب میں عزیز جو سلطان کا لڑکا معلوم ہوُا اس کی تعبیر ہوئی کہ ایسا نشان جو لوگوں کے دلوں پر تسلط کرنے والا ہو گا ظہور میں آئے گا اور اس نشان کے ظہور کا نتیجہ جس کو دوسرے لفظوں میں اس نشان کا بچہ کہہ سکتے ہیں دِلوں میں میرا عزیز ہونا ہو گا جس کو خواب میں عزیز کے تمثّل سے ظاہر کیا گیا۔"

(ضمیمہ تریاق القلوب نمبر ۴ صفحہ ۲۔ روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۵۰۵، ۵۰۶۔ اشتہار ۲۲ر اکتوبر ۱۸۹۹ء مجموعہ اشتہارات جلد ۳ صفحہ ۱۷۲، ۱۷۳)

۲۱ر اکتوبر ۱۸۹۹ء "ایک خواب ..... ابھی ۲۱ر اکتوبر ۱۸۹۹ء کو مَیں نے دیکھی ہے اور وہ یہ ہے کہ مَیں نے خواب میں محبی اخویم مفتی محمد صادق کو دیکھا ..... کہ نہایت روشن اور چمکتا ہوُا ان کا چہرہ ہے اور ایک لباس فاخرہ جو سفید ہے پہنے ہوئے ہیں اور ہم دونوں ایک بگھی میں سوار ہیں اور وہ لیٹے ہوئے ہیں اور ان کی کمر پر مَیں نے ہاتھ رکھا ہوُا ہے۔

یہ خواب ہے اور اس کی تعبیر جو خدا تعالیٰ نے میرے دل میں ڈالی ہے یہ ہے کہ صدق جس سے مَیں محبت رکھتا ہوں ایک چمک کے ساتھ ظاہر ہو گا اور جیسا کہ مَیں نے صادق کو دیکھا ہے کہ اس کا چہرہ چمکتا ہے اسی طرح وہ وقت قریب ہے کہ مَیں صادق سمجھا جاؤں گا اور صدق کی چمک لوگوں پر پڑے گی۔"

(ضمیمہ تریاق القلوب نمبر ۴ صفحہ ۲۔ روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۵۰۴، ۵۰۵۔ اشتہار ۲۲ر اکتوبر ۱۸۹۹ء مجموعہ اشتہارات جلد ۳ صفحہ ۱۷۱، ۱۷۲)

۱۸۹۹ء "مُبشّروں کا زوال نہیں ہوتا۔ گورنر جنرل[1] کی پیشگوئیوں کے پُورا ہونے کا وقت آگیا۔"

(الحکم جلد ۳ نمبر ۴۰ مورخہ ۱۰ر نومبر ۱۸۹۹ء صفحہ ۶)

۱۸۹۹ء "خدا نے مجھے ..... خبر دی کہ تیرے ساتھ آشتی اور صُلح پھیلے گی۔ ایک درندہ بکری کے ساتھ صُلح کرے گا اور ایک سانپ بچوں کے ساتھ کھیلے گا۔ یہ خدا کا ارادہ ہے گو لوگ تعجب کی راہ سے دیکھیں۔"

(اشتہار واجب الاظہار صفحہ ۲، ضمیمہ تریاق القلوب۔ روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۵۲۱)

---

[1] "ہمارا نام حَکَم عام بھی ہے جس کا اگر انگریزی ترجمہ کیا جائے تو گورنر جنرل ہوتا ہے۔" (الحکم جلد ۳ نمبر ۲۶ مورخہ ۲۴ر جولائی ۱۸۹۹ء صفحہ ۹)

رؤیا میں فرشتے دیکھنا

فرشتوں پر ذکر چل پڑا کہ یہ خواب میں ہمیشہ خوبصورت لڑکوں کی صورت شکل میں نظر آتے ہیں۔ اس پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے چند ایک سابقہ رؤیا بیان فرمائے جن کو ہم اس نیت سے درج کر دیتے ہیں کہ اُن میں سے اگر کوئی شائع نہیں ہوا تو اب ہو جاتے۔

(۱)

ایک فرشتہ ایک چبوترہ پر بیٹھا ہے اور ایک عجیب روٹی نان کی شکل چمکتی ہوئی اس کے ہاتھ میں ہے وہ روٹی بہت ہی عمدہ اور اعلیٰ قسم کی نظر آتی ہے۔ مجھے وہ روٹی دے کر کہتا ہے کہ یہ تمہارے لیے اور تمہارے ساتھ کے درویشوں کے لیے ہے۔ اس رؤیا کو عرصہ قریباً ۲۰ سال کا ہو گیا ہوگا۔

(۲)

فرمایا :

ایک فرشتہ کو میں نے ۲۰ برس کے نوجوان کی شکل میں دیکھا۔ صورت اس کی شکل انگریزوں کے تھی اور میز کرسی لگائے ہوئے بیٹھا ہے۔ میں نے اس سے کہا کہ آپ بہت ہی خوبصورت ہیں۔ اس نے کہا۔ ہاں میں درشنی آدمی ہوں۔ یہ رؤیا کوئی ۵ برس کا ہوگا [1]

رجوع کا صحیح وقت نزول بلا سے پہلے ہوتا ہے

عادت اللہ یہی ہے کہ جب انسان امن کے زمانہ میں ہو اور وہ گذر جاوے اور اس اثناء میں کوئی رجوع خدا تعالیٰ کی طرف حقیقی اور اخلاص سے نہ کیا ہو تو پھر خطرناک زمانہ میں واویلا شور مچانا اس کے کام نہیں آیا کرتے۔ یہ تو وہی فرعون کی مثال ہوئی کہ جب ڈوبنے لگا تو کہا کہ اب میں موسیٰ اور ہارون کے خدا پر ایمان لایا۔ مشکل یہ ہے کہ دُنیا داروں کو اُن کے اپنے سلسلوں اور پیچ در

---

[1] الحکم سے :- "اس سلسلہ کی بنیاد سے پہلے میں نے دیکھا۔ جب مرزا صاحب فوت ہوتے ہیں۔ میں اصل مکان موجودہ سلطان احمد والے میں ایک دالان میں بیٹھا ہوں۔ مغربی کوٹھڑی سے ایک سرخ پوش عورت نکلی اور مجھے کہنے لگی۔ میں اس گھر سے جانے کو تھی مگر تیرے واسطے رہ گئی۔

جوان عورت اگر خواب میں دیکھی جاوے تو اس سے مراد دُنیا کے اقبال اور فتوحات ہوتے ہیں خواہ کسی قوم کی ہو۔"

الحکم جلد ۸ نمبر ۲۲ صفحہ ۱۲ مورخہ ۱۰ جولائی ۱۹۰۴ء

حوالہ نمبر 159

یہ اُردو عبارت بھی الہامی ہے۔ پھر بعد اس کے ایک اَور انگریزی الہام ہے اور ترجمہ اس کا الہامی نہیں...

....فقرات کی تقدیم تاخیر کی صحت بھی معلوم نہیں اور بعض الہامات میں فقرات کا تقدم تاخر بھی ہو جاتا ہے....

....اور وہ الہام یہ ہیں :-

ڈَو آل مَن شُڈ بی اَنگری بَٹ گاڈ اِز وِدیُو۔ ہِی شَل ہلپ یُو۔ وَارڈس آف گاڈ ناٹ کَین ایکس چینج

ترجمہ :- اگر تمام آدمی ناراض ہوں گے لیکن خدا تمہارے ساتھ ہوگا۔ وہ تمہاری مدد کرے گا۔ اللہ کے کلام بدل نہیں سکتے۔

پھر بعد اِس کے ایک دو اَور الہام انگریزی ہیں جن میں سے کچھ تو معلوم ہے اور وہ یہ ہے :-

آئی شَل ہلپ یُو

مگر بعد اِس کے یہ ہے :-

یُو ہَیو ٹو گو اَمرت سَر

پھر ایک فقرہ ہے جس کے معنے معلوم نہیں اور وہ یہ ہے :-

ہِی ہَلٹس اِن دِی ضلع پشاور

(مکتوب ۱۲۔ دسمبر ۱۸۸۳ء بنام میر عباس علی شاہ صاحب۔ مکتوباتِ احمدیہ جلد اوّل صفحہ ۶۸، ۶۹)

جنوری ۱۸۸۴ء " ابتداء میں جب یہ کتاب تالیف کی گئی تھی اس وقت اِس کی کوئی اَور صورت تھی۔ پھر بعد اُس کے قدرتِ الٰہیہ کی ناگہانی تجلّی نے اِس احقر عباد کو موسٰی کی طرح ایک ایسے عالم سے خبر دی جس سے پہلے خبر نہ تھی یعنی یہ عاجز بھی حضرت ابنِ عمران کی طرح اپنے خیالات کی شبِ تاریک میں سفر کر رہا تھا کہ ایک دفعہ پردۂ

---

1. 8. Though all men should be angry but God is with you.
9. He shall help you.
10. Words of God not can exchange.

☆ یہ کتابت کی غلطی معلوم ہوتی ہے۔ یہی الہام صفحہ ۸۷ پر بھی درج ہے جہاں Can not کے الفاظ ہیں۔ (مرتب)

2. مَیں تیری مدد کروں گا۔ I shall help you.

3. تمہیں امرتسر جانا ہوگا۔ You have to go Amritsar.

4. وہ ضلع پشاور میں قیام کرتا ہے۔ He halts in the Zilla Peshawar.

Zilla :- "ضلع" کا لفظ انگریزی زبان میں استعمال ہوتا ہے دیکھو Public Service Inquiries Act Section 8 (دی پبلک سروِنٹس انکوائریز ایکٹ دفعہ ۸) نیز دی پنجاب کورٹس ایکٹ شائع کردہ شمیر چند سنہ ۱۹۲۲ء صفحہ ۸۳ زیر دفعہ ۳۷ The Punjab Court Act. نیز آکسفورڈ ڈکشنری زیر لفظ "ضلع" (مرتب)

تمہاری فرودگاہ کے اردگرد فرشتے پہرہ دے رہیں۔ پھر بعد اس کے الہام ہوا امن است درمقام محبت سرائے ما۔ پھر چند روز کے بعد ایسا اتفاق ہوا کہ اردگرد کے دیہات میں سے ایک گاؤں کا باشندہ جو نامی چور تھا چوری کے ارادہ سے ہمارے باغ میں آیا اور اس کا نام بشن سنگھ تھا۔ رات کا پچھلا حصہ تھا۔ جب وہ اس ارادہ سے باغ میں داخل ہوا مگر موقع نہ ملنے سے ایک پیاز کے کھیت میں بیٹھ گیا۔ اور بہت سی پیاز اُس نے توڑی اور ایک ڈھیر لگا دیا اور پھر کسی نے دیکھ لیا تب وہاں سے دوڑا اور وہ اس قدر قوی ہیکل تھا کہ اُس کو دس آدمی بھی پکڑ نہ سکتے۔ اگر خدا کی پیشگوئی نے پہلے سے اُس کو پکڑا ہوا نہ ہوتا دوڑنے کے وقت ایک گڑھے میں پیر اُس کا جا پڑا پھر بھی وہ سنبھل کر اُٹھا مگر آگے پیچھے سے لوگ پہنچ گئے اور اس طرح پر سردار بشن سنگھ باوجود اپنی سخت کوشش کے پکڑے گئے اور عدالت میں جاتے ہی سزایاب ہو گئے بعد اس کے ہمارے سکونتی مکان میں سے جو باغ میں ہے جس میں ہم دن کے وقت رہتے تھے ایک بڑا سانپ نکلا جو ایک زہریلہ سانپ تھا اور بڑا لمبا تھا وہ بھی اس چور کی طرح اپنی سزا کو پہنچا اور اس طرح پر فرشتوں کی حفاظت کا ثبوت ہمیں دست بدست مل گیا۔☆

﴿۳۰۳﴾

۱۴۳۔ نشان۔ میں انگریزی سے بالکل بے بہرہ ہوں تا ہم خدا تعالیٰ نے بعض پیشگوئیوں کو بطور موہبت انگریزی میں میرے پر ظاہر فرمایا ہے جیسا کہ براہین کے صفحہ ۴۸۰ و ۴۸۱ و ۴۸۳ و ۴۸۴ و صفحہ ۵۲۲ میں یہ پیشگوئی ہے جس پر ۲۵ برس گذر گئے اور وہ یہ ہے:۔

I love you. I am with you. Yes I am happy. Life of pain. I shall hlep you. I can, what I will do, We can, what we will do. God is coming by His army. He is with you to kill enemy. The days shall come when God shall help you. Glory be to the Lord. God maker of earth and heaven.

☆ اس پیشگوئی کے گواہ مفتی محمد صادق صاحب اور مولوی محمد علی صاحب ایم اے اور تمام جماعت کے لوگ ہیں کہ جو باغ میں میرے ساتھ تھے۔ منہ

حقیقۃ الوحی صفحہ 304 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 316 از مرزا قادیانی | یہ حوالہ صفحہ 202 پر درج ہے

حوالہ نمبر 161

اور واقعات سے بے خبر اور ناواقف قرار دے سکیں بلکہ وہ تمام لوگ ایسے تھے
جن میں آنحضرت نے ابتداء عمر سے نشوونما پایا تھا اور ایک حصۂ کلاں عمر اپنی کا ﴿۴۸۰﴾
ان کی مخالطت اور مصاحبت میں بسر کیا تھا پس اگر فی الواقعہ جناب ممدوح اُمّی نہ
ہوتے تو ممکن نہ تھا کہ اپنے اُمّی ہونے کا ان لوگوں کے سامنے نام بھی لے سکتے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱

تذلل کی تعلیم دی اور فرمایا اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ۔ اس کے یہ معنے ہیں کہ اے مبدء
تمام فیوض ہم تیری ہی پرستش کرتے ہیں اور تجھ سے ہی مدد مانگتے ہیں یعنی ہم عاجز ہیں آپ سے
کچھ بھی نہیں کر سکتے جب تک تیری توفیق اور تائید شامل حال نہ ہو پس خدائے تعالیٰ نے دعا میں
جوش دلانے کے لئے دو محرک بیان فرمائے ایک اپنی عظمت اور رحمتِ شاملہ دوسرے بندوں کا
عاجز اور ذلیل ہونا۔ اب جاننا چاہئے کہ یہی دو محرک ہیں جن کا دعا کے وقت خیال میں لانا دعا ﴿۴۸۰﴾
کرنے والوں کے لئے نہایت ضروری ہے جو لوگ دعا کی کیفیت سے کسی قدر چاشنی حاصل
رکھتے ہیں انہیں خوب معلوم ہے کہ بغیر پیش ہونے ان دونوں محرکوں کے دعا ہو ہی نہیں سکتی اور بجز
ان کے آتش شوق الٰہی دعا میں اپنے شعلوں کو بلند نہیں کرتے یہ بات نہایت ظاہر ہے

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳

زبان خدا کے ہاتھ میں ایک آلہ ہوتا ہے جس طرح اور جس طرف چاہتا ہے اس آلہ کو یعنی زبان کو
پھیرتا ہے اور اکثر ایسا ہی ہوتا ہے کہ الفاظ زور کے ساتھ اور ایک جلدی سے نکلتے آتے ہیں اور کبھی
ایسا بھی ہوتا ہے کہ جیسے کوئی لطف اور ناز سے قدم رکھتا ہے اور ایک قدم پر ٹھہر کر پھر دوسرا قدم اٹھاتا ﴿۴۸۰﴾
ہے اور چلنے میں اپنی خوش وضع دکھلاتا ہے اور ان دونوں اندازوں کے اختیار کرنے میں حکمت یہ ہے
کہ تا ربانی الہام کو نفسانی اور شیطانی خیالات سے امتیاز کلی حاصل رہے اور خداوندِ مطلق کا الہام اپنی
جلالی اور جمالی برکت سے فی الفور شناخت کیا جائے۔ ایک دفعہ کی حالت یاد آئی ہے کہ انگریزی
میں اول یہ الہام ہوا۔ آئی لو یو یعنی میں تم سے محبت رکھتا ہوں۔ پھر یہ الہام ہوا۔ آئی ایم ود یو یعنی میں
تمہارے ساتھ ہوں پھر الہام ہوا۔ آئی شیل ہیلپ یو یعنی میں تمہاری مدد کروں گا۔ پھر الہام ہوا

براہین احمدیہ صفحہ 480 مندرجہ روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 571، 572 از مرزا قادیانی	یہ حوالہ صفحہ 202 پر درج ہے

حوالہ نمبر 161

جن پر کوئی حال ان کا پوشیدہ نہ تھا اور جو ہر وقت اس گھات میں لگے ہوئے تھے کہ کوئی خلاف گوئی ثابت کریں اور اُس کو مُشتہر کر دیں۔ جن کا عناد اس درجہ تک پہنچ چکا تھا کہ اگر بس چل سکتا تو کچھ جھوٹ موٹ سے ہی ثبوت بنا کر پیش کر دیتے اور اسی جہت سے ان کو ان کی ہر یک بدظنی پر ایسا مسکت جواب دیا جاتا تھا کہ وہ ساکت اور لاجواب رہ جاتے تھے مثلاً جب مکہ کے بعض

﴿۴۸۱﴾

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱

کہ جو شخص خدا کی عظمت اور رحمت اور قدرت کاملہ کو یاد نہیں رکھتا وہ کسی طرح سے خدا کی طرف رجوع نہیں کر سکتا اور جو شخص اپنی عاجزی اور درماندگی اور مسکینی کا اقراری نہیں اس کی روح اس مولیٰ کریم کی طرف ہرگز جھک نہیں سکتی۔ غرض یہ ایسی صداقت ہے جس کے سمجھنے کے لئے کوئی عمیق فلسفہ درکار نہیں بلکہ جب خدا کی عظمت اور اپنی ذلت اور عاجزی متحقق طور پر دل میں منقش ہو تو وہ حالت خاصہ خود انسان کو سمجھا دیتی ہے کہ خالص دعا کرنے کا وہی ذریعہ ہے سچے پرستار خوب سمجھتے ہیں کہ حقیقت میں انہیں دو چیزوں کا تصوّر دعا کے لئے ضروری ہے یعنی اول اس بات کا تصوّر کہ خدائے تعالیٰ ہر یک قسم کی ربوبیّت اور پرورش اور رحمت اور بدلہ دینے پر قادر ہے اور اس کی یہ صفات کاملہ ہمیشہ اپنے کام میں لگی ہوئی ہیں۔

﴿۴۸۱﴾

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

آئی کین ویٹ آئی ول ڈو۔ یعنی میں کر سکتا ہوں جو چاہوں گا۔ پھر بعد اس کے بہت ہی زور سے جس سے بدن کانپ گیا یہ الہام ہوا۔ وی کین ویٹ وی ول ڈو۔ یعنی ہم کر سکتے ہیں۔ جو چاہیں گے اور اس وقت ایک ایسا لہجہ اور تلفظ معلوم ہوا کہ گویا ایک انگریز ہے جو سر پر کھڑا ہوا بول رہا ہے اور باوجود پُر دہشت ہونے کے پھر اس میں ایک لذت تھی جس سے روح کو معنے معلوم کرنے سے پہلے ہی ایک تسلی اور تشفی ملتی تھی اور یہ انگریزی زبان کا الہام اکثر ہوتا رہا ہے۔ ایک دفعہ ایک طالب العلم انگریزی خوان ملنے کو آیا اس کے روبرو ہی یہ الہام ہوا۔ دِس از مائی اینیمی یعنی یہ میرا دشمن ہے اگرچہ معلوم ہو گیا تھا کہ یہ الہام اسی کی نسبت ہے مگر اسی سے یہ معنی بھی دریافت

﴿۴۸۱﴾

براہین احمدیہ صفحہ 480 مندرجہ روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 571، 572 از مرزا قادیانی	یہ حوالہ صفحہ 202 پر درج ہے

۱۴

لاکھوں کروڑوں انسانوں کا بار۔ پس فرق ظاہر ہے۔

(اس روایت میں حضرت والدہ صاحبہ نے جو بیان کیا ہے کہ اپنی گھبراہٹ کے اظہار پر حضرت مسیح موعودؑ نے یہ فرمایا کہ "یہ وہی ہے جو میں کہا کرتا تھا" اسکے متعلق مَیں نے حضرت والدہ صاحبہ سے دریافت کیا تھا کہ اس سے کیا مراد ہے جس پر انہوں نے فرمایا کہ حضرت صاحب کی یہ مراد تھی کہ جیسا کہ مَیں کہا کرتا تھا۔ کہ میری وفات کا وقت قریب ہے۔ سو اب یہ وہی موعود وقت آگیا ہے۔ اور والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ ان الفاظ میں گویا حضرت صاحب نے مجھے ایک رنگ میں تسلی دی تہی۔ کہ گھبرانے کی کوئی بات نہیں ہے۔ کیونکہ یہ وہی مقدر وقت ہے جسکے متعلق میں خدا سے علم پاکر ذکر کیا کرتا تھا۔ اور جس طرح خدا کا یہ وعدہ پورا ہو رہا ہے۔ اسی طرح خدا کے دوسرے وعدے بہی جو میرے بعد خدائی نصرت وغیرہ کے متعلق ہیں۔ پورے ہونگے اور خدا تم سب کا خود کفیل ہوگا۔ نیز حضرت والدہ صاحبہ نے فرمایا۔ کہ حضرت صاحب کو اسہال کی شکایت اکثر ہو جایا کرتی تھی۔ جس سے بعض اوقات بہت کمزوری ہو جاتی تھی............ اور آپ اسی بیماری سے فوت ہوئے)

(۱۳) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ جن ایام میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام رسالہ الوصیت لکھ رہے تھے ایک دفعہ جب آپ شریف (یعنی میرے چھوٹے بھائی عزیزم مرزا شریف احمد) کے مکان کے صحن میں ٹہل رہے تھے۔ آپ نے مجھ سے کہا۔ کہ مولوی محمد علی سے ایک انگریز نے دریافت کیا تھا۔ کہ جس طرح بڑے آدمی اپنا جانشین مقرر کیا کرتے ہیں۔ مرزا صاحب نے بہی کوئی جانشین مقرر کیا ہے یا نہیں؟ اسکے بعد آپ فرمانے لگے تمہارا کیا خیال ہے۔ کیا مَیں محمود (حضرت خلیفۃ المسیح ثانی) کو لکھدوں یا فرمایا مقرر کردوں؟ والدہ صاحبہ فرماتی ہیں۔

یہ حوالہ صفحہ 203 پر درج ہے	سیرت المہدی حصہ اول صفحہ 14،13 از مرزا بشیر احمد ایم اے

۱۴

میں نے کہا کہ جس طرح آپ مناسب سمجھیں کریں۔

(۱۴) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے تھے کہ ہماری جماعت میں تین قسم کے لوگ ہیں ایک تو وہ ہیں جن کو دُنیوی شان و شوکت کا خیال ہے کہ محکمے ہوں دفاتر ہوں بڑی بڑی عمارتیں ہوں وغیرہ وغیرہ دُوسرے وہ ہیں۔ جو کسی بڑے آدمی مثلاً مولوی نورالدین صاحب کے اثر کے نیچے آکر جماعت میں داخل ہو گئے ہیں۔ اور انہی کے ساتھ وابستہ ہیں تیسری قسم کے وہ لوگ ہیں۔ جن کو خاص میری ذات سے تعلق ہے۔ اور وہ ہر بات میں میری رضا، اور میری خوشی کو مقدم رکھتے ہیں۔

(۱۵) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ جس وقت لاہور میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فوت ہوئے۔ اس وقت حضرت مولوی نورالدین صاحب اس کمرہ میں موجود نہیں تھے۔ جس میں آپ نے وفات پائی جب حضرت مولوی صاحب کو اطلاع ہوئی تو آپ آئے اور حضرت صاحب کی پیشانی کو بوسہ دیا۔ اور پھر جلد ہی اس کمرے سے باہر تشریف لے گئے۔ جب حضرت مولوی صاحب کا قدم دروازے کے باہر ہوا اس وقت مولوی سید محمد احسن صاحب نے رقت بھری آواز میں حضرت مولوی صاحب سے کہا۔ انت صدیق۔ حضرت مولوی صاحب نے فرمایا مولوی صاحب یہاں اس سوال کو رہنے دیں۔ قادیان جا کر فیصلہ ہوگا۔ خاکسار کا خیال ہے کہ اس مکالمہ کو میرے سوا کسی نے نہیں سُنا۔

(۱۶) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تین انگوٹھیاں تھیں ایک الیس اللہ بکاف عبدہ والی جس کا آپ نے کئی جگہ اپنی تحریرات میں ذکر کیا ہے۔ یہ سب سے پہلی انگوٹھی ہے جو دعویٰ سے بہت عرصہ پہلے تیار کرائی گئی تھی دُوسری وہ انگوٹھی جس پر آپ کا

سیرت المہدی حصہ اول صفحہ 14،13 از مرزا بشیر احمد ایم اے | یہ حوالہ صفحہ 203 پر درج ہے

ہے اسی طرح دُعا ہی کے ذریعہ فتح ہو گی۔ل (الحکم جلد ۷ نمبر ۱۱ صفحہ ۷-۸ مورخہ ۲۴ مارچ ۱۹۰۳ء)

۲۵ مارچ ۱۹۰۳ء

مجلس قبل از عشاء

ہمارا سب سے بڑا کام کسرِ صلیب ہے

حضرت اقدس نے جو حجرہ دعائیہ بنایا ہے۔ اس کی نسبت فرمایا کہ:-

ہمارا سب سے بڑا کام تو کسرِ صلیب ہے اگر یہ کام ہو جاوے تو ہزاروں شبہات اور اعتراضات کا جواب خود بخود ہی ہو جاتا ہے اور اسی کے اُدھورا رہنے سے سینکڑوں اعتراضات ہم پر وارد ہو سکتے ہیں۔ دیکھا گیا ہے کہ چالیس یا پچاس کتابیں لکھی ہیں مگر اُن سے ابھی وہ کام نہیں نکلا جس کے لیے ہم آئے ہیں۔ اصل میں ان لوگوں نے جس طرح قدم جمائے اور اپنا دامِ فریب پھیلایا ہے وہ ایسا نہیں کہ کسی انسانی طاقت سے درہم برہم ہو سکے۔ دانا آدمی جانتا ہے کہ اس قوم کا تختہ کس طرح پلٹا جا سکتا ہے۔ یہ کام بجز خدائی ہاتھ کے انجام پذیر ہوتا نظر نہیں آتا اسی واسطے ہم نے ان ہتھیاروں یعنی قلم کو چھوڑ کر دعا کے واسطے یہ مکان (حجرہ) بنوایا ہے کیونکہ دُعا کا میدان خدا نے بڑا وسیع رکھا ہے اور اس کی قبولیت کا بھی اس نے وعدہ فرمایا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا کہ مِنْ كُلِّ حَدَبٍ يَنْسِلُوْنَ۔ (الانبیاء: ۹۷) اس امر کے اظہار کے واسطے کافی ہے کہ کُل دُنیا کی زمینی طاقتوں کو زیر پا کریں گے ورنہ اس کے سوا اور کیا معنے ہیں؟ کیا یہ قومیں دیواروں اور ٹیلوں کو کودتی پھاندتی پھریں گی؟ نہیں بلکہ اس کے یہی معنے ہیں کہ وہ دُنیا کی کُل ریاستوں اور سلطنتوں کو زیر پا کریں گی اور کوئی طاقت ان کا مقابلہ نہ کر سکے گی۔

فتح دُعا کے ذریعہ ہو گی

واقعات جس امر کی تفسیر کریں وہی تفسیر ٹھیک ہوا کرتی ہے۔ اس آیت کے معنے خدا تعالیٰ نے واقعات سے بتا دیئے ہیں ان کے مقابلہ میں اگر کسی قسم کی سیفی قوت کی ضرورت ہوتی تو اب جیسے کہ بظاہر اسلامی دنیا کی امیدوں کے آخری دن ہیں چاہیئے تھا کہ اہلِ اسلام کی سیفی طاقت بڑھی ہوئی ہوتی اور اسلامی سلطنتیں تمام دنیا پر غلبہ پاتیں اور کوئی ان کے مقابل

ل البدر میں ہے:- گائے وغیرہ کی حلت پر اور حرمت پر ذکر ہوا۔ فرمایا کہ:

"حرام کی تو تفصیل خدا نے دی ہے اور حلال کی کوئی تفصیل نہیں دی جس سے پتہ لگے کہ فلاں شئے ضرور کھاؤ سو اس لیے گائے کے ذبح وغیرہ کا ذکر کر کے ناحق موجبِ فساد ہونا مناسب نہیں ہوتا۔"

(البدر جلد ۲ نمبر ۱۱ صفحہ ۸۴ مورخہ ۳ اپریل ۱۹۰۳ء)

ملفوظات جلد سوم صفحہ 191، 192 طبع جدید از مرزا قادیانی	یہ حوالہ صفحہ 203 پر درج ہے

پر ٹھہر نہ سکتا مگر اب تو معاملہ اس کے برخلاف نظر آتا ہے۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے بطور تمہید یا عنوان کے یہ زمانہ ہے کہ ان کی فتح اور ان کا غلبہ دنیوی ہتھیاروں سے نہیں ہو سکے گا۔ بلکہ اُن کے واسطے آسمانی طاقت کام کریگی جس کا ذریعہ دُعا ہے۔ غرضکہ ہم نے اس لیے سوچا کہ عمر کا اعتبار نہیں ہے۔ ساٹھ یا پینسٹھ سال عمر سے گذر چکے ہیں۔ موت کا وقت مقرر نہیں۔ خدا جانے کس وقت آجاوے اور کام ہمارا ابھی بہت باقی پڑا ہے۔ ادھر قلم کی طاقت کمزور ثابت ہوئی ہے۔ رہی سیف اس کے واسطے خدا تعالیٰ کا اذن اور منشاء نہیں ہے۔ لہٰذا ہم نے آسمان کی طرف ہاتھ اُٹھائے اور اسی سے قوت پانے کے واسطے ایک الگ حجرہ بنایا اور خدا سے دُعا کی کہ اس مسجد البیت اور بیت الدعا کو امن اور سلامتی اور اعداء پر بذریعہ دلائل نیرہ اور براہین ساطعہ کے فتح کا گھر بنا۔

ہم نے دیکھا کہ اب ان مسلمانوں کی حالت تو خود مورد عذاب اور شامت اعمال سے قہر الٰہی کے نزول کی محرک بنی ہوئی ہے اور خدا کی نصرت اور اُس کے فضل و کرم کی جاذب مطلق نہیں رہی۔ جب تک یہ خود نہ سنوریں تب تک خوشحالی کا منہ نہیں دیکھ سکتے۔ اعلاء کلمۃ اللہ کا ان کو فکر نہیں ہے۔ خدا کے دین کے واسطے ذرا بھی سرگرمی نہیں۔ اس لیے خدا کے آگے دستِ دُعا پھیلانے کا قصد کر لیا ہے کہ وہ اس قوم کی اصلاح کرے اور شیطان کو ہلاک کرے تاکہ خدا کا سچا نُور دنیا پر دوبارہ چمک جاوے اور راستی کی عظمت پھیلے۔

بنی اسرائیل کی کتابوں سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ جب وہ قوم فسق و فجور میں تباہ ہو جاتی اور اس کی توحید و جلال کو بالکل بھول جاتی تھی تو اُن کے انبیاء اسی طرح جنگلوں اور الگ مکانوں میں دست بدعا ہوتے تھے اور خدا کی رحمت کے تخت کو جنبش دیا کرتے تھے۔

دنیا کو علم نہیں ہے کہ آجکل عیسائی کیا کر رہے ہیں۔ مسلمانوں کی کس قدر ذریت کو انہوں نے برباد کیا ہے کسقدر خاندان اُنکے ہاتھوں نالاں ہیں گویا دُنیا کا تختہ بالکل پلٹ گیا ہے۔ اب خدا کی غیرت نے نہ چاہا کہ اس کی توحید اور جلال کی ہتک ہو اور اس کے رسول کی زیادہ بے عزتی کی جاوے۔ اس کی غیرت نے تقاضا کیا کہ اپنے نُور کو اب روشن کرے اور سچائی اور حق کا غلبہ ہو سو اس نے مجھے بھیجا اور اب میرے دل میں تحریک پیدا کی کہ میں ایک حجرہ بیت الدعا صرف دُعا کے واسطے مقرر کروں اور بذریعہ دعا کے اس فساد پر غالب آؤں تاکہ اول آخر سے مطابق ہو جاوے اور جس طرح سے پہلے آدم کو دُعا ہی کے ذریعہ سے شیطان پر فتح نصیب ہوئی تھی اب آخری آدم کے مقابل پر آخری شیطان پر بھی بذریعہ دُعا کے فتح ہو۔

(البدر جلد ۲ نمبر ۱۱ صفحہ ۸۴-۸۵ مورخہ ۳ر اپریل ۱۹۰۳ء)

❖ ❖ ❖

ملفوظات جلد سوم صفحہ 191، 192 طبع جدید از مرزا قادیانی | یہ حوالہ صفحہ 203 پر درج ہے

إن الفضل بيد الله يؤتيه من يشاء ... عسى أن يبعثك ربك مقاماً محموداً

الفضل

قادیان

ایڈیٹر: غلام نبی

The ALFAZL QADIAN.

نمبر ۵۸ | مورخہ ۳ شعبان ۱۳۵۳ھ | یوم یکشنبہ | مطابق ۱۱ نومبر ۱۹۳۴ء | جلد ۲۲

مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے متعلق ۹ر ... وقت ڈیڑھ بجے بعد دوپہر کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے کہ حضور کو ایک درد کمر کی شکایت ہے۔ گو پہلے سے کم ہے احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ حضور کو کامل صحت عطا فرمائے۔ اسی تکلیف کے ... ۹ نومبر جمعہ کو حضور نے قریباً دو گھنٹہ تک خطبہ جمعہ پڑھا جس میں ... کے سلسلہ میں جن کا حضور موجودہ حالات کے ماتحت جماعت سے ... کرنے والے ہیں۔ فی الحال ... چندوں کی باقاعدہ ادائیگی ... نیت کی صفائی۔ اور آپس میں ناراضگی رکھنے والے بھائیوں کو ایک ... سے صلح کرکے جماعت کو بنیان مرصوص ہو جانے کا ارشاد ... مفصل خطبہ انشاء اللہ اپنے وقت پر شائع کیا جائے گا۔

... مبارک احمد صاحب ... فاضل مبلغ سلسلہ احمدیہ نیروبی (افریقہ) ... تبلیغ ... ہونے کے لئے ۱۱ نومبر ... بجے شام کی گاڑی سے ...

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

قرآن کریم خدا تعالیٰ کی سچی اور کامل کتاب ہے

(رقم فرمودہ ۱۱۔ نومبر ۱۹۰۶ء)

"مسلمان انسان اسی صورت میں رہ سکتا ہے جب کہ دل سے کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر ایمان لائے۔ اور پورے طور سے اس پر کاربند ہو جائے۔ اور اس کے بعد قرآن شریف پر ایمان رکھے۔ کہ وہ خدا تعالیٰ کی سچی۔ اور کامل کتاب ہے اور وہی ایک کلام ہے جس پر خدا کی مہر ہے انسان کو اسی کے مطابق عمل درآمد کرنا چاہیئے۔ اور اسی کے بتائے ہوئے احکام پر چلنا۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے دکھلائے ہوئے نمونہ پر کاربند ہونا ہی صراط مستقیم ہے۔ اس کے سوائے کوئی طریق ... کشف رویا۔ یا الہام بغیر مہر کے جائز نہیں۔ جب تک کسی الہام پر خدا کی مہر نہ ہو۔ وہ ماننے کے لائق نہیں ہوتا۔ دیکھو قرآن شریف کو عربوں جیسے اشد کافر کب مان سکتے تھے۔ اگر خدا کی مہر اُس پر نہ ہوتی۔ ہمیں بھی اگر کوئی کشف۔ رویا۔ یا الہام ہوتا ہے۔ تو ہمارا دستور ہے۔ کہ اُسے قرآن مجید پر عرض کرتے ہیں۔ اور اُسی کے سامنے پیش کرتے ہیں۔

(الحکم ۱۷۔ نومبر ۱۹۰۶ء)

قادیانی خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود کی تقریر، روزنامہ "الفضل" قادیان، 11 نومبر 1934ء	یہ حوالہ صفحہ 205 پر درج ہے

اخبار الفضل قادیان دارالامان مورخہ ۱۱ نومبر ۱۹۳۴ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

نمبر ۵۸ | قادیان دارالامان مورخہ ۲ شعبان ۱۳۵۳ھ | جلد ۲۲

خطبہ جمعہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جماعت احمدیہ کے خلاف احراریوں کا فتنہ اور بعض افسروں کا غیر منصفانہ رویہ

جماعت احمدیہ کی امتحان کا وقت آپہنچا ہے

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

(فرمودہ ۲ نومبر ۱۹۳۴ء)

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

گزشتہ دنوں مجھے

انفلوئنزا کی شکایت

رہی ہے۔ اور پرسوں اور کل تک تو بخار کی شکایت اور شدید نزلہ۔ اور کھانسی کی تکلیف تھی۔ آج گو مجھے بخار معلوم نہیں ہوتا لیکن پھر بھی کھانسی اور نزلہ کی شکایت ہے۔ جس کی وجہ سے نہ تو میں اونچا بول سکتا ہوں۔ اور نہ ہی زیادہ دیر تک بول سکتا ہوں۔ بالکل ممکن تھا۔ کہ میری بیماری ہی اس بات پر مجھے مجبور کرتی۔ کہ میں اپنے خطبہ کے بعض اہم حصوں کو

آئندہ کے لئے ملتوی

کروں۔ لیکن اس دوران میں بعض ایسے دوستوں نے کہ جنہیں ہم سے بھی تعلق ہے۔ اور حکومت سے بھی ان کے دوستانہ تعلقات ہیں۔ تحریک کی ہے۔ کہ اس وقت تک میں اپنے

خاص اعلان

ملتوی رکھوں۔ جب تک کہ ان غلط فہمیوں کو دور کرنے کی کوشش نہ کر لی جائے۔ جو حکومت کے بعض لوگوں اور ہم میں پیدا ہوئی ہیں۔ اگر ہمیں کچھ غلط فہمی ہوئی ہو۔ تو ہم تو [illegible]

ہیں۔ ہمارا ہمیشہ یہ طریق رہا ہے۔ کہ ہم کھلے دل سے اپنی غلطی کا اعتراف کر لیتے ہیں۔ اس لئے ان دوستوں کو میں یہ یقین دلا سکتا ہوں۔ کہ اگر ہماری کسی بات میں

غلطی یا غلط فہمی

ثابت ہو۔ تو ہم اس کے متعلق ہر وقت تسلیم کرنے کے لئے تیار ہیں۔ اور معافی مانگنے کے لئے بھی۔ معاملہ صرف حکومت کا ہے کہ آیا وہ بھی اپنی غلطی کو تسلیم کرنے کے لئے تیار ہے یا نہیں۔ اگر ثابت ہو جائے کہ

حکومت سے غلطی ہوئی ہے

اور وہ اپنی اس غلطی کا اعتراف کرلے۔ تو ہمارا سارا شکوہ دور ہو سکتا ہے۔ مومن کبھی کینہ توز نہیں ہوتا۔ اور نہ وہ کینہ اپنے دل میں رکھتا ہے۔ بلکہ وہ بنی نوع انسان کی اصلاح چاہتا ہے۔ اور یوں بھی اگر ہمارے مد نظر اصلاح نہ ہو۔ تو ہمیں اس سے کیا فائدہ ہو سکتا ہے۔ کہ گورنمنٹ اپنی غلطی کا اقرار کرے ہم صرف اس لئے یہ سوال اٹھانا چاہتے ہیں۔ کہ اگر یہ بات نہ اٹھائی جائے۔ تو ہمارے لئے آئندہ

بہت سی مشکلات

پیدا ہو جاتی ہیں۔ اور ملک کے امن کو بھی نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے۔ ورنہ حکومت نے جو کچھ ہمیں کہا ہے۔ وہ ان گالیوں کے مقابلہ میں کیا حیثیت رکھتا ہے۔ جو روزانہ ہم مخالفین کے مونہہ سے سنتے رہتے ہیں۔ حکومت کی یہی غلطی ہے۔ کہ اس نے

ایک دوسرے کا فعل میری طرف منسوب کر دیا

مگر یہ کوئی نئی بات نہیں۔ روزانہ ہم غیر احمدیوں سکھوں اور ہندوؤں سے سنتے ہیں۔ کہ اگر کوئی احمدی نماز نہیں پڑھتا۔ تو وہ کہتے ہیں۔ یہ نبی کی جماعت ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ حالانکہ نمازیں نہیں پڑھتے۔ وہ ایک شخص کے فعل کو

ساری جماعت

کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ اسی طرح کوئی شخص درشتی سے پیش آتا ہے۔ تو وہ کہتے ہیں۔ یہ

نبی کی جماعت

ہونے کا دعوے کرتے ہیں۔ حالانکہ ان کی زبانیں صاف نہیں وہ فوراً ایک شخص کے فعل کو تمام جماعت کی طرف منسوب کر دیتے ہیں۔ اسی طرح ذرا کسی احمدی کے مونہہ سے کوئی ایسی بات نکل جائے۔ جو غلط ہو۔ تو چاہے نادانستہ طور پر ہی اس سے غلطی سرزد ہوئی ہو۔ تب بھی ہم دیکھتے ہیں۔ کہ دوسرے لوگ جھٹ کہہ دیتے ہیں۔ کہ یہ بھی جھوٹے ہیں۔ ان کا پیر بھی جھوٹا تھا۔ لیکن اس معاملہ میں

گورنمنٹ انگریزی کا فعل

کوئی نیا فعل نہیں۔ زیادہ سے زیادہ یہ کہا جا سکتا ہے۔ کہ کسی ناظر کا فعل اس نے میری طرف منسوب کر دیا۔ مگر ان گالیوں کے مقابلہ میں جو ہم روزانہ سنتے ہیں۔ اس چیز کی کچھ بھی حقیقت نہیں۔ اس سے

ہزاروں گنا زیادہ

گالیاں سن کر اور اس سے لاکھوں گنا زیادہ سخت الفاظ سن کر ہم انہیں برداشت کرتے ہیں۔ پھر اس کی کیا وجہ ہے۔ کہ ہم گورنمنٹ کی اس غلطی کو برداشت نہیں کر سکتے۔ اس کی وجہ وہی ہے۔ جیسے پہلے بھی میں نے بیان کیا۔ کہ گورنمنٹ کا اس طرح نوٹس دینا جس میں سول ڈس اوبیڈینس کا الزام ہم پر لگایا گیا ہو۔ کسی صورت میں بھی جائز نہیں۔ ہماری جماعت جماعت ہے۔ جیسے شروع سے ہی لوگ یہ کہتے چلے آئے کہ یہ

خوشامدی اور گورنمنٹ کی پٹھو

ہے۔ بعض لوگ ہم پر یہ الزام لگاتے ہیں۔ کہ ہم گورنمنٹ کے [illegible] ہیں۔ پنجابی محاورہ کے مطابق ہمیں جھولی چک۔ اور زمینداری محاورہ کے مطابق ہمیں ٹوڈی کہا جاتا ہے کونسا زمانہ ہم پر ایسا نہیں گزرا۔ جب ہم پر یہ الزام

قادیانی خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود کی تقریر، روزنامہ "الفضل" قادیان، 11 نومبر 1934ء

یہ حوالہ صفحہ 205 پر درج ہے

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ○

دیں کی نصرت کے لئے اک آسماں پر شور ہے | عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانے کے دن

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اُسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کریگا

اور بڑے زور آور حملوں سے اُسکی سچائی ظاہر کر دیگا (الہام مسیح موعود)

الفضل

مضامین بنام ایڈیٹر اور کاروباری امور کے متعلق خط و کتابت بنام مینیجر ہو

میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا (الہام مسیح موعود)

فہرست مضامین

جلد ۶ | ۳ ، ۷ جون ۱۹۱۹ء | سہ شنبہ ، شنبہ | ۳ ، ۷ رمضان المبارک ۱۳۳۷ھ | نمبر ۹۲ ، ۹۳

مدینۃ المسیح

۳- مسی کو طلباء ہائی سکول نے جناب سید ولی اللہ شاہ صاحب کی آمد کی خوشی میں ایک مکلف دعوت دی جس میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے تقریر فرمائی جو آئندہ انشاء اللہ درج کی جائیگی۔

ماہ رمضان میں پہلا روزہ یکم جون کو ہوا۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی روزانہ صبح کے وقت درس دیتے ہیں۔ اور بعد نماز ظہر جناب حافظ روشن علی صاحب کا درس ہوتا ہے جو انشاء اللہ رمضان المبارک میں سارا قرآن کریم ختم کرائیں گے۔

۴ جون کو حضور ملک معظم کی سالگرہ کی خوشی میں صدر انجمن احمدیہ کے دفاتر و مدارس سکولوں میں چھٹی منائی گئی۔

اخبار احمدیہ

برٹش حکام

سلسلہ عالیہ احمدیہ کی امن پسند تعلیم اور احمدیوں کا گورنمنٹ برطانیہ کے ساتھ اظہار خلوص اور وفاداری کرنا بعض حکام کے دلوں میں جذبات محبت پیدا کر رہا ہے۔ اور یہ حالت ہندوستان تک ہی محدود نہیں۔ بلکہ ہندوستان کے باہر بھی یہی حالت ہے۔ چنانچہ ایک دوست لکھتے ہیں۔ کہ ایک شخص جو کچھ مدت ایک احمدی کے پاس رہتا رہا تھا۔ ملازمت کے لئے ایک برطانوی افسر کے پاس گیا۔ جب افسر مذکور نے درخواست کنندہ کے حالات دریافت کئے۔ اور پوچھا کہ کہاں رہے ہو۔ تو اس نے جواب دیا کہ فلاں احمدی کے پاس سپرنٹنڈنٹ کا منشی تھا۔

افسر۔ کیا تم بھی احمدی ہو

امیدوار (ڈر کر کہ احمدی کے نام سے ناراض نہ ہو) نہیں صاحب!

افسر۔ افسوس کہ تم اتنی دیر احمدی کے پاس رہا مگر سچائی کو اختیار نہیں کیا۔ جاؤ پہلے احمدی ہو۔ پھر فلاں تاریخ کو آنا۔

ہم خدا کا شکر کرتے ہیں۔ کہ بعض حکام احمدیوں کی دیانت۔ امانت اور جذبات وفاداری کا احساس کرتے ہیں۔

ایک نیک جج

ایک غیر ملک سے اطلاع آئی ہے۔ کہ مخالفین نے

مکتوب نمبر ۷

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

مجی اخویم نواب صاحب سلمہٗ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

کل عنایت نامہ پہنچ کر اس کے پڑھنے سے جس قدر دل کو صدمہ پہنچا اللہ تعالیٰ جانتا ہے لیکن پھر خدا تعالیٰ کی یہ آیت یاد آئی کہ لَا تَایْئَسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰہِ اِنَّہٗ لَا یَایْئَسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰہِ اِلَّا الْقَوْمُ الْکٰفِرُوْنَ [1] یعنی خدا کی رحمت سے نومید مت ہو کہ نومید وہی ہوتے ہیں جو کافر ہیں۔ میں جانتا ہوں کہ یہ دن تمام دنیا کے لئے ابتلا کے ہیں۔ آسمان پر بارش کا نشان نہیں اس لئے زمینداروں کی حالت زوال کے قریب ہو رہی ہے اور ایک ایسے رئیس جن کی تمام جمعیت زمینداری آمدنی پر موقوف ہے وہ بھی سخت خطرہ میں ہیں لیکن پھر بھی یہ فقرہ بہت مضبوط ہے۔ خدا داری چہ غم داری ہمت مردانہ رکھنا چاہئے۔ بڑے بڑے بادشاہ ہیں جو اسلامی بادشاہ ہوئے ہیں، کبھی سخت سرگردانی میں پڑے اور پھر خدا تعالیٰ کے فضل سے دوسری حالت پہلی حالت سے اچھی ہوگئی۔ میں آپ کے لئے انشاء اللہ القدیر اس قدر دعا کرنا چاہتا ہوں جب تک صریح اور صاف لفظوں میں خوشخبری پاؤں۔ آپ تسلی رکھیں اور میرے نزدیک آپ کو قادیان میں آنے سے کوئی بھی روک نہیں۔ ہرگز مناسب نہیں معلوم ہوتا کہ آپ کمشنر صاحب کو پوچھیں اور اُن سے اجازت چاہیں۔ اس میں خود شک پیدا ہوتا ہے۔ بعض حکّام شکی مزاج ہوتے ہیں پوچھنے سے خواہ مخواہ شک میں پڑتے ہیں۔ جہاں تک مجھے علم ہے حکام کو ہماری...... [2] کوئی خطرناک بدظنی نہیں ہے۔ ہماری جماعت کے ملازمین کو برابر ترقیاں مل رہی ہیں۔ ان کی کارروائیوں پر حکّام خوشی ظاہر کرتے ہیں۔ سو یہ ایک وہم ہوگا اگر ایسا خیال کیا جائے کہ حکّام بدظن ہیں۔ اس لئے بلا تأمّل تشریف لے آویں میرے نزدیک کچھ مضائقہ نہیں۔ ہم سچے دل سے گورنمنٹ کے خیر خواہ ہیں۔ زیادہ خیریت ہے۔ والسلام

خاکسار۔ مرزا غلام احمد عفی عنہٗ

۱۲؍فروری ۱۸۹۲ء

---

[1] یوسف: ۸۸

[2] اس جگہ ورق مکتوب اُڑا ہوا ہے کچھ حصہ جو نظر آتا ہے اس سے یہاں لفظ ''طرف'' یا ''طرف سے'' معلوم ہوتا ہے۔

یہ حوالہ صفحہ 207 پر درج ہے	مرزا قادیانی کا نواب محمد علی کو خط، مکتوب نمبر 7 مندرجہ مکتوبات احمد جلد دوم، صفحہ 169 طبع جدید از مرزا قادیانی

درخواست دی تو ڈپٹی کمشنر صاحب نے یہ حکم دیا کہ اگر اب احمدیوں کو کوئی تکلیف ہوئی تو مسلمانوں کے جتنے لیڈر ہیں ان سب کو نئے قانون کے ماتحت ملک بدر کر دیا جائے گا اس طرح کا حکم کسی کے مونہہ سے نہیں نکل سکتا مگر اسی کے مونہہ سے جس کے دل میں بنی نوع انسان کی ہمدردی ہو۔ تو یہ تازہ سلوک اس گورنمنٹ نے تمہارے مالاباری بھائیوں کے ساتھ کیا ہے۔ اور جو کسی کے بھائی پر احسان کرتا ہے وہ اسی پر کرتا ہے۔ پس جب مالاباری احمدی ہمارے بھائی ہیں تو ہمیں گورنمنٹ کا کس قدر احسان مند ہونا چاہئے۔ پھر ماریشس میں ہمارے ایک مبلغ گئے ہیں جو جہاں لیکچر دینا چاہتے غیر احمدی بند کروا دیتے۔ آخر انہوں نے گورنمنٹ سے سرکاری ہال کے لئے درخواست کی تو وہاں کے گورنر نے حکم دیا کہ آپ ہفتہ میں تین دن اس ہال میں لیکچر دے سکتے ہیں۔ گویا گورنمنٹ نے ہفتہ کے نصف دن ہمارے مبلغ کو دے دیئے اور نصف اپنے لئے رکھے۔

پس جو گورنمنٹ ایسی مہربان ہو اس کی جس قدر بھی فرمانبرداری کی جائے تھوڑی ہے۔ ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر مجھ پر خلافت کا بوجھ نہ ہوتا تو میں مؤذن بنتا۔ اسی طرح میں کہتا ہوں کہ اگر میں خلیفہ نہ ہوتا۔ تو والنٹیر ہو کر جنگ میں چلا جاتا۔ اس وقت گورنمنٹ کو آدمیوں کی بہت ضرورت ہے۔ اس لئے جس کسی سے کوئی خدمت ادا ہو سکے ضرور کرے۔ اس جنگ سے تو ہمیں بہت فائدہ پہنچا ہے۔ ہمارے بہت سے احمدی احباب میدان جنگ میں گئے ہوئے ہیں لیکن خدا کا فضل ہے کہ ابھی تک ایک بھی فوت نہیں ہوا۔ پھر وہ احباب جو فرانس کے میدان جنگ میں ہیں وہ تو تبلیغ کا کام بھی خوب کر رہے ہیں۔ انہوں نے ٹیچنگز آف اسلام کا فرانسیسی میں ترجمہ کروا کر شائع کر دیا ہے۔ اس کے علاوہ اور بھی کئی ٹریکٹ فرانسیسی میں لکھا کر شائع کرائے ہیں۔ پس اگر کوئی میدان جنگ میں جائے گا تو گویا گورنمنٹ کے خرچ پر ہمارا مفت کا مبلغ ہو گا۔ اس لئے اگر کوئی جانا چاہے تو ضرور جائے بہت عمدہ کام ہے۔ مجھ سے اب تک جتنے احمدیوں نے لڑائی پر جانے کے لئے پوچھا ہے میں نے بڑی خوشی سے انہیں اجازت دی ہے۔ اور کہا ہے کہ اگر تم اس نیک نیتی سے جاؤ گے کہ ہم گورنمنٹ کی خدمت کرنے کے لئے جا رہے ہیں اور ساتھ ہی دین کی تبلیغ بھی کریں گے تو خدا تعالیٰ تمہارا حافظ ہو گا اور تمہیں ہر ایک تکلیف سے محفوظ رکھے گا۔

پس یہ گورنمنٹ کی مدد کا ایک موقعہ ہے جس کو خدا تعالیٰ توفیق دے۔ شامل ہو جائے۔

انوار خلافت صفحہ 96 مندرجہ انوار العلوم جلد 3 صفحہ 153 از مرزا بشیر الدین محمود | یہ حوالہ صفحہ 208 پر درج ہے

حوالہ نمبر 168

ہے۔ تو کہنے لگا۔ یہ نہیں اور سب کچھ ہے۔ پھر پوچھا کہ کیا نہیں۔ تو کہنے لگا۔ یہ نہیں اور سب کچھ ہے۔ اسی طرح یہ چیز بھی دریافت کی جائے۔ اس کے متعلق کہ سکتے ہیں کہ نہیں اور سب کچھ ہے۔ تو اسکی بھی دوکان ہی تھی۔ لیکن اس طرح کام نہیں چلا کرتے۔ اگر کوئی یہ کہتا ہے کہ فلاں بات کا

دین سے تعلق نہیں

ہے۔ اسلیئے میں اسے عمل میں نہیں لاتا۔ تو یہ اس کی غلطی ہے۔ اسے چاہیئے۔ ہر ایک چیز دین کے لیئے قربان کرنے کو تیار رہے۔ خواہ کسی چیز کا اسے دین سے تعلق سمجھ میں آئے یا نہ آئے۔

اس زمانہ میں ایسی ہوا پھیل رہی ہے۔ جسے آزادی کہا جاتا ہے۔ لیکن دراصل وہ

غلامی سے بھی بدتر

ہے۔ خیال کیا جاتا ہے کہ گورنمنٹ برطانیہ سے ہمارا کیا تعلق ہے۔ یہ ایک باہر سے آئی ہوئی حکومت ہے۔ پھر ہمارے آدمی اعلیٰ عہدوں پر نہیں۔ ہمیں ہمارے حقوق نہیں دیئے جاتے ہیں۔ اسلیئے اس کی فتح و شکست سے ہم کو کچھ نہیں ہے۔ اور اسی قسم کے اور خیالات ہیں جن کے ماتحت عوام میں اور خصوصاً تعلیم یافتہ طبقہ میں ایسی روح پیدا کیجاتی ہے۔ کہ گورنمنٹ کی مدد کرنا فرض نہیں ہے۔ سیاسی طور پر یہ خیالات کہاں تک درست ہیں انکے متعلق اسوقت کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ جمعہ کے خطبے ایسی سیاست کیلئے نہیں ہوتے جو محض دنیا سے تعلق رکھتی ہو۔ لیکن میں اسقدر بتا دیتا ہوں۔ کہ اس قسم کے خیالات رکھنے والے لوگ سیاسی طور پر بھی غلطی اور بڑی بھاری غلطی پر ہیں۔ لیکن ہماری جماعت کو سیاسی طور پر اس پہلو کو نہیں دیکھنا۔ بلکہ اس نقطہ نظر سے دیکھنا ہے۔ کہ اس کا دین سے کیا تعلق ہے۔ مگر اپنی ضروریات اور مفاد کے لحاظ سے گورنمنٹ برطانیہ کی فرمانبرداری کرنا۔ اور اسکی مصیبت کو اپنی مصیبت سمجھنا اور اسکی ہر ضرورت کے وقت مدد کرنا ہمارا فرض ہے۔ تو خواہ سیاسی خیالات انکے خلاف ہی ہوں۔ تو بھی ہمیں یہ چھوڑنا پڑیگا۔ لیکن اگر کوئی دین کے معاملہ میں سیاسی خیالات کو مستغنی کرتا ہے۔ اور کہتا ہے۔ کہ انکا دین سے

تعلق نہیں ہے تو اسے یاد رکھنا چاہیئے۔ اس کا

دین کامل نہیں ہے

کیونکہ دین کے لیئے ضروری ہے۔ کہ جس قسم اور جس چیز کو بھی قربان کرنا پڑے قربان کر دیا جائے۔ خواہ وہ مال ہو یا اولاد خواہ وہ قرابت کا تعلق ہو یا دوستانہ خواہ وہ خیالات ہوں یا عقائد غرضیکہ ہر ایک چیز قربان کر دے۔ اور اگر یہ نہیں کیا جاتا۔ تو کبھی ترقی اور کامیابی نہیں ہو سکتی۔ پس ہماری جماعت کے لیئے اتنا کافی نہیں۔ کہ اس بات پر غور کرے۔ کہ گورنمنٹ کے ساتھ سیاسی طور پر کیا تعلقات ہیں۔ بلکہ یہ کہ دینی طور پر کیا ہیں۔

دینی طور پر ہماری جماعت کے جو تعلقات گورنمنٹ کے ساتھ ہونے چاہیئیں انکو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی سب سے بہتر سمجھ سکتے تھے۔ چنانچہ آپ نے اسکے متعلق خوب کھول کھول کر لکھا ہے۔ حتیٰ کہ آپ لکھتے ہیں۔ کہ میں نے کوئی کتاب ایسی نہیں لکھی جس میں گورنمنٹ کی وفاداری کی طرف توجہ نہ دلائی ہو۔ پھر فرماتے ہیں۔ گورنمنٹ کے شکر کو اپنا شکر گورنمنٹ کی تکلیف کو اپنی تکلیف گورنمنٹ کی ترقی کو اپنی ترقی گورنمنٹ کے تنزل کو اپنا تنزل سمجھنا چاہیئے۔ یہ تو حکم ہو گیا۔ کیونکہ ہمارے امام حضرت مسیح موعود نے خود اسکی تشریح کر دی ہے۔ لیکن اگر عقل و فکر سے دیکھیں۔ تو بھی معلوم ہوتا ہے کہ ہماری ترقی اس گورنمنٹ سے وابستہ ہے۔ مشاہدہ سے بڑھکر اور کیا ہو سکتا ہے۔ اسی کے مطابق دیکھ لو کہ

وہ کونسی جگہ ہے

جہاں احمدیت کو ترقی ہوتی ہے۔ کابل کی سرزمین کو دیکھو وہاں ہمارے دو آدمی محض احمدی ہونے کی وجہ سے شہید کیئے گئے اور اس وقت تک بھی وہاں علی الاعلان احمدیت کا اظہار نہیں ہو سکتا۔ پھر ترکوں کی حکومت ہے۔ جس کے بادشاہ کو امیر المومنین کہا جاتا ہے۔ وہاں ہمارا ایک آدمی کتابیں لیکر پہنچا تو اس سے کتابیں لیکر جلا دی گئیں۔ یہاں ہم ایک

اشتہار عربی میں شائع ہوا تھا۔ وہ وہاں چسپاں کیا گیا۔ تو اس پر بڑی لے دے ہوئی۔ اور آخر اس کو اکھڑوا دیا گیا۔ یہ تو دور کی باتیں ہیں۔ ہندوستان میں ہی دیکھ لو۔ جہاں مسلمانوں کی کچھ ریاستیں باقی ہیں۔ جن کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی فرمایا کرتے تھے۔ کہ انکو خدا تعالیٰ نے اسلیئے باقی رکھا ہے کہ انکو دیکھ کر معلوم ہو جائے۔ کہ اسلامی حکومت کی یہ حالت تھی۔ ان میں سے ایک ریاست کا یہ حال ہے کہ احمدیوں کو مسجد بنانے تک کی اجازت نہیں دیجاتی۔ ہندو گرجے۔ اور گردوارے بن رہے ہیں۔ انکے لیئے بڑی خوشی سے اجازت دیجاتی ہے۔ لیکن اگر

اجازت نہیں دیجاتی

تو احمدیوں کو مسجد بنانے کی نہیں دی جاتی۔ ایک اور ریاست ہے۔ جہاں کوئی احمدی بلاوجہ محض اس پر کہ ... کوئی مقدمہ کھڑا کر دیا گیا۔ یہ سلوک ہے۔ جو ہم سے روا رکھا جاتا ہے۔ اس کے مقابلہ میں گورنمنٹ برطانیہ کو دیکھیئے۔ ہم یہ نہیں کہتے۔ کہ وہ ہم سے ایسا سلوک کرتی ہے جو دوسروں سے نہیں کرتی۔ بلکہ ہم سے بھی اسی طرح پیش آتی ہے۔ جس طرح دوسروں سے لیکن ... یہ نہیں ہو سکتا کہ اگر دوسروں کے دلوں میں شکر گذاری کا جذبہ نہیں پیدا ہوتا تو ہمارے دلوں میں بھی نہ ہو۔ کیونکہ اگر انہیں دین کی اشاعت کی ضرورت کی پروا نہیں ہے۔ تو ہمیں تو ہے۔ پس اگر ہمارے ساتھ

گورنمنٹ کا سلوک

ایسا ہی ہے جیسا کہ دوسروں کے ساتھ تو اس کے یہ معنی نہیں کہ اگر وہ گورنمنٹ کے ساتھ ہمدردی نہ رکھیں اور اس کے شکر گذار نہ ہوں۔ تو ہمیں بھی ایسا ہی کرنا چاہیئے۔ کیونکہ ہم سے بھی گورنمنٹ ویسا ہی سلوک کرتی ہے۔ جیسا کہ ان سے۔ یہ دلیل بالکل بے ہودہ اور لغو ہے۔ پھر

ایک اور بات ہے

اور وہ یہ کہ ان لوگوں کے لیئے امن ہے۔ لیکن ہمارے لیئے نہیں ہے۔ ہر ایک ہمارا دشمن ہے۔ پھر خدا تعالیٰ نے اپنے سلسلہ کی ترقی کے لیئے اسی سرزمین کو چنا ہے جو

مرزا بشیر الدین محمود کا خطبہ جمعہ مندرجہ روزنامہ "الفضل" قادیان جلد 4 شمارہ 70 صفحہ 7 تا 9 مورخہ 6 مارچ 1917ء	یہ حوالہ صفحہ 211 پر درج ہے

گورنمنٹ برطانیہ کے ماتحت ہے۔ اسلئے ہی مبارک ہے۔ اگر کوئی سلطنت اس سے بڑھکر اچھی اور عمدہ ہوتی تو خدا اپنے سلسلہ کی نشوونما کے لئے اسی کو چنتا۔ لیکن خدا تعالیٰ نے اس کو چنا ہے۔ جو اسکی فضیلت کی ایک بہت بڑی دلیل ہے۔ پس یہ حکومت جس قدر وسیع ہوگی ہمارا سلسلہ بھی وسیع ہوتا جائیگا۔ اور ہمیں آزادی حاصل ہوتی جائے گی۔ اسلئے اگر کوئی ہم سے پوچھے تو ہم یہی کہینگے کہ وہ علاقے جہاں ہمارے آدمی قتل کیے گئے۔ کل کی بجائے آج ہی گورنمنٹ برطانیہ کے ماتحت آئیں تو ہم خوش ہیں۔ کیونکہ ہماری ترقی گورنمنٹ برطانیہ سے وابستہ ہے۔ اور خدا تعالیٰ کا فعل ہمارا شاہد اس بات کی شہادت دے رہا ہے کہ اس گورنمنٹ کے ماتحت ہمیں کامیابی ہوگی۔ ہم یہ جانتے ہیں۔ اور یقین ہے کہ دوسرے ممالک میں بھی کامیابی ہوگی۔ مگر اس میں شک نہیں۔ کہ وہاں بڑی بڑی تکلیفوں اور مشکلوں کے بعد ہوگی۔ اور صاف بات تو یہ ہے۔ کہ وہاں خون کی آبیاری سے ہوگی۔ مگر یہاں اس کے مقابلہ میں کچھ تکلیف نہیں ہے۔ ہم نے تو اپنے ساتھ سلوک میں اتنا فرق دیکھا ہے۔ کہ دیسی مجسٹریٹوں کے پاس حضرت مسیح موعود کا جو مقدمہ گیا ہے۔ اسکو انہوں نے خراب ہی کیا ہے۔ لیکن

اس کے برعکس

دیکھئے۔ ایک انگریز کے پاس مقدمہ جاتا ہے۔ اور قتل کا مقدمہ ہے۔ مدعی عیسائی ہے۔ مگر مجسٹریٹ اپنے پاس حضرت مسیح موعود کو کرسی پر بٹھاتا ہے۔ دوسری طرف ایک خبیث الفطرت۔ کینہ اور رذیل شخص کی طرف سے مقدمہ ہے۔ اور فضول مقدمہ ہے۔ اس موقعہ پر حضرت مسیح موعود کو بیماری کا دورہ ہوتا ہے۔ ہاتھ پاؤں ٹھنڈے ہوجاتے ہیں۔ ضعف طاری ہوجاتا ہے۔ وکیل مجسٹریٹ سے پانی پلانے کی اجازت مانگتا ہے۔ مگر وہ ایسی حالت میں بھی پانی پلانے کی اجازت نہیں دیتا۔

یہ فرق ہے

انگریزوں اور دوسروں میں۔ پس ہمارا دل تو یہی کہیگا اور کہتا ہے۔ کہ ان کی حکومت اور سلطنت سے ہمیں امن ملا ہے۔ انہیں کے فوائد سے ہمیں ہمدردی ہے۔ پھر جب ہمارا اصل مدعا اور مقصد دین کی اشاعت ہے، اور یہ گورنمنٹ برطانیہ کے ساتھ ہوکر حاصل ہوسکتا ہے۔ تو پھر کیوں ہم گورنمنٹ کی ہر طرح سے امداد اور ہمدردی نہ کریں۔ فرض کرو۔ گورنمنٹ کے خلاف جوش پھیلا کر اور اس سے ہمدردی نہ کرکے فوائد حاصل ہوسکتے ہیں۔ مگر کن کو؟ انہیں کو جنکی آنکھ میں ہم کانٹے کی طرح کھٹک رہے ہیں۔ اگر خدانخواستہ ان لوگوں کو پارلیمنٹ مل جائے۔ تو پہلا ایکٹ یہی پاس کریں کہ احمدیوں کو کاٹ ڈالو۔ کیونکہ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ جب کبھی ان کا داؤں چلا ہے۔ انہوں نے ہمیں نقصان پہنچانے میں کمی نہیں کی۔ اور اس کی دادرسی گورنمنٹ برطانیہ سے ہی ہوئی ہے۔

پس ہمیں عقل اور مشاہدہ اور حضرت مسیح موعود کی تعلیم بتا رہی ہے۔ کہ ہمارے فوائد گورنمنٹ برطانیہ کے ساتھ وابستہ ہیں۔ پھر دیکھو ہمارے لئے کس قدر

تبلیغ میں آسانی

ہے۔ گورنمنٹ برطانیہ کی وجہ سے انگریزی زبان تو کاروبار کے لئے سیکھنی پڑتی ہے۔ پھر اس زبان کے ذریعہ جہاں گورنمنٹ برطانیہ کی حکومت ہو وہیں ہم تبلیغ کرسکتے ہیں۔ لیکن اگر کسی حکومت میں تبلیغ کرنے کے لئے جائیں۔ تو وہاں کی زبان سیکھنی پڑیگی۔ یہاں ہم انگریزی زبان کاروبار کے لئے پڑھتے ہیں۔ لیکن وہی تبلیغ کے کام آجاتی ہے۔ اور اس طرح گویا ہماری محنت آدھی رہ جاتی ہے۔ اب ہمارے مبلغ ماریشس اور نائیجیریا میں تبلیغ کرنے کیلئے جاتے ہیں۔ مگر کیوں؟ اسلئے کہ یہ ملک گورنمنٹ برطانیہ کے ماتحت ہیں۔ اور انہیں جانے کے لئے کسی اور زبان کے سیکھنے کی ضرورت نہیں۔ انگریزی سے ہی کام ہوسکتا ہے۔ لیکن اگر کسی ایسی جگہ تبلیغ کے لئے جانا ہو۔ جہاں انگریزی زبان کام نہیں دے سکتی۔ تو اس کے لئے بڑی بھاری محنت اور اخراجات کی ضرورت ہوگی۔ تجربہ

ہر رنگ میں

گورنمنٹ کی ترقی سے ہماری ترقی وابستہ ہے۔ پھر گورنمنٹ کے احسانات کے مقابلہ میں ہمارا فرض ہے کہ اس کا حق ادا کریں۔ ان باتوں کے ہوتے ہوئے کوئی گندہ اور ناپاک خیالات کا ہی انسان ہوگا جو یہ کہیگا۔ کہ گورنمنٹ کی ہمدردی کا دین سے تعلق نہیں ہے۔ چونکہ میں دیکھتا ہوں کہ ہندوستان میں کچھ ایسے خیالات بھی پھیلے ہوئے ہیں جنکو نظرانداز نہیں کیا جاسکتا۔ اور ہماری جماعت خدا کے فضل سے چونکہ ہر جگہ پھیلی ہوئی ہے۔ اس لئے میں بار بار

گورنمنٹ کی وفاداری

کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ اور جس طرح حضرت مسیح موعود نے لکھا ہے۔ کہ میں نے کوئی ایسی کتاب نہیں لکھی جس میں گورنمنٹ کی وفاداری کی تاکید نہیں کی۔ بالکل اسی طرح حضرت مسیح موعود نے کئی ایک کتابیں مختلف مضامین پر لکھی ہیں۔ مگر وفات مسیح کا ذکر ضرور کسی نہ کسی رنگ میں ہر ایک میں کردیا ہے۔ کیوں؟ اسلئے کہ جب یہ مسئلہ حل ہوجائے پھر آپ کو قبول کرنے والے کیلئے بہت آسانی ہوجاتی ہے۔ تو حضرت مسیح موعود نے جا بجا کتابوں میں اس بات پر خاص زور دیا ہے۔ کہ گورنمنٹ کے ساتھ ہمارے تعلقات نہایت وفادارانہ ہونے چاہئیں اور ہمیں ہر طرح اسکی مدد کرنا چاہئے۔ حتیٰ کہ آپنے یہ بھی لکھا ہے۔ کہ میں دیکھتا ہوں کہ ایک ایسا زمانہ آئیگا کہ جب صرف میری ہی جماعت گورنمنٹ کی وفادار ثابت ہوگی یہ یونہی نہیں لکھا۔ خدا تعالیٰ کے مامور کوئی لغو کام نہیں کیا کرتے۔ پس اسکے متعلق یہ تو کہا نہیں جاسکتا کہ آپنے نعوذ باللہ گورنمنٹ کی خوشامد کے لئے اس طرح لکھا ہے۔ کیونکہ اگر آپ ایسا لکھتے تو آپکو کیا ملنا تھا۔ آریہ۔ ہندو۔ سکھ وغیرہ قومیں بھی تو اسی ہندوستان میں رہتی ہیں۔ انہوں نے اگر نہیں لکھا تو انہیں کیا نقصان ہوا ہے۔ پھر ایسے لوگ بھی موجود ہیں جنکا وجود ہی گورنمنٹ کو پسند نہیں ہے۔ مگر باوجود اسکے گورنمنٹ انہیں کچھ نہیں کرتی۔ پھر حضرت مسیح موعود کا کوئی ایسا دعویٰ بھی نہ تھا۔ کہ گورنمنٹ کو اس کے متعلق کوئی کارروائی کرنی پڑتی۔ آپ پر دشمنوں کا اعتراض تھا۔ کہ گورنمنٹ کی خوشامد کے لئے ایسا لکھتے ہیں۔ لیکن یہ بالکل غلط ہے۔ آپ

مرزا بشیر الدین محمود کا خطبہ جمعہ مندرجہ روزنامہ "الفضل" قادیان جلد 4 شمارہ 70 صفحہ 7 تا 9 مورخہ 6 مارچ 1917ء

یہ حوالہ صفحہ 211 پر درج ہے

...منٹ کی خدمت کی اور بہت بڑی خدمت کی۔ مگر جس کے
...میں کوئی امید نہیں تھی۔ مگر باوجود ان باتوں کے آپ نے
...منٹ کی وفاداری پر کیوں اتنا زور دیا۔ اسکی سوائے
...کے کوئی وجہ نہیں ہے۔ کہ ایک زمانہ ایسا آنا تھا۔
...گورنمنٹ کے خلاف بعض لوگوں کے خیالات پھیلنے
تھے۔ آپ نے ۱۸۹۸ء میں لارڈ ایلگن کو لکھا تھا۔ کہ مذہبی
...کیلئے ایسے قواعد پاس ہونے چاہئیں جن کی وجہ
...میں خلل واقعہ نہ ہو اور اس کے متعلق کچھ تجاویز
بھی پیش کی تھیں۔ لیکن اسوقت چونکہ ایسے حالات
تھے اسلئے انپر توجہ نہ کی گئی۔ مگر ۱۹۱۳ء میں انکو تسلیم
کرلیا۔

پس حضرت مسیح موعود نے جو گورنمنٹ کے متعلق

وفادارانہ خیالات

...کے متعلق اس قدر کوشش کی۔ کہ مشورے دیئے
...کی ترقی کے لیے دعائیں کیں۔ اپنی کتابوں میں بار بار
توجہ دلائی۔ تو یہ یونہی نہیں تھا۔ بلکہ ایک پیشگوئی
کے ماتحت تھا۔ کیونکہ ایک ایسا زمانہ آنا تھا جبکہ لوگوں
کے خیالات میں تبدیلی ہونی تھی۔ مگر حضرت مسیح موعود نے
...اس سے پیشتر ہی آگاہ کردیا۔ کہ تم اس سے متأثر نہ
ہونا۔ اور گورنمنٹ کے متعلق اپنے وفادارانہ اور
مخلصانہ خیالات رکھنا۔ پس میں بھی حضرت مسیح موعود
کے متبع میں اپنی جماعت کے لوگوں کو آگاہ کرتا رہتا ہوں
اور اب بھی کرتا ہوں۔ کہ اس زمانہ میں جو

ناپاک اور گندے

خیالات پھیل رہے ہیں۔ ان سے پورے طور پر بچیں۔
...نمونہ خود ہی بچیں۔ بلکہ دوسروں کو بھی بچائیں۔
بعض دفعہ ایسے بھی ہوتے ہیں جنکے ایک حصہ کا پورا
کرنا انسان کا کام ہوتا ہے۔ دیکھو یہ منارہ ایک پیشگوئی
کے پورا کرنے کے لیے حضرت مسیح موعود نے بنوانا شروع
کیا تھا۔ جس پر پچیس ہزار روپیہ صرف ہوا ہے۔ تو پیشگوئیوں
کے بعض حصے ایسے ہوتے ہیں۔ جن کو خدا تعالیٰ نے پورا
کرنا ہے۔ اور بعض ایسے جو انسانوں کے ذریعے پورے
ہوتے ہیں۔ اب اسوقت خدا تعالیٰ نے اپنا حصہ تو اس طرح
پورا کردیا۔ کہ ایک ایسی لہر پیدا کردی ہے۔ جس سے
لوگوں کے خیالات میں تغیر واقعہ ہوگیا ہے۔ اب دوسرا
حصہ ہمارے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ اور وہ یہ کہ ایسے
موقعہ پر ہماری جماعت پوری پوری وفادار ثابت ہو۔
پس میں اپنی جماعت کو نصیحت کرتا ہوں۔ کہ وہ اس
قسم کے خیالات سے اپنے آپ کو بکلی بچائے جو گورنمنٹ
کے خلاف ہوں۔ اور پھر انکے مٹانے کی پوری پوری کوشش
کرے۔ خصوصاً وہ لوگ جو مدرس ہیں خواہ یہاں کے
سکولوں کے یا باہر کے انکی زیر نگرانی جو طلباء ہوں۔ وہ
انہیں گورنمنٹ کی وفاداری کا بیج بوئیں۔ طلباء کے
دلوں میں بویا ہوا بیج خوب پھل لاتا ہے۔ گورنمنٹ نے
اس بات کو مانا ہے۔ کہ وہ ایجیٹیشن سخت خطرناک ہوتی
ہے۔ جو طالب علموں کے اندر پھیلائی جاتی ہے۔ جیسا کہ
بنگال کے گورنر نے اپنی ایک تقریر میں یہی کہا ہے۔
اس کے مقابلہ کیلئے ہمیں بھی وہی ذریعہ اختیار کرنا چاہئے
یعنی طلباء کے دلوں میں پورے زور کے ساتھ گورنمنٹ
کی وفاداری کے خیالات ڈالنے چاہئیں۔ اور
جس کو وہ غلطی سے آزادی سمجھتے ہیں حالانکہ وہ
آزادی نہیں بلکہ

نفس کی قید

ہے اس سے انہیں آزاد کرنا چاہیئے۔ آجکل جسکو آزادی
کہا جاتا ہے۔ وہ ایک سخت خطرناک قید ہے۔ ان ملکوں
کو دیکھو جہاں اس قسم کی آزادی پائی جاتی ہے۔ اور انکا
گورنمنٹ برطانیہ سے مقابلہ کرو۔ وہ ملک کیوں تباہ
و برباد ہو رہے ہیں۔ اسی لیئے کہ وہ ایک ناجائز
بات کو آزادی قرار دے رہے ہیں۔ اور ایک دوسرے کی بات
نہیں مانتے۔ جو جی چاہتا ہے کہتے ہیں۔ کیا یہ آزادی
کہلا سکتی ہے؟ ہرگز نہیں بلکہ یہ تو تباہی اور ہلاکت کے
سامان ہیں۔ لیکن چونکہ طلباء نوجوان ہوتے ہیں۔ اور
انہوں نے تازہ تازہ تاریخیں پڑھی ہوتی ہیں۔ جن کے
واقعات کو وہ اچھی طرح سمجھے نہیں ہوتے۔ اسلئے جوش میں
آکر نامناسب باتوں کے مرتکب ہو جاتے ہیں۔ پس ہماری
جماعت کے مدرسوں کا خصوصاً اور دوسرے لوگوں کا عموماً
یہ فرض ہے کہ ایسے لوگوں کے خیالات کی اصلاح کرتے رہیں۔
چونکہ ہمارا کام

دین کی اشاعت

ہے اسی سے وابستہ ہے گورنمنٹ [illegible] ہے اسلئے
...کیلئے ضروری ہے۔ کہ جس طرح بھی ممکن ہو گورنمنٹ
کی مدد اور تائید کریں۔

اللہ تعالیٰ ہماری جماعت کو اس بات کی توفیق
دے اور سمجھ دے۔ اور حضرت مسیح موعود کی باتوں کی تصدیق
کرے۔ اور انکو پورا کرکے خدا تعالیٰ کے انعامات حاصل
کرنے کی اہل بنے۔ آمین۔

مسٹر حسن ملک کا خط بنام ماسٹر عبد الرحیم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میرے پیارے کریم بھائی

آپکا ۲۲-۱ تاریخ کا نوازش نامہ ملا۔ جسکے لیئے میں آپکا مشکور ہوں۔ جواب میں دیر ہونے کی بابت میں اپنے عاجزانہ معذرت پیش کرتا ہوں۔ آپ کو معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ میں جزیرہ منی کائی کا رہنے والا ہوں۔ جہاں خطوط آسانی سے نہیں پہنچ سکتے ہیں۔ نیز میں ملاح ہوں جس کا کام جیسا کہ آپ جانتے ہیں وسیع بے کنار سمندر پر پھرنا ہے۔

پیارے بھائی میرے سوالوں کے جوابات **نہایت تسلی بخش** ہیں۔ انہوں نے میرے فکر مند دل کو ایسا ٹھنڈا کردیا ہے۔ جیسا کہ غروب آفتاب پر آسمانی شبنم زمین کو ٹھنڈا کردیتی ہے۔ حضور خلیفۃ المسیح سے میری معافی کی بابت عرض کریں۔ کیونکہ محمد علی کے ایک مرید کے دھوکہ میں آکر میں نے حضور سے دشمنی رکھی۔

بھائی! اب میں اپنی کہانی مفصل طور پر بیان کرتا ہوں۔ میں اپنی طالب علمانہ زندگی میں احمدی تھا اور احمدیت کی سچائی پر یقین رکھتا تھا۔ مجھے احمدیت سکھانے والے مسٹر ایم اسحٰق کالی کٹ کے رہنے والے تھے۔ بعد ازاں مولوی محمد علی کی پارٹی کا ایک آدمی پچھلے سال میرا دوست بن گیا جس نے حضرت مسیح موعود کے حقیقی جانشین کے برخلاف زہر کا بیج میرے دماغ میں بودیا۔ میں حضرت خلافت مآب کے نہایت ہی برخلاف ہوگیا۔

ایک دن میں نے رؤیا میں دیکھا۔ کہ ایک شخص مجھ کو تین دفعہ کہہ رہا ہے

مرزا بشیر الدین محمود کا خطبہ جمعہ مندرجہ روزنامہ "الفضل" قادیان جلد 4 شمارہ 70 صفحہ 7 تا 9 مورخہ 6 مارچ 1917ء

یہ حوالہ صفحہ 211 پر درج ہے

اسلام اس بات کی اجازت دے سکتا ہے ہرگز نہیں۔ اسلام تو یہی بتاتا ہے کہ تم اول مسلمان ہو اور پھر کچھ اور ہو بلکہ پھر کچھ بھی نہیں ہو۔

شائد کوئی شخص یہ اعتراض کرے کہ بعض لوگ سیاست میں بھی مشغول ہوتے ہیں اور پھر دین میں بھی مشغول ہوتے ہیں بلکہ دین کی خدمت میں اپنا بہت سا وقت صرف کرتے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ سیاست میں مشغول ہو کر پھر بھی انسان دین کے کام کر سکتا ہے لیکن جیساکہ میں ابھی بتا چکا ہوں یہ تو ممکن ہے کہ بعض لوگ سیاست کے ساتھ دین سے بھی تعلق رکھیں لیکن یہ ضرور ہے کہ چونکہ سیاست جتھا چاہتی ہے اور جو لوگ سیاست میں پڑتے ہیں وہ یا تو دین کو عوام کی ہمدردی حاصل کرنے کے لئے استعمال کرتے ہیں اور اس طرح دین کی اصل غرض فوت ہو جاتی ہے اور اس عمل سے بجائے دین کی ترقی ہونے کے اسے سخت صدمہ پہنچ جاتا ہے اور یا یہ لوگ کثیر جماعت کی خاطر اپنے عقائد میں تبدیلیاں پیدا کرنی شروع کر دیتے ہیں اور اس طرح دوستی کے پردہ میں دشمنی کرتے ہیں اور غریب لوگ ان کی وجاہت اور ان کے علم کے دھوکے میں ان کے شائع کردہ گندے اور بیہودہ عقائد کو ہی اصل اور سچے عقیدے خیال کر لیتے ہیں اور اس طرح دین کا مغز ضائع ہو جاتا ہے۔ پس گو بعض ایسے لوگ بھی ہوں جو سیاست کے ساتھ دین کی طرف بھی توجہ رکھیں لیکن اس وقت چونکہ صداقت کمزور ہے ایسے لوگ دین کے لئے سخت نقصان دہ ہیں۔

احسان کا بدلہ ہونا چاہئے

پھر ہم کہتے ہیں کہ احسان بھی تو دنیا میں کوئی چیز ہے حضرت مسیح موعودؑ نے لکھا ہے کہ "وہ تلخی اور مرارت جو سکھوں کے عہد میں ہم نے اٹھائی تھی۔ گورنمنٹ برطانیہ کے زیر سایہ آکر ہم سب بھول گئے" پھر آپ نے لکھا ہے کہ جب سکھ ظلم کرتے تھے تو وہ کون تھا جو ہمیں ان سے بچانے کے لئے آیا۔ کیا اس وقت ہماری مدد کے لئے ترک آئے تھے۔ نہیں انگریز ہی آئے۔ اس وقت لوگ اپنے مذہب کو چھپاتے تھے لیکن پھر بھی ڈرتے تھے۔ لیکن آج ہم علی الاعلان اپنے مذہب کا اظہار کرتے ہیں مذہبی تکالیف جو کہ پیشتر تھیں ان کے بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہے مسجدوں میں نماز پڑھنا تو الگ رہا گھروں میں بھی خدا کا نام لینا ایک جرم سمجھا جاتا تھا۔ لیکن گورنمنٹ انگلشیہ نے تو ایسی آزادی دے رکھی ہے کہ بعض جگہ اپنے مسلمان ملازموں کو دفاتر اور اسٹیشنوں کے احاطوں میں سرکاری زمین میں مساجد بنانے کی اجازت دے دی۔ گو افسوس ہے کہ مسلمانوں نے اپنی بے وقوفی سے اس انعام کو ضائع کر دیا۔ اور مساجد کی زمین کے وقف ہونے کے بے موقع سوال کو اٹھا کر آئندہ کیلئے گورنمنٹ کو مجبور کر دیا کہ

برکات خلافت ص 65، مندرجہ انوار العلوم جلد 2، صفحہ 204,203 از مرزا بشیر الدین محمود	یہ حوالہ صفحہ 212 پر درج ہے

وہ اس آزادی سے ان کو محروم کردے اور اپنے دفاتر اور اسٹیشنوں کو مذہبی جھگڑوں کی آماجگاہ ہونے سے محفوظ رکھے۔ اگر مسلمان بے فائدہ شور نہ کرتے تو آئندہ ان آسانیوں میں اور ترقی ہونے کی امید تھی اور وہ دن دور نہ تھا کہ ہر دفتر کے مسلمان بڑی آسانی سے نماز باجماعت کے ثواب عظیم کو حاصل کرسکتے۔ غرض کہ گورنمنٹ برطانیہ کے ہم پر بڑے احسان ہیں اور ہم بڑے آرام اور اطمینان سے زندگی بسر کرتے اور اپنے مقاصد کو پورا کرتے ہیں۔ ہمارا سب سے بڑا مقصد دین کو پھیلانا ہے اور اس مقصد کے پورا کرنے کی ہمیں ہر طرح سے آزادی ہے۔ ملک کے جس گوشہ میں چاہیں تبلیغ کرسکتے ہیں اور اگر دوسرے ممالک میں تبلیغ کے لئے جائیں تو وہاں بھی برٹش گورنمنٹ ہماری مدد کرتی ہے۔ ان فوائد کے مقابلہ میں اگر یہ مان بھی لیا جائے (گو میرا یہ خیال نہیں) کہ گورنمنٹ نے ہمارے کچھ حقوق دبائے ہوئے ہیں تو پھر بھی یہ سمجھ لینا چاہئے کہ چھوٹی چیزیں بڑی چیزوں پر قربان ہُوا کرتی ہیں۔ جبکہ ہمیں اس قدر بڑے بڑے حقوق اور آرام اس گورنمنٹ کے ذریعہ حاصل ہوئے ہیں تو اگر بعض حقوق جو ہمارے خیال کے مطابق ہمیں حاصل ہونے چاہئیں تھے لیکن ابھی تک حاصل نہیں ہوئے تو بھی کوئی حرج کی بات نہ تھی۔ انگریزوں کے آنے سے پہلے ہندوستان میں مسلمانوں پر اکثر جگہ سخت ظلم ہو رہا تھا۔ انہوں نے آکر انہیں اس گری ہوئی حالت سے ابھارا۔ اب اگر انہوں نے کچھ فوائد حاصل کر بھی لئے تو مسلمانوں کو یہ خیال کرلینا چاہئے کہ ان کا سب کچھ جا رہا تھا انگریزوں نے آکر کچھ واپس دلا دیا۔ اگر کسی کا روپیہ گم ہو جائے اور کوئی شخص اسے ڈھونڈھ دے تو وہ تو خود اپنی خوشی سے اس میں سے کچھ روپیہ اسے انعام کے طور پر دے دیتا ہے۔ مسلمانوں کی آزادی بھی گم شدہ تھی انگریزوں نے آکر انہیں واپس دی۔ اب اگر انہوں نے کچھ حقوق اپنے لئے رکھ لئے یا کچھ عہدے انگریزوں سے خاص بھی کردیئے تو احسان کا نتیجہ یہ نہیں ہونا چاہئے کہ یہ اس بات پر شور مچا کر ان کا مقابلہ کریں بلکہ شرافت چاہتی ہے کہ ان کے احسان کو یاد کرکے ان کا ہاتھ بٹائیں۔ اور اگر بعض حقوق انہوں نے ان کو نہیں بھی دیئے تو اس پر صبر کریں بلکہ اللہ تعالیٰ کا شکر کریں کہ اس کے فضل سے انگریزوں کی معرفت ان کا بہت کچھ کھویا ہُوا واپس ملا۔ ان کا دین بھی جاچکا تھا اور دنیا بھی۔ دونوں قسم کی آزادیاں اور دونوں قسم کے حقوق ضائع ہو چکے تھے۔ انگریزوں نے دین میں تو ان کو کامل طور سے آزاد کردیا اور دنیا میں بھی ان کو بہت کچھ آزادی دی۔ پس ان کو تو چاہئے تھا کہ ان کے ممنون ہوتے نہ کہ نکتہ چین بنتے۔ جو لوگ دین کی قدر جانتے ہیں ان کے نزدیک تو انگریز مذہبی آزادی دے کر اگر دنیاوی عہدوں میں

برکات خلافت ص 65، مندرجہ انوار العلوم جلد 2، صفحہ 204,203 از مرزا بشیر الدین محمود | یہ حوالہ صفحہ 212 پر درج ہے

دلوں سے تو تمام میل دھوئی جائیگی اور وہ ایسے ہو جائینگے جیسے حمام سے تازہ نہا کر نکلنے والا- سو خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ مسیح موعود کی دعاؤں اور کوششوں کا نتیجہ دن بدن زیادہ سے زیادہ کامیابی کی شکل میں نکل رہا ہے-

میں اس جماعت کے ایک شخص کا مختصر حال جناب کو بتاتا ہوں جس سے جناب کو معلوم ہو جائیگا کہ کس طرح خدا تعالیٰ نے اس جماعت کے مخلصین کے دلوں کو مضبوط کر دیا ہے- افغانستان کے ایک بزرگ جن کا نام سید عبداللطیف تھا اور جو وہاں ایسے معزز تھے کہ امیر حبیب اللہ خان صاحب کی تاجپوشی کی رسم انہوں نے ہی ادا کی تھی حضرت مسیح موعودؑ کا ذکر سنکر قادیان تشریف لائے اور یہاں سے جب واپس گئے تو انکی کابل میں سخت مخالفت ہوئی اور امیر صاحب کو علماء کے شور سے مجبور ہو کر انکو نظر بند کرنا پڑا انہوں نے سب علماء کو چیلنج دیا کہ وہ میرے ساتھ حضرت مسیح موعودؑ کے دعوے پر بحث کرلیں لیکن کسی کو یہ جرأت نہ ہوئی آخر سب علماء نے آپ پر سنگسار کئے جانیکا فتویٰ دیا اور امیر صاحب نے بار بار آپ کو کہا کہ آپ ظاہرا طور پر ہی اس عقیدہ کو ترک کر دیں لیکن انہوں نے نہ مانا آخر سنگساری کے وقت پھر امیر صاحب نے کہا مگر انہوں نے یہی جواب دیا کہ یہ دن تو میرے لئے عید کا دن ہے آپ مجھے کس طرف بلا رہے ہیں- میں تو خدا تعالیٰ کے عہد کو پورا کر رہا ہوں اور جب انہوں نے کسی صورت سے حق کا انکار نہ کیا تو نہایت بے رحمی سے انہیں سنگسار کیا گیا مگر پتھروں کی بوچھاڑ کے وقت انہوں نے ایک ذرہ بھر بھی گھبراہٹ کا اظہار نہیں کیا-

اس واقعہ سے جناب معلوم کرسکتے ہیں کہ مسیح موعود نے کیسا ایمان اپنی جماعت کے دلوں میں پیدا کر دیا ہے اور جُہّال کے دلوں میں نہیں جو جہالت کی وجہ سے اس قسم کے کاموں کے لئے تیار ہو جاتے ہیں بلکہ سید عبداللطیف جیسے علماء کے دلوں میں جو ہر ایک امر کو سوچ سمجھ کر قبول کرتے ہیں-

اس عام اصلاح کے علاوہ میں ایک خاص امر کو اس جگہ ضرور بیان کر دینا چاہتا ہوں اور وہ حضرت مسیح موعودؑ کا اپنی بیعت کی شرائط میں وفاداریٔ حکومت کا شامل کرنا ہے آپ نے قریباً اپنی کُل کتب میں اپنی جماعت کو نصیحت فرمائی ہے کہ وہ جس گورنمنٹ کے ماتحت رہیں اس کی پورے طور پر فرمانبرداری کریں اور یہاں تک لکھا کہ جو شخص اپنی گورنمنٹ کی فرمانبرداری نہیں کرتا اور کسی طرح بھی اپنے حکام کے خلاف شورش کرتا اور انکے احکام کے نفاذ میں روڑے اٹکاتا ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں اور یہ ایک ایسی مفید اصلاح ہے کہ اسکے ذریعہ آپ نے گویا کل دنیا پر احسان کیا ہے اور روزمرہ کے فسادوں اور جھگڑوں سے اور ہر قسم کی بغاوت سے امن دیدیا ہے اور

تحفۃ الملوک صفحہ 25، 26 مندرجہ انوار العلوم جلد 2 صفحہ 142، 143 از مرزا بشیر الدین محمود | یہ حوالہ صفحہ 213 پر درج ہے

صرف زبانی طور پر ہی کفایت نہیں کی بلکہ یہ سبق آپ نے جماعت کو ایسا پڑھایا کہ ہر موقعہ پر جماعت احمدیہ نے گورنمنٹ ہند کی فرمانبرداری کا اظہار کیا ہے اور کبھی کسی خفیف سے خفیف شورش میں بھی حصہ نہیں لیا اور یہ حکم صرف گورنمنٹ برطانیہ کے لئے نہیں بلکہ جس حکومت کے ماتحت احمدیہ جماعت رہتی ہو اسے حکم ہے کہ وہ اسکی کامل فرمانبردار اور ممدّ ہو اور اگر کوئی احمدی اسکے خلاف کرے تو وہ بموجب جناب کے صریح حکم کے احمدی ہی نہیں کہلا سکتا۔

اب میں اپنے اس مکتوب کو ختم کرتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ جناب ان تمام امور پر جو میں نے اس خط میں تحریر کئے ہیں غور فرمائیں گے اور اگر آپ چاہیں تو میں ایسی کتب بھی آپ کی خدمت میں بھیج سکتا ہوں جو حضرت مسیح موعودؑ کے دعوے کے دلائل پر اور زیادہ روشنی ڈالتی ہیں اور اس سے بھی زیادہ مفید یہ طریق ہو سکتا ہے کہ اگر آپ چاہیں تو میں چند علماء جناب کی خدمت میں بھیج دوں جو جناب کے پاس پندرہ بیس دن تک حاضر رہیں اور جناب ہر ایک ضروری مسئلہ پر ان سے گفتگو فرمائیں۔

چونکہ مسیح موعود ہونے کا دعویٰ ایک عظیم الشان دعویٰ ہے اور ہر ایک شخص کا جو مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتا ہے فرض ہے کہ اس پر غور کرے اس لئے میں امید کرتا ہوں کہ جناب اس پر ضرور پورے طور پر غور فرمائینگے اور جناب کو یہ خیال رکھنا چاہئے کہ جناب کے اعمال کا اثر صرف آپ کی ذات پر ہی نہیں پڑتا بلکہ آپ کی رعایا میں سے بہت سا حصہ آپ کے اعمال کی نقل کرتا ہے پس آپ کا ایک صداقت کو قبول کرنا صرف ایک ہی آدمی کا سچائی کو قبول کرنا نہیں ہے بلکہ ممکن ہے کہ اسکے ذریعہ ہزاروں کو ہدایت ہو اور ان سب کا ثواب آپ کے نام لکھا جائیگا اسی طرح آپ کا انکار صرف آپکا انکار نہیں بلکہ وہ بہتوں کے لئے رکاوٹ کا باعث ہو گا جس کے لئے جناب اللہ تعالیٰ کے حضور میں جوابدہ ہیں کیونکہ اس شہنشاہ کے سامنے بادشاہ و گدا سب کو جوابدہ ہونا ہو گا مجھے جو حکم دیا گیا تھا کہ میں جناب کی خدمت میں سلسلہ کے حالات عرض کروں میں اپنے فرض سے سبکدوش ہوتا ہوں اور اب جناب کا اختیار ہے کہ خواہ اس نعمت عظمیٰ کو یعنی خادم خاتم النبیّین کی اتباع کو قبول فرمادیں جو ساری دنیا کی بادشاہت سے بڑھ کر ہے اور خواہ رد فرمادیں۔

یہ خدا تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس نے ہم کو اس مبارک زمانہ میں پیدا کیا ورنہ لاکھوں بزرگ اور علماء اور امراء اس بات کی حسرت کرتے ہوئے مرگئے کہ کسی طرح ان کو مسیح موعود کا زمانہ ملے گو مسیح موعود فوت ہو چکے ہیں مگر ان کے دیکھنے والے موجود ہیں پس یہ زمانہ غنیمت ہے وہ دن آتے

تحفۃ الملوک صفحہ 25، 26 مندرجہ انوار العلوم جلد 2 صفحہ 142، 143 از مرزا بشیر الدین محمود	یہ حوالہ صفحہ 213 پر درج ہے

ہے اس لئے کہ وہ اسلام اور رسول خدا کی محبت کے مدعی ہیں۔اور اگر وہ بھی توبہ نہ کریں تو سزا سر پر کھڑی ہے"۔(الہدیٰ صفحہ ۵۶ روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۳۰۰)

ان تحریروں سے یہ باتیں صاف ظاہر ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ سلطان کے ادعائے خلافت کو غلط قرار دیتے ہیں اس کی حکومت سے انگریزوں کی حکومت کو ترجیح دیتے ہیں۔ان کی سلطنت کے بد انجام کی خبر دیتے ہیں اور انگریزی حکومت کی مخالفت کو نہایت مکروہ اور گناہ قرار دیتے ہیں۔اور ہر ایک احمدی کا فرض ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے احکام اور فیصلوں پر دل و جان سے کاربند ہو۔پس میں تمام جماعت کو اس اعلان کے ذریعہ سے اطلاع دیتا ہوں کہ اپنے امام کے حکم کے ماتحت ہر طرح سے گورنمنٹ برطانیہ کے خیر خواہ رہیں اور ہر ممکن طریق سے اس کی مدد و اعانت کرتے رہیں اور اگر کسی جگہ کسی آدمی یا جماعت کے خیالات ان کو نادرست معلوم ہوں تو اس کی اصلاح کی کوشش کریں۔اور اپنی جماعت کے علاوہ غیروں کو بھی سمجھاتے رہیں کہ گورنمنٹ برطانیہ کی فرمانبرداری ان کا مذہبی فرض ہے۔پس چاہئے کہ اپنے ذاتی خیالات کو مذہب پر قربان کر دیں۔ہماری جماعت کو یاد رکھنا چاہئے کہ جس امن سے ہم گورنمنٹ برطانیہ کے ماتحت زندگی بسر کر رہے ہیں ہرگز وہ امن ہم کو اور کسی سلطنت میں نہیں مل سکتا خواہ اسلامی ہو یا غیر اسلامی۔خصوصاً اس زمانہ کی اسلامی کہلانے والی حکومتوں کے حلم اور بردباری کا نظارہ ہم امیر کابل کے سلوک سے دیکھ چکے ہیں جس نے بلاوجہ ہمارے ایک بھائی کو نہایت بے دردی سے سنگسار کروا دیا۔

آخر میں مَیں اپنی جماعت کو اس امر کی بھی تاکید کرتا ہوں کہ وہ آج کل دعاؤں اور آہ و زاری پر بہت زور دیں اور اپنے نفوس میں تبدیلی پیدا کریں اور اللہ تعالیٰ کے آگے گر جائیں تا اسلام کی ترقی کی صورت نکلے اور اس کے زوال کے اسباب دور ہوں اور اسلام ایک دفعہ پھر اپنی اصل شان میں دنیا کے چاروں کونوں میں پھیلنا شروع ہو اور شرک و بدعت کی جگہ توحید اور سچی اطاعت کی ترقی ہو۔آمین ثم آمین۔وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

خاکسار

میرزا محمود احمد خلیفہ دوم

جماعت احمدیہ قادیان۔پنجاب

۹ نومبر ۱۹۱۴ء

جماعت احمدیہ کا حکومت وقت کی اطاعت کے بارے میں صحیح موقف صفحہ 8
مندرجہ انوار العلوم جلد 2 صفحہ 150 از مرزا بشیر الدین محمود

یہ حوالہ صفحہ 213 پر درج ہے

ربنا اننا سمعنا منادیا ینادی للایمان ان امنوا بربکم فآمنا ۔ الخ

اللھم اید الاسلام والمسلمین بالامام الحکم العادل۔

اللھم انصر من نصر دین محمد واجعلنا منھم واخذل من خذل دین محمد و

لا تجعلنا منھم۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ آخری سے پہلی دعا میں دراصل مسیح موعود کی بعثت کی دعا ہے مگر بعثت کے بعد اس کے یہ معنے سمجھے جائیں گے کہ اب مسلمانوں کو آپ پر ایمان لانے کی توفیق عطا کر۔

۹۴۰ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ میاں معراج الدین صاحب عمر نے بواسطہ مولوی عبد الرحمن صاحب مبشر بیان کیا کہ جب کبھی کوئی ایسا اعتراض یا مسئلہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں پیش ہوتا۔ یا کسی کی تحریر کے ذریعہ حضور کو پہونچتا۔ کہ جس کا جواب دینا ضروری ہوتا۔ تو عام طور پر حضرت صاحب اس اعتراض یا مسئلہ کے متعلق مجلس میں اپنے دوستوں کے سامنے پیش کر کے فرماتے کہ اس معترض کے اعتراض میں فلاں فلاں پہلو فروگذاشت کئے گئے ہیں۔ یا اس کی طبیعت کو وہاں تک رسائی نہیں ہوئی۔ یا یہ اعتراض کسی سے سن سنا کر اپنی عادت یا فطرت کے خبث کا ثبوت دیا ہے پھر حضور اس اعتراض کو مکمل کرتے اور فرمایا کرتے کہ اگر اعتراض ناقص ہے۔ تو اس کا جواب بھی ناقص ہی رہتا ہے۔ اس لئے ہماری یہی عادت ہے کہ جب کبھی کسی مخالف کی طرف سے کوئی اعتراض اسلام کے کسی مسئلہ پر پیش آتا ہے۔ تو ہم پہلے اس اعتراض پر غور کر کے اس کی خامی اور کمی کو خود پورا کر کے اس کو مضبوط کرتے ہیں اور پھر جواب کی طرف توجہ کرتے ہیں۔ اور یہی طریق حق کو غالب کرنے کا ہے۔

۹۴۱ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ میاں معراج الدین صاحب عمر نے بواسطہ مولوی عبد الرحمن صاحب مبشر بیان کیا۔ کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک مقدمہ فوجداری کی جوابدہی کے لئے جہلم کو جا رہے تھے۔ یہ مقدمہ کرم دین نے حضور اور حکیم فضل الدین صاحب اور شیخ یعقوب علی صاحب کے خلاف توہین کے متعلق کیا ہوا تھا۔ اس سفر کی مکمل کیفیت تو بہت طول چاہتی ہے۔ میں صرف ایک چھوٹی سی لطیف بات عرض کرتا ہوں۔ جس کو بہت کم دوستوں نے دیکھا ہوگا۔

جب حضور لاہور ریلوے سٹیشن پر گاڑی میں پہونچے۔ تو آپ کی زیارت کے لئے اس کثرت سے

سیرت المہدی جلد سوم صفحہ 288، 289 از مرزا بشیر احمد ایم اے | یہ حوالہ صفحہ 214 پر درج ہے

لوگ جمع تھے جس کا اندازہ محال ہے کیونکہ نہ صرف پلیٹ فارم بلکہ باہر کا میدان بھی بھرا پڑا تھا اور لوگ نہایت منتوں سے دوسروں کی خدمت میں عرض کرتے تھے۔ کہ ہمیں ذرا چہرہ کی زیارت اور شناخت تو کر لینے دو۔ اس اثناء میں ایک شخص جن کا نام منشی احمد الدین صاحب ہے (جو گورنمنٹ کے پنشنر ہیں اور اب تک بفضلہ زندہ موجود ہیں اور ان کی عمر اس وقت دو تین سال کم ایک سو برس کی ہے لیکن قوٰے اب تک اچھے ہیں اور احمدی ہیں) آگے آئے جس کھڑکی میں حضور بیٹھے ہوئے تھے وہاں گورہ پولیس کا پہرہ تھا اور ایک سپرنٹنڈنٹ کی حیثیت کا افسر اس کھڑکی کے عین سامنے کھڑا نگرانی کر رہا تھا۔ کراتنے میں جرأت سے بڑھکر منشی احمد الدین صاحب نے حضور سے مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھایا۔ یہ دیکھکر فوراً اس پولیس افسر نے اپنی تلوار کو الٹے رُخ پر اس کی کلائی پر دھکر کہا کہ پیچھے ہٹ جاؤ۔ اس نے کہا کہ میں ان کا مرید ہوں اور مصافحہ کرنا چاہتا ہوں۔ اس افسر نے جواب دیا کہ اس وقت ہم اُن کی حفاظت کے ذمہ وار ہیں ہم اس لئے ساتھ ہیں کہ بٹالہ سے جہلم اور جہلم سے بٹالہ تک بحفاظت تمام ان کو واپس پہونچا دیں۔ ہمیں کیا معلوم ہے کہ تم دوست ہو یا دشمن۔ ممکن ہے کہ تم اس بھیس میں کوئی حملہ کر دو۔ اور نقصان پہونچاؤ۔ پس یہاں سے فوراً چلے جاؤ۔ یہ واقعہ حضرت صاحب کی نظر سے ذرا ہٹ کر ہوا تھا کیونکہ آپ اور طرف مصروف تھے اس کے بعد اسٹیشن میں آپ کی خدمت میں یہ واقعہ بیان کیا گیا۔ میں بھی اس سفر میں آنحضور کے قدموں میں تھا حضور ہنس کر فرمانے لگے کہ یہ اللہ تعالےٰ کا اپنا انتظام ہے جو اپنے وعدوں کو پورا کر رہا ہے

۹۴۲ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم:۔ میاں امام الدین صاحب سیکھوانی نے مجھ سے بیان کیا کہ جس وقت لدھیانہ میں حضرت صاحب کا مباحثہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی سے ہوا۔ تو یہ مباحثہ دیکھکر میاں نظام الدین لدھیانہ والا احمدی ہو کر قادیان میں آیا۔ وہ بیان کیا کرتا تھا کہ میں کس طرح احمدی ہوا۔ کہتا تھا کہ مولوی محمد حسین نے مجھکو کہا کہ مرزا صاحب سے دریافت کرو کہ کیا حضرت مسیح علیہ السلام زندہ آسمان پر نہیں ہیں۔ میں نے جا کر حضرت صاحب سے دریافت کیا۔ تو آپ نے فرمایا کہ اگر آپ کے پاس حیات مسیح کا کوئی ثبوت ہو تو ایک دو آیات قرآن شریف سے لا کر پیش کریں۔ میں نے کہا۔ ایک دو کیا ہم تو ایک سو آیت قرآن شریف سے پیش کر دینگے آپ نے فرمایا جاؤ لاؤ۔ جب میں مولوی محمد حسین صاحب کے پاس آیا تو میں نے کہا کہ مرزا صاحب سے

سیرت المہدی جلد سوم صفحہ 288، 289 از مرزا بشیر احمد ایم اے	یہ حوالہ صفحہ 214 پر درج ہے

حوالہ نمبر 173

چنگا بھلا پھرتا تھا۔ لیکن آسمان پر اس کے لیے ہلاکت کا حکم ہو چکا تھا۔ اس واسطے یہ بات ایسے طور پر بیان کی گئی کہ یہ کام ہو چکا ہے۔ پہلے ایک معاملہ آسمان پر ہو جاتا ہے اور پھر زمین پر اس کا ظہور ہوتا ہے۔ ایسا ہی ہمارا الہام عَفَتِ الدِّیَارُ والا تھا یعنی مٹ گئے گھر۔ اگرچہ گیارہ ماہ پہلے یہ زلزلہ کی پیشگوئی تھی، تاہم چونکہ آسمان پر یہ فیصلہ ہو چکا تھا کہ زلزلہ ضرور آئے گا اس واسطے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مکانات عارضی اور مستقل سب گر گئے اور نشان مٹ گئے۔ جو لوگ مثلاً پیسہ اخبار کے نامہ نگار وغیرہ اعتراض کرتے ہیں وہ ان محاورہ سے ناواقف اور جاہل ہیں یا جان بوجھ کر تعصب کے ساتھ ضد کرتے ہیں) ورنہ یہ محاورہ سب زبانوں میں پایا جاتا ہے۔ آتھم کے متعلق جب ہم نے پیشگوئی کی تھی تو اس نے اسی مجلس میں کہا تھا کہ میں تو مر گیا۔ باوجود عیسائی ہونے کے وہ ادب کا بہت لحاظ رکھتا تھا اور یہی سبب تھا کہ وہ ڈرتا رہا اور میعاد کے اندر مرنے سے بچ گیا۔ ابوالہب کے متعلق بھی پیشگوئی مکہ میں کی گئی تھی کہ وہ ہلاک ہو گیا۔ حالانکہ وہ جنگ بدر کے بعد طاعون سے مرا تھا۔

فرمایا:

روح و ریحان سے مراد ہر قسم کی آسائش اور آسودگی ہوتی ہے۔[1]

مبارک مُنہ کے مبارک الفاظ معنا

(مرتّبہ شیخ عبدالرحیم صاحب)

بوقت ۹ بجے آپ باہر تشریف لائے۔ شیخ رحمت اللہ صاحب نو وارد اور مولوی صاحبان اور دیگر احباب حسبِ معمول موجود تھے۔ ادھر اُدھر کی باتوں میں آپ نے فرمایا کہ:

ہم خُدا کے مرسلین اور مامورین کبھی بزدل نہیں ہوا کرتے بلکہ سچے مومن بھی بزدل نہیں ہوتے بزدلی ایمان کی کمزوری کی نشانی ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم پر مصیبتوں نے بار بار حملے کئے مگر انہوں نے کبھی بُزدلی نہیں دکھائی۔ خُدا تعالیٰ اُن کی نسبت فرماتا ہے۔ مِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا (الاحزاب: ۲۴) یعنی جس ایمان پر انہوں نے کمر ہمت باندھی تھی اس کو بعض نے تو نبھا دیا اور بعض منتظر ہیں کہ کب موقعہ ملے اور

---

[1] بدر جلد ۱ نمبر ۸ صفحہ ۴ مورخہ ۲۵ مئی ۱۹۰۵ء۔ (* معلوم ہوتا ہے یہ پرچہ ۲۸ مئی کے بعد شائع ہوا ہے یہی وجہ ہے کہ ۲۶ تا ۲۸ مئی کی ڈائری اس میں چھپی ہے۔ (مرتب)

[2] اس ڈائری پر تاریخ نہیں لکھی۔ اندازاً ۲۴ تا ۲۶ مئی ۱۹۰۵ء کی معلوم ہوتی ہے۔ ان دنوں میں شیخ رحمت اللہ صاحب قادیان میں موجود تھے۔ (مرتب)

یہ حوالہ صفحہ 216 پر درج ہے	ملفوظات جلد چہارم صفحہ 286 طبع جدید از مرزا قادیانی

فروری ۱۸۹۲ء حضرت مولوی نورالدین صاحب خلیفہ اولؓ بیان فرماتے تھے کہ :-

"ایک[1] دفعہ کسی بحث کے دَوران میں حضرت مسیح موعودؑ سے کسی مخالف نے کوئی حوالہ طلب کیا... حضرت صاحبؑ نے بخاری کا ایک نسخہ منگایا اور یُونہی اس کی ورق گردانی شروع کر دی اور جلد جلد ایک ایک ورق اُس کا اُلٹانے لگ گئے اور آخر ایک جگہ پہنچ کر آپ ٹھہر گئے اور کہا لو یہ لکھ لو۔ دیکھنے والے سب حیران تھے کہ یہ کیا ماجرا ہے اور کسی نے حضرت صاحب سے دریافت بھی کیا جس پر حضرت صاحب نے فرمایا کہ "جب مَیں نے کتاب ہاتھ میں لے کر ورق اُلٹانے شروع کئے تو مجھے کتاب کے صفحات ایسے نظر آتے تھے کہ گویا وہ خالی ہیں اور اُن پر کچھ نہیں لکھا ہوُا اِسی لئے مَیں ان کو جلد جلد اُلٹاتا گیا۔ آخر مجھے ایک صفحہ ملا جس پر کچھ لکھا ہوُا تھا اور مجھے یقین ہوُا کہ یہ وہی حوالہ ہے جس کی مجھے ضرورت ہے۔" (سیرت المہدی حصہ دوم روایت ۳۰۶ صفحہ ۳۰۲)

۱۸۹۲ء (الف) حضرت امیرالمؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ میں فرمایا:

"ملکہ وکٹوریہ کے زمانہ میں خدا تعالیٰ نے خبر دے دی :-

"سلطنتِ برطانیہ تا ہشت سال ⁂ بعد ازاں ضُعف و فساد و اختلال"

اور یہ آٹھ سال جا کر ملکہ وکٹوریہ کی وفات[2] پر پُورے ہو گئے۔" (الفضل جلد ۱۶ نمبر ۸۰ مورخہ ۵ اپریل ۱۹۲۹ء صفحہ ۵)

(ب) حافظ حامد علی صاحب نے مجھ سے کہا کہ ...... ان دنوں میں حضرت صاحب کو الہام ہوُا ہے :-

"سلطنتِ برطانیہ تا ہشت سال ⁂ بعد ازاں ایام ضعف و اختلال"

(سیرت المہدی حصہ اوّل صفحہ ۷۵، روایت نمبر ۹۶ ایڈیشن دوم)

---

[1] مکرم شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی لکھتے ہیں: "جہاں تک میری یاد مساعدت کرتی ہے ...... یہ واقعہ لاہور میں ہوُا تھا۔ مولوی عبدالحکیم صاحب کلانوری سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی "محدثیت اور نبوت" پر بحث ہوئی تھی ..... حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے محدثیت کی حقیقت بیان کرتے ہوئے بخاری کی اس حدیث کا حوالہ دیا جس میں حضرت عمرؓ کی محدثیت پر استدلال تھا۔ مولوی عبدالحکیم صاحب کے مددگاروں میں سے مولوی احمد علی صاحب نے حوالہ کا مطالبہ کیا اور بخاری خود بھیج دی۔ مولوی محمد احسن صاحب نے حوالہ نکالنے کی کوشش کی مگر نہ نکلا۔ آخر حضرت مسیح موعودؑ نے خود نکال کر پیش کیا ...... جب حضرت صاحب نے یہ حدیث نکال کر دکھا دی تو فریق مخالف پر گویا ایک موت وارد ہو گئی ...... اسی پر مباحثہ ختم کر دیا۔" (سیرت المہدی حصہ سوم صفحہ ۲۱۵)

[2] ملکہ وکٹوریہ کا انتقال ۲۲ جنوری ۱۹۰۱ء میں ہوُا۔ (مرتّب)

تذکرہ مجموعہ وحی والہامات طبع چہارم صفحہ 650 از مرزا قادیانی | یہ حوالہ صفحہ 216 پر درج ہے

حوالہ نمبر 175

ٹائیٹل بار اول

ای قادر خدا

اس گورنمنٹ عالیہ انگلشیہ کو ہماری طرف سے نیک جزا دے اور اُس سے نیکی کر جیسا کہ اُس نے ہم سے نیکی کی۔ آمین

کشفُ الغطاء

یعنی

ایک اسلامی فرقہ کے پیشوا مرزا غلام احمد قادیانی کی طرف سے بحضور گورنمنٹ عالیہ اُس فرقہ کے حالات اور خیالات کے بارہ میں اطلاع اور نیز اپنے خاندان کا کچھ ذکر اور اپنے مشن کے اصولوں اور ہدایتوں اور تعلیموں کا بیان اور نیز اُن لوگوں کی خلاف واقعہ باتوں کا رد جو اس فرقہ کی نسبت غلط خیالات پھیلانا چاہتے ہیں۔

اور یہ مؤلف

ملتجی عزت جناب ملکہ معظمہ قیصرہ ہند دام اقبالہا کا واسطہ ڈالکر بخدمت گورنمنٹ عالیہ انگلشیہ کی اعلیٰ افسروں اور معزز حکام کی باادب گذارش کرتا ہے کہ براہ غریب پروری و کرم گستری اس رسالہ کو اول سے آخر تک پڑھا جائے یا سن لیا جائے

یہ رسالہ تالیف ہو کر ۲۷ر دسمبر ۱۸۹۸ء کو مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں باہتمام حکیم فضل الدین صاحب مالک مطبع کے طبع ہوا

تعداد ۳۵۰

یہ حوالہ صفحہ 217 پر درج ہے	کشف الغطاء ٹائٹل پیج مندرجہ روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 177 از مرزا قادیانی

ضمیمہ رسالہ ھٰذا

قابل توجہ گورنمنٹ

مجھے اس رسالہ کے لکھنے کے بعد محمد حسین بٹالوی صاحب اشاعة السنہ کا انگریزی میں ایک رسالہ ملا جس کو اس نے مطبع وکٹوریہ پریس لاہور میں چھاپ کر بماہ ۱۴؍اکتوبر ۱۸۹۸ء میں شائع کیا ہے۔ اس رسالہ کے دیکھنے سے مجھے بہت افسوس ہوا کیونکہ اس نے اس میں میری نسبت اور نیز اپنے اعتقاد مہدی کے آنے کی نسبت نہایت قابل شرم جھوٹ سے کام لیا ہے اور سراسر افتراء سے کوشش کی ہے کہ مجھے گورنمنٹ عالیہ کی نظر میں باغی ٹھہراوے لیکن اس صحیح اور سچے مقولہ کے رو سے کہ کوئی چیز چھپی ہوئی نہیں جو آخر ظاہر نہ ہو میں یقین رکھتا ہوں کہ ہماری زیرک اور روشن دماغ گورنمنٹ جلد معلوم کر لے گی کہ اصل حقیقت کیا ہے۔

اوّل امر جو محمد حسین نے خلاف واقعہ اپنے اس رسالہ میں میری نسبت گورنمنٹ میں پیش کیا ہے یہ ہے کہ وہ گورنمنٹ عالیہ کو اطلاع دیتا ہے کہ یہ شخص گورنمنٹ عالیہ کے لئے خطرناک ہے یعنی بغاوت کے خیالات دل میں رکھتا ہے۔ لیکن میں زور سے کہتا ہوں کہ اگر میں ایسا ہی ہوں تو اس نمک حرامی اور بغاوت کی زندگی سے اپنے لئے موت کو ترجیح دیتا ہوں۔ میں ادب سے توجہ دلاتا ہوں کہ گورنمنٹ عالیہ میری نسبت اور میری تعلیم کی نسبت جہاں تک ممکن ہو کامل تحقیقات کرے اور میری جماعت کے اُن معزز عہدہ داروں اور دیسی افسروں اور رئیسوں اور دوسرے معزز اور تعلیم یافتہ لوگوں سے جن کی کئی سو تک تعداد ہے

کشف الغطاء صفحہ 38 تا 40 مندرجہ روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 214 تا 216 از مرزا قادیانی	یہ حوالہ صفحہ 218 پر درج ہے

حلفاً دریافت کرے کہ میں نے اس محسن گورنمنٹ کی نسبت کیا کیا ہدایتیں ان کو دی ہیں اور کس کس تاکید سے اس گورنمنٹ کی اطاعت کے لئے وصیتیں کی ہیں اور نیز گورنمنٹ اس مولوی یعنی محمد حسین کی اس شہادت کو غور سے دیکھے جو اس نے اپنی اشاعة السنہ میں جس کا ذکر اس رسالہ میں ہو چکا ہے میری کتاب براہین احمدیہ کے ریویو کی تقریب پر میرے خیالات اور میرے والد صاحب مرزا غلام مرتضٰی کے خیالات کی نسبت جو گورنمنٹ انگریزی کے متعلق ہیں اپنے ہاتھ سے لکھی ہے اور نیز میری ان تحریروں کو جو برابر انیس سال سے گورنمنٹ عالیہ کی تائید میں شائع ہو رہی ہیں غور سے ملاحظہ فرماوے اور ہر ایک پہلو سے میری نسبت تحقیقات کرے۔ پھر اگر میرے حالات گورنمنٹ کی نظر میں مشتبہ ہوں تو میں بدل چاہتا ہوں کہ گورنمنٹ سخت سے سخت سزا مجھ کو دیدے لیکن اگر میرے اصل حالات کے برخلاف یہ تمام رپورٹیں گورنمنٹ میں محمد حسین مذکور نے پہنچائی ہیں تو میں ایک وفادار اور خیر خواہ جان نثار رعیت ہونے کی وجہ سے گورنمنٹ عالیہ میں بتمام تر ادب دادخواہ ہوں کہ محمد حسین سے مطالبہ ہو کہ کیوں اس نے ان صحیح واقعات کے برخلاف گورنمنٹ کو خبر دی جن کو وہ اپنے ریویو براہین احمدیہ میں تسلیم کر چکا ہے۔ یہاں تک کہ اس نے بارہ سال تک برابر اس پہلی رائے کے برخلاف کوئی رائے ظاہر نہ کی اور اب دشمنی کے ایام میں مجھے باغی قرار دیتا ہے حالانکہ میں نے اس محسن گورنمنٹ کی خیر خواہی میں انیس سال تک اپنے قلم سے وہ کام لیا ہے اور ایسے طور سے ممالک دور دراز تک گورنمنٹ کی انصاف منشی کی تعریفوں کو پہنچایا ہے کہ میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ اس کارروائی کی نظیر دوسروں کے کارناموں میں ہرگز نہیں ملے گی۔ میرے پاس وہ الفاظ نہیں جن سے میں اپنی عاجزانہ عرض گورنمنٹ پر ظاہر کروں کہ مجھے اس شخص کے ان خلاف واقعہ کلمات سے کس قدر صدمہ پہنچا ہے اور کیسے دل دُرسان زخم لگے ہیں۔ افسوس کہ اس شخص نے عمداً اور دانستہ گورنمنٹ کی خدمت میں میری نسبت نہایت ظلم سے بھرا ہوا جھوٹ بولا ہے اور میری تمام خدمات کو برباد کرنا چاہا ہے۔ اس دعوے کی میرے پاس پختہ وجوہات اور کامل شہادتیں اور گواہ موجود ہیں۔ میں امید رکھتا ہوں کہ بوجہ اس کے کہ میں ایک

﴿ب﴾

کشف الغطاء صفحہ 38 تا 40 مندرجہ روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 214 تا 216 از مرزا قادیانی | یہ حوالہ صفحہ 218 پر درج ہے

وفادار خاندان میں سے ہوں جنہوں نے اپنے مال سے اور جان سے گورنمنٹ پر اپنی اطاعت ثابت کی ہے۔ میری اس دردناک فریاد کو یہ محسن گورنمنٹ غور سے توجہ فرماوے گی اور جھوٹ بولنے والے کو تنبیہ کرے گی۔

دوسرا امر جو اسی رسالہ میں محمد حسین نے لکھا ہے وہ یہ ہے کہ گویا میں نے کوئی الہام اس مضمون کا شائع کیا ہے کہ گورنمنٹ عالیہ کی سلطنت آٹھ سال کے عرصہ میں تباہ ہو جائے گی۔ میں اس بہتان کا جواب بجز اس کے کیا لکھوں کہ خدا جھوٹے کو تباہ کرے، میں نے ایسا الہام ہرگز شائع نہیں کیا۔ میری تمام کتابیں گورنمنٹ کے سامنے موجود ہیں میں باادب گذارش کرتا ہوں کہ گورنمنٹ اس شخص سے مطالبہ کرے کہ **کس کتاب** یا خط یا اشتہار میں **مَیں نے ایسا الہام شائع کیا ہے**؟ اور میں امید رکھتا ہوں کہ گورنمنٹ عالیہ اس کے اس فریب سے خبردار رہے گی کہ یہ شخص اپنے اس جھوٹے بیان کی تائید کے لئے یہ تدبیر نہ کرے کہ اپنی جماعت اور اپنے گروہ میں سے ہی جو مجھ سے اختلاف مذہب کی وجہ سے دلی عناد رکھتے ہیں جھوٹے بیان بطور شہادت گورنمنٹ تک پہنچاوے۔ اس شخص اور اس کے ہم خیال لوگوں کی میرے ساتھ کچھ آمد و رفت اور ملاقات نہیں تا میں نے ان کو کچھ زبانی کہا ہو۔ میں جو کچھ کہنا چاہتا ہوں اپنی کتابوں میں اور اشتہاروں میں شائع کرتا ہوں۔ اور میرے خیالات اور میرے الہامات معلوم کرنے کے لئے میری کتابیں اور اشتہارات متکفل ہیں اور میری جماعت کے معززین گواہ ہیں۔ غرض میں باادب التماس کرتا ہوں کہ ہماری گورنمنٹ عالیہ اس خلاف واقعہ مخبری کا اس شخص سے مطالبہ کرے۔ کپتان ڈگلس صاحب سابق ڈپٹی کمشنر ضلع گورداسپورہ مقدمہ ڈاکٹر کلارک میں جو میرے پر دائر ہوا تھا لکھ چکے ہیں کہ یہ شخص مجھ سے عداوت رکھتا ہے اسی لئے جھوٹ بولنے سے کچھ بھی پرہیز نہیں کرتا۔

تیسرا امر جو اسی رسالہ میں محمد حسین نے لکھا ہے یہ ہے کہ یہ شخص مسیح موعود ہونے کا جھوٹا دعویٰ کرتا ہے۔ اس کے جواب میں اتنا لکھنا کافی ہے کہ جس طرح انبیاء علیہم السلام

کشف الغطاء صفحہ 38 تا 40 مندرجہ روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 214 تا 216 از مرزا قادیانی | یہ حوالہ صفحہ 218 پر درج ہے

درخت کے پتوں کیطرف دیکھئے کیسے خوشنما ہیں۔ حاجی صاحب کہتے ہیں کہ میں نے اس وقت دیکھا کہ آپکی آنکھیں آنسوؤں سے بھری ہوئی تھیں ۰

۹۶ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بیان کیا ہم سے حاجی عبدالمجید صاحب نے کہ ایک دفعہ جب ازالہ اوہام شایع ہوئی ہے۔ حضرت صاحب لدھیانہ میں باہر چہل قدمی کے لیئے تشریف لے گئے۔ میں اور حافظ حامد علی ساتھ تھے۔ راستہ میں حافظ حامد علی نے مجھ سے کہا کہ آج رات یا کہا ان دنوں میں حضرت صاحب کو الہام ہوا ہے کہ "سلطنت برطانیہ تا ہشت سال بعد ازاں ایام ضعف و اختلال"۔ خاکسار عرض کرتا ہے۔ کہ اس مجلس میں جس میں حاجی عبدالمجید صاحب نے یہ روایت بیان کی میاں عبداللہ صاحب سنوری نے بیان کیا کہ میری خیال میں یہ الہام اس زمانہ سے بھی پرانا ہے حضرت صاحب نے خود مجھے اور حافظ حامد علی کو یہ الہام سنایا تھا۔ اور مجھے الہام اس طرح پر یاد ہے "سلطنت برطانیہ تا ہفت سال۔ بعد ازاں باشد خلاف و اختلال"۔ میاں عبداللہ صاحب بیان کرتے تھے کہ دوسرا مصرع تو مجھے پتھر کی لکیر کی طرح یاد ہے کہ یہی تھا۔ اور ہفت کا لفظ بھی یاد ہے۔ جب یہ الہام ہمیں حضرت صاحب نے سنایا تو اسوقت مولوی محمد حسین بٹالوی مخالف نہیں تھا۔ شیخ حامد علی نے اسے بھی جا سنایا۔ پھر جب وہ مخالف ہوا۔ تو اسنے حضرت صاحب کے خلاف گورنمنٹ کو بدظن کرنے کے لیئے اپنے رسالہ میں شایع کیا۔ کہ مرزا صاحب نے یہ الہام شایع کیا ہے خاکسار عرض کرتا ہے۔ کہ میاں عبداللہ صاحب اور حاجی عبدالمجید صاحب کی روایت میں جو اختلاف ہے۔ وہ اگر کسی صاحب کے ضعف حافظہ پر مبنی نہیں۔ تو یہ بھی ممکن ہے کہ یہ الہام حضور کو دو وقتوں میں دو مختلف قرأتوں پر ہوا ہو۔ واللہ اعلم۔ نیز خاکسار عرض کرتا ہے کہ اس الہام کے مختلف معنی کئے گئے ہیں۔ بعضوں نے تاریخ الہام سے میعاد شمار کی ہے۔ بعضوں نے کہا ہے کہ ملکہ وکٹوریہ کی وفات کے بعد سے اسکی میعاد شمار ہوتی ہے۔ کیونکہ ملکہ کے لیئے حضور نے بہت دعائیں کی تھیں۔ بعض اور معنے کرتے ہیں۔ میاں عبداللہ صاحب کہتے تھے۔ کہ میرے نزدیک آغاز صدی بیسویں سے اسکی میعاد شروع ہوتی ہے۔ چنانچہ وہ کہتے تھے۔ کہ واقعات اسکی تصدیق کرتے ہیں۔ اور

سیرت المہدی جلد اوّل صفحہ 76,75 از مرزا بشیر احمد ایم اے

یہ حوالہ صفحہ 221 پر درج ہے

واقعات کے ظہور کے بعد ہی میں نے اسکے یہ معنے سمجھے ہیں۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ میرے نزدیک یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ حضرت صاحب کی وفات سے اسکی میعاد شمار کی جاوے۔ کیونکہ حضرت صاحب نے اپنی ذات کو گورنمنٹ برطانیہ کے لئے بطور حرز کے بیان کیا ہے۔ پس حرز کی موجودگی میں میعاد کا شمار کرنا میرے خیال میں درست نہیں۔ اس طرح جنگِ عظیم کی ابتداء اور ہفت یا ہشت سالہ میعاد کا اختتام آپس میں مل جاتے ہیں۔ واللہ اعلم۔ خاکسار عرض کرتا ہے۔ کہ گورنمنٹ برطانیہ کے ہم لوگوں پر بڑے احسانات ہیں۔ ہمیں دعا کرنی چاہیئے۔ کہ اللہ تعالےٰ اسے فتنوں سے محفوظ رکھے۔
(نیز اس روایت کی مزید تشریح کے لئے دیکھو حصہ دوم۔ روایت ۳۱۴) ✗

(۹۷) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ۱۸۸۹ء میں لدھیانہ میں بیعت کا اعلان کیا تو بیعت لینے سے پہلے آپ شیخ مہر علی رئیس ہوشیارپور کے بلانے پر اسکے لڑکے کی شادی پر ہوشیارپور تشریف لے گئے۔ میں اور میر عباس علی اور شیخ حامد علی ساتھ تھے۔ راستہ میں یکہ پر حضور نے ہم کو اپنے اس چلہ کا حال سنایا جس میں آپ نے برابر چھ ماہ تک روزے رکھے تھے حضرت صاحب فرماتے تھے کہ میں ایک چھینکا رکھا ہوا تھا۔ اسمیں میں اپنے چوبارے سے نیچے لٹکا دیتا تھا۔ تو اس میں میری روٹی رکھدی جاتی تھی۔ پھر میں اوپر کھینچ لیتا تھا بیان عبداللہ صاحب کہتے تھے کہ شیخ مہر علی نے یہ انتظام کیا تھا۔ کہ دعوت میں کھانے کے وقت رؤسا کیواسطے الگ کمرہ تھا۔ اور ان کے ساتھیوں اور خدام کیواسطے الگ تھا مگر حضرت صاحب کا یہ قاعدہ تھا کہ اپنے ساتھ والوں کو ہمیشہ اپنے ساتھ بٹھایا کرتے تھے۔ چنانچہ اس موقعہ پر بھی آپ ہم تینوں کو اپنے داخل ہونے سے پہلے کمرہ میں داخل کرتے تھے اور پھر خود داخل ہوتے تھے۔ اور اپنے دائیں بائیں ہمکو بٹھلاتے تھے۔ انہی دنوں میں ہوشیارپور میں مولوی محمود شاہ چھچھ ہزاروی کا وعظ تھا۔ جو نہایت مشہور اور نامور اور مقبول واعظ تھا۔ حضرت صاحب نے میرے ہاتھ بیعت کا اشتہار دیکر انہیں کہلا بھیجا کہ آپ اپنے لیکچر کیوقت کسی مناسب موقعہ پر میرا یہ اشتہار بیعت پڑھ کر سنادیں اور میں خود بھی آپکے

سیرت المہدی جلد اوّل صفحہ 76,75 از مرزا بشیر احمد ایم اے	یہ حوالہ صفحہ 221 پر درج ہے

۷۵

درخت کے پتوں کیطرف دیکھئے کیسے خوشنما ہیں۔ حاجی صاحب کہتے ہیں کہ مَیں نے اس وقت دیکھا کہ آپکی آنکھیں آنسوؤں سے بھری ہوئی تھیں +

(۹۶) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا ہم سے حاجی عبد المجید صاحب نے کہ ایک دفعہ جب ازالہ اوہام شایع ہوئی ہے۔ حضرت صاحب لُدھیانہ میں باہر چہل قدمی کے لیئے تشریف لے گئے۔ مَیں اور حافظ حامد علی ساتھ تھے۔ راستہ میں حافظ حامد علی نے مُجھ سے کہا کہ آج رات یا کہا ان دنوں میں حضرت صاحب کو الہام ہُوا ہے کہ "سلطنت برطانیہ تا ہشت سال بعد ازاں ایام ضعف و اختلال"۔ خاکسار عرض کرتا ہے۔ کہ اس مجلس میں جس میں حاجی عبدالمجید صاحب نے یہ روایت بیان کی میاں عبداللہ صاحب سنوری نے بیان کیا کہ میری خیال میں یہ الہام اس زمانہ سے بھی پُرانا ہے حضرت صاحب نے خود مجھے اور حافظ حامد علی کو یہ الہام سنایا تھا۔ اور مجھے الہام اس طرح پر یاد ہے: "سلطنت برطانیہ تا ہفت سال۔ بعد ازاں باشد خلاف و اختلال"۔ میاں عبداللہ صاحب بیان کرتے تھے کہ دوسرا مصرع تو مجھے پتھر کی لکیر کی طرح یاد ہے کہ یہی تھا۔ اور ہفت کا لفظ بھی یاد ہے۔ جب یہ الہام ہمیں حضرت صاحب نے سنایا تو اسوقت مولوی محمد حسین بٹالوی مخالف نہیں تھا۔ شیخ حامد علی نے اسے بھی جا سنایا۔ پھر جب وہ مخالف ہُوا۔ تو اسنے حضرت صاحب کے خلاف گورنمنٹ کو بدظن کرنے کے لئے اپنے رسالہ میں شایع کیا۔ کہ مرزا صاحب نے یہ الہام شایع کیا ہے خاکسار عرض کرتا ہے۔ کہ میاں عبداللہ صاحب اور حاجی عبدالمجید صاحب کی روایت میں جو اختلاف ہے۔ وہ اگر کسی صاحب کے ضعفِ حافظہ پر مبنی نہیں۔ تو یہ بھی ممکن ہے کہ یہ الہام حضور کو دو دو وقتوں میں دو مختلف قرأتوں پر ہُوا ہو۔ واللہ اعلم۔ نیز خاکسار عرض کرتا ہے کہ اس الہام کے مختلف معنی کئے گئے ہیں۔ بعضوں نے تاریخ الہام سے میعاد شمار کی ہے۔ بعضوں نے کہا ہے کہ ملکہ وکٹوریہ کی وفات کے بعد سے اسکی میعاد شمار ہوتی ہے۔ کیونکہ ملکہ کے لیئے حضور نے بہت دُعائیں کی تھیں۔ بعض اَور معنے کرتے ہیں۔ میاں عبداللہ صاحب کہتے تھے۔ کہ میرے نزدیک آغاز صدی بیسویں سے اسکی میعاد شروع ہوتی ہے۔ چنانچہ وہ کہتے تھے۔ کہ واقعات اسکی تصدیق کرتے ہیں۔ اور

درخت کے پتوں کیطرف دیکھئے کیسے خوشنما ہیں۔ حاجی صاحب کہتے ہیں کہ میں نے اس وقت دیکھا کہ آپکی آنکھیں آنسوؤں سے بھری ہوئی تھیں +

(۹۶) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بیان کیا ہم سے حاجی عبدالمجید صاحب نے کہ ایک دفعہ جب ازالہ اوہام شایع ہوئی ہے۔ حضرت صاحب لدھیانہ میں باہر چہل قدمی کے لیئے تشریف لے گئے۔ میں اور حافظ حامد علی ساتھ تھے۔ راستہ میں حافظ حامد علی نے مجھ سے کہا کہ آج رات یا کہا ان دنوں میں حضرت صاحب کو الہام ہوا ہے کہ "سلطنت برطانیہ تا ہشت سال بعد ازاں ایام ضعف و اختلال"۔ خاکسار عرض کرتا ہے۔ کہ اس مجلس میں جس میں حاجی عبدالمجید صاحب نے یہ روایت بیان کی میاں عبداللہ صاحب سنوری نے بیان کیا کہ میری خیال میں یہ الہام اس زمانہ سے بھی پرانا ہے حضرت صاحب نے خود مجھے اور حافظ حامد علی کو یہ الہام سنایا تھا۔ اور مجھے الہام اس طرح پر یاد ہے:" سلطنت برطانیہ تا ہفت سال۔ بعد ازاں باشد خلاف و اختلال"۔ میاں عبداللہ صاحب بیان کرتے تھے کہ دوسرا مصرع تو مجھے پتھر کی لکیر کی طرح یاد ہے کہ یہی تھا۔ اور ہفت کا لفظ بھی یاد ہے۔ جب یہ الہام ہمیں حضرت صاحب نے سنایا تو اسوقت مولوی محمد حسین بٹالوی مخالف نہیں تھا۔ شیخ حامد علی نے اسے بھی جا سنایا۔ پھر جب وہ مخالف ہوا۔ تو اسنے حضرت صاحب کے خلاف گورنمنٹ کو بدظن کرنے کے لیئے اپنے رسالہ میں شایع کیا۔ کہ مرزا صاحب نے یہ الہام شایع کیا ہے خاکسار عرض کرتا ہے۔ کہ میاں عبداللہ صاحب اور حاجی عبدالمجید صاحب کی روایت میں جو اختلاف ہے۔ وہ اگر کسی صاحب کے ضعف حافظہ پر مبنی نہیں۔ تو یہ بھی ممکن ہے کہ یہ الہام حضور کو دو وقتوں میں دو مختلف قراتوں پر ہوا ہو۔ واللہ اعلم۔ نیز خاکسار عرض کرتا ہے کہ اس الہام کے مختلف معنی کئے گئے ہیں۔ بعضوں نے تاریخ الہام سے میعاد شمار کی ہے۔ بعضوں نے کہا ہے کہ ملکہ وکٹوریہ کی وفات کے بعد سے اسکی میعاد شمار ہوتی ہے۔ کیونکہ ملکہ کے لیئے حضور نے بہت دعائیں کی تھیں۔ بعض اور معنے کرتے ہیں۔ میاں عبداللہ صاحب کہتے تھے۔ کہ میرے نزدیک آغاز صدی بیسویں سے اسکی میعاد شروع ہوتی ہے۔ چنانچہ وہ کہتے تھے۔ کہ واقعات اسکی تصدیق کرتے ہیں۔ اور

سیرت المہدی جلد اوّل صفحہ 75 از مرزا بشیر احمد	یہ حوالہ صفحہ 222 پر درج ہے

(ج) میاں عبداللہ صاحب سنوری نے بیان کیا کہ :-

"مجھے (یہ) الہام اِس طرح پر یاد ہے :-

"سلطنت برطانیہ تا ہفت سال ٭ بعدازاں باشد خلاف و اختلال"

(سیرت المہدی حصّہ اوّل صفحہ ۵۷، روایت نمبر ۹۶ ایڈیشن دوم)

(د) صاحبزادہ پیر سراج الحق صاحب نعمانیؓ نے بیان کیا :-

"مَیں نے حضرت سے یہ الہام اِس طرح پر سُنا ہے :-

"قوّتِ برطانیہ تا ہشت سال ٭ بعدازاں ایّامِ ضعف و اختلال"

(سیرت المہدی حصّہ دوم صفحہ ۹ روایت نمبر ۳۱۴)

غالباً ۱۲ر جولائی ۱۸۹۲ء (خواب میں) "لَهٗ تَبٌّ وَّسَبٌّ وَّافْتِضَاحٌ"[1]

(جیبی[2] بیاض حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

۱۲ر اکتوبر ۱۸۹۲ء "يُصْلِحُ اللّٰهُ جَمَاعَتِيْ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ تَعَالٰى"[3]

(جیبی بیاض حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

۱۲ر مارچ ۱۸۹۳ء "کل شب کو ایک خواب اور کچھ تحریری طور پر لکھا ہوا پیش ہوا۔ لکھا ہوا تو سوائے ن و ھن کے اَور کچھ پڑھا نہ گیا اور خواب بھی سارا یاد نہیں رہا آخری فقرہ یاد رہا وہ یہ تھا۔

"اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ"[4]

(از مکتوب مرزا خدا بخش صاحب مندرجہ "اصحابِ احمد" مؤلفہ ملک صلاح الدین صاحب ایم۔ اے حصّہ دوم صفحہ ۱۶ حاشیہ)

---

[1] (ترجمہ از مرتب) اس کے لئے ہلاکت اور گالیاں اور ذلّت ہے۔

[2] یہ جیبی بیاض عبدالرحمٰن صاحب شاکر کارکن صدر انجمن احمدیہ ربوہ کے پاس موجود تھی جو ان کے والد مرحوم ماسٹر نعمت اللہ صاحب گوہر کو مرزا محمود بیگ صاحب آف پٹی نے دی تھی اور ان کا بیان ہے کہ یہ بیاض انہیں حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عطا فرمائی تھی۔ اس کی فوٹو کاپی خلافت لائبریری میں موجود ہے۔ (مرتب)

[3] (ترجمہ از مرتب) اللہ تعالیٰ میری جماعت کی اصلاح کر دے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

[4] (ترجمہ از مرتب) یقیناً اللہ تعالیٰ علیم حکیم ہے۔

پس اگر ہم محمد حسین کی طرح یہ اعتقاد رکھیں کہ ہم صرف پولیٹیکل طور پر اور ظاہری مصلحت کے لحاظ سے یعنی منافقانہ طور پر انگریزوں کے مطیع ہیں ورنہ دل ہمارے سلطان کے ساتھ ہیں کہ وہ خلیفہ اسلام اور دینی پیشوا ہے اس کے خلیفہ ہونے کے انکار سے اور اس کی نافرمانی سے انسان کافر ہو جاتا ہے تو اس اعتقاد سے بلاشبہ ہم گورنمنٹ انگریزی کے چھپے باغی اور خدا تعالیٰ کے نافرمان ٹھہریں گے۔ تعجب ہے کہ گورنمنٹ ان باتوں کی تہ تک کیوں نہیں پہنچتی اور ایسے منافق پر کیوں اعتبار کیا جاتا ہے کہ جو گورنمنٹ کو کچھ کہتا ہے اور مسلمانوں کے کانوں میں کچھ پھونکتا ہے۔ میں گورنمنٹ عالیہ کی خدمت میں ادب سے عرض کرتا ہوں کہ گورنمنٹ عالیہ غور سے اس شخص کے حالات پر نظر کرے کہ یہ کیسے منافقانہ طریقوں پر چل رہا ہے، اور جن باغیانہ خیالات میں آپ مبتلا ہے وہ میری طرف منسوب کرتا ہے۔

بالآخر یہ بھی لکھنا ضروری ہے کہ جس قدر اس شخص نے مجھے گندی گالیاں دیں اور محمد بخش جعفر زٹلی سے دلائیں اور طرح طرح کے افترا سے میری ذلت کی اس میں میری فریاد جناب الٰہی میں ہے جو دلوں کے خیالات کو جانتا ہے اور جس کے ہاتھ میں ہر ایک کا انصاف ہے میں خدا سے یہی چاہتا ہوں کہ جس قسم کی میری ذلت جھوٹے بہتانوں سے اس شخص نے کی یہاں تک کہ گورنمنٹ عالیہ کی خدمت میں مجھے باغی ٹھہرانے کے لئے خلاف واقعہ باتیں بیان کیں وہی ذلت اس کو پیش آوے۔ میرا ہرگز یہ مدعا نہیں ہے کہ بجز طریق جَزَآءُ سَيِّئَةٍ بِمِثْلِهَا[1] کے کسی اور ذلت میں یہ مبتلا ہو بلکہ میں مظلوم ہونے کی حالت میں یہی چاہتا ہوں کہ جو کچھ میرے لئے اس نے ذلت کے سامان کئے ہیں اگر میں ان تہمتوں سے پاک ہوں تو وہ ذلتیں اس کو پیش آویں۔ اگرچہ میں جانتا ہوں کہ یہ گورنمنٹ بہت حلیم اور حتی المقدور چشم پوشی کرنے والی ہے لیکن اگر میں بقول محمد حسین باغی ہوں یا جیسا کہ میں نے معلوم کیا ہے کہ خود محمد حسین کے ہی باغیانہ خیالات ہیں تو گورنمنٹ کا فرض ہے کہ کامل تحقیقات کر کے جو شخص ہم دونوں میں سے درحقیقت مجرم ہے

﴿۴﴾

[1] یونس : ۲۸

یہ حوالہ صفحہ 223 پر درج ہے	کشف الغطاء صفحہ 49 مندرجہ روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 225 از مرزا قادیانی

میں گورنمنٹ کو یقین دلاتا ہوں کہ اس مسئلہ میں اس شخص کے کھانے کے دانت اور اور دکھانے کے اور ہیں۔ اپنے ہم جنس مولویوں پر اُن کے خیال کے موافق اپنا عقیدہ ظاہر کرتا ہے اور پھر جب گورنمنٹ کے دکھلانے کے لئے تحریر کرتا ہے تو وہاں گورنمنٹ کو خوش کرنے کے لئے یہ عقیدہ بیان کر دیتا ہے کہ ’’میں نہیں مانتا کہ کوئی مہدی آئے گا اور لڑائیاں کرے گا‘‘۔ لیکن اگر یہ مہدی کو نہیں مانتا تو دوسرے مولویوں کا جو مانتے ہیں کیونکر سرگروہ اور ایڈوکیٹ کہلاتا ہے؟ ان باتوں کا انصاف گورنمنٹ عالیہ کے ہاتھ میں ہے۔ میرے نزدیک گورنمنٹ ہم دونوں کی اصلیت تک اس صورت میں بآسانی پہنچے گی کہ ہم دونوں کے اپنے روبرو اور دوسرے مولویوں کے روبرو اس مقدمہ میں اظہار لے۔ اس وقت جو منافقانہ طرز کا آدمی ہوگا اس کی تمام حقیقت کھل جائے گی۔ لہٰذا

بادب التماس ہے

[کہ یہ فیصلہ ضرور کیا جائے جب کہ یہ فاش جھوٹ اس نے اختیار کیا ہے تو کیونکر اطمینان ہو کہ جو دوسری باتیں گورنمنٹ تک پہنچاتا ہے ان میں سچ بولتا ہے؟ منہ]

کشف الغطاء صفحہ 45 مندرجہ روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 221 از مرزا قادیانی | یہ حوالہ صفحہ 223 پر درج ہے

میں تو بار بار یہی کہتا ہوں کہ ہمارا طریق تو یہ ہے کہ نئے سرے سے مسلمان بنو۔ پھر اللہ تعالیٰ اصل حقیقت خود کھول دے گا۔ میں سچ کہتا ہوں کہ اگر وہ امام جن کے ساتھ یہ اس قدر محبت کا غلو کرتے ہیں زندہ ہوں، تو ان سے سخت بیزاری ظاہر کریں۔

جب ہم ایسے لوگوں سے اعتراض کرتے ہیں تو پھر کہتے ہیں کہ ہم نے ایسا اعتراض کیا جس کا جواب نہ آیا اور پھر بعض اوقات اشتہار دیتے پھرتے ہیں۔ مگر ہم ایسی باتوں کی کیا پرواہ کر سکتے ہیں۔ ہم کو تو وہ کرنا ہے، جو ہمارا کام ہے۔ اس لیے یاد رکھو کہ پرانی خلافت کا جھگڑا چھوڑ دو۔ اب نئی خلافت لو۔ ایک زندہ علی تم میں موجود ہے اس کو چھوڑتے ہو اور مردہ علی کی تلاش کرتے ہو[1]"

۸ر دسمبر ۱۹۰۰ء

ایک الہام اور اپنی وحی پر یقین

فرمایا: "کل رات میری انگلی کے پوٹے میں درد تھا اور اس شدت کے ساتھ درد تھا کہ مجھے خیال آیا تھا کہ رات کیونکر بسر ہوگی۔ آخر ذرا سی غنودگی ہوئی اور الہام ہوا۔ كُوْنِي بَرْدًا وَّسَلَامًا۔ اور سلاما کا لفظ ابھی ختم نہ ہونے پایا تھا کہ معاً درد جاتا رہا ایسا کہ کبھی ہوا ہی نہیں تھا۔"

نیز فرمایا کہ:

"ہم کو تو خدا تعالیٰ کے اس کلام پر جو ہم پر وحی کے ذریعہ نازل ہوتا ہے۔ اس قدر یقین اور علیٰ وجہ البصیرت یقین ہے کہ بیت اللہ میں کھڑا کر کے جس قسم کی چاہو، قسم دے دو۔ بلکہ میرا تو یقین یہاں تک ہے کہ اگر میں اس بات کا انکار کروں، یا وہم بھی کروں کہ یہ خدا کی طرف سے نہیں تو معاً کافر ہو جاؤں[2]"

۱۳ر دسمبر ۱۹۰۰ء

نصرتِ الٰہی فیصلہ کن قاضی ہے

الٰہی بخش لاہوری مخالف کی کتاب "عصائے موسیٰ" تمام و کمال پڑھ کر حضرت اقدسؑ نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ اس کی فضولیات کو چھوڑ کر چند گھنٹوں کا کام ہے اس کا جواب دے دینا لیکن میں

---

[1] الحکم جلد ۴ نمبر ۴۱ صفحہ ۱-۲ مورخہ ۱۷ر نومبر ۱۹۰۰ء

[2] الحکم جلد ۴ نمبر ۴۴ صفحہ ۶ مورخہ ۱۰ر دسمبر ۱۹۰۰ء

ملوک الإسلام مع وهنهم وغفلتهم في الدين، بل يغضب غضبا شديدًا
ملوک اسلام نخواہد کرد باوجود سستی وغفلت اوشاں بلکہ سخت غضب خواہد کرد

ويؤثر الكافرين على المسلمين. ذالک بأنهم نسوا حدود الله ولا يبالون أمر
وکافران رابر مسلمانان اختیار خواہد نمود۔ واین برائے این خواہد بود کہ اوشان حدود خداوند فراموش

ربهم وليسوا من المتقين. يؤمنون ببعض القرآن ويكفرون ببعض، ولا
کردند ومتقی نیستند۔ بریک حصہ قرآن ایمان مے آرند و ازحصۂ دیگر منکر اند۔ و

يُشيعون الحق بل يَعيشون كالمنافقين. هذا بالُ أهل الزمان، ثم ينكرون
حق راشائع نمے کنند وہمچو منافقان زندگی بسر مے کنند۔ این حال اہل زمانہ است۔ باز انکار مے کنند

ويكذبون بعد بُعث من الرحمٰن. أَعَجِبوا أن جاء هم منذر منهم في وقت
وتکذیب شخصی مے کنند کہ از خدا مبعوث شدہ است۔ چہ تعجب کردہ اند کہ نزدشاں نذیرے ہم ازیشاں در وقت

فقد الناسُ فيه حقيقة الإيمان؟ أم يقولون افتراه؟ و قد رأوا آياتي ثم
فقدان حقیقت ایمان رسید۔ چہ مے گویند کہ افترا کردہ است وتحقیق دیدہ اند نشانہائے من

ألقوها وراء حجب النسيان؟ أيها الناس.. أرأيتم إن كنتُ من عند الله
باز انداختند پسِ پردہ ہائے نسیان۔ اے مردمان آیا غور کردہ اید کہ اگر من از خدا ہستم

وكفرتم بي.. فأيّ خسرٍ أكبر من هذا الخسران؟ أتريدون أن أضرِب عنكم
وشما انکار من کردہ اید پس کدام زیان ازیں زیان بزرگتر است۔ چہ ارادہ میکنید کہ من بشما از رسانیدنِ

الذكرَ صفحًا بعد ما أُمرتُ للإنذار؟ وما كان لمرسَل أن يكلّمه الله ويأمره
وحی خود رو بگردانم بعد ازانکہ مامور شدم برائے ترسانیدن۔ ومجال ہیچ مرسل نیست کہ خدا باوے کلام کند وحکم فرماید

ثم يخفي أمر ربّه خوفًا من الأشرار. فاتقوا الله، ولا تقدّموا بين يديه
باز آن مرسل از شریران ترسیدہ حکم خدارا پوشیدہ دارد۔ پس بترسید از خدا واز وگام خود پیش منہید

ولا تصرّوا على الظن كل الإصرار.
وبرگمان بکمال مصر نباشید۔

﴿۶۶﴾

مواہب الرحمٰن ص 66، مندرجہ روحانی خزائن جلد 19، صفحہ 284 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 224 پر درج ہے

بلا تاریخ

امرِ حق کے پہنچانے میں کسی قسم کا اخفا نہیں رکھنا چاہیئے

ایک مخلص بھائی نے اپنا قصہ سُنایا کہ ایک نواب ریاست نے جو شیعہ ہے اُن سے آپ کے بارے میں چند سوال کئے اور انکے میں نے یہ جواب دیئے۔

اول یہ کہ مرزا صاحب کا آلِ نبیؐ کے بارے میں کیا عقیدہ ہے۔ ہم سُنتے ہیں کہ وہ ان کی توہین کرتے ہیں؟

انہوں نے جواب دیا کہ ان کا ایک شعر ہے ؎

جان و دلم فدائے جمالِ محمدؐ است
خاکم نثار کوچۂ آلِ محمدؐ است

دوم یہ کہ یزید کے بارے میں ان کی کیا رائے ہے۔ انہوں نے یہ شعر پڑھا۔ ؎

ہر طرف کفر است جوشاں ہمچو افواجِ یزید
دینِ حق بیمار و بیکس ہمچو زین العابدین

جب اس طرح کوئی اعتراض کا موقعہ نہ پایا تو پوچھا کہ تم ان کے نہ ماننے والوں کو کیا سمجھتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ جو مہدی موعود کے مخالفین کو سمجھنا چاہیئے اور جو کچھ اہلِ سُنّت و شیعہ سمجھتے ہیں۔

پوچھا کہ رسالت کے مدعی ہیں؟

انہوں نے کہا کہ ان کا ایک شعر ہے ؎

من نیستم رسول و نیاوردہ ام کتاب
ہاں ملہم استم و ز خداوند منذرم

اس پر دوسرے روز فرمایا کہ

اس کی تشریح کر دینا تھا کہ ایسا رسول ہونے سے انکار کیا گیا ہے جو صاحبِ کتاب ہو۔ دیکھو جو امور سماوی ہوتے ہیں ان کے بیان کرنے میں ڈرنا نہیں چاہیئے اور کسی قسم کا خوف کرنا اہلِ حق کا قاعدہ نہیں۔ صحابہ کرام کے طرزِ عمل پر نظر کرو۔ وہ بادشاہوں کے درباروں میں گئے اور جو کچھ ان کا عقیدہ تھا وہ صاف صاف کہہ دیا۔ اور حق کہنے سے ذرا نہیں جھجکے جبھی تو لَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَائِمٍ (المائدۃ: ۵۵) کے مصداق ہوئے۔

۞ ۞ ۞

[1] یہ ۱۹۰۱ء کا واقعہ ہے اور اسی پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے "ایک غلطی کا ازالہ" لکھا تھا۔ (مرتب)

ملفوظات جلد پنجم، صفحہ 446، بتاریخ 3 فروری 1908 طبع جدید از مرزا قادیانی || یہ حوالہ صفحہ 224 پر درج ہے

دوسرے یہ کہ چونکہ آسمان سے ایک انقلاب کا ارادہ ہو رہا ہے کہ تا غلط کار اور بدعتی مسلمانوں کو کم کرے اور سچے مسلمان جو کتاب اللہ کے موافق چلتے ہیں ان کو زیادہ کرے تو پھر آپ دنیا کے اسباب سے ڈر کر کیوں اس سلسلہ سے دور رہتے ہیں؟ کیا بجز خدا تعالیٰ کے کوئی اور بھی قادر ہے جس سے ڈرنا چاہئے؟ یقین ہے کہ اگر آپ سچے دل سے، پورے جوش سے، پورے صدق سے، پوری وفا سے اس سلسلہ میں داخل ہوں تو کچھ مدت کے بعد خدا تعالیٰ آپ کیلئے کچھ بندوبست کر دے گا کیونکہ زمین و آسمان دونوں اس کے اختیار میں ہیں۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کھلے کھلے طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قبول کیا اور اپنے مال و دولت اور اقارب کی کچھ بھی پرواہ نہ کی آخر تیس برس کے بعد خدا نے ان کو بادشاہ کر دیا۔ جو شخص مرد [بن کر خدا کی طرف آتا ہے اس پر رحم کیا جاتا ہے گو کچھ دیر کے بعد ہی ہو۔ اور جو شخص مخلوق سے ڈرتا ہے اس کی عزت جناب الٰہی میں نہیں ہوتی کیونکہ وہ شرک پر ہے مخلوق کو خدا کا شریک سمجھتا ہے۔ ایسا شخص ہمیشہ ناقص الدین رہتا ہے۔ مداہنہ سے زندگی بسر کرتا ہے۔ صحبت میں نہیں رہ سکتا۔ ڈرتا ہے کہ کسی کو اطلاع نہ ہو۔ دیکھو طاعون کے دن ہیں۔ غضب الٰہی مشتعل ہے۔ اوّل] حق کو خوب تحقیق کر لو اور پھر اپنی سب عزت اس پر قربان کر دو اور اس کے لئے دکھ اٹھاؤ، گالیاں سنو تا آسمان پر تمہاری عزت ہو اور عقدہ سربستہ کھل جائے۔ ☆

والسلام

غلام احمد

۱۷/ جون ۱۹۰۲ء

☆ اخبار بدر ۱۹/ اپریل ۱۹۰۶ء

یہ حوالہ صفحہ 224 پر درج ہے	مکتوباتِ احمد جلد اوّل، صفحہ 487، طبع جدید از مرزا قادیانی

يدّعون أنهم فاقوا الكل في الفقه والحديث والأدب. و
دعویٰ می کنند کہ از شاں در فقہ و حدیث و ادب از ہمہ فائق تر اند۔ و
نسلوا من كل أنواع الحدب، وليس لهم خبر من حقائق
برہر بلندیٔ کمال دویدہ اند۔ حالانکہ ہیچ خبر از حقیقت ہائے دین ایشاں را
الدين، ولا نظر في حدائق الشرع المتين، وما أُعطيَ لهم قدرة
نیست۔ و نہ نظر بر باغہائے شرع متین است۔ و نہ او شاں را قوت دادہ شد
على أن يكتبوا عبارةً غرّاء، و لا قوّةً ليفترعوا رسالةً عذراء.
کہ عبارتے روشن بنویسند۔ و نہ قوت کہ تا بکارت برند رسالہ دوشیزہ را۔
وما أجد أحدا منهم يعارضني في الإملاء، ويبارزني في تنقيح
و ہیچ کس را از ایشاں نمی بینم کہ بامن در املاء و در تنقیح انشاء باہم معارضہ کند۔
الإنشاء. وقد قلتُ لهم مرارًا إنني أنا المُفلِق الوحيد من
و من بارہا ایشاں را گفتم کہ من از نویسندگان ایں زمانہ ماہر یگانہ ہستم۔
كُتّاب هذه الأوان، والمنفرد بعلم معارف القرآن، ولي غلبة
و یکتا در علم معارف قرآن۔ و مرا بر اولین
على الأواخر والأوائل، ولو جاء ني سَحبانُ وائل كالسائل.☆ ﴿۱۲۲﴾
و آخرین غلبہ است۔ و اگرچہ سحبان وائل مثل سوال کنندہ نزد من بیاید

☆ حاشیہ

كلما قلتُ من كمال بلاغتي في البيان. فهو بعد كتاب الله
ہمہ آنچہ دربارہ بلاغت خود گفتم۔ پس آں بعد کتاب اللہ قرآن شریف
القرآن. وإنه معجزة جليل الشأن عظيم اللمعان قويّ البرهان. و
است۔ و آں معجزہ بزرگ شاں دارد و بزرگ روشنی دارد و زبردست برہان دارد
إنه فاق الكلَّ ببيان لطيف ومعنى شريف، والتزام البروقين
چراکہ او از روئے بیان لطیف و معنی بزرگ برہمہ فوقیت میدارد۔ و ہمچو آں برق کہ

لجۃ النور صفحہ 128 مندرجہ روحانی خزائن جلد 16 صفحہ 464 از مرزا قادیانی | یہ حوالہ صفحہ 225 پر درج ہے

کر دے کہ فرشتوں کا نزول اسی طرح ہوتا ہے کہ وہ اپنے وجود کو آسمان سے خالی کر دیں تو ہم
بحق اس ثبوت کو سنیں گے اور اگر درحقیقت ثبوت ہوگا تو ہم اس کو قبول کر لیں گے۔ جہاں
تک ہمیں معلوم ہے فرشتوں کا وجود ایمانیات میں داخل ہے۔ خدا تعالیٰ کا نزول سماء الدنیا کی
طرف اور فرشتوں کا نزول دونوں ایسی حقیقتیں ہیں جو ہم سمجھ نہیں سکتے۔ ہاں کتاب اللہ سے اتنا
ثابت ہوتا ہے کہ خلق جدید کے طور پر زمین پر فرشتوں کا ظہور ہو جاتا ہے دحیہ کلبی کی شکل میں
جبرئیل کا ظاہر ہونا خلق جدید تھا یا کچھ اور تھا۔ پھر کیا یہ ضرور ہے کہ پہلی خلق کو نابود کر لیں پھر خلق
جدید کے قائل ہوں بلکہ پہلا خلق بجائے خود آسمان پر ثابت اور قائم ہے اور دوسرا خلق
خدا تعالیٰ کی وسیع قدرت کا ایک نتیجہ ہے کیا خدا تعالیٰ کی قدرت سے بعید ہے کہ ایک وجود دو جگہ ﴿۸۲﴾
دو جسموں سے دکھا دے۔ حاشا و کلا ہرگز نہیں۔ الم تعلم ان اللّٰہ علٰی کل شیء قدیر۔

پھر شیخ بطالوی صاحب نے اپنی دانست میں ہماری کتاب تبلیغ کی کچھ غلطیاں
نکالی ہیں اور ہم افسوس سے لکھتے ہیں کہ تعصب کے جوش سے یا نادانی کی وجہ سے صحیح اور
باقاعدہ ترکیبوں اور لفظوں کو بھی غلطی میں داخل کر دیا۔ اگر اس امر کے لئے کوئی خاص مجلس
مقرر ہو تو ہم ان کو سمجھا دیں کہ ایسی شتاب کاری سے کیا کیا ندامتیں اٹھانی پڑتی ہیں۔ قیامت
کی نشانیاں ظاہر ہو گئیں۔ یہ علم اور نام مولوی انّا للّٰہ و انّا الیہ راجعون۔ وہ غلطیاں جو
انہوں نے بڑی جانکاہی سے نکالی ہیں اگر وہ تمام اکٹھی کر کے لکھی جائیں تو دو یا ڈیڑھ سطر
کے قریب ہوں گی اور ان میں اکثر تو سہو کاتب ہیں اور تین ایسی غلطیاں جو بوجہ نہ میسر آنے
نظر ثانی یا طفرہ نظر کے رہ گئی ہیں اور باقی شیخ صاحب کی اپنی عقل کی کوتاہی اور سمجھ کا گھاٹا ہے
جس سے ثابت ہوتا ہے کہ شیخ صاحب نے کبھی لسان عرب کی طرف توجہ نہیں کی۔ بہتر تھا کہ
چپ رہتے اور اور بھی اپنی پردہ دری نہ کراتے۔ ہمیں شوق ہی رہا کہ شیخ صاحب ہماری
کتابوں کے مقابل پر کوئی فصیح بلیغ رسالہ نظم اور نثر میں نکالیں اور ہم سے انعام لیں اور ہم
سے اقرار کرالیں کہ درحقیقت وہ مولوی اور عربی دان ہیں۔

میں کئی دفعہ بیان کر چکا ہوں کہ یہ رسائل جو لکھے گئے ہیں تائید الٰہی سے لکھے گئے ہیں۔

سر الخلافہ صفحہ 101، 102 مندرجہ روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 415، 416 از مرزا قادیانی	یہ حوالہ صفحہ 225 پر درج ہے

مَیں ان کا نام وحی اور الہام تو نہیں رکھتا مگر یہ تو ضرور کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کی خاص اور خارق عادت تائید نے یہ رسالے میرے ہاتھ سے نکلوائے ہیں۔ میں نے کئی مرتبہ شائع کیا کہ اگر شیخ صاحب موصوف جن کی نسبت میرا اعتقاد ہے کہ وہ خذلان میں پڑے ہوئے ہیں اور علم عربیت سے کسی اتفاق سے محروم رہ گئے ہیں مقابلہ کر کے دکھلا دیں تو وہ اس مقابلہ سے میرے ان تمام دعاوی کو نابود کر دیں گے۔ مگر شیخ صاحب کیوں اس طرف متوجہ نہیں ہوتے کونسی مصیبت ہے جو ان کو مانع ہے۔ بس یہی مصیبت ہے کہ وہ لسان عرب سے بے بہرہ اور آج کل خذلان کی حالت میں مبتلا ہیں۔ ان کے لئے ہرگز ممکن نہ ہوگا کہ مقابلہ کر سکیں۔ یہ وہی الہام ہے جو ظہور کر رہا ہے کہ **انّی مهین من اراد اهانتک** یہ وہی محمد حسین ہے جو اس عاجز کی نسبت جا بجا کہتا پھرتا تھا کہ یہ شخص سخت جاہل ہے۔ عربی کیا ایک صیغہ تک اس کو نہیں آتا اور وہ اعلیٰ درجہ کے فاضل جو میرے ساتھ ہیں ان کو کہتا تھا کہ یہ لوگ صرف منشی ہیں۔ پس خدا تعالیٰ کی غیرت نے تقاضا کیا کہ اس کی پردہ دری کرے اور اس کے تکبر کو توڑے اور اس کو دکھلاوے کہ خود پسندی اور عجب کے یہ ثمرات ہیں۔ سو اس سے زیادہ اور کیا اہانت ہوگی کہ جس شخص کو جاہل سمجھتا تھا اور منبر پر چڑھ کر اور مجلسوں میں بیٹھ کر بار بار کہتا تھا کہ زبان عرب سے یہ شخص بالکل ناآشنا ہے اور اجہل ہے اسی کے ہاتھ سے خدا تعالیٰ نے اس کو شرمندہ اور ذلیل کیا۔ اگر یہ نشان نہیں تو چاہیئے تھا کہ محمد حسین اپنے تمام دوستوں سے مدد لیتا اور **نور الحق** اور **کرامات الصادقین** کا جواب لکھتا۔ اس شخص کو بڑے بڑے انعاموں کے وعدے دیئے گئے۔ ہزار لعنت کا ذخیرہ آگے رکھا گیا مگر اس طرف توجہ نہ کی۔ سو یہ نتیجہ مخالفت حق کا ہے **فاتقوا اللّٰہ یا اولی الابصار**۔ ﴿۸۳﴾

اور یاد رہے کہ یہ عذر شیخ صاحب موصوف کا کہ نور الحق میں پادری بھی مخاطب ہیں اس لئے رسالہ بالمقابل لکھنے سے پہلوتہی کیا گیا نہایت مکارانہ عذر ہے۔ گویا ایک بہانہ ڈھونڈھا ہے کہ کسی طرح جان بچ جائے لیکن دانا سمجھتے ہیں کہ یہ بہانہ نہایت کچا اور فضول اور ایک

سر الخلافہ صفحہ 101، 102 مندرجہ روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 415، 416 از مرزا قادیانی | یہ حوالہ صفحہ 225 پر درج ہے

﴿۱۷۶﴾ جهلاتهم في الجرائد، وكادوا كالصائد، وجاءوا بزُورٍ مبين. ولما رأيت

در اخبارہا شائع کردند۔ وہمچو شکاریان مکرہا نمودند۔ و دروغے صریح آوردند۔ پس ہرگاہ کہ دیدم

أنهم أخلَوا كِنانتهم، وقضوا من المفتريات لُبانتهم، أشعتُ ما أشعت

کہ اوشان تیردان خودہا خالی نمودند۔ و از مفتریات حاجت روائی خود کردند۔ شائع کردم

كما هو فرض الصادقين، فأعرضوا عن نِضالي، وفرّوا مِن عَسّالي،

آنچہ شائع کردم چنانچہ فرض صادقین است۔ پس از مقابلہ من کنارہ جو شدند۔ واز نیزہ من بگریختند

ووارَوا وجوههم كالكاذبين.

وروہائے خودرا ہمچو کاذبان پوشانیدند۔

أيها الناس! ارقعوا على ظَلْعِكم ولا تظلموا، وانتهوا ولا تفرطوا،

اے مردمان برجانہائے خود نمی کنید وظلم مکنید۔ و باز ایستید و کار را بافراط

واحذروا ولا تجترؤوا، واذكروا الموت ولا تغفلوا، واذكروا آباءكم الغابرين.

مرسانید۔ وبترسید و دلیری مکنید ومرگ خود را یاد کنید و غافل مباشید۔ و پدران خود را کہ گذشتہ اند یاد کنید

أتظنون أنكم تُتركون في الدنيا ولذّاتها، ولا تُقادون إلى الحاقة ومُجازاتها،

آیا گمان می کنید کہ شما دردنیا ولذات آن گزاشتہ خواہید شد۔ وسوئے قیامت وپاداش آن کشیدہ نخواہید شد

ولا تُساقون إلى مالك يوم الدين؟ ما لكم لا تنتهجون مهجة الاهتداء،

وسوئے مالک یوم جزاء ہمچو گرفتاران روانہ نخواہید شد۔ چہ سبب است کہ راہ راست را نمی گیرید۔

ولا تعالجون داء الاعتداء، وتمرّون بالحقّ محقّرين؟

وبیماری تجاوز از حد را علاج نمی کنید۔ وبرحق چون میگزرید بہ تحقیرے گزرید۔

اعلموا أن فضل الله معي، وأن روح الله ينطق في نفسي،

بدانید کہ فضل خدا بامن است۔ و روح خدا در من سخن ہا مے کند۔

انجام آتھم صفحہ 176 مندرجہ روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 176 از مرزا قادیانی | یہ حوالہ صفحہ 225 پر درج ہے

خیال کرتا ہوں۔ کیونکہ یہ امر لَا یَمَسُّہٗۤ اِلَّا الۡمُطَھَّرُوۡنَ[1] پر موقوف ہے پھر مَیں اُن کا حکم ہونا کس وجہ سے منظور کروں ہاں اگر چند منتخب مولوی ان میں سے بطور طالبِ حق قادیان میں آجاویں تو مَیں زبانی ان کو تبلیغ کر سکتا ہوں ورنہ خدا کا کام چل رہا ہے کوئی مخالف اِس کو روک نہیں سکتا مخالف سے فتویٰ لینا کیا معنے رکھتا ہے ہاں البتہ ہم حافظ صاحب کے اس اشتہار سے ندوہ کے لئے ایک موقع تبلیغ کا نکالتے ہیں حافظ صاحب یاد رکھیں کہ جو کچھ رسالہ قطع الوتین میں جھوٹے مدعیان نبوّت کی نسبت بے سروپا حکایتیں لکھی گئی ہیں وہ حکایتیں اُس وقت تک ایک ذرہ قابلِ اعتبار نہیں جب تک یہ ثابت نہ ہو کہ مفتری لوگوں نے اپنے اس دعویٰ پر اصرار کیا اور توبہ نہ کی اور یہ اصرار کیونکر ثابت ہو سکتا ہے جب تک اُسی زمانہ کی کسی تحریر کے ذریعہ سے یہ امر ثابت نہ ہو کہ وہ لوگ اسی افترا اور جھوٹے دعویٰ نبوّت پر مرے اور اُن کا کسی اُس وقت کے مولوی نے جنازہ نہ پڑھا اور نہ وہ قبرستان مسلمانوں میں دفن کئے گئے اور ایسا ہی یہ حکایتیں ہرگز ثابت نہیں ہو سکتیں جب تک یہ ثابت نہ ہو کہ ان کی تمام عمر کے مفتریات جن کو انہوں نے بطور افترا خدا کا کلام قرار دیا تھا وہ اب کہاں ہیں اور ایسی کتاب ان کی وحی کی کس کس کے پاس ہے تا اس کتاب کو دیکھا جائے کہ کیا کبھی اُنہوں نے کسی قطعی یقینی وحی کا دعویٰ کیا اور اس بناء پر اپنے تئیں ظلّی طور پر یا اصلی طور پر نبی اللہ ٹھہرایا ہے اور اپنی وحی کو دوسرے انبیاء علیہم السلام کی وحی کے مقابل پر منجانب اللہ ہونے میں برابر سمجھا ہے تا تَقَوَّلَ کے معنے اس پر صادق آویں۔ حافظ صاحب کو معلوم نہیں کہ تَقَوَّلَ کا حکم قطع اور یقین کے متعلق ہے پس جیسا کہ مَیں نے بار بار بیان کر دیا ہے کہ یہ کلام جو مَیں سُناتا ہوں یہ قطعی اور یقینی طور پر خدا کا کلام ہے جیسا کہ قرآن اور توریت خدا کا کلام ہے اور میں خدا کا ظلی اور بروزی طور پر نبی ہوں اور ہر ایک مسلمان کو دینی امور میں میری اطاعت واجب ہے اور مسیح موعود ماننا واجب ہے اور ہر ایک جس کو میری تبلیغ پہنچ گئی ہے گو وہ مسلمان ہے مگر مجھے اپنا حَکم نہیں ٹھہراتا اور نہ مجھے مسیح موعود مانتا ہے اور نہ میری وحی کو خدا کی طرف سے جانتا ہے وہ آسمان پر قابلِ مواخذہ ہے کیونکہ جس امر کو اُس نے اپنے وقت پر قبول کرنا تھا اُس کو ردّ کر دیا مَیں صرف

[4]

[1] الواقعۃ: ۸۰

کشتی نوح صفحہ 7 مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 95 از مرزا قادیانی | یہ حوالہ صفحہ 226 پر درج ہے

حوالہ نمبر 191

اس وقت قلم کی ضرورت ہے

اس وقت جو ضرورت ہے وہ یقیناً سیف کی نہیں بلکہ قلم کی ہے ہمارے مخالفین نے اسلام پر جو شبہات وارد کیے ہیں اور مختلف سائنسوں اور مکاید کی رو سے اللہ تعالیٰ کے سچے مذہب پر حملہ کرنا چاہا ہے۔ اس نے مجھے متوجہ کیا ہے کہ میں قلمی اسلحہ پہن کر اس سائنس اور علمی ترقی کے میدان کارزار میں اتروں اور اسلام کی روحانی شجاعت اور باطنی قوت کا کرشمہ بھی دکھلاؤں۔ میں کب اس میدان کے قابل ہو سکتا تھا یہ تو صرف اللہ تعالیٰ کا فضل ہے اور اس کی بے حد عنایت ہے کہ وہ چاہتا ہے کہ میرے جیسے عاجز انسان کے ہاتھ سے اس کے دین کی عزت ظاہر ہو۔ میں نے ایک وقت ان اعتراضات اور حملات کو شمار کیا تھا جو اسلام پر ہمارے مخالفین نے کیے ہیں تو ان کی تعداد میرے خیال اور اندازہ میں تین ہزار ہوئی تھی اور میں سمجھتا ہوں کہ اب تو تعداد اور بھی بڑھ گئی ہوگی۔ کوئی یہ نہ سمجھے کہ اسلام کی بنا ایسی کمزور باتوں پر ہے کہ اس پر تین ہزار اعتراض وارد ہو سکتا ہے۔ نہیں ایسا ہرگز نہیں ہے۔ یہ اعتراضات تو کوتاہ اندیشوں اور نادانوں کی نظر میں اعتراض ہیں۔ مگر میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں کہ میں نے جہاں ان اعتراضات کو شمار کیا، وہاں یہ بھی غور کیا ہے کہ ان اعتراضات کی تہہ میں دراصل بہت ہی نادر صداقتیں موجود ہیں۔ جو عدم بصیرت کی وجہ سے معترضین کو دکھائی نہیں دیں اور درحقیقت یہ خدا تعالیٰ کی حکمت ہے کہ جہاں نابینا معترض آکر اٹکا ہے وہیں حقائق و معارف کا مخفی خزانہ رکھا ہے۔

مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کی غرض

اور خدا تعالیٰ نے مجھے مبعوث فرمایا کہ میں ان خزائن مدفونہ کو دنیا پر ظاہر کروں اور ناپاک اعتراضات کا کیچڑ جو ان درخشاں جواہرات پر تھوپا گیا ہے اس سے ان کو پاک صاف کروں۔ خدا تعالیٰ کی غیرت اس وقت بڑی جوش میں ہے کہ قرآن شریف کی عزت کو ہر ایک خبیث دشمن کے داغ اعتراض سے منزہ و مقدس کرے۔

الغرض ایسی صورت میں کہ مخالفین قلم سے ہم پر وار کرنا چاہتے ہیں اور کرتے ہیں۔ کس قدر بیوقوفی ہوگی کہ ہم ان سے لٹھم لٹھا ہونے کو تیار ہو جائیں۔ میں تمہیں کھول کر بتاتا ہوں کہ ایسی صورت میں اگر کوئی اسلام کا نام لیکر جنگ و جدال کا طریق جواب میں اختیار کرے۔ تو وہ اسلام کا بدنام کرنے والا ہوگا۔ اور اسلام کا کبھی ایسا منشاء نہ تھا کہ بے مطلب اور بلا ضرورت تلوار اٹھائی جائے۔ اب لڑائیوں کی اغراض جیسا کہ میں نے کہا ہے فنی شکل میں آکر دینی نہیں رہیں۔ بلکہ دنیوی اغراض ان کا موضوع ہو گیا ہے۔ پس کس قدر ظلم ہوگا کہ اعتراض کرنے والوں کو جواب دینے کی بجائے تلوار دکھائی جائے۔ اب زمانہ کے ساتھ حرب کا پہلو بدل گیا ہے۔ اس لیے ضرورت ہے کہ سب سے پہلے اپنے دل اور دماغ سے کام لیں اور نفوس کا تزکیہ کریں۔ راستبازی اور تقویٰ سے خدا تعالیٰ سے امداد اور فتح چاہیں۔ یہ خدا تعالیٰ کا ایک اٹل قانون اور مستحکم اصول ہے اور اگر مسلمان صرف قیل و قال اور باتوں سے مقابلہ میں کامیابی اور فتح پانا چاہیں۔ تو یہ ممکن نہیں۔ اللہ تعالیٰ لاف و گزاف اور لفظوں کو نہیں چاہتا۔ وہ تو حقیقی تقویٰ کو چاہتا اور سچی طہارت کو پسند

ملفوظات جلد اوّل صفحہ 38 طبع جدید، از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 226 پر درج ہے

اُس کے آتے آتے دیں کا ہوگیا قصہ تمام ‏ کیا وہ تب آئے گا جب دیکھے گا اس دیں کا مزار

کشتیٔ اسلام بے لطفِ خدا اب غرق ہے ‏ اے جنوں کچھ کام کر بیکار ہیں عقلوں کے وار

مجھ کو دے اک فوق عادت اے خدا جوش و تپش ‏ جس سے ہو جاؤں میں غم میں دیں کے اِک دیوانہ وار

وہ لگا دے آگ میرے دل میں ملّت کے لئے ‏ شعلے پہنچیں جس کے ہر دم آسماں تک بیشمار

اے خدا تیرے لئے ہر ذرّہ ہو میرا فدا ‏ مجھ کو دکھلا دے بہارِ دیں کہ مَیں ہوں اشکبار ﴾۱۱۷﴿

خاکساری کو ہماری دیکھ اے دانائے راز ‏ کام تیرا کام ہے ہم ہوگئے اب بیقرار

اِک کرم کر پھیر دے لوگوں کو فرقاں کی طرف ‏ نیز دے توفیق تا وہ کچھ کریں سوچ اور بچار

ایک فرقاں ہے جو شک اور ریب سے وہ پاک ہے ‏ بعد اس کے ظنِ غالب کو ہیں کرتے اختیار

پھر یہ نقلیں بھی اگر میری طرف سے پیش ہوں ‏ تنگ ہو جائے مخالف پر مجالِ کار زار

باغ مرجھایا ہوا تھا گر گئے تھے سب ثمر ‏ میں خدا کا فضل لایا پھر ہوئے پیدا ثمار

مرہمِ عیسیٰ نے دی تھی محض عیسیٰ کو شفا ‏ میری مرہم سے شفا پائے گا ہر ملک و دیار

جھانکتے تھے نور کو وہ روزنِ دیوار سے ‏ لیک جب در کھل گئے پھر ہوگئے شپّر شعار

وہ خزائن جو ہزاروں سال سے مدفون تھے ‏ اب مَیں دیتا ہوں اگر کوئی ملے امیدوار

پر ہوئے دیں کے لئے یہ لوگ مارِ آستیں ‏ دشمنوں کو خوش کیا اور ہوگیا آزردہ یار

[illegible] یہ الہام کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ تک حضرت آدمؑ سے اسی قدر مدت بحساب قمری گذری تھی جو اِس سورۃ کے حروف کی تعداد سے بحساب ابجد معلوم ہوتی ہے۔ اور اس کے رو سے حضرت آدمؑ سے اب ساتواں ہزار بحساب قمری ہے جو دنیا کے خاتمہ پر دلالت کرتا ہے اور یہ حساب جو سورۃ والعصر کے حروف کے اعداد کے نکالنے سے معلوم ہوتا ہے۔ یہود و نصاریٰ کے حساب سے قریباً تمام و کمال ملتا ہے صرف قمری اور شمسی حساب کو ملحوظ رکھ لینا چاہیے۔ اور ان کی کتابوں سے پایا جاتا ہے جو مسیح موعود کا چھٹے ہزار میں آنا ضروری ہے اور کئی برس ہوگئے کہ چھٹا ہزار گزر گیا۔ منہ

براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ 117 مندرجہ روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 147، از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 226 پر درج ہے

کے واسطے نبی کی ایسی ہی اطاعت لازم ہے جیسی کہ عورت کو مرد کی اطاعت کا حکم ہے۔ اسی واسطے ہماری رؤیا میں عبداللہ نے کہا کہ میری بیوی بیمار ہے۔

ایک رؤیا کی تعبیر عبداللہ نبی کا نام ہے۔ قرآن شریف میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام عبداللہ آیا ہے۔ مٹھن سے مراد وہ لذت اور راحت صحت کی ہے جو بیماری کی تلخی کے بعد نصیب ہوتی ہے۔ مقبول سے مراد ہے کہ دُعا قبول ہوگئی۔ یہ سب گھر سے استعارات ہیں اور تمثلات ہیں۔ جبتک آسمان پر نہ ہو زمین پر کچھ ہو نہیں سکتا۔ مولوی صاحب کا اس بیماری سے صحت پانا ایک بڑا معجزہ ہے۔

مطالعہ کتب کی تلقین سب دوستوں کے واسطے ضروری ہے کہ ہماری کتب کم از کم ایک دفعہ ضرور پڑھ لیا کریں، کیونکہ علم ایک طاقت ہے اور طاقت سے شجاعت پیدا ہوتی ہے۔ جس کو علم نہیں ہوتا مخالف کے سوال کے آگے حیران ہو جاتا ہے

مولوی محمد حسین بٹالوی کے متعلق ایک رؤیا مولوی محمد حسین بٹالوی کا ذکر تھا۔ ایک دوست نے عرض کی کہ کہیں مرنے کے وقت توبہ کرے گا۔ فرمایا:

اللہ تعالیٰ ہر شے پر غالب ہے۔ ایک وہ زمانہ تھا کہ ہماری جُوتیاں جھاڑ کر آگے رکھتا تھا۔ ہم کو وضو کرانا ایک بڑا ثواب جانتا تھا۔ براہین کا ریویو اس نے خود بخود لکھا۔ ہماری درخواست نہ تھی تعجب نہیں کہ وہ کسی وقت پہلی حالت پر پھر لوٹ آئے جیسا کہ ہم رؤیا میں دیکھ چکے ہیں۔ بعض خوابیں مدت کے بعد پُوری ہوتی ہیں۔ یہ رؤیا چھپ چکا ہے۔ جس میں مَیں نے دیکھا تھا کہ وہ ایک چھوٹا لڑکا ہے۔ ننگا۔ رنگ سیاہ اور بد شکل ہے۔ مَیں نے اس کو اشارہ سے بُلایا۔ تب وہ آیا۔ اور میرے گلے لگا اور پورے قد کا ہوگیا اور اس پر لباس بھی ہے اور رنگ سفید ہے۔ تب مَیں نے کہا کہ آپ کا ہمارا اس قدر مقابلہ رہا ممکن ہے کہ قلم سے یا زبان سے کوئی سخت لفظ نکل گیا ہو تم بخش دو۔ اس نے کہا اچھا میں نے بخشا۔ تب مَیں نے کہا کہ تم نے جو ایذا ہم کو دی تھی وہ بھی ہم نے بخش دی۔ تب ہم نے اس کی دعوت کی جس کو اس نے کچھ تردد کے بعد قبول کیا اور ایک شخص جان کندن میں ہے۔ تب مَیں نے کہا کہ یہ مقدر تھا کہ جس دن

آگ کو ٹھنڈا کر دینے کی خاصیت اسکے اندر قائم رہے گی۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ یہ ایک نہایت ہی لطیف نکتہ ہے جسے نہ سمجھنے کی وجہ سے عیسائی اور ہندو مذہب تباہ ہو گئے اور لاکھوں مسلمان کہلانے والے انسان بھی مایوسی کا شکار ہو گئے۔

(۴۰۶) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ مولوی شیر علی صاحب نے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زبان مبارک پر بعض فقرے کثرت کے ساتھ رہتے تھے مثلاً آپ اپنی گفتگو میں اکثر فرمایا کرتے تھے دست در کار دل با یار۔ خدا داری چہ غم داری۔ الاعمال بالنیات۔ انا عند ظن عبدی بی۔ آنچناں شیقل زو ندکا آئینہ نماند۔ گر حفظ مراتب نہ کنی زندیقی۔ مالا یدرک کلہ لا یترک کلہ الطریقۃ کلھا ادب ادب تاجیست از لطف الٰہی۔ بنہ بر سر برو ہر جاکہ خواہی۔

(۴۰۷) بسم اللہ الرحمٰن۔ مولوی شیر علی صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت صاحب فرمایا کرتے تھے کہ ہماری جماعت کے آدمیوں کو چاہیے کہ کم از کم تین دفعہ ہماری کتابوں کا مطالعہ کریں اور فرماتے تھے کہ جو ہماری کتب کا مطالعہ نہیں کرتا۔ اسکے ایمان کے متعلق مجھے شبہ ہے۔

(۴۰۸) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں ایک بچہ نے گھر میں ایک چھپکلی ماری اور پھر اسے مذاقاً مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم کی چھوٹی اہلیہ پر پھینک دیا جس پر اُن کے ڈر کے مارے چیخیں نکل گئیں اور چونکہ مسجد کے قریب تھا ان کی آواز مسجد میں بھی سنائی دی۔ مولوی عبدالکریم صاحب جب گھر آئے تو انہوں نے غیرت کے جوش میں اپنی بیوی کو بہت کچھ سخت سست کہا حتیٰ کہ ان کی غصہ کی آواز حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نیچے اپنے مکان میں بھی سن لی۔ چنانچہ اس واقعہ کے متعلق اسی شب حضرت صاحب کو یہ الہام ہوا کہ "یہ طریق اچھا نہیں۔ اس سے روک دیا جائے مسلمانوں کے لیڈر عبدالکریم کو" لطیفہ یہ ہوا کہ صبح مولوی صاحب مرحوم تو اپنی اس بات پر شرمندہ تھے۔ اور لوگ انہیں مبارکبادیں دے رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کا نام مسلمانوں کا لیڈر رکھا ہے۔

(۴۰۹) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ مولوی شیر علی صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک شہادت کے لیے ملتان تشریف لے گئے تو رستہ میں

یہ حوالہ صفحہ 227 پر درج ہے	سیرت المہدی جلد دوم صفحہ 78 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی

قابل اعتراض ٹھہریگا۔ ایسا ہی اُدباء کو یہ اتفاق بھی پیش آجاتا ہے کہ گو بیس[۲] شخص ایک مضمون کے ہی لکھنے والے ہوں جو بیش[۱] ہی ادیب اور بلیغ ہوں مگر بعض صورتوں کے ادائے بیان میں ایک ہی الفاظ اور ترکیب کے فقرہ پر اُن کا توارد ہو جائیگا اور یہ باتیں ادباء کے نزدیک مسلمات میں سے ہیں جن میں کسی کو کلام نہیں۔ اور اگر غور کرکے دیکھو تو ہر ایک زبان کا یہی حال ہے اگر اُردو میں بھی مثلاً ایک فصیح شخص تقریر کرتا ہے اور اُس میں کہیں مثالیں لاتا ہے کہیں دلچسپ فقرے بیان کرتا ہے تو دُوسرا فصیح بھی اُسی رنگ میں کہدیتا ہے اور بجز ایک پاگل آدمی کے کوئی خیال نہیں کرتا کہ یہ سرقہ ہے انسان تو انسان خدا کے کلام میں بھی یہی پایا جاتا ہے۔ اگر بعض پُر فصاحت فقرے اور مثالیں جو قرآن شریف میں موجود ہیں شعرائے جاہلیت کے قصائد میں دیکھی جائیں تو ایک لمبی فہرست طیار ہوگی اور ان امور کو محققین نے جائے اعتراض نہیں سمجھا بلکہ اسی غرض سے ائمہ راشدین نے جاہلیت کے ہزارہا اشعار کو حفظ کر رکھا تھا اور قرآن شریف کی بلاغت فصاحت کے لئے انکو بطور سند لاتے تھے۔

یہ بات بھی اس جگہ بیان کر دینے کے لائق ہے کہ میں خاص طور پر خدا تعالیٰ کی اعجاز نمائی کو انشاء پردازی کے وقت بھی اپنی نسبت دیکھتا ہوں کیونکہ جب میں عربی میں یا اُردو میں کوئی عبارت لکھتا ہوں تو میں محسوس کرتا ہوں کہ کوئی اندر سے مجھے تعلیم دے رہا ہے اور ہمیشہ میری تحریر گو عربی ہو یا اُردو یا فارسی دو حصہ پر منقسم ہوتی ہے (۱) ایک تو یہ کہ بڑی سہولت سے سلسلہ الفاظ اور معانی کا میرے سامنے آتا جاتا ہے اور میں اُسکو لکھتا جاتا ہوں اور گو اُس تحریر میں مجھے کوئی مشقت اُٹھانی نہیں پڑتی مگر دراصل وہ سلسلہ میری دماغی طاقت سے کچھ زیادہ نہیں ہوتا یعنی الفاظ اور معانی ایسے ہوتے ہیں کہ اگر خدا تعالیٰ کی ایک خاص رنگ میں تائید نہ ہوتی تب بھی اسکے فضل کے ساتھ ممکن تھا کہ اسکی معمولی تائید کی برکت سے جو لازمہ فطرت خواص انسانی ہے کسی قدر مشقت اُٹھا کر اور بہت سا وقت لیکر اُن مضامین کو میں لکھ سکتا۔ واللّٰہ اعلم۔ (۲) دُوسرا حصہ میری تحریر کا محض خارق عادت کے طور پر ہے[۱] اور وہ یہ ہے کہ جب میں مثلاً ایک عربی عبارت

[۱] جیسا کہ بارہا بعض امراض کے علاج کیلئے مجھے بعض ادویہ بذریعہ وحی معلوم ہوئی ہیں قطع نظر اس سے کہ وہ پہلے مجھ سے جالینوس کی کتاب میں لکھی گئی ہیں یا بقراط کی کتاب میں۔ ایسا ہی میری انشاء پردازی کا حال ہے۔ جو عبارتیں تائید کے طور پر مجھے خدا تعالیٰ سے معلوم ہوتی ہیں مجھے اُن میں کچھ بھی پروا نہیں کہ وہ کسی اور کتاب میں ہونگی بلکہ وہ میرے لئے اور ہر ایک کے لئے جو میرے حال سے ۹۴

۹۴ وقت جو معجزہ ہے اور اگر کسی کے نزدیک معجزہ نہ ہو تو اسپر پانی پینا حرام ہے جبتک بالمواجہ بیٹھ کر پابندی شرائط مشتہرہ مقابلہ نہ کرے۔ منہ

یہ حوالہ صفحہ 227 پر درج ہے	نزول المسیح صفحہ 56 مندرجہ روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 434 از مرزا قادیانی

شایع ہونے کے باعث سے کم فہم لوگوں کے لیے بڑی بڑی دقتیں پیش آگئی ہیں۔ سوفسطائی تقریروں نے نوآموزوں کی طبائع میں طرح طرح کی پیچیدگیاں پیدا کر دی ہیں۔ جو امور نہایت معقولیت میں تھے وہ ان کی آنکھوں سے چھپ گئے ہیں۔ جو باتیں بغایت درجہ نامعقول ہیں ان کو وہ اعلیٰ درجہ کی صداقتیں سمجھ رہے ہیں۔ وہ حرکات جو نشار انسانیت سے مغایر ہیں ان کو وہ تہذیب خیال کئے بیٹھے ہیں۔ اور جو حقیقی تہذیب ہے اس کو وہ نظر استخفاف و استحقار سے دیکھتے ہیں۔ پس ایسے وقت میں اور ان لوگوں کے علاج کے لیے جو اپنے ہی گھر میں محقق بن بیٹھے ہیں اور اپنے ہی منہ سے میاں مٹھو کہلاتے ہیں۔ ہم نے کتاب براہین احمدیہ کو جو تین سو براہین قطعیہ عقلیہ پر مشتمل ہے بغرض اثبات حقانیت قرآن شریف جس سے یہ لوگ بکمال نخوت منہ پھیر رہے ہیں، تالیف کیا ہے۔ کیونکہ یہ بات اجلی بدیہات ہے جو سرگشتہ عقل کو عقل ہی سے تسلی ہو سکتی ہے اور جو عقل کا رہزدہ ہے وہ عقل ہی کے ذریعہ سے راہ پر آسکتا ہے۔

اب ہر یک مومن کے لیے خیال کرنے کا مقام ہے کہ جس کتاب کے ذریعہ سے تین سو دلائل عقلی حقیت قرآن شریف پر شائع ہو گئیں اور تمام مخالفین کے شبہات کو دفع اور دُور کیا جاتے گا۔ وہ کتاب کیسا کچھ بندگان خدا کو فائدہ پہنچائے گی اور کیسا فروغ اور جاہ و جلال اسلام کا اس کی اشاعت سے چمکے گا۔ ایسے ضروری امر کی اعانت سے وہی لوگ لاپروا رہتے ہیں، جو حالت موجودہ زمانہ پر نظر نہیں ڈالتے اور مفاسد منتشرہ کو نہیں دیکھتے اور عواقب امور کو نہیں سوچتے یا وہ لوگ کہ جن کو دین سے کچھ غرض ہی نہیں اور خدا اور رسول سے کچھ محبت ہی نہیں۔ اے عزیزو!! اس پُر آشوب زمانہ میں دین اسی سے برپا رہ سکتا ہے۔ جو بمقابلہ زور طوفان گمراہی کے دین کی سچائی کا زور بھی دکھایا جاوے۔ اور ان بیرونی حملوں کے جو چاروں طرف سے ہو رہے ہیں حقانیت کی قوی طاقت سے مدافعت کی جاتے۔ یہ سخت تاریکی جو چہرہ زمانہ پر چھا گئی ہے۔ یہ تب ہی دُور ہو گی کہ جب دین کی حقیت کے براہین دنیا میں بکثرت چمکیں اور اس کی صداقت کی شعاعیں چاروں طرف سے چھوٹتی نظر آویں۔ اس پراگندہ وقت میں وہی مناظرہ کی کتاب روحانی جمعیت بخش سکتی ہے کہ جو بذریعہ تحقیق عمیق کے اصل ماہیت کے باریک دقیقہ کی تہ کو کھولتی ہو۔ اور اس حقیقت کے اصل قرارگاہ تک پہنچاتی ہو کہ جس کے جاننے پر دلوں کی تشفی موقوف ہے۔

اے بزرگو!! اب یہ وہ زمانہ آگیا ہے کہ جو شخص بغیر اعلیٰ درجہ کے عقلی ثبوتوں کے اپنے دین کی خیر منانی چاہے تو یہ خیال محال اور طمع خام ہے۔ تم آپ ہی نظر اُٹھا کر دیکھو جو کیسی طبیعتیں خود رائی اختیار کرتی جاتی ہیں اور کیسے خیالات بگڑتے جاتے ہیں۔ اس زمانہ کی ترقی علوم عقلیہ نے یہی الٹا اثر کیا ہے۔ حال کے تعلیم یافتہ لوگوں کی طبائع میں ایک عجب طرح کی آزاد منشی بڑھتی جاتی ہے۔ اور وہ سعادت جو سادگی اور غربت اور صفا باطنی میں ہے وہ ان کے مغرور دلوں سے بالکل جاتی رہی ہے اور جن جن خیالات کو وہ سیکھتے ہیں۔ وہ اکثر ایسے ہیں کہ جن سے ایک

حوالہ نمبر 196

والا سچے کی زندگی میں ہی ہلاک ہوا کرتا ہے۔ ایسے ہی ہمارے مخالف بھی ہمارے مرنے کے بعد زندہ رہیں گے اور مخالفوں کے وجود کا قیامت تک ہونا ضروری ہے جیسے وَجَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ (آل عمران : ۵۶) سے ظاہر ہے۔

ہم تو ایسی باتیں سن کر حیران ہوتے ہیں۔ دیکھو ہماری باتوں کو کیسے الٹ پلٹ کر پیش کیا جاتا ہے اور تحریف کرنے میں وہ کمال حاصل کیا ہے کہ یہودیوں کے بھی کان کاٹ دیئے ہیں۔ کیا یہ کسی نبی، ولی، قطب، غوث کے زمانہ میں ہوا کہ اس کے سب اعداء مر گئے ہوں؛ بلکہ کافر منافق باقی رہ ہی گئے تھے۔ ہاں اتنی بات صحیح ہے کہ سچے کے ساتھ جو جھوٹے مباہلہ کرتے ہیں تو وہ سچے کی زندگی میں ہی ہلاک ہوتے ہیں جیسے کہ ہمارے ساتھ مباہلہ کرنیوالوں کا حال ہو رہا ہے۔

جماعت کو خود سوچ کر عام سوالوں کا جواب دینا چاہیئے

مجھے تو اپنی جماعت پر افسوس ہوتا ہے کہ کیا ان میں اتنی عقل بھی نہیں۔ کہ ایسے اعتراض کرنے والے سے پوچھیں کہ یہ ہم نے کہاں لکھا ہے کہ بغیر مباہلہ کرنے کے ہی جھوٹے سچے کی زندگی میں تباہ اور ہلاک ہو جاتے ہیں۔ وہ جگہ تو نکالو جہاں یہ لکھا ہے ہماری جماعت کو چاہیئے کہ عقل میں فہم میں ہر طرح سے ترقی کریں اور ایسی باتوں کا خود سوچ کر جواب دیا کریں اور اپنی ایمانی روشنی سے ان باتوں کو حل کیا کریں۔ مگر دنیا داری کے دھندوں میں مت ماری جاتی ہے۔ اتنا نہیں کر سکتے کہ معترض سے ہماری کتاب کی وہ جگہ ہی پوچھیں جہاں یہ لکھا ہے کہ سچے کی زندگی میں سب جھوٹے مر جاتے ہیں۔ بلکہ جھوٹے تو قیامت تک رہیں گے۔

مبلغین کیلئے حضرت اقدس کی کتب کے مطالعہ کی اہمیت

فرمایا:۔ اس تحریک سے مجھے یہ بھی یاد آ گیا ہے کہ وہ لوگ جو اشاعت اور تبلیغ کے واسطے باہر جاویں۔ وہ ایسے نہ ہوں کہ الٹ پلٹ کر ہماری باتوں کو کچھ اور کا اور ہی بناتے رہیں اور بات تو کچھ اور ہو اور سمجھانے کچھ اور لگ جاویں۔ دوسروں کو تو ہمارے دعویٰ سے آگاہ کریں اور خود ہماری کتابوں کو کبھی پڑھا بھی نہ ہو۔ اس طرح سے ہی تحریف ہوا کرتی ہے۔ ایسے وقتوں میں صرف زبانی فیصلہ نہیں ہونا چاہیئے بلکہ تحریر پیش کرنی چاہیئے۔

ہم پر الزام لگائے جاتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور امام حسینؓ کی توہین کی جاتی ہے حالانکہ ہم ان کو راستباز اور متقی سمجھتے ہیں۔ اعتراض کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بہت بے عزتی کی جاتی ہے اور ان کو گالی دی جاتی ہے حالانکہ ہم ان کو ایک اولوالعزم نبی اور خدا تعالیٰ کا راستباز زندہ سمجھتے ہیں۔ ہاں اگر مسیح کا مر جانا

ملفوظات جلد پنجم صفحہ 328 طبع جدید از مرزا قادیانی | یہ حوالہ صفحہ 301 پر درج ہے

ملفوظات

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

★ (۳۱؍ اگست ۱۸۹۹ء کو جناب بابو غلام مصطفیٰ صاحب میونسپل کمشنر وزیر آباد‘ قادیان دارالامان آئے تھے اس تقریب پر حضرت حجۃ اللہ علی الارض علیہ السلام نے بطور تبلیغ مندرجہ ذیل تقریر فرمائی۔ جو الحکم کی اس اور اگلی اشاعتوں میں درج ہوئی ہے۔ وباللہ التوفیق وھو خیر الرفیق۔ ایڈیٹر)

نئی بات سُنتے ہی اس کی مخالفت نہ کریں

اصل بات یہ ہے کہ جب تک انسان کسی بات کو خالی الذہن ہو کر نہیں سوچتا اور تمام پہلوؤں پر توجہ نہیں کرتا اور غور سے نہیں سنتا اس وقت تک پرانے خیالات نہیں چھوڑ سکتا اس لئے جب آدمی کسی نئی بات کو سنے تو اسے یہ نہیں چاہئے کہ سنتے ہی اسکی مخالفت کے لئے تیار ہو جاوے بلکہ اس کا فرض ہے کہ اس کے سارے پہلوؤں پر پورا فکر کرے اور انصاف اور دیانت اور سب سے بڑھ کر خدا تعالیٰ کے خوف کو مدنظر رکھ کر تنہائی میں اس پر سوچے۔ میں جو کچھ اس وقت کہنا چاہتا ہوں وہ کوئی معمولی اور سرسری نگاہ سے دیکھنے کے قابل بات نہیں بلکہ بہت بڑی اور عظیم الشان بات ہے میری اپنی بنائی ہوئی نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کی بات ہے اس لئے جو اس کی تکذیب کے لئے جرات اور دلیری کرتا ہے وہ میری تکذیب نہیں کرتا بلکہ اللہ تعالیٰ کی آیات کی تکذیب کرتا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب پر دلیر ہوتا ہے مجھے اس کی تکذیب سے کوئی رنج نہیں ہو سکتا البتہ اس پر رحم ضرور آتا ہے کہ نادان اپنی نادانی سے خدا تعالیٰ کے غضب کو بھڑکاتا ہے۔

ہر صدی کے سر پر مجدد کا ظہور

یہ بات مسلمانوں میں ہر شخص جانتا ہے اور غالباً کسی کو بھی اس سے بے خبری نہ ہوگی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر صدی کے سر پر ایک مجدد کو بھیجتا ہے

★ یہاں سے سابقہ ایڈیشن کی جلد چہارم شروع ہوتی ہے۔

ملفوظات جلد دوم صفحہ 355 طبع جدید، از مرزا قادیانی | یہ حوالہ صفحہ 301 پر درج ہے

حوالہ نمبر 199

حافظ صاحب نے فی الفور بلا تامل منظور کیا کہ میں اس بارہ میں مباہلہ کروں گا۔ کیونکہ میرا یقین ہے کہ یہ تینوں مسلمان ہیں۔ تب اسی بات پر حافظ صاحب نے عبدالحق سے مباہلہ کیا۔ اور گواہان مباہلہ منشی محمد یعقوب اور میاں نبی بخش صاحب اور میاں عبدالہادی صاحب اور میاں عبدالرحمٰن صاحب عمرپوری قرار پائے اور جب حسب دستور مباہلہ فریقین اپنے اپنے نفس پر لعنتیں ڈال چکے اور اپنے مُنہ سے کہہ چکے کہ یا الٰہی اگر ہم اپنے بیان میں سچائی پر نہیں تو ہم پر تیری لعنت نازل ہو۔ یعنی کسی قسم کا عذاب ہم پر وارد ہو۔ تب حافظ صاحب نے عبدالحق سے دریافت کیا کہ اس وقت مَیں بھی اپنے آپ پر بحالت کاذب ہونے کے لعنت ڈال چکا اور خدا تعالیٰ سے عذاب کی درخواست کر چکا اور ایسا ہی تم بھی اپنے نفس پر اپنے ہی مُنہ سے لعنت ڈال چکے اور بحالت کاذب ہونے کے عذاب الٰہی کی اپنے لیے درخواست کر چکے۔ لہٰذا اب مَیں تو اس بات کا اقرار کرتا ہوں کہ اگر اس لعنت اور اس عذاب کی درخواست کا اثر مجھ پر وارد ہوا۔ اور کوئی ذلّت اور رسوائی مجھ کو پیش آگئی تو مَیں اپنے اس عقیدہ سے رجوع کر لوں گا۔ سو اب تم بھی اس وقت اپنا ارادہ بیان کرو کہ اگر تم خدا تعالیٰ کے نزدیک کاذب ٹھہرے اور کچھ لعنت اور عذاب کا اثر تم پر وارد ہو گیا تو تم بھی اپنے اس تکفیر کے عقیدہ سے رجُوع کرو گے یا نہیں۔ فی الفور عبدالحق نے صاف جواب دیا کہ اگر مَیں اپنی اس بد دُعا سے سؤر اور بندر اور ریچھ بھی ہو جاؤں۔ تب بھی میں اپنا یہ عقیدہ تکفیر ہرگز نہ چھوڑوں گا اور کافر کافر کہنے سے باز نہیں آؤں گا۔ تب حاضرین کو نہایت تعجب ہوا کہ جس مباہلہ کو حق اور باطل کے آزمانے کے لیے اس نے معیار ٹھہرایا تھا اور جو قرآن کریم کی رُو سے بھی حق اور باطل میں فرق کرنے کے لیے ایک معیار ہے کیونکر اور کس قدر جلد اس معیار سے یہ شخص پھر گیا اور زیادہ تر ظلم اور تعصب اسکا اس سے ظاہر ہوا کہ وہ اس بات کے لیے تو تیار ہے کہ فریق مخالف پر مباہلہ کے بعد کسی قسم کا عذاب نازل ہو اور وہ اس کے اس عذاب کو اپنے صادق ہونے کے لیے بطور دلیل اور حُجّت کے پیش کرے، لیکن وہ اگر آپ ہی مَورد عذاب ہو جائیں تو پھر مخالف کے لیے اس کے کاذب ہونے کی یہ دلیل اور حُجّت نہ ہو۔ اب خیال کرنا چاہیئے کہ یہ قول عبدالحق کا کس قدر امانت اور دیانت اور ایمانداری سے دُور ہے۔ گویا مباہلہ کے بعد ہی اس کی اندرونی حالت کا مسخ ہونا کُھل گیا۔ یہودی لوگ جو مورد لعنت ہو کر بندر اور سؤر ہو گئے تھے۔ ان کی نسبت بھی تو بعض تفسیروں میں یہی لکھا ہے کہ بظاہر وہ انسان ہی تھے لیکن ان کی باطنی حالت بندروں اور سوروں کی طرح ہو گئی تھی اور حق کے قبول کرنے کی توفیق بکلی اُن سے سلب ہو گئی تھی اور مسخ شدہ لوگوں کی یہی تو علامت ہے کہ اگر حق کُھل بھی جائے تو اس کو قبول نہیں کر سکتے۔ جیسا کہ قرآن کریم اسی طرف اشارہ فرما کر کہتا ہے۔ وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا غُلْفٌ بَلْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَقَلِيْلًا مَّا يُؤْمِنُوْنَ[1]۔ وَقَوْلِهِمْ قُلُوْبُنَا غُلْفٌ بَلْ طَبَعَ اللّٰهُ عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا[2]۔ یعنی کافر کہتے ہیں کہ ہمارے دل غلاف میں ہیں۔ ایسے رقیق اور پتلے دل نہیں کہ حق کا انکشاف دیکھ کر اس کو قبول کریں۔ اللہ جلّشانہٗ اس کے جواب میں فرماتا ہے کہ یہ کچھ خوبی کی بات نہیں بلکہ لعنت

---

[1] البقرۃ: ۸۹ [2] النساء: ۱۵۶

مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ 325، طبع جدید از مرزا قادیانی | یہ حوالہ صفحہ 302 پر درج ہے

بہت سے اعتراضات محض نادانی اور ناسمجھی سے قرآن شریف پر کئے گئے ہیں حالانکہ وہ تمام باتیں حق اور حکمت کا سرچشمہ ہیں۔ مگر تعصب ایک ایسی بلا ہے جو غور کرنے نہیں دیتا۔ اس مضمون کے لکھنے کے وقت مندرجہ ذیل مجھے الہام ہوئے۔ اور میں نے بہتر سمجھا کہ ان کو لکھ دوں۔ اور وہ یہ ہیں:۔

اِنَّھُمْ مَا صَنَعُوْا ھُوَ کَیْدُ سَاحِرٍ وَلَا یُفْلِحُ السَّاحِرُ حَیْثُ اَتٰی۔ اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃِ رُوْحِیْ۔ اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃِ النَّجْمِ الثَّاقِبِ۔ جَآءَ الْحَقُّ وَزَھَقَ الْبَاطِلُ۔

اب ہم اس مضمون کو ختم کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ خدا تمام حاضرین کو بلکہ تمام دنیا کو راہ راست پر لاوے۔ آمین۔ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی۔

الراقم

خاکسار میرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود

۲۔ دسمبر ۱۹۰۷ء روز دوشنبہ ۲۵۔ شوال ۱۳۲۵ھ ۱۷ مگھر سمت ۱۹۶۴۔

یہ حوالہ صفحہ 302 پر درج ہے	چشمہ معرفت ص 68 مندرجہ روحانی خزائن ج 23 ص 436، از مرزا قادیانی

لکھے گا۔ ورنہ خود یہ لڑکے کی طرح کر پکارتا ہے۔ سمجھ جاویں گے۔ کہ جھوٹا ہے۔ کون منصف اس عذر کو سن سکتا ہے۔ کہ ایک آدمی
کہتا ہے۔ کہ تمہارا وید ناقص ہے۔ تم یہ احکام وید سے نکالدو۔ اگر ناقص نہیں تم یہ جواب دیتے ہو ہمیں فرصت نہیں۔ وید
یہاں موجود نہیں۔ بھلا یہ بھی جواب ہے۔ اس جواب سے تم جھوٹے ٹھیرتے ہو۔ جس حالت میں ہم پانسو روپیہ نقد دینا
کرتے ہیں۔ لو نمونہ تک دیتے ہیں۔ رجسٹری کرا دیتے ہیں۔ تو پھر اگر تمہارا وید بھی کچھ چیز ہے۔ تو کس دن
کے واسطے رکھا ہوا ہے۔ دس بیس روز کی ہم سے مہلت لے لو۔ پنڈت دیانند کو اپنا مددگار بنالو ہم کو وہ احکام نکالدو
جو ہم نیچے فرقان مجید سے نکالکر لکھیں گے۔ یا یہ اقرار کر دو۔ کہ یہ احکام ہمارے نزدیک ناجائز ہیں۔ تب پھر انکے ناجائز
ہونیکا ثبوت وید سے حوالہ دو۔ غرض تم ہمارے ہاتھ سے کہاں بھاگ سکتے ہو۔ اور یہ جو تم محض شرارت سے
بارادہ توہین حضرت خاتم الانبیاءؐ کی نسبت بدزبانی کرتے ہو۔ یہ محض تمہاری بداصلی ہے۔ اپنے پرچہ میں بھی تم نے
اسے ایسی اہانت سب پیغمبروں کی نسبت لکھی ہے۔

ہم کو خدا نے یہ شرف بخشا ہے کہ ہم سب پیغمبروں کی تعظیم کرتے ہیں

اور جیسا کہ خدا نے ہم کو فرمایا ہے۔ نجات سب مخلوقات کی اسلام میں سمجھتے ہیں۔ تم کو اگر حضرت خاتم الانبیاءؐ
پر کچھ اعتراض ہے۔ تو زبان تہذیب سے وہ اعتراض جو سب سے بھاری ہو تحریر کر کے پیش کرو
ہم تحریر کر دیتے ہیں۔ کہ اگر وہ اعتراض تمہارا صحیح ہوا۔ تو ہزار روپیہ (۱۰۰۰) ہم تم کو دینگے۔ اور تم ایک لو نمونہ لکھ دو کہ اگر
وہ اعتراض جھوٹا نکلا۔ تو سو روپیہ بطور جرمانہ تم ہم کو دو گے۔ اور اب اگر ہماری یہ تحریر سنکر چپ ہو جائے۔ اور اس طور پر بحث
شروع نہ کرو۔ تو ہر ایک منصف سمجھ جائیگا۔ کہ وہ سب توہین تم نے بے ایمانی سے کی تھی۔ اکثر لوگوں کا اکثر قاعدہ ہے کہ آفتاب
پر تھوکتے ہیں۔ اور بجھا ہوا چراغ لئے بیٹھے ہو۔ دنیا کو بڑی چیز سمجھ رکھا ہے۔ کہ موت سے ڈرتے نہیں۔ ورنہ ایسے
آفتاب کی توہین کرنا جو لمنہ دنیا کا ہے نری حرمزدگی ہے۔ چھوٹے آدمی کی یہ نشانی ہے۔ کہ جاہلوں کے روبرو
بہت لاف گزاف مارتے ہیں۔ مگر جب کوئی دامن پکڑ کر پوچھے کہ ذرا ثبوت دیکر جاؤ۔ تو جہاں سے نکلے تھے۔ وہیں داخل
ہو جاتے ہیں۔ اب ہم نیچے وہ احکام فرقان مجید کے لکھتے ہیں۔ کہ جن میں ہمارا یہ دعویٰ ہے۔ کہ وید میں یہ تمام احکام
ضرور یہ ہرگز موجود نہیں۔ اسلئے وید ناقص تعلیم ہے۔ اور تم کہتے ہو کہ ہیں اور ہم کہتے ہیں کہ ہرگز نہیں

اور لعنت اس شخص پر کہ جھوٹا ہے۔

اوّل۔ خدا تعالیٰ کی نسبت جو احکام فرقان مجید کے ہیں۔ خلاصہ آیات کا نیچے لکھتا ہوں۔

(۱) تم خدا کو اپنے جسموں اور روحوں کا رب سمجھو۔ جس نے تمہارے جسموں کو بنایا۔ اسی نے تمہاری روحوں کو پیدا کیا۔
وہی تم سب کا خالق ہے۔ اس بن کوئی چیز موجود نہیں ہوئی۔

(۲) آسمان اور زمین اور سورج اور چاند اور جتنی نعمتیں زمین آسمان میں نظر آتی ہیں۔ یہ کسی عمل کنندہ کے عمل کی پاداش

یہ حوالہ صفحہ 302 پر درج ہے	حیات احمد، حضرت مسیح موعود کے سوانح حیات جلد دوم نمبر اول صفحہ 25 از یعقوب علی عرفانی ایڈیٹر الحکم قادیان

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس پر قربان ہو جانے والے خوش نصیبوں کا ایمان افروز تذکرہ
شہیدانِ ناموسِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم
شہدائے جنگ یمامہ
غازی علم دین شہیدؒ
غازی حاجی محمد مانکؒ
غازی میاں محمد شہیدؒ
غازی عبداللہ شہیدؒ
غازی فاروق احمد
غازی احمد دین شہیدؒ
غازی زاہد حسینؒ
غازی عامر عبدالرحمن چیمہؒ
شہدائے تحریک ختم نبوت 1953ء
غازی عبدالقیوم شہیدؒ
غازی مرید حسین شہیدؒ
غازی عبدالرشید شہیدؒ
غازی منظور حسین شہیدؒ
غازی محمد صدیق شہیدؒ
غازی عبدالمنانؒ
غازی بابو معراج دین شہیدؒ
غازی محمد عمران وحید
کے موضوع پر اور بہت سے دوسرے اہم مقالات
ظلمت دہر میں ''چراغ اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم'' کی اجلی اور کومل لوؤں سے اجالا کرنے والے ضوریز و ضیا بار ماہتابی و آفتابی کرداروں کا روشن تذکرہ
تھانوں کی تنگ و تاریک حوالاتوں، پھانسی گھاٹوں کی بے نور فضاؤں اور جیلوں کی کال کوٹھڑیوں میں ''آبروئے ما ز نام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم است'' کا ورد کرنے والے کفن بردوش مجاہدوں کی زندہ جاوید روداد اور انوکھے مشاہدات
ایک ایسی کتاب جس کا ایک ایک لفظ ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ آور ہونے والے بد طینت انسان نما ابلیسوں کے ایوانوں کے لیے برق قضا کی حیثیت رکھتا ہے۔
یہ کتاب محض ایک کتاب نہیں .... خواجہ بطحا صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت پر کٹ مرنے والوں اور دشمنان رسالت مآبؐ کے ناپاک وجود سے دھرتی کو پاک کرنے والی پاکیزہ ہستیوں کا مختصر مگر مبسوط انسائیکلو پیڈیا ہے۔
اپنی نوعیت کی منفرد کتاب جس کا مطالعہ آپ کے جذبہ ایمانی کو ایک نیا ولولہ عطا کرے گا

آزادیٔ اظہار کے نام پر

ترتیب و تحقیق

محمد متین خالد

اسلام اور ناموسِ رسالت ﷺ کے خلاف مغرب کے تعصّب،
ڈُوہرے معیار اور بھیانک سازشوں پر مبنی تحقیقی دستاویز

ناقابلِ تردید حقائق، تہلکہ خیز واقعات، ہوش رُبا انکشافات

ایک منفرد اور اچھوتے موضوع پر لکھی جانے والی شاہکار کتاب جو اپنے دامن میں سموئے ہوئے ہے:

- انسانی آزادی، انسانی حقوق اور آزادیٔ اظہار کے نام نہاد علمبرداروں کے مکروہ چہروں کی نقاب کشائی۔
- بے لگام آزادیٔ اظہار کے خبط میں مبتلا مغرب کی اسلام کے خلاف ناپاک سازشوں کے زہریلے واقعات۔
- دلائل و براہین اور حقائق و انصاف کے میدان میں مغرب کی علمی و اخلاقی شکست کی سبق آموز کہانی۔
- اخلاق، مساوات اور رواداری کا درس دینے والے مغربی تھنک ٹینکس کی ہٹ دھرمی، تنگ نظری، رعونت، عدم برداشت اور دشنام طرازیوں کے قابلِ شرم نمونے۔
- دینِ اسلام کے دنیا بھر میں غیر معمولی پھیلاؤ سے کلیسا کی پریشانی اور بدحواسی کے قابلِ دید مناظر۔

ایک ایسی کتاب جو مسلمانوں کی بے حسی اور بے بسی کا نوحہ کرتے ہوئے، ان کے خوابیدہ ضمیر کو جھنجھوڑتے ہوئے، ان کی دینی غیرت و حمیّت کو جگاتے ہوئے، انہیں احساسِ ندامت کے ساتھ رلاتے ہوئے اور انہیں ان کی ذمہ داریوں کا فریضہ یاد دلاتے ہوئے ایک ولولہ تازہ اور ضربِ کلیمی عطا کرتی ہے۔

پڑھیے اور تحفظ ناموسِ رسالت ﷺ کے لیے آگے بڑھیے۔ شفاعتِ رسول ﷺ آپ کی منتظر ہے۔

علامہ اقبالؒ اور فتنہ قادیانیت

شہرہ آفاق دانشوروں کی فکر انگیز، تحقیقی اور تاریخی تحریریں

- مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ
- (ر) جسٹس جاوید اقبال
- پروفیسر ڈاکٹر ایوب صابر
- آغا شورش کاشمیریؒ
- نعیم آسیؒ
- محمد عطا اللہ صدیقی
- خالد نظیر صوفی
- سید نذیر نیازی
- پروفیسر یوسف سلیم چشتیؒ
- مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
- صاحبزادہ خورشید احمد گیلانیؒ
- میر شکیل الرحمٰن
- ڈاکٹر وحید قریشی
- ڈاکٹر وحید عشرت
- ڈاکٹر عبدالغنی فاروق
- پروفیسر خالد شبیر احمد
- جعفر بلوچ
- علیم ناصری
- عبدالمجید خاں ساجد
- محمد حنیف شاہد
- حکیم عنایت اللہ نسیم سوہدرویؒ
- کلیم اخترؒ

ایک ایسی کتاب جو

- علامہ اقبالؒ کے عشق رسالت مآب ﷺ، غیرتِ اسلامی اور حمیت ملی کے آئینہ دار ایمان افروز واقعات اپنے دامن میں لیے ہوئے ہے۔
- علامہ اقبالؒ کے افکار و نظریات کی روشنی میں قادیانیت کی فتنہ طرازیوں کا مکمل محاکمہ، تجزیہ اور تحلیل کرتی ہے۔
- علامہ اقبالؒ کے مقالات، خطبات، توضیحات، شاعری اور مکاتیب کو جو قادیانیت کے خلاف قولِ فیصل اور حرفِ آخر کا درجہ رکھتے ہیں، اپنے اندر سموئے ہوئے ہے۔

علامہ اقبال سے دلی محبت اور ذہنی ارادت رکھنے والوں کے لیے ایک شاہکار تحفہ

ماہر اقبالیات جناب محمد سہیل عمر ڈائریکٹر اقبال اکادمی اور نامور کالم نگار جناب حافظ شفیق الرحمٰن ایڈیٹر انچیف اُردو پیپر ڈاٹ کام کی گرانقدر علمی تقاریظ کے ساتھ

کارکنانِ تحفظِ ختم نبوت کے لیے خصوصی رعایت | ہر اچھے بک سٹال پر دستیاب ہے

قادیانیت برطانوی سامراج کا خودکاشتہ پودا

محمد متین خالد صاحب جیسے دیدہ ور قوموں میں کبھی کبھی پیدا ہوتے ہیں، جو اپنے عمل صالح سے زندگی کو جنت کر لیتے ہیں اور تاریخ جنہیں اپنے کشادہ دامن میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے محفوظ کر لیتی ہے۔ وہ اقبالؔ کے ایسے مردِ مومن ہیں جو ایک عمر سے رزمِ حق و باطل میں ایمان آفرین فولادی قوت کے ساتھ راہِ حق پر ایستادہ ہیں۔ تحفظ ناموس رسالت کے خارزاروں میں اترنا جان جوکھوں میں ڈالنے کے مترادف ہے، مگر جناب متین خالد گزشتہ تین عشروں سے ''ردِ قادیانیت'' کے محاذ پر ملحدوں، مرتدوں اور زندیقوں سے نبرد آزما ہیں۔

قادیانیت برطانوی سامراج کا خودکاشتہ پودا بہت ہی انگشت بدنداں کر دینے والی کتاب ہے، جس میں متین خالد صاحب نے بڑی عرق ریزی اور جانفشانی سے مرزا غلام احمد قادیانی کی اپنی ہی کتابوں، تحریروں اور ''فرمودات'' سے ثابت کیا ہے کہ قادیانیت انگریز کا بویا ہوا فتنہ ہے جس کا مذہب اسلام سے کوئی تعلق واسطہ نہیں ہے۔ انگریز سرکار کی خوشامد قادیانیوں کا مقصدِ حیات شروع سے تھا اور آج بھی ہے، کتاب کو کسی قسم کے ابہام اور شک وشبہ سے محفوظ بنانے اور وسوسوں سے پاک کرنے کے لیے مرزا غلام احمد قادیانی کے چھوٹے چھوٹے ندامت آمیز اقتباسات کے عکسی ثبوت بھی اس میں شامل کر دیئے گئے ہیں جن میں:

- سلطنتِ برطانیہ امن وراحت کی پناہ گاہ!!
- جہاد ختم!!
- دین کے لیے لڑنا حرام ہے!!
- مکہ معظمہ سے لندن بہتر!!
- سکون نہ مکہ میں نہ مدینہ میں!!
- سرکار انگریز پھل دار درخت کی طرح ہے!!
- گورنمنٹ انگریز کا زمانہ.........روحانی اور جسمانی برکات کا مجموعہ'' وغیرہ وغیرہ۔

درج بالا خرافات سے اندازہ کرنا مشکل نہیں رہا کہ قادیانی ٹولہ مذہبی تو سرے سے تھا ہی نہیں لیکن ان کا سیاست جیسے مقدس علم و عمل سے بھی کوئی سابقہ نہیں ہے۔ یہ محض درباریوں، خوشامدیوں، بھانڈوں، بے یقینوں، لادینوں اور اٹھائی گیروں کا ''راہ گم کردہ'' ایک ایسا گروہ ہے جس کا کوئی مذہب و مسلک یا دین دھرم نہیں ہے۔

رب تعالیٰ اس فتنے سے امتِ مسلمہ کو محفوظ و مامون رکھے!! آمین!!

جبار مرزا
اسلام آباد